شیعیت کا اصلی روپ

[اردو ترجمہ بمع جدید حاصل کردہ حیرت انگیز انکشافات]

طبع اول ________ جون ۱۹۹۲ء

صفحات

(۱) لکھا ہوا مواد ________ ۳۶۶ صفحات

(ii) حوالجات کے ثبوت میں شیعوں کی معتبر کتابوں سے لئے ہوئے عکس (فوٹو) } ۲۳۶ صفحات

کل صفحات ________ ۶۰۲ صفحات

۱۔ مصنف ________ غلام محمد ولد مرحوم الھڈنہ میمن

۲۔ مترجم ________ ابو عائشہ محمد حسین شاہ
(فاضل وفاق المدارس العربیہ پاکستان)

۳۔ کاتب ________ ابو محمد جمیل عبدالمجید اراکانی

ھدیہ ۱۵۰/= روپے

غلام محمد ولد مرحوم الھڈنہ میمن
مٹیاری

مصنف کی تصنیف اور شائع شدہ کتب

۱. حق کی تلاش (سندھی)
۲. شیعیت کا اصلی روپ (سندھی)
۳. حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں (سندھی)
۴. اسلام اور شیعیت میں ماتم کی حیثیت (سندھی)
۵. اسلام اور شیعیت کا تقابل ۔ تقابلی مطالعہ (سندھی)

خط و کتابت کا پتہ :
غلام محمد میمن ولد الھڈنہ مرحوم ۔
مکان نمبر ۳۰۰ ۔ اے ، غریب آباد کالونی
نزد زبیدہ گرلز کالج ۔ حیدر آباد ۔ سندھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شيعيت جو اصلي روپ (سندھی)

کا اردو ترجمہ

شیعیت کا اصلی روپ

فہرست مضامین

بابِ اوّل

بابِ چہارم

بابِ پنجم

شیعیت کا اصلی روپ۔ حصّہ دوم

اثنیٰ عشریہ شیعوں کے معتبر بنیادی کتابوں کے نام، ان کے سرورق اور حوالجات کے صفحات کے عکس (فوٹو)

شیعیت کا اصلی روپ۔ حصہ دوم

اثنیٰ عشریہ شیعوں کے معتبر بنیادی کتابوں کے نام، ان کے سرورق اور حوالجات کے صفحات کے عکس (فوٹو)

حلب کے چالیس رافضی شیعوں کا زمین میں دھنس جانے کا مشہور عبرت ناک واقعہ

حلب کے رافضی شیعوں کی چالیس ۴۰ افراد پر مشتمل ایک جماعت امیر مدینہ کے پاس آئی اور ان کو نہایت قیمتی سامان اور نادر تحائف بطور رشوت دے کر اس بات پر راضی کر لیا کہ وہ سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے پاک اجسام کو حرم پاک سے نکال کر لے جانے میں مدد دیں گے چنانچہ امیر مدینہ نے حرم پاک کے خدام کے رئیس شمس الدین صواب کو بلایا اور یہ حکم دیا کہ آج رات کچھ لوگ مسجد نبوی میں آئیں گے، وہ جو کچھ کریں انہیں کرنے دینا۔ شیخ صواب کو کسی طرح معلوم ہوگیا کہ یہ لوگ کس ناپاک ارادہ سے آئیں گے، پھر عشار کی نماز کے بعد جب سب لوگ چلے گئے اور شیخ نے حرم پاک کے دروازے بند کر دیئے تو کچھ دیر کے بعد حرم پاک کے باب السلام پر دستک ہوئی۔ شیخ نے دروازہ کھولا تو ایک دم وہ لوگ پھاوڑے، کدال، ٹوکریاں وغیرہ لے کر حرم شریف میں داخل ہوگئے، وہ لوگ روضۂ انور کی طرف بڑھتے چلے گئے اور منبر شریف کے قریب ہی نہ پہنچ پائے تھے کہ اچانک زمین پھٹ گئی اور ان بد باطنوں کو مع ساز و سامان کے نگل گئی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار!

(خلاصہ تاریخ مدینۃ المنورہ از محمد عبدالمعبود ص۲۶۳ اور تاریخ حرمین شریفین حصہ دوم ضمیمہ ص۱۶۷ از علامہ عباس کرارہ مصری۔ ترجمہ و حواشی الفلاح بی۔اے)

حرم شریف میں جس جگہ ان کو زمین نے نگل لیا تھا آج بھی حرم شریف کے فرش میں وہ جگہ خاص نشان سے دکھائی گئی ہے، چنانچہ جن لوگوں کو اس واقعہ کا علم ہو جاتا ہے وہ خدام حرام پاک سے مل کر وہ جگہ دیکھ سکتے ہیں۔ الحمدللہ میں بھی ۱۹۹۲ء کو رمضان المبارک میں عمرہ پہ گیا تو میں نے بھی چند آدمیوں کے ساتھ یہ نشان خود دیکھے (مصنّف)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ مترجم

یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ شیعیت اسلام کے خلاف ایک زیرِ زمین زبردست سازش ہے، جو دین اسلام کا ایک فرقہ نہیں بلکہ یہودیت، عیسائیت، مجوسیت، ہندو دھرم اور بدھ مت سے مرکب ایک خود تراشیدہ دین ہے جس کا دین اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے، چنانچہ اس مذہب میں عیسائیت کی طرح کفارہ کا تصور ہے تو مجوسیت کی طرح آگ پر ماتم کی صورت میں آگ کی عبادت کی بھی تعلیم ہے۔ آپ نے بارہا دیکھا ہوگا کہ یہ لوگ جھنڈوں پر نذرانے اور منتیں اور ان کا طواف بھی عبادت کے طور پر کرتے ہیں، سیدنا علیؓ کو غلو کر کے اللہ سبحانہٗ تک پہنچا دینا بھی عقیدہ کے طور پر موجود ہے۔ اور ہندو دھرم اور بدھ مت کی طرح تصویروں کو نہ صرف جائز بلکہ عبادت کی حد تک ان کی تعظیم کرنا بھی موجود ہے، جیسا کہ ایرانی جرائد و رسائل اور کتب سے ظاہر ہے، چنانچہ حکومت ایران کی وزارت اطلاعات و نشریات کی نگرانی میں شائع ہونے والے دو ماہی جریدہ الہدیٰ کے ہر شمارہ میں کسی نہ کسی پیغمبر کے احوال میں اس کی تصویر دی جاتی ہے، نہ صرف یہ بلکہ مقدس خواتین کی بھی تصویریں مثلاً حضرت خدیجہؓ اور حضرت فاطمۃ الزہراؓ اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ وغیرہ کی بھی تصویریں دی جاتی ہیں اور حال ہی میں ہمیں ایک ایسی تصویر بھی ملی ہے جس کو دیکھنے سے یہ تصور بندھ جاتا ہے کہ شیعوں نے اپنے بارہ اماموں کو ان کے مکین گاہوں سے نکال کر یکجا ایک قطار میں بٹھا کر ان کے ہاتھ میں تلوار دیکر ان کا گروپ فوٹو لیا ہے۔

تو کیا یہ تصویر پرستی اور تصویروں کی تعظیم نہیں؟ اسی طرح قرآن کریم کو اصلی صورت پر تسلیم نہ کرنا اور تحریفِ قرآن کا قائل ہونا اور اصحابِ رسول اور اہلِ بیت رسول ازواجِ مطہرات کی تکفیر کرنا یہ تمام باتیں دین اسلام کی صراحت کے ساتھ مخالفت کرتی ہیں۔ یہ تمام باتیں خواص تو جانتے ہوں لیکن ان سے عوام الناس تو بالکل ناواقف ہیں کیونکہ شیعوں کا لٹریچر پوشیدہ ہے۔ یہاں تک کہ آجکل شیعوں کی طرف سے جو لٹریچر شائع ہو رہا ہے اس میں ان کی معتبر کتابوں مثلاً "کافی کلینی"، "الاستبصار"، "من لایحضرہ الفقیہ"، "تہذیب الاحکام"، "فصل الخطاب"، "احتجاج طبرسی"، "منتہی الآمال"، "کشف الاسرار"، "حق الیقین"، اور

سید مقبول احمد شاہ دہلوی کی تفسیر مقبول (ترجمہ معہ تفسیر) جس کی تصدیق شیعوں کے ۱۲ معتبر علماء و مجتہدین نے ان الفاظ میں کی ہے کہ "یہ تفسیر مذہبِ اہلِ بیت کے مطابق ہے ، وغیرہ کے نام تک نہیں لکھتے اس لئے کہ کہیں ان کے باطل مذہب کا بھانڈا نہ پھوٹ جائے ۔

اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ شیعوں کے کفریہ عقائد اور نظریات ان کی کتبِ معتبرہ سے پیش کردیئے جائیں تاکہ اس مذہب کے عقائد پر جو دبیز پردے چڑھائے ہوئے ہیں وہ دُور ہو جائیں ۔

محترم جناب غلام محمد صاحب نے اس حقیقت کو محسوس کرتے ہوئے سندھی زبان میں "شیعیت جو اصلی روپ" کے نام سے ایک ضخیم کتاب تصنیف کردی اور بفضلہٖ تعالیٰ اس کتاب کو وہ مقبولیت حاصل ہوئی کہ دو سال کے اندر دوسرا ایڈیشن مارکیٹ میں آگیا ۔ کتاب کی اہمیت اس بات کی متقاضی ہے کہ کتاب کا اردو ترجمہ پیش کیا جائے تاکہ افادیت عام ہو جائے ۔ اردو زبان میں یوں تو بہت لٹریچر موجود ہے لیکن اس کتاب کی جو خوبی ہے وہ کہیں نظر نہیں آتی ۔

یہ کتاب آغاز کتاب کے علاوہ بارہ (۱۲) ابواب پر مشتمل ہے ، ان میں سے گیارہ (۱۱) ابواب میں شیعیت کو ہر معاملہ میں قرآن و سنت (اسلام) کے خلاف زیرِ زمین یہودی سازش ثابت کرنے کیلئے ثبوت پیش کئے گئے ہیں ۔ کیونکہ ہر مذہب کتابی ہوتا ہے اور شیعیت بھی ایک کتابی مذہب ہے لہذا انکے کافرانہ عقائد کو انکے اول درجہ کی معتبر کتابوں کے حوالوں سے ثابت کیا گیا اور ان حوالجات کے حاضری ثبوت میں ان کتابوں کے صفحات کے عکس بھی لگائے گئے ہیں اسلئے کہ کوئی بھی شیعہ مجتہد و عالم اپنے مذہبی جھوٹ کتمان اور تقیہ کا سہارا لیکر ان حوالجات کو غلط اور بے بنیاد کہکر مسلمانوں کو دھوکہ نہ دے سکے ۔ اس کتاب کا بارھواں (۱۲) باب اس کتاب کی تکمیل کرتا ہے جسمیں شیعوں پر عالم اسلام کیطرف سے کافر و مرتد ہونے کے فتوے اور فیصلوں کا مواد دیا گیا ہے ۔ اسطرح یہ کتاب اسلام کے مقابلہ میں شیعیت کا ایسا دستاویزی چہرہ پیش کرتا ہے جس کا کوئی بھی شیعہ عالم و مجتہد انکار کر ہی نہیں سکتا ۔

اس کتاب کا اردو ترجمہ میں نے کیا ہے اور کتاب کی تصحیح اُردو ، فارسی ، عربی اور سندھی اور انگریزی زبانوں کے ایک ماہر عالم و ادیب نے کی ہے ، اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر دے ۔ اگر موصوف تصحیح نہ فرماتے تو کتاب میں بہت کچھ خامیاں رہ جاتیں ۔ امید ہے کہ یہ کتاب سندھی کی طرح اردو میں بھی مقبولیت عامہ حاصل کریگی ۔ اللہ تعالے ہماری کاوش کو قبول فرمائے اور ہمارے ایمان کی حفاظت فرماوے ۔ آمین ۔

خادم اہل سنت
ابو عائشہ محمد حسین شاہ
فاضل وفاق المدارس العربیہ پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آغازِ کتاب

یہ کتاب انتہائی اہم اور سخت ضرورت کے تحت تالیف کی گئی ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ ہی سے یہ حقیقت آشکار ہو کر سامنے آئے گی کہ مصنف کو اس تحقیقی نوعیت کی کتاب لکھنے کی ضرورت کیونکر پیش آئی اور اس پر اس تحقیق کے دوران کیسے کیسے دل دہلانیوالے انکشافات ہوئے۔ اور اس کتاب کو لکھتے ہوئے اُس کو کیسے کیسے مشکل مراحل عبور کرنے پڑے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصّلوٰۃ والسّلام علیٰ سیّدنا محمّد خاتم النبیّین وعلیٰ الہ واصحابہ والتابعین لھم باحسان اِلیٰ یوم الدّین۔

شیعوں کی پوری دُنیا کے دستور سے چند نرالی خصوصیات

شیعہ مذہب، دنیا کا وہ واحد مذہب ہے، جس کی بنیاد چند ایسے اصول اور نکات پر رکھی گئی ہے، جو دنیا کے دیگر تمام مذاہب، مسالک، اخلاقی فلسفوں اور تاریخ انسانی کی ابتدار سے تسلیم شدہ اور بنے ہوئے اصولوں کے قطعی خلاف ہے۔ اُن میں سے چند انتہائی اور بنیادی نکات یہ ہیں:-

(آ) اسلاف دشمنی

شیعیت، دنیا کا وہ تنہا مذہب ہے، جس کا پہلا بنیادی پتھر ہی، اُن پاک اور مقدس ہستیوں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے نفرت کرنے، ان کو (نعوذ باللہ) مرتد، کافر، لالچی، مکار، منافق، رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے اہل و عیال کا دشمن سمجھنے اور اُن پر سب دشنم کرنے اور اُن پر لعنتیں برسانے کے اصول پر رکھا گیا ہے۔ حالانکہ یہی پیغمبر اسلام پر پہلے ایمان لانے والے تھے، جنہوں نے اسلام اور رسول پاکؐ کے کٹر دشمنوں کے ہر قسم کے ظلم و تشدد، بھوک و پیاس، جانی و مالی الغرض تمام خطرات کا پوری قوت ایمانی سے مقابلہ کیا اور اسلام اور اللہ کی راہ میں اپنے پیغمبر کی معیت میں وہ قربانیاں دیں اور سچائی، بلند ہمتی، جانثاری، حق پرستی، اپنے آقا

اور ہادی سے والہانہ محبت اور دیگر اخلاقی خوبیوں کی ایسی ایسی حیرت انگیز مثالیں قائم کیں، کہ اسلام کے کٹر دشمن تاریخ نویس عیسائی اور یہودی بھی ان پر انگلی اٹھا کر، کسی عیب کی نشاندہی نہیں کر سکے اور دنیا کی موجود لائبریریاں آج بھی اس حقیقت کے لئے بین گواہ ہیں، دنیا کے کئی مؤرخ، سیاست دان، حکمران، فلسفی حتیٰ کہ مذہبی دور کا کٹر ہندو لیڈر "گاندھی" بھی، مختلف انداز سے، حضرت عمرؓ کی ایمانداری، سادگی، بے غرضی جرأت، اعلیٰ فہم اور انتظامی صلاحیتوں کی تعریف کرتے ہوئے، ان کی تقلید کی تلقین کرتا ہے، لیکن آج تک کوئی بھی شیعہ عالم ایسا پیدا نہیں ہوا، جس نے ان (حضرت عمرؓ) پر سب سے زیادہ سب و شتم کرنے کی تلقین نہ کی ہو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جو صحابیؓ، جتنا اعلیٰ اور جسکی ایمانی قوت اور اسلام کے لئے قربانیاں اور کارنامے جتنے زیادہ ہونگے، اس کے لئے شیعوں کے پاس گالیوں کے سہرے بھی اتنے ہی زیادہ ہونگے۔ پوری دنیا کے غیر مسلم مؤرخ بھی، اس بات پر متفق ہیں کہ، محمدؐ کی سب سے بڑی کامیابی، اس کے ساتھی تھے، اور اسلام کی جلد اور تیز اشاعت کا سب سے بڑا سبب اُن کی بے غرضی، بہادری، اسلام اور پیغمبر اسلام سے سچی محبت، وفاداری اعلیٰ کردار اور اسلام سے سچا تعلق تھا، لیکن شیعہ اس نکتہ پر متفق ہیں کہ افضل الانبیاءؐ، نے تئیس[۲۳] برس میں جو جماعت تیار کی، وہ ان کی رحلت کے بعد، تین چار آدمیوں کے علاوہ باقی سب مرتد اور کافر ہوگئے۔ انہوں نے قرآن میں بڑے پیمانے پر تبدیلیاں کیں، احادیث میں جھوٹ کی آمیزش کی اور بڑی سازشیں کیں، حضور کے اہلِ بیت کے حقوق غصب کئے اور ان کو طرح طرح کی تکلیفیں دیں وغیرہ، امام خمینی تو اپنی تصنیف "کشف الاسرار" میں یہاں تک لکھتا ہے کہ:۔

> "ان اصحاب کو، اسلام اور قرآن سے کوئی سروکار نہیں تھا، انہوں نے صرف حکومت حاصل کر کے، اپنی بُری نیتوں کو پورا کرنے کے لئے قرآن اور اسلام کو وسیلہ بنایا تھا (اور وہ دل سے ایمان ہی نہیں لائے تھے) مسلمان تحریف کا جو عیب یہودیوں اور عیسائیوں پر انکی کتابوں توریت اور انجیل کے بارے میں لگاتے ہیں، وہ عیب، قرآن کی تحریف کے بارے میں ان اصحاب پر ثابت ہے"

(اصل عبارت ترجمہ سے صفحہ ۱۰ پر اور عکس کتاب صفحہ ۵۲۵ پر ملاحظہ فرمائیں)

شیعوں سے کوئی پوچھے، کہ تئیس (۲۳) برس کے عرصہ دراز میں، ان صحابہ کرامؓ نے بے شمار جانی و مالی صعوبتیں برداشت کیں، دن و رات جنگلوں میں، بیابانوں میں، پہاڑوں میں، گھاٹیوں اور غاروں میں،

اور لڑائیوں کے میدانوں میں گذارے اور ان داستانوں سے انسانی تاریخ بھری پڑی ہے۔ انہوں نے اپنے بچوں بیویوں، بیٹیوں، ماں باپ اور مال و دولت کے نقصانات برداشت کئے اور در بدر ہوئے، کبھی حبش میں پناہ گزیں ہوئے، تو کبھی بے سروسامانی کی حالت میں مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی، کیا یہ سب کچھ محض اقتدار حاصل کرنے کے لئے کیا تھا، کہ جب وہ اقتدار حاصل ہوا، تو اس وقت پورا وقت ایک جوڑا پہننے، خالی زمین پر سونے، رات کو رعیت کی نگہبانی کرنے، زیتون کا تیل اور جَو کی خشک روٹی کھاتے گذارا۔ اپنے گھر کے افراد کو بھی، رعایت دینا گوارا نہیں کیا۔ اپنی اولاد کو کسی بھی عہدہ اور منصب پر فائز نہیں کیا، غنیمت کا مال آیا، تو اپنے افراد خانہ کے علاوہ سب میں تقسیم کر دیا۔ یا سب لوگوں کے حصوں کے موافق گھر والوں کو بھی دیا لیکن دوسروں سے زیادہ کبھی نہ دیا۔ پھر کیا ایسے بے سود اور بے فیض اقتدار کے لئے انہوں نے ایسی سازشیں کیں اور زندگی بھر سخت تکلیف وصعوبت برداشت کرتے رہے لیکن بیت المال سے نہ اپنے لئے اور نہ اپنے افراد خاندان کے لئے کوئی خصوصی مراعت لی اور نہ بیجا فائدہ اُٹھایا۔ کیا دنیا میں ایسے لالچی، خود غرض، غاصبوں اور منافقوں وغیرہ کی دوسری بھی کوئی مثال ہے؟

لیکن جہاں اندھے تعصب کے ایسے پردے چڑھے ہوں یا چڑھائے گئے ہوں، وہاں پر ان عقل و فہم کے دلائل کی گنجائش کہاں! میں سمجھتا ہوں کہ دنیا کے کسی مذہب اور قوم کو تو چھوڑیں، لیکن کسی معمولی سیاسی پارٹی میں بھی ایسا اندھیر کہیں نظر نہیں آئیگا، کہ ان کے اسلاف اور اپنی پارٹی کے بانی ارکان اور ان کے جانثار ساتھیوں کو اس طرح ذلیل سمجھا گیا ہو اور کیا گیا ہو! ہر ایک سمجھدار شخص، قوم اور طبقہ اپنے اسلاف کی قدر کرنے، ان کی کوتاہیوں اور خامیوں کو بھی نظر انداز کرنے اور ان کی کسی نہ کسی طرح احسن طریقہ سے تاویل پیش کرنیکی کوشش میں مشغول نظر آئے گا، لیکن شیعہ مذہب جیسا اندھیر کہیں بھی نظر نہیں آیا ہے اور نہ آئیگا۔

۴۔ سُنّیوں سے ازلی عداوت

اپنے اسلاف۔ یا۔ زیادہ صحیح عبارت میں یوں کہا جائے کہ اہل سنۃ والجماعۃ کے ان جلیل القدر، بے داغ اسلاف سے، اس حد تک بغض و عداوت کا فطری اور نفسیاتی اثر بھی رونما ہونا چاہیئے اور یہی اثر ہمیشہ نمایاں نظر آیا ہے کہ صحابہ کرامؓ سے دلی عقیدت رکھنے والے ہر ایک طبقہ، خصوصًا اہل سنۃ والجماعۃ سے، شیعوں کو ہمیشہ، دلی عداوت اور بغض رہتا ہے۔ انکی عام خواہ خاص محفلوں میں، مواعظ و تقاریر میں، کتب و رسائل میں، حتیٰ کہ، عام گرے ہوئے منشیات کے عادی کش لگانے والوں کی محفلوں میں بھی ایسے نعرے گونجتے نظر آتے ہیں کہ "علی کے منکرین پر لعنت"۔ اہل

بیت کے منکرین پر لعنت"، "عمر کے ساتھیوں پر لعنت" وغیرہ وغیرہ (نعوذ باللہ منہا) ظاہر ہے کہ ان تمام نعروں سے، ان کی مراد اہل سنت والجماعت مسلمان ہی ہوتے ہیں۔ اِن کی محفلوں میں، اللہ کے حقیقی دشمنوں، اس کے منکروں، دہریوں، مشرکوں اور باطل پرستوں کا ایسا کوئی تذکرہ نہیں ہوتا ہے، لہذا اس کا فطری نتیجہ یہی ہوتا ہے اور ہونا بھی چاہیئے کہ شیعوں کا پہلا اور آخری اور تنہا مقصد یہ ہوتا ہے کہ، کسی طرح اہل سنت والجماعت والوں کو نیست و نابود کیا جائے، جو ان کے کہنے کے مطابق، ائمہ اور اہل بیت کے دشمن ہیں (باقی دیگر تمام غیر مسلم طبقہ گویا کہ ان کے سچے عاشق صادق اور مطیع ہیں، جن کے خلاف زبان چلانا بڑا گناہ ہے) تاریخ گواہ ہے کہ جہاں بھی، جب بھی، شیعوں کو حکومتی یا گروہی یا کوئی معمولی اقتدار بھی حاصل ہوا، تو انہوں نے اسی اقتدار کو، سنیوں کے خلاف استعمال کیا اور تعصب اور تشدد کے مظاہرے کئے، جن کی مثال غیر مسلموں کے ہاتھوں سے بھی مشکل ہی نظر آئے گی، اس کی تفصیل، اس کتاب کے باب یازدہم میں مذکور ہے۔ زیادہ ہر ایک خود سوچ کر تاریخ کا مطالعہ کر سکتا ہے۔ یہ بھی شروع سے لیکر آج تک کی، ایک مسلمہ تاریخی حقیقت ہے، جس کا انکار ہو ہی نہیں سکتا، کہ شیعوں کی تبلیغ اور ان کی تبلیغ و اشاعت کا ہدف ہمیشہ غیر شیعہ مسلمان رہے ہیں، دوسرے مذاہب کی قلعی کھولنے اور اُن کے متبعین میں اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے، تقیہ کے پردوں میں بھی، انہوں نے کہیں بھی، کوئی کام نہیں کیا ہے، حالانکہ، دوسرے تمام مذاہب اور مسالک کا دستور یہ ہوتا آیا ہے کہ وہ اپنے مذہب کی تبلیغ و اشاعت غیروں میں کرتے ہیں۔

(۳) جھوٹ اور فریب کو مذہبی رکن بنانا دنیا کے تمام مذاہب، مسالک، انسانی اور اخلاقی فلسفوں میں جھوٹ، فریب، مکاری، دھوکہ دہی اور حق کو چھپانا بغیر کسی اختلاف کے ایسے اخلاقی رذائل ہیں، جو انتہائی قابلِ مذمت اور انسانیت کی آخری پستی کی نشاندھی شمار کئے جاتے ہیں۔ لیکن شیعیت دنیا کا واحد تنہا مذہب ہے کہ جس میں یہ اخلاق سوز برائیاں کتمان اور تقیہ کے نام سے اہم مذہبی اصول اور رکن بنے ہوئے ہیں، جن کے لئے ان کے بقول، اِن کے ائمہ کی احادیث ہیں کہ "دین کے دس حصص میں سے نو (۹) حصے تقیہ (جھوٹ بولنے) میں ہیں"۔ "تقیہ ہمارے آباء واجداد کا دین ہے"، "جس نے تقیہ نہیں کیا وہ بے دین ہے"۔ "آپ شیعہ ایسے دین پر ہیں، کہ جو کوئی اس کو چھپائیگا (کتمان کریگا)، تو اللہ اس کو عزت دے گا اور جو اِس کو ظاہر کرے گا تو اللہ اُس کو ذلیل و خوار کریگا"۔ "جو کوئی شیعہ ہماری حدیث ظاہر کریگا تو خدا تعالیٰ اس کا ایمان ہی چھین لے گا" وغیرہ وغیرہ۔ اِس بارے میں زیادہ مستند تفصیل

باب چہارم میں بیان کی گئی ہے اور وہاں دیکھ سکتے ہیں اور ضرور دیکھیں۔

④ شیعوں کی تبلیغ کا نشانہ غیر مسلم نہیں بلکہ سنی مسلمان ہیں

ہر ایک مذہب کی تبلیغ کے لئے، اس مذہب کے عقائد، اصول اور خوبیوں کو، دنیا کے سامنے پیش کرکے، پھر اپنے مذہب کی حقانیت قبول کرانے کے لئے دوسروں کو دعوت دی جاتی ہے۔ جس مذہب کی بنیادی کتابوں، عقائد اور اصولوں کو اپنے چند مخصوص افراد کے سوا باقی اپنے اور دوسروں سے بھی مخفی رکھنے کی تاکیدی تعلیم ہو، اس مذہب میں ایسی خوبیاں، عقائد اور اصول کہاں سے آئے، جن کو دنیا کے سامنے پیش کرکے، اغیار کو وہ مذہب سمجھایا جائے یا غیروں میں اس مذہب کی تبلیغ کی جائے؟ نتیجتاً شروع سے، شیعہ مذہب کی تبلیغ کا ہدف غیر مسلم نہیں بلکہ صرف سنی مسلمان ہی رہے ہیں اور رہتے آئے ہیں، سنیوں سے بھی شیعہ اپنے اصل عقائد اور بنیادی کتابیں چھپاتے ہیں، کیونکہ انکی معلومات، ہر غیر شیعہ کو، شیعہ مذہب سے متنفر کرنے کے لئے کافی ہیں۔ سنی مسلمانوں کو اہل بیت رسولؐ سے جو سچی محبت ہے، شیعوں نے اس سے اس طرح فائدہ حاصل کیا ہے کہ وہ شیعہ "اہل بیت کی محبت" یا "اہل بیت کے حبدار عاشقِ صادق" کے پرفریب نعرہ سے شروع میں سنیوں کو اپنی طرف قریب کرتے ہیں اور بعد میں آہستہ آہستہ ان کو اپنا ہمنوا بنا کر صحابہ کرامؓ اور نبی علیہ السلام کی ازواج مطہرات کے بارے میں متنفر کرنے کا سلسلہ شروع کرتے ہیں۔ اس طریقہ سے شیعہ، سنی مسلمانوں کو شیعہ بنانے میں پوری طرح کامیاب ہوئے ہیں۔ نتیجہ ہمارے سامنے ہے کہ شروع سے اسلام میں نفری اضافہ، اسلام کے عقائد، اصولوں اور خوبیوں کو غیر مسلموں کے سامنے پیش کرکے غیر مسلموں کو مسلمان بنانے سے وجود میں آیا ہے بخلاف اس کے کہ شیعیت میں نفری اضافہ سنی مسلمانوں کو "اہل بیت کی محبت" کے پرفریب نعرہ سے پھنسا کر بعد میں اس کو شیعہ بنایا گیا ہے یا سنیوں پر کسی نہ کسی طرح سے سیاسی برتری حاصل کرکے ان کو تشدد اور تکلیف کا نشانہ بنا کر شیعہ ہونے پر مجبور کیا گیا ہے یا ان کو ہجرت اور نقل مکانی کرنے پر مجبور کیا گیا ہے، جیسے پچھلے دنوں ایران میں خمینی صاحب کے دور میں سنیوں کے ساتھ ہو رہا تھا اور اب ان کے بعد بھی ہو رہا ہے۔ (باب یازدہم مطالعہ کریں) یہ فرق بھی ایسا ہے، جس میں شیعہ مذہب، دنیا کے دیگر مذاہب سے جداگانہ اور الگ نظر آتا ہے۔

⑤ شہیدوں پر ماتم

دنیا کے ہر مذہب، ہر قوم اور قبیلہ کا شروع سے ہر جگہ یہ دستور رہا ہے کہ حق اور سچ کی بلندی کے لئے اور دوسروں کی بھلائی کے لئے، کسی قومی اور اعلیٰ

مقصد کے لئے جان قربان کرنے والے سپوتوں کو وہ اپنے لئے فخر کا نشان اور عزت کا ذریعہ سمجھتے ہیں، انکی بہادری اور دلیری کی داستانیں فخر سے پیش کرتے ہیں، اس لئے کہ دوسرے بھی ان کی بہادری اور دلیری سے سبق حاصل کریں اور وہ یہ خاص خیال رکھتے ہیں کہ ان بہادروں، مجاہدوں اور سپوتوں پر کوئی بھی آہ و فغاں نہ کرے، نوحہ اور بین نہ کرے۔ مائیں، بہنیں اور بیویاں ان سرفروشوں کے لئے فخریہ طور پر یوں کہتی ہیں کہ ہمارے بہادر سرفروشوں کی قربانیوں پر نوحہ اور بین کرکے ان کے سنہری کارناموں اور قربانیوں کی شان کو یوں نہ گھٹایا جائے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن شیعہ اس معاملے میں بھی پوری دنیا سے نرالے ہیں۔ اسلام اور حق کی سربلندی کے لئے سیدنا حسینؓ، ان کے اہل بیت اور ساتھیوں نے جو بے مثال قربانیاں دیں اور جس بہادری، جرأت اور خوش دلی سے سب کچھ برداشت کیا، وہ ہماری تاریخ کا تو کیا، تاریخ انسانی کا بھی زریں باب ہے، لیکن ان کی یاد میں اور محبت کے نام پر کیا کیا؟ کیا کیا جاتا ہے اور کس طرح سے کیا جاتا ہے، وہ ہمارے سامنے ہے۔ مسلسل دس روز آہ و فغاں میں گذارے جاتے ہیں، اس طرح کہ شہدائے کربلا کے اہل بیت کے نام لیکر انکی طرف سے ایسے الفاظ میں نوحہ کیا جاتا ہے اور مرثیے پڑھے جاتے ہیں مزید اس کے ڈھول کے تاشے اور شہنائیاں بھی ان مرثیوں ہی کی طرز پر بجائی جاتی ہیں، جن سے یوں سمجھ میں آتا ہے کہ گویا بادل ناخواستہ، ہر ایک دین کا مجاہد محض مجبوراً اس وقت روتا پیٹتا، دوسروں کو رخصت کر رہا ہے۔ (العیاذ باللہ) اب تو یہ صورت حال عاشورہ کے دس دنوں میں ریڈیو اور ٹی وی کے پروگراموں کا حصّہ بھی بن گئی ہے۔ اللہ کے دین اسلام کے سچّے سرفروشوں کی اعلیٰ شہادت کی دنیا کے سامنے یہ خوب اچھی یاد ہے جس کو اسلام تو کیا، دنیا کے کسی بھی مذہب، قوم اور قبیلے نے آج تک اپنوں کے لئے کبھی بھی قابل تقلید بننے نہیں دیا، بلکہ ایسی حرکت کو سلیم الطبع انسانی فطرت نے ہمیشہ نفرت کے قابل سمجھا ہے اور حقیقت میں اس کی انسانی فطرت بھی مذمت کرتی ہے، یہ سب کچھ ایسے لفظوں میں، ایسے طریقوں سے کیا، یا کرایا جاتا ہے کہ مجھے یقین ہے کہ، کوئی بھی شیعہ گھرانہ، اپنے گھر کے کسی بہادر کا سوگ بھی اس طرح منانا پسند نہیں کریگا! مزید اس عقل پر ایک ماتم کے اوپر دوسرا کونسا ماتم کیا جائے کہ ان ماتم کے دنوں میں کتنے ہی نشے پینے اور ان میں رواجی دنوں کے مقابلے میں چوگنا پانچ گنا اضافہ ہو جاتا ہے، اور دوسری بھی کتنی ہی غیر معیاری حرکات ہوتی ہیں، جن کا یہ قلم تو کیا، لیکن دوسرے کسی اور کا قلم بھی لکھنے کا متحمل نہیں ہے اور یہ باتیں اور حرکتیں کسی سے بھی مخفی نہیں ہیں۔

⁂

۶۔ **سالم مزاج انسانوں کی شیعہ مذہب سے دوری** شیعہ مذہب کی یہ چند بیان کردہ خصوصیات ہی ایسی ہیں کہ یہ عام انسانی دستور، عقل سلیم و فہم منتقیم کے دائرہ سے قطعاً خارج ہیں اور مصنف کا یہ مشاہدہ ہے کہ تقیہ اور کتمان کے تیز اسلحہ میں چھپے ہوئے شیعہ مذہب کی تفصیلی تعلیم اور عقائد سے بالکل ناواقف ہونے کے باوجود اکثر مسلمان شیعہ مذہب سے صرف اس لئے محفوظ ہیں کہ ان کا ذہن اور فہم کبھی بھی سارے جہاں سے یہ نرالی باتیں اور حرکتیں قبول نہیں کرتا۔ میرے ذاتی مشاہدے میں کتنے ہی ایسے مسلمان ہیں جو بیچارے صرف برائے نام موروثی مسلمان ہیں اور اسلامی تعلیم سے قطعی ناواقف ہونے اور عملی طور پر اسلام سے غیر وابستگی کے باوجود، شیعہ مذہب کو صرف اسلئے قبول کرنے کے لئے تیار نہیں کہ اس مذہب کے پوری دنیا سے الگ اور نرالے اقوال اور روایات ان عام مسلمانوں کے فہم اور سمجھ سے باہر ہیں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ کسی سلیم الفطرت اور صحیح فہم رکھنے والے انسان کیلئے یہ مذہب سمجھنا ناممکن ہے۔ مجھ سے اس رائے میں کوئی بھی شخص اختلاف کرسکتا ہے لیکن میری دیانتدارانہ رائے وہی ہے جو میرے مشاہدہ اور تجربے کی روشنی میں روز بروز مضبوط ہوتی جاتی ہے کہ شیعہ مذہب کو شروع سے لے کر زیادہ تر ان افراد اور اقوام نے قبول کیا ہے جن کے مزاج اور سرشت میں نسلی اور قومی فخر، غرور یا تعصب کا عنصر زیادہ غالب رہتا ہے چنانچہ ابتدائی دور میں ہی ایران میں شیعہ مذہب تیزی سے پروان چڑھا کیونکہ اہل ایران، خاندانی سلطنت کے معتقد تھے۔ صدیوں سے ایران میں قائم سلطنت اور دنیوی جاہ وجلال نے اس قوم میں نسلی غرور دیگر اقوام سے بالاتری کی پکی بنیاد ڈال دی تھی، اسلام نے اسکو مٹی میں ملا دیا تھا۔ پس جو بات شیعوں کے دل میں جوش مار رہی تھی اس کے نتیجہ میں ایرانیوں کو شیعہ مذہب میں دگنی تسکین نظر آئی (۱) ان کے اوپر عربوں کی بالادستی کا خاتمہ (۲) مذہب کی آڑ میں خاندانی اور نسلی فخر اور غرور کی یکطرفہ بالادستی قائم ہوجانیکی یقینی امید (دیکھئے ص۶۴) آپ اگر بنظرِ غائر سوچیں گے تو ایران کے علاوہ دوسرے ملکوں میں بھی آپ کو زیادہ تر ایسی ذہنیت رکھنے والی قوموں، قبیلوں اور افراد میں شیعہ مذہب زیادہ پروان چڑھتا نظر آئیگا مثلاً سادات کرام، پیر و مشائخ عظام، میر اور مرزا صاحبان وغیرہ اور دیگر ایسے حکمران اور خاندانی اور نسلی جاہ و جلال کے قائل بننے یا ان کی کفالت اور زیر اثر رہنے والے یا رہنے پر مجبور کئے ہوئے یا سماجی طرح مغلوب لوگ۔

۷۔ **کچھ اپنے (مصنف کے) بارے میں** میں اس کتاب کا مصنف متوسط طبقہ سے تعلق رکھنے والا عام

مسلمان ہوں، جس کا زیادہ تر وقت اللہ والوں اور بے غرض حقانی علمار کے ساتھ نشست و برخاست، گفت وشنید اور پوچھنے اور سننے کے ذوق میں گذرا ہے گھر کے ماحول اور اپنے مزاج کے سبب ابتدار سے ہی مندرجہ بالا بیان کردہ نکات دل اور دماغ میں کچھ اس طرح منقش تھے کہ شیعیت کے غیر فطری اور باطل مذہب ہونے کا عقیدہ میرے دل کے یقین کا حصہ بنا ہوا تھا۔ عام طور پر یوں سننا رہتا تھا کہ شیعہ مذہب کا بانی عبداللہ بن سبا یہودی تھا، یہ لوگ قرآن کے بارے میں تحریف اور تبدیلی کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہراتؓ اور آپؐ کے ساتھیوں صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین پر سب وشتم کرتے ہیں، تبرا اور لعنتیں کرتے ہیں (معاذ اللہ) اور یہ مذہب مکمل طور پر صحابۂ کرامؓ کی عداوت پر تعمیر شدہ ہے۔ شیعوں کے محرم کے ماتم کی غیر معیاری اور غیر فطری حرکتیں جن کو ابتدار آفرینش سے ساری دنیا میں کبھی بھی، کسی بھی انسانی فطرت نے اپنے لئے قبول نہیں کیا ہے، ان حرکات سے میرے دل میں ہمیشہ نفرت رہی اور اسی کے نتیجہ میں، میں شیعہ حضرات سے دل سے متنفر رہا ہوں۔ اور اس کے بارے میں زیادہ دلچسپی لیکر، شیعوں کے تفصیلی عقیدوں، عبادتوں وغیرہ کو ان کی معتبر ترین مذہبی کتابوں سے مطالعہ کر کے معلوم کیا جائے، اس کی میں نے کبھی بھی ضرورت محسوس نہیں کی۔

علمار کرام اور اہل اللہ کے مواعظ اور صحبت سے یہ بات مضبوطی سے میرے ذہن نشین ہو گئی تھی کہ اسلام کے لئے قادیانیت نے ایک بڑا چیلنج پیدا کر دیا ہے، جس کے مقابلے میں، سارے پاک وہند میں تقریباً تمام علمار کرام میدان میں نکل آئے اور علمار کرام اور مسلمانوں کو اس پیچیدہ مسئلے کو حل کرانے میں وقتاً فوقتاً بڑی بڑی قربانیاں پیش کرنی پڑیں۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ! آخر کار یہ سو سالہ پرانا، عظیم فتنہ جس کو فرنگی حکومت کی مکمل پشت پناہی حاصل تھی، علمار اہل سنت والجماعت کی مرضی کے مطابق، سرکاری سطح پر، مرحوم بھٹو صاحب کے دور حکومت میں قادیانیوں کو کافر، مرتد، خارج از اسلام جماعت قرار دیکر فیصلہ کیا گیا اور اس کے بعد آج قادیانی نہ صرف پاکستان میں بلکہ پوری مسلم دنیا میں کافر اور مرتد کہے اور تسلیم کئے جاتے ہیں۔

۳۔ شیعہ مذہب کی بابت دل دہلانے والی معلومات

اس کے دوران لکھنؤ انڈیا سے شائع ہونے والے جریدہ الفرقان میں ایرانی انقلاب اور شیعیت کے بارے میں کچھ ایسے مسلسل مضامین آنے لگے جنہوں نے دل ودماغ کو بالکل جھنجھوڑ دیا اور دل کا سکون ختم ہو گیا۔ پھر جلد ہی

اس رسالہ کے مدیر حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ کی تازہ لکھی ہوئی کتاب ایرانی انقلاب[1] (ایرانی انقلاب، امام خمینی اور شیعیت) پہلی مرتبہ ۱۹۸۴ء میں شائع ہوکر ہاتھوں میں پہنچی۔ مولانا نعمانی صاحب مدظلہ کا رسالہ ان کے مضامین اور کتابیں میرے لئے ہمیشہ کافی مؤثر رہے ہیں، آپ کی سلیم مزاج سنجیدہ اور مدلل طرز تحریر، دین کا درد اور دین کا فہم، عمیق مطالعہ، پرہیزگاری، تقویٰ اور پر خلوص ناصحانہ تحریر میرے لئے ابتدا سے قابل قدر رہی ہے۔ مولانا موصوف اپنی تحریر میں بڑے محتاط ہوتے ہیں لیکن اس کتاب میں اسّی برس سے زیادہ عمر والے اس بزرگ عالم کی تحریر میں اتنا جوش، ولولہ، دینی حمیت اور درد نظر آیا اور اس کتاب میں شیعہ مذہب کے عقائد خود خمینی صاحب کی تصنیف کردہ کتابوں سے اس شیعہ عالم کے اپنے عقائد اور ان کے لائے ہوئے "شیعہ ایرانی انقلاب" کے بعد سارے عالم اسلامی کے لئے اس کے مذموم ارادوں اور عزائم کے بارے میں ایسے حیرت انگیز انکشافات دیکھنے میں آئے جو دل دہل گیا۔ آنکھوں پر گویا کہ شیعہ مذہب کے بارے میں پٹیاں بندھی ہوئی تھیں جن کو اس کتاب نے کھول دیا، طبیعت کو کسی طرح چین نہیں آرہا تھا۔ طبیعت میں جیسا کہ ابتدا سے ہی زیادہ احتیاط قائم رہا ہے خصوصاً جن معاملات میں دوسروں کے بارے میں کچھ کہنا یا غور کرنا پڑتا ہے تو جب تک ان کے بارے میں ذاتی طور پر گہری تحقیق نہ کی جائے تب تک خاموش رہنا زیادہ پسند کرتا ہوں، اس لئے اس دل دہلا دینے والی کتاب اور اس میں شیعوں کے بارے میں حیرت انگیز انکشافات نے بے چین کر دیا اور آرام ختم ہوگیا دل میں شیعہ مذہب کا تفصیلی مطالعہ، تحقیق اور ان کی اصلی بنیادی کتابوں کو، جن پر اس مذہب کی مکمل عمارت تعمیر شدہ ہے ان کو دیکھنے کے لئے ایسی تحریک پیدا ہوگئی جس کا ہر وقت ذہن پر بوجھ سوار رہتا تھا۔ کتابیں لیتا اور مطالعہ کرتا گیا اور اس کے ساتھ ہی مختلف علمائے کرام اور کتب خانوں کو بھی دیکھتا رہا، اسی دوران الفرقان رسالہ میں شیعیت کے بارے میں مزید مضامین اور انکشافات کا سلسلہ جاری رہا اور یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ اس وقت الفرقان میں جس موضوع پر مواد آرہا ہے، وہ ہے یہودیت اور ایرانی انقلاب (الفرقان اپریل ۱۹۸۷ء)۔ حضرت مولانا عتیق الرحمان صاحب کا تہران میں ایرانی انقلاب

---

[1] اس کتاب کی اہمیت اور مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جائے کہ یہ کتاب پاکستان کے مختلف شہروں میں تجارتی کتب خانوں اور دینی اشاعتی اداروں نے صرف دس ماہ کی قلیل مدت میں دو لاکھ نسخے چھپوا کر شائع کئے ہیں اس کتاب کا انگریزی ترجمہ بھی شائع ہوا ہے، عربی ایڈیشن مصر میں شائع ہوچکا ہے فارسی اور فرانسیسی زبان میں اس کے تراجم شائع کیے گئے ہیں۔ (بحوالہ الفرقان لکھنو انڈیا جنوری ۱۹۸۶ء) ذالک فضل اللہ یؤتیہ الخ

کی سالگرہ پر آنکھوں دیکھا مشاہدہ اور اس کی تفصیل بھی رسالہ الفرقان میں شائع ہوئی جو بعد میں کتابی شکل میں کراچی سے بھی شائع ہوئی حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کی کتاب "دو متضاد تصویریں" یعنی اسلام کیا ہے اور شیعیت کیا ہے بھی شائع ہو کر سامنے آئی، ان تازہ کتب و رسائل اور میرے مطالعہ اور تحقیق کے بعد شیعوں کے اصلی عقائد اور خمینی صاحب کے ایرانی انقلاب اور ایران عراق جنگ کو طول دینے کے بارے میں اور اس کے مسلم دنیا کے لئے ناپاک توسیعی عزائم وغیرہ کے بارے میں میرے اوپر جو حیرت انگیز انکشافات ہوئے۔ ان کا خلاصہ مندرجہ ذیل عنوان "شیعوں کے عقائد کا اصلی روپ" میں پیش کرتا ہوں۔

۴۔ **شیعوں کے عقائد کا اصلی روپ** سب سے اہم انکشاف یہ ہوا کہ شیعیت بذات خود ایک الگ مذہب ہے جو کہ بنیادی عقائد، ارکان، عبادات، فقہی مسلک وغیرہ کے ہر ایک معاملہ میں جزئیات تک قرآن وسنت کے خلاف، متوازی اور ایک الگ تعلیم دیتا ہے۔ اور اسلام اور شیعیت آپس میں کہیں بھی نہیں ملتے لہذا یہ نہایت عظیم اور خطرناک غلطی ہے اور ہوگی، بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ یہ دوسرے مسلمانوں کو دھوکہ دینا ہوگا کہ یوں کہا جائے کہ شیعہ مذہب کے متبعین اسلام کا ہی ایک فرقہ ہیں، اسلام کی ساری تعلیم کی بنیاد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت (اور ختم نبوت اور آپؐ پر نازل شدہ کتاب قرآن مجید اور حضور علیہ السلام کی سنت (اور احادیث ہیں، شیعہ ان تینوں معاملوں میں اس طرح قطعی علیحدہ مسلک اور عقیدہ رکھتے ہیں کہ :-

① **قرآن کے بارے میں تحریف کا عقیدہ** قرآن کریم کے بارے میں شیعہ اثنا عشریہ کا عقیدہ جو کہ ان کی پہلی بنیادی کتاب کافی کلینی سے لیکر آج کے دور کے شیعوں کے حاضر امام خمینی کی تصانیف تک ہر مقام پر یہ لکھا ہوا ملتا ہے اور نیز ان کی تفاسیر وغیرہ میں بھی علی الاعلان بیان کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کی رحلت کے فورًا بعد آپؐ کے ساتھیوں نے اپنے ناپاک ارادوں کی تکمیل کے لئے، حضرت علیؓ کے حقوق غصب کرنے کے لئے، اپنی مرضی کے مطابق قرآن میں بے شمار تحریفیں اور تبدیلیاں کیں اور یہ قرآن وہ اصلی قرآن نہیں جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا، وہ قرآن صرف حضرت علیؓ نے جمع کیا تھا اور اس وقت امام الزماں (امام العصر امام غائب مہدی) کے پاس ہے، جو کہ ۲۶۰ھ ہجری سے غائب لیکن زندہ ہیں (معاذاللہ) جب وہ ظاہر ہونگے تو اصل قرآن نکال کر باہر لائیں گے۔ موجودہ قرآن سے آل محمد کے حقوق کے بارے میں، حضرت علیؓ کے خلیفہ اول بننے (خلیفہ بلافصل) کے

بارے میں نیز حضرت علیؓ اور ان کی اولاد میں امامت کے بارے میں، ائمہ کے ناموں سمیت جو کچھ نازل ہوا تھا وہ سب کچھ نکالا گیا ہے اور بے شمار آیات تحریف اور تبدیل کر کے اس قرآن میں لکھی گئی ہیں اور داخل کی گئی ہیں (تفصیل کے لئے دیکھئے باب دوم)۔

④ حدیث اور سنت کو رد کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور سنن قرآن پاک کی تفسیر اور تشریح ہیں۔ حدیث سے مراد حضور علیہ السلام کے اقوال اور ارشادات ہیں اور سنت سے مراد آپؐ کے اعمال اور جو اعمال آپؐ کے صحابہ کرامؓ سے صادر ہوتے ان کی عملی صورت کو سنت کہا جاتا ہے ان دونوں حدیث اور سنت کے ابتدائی پہنچانیوالے راوی بھی قرآن کریم پہنچانیوالوں کیطرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ ہو سکتے تھے، اور وہی ہیں۔ حدیث و سنت کی روشنی میں نہ صرف قرآن کریم کی صحیح منشاء، معنی اور مفہوم متعین ہوتا ہے بلکہ مذہب اسلام کے ہزاروں ایسے جزئیاتی مسائل ہیں جنکی تفصیل پیغمبر کریمؐ کی حدیث و سنت ہی سے ملتی ہے۔ اس بارے میں بھی شیعوں کی راہ اسلام سے بالکل الگ اور جدا ہے۔ شیعہ تقیہ کر کے سنت و حدیث کا نام تو لیتے ہیں لیکن درحقیقت حدیث و سنت سے ان کی اصل مراد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور اعمال نہیں ہیں جن کے پہلے راوی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ ہو سکتے ہیں اور وہی ہیں۔ جو کہ پوری سند اور سلسلہ سے احادیث کی مشہور معتبر کتابوں میں جمع کئے ہوئے ہیں بلکہ شیعوں کے نزدیک کیونکہ تمام صحابہؓ تین یا چار کے علاوہ باقی سب ناقابل اعتبار، غاصب منافق، لالچی، خود غرض، مرتد اور کافر تھے (نعوذ باللہ) جنہوں نے قرآن ہی کو تبدیل کر دیا تو پھر احادیث پر کیا اعتبار۔ پھر شیعوں کے پاس احادیث کی اپنی مرتب کی ہوئی دوسری الگ کتابیں ہیں جن کی آخری سند حضور علیہ السلام کی ذات گرامی نہیں بلکہ شیعوں کے ائمہ ہیں۔ اور سنت و حدیث سے ان کی مراد وہی روایتیں ہیں جو ائمہ کے ناموں سے منسوب ان کی کتابوں میں مرقوم ہیں۔ یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی مشہور کتابوں سے جن کو "صحاح ستہ" کہا جاتا ہے، شیعوں کی روایتوں کی معتبر کتابوں کو جن کو وہ "اصول اربع" کہتے ہیں تقابل میں لایا جائے تاکہ اصل حقیقت مکمل طور سے واضح ہو سکے۔

اسلام میں حضور علیہ السلام کی احادیث کی مشہور کتابیں (صحاح ستہ)	شیعہ مذہب میں ائمہ کیطرف منسوب روایات کی مشہور کتابیں (اصولِ اربع)
۱۔ **مؤطا امام مالک**: از امام مالک بن انس ولادت ۹۵ھ ہجری وفات ۱۷۹ھ ہجری۔	۱۔ **الجامع الکافی**: از ابوجعفر محمد بن یعقوب کلینی رازی وفات ۳۲۸ھ حال ہی میں ۱۳۹۱ھ میں ایران سے ۸ جلدوں میں چھپی ہے۔
۲۔ **صحیح بخاری**: از امام ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری۔ ولادت ۱۹۴ھ وفات ۲۵۶ھ۔	۲۔ **من لایحضرہ الفقیہ**: از محمد بن علی ابن بابویہ قمی وفات ۳۸۱ھ حال ہی میں ۱۳۹۰ھ میں ایران سے بھی چھپی ہے چار جلدوں میں ہے۔
۳۔ **صحیح مسلم**: از امام حافظ مسلم بن حجاج القشیری ولادت ۲۰۴ھ وفات ۲۶۱ھ۔	۳۔ **استبصار**: از ابوجعفر محمد بن حسن طوسی۔ وفات ۴۶۰ھ حال ہی میں ۱۳۹۰ھ میں ایران سے چار جلدوں میں چھپی ہے۔
۴۔ **جامع ترمذی**: از امام ابوعیسیٰ محمد بن موسیٰ ولادت ۲۰۹ھ وفات ۲۷۹ھ۔	۴۔ **تہذیب الاحکام**: از ابوجعفر محمد بن حسن طوسی وفات ۴۶۰ھ حال ہی میں ۱۳۹۰ھ میں ایران سے بھی دس جلدوں میں چھپی ہے۔
۵۔ **سنن ابوداؤد**: از امام ابوداؤد سلیمان بن الاشعث ولادت ۲۰۲ھ وفات ۲۷۵ھ	※ ※ ※
۶۔ **سنن نسائی**: از امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب ولادت ۲۱۴ھ وفات ۳۰۳ھ	(عکس صفحہ ۴۲۸، صفحہ ۵۰۳، صفحہ ۵۰۵، صفحہ ۵۰۶)
۷۔ **سنن ابن ماجہ**: از ابوعبداللہ محمد بن یزید ولادت ۲۰۹ھ وفات ۲۷۳ھ۔	

شیعوں کے بارے میں قرآن میں تحریف اور تبدیلی کے عقیدے کی بات تو عوام میں بھی مشہور رہے لیکن انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو بھی رد کیا ہے۔ اس حقیقت سے تو ہمارے اکثر علماء کرام بھی ناواقف ہیں اور میرے اوپر بھی یہ انکشاف تب ہوا جب میں نے ان کی اصل بنیادی کتابیں دیکھیں ہیں جن کا میں نے یہ مختصر تقابل کرایا ہے۔

۴ ختم نبوت کے انکار کی قطعی صورت پہلے بیان کردہ حقائق کو سامنے رکھ کر بعد میں شیعیت پر سوچا جاتا ہے تو اس میں ختم نبوت کا معاملہ اس طرح بنے ① قرآن مجید

شیعوں کے نزدیک تحریف اور تبدیل شدہ ہے ② حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو وہ رد کرتے ہیں اور ان کے پاس بالکل الگ، ائمہ کے ناموں سے ہزارہا متوازی روایات ہیں جو قرآن کریم کی واضح تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متواتر احادیث کی ضد اور مقابل ہیں اور شیعہ مذہب کی پوری عمارت اُن روایات کی عملی شکل ہے ③ ان کے عقیدہ کے موجب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ جن کی تعداد کم و بیش سوا لاکھ ۱۲۵۰۰۰ ہے ان میں سے حضرت علی، حضرات حسنین اور دیگر تین چار افراد کے سوا باقی تمام حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد فوراً مرتد اور کافر بن گئے (نعوذ باللہ من شر ذالک) وبعبارۃ اخری شیعوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تیئیس ۲۳ سالہ دور نبوت والی زندگی کے تمام سرمایہ کو بیکار بنا دیا ہے جس کے معنی یوں سمجھنے چاہئیں کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی بن کر آنے کو ہی بے فائدہ اور بے فیض کہا ہے۔ (العیاذ باللہ) پھر جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی بن کر مبعوث ہونے کا تصور ہی بے فائدہ بن جائے تو اس مذہب میں ختم نبوت کا حقیقی تصور بھی کہاں آئیگا (عقیدہ تو بڑی دور کی بات ہے)۔

حقیقت یہ ہے کہ شیعہ مذہب میں امامت کے نام سے نبوت سے بھی افضل اور اعلیٰ مذہب ایجاد کیا گیا ہے۔ جس کی موجودگی میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا عقیدہ اس طرح گم ہو جاتا ہے جو اس کا خالی تصور بھی تلاش کرنے سے نہیں ملتا (اس کے بارے میں آپ کو مزید تفصیلات اس کتاب میں جگہ جگہ ملیں گی خاص کر باب دوم، پنجم، ششم اور ہفتم ضرور دیکھیں)۔

۵ر شیعوں کے ان عقائد میں سے ہر ایک کا صریحاً کفر ہونا

ہر شخص کو معلوم ہے کہ پوری دنیا کے علماء کرام کا یہ متفق علیہ فتویٰ ہے کہ قادیانی مسلمان نہیں ہیں کیونکہ یہ اسلام کے ایک اہم بنیادی عقیدہ ختم نبوّت کے منکر ہیں اور یہ حضور علیہ السلام کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہیں اور اس کے اوپر وحی آنے کے قائل ہیں تو پھر یہ ظاہر ہے کہ ① جہاں قرآن کی تحریف کا عقیدہ ہو ② امامت کے نام میں نبوت ہو ③ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو رد کیا گیا ہو، تو پھر ان لوگوں کو اسلام کا یا مسلمانوں کا ایک فرقہ کہنا یا ان لوگوں کا خود کو مسلمانوں کا ایک فرقہ کہلانا، کس طرح سے درست ہو سکتا ہے؟ یہ ایک ایسا سادہ اور آسان سوال ہے جو کسی عام مسلمان کو اس کا جواب دینے میں دیر نہیں لگے گی بشرطیکہ اس کو مذکورہ حقائق کا صحیح علم ہو یا اس کو صحیح حقائق سے آگاہ کیا گیا ہو، چنانچہ شیعوں کے بارے میں بھی یہ حقیقت ثابت ہے کہ ابتدائی دور سے لیکر ہماری پوری اسلامی دنیا کے جید علماء نے ان کے خارج از

اسلام ہونے کے بارے میں فتوے دیئے ہیں (دیکھئے باب ۱۲) یہ تین باتیں ۱، ۲، ۳، جو کہ شیعوں کے عقائد کا اصلی روپ" میں بیان ہو چکیں ان کے علاوہ علمار اہل سنت کا اس بات پر بھی متفق علیہ کفر کا فتویٰ موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کو کافر اور مرتد کہنے والا کافر ہے کیونکہ قرآن مجید میں بے شمار مواقع پر صحابہ کرامؓ کی تعریف کی گئی ہے اور ان کے لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیثوں میں، واضح الفاظ میں، ان کے ناموں سے بھی بہت بشارتیں موجود ہیں، پھر ان پاکیزہ ہستیوں کے لئے بدکلامی کرنے سے قرآن کی بے شمار آیات اور حضور علیہ السلام کی احادیث کا انکار لازم ہو جائیگا اور یہ بات صریحًا کفر ہے (ملاحظہ فرمائیں باب ۱۲)۔

۶، ہمارے علمار کرام کی حیرت انگیز لاعلمی

یہ سب کچھ معلوم کرنے اور "شیعہ مذہب کے اصلی روپ" سے واقف ہونے کے بعد فطری طور پر مجھے یہ جستجو رہی کہ اس عظیم فتنہ کے بارے میں ہمارے علمار نے کیا کیا ہے اور کیا کر رہے ہیں، کیا لکھا ہے اور کیا لکھ رہے ہیں؟ لیکن میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب میں نے دیکھا کہ سوائے صرف انگلیوں پر گنے جانے کے لائق تعداد علمار کے جو کہ شیعہ مذہب کے اصلی روپ اور حقائق سے اچھی طرح واقف ہیں اور ان کے بارے میں وہ بیشک مواعظ اور تقاریر کے ذریعہ اپنی تمام قوتیں صرف کر رہے ہیں باقی تمام علمار اس بارے میں قطعی لاعلم اور خاموش بنے بیٹھے ہیں۔ بیشتر علمار کو "شیعہ مذہب کی اصلی حقیقت" ان کے عقائد، علمی ماخذ، فقہ، شیعہ مذہب کی تاریخ وغیرہ کے بارے میں مشکل سے اتنی معلومات ہے جتنی ایک عام درمیانے درجے کے مسلمان کو ہوتی ہے۔ مدارس اسلامیہ میں بھی منطق اور فلسفہ کی تعلیم کا تو اعلیٰ سے اعلیٰ انتظام کیا ہوا ہے، قادیانیت کے فتنہ کا سدباب کرنے کے لئے (وہ بھی کسی حد تک) اور ختم نبوت کے عقیدہ کی تعلیم کا تو انتظام ہے لیکن شیعیت کے اتنے بڑے فتنہ کو سمجھنا، مسلم دنیا کے لئے خمینی صاحب کے تباہ کن توسیعی عزائم کی واقفیت رکھنا، خود پاکستان میں اندرونی اور بیرونی دباؤ سے شیعیت کا کس طرح جال بچھایا جا رہا ہے، اس میں ریڈیو اور ٹیلیویژن انتظامیہ کیسا کردار ادا کر رہے ہیں؟ (اس کے لئے ضروری نہیں ہے کہ خود کو، ٹی وی دیکھنے کا پابند بنایا جائے) اخبار و رسائل میں کیا چھپتا ہے، شیعوں کی کون کونسی کتابیں، رسائل، بلیٹن یا اشتہارات شائع ہو کر مسلمانوں کے گھروں میں مفت بغیر ایڈریس دینے کے پہنچائے جاتے ہیں اور ان میں کیا کیا لکھا ہوتا ہے، یہ سب معلومات رکھنا غیر ضروری سمجھا گیا ہے۔ اکثر مدارس کی لائبریریوں میں شیعوں کی بنیادی ضخیم کتابیں تو اپنی جگہ ہیں، خود سنیوں کے جید علماء کی پرانی مشہور کتابیں تحفۂ اثنا عشریہ فارسی اور اس کا اردو ترجمہ، از شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ، آیات بینات، از نواب سید محمد مہدی علی، نصیحۃ الشیعہ، از حضرت مولانا احتشام الدین مرادآبادی،

تحفۃ الوہاب، از حضرت مولانا عبدالوہاب گلال سندھی ہیں، شیعہ حضرات سے ایک سو سوالات اردو اور سندھی وغیرہ بھی موجود نہیں، جہاں ہیں تو وہاں بھی صرف کتب خانوں کی زینت بنا کر رکھی گئی ہیں، کس کو ضرورت پڑی ہے جو ان کو کھول کر مطالعہ کرے کہ ان میں شیعیت کے بارے میں کیا لکھا ہوا ہے (انا للہ وانا الیہ راجعون) نتیجہ ظاہر ہے کہ ہمارے اکثر علماء کرام بلکہ یوں کہا جائے کہ چند علماء کے سوا جو کہ مکمل وقت اس عظیم فتنہ کی بیخ کنی میں مصروف ہیں۔ ان کے علاوہ شیعیت کے بارے میں باقی سب علماء ایک عام درمیانہ درجہ کے مسلمان جتنا علم رکھتے ہیں اور بس۔ پھر چند علماء کرام اور وہ بھی بے سروسامان اس عظیم ترین فتنے کا ایسے حالات میں کیسے مقابلہ کر سکتے ہیں، اور ان سے کیا ہو سکے گا۔ جبکہ ان چند علماء کو باقی تمام علماء کی اخلاقی مدد بھی میسر نہیں۔ اور ان میں سے کچھ علماء دنیوی طمع میں آکر شیعوں کی مجالس میں جاکر اور ریڈیو، ٹیلیویژن پر شیعوں کے پروگراموں میں شریک ہو کر شیعیت کے فروغ میں نمایاں کردار ادا کر کے اسلام کے لئے ضرر رساں بن رہے ہیں نہ یہاں پر میں یہ بات بھی واضح کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جہاں تک میرے تحقیقی مطالعے کا تعلق ہے، تو شروع سے لیکر آج تک اسلام کے نام پر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازش کے تحت ایسے صرف دو مذہب ایک شیعیت اور دوسرا قادیانیت وجود میں آئے ہیں، جن کی ہر بات اسلام (قرآن وسنت اور ختم نبوت) کی ہر بات سے تحریری طور پر ٹکرانے والی ہے اور یہ دونوں مذاہب اسلام کے خلاف مکمل طور پر کتابی صورت میں قلم بند کئے ہوئے ہیں۔

اور ان دونوں مذاہب میں بھی شیعیت کو اوّلیت حاصل ہے جس کے مندرجہ ذیل دو سبب ہیں۔

(۱) اسلام میں شیعیت کا فتنہ دوسرے تمام فتنوں سے پرانا اور پہلا ہے، پہلی صدی ہجری کی پیداوار ہے۔ اس مذہب کے ماننے والوں کی حکومتیں بھی رہی ہیں۔ لہٰذا اس مذہب کے ماننے والوں کو اسلام کے خلاف ہر بات ایجاد کرنے اور تصنیف کرنے میں حد سے زیادہ آسانیاں اور مراعات میسر رہی ہیں اور رہتی آئی ہیں۔

(۲) اسلام کے نام پر دنیا میں شیعہ مذہب پہلا مذہب ہے جس کے تصنیف کرنیوالوں نے دنیا کے سامنے قرآن کو محرف کہنے اور ثابت کرنے کے لئے خود قرآن مجید میں تحریفیں کی ہیں اور ان کی اول درجے والی پہلی معتبر ترین کتاب "کافی کلینی" (جس کے مصنف نے ۳۲۸ھ میں وفات کی) اس میں امامت کا عقیدہ خود قرآن پاک کی تحریف سے ثابت کیا گیا ہے۔ العیاذ باللہ۔

ہماری بے پروائی کی انتہا | [illegible]

سخت مایوسی بھی ہوئی۔ مجھے یہاں یہ پورا احساس ہوا کہ شیعہ مذہب کے چالاک بانیوں نے کتمان اور تقیہ میں اس کو دین کا نو حصّہ چھپا کر اِس کی اتنی تاکید کی ہے کہ واقعی یہ اسلام کے خلاف ایک نہایت گہری سازشں تھی۔ اتنی ساری صدیاں تقریباً تیرہ سو سال انہوں نے کتنی ہوشیاری سے کام لیا ہے اور اپنے مذہب کی اصل حقیقت اور کتابوں کو دیگر مذاہب سے کتنی کامیابی سے چھُپا کر رکھا ہے اور اس میں وہ کتنے کامیاب ہوئے ہیں! واضح رہے کہ اصل سے سوچی سمجھی اسکیم کے تحت شیعہ اپنی بنیادی کتابیں عام طور پر فروخت نہیں کرتے، صرف اپنے طبقے میں ان کی اشاعت کرتے ہیں، اور اُن میں بھی چُنے ہوئے صرف ایسے شیعوں کو جن کی سمجھ اور دینی پختگی پر اُن کو اعتماد ہوتا ہے۔ عام شیعہ بھی اِن کے کتمان اور تقیہ کا شکار ہیں اور ان کے ہاں ہر محفل میں حاضرین کا اندازہ لگا کر ان کے مطابق گفتگو کی جاتی ہے بہر حال یہ سب باتیں اور دلیل بھی ہمارے علمار طبقے کی اتنی خطرناک لاعلمی کے لئے کسی قسم کا جواز نہیں بن سکتی۔ تلاش کرنے والوں کو کیا کچھ نہیں مل سکتا ؟ آخر جستجو اور جفاکشی کے بعد مجھے بھی تو کافی کتابیں مل گئیں اور کئی علمار کے پاس میں نے کافی بلکہ کافی سے بھی زیادہ ذخیرہ دیکھا جن سے میں نے خود بہت سارا مواد حاصل کیا ہے۔ بہر حال جب میں عام علمار سے مایوس ہوا تو میں نے چند اُن جید علمار کی طرف رُخ کیا جن کی بزرگی اور دین کے لئے درد اور جذبہ مسلّم حقیقت ہے اور ان کی زندگیوں کا اکثر حصّہ وقت کے اہم اسلام دشمن فتنوں جیسے قادیانیت، فتنہ انکار حدیث وغیرہ کے خلاف مقابلہ کرنے میں گذرا ہے اور اس بارے میں کوئی بھی خوف یا لالچ ان کی ایمانی استقامت، جرأت اور ان کے دینی درد میں کوئی کمی نہ لا سکی ہے۔ اِن میں سے کچھ علمار کی طرف تفصیلی خطوط لکھ کر میں نے اپیل کی کہ یہ فتنہ بھی اِن کی توجہ کا اِس وقت سخت مستحق ہے۔ جس میں تازہ ایرانی انقلاب کی قیادت نے مرکزی حیثیت سے پوری مسلم دنیا کے لئے قرآن وسنّت پر مبنی اسلام کے لئے خطرہ پیدا کیا ہے وغیرہ لیکن میری حیرت اور مایوسی کی کوئی انتہا نہ رہی جب اِن میں سے اکثر بزرگوں نے تو شاید جواب دینا ہی مناسب نہ جانا لیکن میرے ایک بے حد قابل احترام بزرگ نے میرے ہی نیاز نامہ کی پشت پر جواب میں یہ لکھ کر بھیجا کہ "شیعہ سنّی اختلاف بہت پرانا ہے اس پر کافی کتابیں بھی لکھی گئی ہیں۔ تھوڑی توجہ سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ سارا فریضہ حکومت نے انجام دیا ہے"۔
اس طرح ہر طرف سے مایوسی نصیب ہونے کے بعد میرے لئے صرف دو راستے رہ گئے یا تو اِنا للہ پڑھ کر حالات سے صلح کر کے اس بات پر راضی ہو کر بیٹھ جاؤں کہ میں نے حتی الوسع تبلیغ کا حق ادا کر دیا، اب جن کا کام ہے وہی جانیں یا تو طاقت کے مطابق کچھ کروں! "شیعہ مذہب کے اصلی روپ" سے جو قطعی اور یقینی واقفیت ہوئی، اُس

نے دل میں جو تڑپ پیدا کی تھی اور اس عظیم فتنے میں اسلام کی تباہی اور عالم اسلام کے مسلمانوں کے خلاف ننھے ننھے سے جو تیاریاں نظر آئیں، اُن کو اچھی طرح جانتے ہوئے بھی خاموش ہو کر بیٹھنا، میرے لئے دینی غیرت اور مزاج کے خلاف تھا۔ لہٰذا میں نے عزم کیا کہ اللہ ربُّ العزت قادر و قدیر کا برکت والا نام لے کر اسی سے توفیق مانگ کر اِس کام کا آغاز کیا جائے۔

۸ ر کام کا آغاز اور مُشکِلات

موضوع کی نوعیت ہر حیثیت سے زیادہ تحقیق طلب تھی، جس کے لئے اس مذہب کی اصلی بنیادی کتابیں حاصل کر کے مطالعہ کرنی تھیں، پوری دنیا میں شاید شیعہ مذہب ہی اکیلا، پہلا اور آخری مذہب ہے جو کہ کتابی (تحریری) مذہب ہونے کے باوجود اسکی تمام بنیادی کتابیں کتمان اور تقیہ کی تاکیدی تعلیم کے سبب نہ صرف یہ کہ غیر شیعوں میں بلکہ رنگروٹ شیعوں سے دور رکھی گئی ہیں پھر ایسے حالات میں اس مذہب کی اصلی کتابیں حاصل کرنا اور تحقیق کرنا کتنا مشکل اور کٹھن کام تھا۔ اس کا اندازہ اس شخص کو بخوبی ہو گا جس نے اس کے لئے صعوبتیں برداشت کی ہونگی۔

ابتداء میں ذہن میں صرف یہ خاکہ تھا کہ کتاب کو صرف بنیادی عقائد، مثلاً شیعوں کا قرآن کے بارے میں تحریف کا عقیدہ، اسلام اور شیعیت کے ایمانیات اور ارکان کا تقابل، شیعوں کا امامت کا عقیدہ، شیعوں کا کتمان اور تقیہ کے بارے میں عقیدہ، امام زمان کی پیدائش اور اس کے غائب ہونے کی طلسماتی داستان اور "رجعت" کے عقیدہ تک محدود رکھوں گا، لیکن کام کے دوران کچھ دیگر موضوعات بھی انتہائی اہم اور ضروری نظر آئے جن کو بھی کتاب میں لانا پڑا۔

قارئین کے لئے پیش کردہ مواد کو نہایت معتبر اور یقینی بنانے کے لئے شروع سے یہ ارادہ تھا کہ شیعوں کی اصلی کتابوں کے مکمل حوالہ جات اور ان کے عکس پیش کئے جائیں۔ اس معاملہ میں یہ بات نظر آئی کہ شیعوں کی سوچی سمجھی اسکیم، تقیہ اور کتمان کے اسلحہ کی نہایت سخت پابندی کے سبب عملی صورت حال یہ ہے کہ، ایک غیر شیعی آدمی کے لئے، ان کی کتابیں حاصل کرنا، نہایت مشکل کام ہے۔

مجھے شیعوں کی کتابیں "کافی کلینی" سے لیکر آج تک کے تازہ شائع شدہ تفسیر و ترجمہ مقبول (حاشیہ اور ضمیمہ کے ساتھ) اور امام خمینی صاحب کی عربی اور فارسی کتابوں میں سے بہت سی کتابوں کی ابتداء میں ہی ضرورت محسوس ہوئی۔ یہاں یہ حالت ہے کہ یاروں نے اپنے آپ کو چھپانے کے لئے ایسے باضابطہ مضبوط انتظامات کئے ہیں کہ امام خمینی صاحب کی تازہ لکھی ہوئی کتابیں "کشف الاسرار" اور "الحکومۃ الاسلامیہ" جو کہ بار بار چھپی ہیں

اور یہاں مخصوص لوگوں کے پاس ہیں اور مخصوص تجارتی کتب خانوں کے پاس کثیر تعداد میں پہنچ رہی ہیں، لیکن غیر شیعہ کو یہ کتابیں دستیاب ہونا بہت ہی مشکل کام ہے۔ آزمائش کے بغیر شاید قارئین میں سے کوئی یہ بات سمجھ نہ سکے یا اعتبار نہ کرے۔ شاید دنیا کے مذاہب میں شیعہ مذہب ہی ایسا پہلا اور آخری مذہب ہے جس کی یہ خاصیت اور خصوصیت نمایاں رہی ہے اور رہتی آئے گی، کہ ایک مکمل تحریر کردہ مذہب ہونے کے باوجود اس کی سب اصل بنیادی کتابیں آج تک پندرھویں صدی ہجری میں بھی، اتنی راز داری سے چھپتی رہی ہیں اور مخصوص ہاتھوں تک محدود رہتی آئی ہیں، کہ ایک غیر شیعہ کے لئے بلکہ عام شیعہ کے لئے ان کا حصول نہایت مشکل کام بنا ہوا ہے، اور اس لحاظ سے یہ کہنا سو فیصد صحیح ہے کہ، شیعہ مذہب تیرہ سو برس سے ایک کامیاب زیر زمین تحریک رہتی آئی ہے جو بات واقعی حیران کن ہے، بہرحال اللہ جل شانہ، مسبب الاسباب کی غیبی تائید حاصل رہی اور اس کا یہ وعدہ سچا ثابت ہوا کہ وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا۔ جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کریں گے تو ہم ان کی ہماری راہوں کی طرف رہنمائی کریں گے، چنانچہ یہ کتابیں کسی نہ کسی طرح دستیاب ہو ہی گئیں اگرچہ ان کے حصول کے لئے پورے سندھ کے دور دراز حصوں کا سفر کرنا پڑا اور کتنے ہی مقامات پر سفر خرچ اور تکالیف برداشت کرکے بار بار جانا پڑا۔ ان دور دراز اسفار میں مجھے یہ نہایت افسوسناک تجربہ ہوا کہ، ہمارے مدارس اور علماء کے کتب خانے زیادہ تر ان لوگوں کی بنیادی کتابوں سے خالی ہیں، کیونکہ یہ کتابیں حاصل کرنا بذات خود ایک مسئلہ ہے اور بڑا مسئلہ۔ پھر جب کہ اس طرح کماحقہ تو اپنی جگہ پر لیکن کچھ بھی توجہ نہ ہو، تو پھر خاص صعوبتیں برداشت کرکے، یہ کتابیں کون اور کیوں حاصل کرے؟ تاہم اس بارے میں مجھے کچھ مربی علماء کرام کا دلی کھرا تعاون حاصل رہا، تو اس نے حقیقتاً میرے شکستہ دل کو بار بار نئی تقویت بخشی اور اس نہایت مشکل ترین اور کٹھن سفر کو بخیر پورا کرنے میں بے شک ان کے اس قسم کے تعاون، ہمت افزائی اور رہنمائی کو بڑا دخل ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس کی جزائے خیر عطا کرے اور دنیا و آخرت میں ان کو خوش رکھے۔ آمین۔

اس کتاب کی تصنیف یا تالیف کے وقت تقریباً ۱۵۰ کتابیں، شیعوں کی بنیادی کتابوں کے ساتھ میرے سامنے رہی ہیں۔ جن میں سے اکثر ایسی کتابیں تھیں، بالخصوص شیعوں کی بنیادی کتابیں، جو میں نے دور دراز سفر کرکے مختلف مدارس، کتب خانوں، علماء کرام اور دانشور حضرات سے لیکر، یہ کام مکمل کرکے واپس کی ہیں۔ شیعوں کی جن بنیادی کتابوں کو حاصل کرنے کی میں نے کوشش کی تھی، ان میں سے سب کے آخر میں،

مجھے مقبول ترجمہ کا "ضمیمہ" ملا جو کہ ۵" x ۱۰" سائز میں چھوٹا ایڈیشن ۶۱۶ صفحات پر مشتمل ہے جسکی صرف تفصیلی فہرست ۷۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ لہٰذا اس ضمیمہ کے کل ۶۱۶+۷۶ = ۶۹۲ صفحات بنتے ہیں۔ اس ضمیمہ میں مترجم اور مفسر علامہ سید مقبول احمد شاہ کی فوٹو بھی دی گئی ہے۔ (دیکھیں عکس صفحہ ۳۲) اس وقت اس ضمیمہ سے کچھ بھی مواد دینے کی کوئی گنجائش نہیں ہے، البتہ اس کے سرورق کا عکس بطور ثبوت دے رہا ہوں (دیکھیں عکس صفحہ ۲۱)

کتاب کا مواد تیار ہو جانے کے بعد، اس کی کتابت وطباعت اور اس کے لئے مطلوب مالی وسائل بھی مشکلات کا سبب بنے، لیکن تمام مشکلات کے حل کرنے والے کارساز نے آخر یہ مشکلات بھی دور کردیں، اس طرح دل پر مسلسل سایہ فگن اور نا امیدی، مشکلات اور آسانیوں کا یہ سفر، بالآخر اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے اپنی منزل پر پہنچا اور کتاب ناظرین کے ہاتھوں میں ہے۔

۹۔ کچھ کتاب کے بارے میں

میں نے اس کتاب کا نام "شیعیت جو اصلی روپ" (شیعیت کا اصلی روپ) رکھا ہے۔ جس میں کل بارہ ابواب ہیں، کتاب میں جو کچھ ہے وہ ناظرین کے آگے ہے لہٰذا اس کے بارے میں کچھ کہنا اور لکھنا ضروری نہیں لگتا، تاہم اتنا ضرور عرض کروں گا کہ، ایک کم مایہ اور تحریری کام سے زیادہ تر ایک ناتجربہ کار شخص سے زبان کے معیار، مضامین کے تسلسل اور تحقیقی معیار وغیرہ کے بارے میں جو کوتاہیاں اور غلطیاں ہو سکتی ہیں، ان باتوں سے قطع نظر کر کے اس کتاب کو مطالعہ کیا جائے گا اور یہ بھی ذہن میں رکھا جائیگا، کہ اس نہایت پیچیدہ موضوع پر، اتنی تفصیل سے (سندھی میں) یہ پہلی تحقیقی کتاب ہے تو ہر ایک پڑھنے والا، یقیناً، اس کوشش کو پسند کر کے ہمت افزائی بھی کرے گا اور اس کے دین وایمان کی سلامتی اور اس کی محنت کے اجر کے لئے، اللہ تعالیٰ سے دعا گو بھی ہوگا اور یہی مصنف کی ہر ایک پڑھنے والے سے تمنا ہے اور التماس دعا بھی۔

۱۰۔ زیادہ سے زیادہ حوالے اور عکس

کتاب کا موضوع ایسا ہے، کہ اس کے بارے میں، اس مذہب کے پیروکاروں نے انتہائی رازداری، کتمان اور تقیہ سے کام لیا ہے۔ لہٰذا یہ عین ممکن تھا کہ، کتنے ہی پڑھنے والوں کو، اس کتاب میں حیرت انگیز انکشافات پر یقین کرنا مشکل ہو سکتا تھا، اس لئے مصنف کا ابتدا سے ہی یہ مضبوط ارادہ تھا، کہ زیادہ سے زیادہ شیعوں کی اصلی بنیادی کتابوں کی عبارتیں اور تفصیلی حوالے پیش کئے جائیں اور ان صفحات کے مع اس کتاب کے ٹائیٹل کے عکس پیش کئے جائیں۔ چاہے کتنا ہی خرچ کیوں نہ آئے، اور کتاب کی ضخامت خواہ کتنی ہی بڑھ جائے، اس بارے میں،

میں نے یوں بھی کیا ہے کہ بعض کتابوں سے صرف ایک روایت یا دو روایتیں بھی حوالہ کے طور پر دی ہیں۔ کیونکہ زیادہ عبارتیں پیش کرنے سے کتاب کی ضخامت اور بھی بڑھ جاتی، پھر ایسی حالت میں اس کتاب کے صفحات کے چند عکس زیادہ لگائے ہیں، اس لئے کہ ہمارے علمائے کرام ان صفحات کو مطالعہ کر کے مزید معلومات حاصل کر سکیں اور ان کے پاس مستقبل کی تصنیفات کے لئے بھی زیادہ مواد موجود ہو۔ اللہ کرے کہ اتنا سارا مواد اور ثبوت کیلئے حوالے زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کے لئے، شیعہ مذہب اپنے اصل حقائق کے باعث اصلی روپ میں سامنے آنے کا سبب بنے جو کہ مصنف کی اصل تمنا اور اتنی تکالیف برداشت کرنے کا اصل مقصد ہے۔

۱۱۔ علمائے کرام کا منصبی فرض اور ان سے مؤدبانہ گذارش

زیادہ سے زیادہ حوالے اور اصل حوالہ جات کے ثبوت میں شیعوں کی بنیادی کتابوں سے عکس دینے سے، میری ایک غرض یہ بھی ہے کہ ہمارے علمائے کرام، شیعہ مذہب کے حقیقی روپ کے متعلق، صحیح اور یقینی نتیجہ پر آسانی سے پہنچ سکیں۔ مجھے یقین ہے اور یہ یقین، میرے ذاتی مشاہدہ پر مبنی ہے کہ آج کے اس نازک دور میں بھی، ہمارے علماء (علماء حق) کی اکثریت عقائد باطلہ کی بیخ کنی اور عام مسلمانوں کو ان سے واقف کرنے اور بچانے کے لئے، بغیر کسی خوف و خطرے اور لالچ کے، اپنی تمام قوتیں اور صلاحیتیں صرف کرنے میں شب و روز مشغول ہے۔ جیسا کہ میں ابتداء میں عرض کر چکا ہوں۔ اور حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ نے بھی، اپنی کتاب "ایرانی انقلاب" کے آغاز میں بھی شکایت کی ہے کہ اگرچہ یہ تعجب خیز بات ہے لیکن بے حد صدمہ پہنچانیوالی حقیقت بھی ہے کہ ہمارے علمائے کرام کی اکثریت، شیعہ مذہب کے اصلی روپ اور ان کے اصل عقائد اور ارکان اور ان میں وضع کئے گئے مسلمانوں اور اسلام کے خلاف خطرناک نتائج سے قطعی لاعلم ہے۔ لہٰذا مولانا صاحب کی مذکورہ کتاب اور مصنف کی اس کتاب کے ان کے ہاتھوں میں پہنچنے کے بعد، یقیناً اس بارے میں ان کے اوپر اتمام حجت قائم ہو جائیگی۔ اس کے بعد ان کا فرض منصبی کیا ہے اور اس کے بارے میں ان کو کیا کرنا چاہیئے۔ یہ بات وہ خود اچھی طرح سے سمجھ سکتے ہیں۔ اس کے بارے میں اصل کام خود ان کو کرنا ہے۔ اس کم علم مصنف نے تو صرف کچھ ہمت کر کے، ان کو ان کے وقتی طور بھولے ہوئے یا ان کو دوسرے اہم نظر آنیوالے کاموں میں مشغول ہونے کی وجہ سے ایک نظر انداز کیا ہوا ایک اہم کام یاد دلانے کی کوشش کی ہے۔ اس کے بارے میں ان کو ان کا فرض منصبی اور اس کے بارے میں تفصیلی طریقے بتانا شاید "لقمان" کو حکمت سکھانے جیسی کوشش ہوگی۔

اگرچہ ہر آدمی کے کام اور فرض کی ادائیگی میں ہر ایک کی اپنی استعداد، استطاعت اور طریقہ

الگ ہوتا ہے لیکن اس کے ہوتے ہوئے بھی یہ کم علم مصنف اپنے ذاتی تجربہ کی بنیاد پر ان سے کچھ مؤدبانہ گذارشیں ضروری سمجھتا ہے۔ جوکہ مندرجہ ذیل ہیں:۔

(۱) جن عقائد اور فرقہ باطلہ کو، اسلام اور مسلمانوں کے لئے خطرناک سمجھ کر، ہمارے علماء کرام ان کی بیخ کنی اور سدباب کرنے کے لئے ہر طرح مصروف عمل ہیں، ان میں شیعہ مذہب کے اصل عقائد، اصلی حقائق، آج کل کے ایرانی انقلاب کے بعد ان کی نشر و اشاعت اور احیاء کے لئے کوششیں اور ان لوگوں میں نیا جوش و خروش وغیرہ ان تمام نکات کو بھی ذہن میں رکھ کر، پھر از سر نو نئی ترجیحات مقرر کریں کہ ایسے اہم کام میں، کتنی قوت اور وقت صرف کرنے کی ضرورت ہے۔ جن لوگوں کی ایرانی انقلاب کے بعد کے حالات پر گہری نظر ہے، ان کا خیال ہے، کہ شیعیت کا فتنہ علاقوں، شہروں اور بستیوں میں پہنچ کر، اب ہمارے دروازوں پر آکھڑا ہوا ہے اور کتنے ہی مسلمانوں کے گھروں میں داخل ہوچکا ہے اور جلد یا بہ دیر اس فتنہ کے اثرات سے موجودہ دور کے حالات میں، مسلمانوں کا کوئی بھی گھر محفوظ سمجھنا بڑی غلطی ہے۔

(۲) شیعیت کے رد میں ہمارے علماء کرام، خصوصاً سندھی علماء نے، تحریری طور پر کوئی خاص کام نہیں کیا، لہٰذا اس کے بارے میں وہ خود اپنی ذمہ داریوں پر از سر نو غور کریں۔ اس مذہب کو حقیقی روپ میں ظاہر کیا جائے، اس کے لئے ضروری ہے کہ، آج کل کے سائنسی دور میں، ان کی بنیادی کتابوں کے حوالہ جات کو، کتابوں کے سرورق اور فوٹو اسٹیٹس کو، ثبوت کے ساتھ عوام کے سامنے لایا جائے ورنہ دوسری حالت میں ان کی مذہبی کتمان اور تقیہ کی زبان سے، ہم اپنی تحریروں اور تقریروں سے عوام کو یقین نہیں کرا سکیں گے۔ اس حقیقت سے انکار کرنا سخت غلطی ہوگی کہ ایک تصنیف کو ہزارہا آدمی، مخالف خواہ موافق، گھر میں بیٹھ کر، مطالعہ کرکے مفید معلومات حاصل کرسکتے ہیں اور اس تصنیف کی عمر صدیوں پر محیط ہوسکتی ہے، جبکہ تقریر کا اثر سامعین تک محدود ہوتا ہے اور کیسٹ بھی خاص اپنے حلقہ کے لوگ سنتے ہیں، اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ تقاریر ضروری نہیں ہیں (توبہ توبہ) تقریروں سے تو لکھے پڑھے طبقہ کے ساتھ ناخواندہ طبقہ بھی مستفیض ہوتا ہے جو بات تصنیف سے بھی حاصل نہیں ہوسکتی۔ یہاں میرے لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ جہاں ہم تقریر نہیں کرسکتے، وہاں کتاب تو پہنچ سکتی ہے وغیرہ۔ معلوم ہوا کہ ایک فتنہ سے، امت مسلمہ کو بچانے کے لئے، تحریر و تقریر دونوں لازمی ہیں لیکن ان میں تحریر کے شعبہ کو اولیت حاصل ہے۔

آج کل کا نوجوان، ایک ہی کتاب بار بار پڑھنے کے لئے تیار نہیں، لہٰذا اس کو بار بار جدید دلائل سے پھر

نئی غذا مہیا کرنا ضروری ہے اور یہ بات ہمارے علماء کرام کے لئے باقاعدہ نشر و اشاعت کا شعبہ قائم کرنے کو لازمی بناتی ہے۔

(۳) ہمارے مدارس کے کتب خانوں میں یا تو شیعوں کی کتابیں بالکل نہیں ہیں یا نہ ہونے کے برابر ہیں، میرے خیال میں ہر مدرسہ میں کم از کم، شیعہ مذہب کی بنیادی کتابیں اور موجودہ دور کے مصنفین کی خصوصًا خمینی صاحب کی تمام کتابیں موجود ہونی چاہئیں۔

(۴) مدارس سے فراغت حاصل کرنے سے پہلے، طلباء کے لئے قادیانیت، عیسائیت اور شیعیت کے باطل مذاہب ہونے کی تعلیم کا لازمی انتظام ہونا چاہیئے، تاکہ دین کے یہ تازہ دم مجاہد مبلغ، جب میدان میں آئیں تو یہ دین کے خلاف ہر سازش کے لئے قرآن و سنت اور ان باطل مذاہب والوں کی معتبر کتابوں کے حوالہ جات اور حاضر ثبوت (فوٹو اسٹیٹ) جیسے سامان سے، مکمل طور پر مسلح ہوں۔

(۵) اگر ہمارے علماء کرام اور با اثر زمیندار اور دانشور حضرات امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو، شیعیت کے فتنہ سے بچانے کے لئے اس کتاب "شیعیت جو اصلی روپ" کو ایک مفید اور کارآمد چیز سمجھتے ہیں، تو ان کو چاہیئے کہ وہ متعدد صاحب ثروت مسلمانوں کو اس بات کی ترغیب دیں اور اس پر آمادہ کریں کہ وہ اس کتاب کی مزید کاپیاں چھپوا کر یا خرید کر، اساتذہ، مدارس یا کالج کے طلباء اور عام پڑھے لکھے حضرات میں مفت تقسیم کریں تاکہ وقت کے اس عظیم فتنے سے امت مسلمہ اپنا ایمان بچا سکے۔

۱۲۔ اس کتاب کی کچھ اضافی خوبیاں

مصنف کو یہ کہنے میں کوئی مبالغہ نظر نہیں آتا کہ، زیر نظر کتاب "شیعیت جو اصلی روپ" ایسی ہے جو آج تک شیعیت کے متعلق لکھی گئی تمام کتابوں میں سے، اس کتاب میں کچھ اضافی خوبیاں ہیں، جیسا کہ:-

(۱) اس کتاب میں تقریبًا وہ تمام ضروری مواد، اصل عبارات کے مکمل حوالہ جات سے دیا گیا ہے جو کہ عصر حاضر تک مطبوعہ کتابوں میں موجود ہیں۔

(۲) اس کتاب میں کچھ ایسے ابواب اور عنوانات بھی قائم کئے گئے ہیں یا ان کو مزید تفصیل سے ظاہر کیا گیا ہے جو کہ تمام شائع شدہ کتب میں سے کسی ایک کتاب میں، ایک ہی جگہ پر ذکر کئے گئے نہیں ملتے۔

(۳) سب سے اہم اضافی خوبی، جو کہ اس کتاب میں ہے، وہ یہ کہ اس کتاب میں، شیعوں کے عقائد کے متعلق، ان کی معتبر کتابوں سے جو حوالے پیش کئے گئے ہیں، ان کے سرورق اور حوالہ سے متعلق صفحات کے عکس

بھی شامل کئے گئے ہیں۔ اگرچہ ایسا کرنے سے کتاب کی ضخامت اور خرچ میں اضافہ ہوا ہے، لیکن مصنف کا یہ اٹل فیصلہ تھا کہ اصل کتابوں کے حوالجات کے ثبوت میں عکس ضرور پیش کئے جائیں تاکہ ایک غیر جانبدار اور حقیقت کے متلاشی شخص کے لئے، حقیقت بالکل واضح ہو، حاضر ثبوت موجود ہوں اور اس کو کوئی بھی یہ دھوکا نہ دے سکے کہ یہ صرف ہمارے اوپر الزام ہے اور ان کی کوئی اصلیت نہیں ہے، وغیرہ وغیرہ۔

ہم سب کو یہ نکتہ بھی، ہر وقت ذہن میں رکھنا چاہیئے کہ، مذہبی معاملہ میں ہمارا پالا ایسے فریق سے پڑا ہے، جس کے پاس کتمان اور تقیہ یعنی اصل بات اور حقیقت کو چھپاکر، جھوٹ بول کر اپنے دین کا دفاع کرنا، نہایت اہم بنیادی مذہبی رکن ہے، اور اس پر ان کا ابتدا سے اتنی سختی سے عمل ہوتا آیا ہے کہ، کتنے ہی اصلی عقائد اور اصلی کتابیں ہر عام معیار کے شیعہ کو بھی معلوم نہیں ہو سکتیں، جب تک وہ شیعیت کے پھندے میں اچھی طرح نہ جکڑ جائے، مصنف کو حال ہی میں ایک مشاہدہ ہوا، بات یہ ہوئی کہ کچھ سادہ نوجوانوں کو یہ سنایا گیا کہ، قرآن پاک کے بارے میں شیعوں کا تحریف کا یہ عقیدہ ہے۔ تو ان کو یقین ہی نہیں آرہا تھا، کچھ دنوں کے بعد یہ حضرات واپس آئے اور کہنے لگے کہ صاحب! ہم نے اپنے شہر کے شیعہ علماء سے پوچھا اور ان کو حال ہی میں شائع شدہ ایرانی انقلاب از مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہٗ اور ان کے بارے میں دسمبر ۱۹۸۷ء کو شائع شدہ کفر کا فتویٰ (دیکھئے ص۱۳) دکھایا، تو انہوں نے کہا کہ" ہمارے اوپر یہ سراسر الزام ہے۔(۱) کتاب الکافی (۲) من لایحضرہٗ الفقیہ (۳) تہذیب الاحکام (۴) الاستبصار (اصول اربع) بھی ہماری کتابیں نہیں ہیں"۔ پھر جب میں نے ان کو، یہی کتابیں اور ان کی مطبوعہ تفسیر کی کتابیں خاص کر" تفسیر مقبول" جس کے تمام حواشی ان کتابوں کے حوالجات اور روایات کے ترجمہ سے بھرے پڑے ہیں جو ترجمہ خود ان لوگوں کا کیا ہوا ہے۔ یہ ترجمہ و تفسیر، اس کے علاوہ شیعہ طلباء کے لئے کتاب" اسلامیات لازمی" برائے جماعت نہم و دہم (شیعہ طلبہ) یہ سب کتابیں دکھائیں تب ان کو سو فیصد تسلی ہوئی اور توبہ توبہ کرنے لگے، یاد رہے کہ یہ کتاب" اسلامیات لازمی برائے جماعت نہم و دہم (شیعہ طلباء)" وہ درسی کتاب ہے جو حال ہی میں پاکستانی شیعوں نے بڑے شور و غل و ہنگامے کر کے نویں اور دسویں جماعت کے شیعہ طلباء کے لئے" شیعہ اسلامیات" کے لازمی نصاب کے لئے لکھ کر گورنمنٹ پاکستان سے منظور کرائی ہے، یہ کتاب" سندھ ٹیکسٹ بورڈ" نے ۱۹۸۰ء میں شائع کی۔ اس کتاب پر دورِ حاضر کے سات شیعہ مجتہد علماء کی تصدیق مرقوم ہے۔ اس کتاب میں بھی شیعوں کی چار معتبر کتابوں، کتاب الکافی، من لایحضرہٗ الفقیہ، تہذیب الاحکام، الاستبصار کے نام موجود ہیں (دیکھیں ص۲۲۸ عکس ص۵۰۳، ص۵۰۵، ص۵۰۶ پر۔

اس پورے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ مصنف کا ابتدا ہی سے یہ عزم مصمم تھا کہ شیعوں کے عقائد و ارکان بیان کرتے ہوئے ان کی نئی اور پرانی جن جن کتابوں کے حوالے پیش کرنے پڑیں گے تو ان کے عکس بھی ضرور پیش کئے جائیں گے تاکہ ان کے مذہبی اصلی روپ کو، ان ہی کی کتابوں کے روشن آئینہ میں دکھایا جائے اور ان کو کتمان اور تقیہ جیسے ہتھیار استعمال کرنے اور انکار کرنے کا کوئی راستہ نہ ملے، جس کو یہ گذشتہ تیرہ سو برس سے بڑی کامیابی سے استعمال کرتے آئے ہیں۔ اصل حوالہ جات والے صفحات کو اتنی وسیع تعداد میں پیش کرنا یقیناً، اس کتاب کی ایسی مزید اضافی خوبی ہے، جو کہ اس سے پہلے کسی کتاب میں نظر نہیں آتی۔ اور یہی خوبی اس کتاب کو مزید مضبوط اور مدلل بناتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اس کتاب کو قارئین کے لئے مزید موثر بنائے۔ آمین۔

یہاں میں اپنے علماء کرام اور اس بارے میں آئندہ کے لئے کوشش کرنیوالوں سے خاص طور پر گذارش کروں گا کہ مہربانی فرماکر مندرجہ بالا بیان کردہ حقائق کی روشنی میں، اب وہ بھی یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ شیعیت کے اوپر اگر کوئی کتاب تصنیف کریں تو اس میں شیعوں کی کتابوں کے فوٹو اسٹیٹس ضرور پیش کریں اس کے بارے میں، اس کتاب میں میری طرف سے جمع کردہ مواد ان کے لئے بڑا کارآمد ثابت ہوگا۔

یہاں میں شیعہ حضرات سے بھی پرخلوص گذارش کروں گا کہ وہ بھی غور کریں کہ سائنس اور رسل و رسائل کے ذرائع کی وسعت نے، اب ان کے کتمان اور تقیہ کے ہتھیار کو بالکل کند اور بے اثر بنا دیا ہے۔ اب نہ تو ان کی اصل کتابیں حاصل کرنا ناممکن رہا ہے اور نہ ان کے اصل فوٹو پیش کرنا کوئی مشکل اور بڑے خرچہ والا مسئلہ رہا ہے، لہٰذا اب ان کا کتمان اور تقیہ والا جھوٹ کا مذہبی حربہ نہیں چل سکیگا، جس سے اس کے جھوٹے ہونے کی حقیقت میں دن بدن اضافہ ہوتا رہیگا۔ لہٰذا ان کو چاہیئے کہ وہ کم از کم دوسرے غیر اسلامی مذاہب کے پیروکاروں کی طرح ہی سہی لیکن معروف سچ کا طریقہ اختیار کرکے اپنی کتابیں اور عقائد میدان میں لائیں۔

۱۳۔ ان اضافی خوبیوں کے متوقع اثرات

بہرحال ان اضافی خوبیوں کی وجہ سے اللہ سے امید ہے کہ اس کتاب کے اثرات مزید بڑھ جائیں گے، مثلاً:۔

(۱) سنی علماء، خواہ عوام کو، شیعوں کے کفریہ اور اسلام کے خلاف عقائد کو سمجھنے اور ان پر یقین کرنے کے لئے مستند مواد دستیاب ہو جائیگا کہ ایسا مواد جب بھی کسی جید عالم کو دستیاب ہوا ہے تو اس نے ان لوگوں کے خلاف کفر کے فتوے دینے میں کوئی دیر نہیں کی ہے۔

(۲) سنی علماء کے لئے، غیر علماء کو یقین کرانے میں یہ مواد نہایت کارآمد ثابت ہوگا۔

(۳) شیعوں میں کتمان اور تقیہ کی پابندی کی وجہ سے، اب تک ان کی کتابیں صرف چند بڑے سنی علماء نے بہت کوشش کے بعد حاصل کی ہیں باقی بیشتر سنی علماء کو تو ان کتابوں میں سے اکثر کتابوں کے نام تک سے واقفیت نہیں ہے۔ شیعوں کی اکثر کتابوں کے سرورق اور ان کتابوں سے پیش کردہ عبارات کے ثبوت میں کتابوں کے مکمل صفحات کے عکس کا، اس کتاب کے ذریعہ اکثر علماء اور غیر علماء کو دستیاب ہونا، انشاء اللہ تعالیٰ اس فائدہ کے ساتھ ظاہر ہوگا کہ ہمارے سنی علماء کرام، مستقبل میں اپنی تصانیف میں پیش کردہ حوالوں کے ثبوت کے لئے عکس دینے کا مکمل اہتمام کریں گے اور انشاء اللہ یہ سلسلہ امید ہے کہ قیامت تک جاری رہیگا۔ اس کے نتیجہ میں شیعہ مذہب کے کفریہ عقائد اور اس مذہب کی ایجاد، اسلام کے خلاف ایک سازش ہونا، خواص خواہ عوام سے اب کسی بھی دور میں مخفی نہیں رہ سکے گی۔

(۴) یہ کتاب ایسے شیعوں کے لئے بھی اتمام حجت (اور شاید ان کی آنکھیں کھولنے) کا کام دیگی، جن کو خود اپنی اصلی کتابیں دیکھنے اور پڑھنے کی توفیق نصیب نہیں ہوئی ہے اور ان کو جب بھی ان کے اصل مذہبی عقائد، ان کی معتبر کتابوں کے حوالے سے سنائے جاتے ہیں تو وہ مطالبہ کرتے ہیں کہ شیعوں کی یہ کتابیں ہیں کہاں جن کی عبارات کے آپ حوالے پیش کررہے ہیں۔ وغیرہ۔

۱۴/ آخری اہم گذارش | ظاہر ہے کہ اس ضخیم اور بڑی کتاب کی کتابت اور طباعت پر کافی خرچہ ہوا ہوگا۔ اللہ رب العزت پر بھروسہ کرکے اس پورے خرچہ کا انتظام خود مصنف نے کیا ہے اور اپنے محدود وسائل کی وجہ سے کتاب بہت محدود تعداد میں چھپی ہے جس سے ۵۰۰ سو نسخے مخصوص لوگوں میں مفت تقسیم ہوجائیں گے۔ باقی جو نسخے بچ جائیں گے ان کی تعداد کچھ زیادہ نہیں ہوگی وہ فروخت ہوجائینگے۔ امید ہے کہ وہ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوجائیں گے، لہٰذا مصنف کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ، یہ کتاب دوسرے مخلص بھائیوں تک۔ ان کی خط وکتابت پر مفت یا لاگت کا خرچہ وصول کرنے پر بھی، پہنچاکر ان کی ضرورت پوری کرسکے۔ اس کے متعلق ایسے مخلص اور دیندار لوگوں کو چاہیئے کہ وہ آپس میں مل کر، یا دوسرے کئی دین کے درد رکھنے والے صاحب ثروت لوگوں کو ترغیب دے کر یہ مکمل کتاب یا اس کے کچھ ابواب یا کسی بھی خاص باب کے اس طرح مکمل، فوٹو اسٹیٹ سمیت بٹر پیپر تیار کراکے کتاب طبع کرائیں اور مفت تقسیم کریں تو ان کو اسکی اجازت ہے وہ ایسا کرسکتے ہیں۔ بٹر تیار کرانے پر اس وقت کراچی میں فی صفحہ ۳/- روپے خرچ آئیگا جب کہ کتابت پر فی صفحہ ۴۰/- روپے اجرت ہوگی۔

یہاں یہ گذارش بھی ضروری معلوم ہوتی ہے کہ اس کتاب کے ساتھ اس موضوع پر، یہ کتابیں بھی ضرور مطالعہ کرنی چاہئیں اور اپنے پاس رکھنی چاہئیں۔ ① ایرانی انقلاب اور خمینی ازم از مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہٗ ② دو متضاد تصویریں از علامہ سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہٗ ③ آیات بینات از علامہ سید محمد مہدی علیؒ بن سید ضامن علی ④ خمینی اور اثنا عشریہ شیعہ کے خلاف شائع شدہ کفر کا فتویٰ مطبوعہ الفرقان دسمبر ۱۹۸۷ء، ⑤ اختلاف ائمہ از مولانا محمد زکریا۔ کتاب اختلاف ائمہ اس لئے ضروری کہتا ہوں، کہ آج کل شیعہ حضرات پڑھے لکھے مسلمانوں کو بھی، یہ دھوکہ دیتے ہیں، کہ ان کے بارہ اماموں کی حیثیت بس ایسی ہے جیسے سنیوں کے امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام احمدؒ بن حنبلؒ کی، اس کتاب کے پڑھنے سے آپکو سنیوں کے چاروں فقہی ائمہ کی حیثیت اور ان کے فقہی مسائل میں فروعی فطری اختلاف کی اصل نوعیت آسانی سے سمجھ میں آجائے گی۔ اور آپ شیعوں کو ایسے دھوکہ کا منہ توڑ اور دندان شکن جواب دے سکیں گے۔

اس کتاب کے معاملے میں، جن حضرات نے میری، جس طریقہ سے بھی اور جو بھی مدد کی ہے، یہاں پر رسمی طور پر ان کے احسانات بیان کرنا مجھے مناسب نظر نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ اپنی خاص رحمت سے ان کو اجر عظیم عطا فرمائے، اور ان کی ایسی مدد اور اس قسم کی کوشش کو ان کے لئے اور ان کے متعلقین کے لئے دین و دنیا میں بہتری اور دین و ایمان میں سلامتی کا ذریعہ بنائے۔ حقیقت میں یہ ان کی مدد اور کوشش ہی تھی، جس سے یہ انتہائی مشکل کام میرے لئے سرانجام دینا آسان ہوگیا ہے۔ قارئین بھی ان کے لئے دعا کریں کہ جن کی مدد سے درحقیقت یہ کتاب قارئین کے ہاتھوں میں پہنچی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کی دنیا و آخرت بہتر بنائے۔ آمین ثم آمین۔

یہ کتاب میں اپنے والدین کے نام منسوب کرتا ہوں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

میں اپنے حال کو کس قدر آپ کے سامنے بیان کروں۔ جبکہ خود رب العزت نے پردہ پوشی کی ہے تو پھر میں کون ہوں جو یہ حال دوسرے کو سناؤں، اور میرے اندر وہ حوصلہ ہی کہاں ہے، جو یہ حال دوسرے کسی پر ظاہر کرسکوں! امید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جیسا کہ اس دنیا میں میری پردہ پوشی کی ہے اور کرتا آیا ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ آخرت میں بھی پردہ پوشی فرمائے گا اور تمام صغیرہ وکبیرہ گناہ معاف فرمائے گا اور میری لاتعداد لغزشوں کے باوجود اس کتاب کو قبول فرما کر امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کے لئے دورِ حاضرہ

کی شیطنت کے عظیم فتنہ سے بچانے میں ایک عظیم قلعہ بنادے اور میرے متعلقین کے لئے آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے، آمین ثم آمین۔

وماتوفیقی الا باللہ!

غلام محمد ولد مرحوم الھڈنہ میمن
مٹیاری ضلع حیدرآباد سندھ

باب اوّل

عبداللہ بن سبا یہودی سے شیعہ مذہب کا آغاز

اس باب میں آپ کو وہ مستند مواد ملے گا کہ شیعہ مذہب کا بانی عبداللہ بن سبا یہودی تھا، جس نے حضور علیہ السلام کے بارے میں رجعت (دنیا میں واپس آنے) کا نظریہ پیش کیا، حضرت علیؓ کو حضور علیہ السلام کا وصی قرار دیا، امامت کے عقیدہ کی بنیاد رکھی، اور حضرت علیؓ کے خلیفہ بلافصل نہ بننے کی وجہ سے، باقی صحابہ کرام کو مرتد اور کافر کہنے اور تبرا کرنے کی تبلیغ کی۔ العیاذ باللہ۔

ا۔ یہودیوں کا مختصر تعارف

یہودی، اللہ کے جلیل القدر پیغمبر سیدنا یعقوب علیہ السلام جن کا لقب اسرائیل ہے ان کے بڑے فرزند "یہودا" کی اولاد ہونے کی طرف نسبت کرتے ہیں لہذا ان لوگوں میں نسلی امتیاز کے متعلق ایک ایسا فخر و نخوت کا عنصر کارفرما ہے کہ یہ دوسرے کسی کیلئے یہودیت میں آنے کو قبول ہی نہیں کرتے۔ اقوام عالم کی تاریخ کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہودی فطری طور پر اللہ تعالیٰ کے انعامات کے منکر، دھوکہ دینے والے، جھوٹے، شرارتی، سازشی، فسادی اور ایک دوسرے کو آپس میں لڑانے والے (پھر چاہے ان کو فائدہ پہنچے یا نہ پہنچے) ہیں۔ اور یہ ان کا شروع سے کردار رہا ہے۔

قرآن مجید میں سابقہ اقوام کے حالات کے ذیل میں سب سے زیادہ اسی قوم کا تذکرہ ملتا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ اس قوم کو اپنی نعمتیں عطا کیں لیکن یہ قوم سب سے زیادہ نافرمان، شریر اور سازشی ثابت ہوئی۔ مسلسل نافرمانیوں کے بعد ان کو وعیدیں سنائی گئیں، تنبیہات کی گئیں، درگذر کیا گیا۔ اور ان کو دیگر نئے نئے انعامات سے نوازا گیا۔ ہدایت کے لئے سب سے زیادہ پیغمبر

اس قوم میں مبعوث ہوئے لیکن دنیا اور اس کی لذتوں کی حرص اور اس کو حاصل کرنے کے لئے ہر قسم کی سازشیں اور ناجائز حربے اس قوم کی فطرت ثانیہ بن چکی تھی، کتمان حق اور اسکو ختم کرنیکی ہر قسم کی سازشیں ان کی طبیعت کا لاینفک حصہ بن چکی تھیں، نبیوں کی شدید مخالفت، ان کی بتائی ہوئی تعلیم اور کتابوں میں تبدیلی اور اپنے پسند کی تحریفیں کرنا، یہودیوں کا خاص مشغلہ تھا۔ نیکیوں اور نیکوکار لوگوں کی مخالفت ان کو ستانے اور ختم کرنے کی سازشوں میں یہودی اتنے آگے بڑھ چکے تھے کہ بیشمار پیغمبران کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ بالآخران گناہوں اور نافرمانیوں کی پاداش میں ان کے اوپر اللہ تعالیٰ کا دائمی قہر نازل ہوا اور ان کے اوپر ابدی ذلت مسلط کی گئی جس کا ذکر قرآن مجید میں اس طرح ہے :

وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَآؤُوْا بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۔ (البقرۃ آیت ۶۱)	یعنی ان پر خواری اور محتاجی ڈالی گئی اور وہ اللہ کے غضب میں لوٹے، وہ اس لئے کہ وہ اللہ کی آیات کو نہیں مانتے تھے اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے تھے۔ (پ ۱ ع ۷)

اس وقت محترم علی اکبر کی ایک انگریزی میں شاہکار تصنیف (رسالہ) کا اردو ترجمہ "اسرائیل قرآنی پیشین گوئیوں کی روشنی میں" میرے سامنے ہے۔ یہ تصنیف ۱۱×۸½ سائز میں پچاس (۵۰) صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں ہے:-

"انھیں (یہودیوں کو) پرتگال اور اسپین سے نکالا گیا۔ انگلینڈ سے انھیں سنہ ۱۲۹۰ء میں باہر نکالدیا گیا۔ فرانس سے انھیں دو مرتبہ ایک سنہ ۱۳۰۶ء میں اور دوسرا سنہ ۱۳۹۴ء میں نکالا گیا۔ بیلجم سے سنہ ۱۳۷۰ء اور چیکوسلواکیہ سے سنہ ۱۳۸۰ء میں انھیں جلاوطن کیا گیا۔ ہالینڈ نے سنہ ۱۴۴۴ء اور اٹلی نے سنہ ۱۵۴۰ء میں انکو نکال باہر کیا۔ جرمنی نے سنہ ۱۵۵۱ء میں انھیں باہر دھکیل دیا۔ روس نے سنہ ۱۵۱۰ء میں ان کو دیس سے نکالدیا۔ دراصل شروع ہی سے اُن کی قسمت میں جلاوطنی رہی ہے اور ـــــ یہ اُن کے لئے آسمانی عذاب (قرآنی وعید) اور لعنت کی ایک صورت ہے اگرچہ یہ اپنی خود فریبی میں خود کو خدا کی برگزیدہ قوم سمجھتے ہیں"۔

(اسرائیل قرآنی پیشین گوئیوں کی روشنی میں ص ۱۸-۱۹)

ایک جگہ یہودیوں کے دو معتبر کتابوں تالمود اور مشناہ کے حوالہ سے لکھتا ہے :-

"غیر یہود کی جائداد اور دولت یہود کے لئے روا ہے۔ اگر وہ دوسروں کی ملکیت میں کسی چیز پر قبضہ جمالیں تو یہ جائز طور پر اُن کی ملکیت قرار پائیگی ـــــ یہود کو غیر یہودی اقوام کی جان اور مال

پر تصرف اور اختیار استعمال کرنے کے لئے چنا گیا ہے ۔ یہود کو خدا کی طرف سے اذن ہے کہ وہ غیر یہود سے سود قبول کریں اور ان کے لئے سود کے شرط لگائے بغیر ادھار دینا ممنوع ٹھہرایا گیا ہے" (ص۱۹)

ایک جگہ لکھتے ہیں :۔

" یہود جو کہ بخت نصر ۔ بابل والوں ۔ فراعنہ ۔ رومیوں ۔ اہل فارس ۔ عیسائیوں اور ہٹلر کی نازی جرمنی پارٹی کے ہاتھوں ، جہاں وہ کوئی ساٹھ لاکھ (۶۰۰۰۰۰۰) ہلاک ہوئے ، نخوت ، تکبر اور بدتمیزی سے باز نہیں آئے اور بزعم خود کہتے ہیں کہ وہی خدا کی واحد منتخب قوم ہیں اور اس وجہ سے دوسری تمام اقوام پر فائق ہیں " (اسرائیل قرآنی پیشین گوئیوں کی روشنی میں خلاصہ ص۲)

اللہ تعالیٰ کے قہر اور لعنت کے بعد اس حق اور صداقت کی ازلی دشمن قوم کے مزاج اور کردار میں آج تک فرق نہیں آیا ۔ ابتداء سے لے کر آج تک اس قوم کو جہاں بھی اور جب بھی کوئی صداقت اور نیکی کی آواز سنائی دی ہے ۔ تو ہر قسم کی سازشں سے اس قوم نے پہلے اس آواز کو دبانے اور آخر میں پیغام حق کی شکل تبدیل کرکے اور اسی طریقہ سے اس کو ختم کرنے میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا ہے ۔

بنی اسرائیل کے نبیوں کے طویل سلسلہ کے آخری پیغمبر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تھے ، ان کو اور آپ کے حواریوں کو حد سے زیادہ اذیتیں پہنچا کر اور قیصر روم کو برانگیختہ کرکے بالآخر اللہ کے اس برگزیدہ پیغمبر کو صلیب تک پہنچانے میں بھی اس ازلی بدبخت قوم کا ہاتھ تھا ۔ اس کے بعد جب عیسائیت پوری قوت سے پھیلنے لگی اور ان لوگوں کے لئے اس کی اشاعت کو روکنا مشکل ہوگیا تو اسی سازشی قوم نے اپنے قدیم دستور کے مطابق عیسائیت میں تحریف اور تبدیلی کے لئے ہر ممکن کوشش کی ۔ چنانچہ ظاہر میں خود مسیحی بن کر مسیحیت میں ایسے طریقہ سے تبدیلی اور تحریف کردی جو پہلی صدی عیسوی کے اختتام پر یہ آسمانی ہدایت اور وحدانیت والا مذہب تبدیل ہو کر مکمل طور پر تثلیث کے مشرکانہ عقیدہ اور دوسری مشرکانہ رسومات ، عبادات اور اعمال کا مجسمہ بن گیا ۔ (ذرا اندازہ لگائیں) ۔

ظہور اسلام کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ پہنچے تو وہاں سرعت کے ساتھ اسلام کی اشاعت ہونے لگی ۔ یہ بات یہودیوں کے لئے ناقابل برداشت تھی ۔ چنانچہ ان لوگوں نے محلاتی سازشوں خود تراشیدہ دمن پسند افواہوں ، بغض اور دشمنی سے بھرپور چالبازیوں سے مسلمانوں کو بہت تنگ کیا ۔ چنانچہ مکہ مکرمہ کے مشرکوں کی ظاہری اور کھلی عداوت سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا دکھ نہیں پہنچا ۔ جتنا ان

لوگوں کی درپردہ سازشوں سے آپ کو پریشان ہونا پڑا، انہوں نے صحابۂ کرامؓ کو "السلام علیکم" کے بجائے "السام علیکم" (تو برباد ہو جائے) کہنا شروع کیا۔ یہ لوگ لفظ "السلام" اور "السام" اس طرح ادا کرتے تھے کہ آسانی سے ان دونوں لفظوں کے درمیان فرق معلوم کرنا مشکل تھا۔ ایک یہودی عورت نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے میں زہر ملا کر دیا تھا۔ "وادی قرا" میں حضور علیہ السلام کی موجودگی میں، ان یہودیوں کے تیر سے آپ کا ایک غلام شہید ہوا۔ حضور علیہ السلام کے عہد میں، ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت میں بھی درپردہ یہودیوں کی سازش کارفرما تھی۔ تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے، کہ یہودی زیر زمین سازشوں اور خفیہ سرگرمیوں میں ہمہ وقت مشغول ہوتے تھے۔ ان کے جزیرۃ العرب کی انتہائی نازک اور حساس حدود میں رہنے اور سرحد پار آباد اجنبی قوموں سے خطرناک ساز باز میں مشغول ہونے کو اسلام اور مسلمانوں کے لئے ہمیشہ خطرہ سمجھا جاتا تھا۔ لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری وقت میں وصیت فرمائی کہ "اخرجوا الیھود والنصاری من جزیرۃ العرب" یعنی یہودیوں اور عیسائیوں کو عرب کے جزیرے سے نکال دو۔ (صحیح بخاری، کتاب الجہاد) اسی وصیت کی تعمیل کا اعزاز حضرت امیر المؤمنین عمر فاروقؓ کو نصیب ہوا، جنہوں نے ہر جگہ سے یہودیوں کو نکال کر، شام کی طرف جلاوطن کرکے "جزیرۃ العرب" کو ان کی نحوست سے پاک کیا۔

اس تمام کارروائی کے باوجود، یہودیوں کی پرانی عادت، منافقت اور سازش ہر حال میں قائم رہی، ایک نہایت شاطر اور ذہین یہودی عبداللہ بن سبا نے ظاہر میں اسلام قبول کرکے اپنے گروہ کے ساتھ، اسلام اور امت مسلمہ میں کتنے ہی اقسام کے فتنے پیدا کرنے کی کوشش کی۔ ایک طرف اس گروہ نے سیاسی میدان میں حضرت عثمانؓ کی خلافت کے بارے میں جھوٹی افواہیں پھیلا کر حکومتی نظام میں خلل پیدا کیا، جس کی وجہ سے خلیفہ ثالث کے آخری چھ سال اور حضرت علیؓ اور حضرت حسنؓ کی خلافت کا پورا عرصہ مسلمانوں کے باہمی انتشار میں گذرا اور باہر کی دنیا میں اسلام اور اسلامی حکومت کی اشاعت اور وسعت کا انتہائی تیز رفتاری سے چلنے والا کام اچانک بالکل بند ہو گیا اور اس کی وجہ سے اسلام کو ناقابل تلافی ضرر پہنچا اور دوسری طرف اس یہودی اور اس کے گروہ نے حضرت علیؓ اور آپ کے اہل بیت کی محبت کے نہایت دلکش اور خوبصورت نعروں کی آڑ لے کر پس پردہ پہلی مرتبہ اسلامی عقائد میں بنیادی تحریف کا کام شروع کر دیا۔ جیسا کہ اسلام کی مکمل تعلیم یعنی قرآن مجید اور اس کی لفظی و معنوی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے اٹھایا ہے اور اس کیلئے

غیبی انتظامات کئے گئے ہیں۔ لہذا یہ گروہ، بظاہر تو اس میں تحریف کر کے اس کو مٹا نہ سکا لیکن اندر ہی اندر اس گروہ نے اسلام کی بے داغ عمارت میں کیسے کیسے ڈاکے ڈالے ہیں اور اسلامی عقائد اور قرآن مجید، سنّت رسولؐ اور ختم نبوت کے بارے میں کس قدر تحریفات کی ہیں۔ دین حق اور اس کی پیروی کرنیوالوں کے خلاف کیسی کیسی خطرناک سازشیں کی ہیں اور اس کے کیسے تباہ کن نتائج نکلے ہیں، ان کا تفصیلی مطالعہ ہر مسلمان اور خاص کر ایسے عالم دین کے لئے جس نے اس مذہب کا مطالعہ نہ کیا ہو، اس پرفتن دور میں نہایت ضروری ہوگیا ہے۔

اب ہم یہودیوں کی مذکورہ خصلتوں کو ذہن میں رکھ کر دیکھیں کہ انہوں نے کیسے عیسائیت میں تحریف پیدا کی اور اسلام کے اندر بھی انھوں نے کیسے نہ ختم ہونیوالے فتنوں کا دروازہ کھولا ہے۔

۲۔ عیسائیت میں تحریف کس نے کی اور کیسے کی؟

موجودہ عیسائیت کی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو اس دنیا سے آسمان پر اُٹھالیا گیا، اس بات کو ابھی ایک سو برس بھی نہ گذرے تھے کہ عام عیسائیوں میں عیسائیت کی جگہ پر، پولوس کا تراشیدہ نیا مشرکانہ مذہب عیسائیت کے نام سے مشہور ہوگیا اور دنیا کے تقریباً تمام عیسائیوں نے، یہ پولوس کا ایجاد کردہ دین جسکی بنیاد تثلیث اور کفارہ کے عقیدہ پر تھی۔ قبول کرلیا۔

اب یہاں پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ پولوس کون تھا، تثلیث کیا ہے اور کفارہ کس کو کہا جاتا ہے؟ ان باتوں پر کچھ روشنی ڈالی جاتی ہے۔

پولوس کون تھا اور اسکے دور کا اہم کارنامہ

اس کا اصلی نام ساؤل تھا اور یہودی النسل تھا، اس کی پیدائش کلکیہ نامی شہر میں ہوئی۔ گملی ایل نے اس کی تعلیم اور تربیت کی ذمہ داری لی تھی۔ یہودی ہونے کی وجہ سے ابتدا میں یہ حضرت مسیح علیہ السلام کے حواریوں کا سخت دشمن تھا اور عیسائیت کی عداوت میں ہی اس نے بظاہر یہودیت سے علیحدگی اختیار کر کے عیسائیت قبول کی تھی۔ اس شخص نے اچانک ہی ڈرامائی انداز میں یہ دعویٰ کیا کہ وہ عیسائیت اور عیسائیوں کے خلاف اپنی جدوجہد کے سلسلہ میں دمشق جارہا تھا تو راستہ میں ایک منزل پر، آسمان سے زمین تک نور ظاہر ہوا اور آسمان سے اس کو یسوع مسیح کی آواز سننے میں آئی۔ جس نے اس کو مخاطب ہو کر عبرانی زبان میں کہا کہ "اے ساؤل تو مجھے کیوں ستاتا ہے؟" اس نے مزید یہ کہا کہ، یسوع مسیح نے مجھے اپنے اوپر ایمان لانے اور دین کی خدمت کرنے کے لئے

دین کا داعی بننے کی دعوت دی۔ میں یہ معجزہ دیکھ کر بعد میں یسوع مسیح پر ایمان لے آیا اور اب میں نے اپنے آپ کو دینِ مسیح کی خدمت کرنے اور اس کو وسعت دلانے کے لئے وقف کر دیا ہے۔ پھر اس نے اپنا نام ساؤل سے تبدیل کر کے پولوس رکھا۔ اور اسی نام سے مشہور ہوا۔

جب اس نے حضرت مسیح علیہ السلام کے حواریوں میں پہنچ کر مذکورہ قصہ کا اعلان کیا، تو اکثر حواریوں نے اس پر اعتبار نہ کیا، کیونکہ وہ بھی، یہودیوں کی منافقانہ شرارتوں سے واقف تھے، لیکن ایک برناباس حواری نے، جو اسوقت میں زیادہ با اثر تھا، اس نے پولوس کا دعویٰ مان لیا اور بعد میں دوسروں کو بھی اس نے پولوس کا ہمنوا بنا دیا۔

اب پولوس نے ایسا رویہ اختیار کیا کہ عام عیسائی اس کو مسیحی مذہب کا بڑا پیشوا اور رہبر سمجھنے لگے اور عوام میں اس کو وسیع مقبولیت اور بزرگی حاصل ہوگئی۔ بعد میں اس نے عیسائیت میں تخریب اور تحریف کا کام شروع کیا، جو کہ فی الحقیقت اس کا اصلی منصوبہ اور مقصد وحید تھا۔

پولوس نے اپنی غیر معمولی ذہانت سے یہ بات بھانپ لی کہ عیسائیت میں تحریف اور عیسائیوں کو ان کے اصلی دین سے بیگانہ بنانے کے لئے راستہ یہ ہے کہ ان کے روبرو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا جائے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا یا خدا کی خدائی میں شریک اور حصہ دار یا خود، خدا مشہور کیا جائے اور صلیب کے واقعہ کی یہ حقیقت بیان کی جائے کہ حضرت مسیح اپنے اوپر ایمان لانے والے تمام انسانوں کے گناہوں کا کفارہ بن کر صلیب پر چڑھ گئے، اب جو لوگ آپ پر ایمان لائینگے، ان کے لئے حضرت مسیح کا صلیب پر چڑھنا۔ نجات کا وسیلہ بن گیا۔ پولوس کی تعلیم میں ہے کہ صرف حضرت مسیح اور ان کے کفارہ پر ایمان لانا نجات کے لئے کافی ہے، اس کے بعد انسان کو جو کچھ جی میں آئے وہ کرتا پھرے، اس سے کوئی حساب کتاب نہیں ہوگا۔ پولوس کے اس عقیدہ کی یعقوب اور دوسرے حواریوں نے شروع میں سخت مخالفت کی اور ایمان باللہ اور عمل صالحہ کو ضروری قرار دیا لیکن انکی بات کسی نے نہ سنی۔

پولوس نے اپنا کام اسی طریقہ سے شروع کیا اور عام عیسائیوں میں تثلیث اور کفارہ کے عقیدے بہت تیزی سے مقبول ہوگئے یہانتک کہ یہ دونوں عقیدے عیسائیت کے بنیادی عقائد میں شمار کئے گئے ہیں۔

(۱) تثلیث موجودہ عیسائی مذہب میں اللہ تعالیٰ تین اعداد باپ بیٹے اور روح القدس کا مرکب ہے۔ اسی عقیدہ کو عیسائیت میں تثلیث کہا جاتا ہے اس عقیدہ کی تشریح میں عیسائی علماء کا اختلاف

ہے لیکن بالآخر نتیجہ یہی اخذ ہوتا ہے کہ عیسائیت میں اللہ تعالیٰ تنہا نہیں ہیں بلکہ یا تو تینوں مل کر ایک خدا بنا ہے یا ان تینوں میں سے ہر ایک علیحدہ خدا ہے۔ نعوذ باللہ۔

(۳) **کفّارہ** کفّارہ[1]، موجودہ عیسائیت کا ایک بنیادی عقیدہ ہے۔ لفظ کفارہ کے معنی ہیں گناہ یا خطا کا بدل (فیروز اللغات حصّہ دوم ص۲۱۸)، اصطلاحی معنی میں کفارہ کا مطلب یہ ہے کہ، حضرت عیسیٰؑ صلیب پر چڑھ کر اور اپنی جان دیکر اُن تمام انسانوں کے گناہوں اور معصیتوں کا کفارہ بن چکے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائیں گے اور جن کا کفارہ کے عقیدہ پر ایمان ہوگا۔ موجودہ عیسائیت یعنی پولوس کے نئے تراشیدہ اور ایجاد کردہ مذہب میں ہر انسان پیدائشی گنہگار ہے۔

---

[1] **شیعہ مذہب میں کفارہ کا عقیدہ**

اصول کافی میں امام موسیٰ کاظم سے روایت ہے کہ:۔

عن ابی الحسن علیہ السلام قال ان اللہ عز وجل غضب علی الشیعۃ فخیرنی نفسی او ھو فوقیتھو واللہ بنفسی۔ (اصولِ کافی ص۱۵۹۔ عکس دیکھیں ص۳۲۳)	امام موسیٰ کاظمؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ شیعوں کے اوپر غضب نازل کرنیوالے تھے لیکن مجھے اختیار دیا کہ یا تو میں اپنی جان دیدوں یا شیعہ ہلاک کئے جائیں (یعنی دو باتوں میں سے جو میں چاہوں وہ ہو جائے) پھر اللہ کی قسم میں اپنی جان دیکر شیعوں کو بچاتا ہوں۔

شیعہ مجتہد علامہ مجلسی لکھتے ہیں کہ:۔

حضرت امام جعفر صادق فرمودہ کہ اے مفضل رسولِ خدا دعا کرد کہ خداوندا شیعان برادر من علی بن ابی طالب و شیعان فرزندان من کہ اوصیائے منند گناہانِ گذشتہ و آئندہ ایشاں را تا روز قیامت برمن بارکن و مرا درمیان پیغمبراں بسبب گناہان شیعان رسوا مکن پس حق تعالیٰ گناہان شیعان را برآنحضرت بارکرد و ہمہ را برائے آنحضرت امرزید۔ (حق الیقین ص۳۶۷۔ عکس دیکھیں ص۵۲۲)	امام جعفر صادق نے فرمایا کہ اے مفضل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی کہ اے خداوند میرے بھائی علی بن ابی طالب کے شیعوں اور میرے ان وصی فرزندوں کے شیعوں کے اگلے اور پچھلے گناہ میرے اوپر ڈالدے اور شیعوں کے گناہوں کی وجہ سے مجھے دیگر پیغمبروں کے سامنے رسوا نہ کر پھر اللہ تعالیٰ نے تمام شیعوں کے گناہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر ڈالدیئے اور تمام گناہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے معاف کئے گئے۔

(بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

آدمؑ اور حوّا نے (معاذ اللہ) گناہ کیا، لہذا ہر انسان موروثی گنہ گار ہے۔ موجودہ عیسائیت کے نزدیک اعمال نیک، نجات کے اسباب نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی بندہ کے گناہ توبہ واستغفار سے معاف کرے تو وہ آپ کا رحم ہے لیکن یہ رحم آپ کے عدل کے خلاف ہے۔ اللہ کے رحم کا یہ تقاضا ہے کہ انسان سزا سے بچ جائے۔ لیکن وہ عادل بھی ہے، لہذا آپ کے عدل[1] کا یہ تقاضا ہے کہ جرم کی سزا ضرور دیجائے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی نجات کا یہ سبب تلاش کر کے نکالا کہ اپنے بیٹے یسوع مسیح، جو کہ تمام گناہوں سے پاک ہیں، قیامت تک آنے والے عیسائیوں کے بوجھ اٹھوا کر ان سے جان کی قربانی لی گئی (معاذ اللہ) اور اب ان کا صلیب پر چڑھ کر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

اس قسم کی دوسری بھی کئی روایات ہیں جو شیعوں کی کتابوں میں موجود ہیں اور مشہور کی گئی ہیں۔

آپ عیسائیوں کے عقیدۂ کفارہ کے بارے میں پڑھ کر آئے ہیں اور آپ کو شیعوں کے بارے میں بھی معلومات دستیاب ہوئی ہیں کہ ان کے یہاں بھی، عیسائیوں کی طرح کفارہ کا عقیدہ ہے اور ان کے تمام گناہ پھر چاہے وہ کیسے ہی نوع کے ہوں وہ تمام کے تمام، نبی اکرم علیہ السلام کے کھاتے میں ہیں (العیاذ باللہ) اور ان کو نجات کا سرٹیفکیٹ ملا ہوا ہے۔

اب آپ قرآنی الفاظ میں یہودیوں کا دعویٰ پڑھیں کہ:-

وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ۚ قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔ (البقرہ ۲۔ع ۹۔آیت ۸۰)	اور یہودیوں نے کہا کہ گنے ہوئے دنوں کے علاوہ ہمیں آگ مس نہیں کریگی اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ کیا تم لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے کوئی عہد لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف کبھی نہیں کرینگے اور تم اللہ پر وہ کچھ کہتے ہو جو تم نہیں جانتے۔

دوستو! آپ نے یہاں عیسائیوں کے کفارہ کا عقیدہ بھی پڑھا، شیعوں کا کفارہ کا عقیدہ بھی دیکھا اور یہودیوں کا دعویٰ بھی مطالعہ کیا جس کا خود قرآن مجید میں ذکر ہے اب آپ خود بتائیں کہ ان تینوں میں سے کون آگے ہے؟ یہ بھی آپ ہی سوچیں کہ ان تینوں مذاہب میں یکسانیت ہے یا نہیں؟

کفارہ کے رد میں نص قطعی قرآن مجید میں ہے کہ:-

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى۔ (الزمر ۳۹۔ع ۱۔آیت ۷)	اور کوئی بھی گناہ کا بوجھ اٹھانے والا دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔

[1] عدل، شیعیت کے ایمانیات میں عدل کا عقیدہ، اس کی یہاں عیسائیت میں بھی نشاندہی ہوتی ہے۔

اپنی جان دینا تمام عیسائیوں کے گناہوں کا کفارہ اور نجات کا وسیلہ بنا ہوا ہے۔ یہ ہے کفارہ کا عقیدہ جس کو پولوس یہودی نے عیسائیت میں داخل کر کے عیسائیت کی تحریف کی۔

یہ جو کچھ بیان ہوا وہ کفارہ اور تثلیث کے بارے میں مستند و معتبر ترین کتب میں سے اختصار کے طور پر اخذ کر کے پیش کیا گیا ہے۔ [1]

۳۔ اسلام میں شیعیت کی ابتداء کس نے کی اور کیسے کی؟

آپ نے عیسائیت میں یہودی پولوس کی تحریف کے بارے میں پڑھا، حقیقت یہ ہے کہ موجودہ عیسائی دنیا پوری دنیا میں تعداد کے لحاظ سے کثرت میں ہونے کے باوجود اور دنیوی ترقی کے معاملے میں چاند پر قدم جمانے کے دعوے کے ہوتے ہوئے یہ اتنے بڑے مفکر اور مدبر تمام کے تمام پولوس یہودی کی تحریف کردہ عیسائیت کی پیروی کرنے والے ہیں جس کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عیسائیت سے کوئی تعلق اور ربط نہیں ہے۔

اسلام میں شیعیت کی ابتدائی تاریخ بھی بالکل ایسی ہی ہے جیسی پولوس کی اصلی عیسائیت میں تحریف اور تبدیلی کی تاریخ۔ فرق صرف یہ ہے کہ عیسائیت میں یہودی پولوس نے جو تحریف کی اس سے اصل عیسائیت بالکل مٹ گئی اور پولوسیت، عیسائیت کے نام سے قائم ہوگئی۔ بخلاف اس کے کہ شیعوں کے موجد عبداللہ بن سبا یہودی اور اس کی پیروی کرنے والوں نے اسلام میں جو کچھ تبدیلی اور تحریف کی وہ تو اپنی جگہ قائم رہی لیکن اس کا نام شیعیت ہوگیا۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اسلام کی اس بات سے حفاظت فرمائی کہ شیعیت کو لوگ اسلام کہنے لگیں اور شیعیت کے بنیادی عقائد، قرآن وسنت کو مٹادیں ایسا نہ ہو سکا۔ اور کبھی نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ اسلام کی بنیاد قرآن وحدیث پر ہے۔ ان کی حفاظت کی ذمہ داری حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے۔ پھر معلوم ہونا چاہیئے کہ اسلام کے عقائد و اعمال الگ ہیں جن کی بنیاد قرآن وسنت پر ہے اور شیعیت کے اعمال وعقائد علیحدہ ہیں جن کی بنیاد اماموں کی امامت اور ان کی طرف منسوب روایات پر ہے لہذا اسلام جدا ایک مذہب ہے اور شیعیت الگ ایک دوسری چیز کا نام ہے، یہ دونوں متضاد ہیں ان میں کوئی اتحاد نہیں۔

---

[1] مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ آٹھواں ایڈیشن از پروفیسر چودھری غلام رسول صاحب۔

مزید تفصیل کے لئے مطالعہ فرمائیں:۔

۱۔ عیسائیت کیا ہے، از مولانا محمد تقی عثمانی۔

۲۔ ایرانی انقلاب، از مولانا محمد منظور نعمانی لکھنوی۔

۳۔ اظہار الحق کا اردو ترجمہ بائیبل سے قرآن تک از مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ۔

تاریخ کے مطالعہ سے شیعیت کی ابتداء کے بارے میں جو حقیقت سامنے آتی ہے وہ اس کی مختصر روداد یوں ہے :۔

عہد نبویؐ میں عرب کا تقریباً پورا علاقہ اسلام کی آغوش میں آگیا تھا یہاں تک کہ مشرکین اور اہل کتاب یہود و نصاریٰ میں سے کوئی بھی ایسی قوت باقی نہ رہی تھی جو اسلام کے فروغ واشاعت میں رکاوٹ بن سکے۔ یہی صورت حال عہد صدیقی میں اور زیادہ مستحکم ہوئی، عہد صدیقی کی مدت مختصر تھی یعنی سوا دو سال۔ تقریباً اس دور میں اسلام کی اشاعت کا سلسلہ جزیرۃ العرب کی حدود سے نکل کر اطراف عالم میں پھیل گیا۔

عہد فاروقی کے تقریباً ساڑھے دس سال کے دور میں دعوت اسلام اور عسکری فتوحات کا سلسلہ اس تیزی سے آگے بڑھا کہ اُس وقت کی دو بڑی طاقتیں فارس و روم کے کئی علاقے اہل اسلام کے زیر نگیں آگئے۔

عہد عثمانی میں اسلام کی دعوت اور ملکی فتوحات کا سلسلہ اسی طرح جاری رہا۔ اس زمانے میں مختلف ملکوں، قوموں اور مختلف طبقات کے بے شمار لوگ اپنے قدیم مذاہب کو چھوڑ کر اسلام میں داخل ہو گئے، ان لوگوں میں اکثر و بیشتر وہ لوگ تھے جنہوں نے دین اسلام کو حق و نجات کا واحد ذریعہ سمجھ کر قبول کیا تھا، لیکن کچھ لوگ ایسے بھی تھے، جو منافقانہ طور پر اسلام قبول کر کے مسلمانوں میں شامل ہو گئے تھے ان کے دلوں میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف شدید بغض اور عداوت بھری ہوئی تھی۔ وہ اسی ارادہ اور منصوبہ سے بظاہر مسلمان بن کر مسلمانوں میں شامل ہو گئے کہ جب بھی کوئی موقعہ ہاتھ آئے تو کوئی نہ کوئی فتنہ پیدا کر کے اسلام اور مسلمانوں کو آسانی سے نقصان پہنچا سکیں، خاص طور پر یہودیوں میں سے کافی لوگ اسی مقصد کے حصول کی خاطر منافقانہ طور پر اسلام میں داخل ہوئے تھے۔

ایسے ہی لوگوں میں جن کا اوپر ذکر ہوا، ایک یہودی عبداللہ بن سبا بھی تھا جو یمن کے شہر صنعاء کا رہنے والا تھا، اس نے بھی حضرت عثمان غنیؓ کے دور خلافت میں اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا۔ بعد میں اس کا جو کردار سامنے آیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا یہودیت کو ترک کرنا اور اسلام قبول کرنے کا مقصد وحید یہی تھا۔ جس مقصد سے پولوس (ساؤل) یہودی نے یہودیت کو ترک کر کے عیسائیت کو قبول کیا تھا۔

عبداللہ بن سبا کو مدینہ منورہ کے مختصر قیام میں یہ بات معلوم ہو گئی کہ حجاز کے سارے علاقے میں دینی شعور عام ہے اور ایسے محافظِ اسلام موجود ہیں کہ انکی موجودگی میں یہ اپنے مقصد میں ہرگز کامیاب نہیں ہوسکیگا۔

چنانچہ یہ بصرہ، کوفہ اور مصر گیا۔ وہاں اس کو اپنے مقصد کے جتنے لوگ بھی ملے، ان کو اس نے آپس میں منظم کیا اور زیر زمین اپنا کام شروع کیا۔

عبداللہ بن سبا یہودی کو، پولوس یہودی والا سبق اچھی طرح یاد تھا، جس سے اس نے عیسائیت میں تحریف کی تھی، یعنی ایک مذہب کی پیروی کرنے والوں کو گمراہ کرنے کا آسان سے آسان طریقہ یہی ہے کہ اس مذہب کے مقدس، مقبول اور محبوب شخصیت کے بارے میں، لوگوں میں حد سے زیادہ غلو سے کام لیکر رتبہ، مقام اور انکے فضائل بیان کئے جائیں۔ یہ پڑھا لکھا تو پہلے ہی تھا، اس کو توریت اور انجیل کا علم حاصل تھا اور عربی زبان پر اس کو کامل دسترس حاصل تھی اور اس کو پولوس کا عیسائیت کو تبدیل کرنے کے لئے اختیار کیا ہوا طریقہ اور اس سے حاصل کی ہوئی کامیابیوں کی پوری واقفیت حاصل تھی۔ چنانچہ یہ ہر طرح سے موقعہ شناس، تیز فہم اور چالاک ثابت ہوا، یہ ماحول اور حالات اور موقعہ کو دیکھ کر کام کرتا تھا۔ پس جیسا ماحول اور لوگ دیکھتا تھا انکی استعداد اور صورتحال کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے مقصد کی بات سامنے رکھتا تھا اور بات کرنے کے بعد ان کے ردعمل کا خاص خیال رکھتا تھا۔

اسلام لانے کے بعد اس نے اپنا ظاہری نمونہ ایک عابد، زاہد، متقی اور پرہیزگار کا اختیار کیا جس کی وجہ سے لوگ اس کی تعظیم کرنے لگے اور اس کے پاس لوگوں کی آمد و رفت کا سلسلہ شروع ہو گیا، یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں توریت اور انجیل میں جو کچھ لکھا ہوا تھا وہ پڑھ کر لوگوں کو سنا کر خوش کرتا تھا۔

مؤرخین کا بیان ہے کہ اس نے سب سے پہلے جو نئی بات پیش کی وہ یہ تھی کہ مجھے ان مسلمانوں پر تعجب ہے کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ دنیا میں آنے پر عقیدہ و یقین رکھتے ہیں، لیکن سیدالانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دوبارہ دنیا میں آنے کے قائل نہیں ہیں حالانکہ حضور علیہ السلام تمام نبیوں سے افضل و اعلیٰ ہیں، آپؐ یقیناً دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ اس نے یہ بات ایسے نومسلم، جاہل اور مکمل دین سے ناواقف لوگوں کے سامنے رکھی جن کے بارے میں اس نے سمجھا کہ یہ ایسے خرافاتی عقیدہ کو قبول کرنے کی پوری صلاحیت رکھتے ہیں۔ جب اس نے دیکھا کہ میری یہ نئی بات ان لوگوں نے بغیر کسی لیت و لعل کے قبول کر لی ہے یا یہ لوگ خاموش ہو گئے ہیں۔ حالانکہ یہ بات قرآن و سنت کی صریحاً خلاف تھی، تو اس کی ہمت اور زیادہ بڑھی اور یہ حضور علیہ السلام کے ساتھ، حضرت علیؓ کی خصوصی قرابت کی بناء، یہ تمام عقیدت اور محبت کا اظہار کرتے ہوئے، حضرت علیؓ کے فضائل و مناقب میں جھوٹی باتیں بنا کر حدیث کے نام سے بیان کرنے لگا جس سے اس کی مقبولیت میں اور اس کے

عقیدت مندوں میں دن بدن اضافہ ہونے لگا۔ اس کے بعد اس نے ایک دوسری بات یہ کہی کہ، ہر پیغمبر کا ایک وصی اور وزیر ہوتا ہے جو نبی کی نبوت کا رازداں ہوتا ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کے رازداں یوشع بن نون تھے۔ ایسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدان حضرت علیؓ ہیں، پس توحید و رسالت کے ساتھ حضرت علیؓ کی امامت ہونا بھی فرض عین ہے۔ یہ بات بھی لوگوں نے تسلیم کرلی اور چند دنوں میں انہوں نے یہ سبق بھی یاد کرلیا۔ اب یہ اور آگے بڑھا اور کہنے لگا کہ پیغمبر کریم کے تمام صحابہؓ افضل ہیں، لیکن حضرت علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خصوصی قرابت کے لحاظ سے ان سب سے زیادہ افضل ہیں۔ یہ بات نومسلم، ناعاقبت اندیش مسلمانوں کے لئے کوئی خاص اہمیت والی نہیں تھی۔ انہوں نے سمجھا کہ کسی ایک شخص کو دوسرے سے افضل کہنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ لیکن جن لوگوں میں دینی فراست تھی، انہوں نے اس بات کو غلط اور دین میں ایک فتنے کا دروازہ کھولنے کا سبب سمجھا اور انہوں نے ناراضگی ظاہر کی۔ یہ سبق یاد کرانے میں عبداللہ بن سبا کو زیادہ دقت پیش آئی اور کچھ وقت لگا اور زیادہ محنت کرنی پڑی۔

اس نے جب دیکھا کہ ان نومسلم، ناعاقبت اندیش، جاہل مسلمانوں نے یہ بات بھی مان لی ہے اور یہ ان کا عقیدہ ہوگیا ہے کہ تمام صحابہؓ سے حضرت علیؓ افضل ہیں تو یہ کہنے لگا کہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلافت اور حکومت کی سربراہی بھی حقیقت میں حضرت علیؓ کا حق تھا، توریت اور انجیل میں بھی یوں لکھا ہوا ہے لیکن حضورؐ کی وفات کے بعد، مہاجرین و انصار نے اپنی اکثریت کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اقتدار کو اپنے پاس رکھنے کے لئے، حضرت علیؓ کے خلاف سازش کی اور (معاذ اللہ) ابوبکرؓ کو خلیفہ بنایا، اور اس نے اپنے بعد (معاذ اللہ) عمرؓ کو نامزد کیا، اس کے بعد عثمانؓ خلیفہ بنائے گئے۔ ان صحابہؓ نے حضرت علیؓ کا (معاذ اللہ) حق غصب کیا۔ اور اسی طور سے یہ لوگ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد (معاذ اللہ) غاصب، مرتد، منافق اور کافر بن گئے، ان پر تبرا کرنا چاہیئے۔ مزید کہنے لگا کہ اب بھی موقعہ ہاتھ سے نہیں گیا ہے۔ موجودہ خلیفہ عثمانؓ کو معزول کر کے حضرت علیؓ کو خلیفہ بنایا جائے کیونکہ آپ کو ہی حضورؐ کے بعد خلیفہ ہونا چاہیئے تھا، اس کام میں تمام مسلمانوں کو تعاون کرنا چاہیئے۔ بعد میں حضرت عثمانؓ اور آپ کی انتظامیہ کے خلاف مؤثر طور پر پروپیگنڈہ شروع کیا۔ اور یہ مہم چلائی کہ موجودہ خلیفہ (معاذ اللہ) نااہل اور ظالم ہے، کوئی بھی فریادرس نہیں ہے، اموی سیاہ و سفید کے مالک ہیں، خلیفہ کی تبدیلی کے بغیر حالات کا درست ہونا ناممکن ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

اتفاقاً، اس وقت مصر کے گورنر، عبداللہ بن سعد، رومیوں کی شورش کا مقابلہ کرنے کے لئے افریقہ اور طرابلس میں نظم و نسق قائم کرنے میں مشغول تھے دران کو اندرونی حالات پر پوری توجہ دینے کا موقعہ کم مل رہا تھا۔ عبداللہ بن سبا یہودی کو ایسے حالات کی اشد ضرورت تھی لہٰذا اس نے ان حالات سے پورا پورا فائدہ اٹھایا، اس نے مصر کو اپنا مستقل ہیڈ کوارٹر بنا کر بصرہ و کوفہ وغیرہ کو خطوط روانہ کئے اور اس طرح پروگرام ترتیب دیا کہ مصر والے کوفہ، بصرہ، دمشق اور مدینہ والوں کو اور کوفہ والے مصر، بصرہ، دمشق اور مدینہ والوں کو، اور بصرہ والے، مصر، کوفہ، دمشق اور مدینہ والوں کو اور دمشق والے مصر، کوفہ بصرہ اور مدینہ والوں کو حضرت عثمانؓ کے گورنروں کی مسلسل جعلی شکایتیں اور خطوط بھیجتے رہیں۔ چنانچہ اس پروپیگنڈہ نے حکومت کے خلاف بہت اثر پیدا کیا اور حکومت کے لئے عام لوگوں میں یہ تاثر پیدا ہونے لگا کہ دوسرے مقامات پر ظلم ہو رہا ہے۔ اس کی تحقیقات کے بارے میں حضرت عثمانؓ نے وفود بھیجے، جو تحقیق کر کے واپس آئے اور یہ رپورٹ دی کہ کہیں بھی ظلم نہیں ہو رہا ہے، حالات پرسکون ہیں. ایسا کوئی بھی آدمی نہیں جو حکومت کے خلاف شکایت کر رہا ہو۔

کسی بھی تحریک کو جاندار بنانے کے لئے یہ بات اشد ضروری ہے کہ اس تحریک میں کوئی دل کش نعرہ ہو۔ عبداللہ بن سبا یہودی نے دیکھا کہ، حکومت کے خلاف اس کے پروپیگنڈہ کا خاطر خواہ اثر ہوا ہے، اور حضرت علیؓ کی افضلیت کے بارے میں بھی، نومسلم عوام کے خیالات میں کافی تبدیلی آئی ہے، لہٰذا عام لوگوں میں جوش پیدا کرنے کے لئے، اس نے یہ نعرہ ایجاد کیا:۔

"امامت (تسلیم کرنا) فرض ہے، اہلِ بیت سے محبت اور علیؓ کی حمایت ہمارا نصب العین ہے۔ "حضرت علیؓ وصی رسول اللہ" ہیں، آپ خلافت کے حقدار ہیں اور مظلوم ہیں، پہلے تینوں خلیفہ (معاذ اللہ) غاصب ہیں، کافر و مرتد ہیں"۔ (ابن سبا ص ۶۳)

کافی عرصہ سے یہ سب کچھ زیرِ زمین ہو رہا تھا۔ خود حضرت علیؓ کو بھی یہ خبر نہ تھی کہ آپ کے بارے میں کیا کیا کہا جا رہا ہے۔ کیونکہ عام طور پر زیرِ زمین تحریکیں ایسی ہی ہوا کرتی ہیں، ان کی خبر تب ہوتی ہے جب زیرِ زمین بہت کچھ ہو چکا ہوتا ہے۔ اس کام میں یہودی شروع سے ہی بڑے تجربہ کار رہے ہیں۔

پھر جو کچھ ہوا وہ سب کو معلوم ہے، کہ حضرت عثمانؓ جو اس وقت کی سب سے بڑی حکومت کے فرمانروا تھے، ان باغیوں کے خلاف صرف اجازت دیتے، تو یہ نہیں ہو سکتا تھا جو ہوا، لیکن آپ نے ایسا کرنا پسند نہیں کیا کہ صرف آپ کی جان کی حفاظت میں کسی کلمہ گو کے خون کا ایک قطرہ بھی زمین پر گرے۔ بلکہ اس کے برخلاف آپ نے مظلومیت کی حالت میں شہید ہو کر اللہ رب العزت کی بارگاہ

میں پیش ہونے کو پسند فرمایا، اور اس دنیا میں آپ نے ایک ایسی مظلومیت کی شہادت اور قربانی کی لافانی مثال قائم کی، جس کی نظیر آج تک یہ دنیا پیش نہیں کرسکی کہ ایک عظیم سلطنت کے فرمانروا نے بیکسی کی حالت میں رہ کر شہادت کی موت قبول کی ہو۔ لیکن اپنی حفاظت کے لئے فوج مقرر کرکے، اس فوج اور باغیوں کے درمیان جنگ کرا کر اور اس طرح مسلمانوں کو آپس میں لڑانا اور خون بہانا پسند نہ کیا ہو۔

اسی خونی فضا میں، حضرت علیؓ، ۳۵ھ میں خلیفہ چہارم مقرر ہوئے۔ لیکن حضرت عثمانؓ کی مظلومانہ شہادت کے نتیجے میں، امت دو گروہوں میں تقسیم ہوگئی اور نوبت جنگ اور قتال تک پہنچی۔ جنگ جمل اور جنگ صفین دو لڑائیاں ہوئیں، عبداللہ بن سبا یہودی کا گروہ، جو خاصی تعداد میں تھا، وہ حضرت علیؓ کے ساتھ تھا اور اس یہودی کو ایسی فضا میں، اچھا موقعہ ہاتھ آیا کہ وہ فوج کے بے علم اور کم فہم عوام کو، حضرت علیؓ کی محبت اور عقیدت کے عنوان سے، گمراہی میں مبتلا کرے، یہاں تک کہ اس نے کچھ بیوقوفوں کو، یہ بھی سبق پڑھایا جو کہ پولوس یہودی نے عیسائیوں کو پڑھایا تھا۔ جس کے نتیجہ میں ان لوگوں کا یہ عقیدہ بن گیا کہ حضرت علیؓ انسانی شکل میں خدا ہے۔ اس نے کچھ احمقوں کے کانوں میں یہ بات بھی ڈالدی کہ، اللہ تعالیٰ نے نبوّت اور رسالت کے لئے، حضرت علیؓ کو منتخب کیا تھا، لیکن جبرئیلؑ کو دھوکہ لگا کہ وہ غلطی سے وحی لے کر، حضرت علیؓ کے بجائے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا پہنچے۔

چند سیاسی مصلحتوں کی بنا پر حضرت علیؓ نے مدینۃ الرسول کو چھوڑ کر، عراق کے شہر کوفہ کو اپنا دارالحکومت بنایا اور پھر یہ علاقہ سبائیوں کی سرگرمیوں کا مرکز بن گیا۔ یہاں پر اس گروہ کو، اپنے عقائدِ فاسدہ کی ترویج و اشاعت کے لئے، حالات، ماحول اور لوگ زیادہ مناسب مل گئے۔

۴/ شیعیت کے مختلف فرقوں میں تقسیم ہوجانے کے اسباب اور شیعیت کی یہودیت، عیسائیت اور مجوسیت سے مشابہت کے مستند تاریخی ثبوت۔

یہاں یہ بات ذہن میں رہے کہ جیسے یہ تحریک خفیہ طور پر چل رہی تھی اس لئے، اس تحریک سے متأثر ہونیوالے تمام لوگ بھی ایک ہی خیال اور عقائد کے نہ بن سکے۔ جیسا کہ پہلے مذکور ہوچکا ہے کہ اس مذہب کے داعی مذہب کے بارے میں ہر بات موقعہ کی مناسبت سے کہتے تھے۔ اور جس آدمی کیلئے جتنی بات مناسب ہوتی تھی اتنی ہی بات کرتے تھے پھر اگر اس آدمی نے وہ بات مان لی تو وہ اسکا عقیدہ

بن جاتا تھا۔ لہٰذا اس سازش کا نتیجہ مندرجۂ ذیل صورت میں ظاہر ہوا :۔

① سبائیوں میں ایسے بھی لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے حضرت علیؓ کو انسانی شکل میں خدا تعالیٰ سمجھا اور وہ حلول کے قائل ہوئے۔ (یعنی خدا تعالیٰ اور حضرت علیؓ مل کر ایک ہوگئے ہیں)۔

② سبائیوں میں کچھ ایسے بھی لوگ ہوئے جنہوں نے حضرت علیؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل اور اعلیٰ کہا اور آپ کو نبوت اور رسالت کا مستحق سمجھا، اور یوں کہا کہ، اللہ تعالیٰ نے وحی تو حضرت علیؓ کی طرف بھیجی تھی لیکن جبرئیل نے غلطی کی اور وہ حضور علیہ السلام کے پاس وحی لے کر جا پہنچے۔

③ ان میں کچھ لوگوں نے حضرت علیؓ کو حضور علیہ السلام کا وصی قرار دیا اور اللہ کیطرف سے مقرر شدہ پہلے امام اور خلیفہ بلافصل کر کے تسلیم کیا، اس بنا ء پر انہوں نے پہلے تین خلفاء کو غاصب، مرتد، منافق اور کافر کہا اور تبرا کی تعلیم دی۔ (العیاذ باللہ)۔

پھر آگے چل کر ان لوگوں میں کتنے ہی مختلف نظریات رکھنے والے گروہ بن گئے جن کی تعداد ۷۰ سے بھی زیادہ ہے۔ جن میں، حضرت علیؓ کے بعد کے ائمہ میں بھی کافی اختلاف رہا ہے، ان فرقوں کی تفصیل الملل والنحل میں دیکھی جا سکتی ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ نے بھی ان فرقوں کے نظریات، عقائد اور ان میں اختلافات کا اچھا خاصا تعارف اپنی مایہ ناز تصنیف تحفۂ اثنیٰ عشریہ میں کرایا ہے۔ اور حضرت مولانا عبدالوہاب کلال مرحوم نے اپنی تصنیف تحفۃ الوہاب سندھی حصہ دوم کے ص۲۳۴ سے ص۲۴۶ پر ان فرقوں کے نام مع ان کے پیشواؤں اور عقائد کی تفصیل مرقوم کی ہے۔ ان فرقوں میں سے تو اکثر ایسے بھی ہیں جن کا غالباً اس دنیا میں کہیں وجود بھی نہیں ہے، صرف تاریخ کی کتابوں کے اوراق کے نام، ان کے پیشواؤں کے نام اور عقائد محفوظ ہیں۔

یہ بات ذہن میں رہے کہ شیعیت کی ابتداء اور اس کے مختلف فرقوں کے بارے میں جو کچھ ذکر کیا گیا وہ اس طرح ہے کہ، عبداللہ بن سبا یہودی نے شیعہ مذہب کی بنیاد رکھی اور اس کے بعد شیعوں میں جتنے بھی مختلف فرقے اور مذاہب وجود میں آئے، وہ سب کے سب عبداللہ بن سبا کے بالواسطہ یا بلاواسطہ فیض یافتہ لوگوں کے ذریعہ سے بنے اور ان کو جو کچھ عبداللہ بن سبا کی تعلیم ملی وہ ان کے مدنظر رہی۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ فتنوں کی اشاعت میں شروع سے لیکر آج تک یہودی ذہن نہایت شاطر اور مکار رہا ہے، یہاں بھی عبداللہ بن سبا اور اس کے ساتھیوں نے یہ سب کچھ ایسی ہوشیاری سے

کیا، کہ حضرت علیؓ کے لشکر میں رہتے ہوئے اور ان کی طرف سے بظاہر لڑتے ہوئے۔ یہ فتنہ اس طرح پھیلا کہ حضرت علیؓ کو اس فتنہ کی خبر اتنی دیر بعد پہنچی کہ اس کی جڑیں اسقدر مضبوط ہو گئی تھیں کہ حضرت علیؓ کے لئے ان کو ختم کرنا ناممکن ہو چکا تھا۔

۵ر عبداللہ بن سبا اور دیگر سبائیوں کے بارے میں کچھ تاریخی ثبوت!

① علامہ کشی سبائیوں کے ایک عظیم عالم اور ان کے ہاں اسماء الرجال کے فن میں آخری سند سمجھے جاتے ہیں۔ ان کا انتقال ۳۰۴ھ میں ہوا ہے۔ موصوف کی فن رجال میں معرفۃ اخبار الرجال کے نام سے ایک تصنیف ہے۔ جو رجال کشی کے نام سے مشہور ہے۔ یہ کتاب شیعوں کے نزدیک اس فن میں پہلی مستند ترین کتاب سمجھی جاتی ہے۔ اس میں عبداللہ بن سبا یہودی کے بارے میں سیدنا محمد باقرؒ کے حوالے سے روایت ہے کہ:۔

ان عبد اللہ بن سبا کان یدعی النبوۃ	بے شک عبداللہ بن سبا نبوت کا دعویٰ کرتا تھا اور
ویزعم ان امیر المؤمنین علیہ السلام، ھو اللہ	اسکا خیال تھا کہ حضرت علیؓ، اللہ تعالیٰ ہیں (العیاذ باللہ)

(رجال کشی بحوالہ خمینی ازم اور اسلام ص۲۲)

جب یہ خبر حضرت علیؓ کو پہنچی تو آپ نے اس کو بلایا اور توبہ کرنے کے لئے کہا لیکن یہ پھر بھی باز نہ آیا۔ فاحرقہ بالنار پھر آپ نے اسکو آگ میں جلایا۔ (رجال کشی ص۷)

یہ بات بھی کتابوں میں آتی ہے کہ جب عبداللہ بن سبا اور ان کے ستر ساتھیوں کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت علیؓ نے ان کو آگ میں جلانے کا فیصلہ کیا ہے، تو یہ لوگ بلند آواز سے کہنے لگے، کہ لَا یُعَذِّبُ بِالنَّارِ اِلَّا رَبُّ النَّارِ یعنی اللہ کے سوا کوئی آگ کا عذاب نہیں دے سکتا۔ (فتنہ ابن سبا ص۶۶) بالفاظ دیگر حضرت علیؓ واقعی خدا ہیں۔ (معاذ اللہ)۔

اس کتاب میں عبداللہ بن سبا کے لئے جو آخری بات مرقوم ہے وہ یہ ہے کہ:۔

عبد اللہ ابن سبا کان یھودیا فاسلم	عبداللہ بن سبا پہلے یہودی تھا۔ پھر اس نے
ووالی علیا علیہ السلام وکان یقول	اسلام قبول کیا اور حضرت علیؓ سے خاص تعلق
وھو علی یھودیتہ فی یوشع بن نون	کا اعلان کیا اور اپنے دور یہودیت میں وہ

وصی موسیٰ بالغلو فقال فی اسلامہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی علی علیہ السلام مثل ذالک وکان اول من اشہر بالقول بفرض امامت علی اظہر البراءۃ من اعدائہ وکاشف مخالفیہ واکفرھم۔

(رجال کشی ص۱۰۱)

(مؤسسۃ الاعلمی مطبوعات کربلا)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصی یوشع بن نون کے بارے میں غلو کرتا تھا بعد میں اسلام میں آنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد وہ اسیطرح حضرت علیؓ کے بارے میں غلو کرنے لگا۔ یہ عبداللہ بن سبا وہ پہلا شخص ہے جس نے حضرت علیؓ کی امامت کے عقیدہ کی فرضیت کا اعلان کیا اور ان کے دشمنوں کیلئے تبرا کا اظہار کیا اور انکی علی الاعلان مخالفت کی اور ان کو کافر کہا۔

(عکس دیکھیں ص۵۴۶ پر)

(۲) حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دھلویؒ کی مشہور زمانہ فارسی تصنیف "تحفہ اثنا عشریہ" کا اردو ترجمہ از حضرت مولانا سعد حسن خان یوسفی صاحب مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی کے باب سوم در ذکر احوال اسلافِ شیعہ میں شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں :۔

"پہلا طبقہ۔ ان لوگوں کا ہے جنہوں نے براہِ راست گمراہوں کے سرگروہ ابلیسِ لعین سے فائدہ اٹھایا۔ یہ طبقہ منافقین کا ہے جو درپردہ اہل اسلام کی دشمنی دلوں میں چھپائے رکھتے ہیں اور زبان سے کلمہ اسلام ادا کرتے تاکہ گروہ اہل اسلام میں ان کی آمد و رفت، ان کو بہکانے، اور ان میں مخالفت، بغض، عناد ڈالنے کا راستہ کھلا رہے۔ ان کا پیشوا اور سرگروہ وہی عبداللہ بن سبا یہودی صنعانی ہے، جس کا ابتدائی حال تاریخ طبری سے نقل ہو کر باب اول میں سپردِ قلم ہوا۔ اس نے پہلے حضرت امیر کی برتری وفضیلت کی طرف لوگوں کو دعوت دی پھر صحابہ وخلفاء کی تکفیر و ارتداد کا ڈھونگ رچایا۔ اور اس کے بعد حضرت امیر کی الوہیت کا ڈنکا پیٹا۔ غرض اپنے گرگوں کو ہر ایک کی استعداد کے موافق گمراہی اور دھوکے کے جال میں پھانسا۔ لہٰذا وہ پلید لعین سبھی رافضی فرقوں کا سرِ ہیچ یا سرتاج ہے کہ یہ گندگی سے بھرا ہوا مذہب اسی ابلیس مردود کے سینے سے منتقل ہو کر اہل زمین کے دلوں میں اُترا۔ اگرچہ ان میں سے اکثر اس کی ناشکری کرتے ہیں کہ اس کو بدی سے یاد کرتے ہیں۔ اس بناء پر کہ یہ حضرت امیر کی الوہیت کا قائل ہو گیا تھا۔ اس لئے وہ اس کو صرف غلاۃ کا پیشوا سمجھتے ہیں۔ لیکن درحقیقت یہ سب کے سب اسی کے شاگرد اور اسی کے فیض کے خوشہ چین اور زلہ رُبا ہیں۔ یہی تو وجہ ہے کہ ان سب فرقوں میں یہودیت صاف دکھائی دیتی ہے۔ اور یہودیوں کے اخلاق ان میں خفیہ طور سے جڑ پکڑ گئے ہیں۔ مثلاً جھوٹ، افتراء، بھتان، بزرگوں کو گالیاں دینا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوستوں پر لعنت بھیجنا، کلام اللہ و کلام الرسولؐ کو غلط معانی پر محمول کرنا، اہل حق کے خلاف دل میں دشمنی چھپائے رکھنا، خوف وطمع کی وجہ سے چاپلوسی و

تملق سے کام لینا، نفاق کو اپنا پیشہ بنانا، تقیے کو دین کا ایک رکن شمار کرنا، بناوٹی رقعے اور جعلی خطوط بنا لینا اور ان کی پیغمبر یا ائمہ کی طرف نسبت کر دینا اور اپنی دنیوی فاسد اغراض کی خاطر حق کو باطل اور باطل کو حق ثابت کرنا۔

یہ جو کچھ بیان ہوا بہت میں سے تھوڑا ہے۔ اور بڑے ڈھیر میں سے ایک ذرا سی بانگی ہے اور اگر کسی کو ان کا تفصیلی حال معلوم کرنا ہے تو اس کو چاہیئے کہ سورۃ البقرہ سے سورۂ انفال (دس پارے بنتے ہیں) تک بغور مطالعہ کرے۔ اس حصۂ قرآن میں یہودیوں کے صفات، اعمال واخلاق جو کچھ ملتے جائیں لینے ذہن میں محفوظ رکھتا جائے۔ پھر اس فرقے کے صفات و اعمال واخلاق سے ان کا موازنہ کرے۔ اور ان کو ملائے۔ ہم کو یقین ہے کہ ہمارے قول کی سچائی اس کے دل میں اتر جائے گی اور زبان سے یہ کہنے پر مجبور ہوگا کہ طَابَقَ النَّعلُ بِالنَّعلِ جوتی جوتی سے مل گئی۔ یعنی ان کے سارے صفات حرف بحرف مل گئے۔

تحفۂ اثنا عشریہ کا اردو ترجمہ،

از حضرت مولانا سعد حسن خان یوسفی

ص۱۴۸ ص۱۴۹

تحفۂ اثنا عشریہ سے دیئے ہوئے اقتباسات بار بار پڑھیں اور خوب غور فرمائیں۔

③ چودھری غلام رسول صاحب پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور اپنی تصنیف "مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ" میں لکھتے ہیں کہ:۔

"پروفیسر ڈوزی کے نظریہ کے مطابق شیعیت ایران اور فارس کی پیداوار ہے جس طرح ایران خاندانی بادشاہت کے معتقد تھے اسی طرح اہل تشیع خاندانی امامت و خلافت کے قائل ہیں۔"

(مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ ص۸۲۲)

پروفیسر صاحب آگے لکھتے ہیں کہ:۔

"بعض مستشرقین کا یہ خیال ہے کہ (شیعہ مذہب) مسلک یہودیت سے ماخوذ ہے، کیونکہ عبداللہ بن سبا یہودی تھا۔ امام شعبیؒ اور امام ابن حزمؒ نے شیعوں کو اس امت کے یہود قرار دیا ہے۔" (مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ ص۸۲۲)

پروفیسر صاحب مزید لکھتے ہیں کہ:۔
"حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں عبداللہ بن سبا یہودی نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اس خیال کو ہوا دینی شروع کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد حضرت علیؓ کی خلافت، کی وصیت کی تھی ساتھ ہی حضرت عثمانؓ اور ان کے عمال کے خلاف پروپیگنڈہ شروع کیا۔ آخر سبائی تحریک، حضرت عثمانؓ کی شہادت کا سبب بنی"
(مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ ص۸۲۳)

④ جامعۃ القاہرہ مصر کے لا کالج کے پروفیسر شیخ محمد ابوزہرہ نے "المذاہب الاسلامیہ" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جس کا اردو ترجمہ پروفیسر غلام محمد حریری صدر شعبۂ اسلامیات وعربی زرعی یونیورسٹی فیصل آباد نے کیا ہے۔ اس میں شیخ محمد ابوزہرہ لکھتے ہیں کہ:۔
"یہودیت، شیعہ مذہب سے اس لئے قریبی مماثلت رکھتی ہے کہ شیعی فلسفہ مختلف مذاہب سے ماخوذ ہے۔ تشیع پر فارسی تخیلات کی چھاپ صاف نمایاں ہے اگرچہ وہ اسے اسلامی افکار کی طرف منسوب کرتے ہیں"
(اردو ترجمہ المذاہب الاسلامیہ ص۶۶)

⑤ مشہور مستشرق "ہنرلامن" اپنی مشہور تالیف "اسلام۔ معتقدات و آئین" میں لکھتے ہیں کہ:۔
"حضرت علیؓ کے ——— کثیر التعداد اوصاف نے تھوڑے ہی دنوں میں شیعہ جماعت کو بہت سے ایسے فرقوں میں منقسم کر دیا جو برابر ایک دوسرے پر سب وشتم کرتے تھے۔ یہ لوگ سیاسی فہم و فراست سے عاری، رشک وحسد میں مبتلا اور منصب امامت کے بارے میں آپس ہی میں شدت کے ساتھ لڑتے جھگڑتے تھے۔ وہ حکومت کے خلاف حزب مخالف کی سمت رکھتے تھے۔ ان لوگوں کی سازشوں اور ایسے لوگوں کی بغاوتوں کے حالات سے جو ناقص طور سے منظم کی گئیں پہلی دو صدی کے واقعات سے بھرے پڑے ہیں" (اسلام۔ معتقدات و آئین بحوالہ خمینی ازم اور اسلام ص۴۲)

⑥ حضرت مولانا حکیم فیض عالم صاحب اپنی تصنیف "حقیقت مذہب شیعہ" میں لکھتے ہیں کہ:۔
"عبداللہ بن سبا کی زیر زمین سرگرمیاں اور مجوسیوں کی ریشہ دوانیاں ایک دوسرے سے

پوشیدہ نہیں رہ سکتی تھیں۔ دونوں اسلام دشمن تھے۔ دونوں کے دل میں اسلام کے خلاف بغض و عناد کی چنگاریاں سُلگ رہی تھیں۔ دونوں اپنے اپنے مقام پر پورے طور پر اسلام کے خلاف محاذ قائم کر چکے تھے، مگر دونوں کے طریق کار میں معمولی سا فرق تھا۔ مجوسی اپنی زبان، طرز معاشرت، نشست و برخاست اور زندگی کے دوسرے پہلوؤں میں عرب کے طریق زندگی میں اپنے آپ کو مدغم نہیں کر سکتے تھے۔ مگر یہودی عربی النسل تھے۔ انکا طرز زندگی بالکل عربی تمدن کو اپنائے ہوئے تھا۔ مجوسی پہلی نظر میں پہچانے جاتے تھے کہ یہ غیر عرب ہیں، مگر یہودیوں کو مسلمانوں میں گھُل مِل جانے میں کوئی رکاوٹ نہیں تھی۔ دونوں کے مِل جانے پر قیادت کا یہودیوں کے ہاتھ میں آجانا قدرتی امر تھا۔ اس لئے یہاں مؤرخین نے اسلام دشمنی میں صرف یہودیوں کا نام لیا ہے۔ ورنہ فلسفۂ تاریخ کا ایک مبتدی بھی حقیقت کو نہیں جھٹلا سکتا کہ سبائی عنصر صرف یہودی اسلام دشمن گروہ پر مشتمل نہیں تھا بلکہ پورا مجوسی ذہن، مجوسیوں کا سرمایہ مجوسیوں کی ہمدردیاں ان کے ساتھ تھیں۔ آگے چل کر معلوم ہوگا کہ شیعیت کی پوری دینیات مجوسیت اور ثنویت کا چربہ ہے۔"

" اسلام دشمنی میں سبائیت کی نسبت مجوسیت کو اوّلیت کا مقام ہے۔ سبائیت سے پہلے مجوسیت شہادت فاروق ؓ کا کارنامہ انجام دے چکی تھی۔ گو قیادت کا تاج سبائیت کے سر رہا۔ مگر اس میں روح پھونکنے والی قوت مجوسیت کی تھی۔ حضرت علی ؓ کے متعلق جن عقائد کا اظہار سبائیت نے کیا وہ تمام مجوسی عقائد کا چربہ ہے۔ اور جس طرح یہودیوں کو عرب کی اجارہ داری کے چھن جانے کا صدمہ یا مجوسیوں کو ایرانی سلطنت کے خاتمہ کا افسوس تھا اسی طرح عیسائیوں کو مصر سے ملک بدر ہونے کا غم تھا اور یرموک میں پٹنے کا صدمہ۔ سبائی وفد جو مصر سے مدینہ پہنچا اس میں عیسائی نومسلموں کی اکثریت تھی اور کوفہ کے وفد میں مجوسی نومسلم زیادہ تھے۔ یوں سمجھئے کہ مجوسی، یہودی اور عیسائی پورے طور پر اسلام کو مٹانے کے لئے ایک لائحہ عمل تیار کر چکے تھے اور آخر انہوں نے ۔ ۔ ۔ ۱۸ ذوالحج ۳۵ ہجری میں مدینۃ النبی ؐ میں عین روضۂ نبوی ؐ کے سامنے حضرت ذی النورین کو شہید کر دیا۔"

(حقیقت مذہب شیعہ صنٹ)

⑦ کبھی کبھی قدرت، بدترین مخالف اور دشمن سے بھی سچی بات اسکی زبان سے سنواتی ہے یا قلم سے لکھوا کر حق کی تائید کرانی ہے، چنانچہ مشہور مصنف حسین کاظم زادہ کی ایک مایۂ ناز تصنیف ہے، جس کا نام ہے "تجلیات روح ایران در ادوار تاریخی" اس کتاب میں اسی شیعہ اثنیٰ عشریہ مصنف، شیعہ مذہب کی بنیاد کے ذکر کے ساتھ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف، ایرانیوں کے قلبی بغض، انتقامی جذبہ اور منافقانہ عداوت کا نقشہ جن الفاظ میں کھینچتا ہے، اس کا اردو ترجمہ، آر۔ اے ساغر قریشی اورنگ آباد کراچی نے، اپنی تصنیف "اسلام اور مسلمانوں پر عجمی اثرات" میں ان الفاظ میں کیا ہے:۔

"جس دن سے سعد بن ابی وقاص رضؓ نے خلیفہ دوم کی جانب سے ایران کو فتح کیا اور اس پر غلبہ پایا۔ ایرانی اپنے دل میں کینہ و انتقام کا جذبہ پالتے رہے۔ کینہ و انتقام کا یہ جذبہ متعدد مواقع پر ظاہر ہوتا رہا، تا آنکہ شیعہ فرقہ کی بنیاد پڑ جانے سے یہ کُلیّتہً بے نقاب ہو گیا۔ ارباب علم و اطلاع اس حقیقت کو بخوبی جانتے اور مانتے ہیں کہ شیعیت کی بنیاد و ظہور میں اعتقادی مسائل اور نظری و نقلی اختلافات کے علاوہ ایک سیاسی مسئلہ کا بھی دخل تھا۔ ایرانی نہ کبھی اس بات کو بھول سکتے تھے نہ قبول اور معاف کر سکتے تھے کہ مٹھی بھر ننگے پاؤں پھرنے والے بادیہ نشین عربوں نے ان کی مملکت پر قبضہ کر لیا۔ اس قدیم مملکت کے خزانوں کو لوٹ کر غارت کر دیا اور ہزاروں بے گناہ انسانوں کو قتل کر ڈالا۔"

"ہمارے دانشمند بزرگوں کو نہ تو بنو فاطمہ سے عشق تھا اور نہ ہی خاندان بنو امیہ سے دشمنی، ان کا مقصد صرف یہ تھا کہ کسی نہ کسی طرح حکومت کا تختہ الٹ جائے اور اپنی عظمت اور حکومت بحال ہو جائے۔ چونکہ ہاشمی خلافت حضرت علیؓ کے بعد ختم ہو گئی اور اموی خالص عربی حکومت دنیائے اسلام کی مرکزی حکومت تسلیم کر لی گئی اور اس طرح عرب، عجم پر بُری طرح مسلط ہو گیا۔ لہذا ہمارے لئے واحد چارۂ کار یہی تھا کہ ہم ہاشمیوں کا ساتھ دیکر ان کو اُبھارتے۔ ہمارے بزرگوں نے یہی کچھ کیا تھا۔"

(اسلام اور مسلمانوں پر عجمی اثرات ص۱۵-۱۶)

⑧ ایک انگریز پروفیسر مؤرخ نے، انگریزی میں "عربوں کی تاریخ" کے عنوان سے ایک ضخیم کتاب لکھی ہے۔ HISTRY OF THE ARABS BY PHILIPS - اس کتاب... کا ساتواں

ایڈیشن مطبوعہ سنہ ۱۹۶۰ء میرے سامنے ہے اس میں پروفیسر صاحب لکھتے ہیں کہ :-

۱۔ یہ پراسرار شخص عبداللہ بن سبا یمنی یہودی تھا، جس نے حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں اسلام قبول کیا اس شخص نے مبالغہ آمیز احترام سے، حضرت علیؓ کے لئے بڑی فضا پیدا کی اور اس نے انتہا پسند شیعہ فرقہ کی بنیاد رکھی۔

The enigmatic "Abdullah-Ibn-Saba" who was converted to Islam during the caliphate of "Uthman" and embarrased Ali with his excessive veneration, thus becoming the founder of extreme Shi-ism was. a Yamanite jew (P - 248).

۲۔ ایران کے مجوسیوں اور یہودیوں اور عیسائیوں کے جو نظریات ہیں انہوں نے شیعہ تحریک کی پیدائش اور ترقی میں مدد کی، مگر ان کے جدا جدا کردار کا تعین کرنا مشکل ہے۔

How much Shi-ah in it's birth and evolution owed to persian notions and how much to Judaeo-Christian ideas is hard to ascertain (P-248).

۳۔ کتنے ہی اللہ کی وحدانیت کے دشمن گروہ، جو عربوں کے کامیاب مذہب اسلام کی مخفی طرح مخالفت کی خاطر پہلی صدی ہجری میں پیدا ہو چکے تھے، وہ رفتہ رفتہ شیعہ تحریک میں شامل ہو گئے، کیونکہ، یہ شیعہ تحریک، اس وقت کی قائم شدہ حکومت کی مخالفت کرنے والی تھی۔

Many of the heterodoxies which arose in the first century of Islam and were in themselves a veiled protest against the victorious religion of the Arabians, gradually gravitated to the bossom of Shi-ah as the representative of oppasition to the established order (P - 249).

⁂ ⁂ ⁂ ⁂

میں پوچھتا ہوں کہ دنیا میں وہ کونسی مکمل تاریخ ہے یا دنیا میں وہ کونسی یونیورسٹی ہے، جس میں اسلامی تاریخ یا مذاہب عالم کے مطالعہ کا مضمون پڑھایا جاتا ہو، تو اس میں، عبداللہ بن سبا یہودی کے بارے میں ایسی حقیقت کا ذکر نہ ہو، کہ اس نے شیعہ مذہب کی بنیاد رکھی، کاش مخلص شیعہ دوست ان حقائق پر اخلاص سے غور کرنے لگیں۔

یہاں میرے لئے کتاب کے اختصار کے لحاظ سے، مزید حوالجات دینے کی گنجائش نہیں ہے اور اس کی کوئی خاص ضرورت بھی نہیں ہے کیونکہ یہ ایک تسلیم شدہ تاریخی حقیقت ہے اور شروع سے لیکر آج تک مسلم خواہ غیر مسلم محققین حضرات کی لکھی ہوئی تاریخی کتابیں اس حقیقت پر متفق ہیں کہ شیعہ مذہب کا اصل بانی عبداللہ بن سبا یہودی صنعانی تھا۔

اس بارے میں مزید تاریخی کتب کے حوالجات پیش کرنے کی بجائے میں نے آگے آنیوالے ابواب میں

شیعوں کی طرف سے قرآن مجید میں لفظی و معنوی تحریف، ختم نبوت کے مقابلہ میں امامت کا عقیدہ، شیعہ کے اہم اصولوں کتمان اور تقیہ وغیرہ پر کافی مواد جمع کیا ہے، جس سے آپ کو بخوبی یقین ہوجائے گا کہ شیعیت، اسلام کی تحریف کا نام ہے اور شیعیت کی ہر شئے، عقیدہ اور عمل اسلام کی ضد ہے اور اس تحریف اور تبدیلی کے پورے کارنامے کو یہودی ذہن عبداللہ بن سبا اور اس کے چیلوں نے خود ترتیب دے کر ائمہ کے نام سے منسوب کیا ہے۔

لہذا قارئین کرام صبر و تحمل سے کام لے کر آگے آنے والے مواد کا بغور مطالعہ کرنے کے لئے تیار رہیں۔ جس میں کتنے ہی دلخراش اور دلسوز حقائق سامنے آنے والے ہیں۔

قد تمت باب الاوّل ویلیہ باب الثانی

باب دوم

شیعہ مذہب میں قرآن میں تحریف کا عقیدہ اور ائمہ کی طرف منسوب احادیث کا تحریف کی تصدیق میں اعلان

(۱) قرآن کریم سے اپنے بارے میں چند سوال اور قرآن کریم کے ان سوالوں کے جوابات

قرآن مجید میں تحریف کے بارے میں شیعوں کے عقیدہ پر بحث کرنے سے پہلے ہم یہاں یہ مناسب سمجھتے ہیں کہ ہم پہلے قرآن کریم سے چند سوالات کریں پھر دیکھیں کہ ان سوالات کے قرآن کریم کیا جوابات عنایت فرماتا ہے۔ کیونکہ دنیا میں ان تمام کتابوں میں سے جن کو مختلف اقوام و مذاہب نے اپنی مقدس کتابیں تسلیم کیا ہے اور ان کتب کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا ہے، ان تمام کتب میں قرآن کریم وہ تنہا مقدس کتاب ہے جو ان سے کئے ہوئے ہر سوال کا کافی و وافی جواب عنایت کرتا ہے۔ اب ہم نمونہ کے طور پر قرآن کریم سے چند سوالات کرتے ہیں اور پھر دیکھیں کہ قرآن مجید سے ان سوالات کے کیا جوابات ملتے ہیں:۔

سوال ۱:۔ قرآن کریم کس نے نازل کیا ہے اور کس پر نازل ہوا ہے؟

قرآن کریم کا جواب:۔

وَاٰمِنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ۔
(سورۂ محمد، رکوع ۱ آیت ۲)

اور اس قرآن پر ایمان لاؤ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا ہے اور وہی ان کے رب کی طرف سے حق ہے۔

سوال ۲:۔ کیا قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ دنیا کے سامنے کتابی شکل میں پیش کرتا ہے؟

جواب ۲ از طرف قرآن کریم:۔

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ۔
(البقرۃ آیت ۲ رکوع ۱)

یعنی یہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں۔

سوال ۳:۔ قرآن کریم کی کتابت کرنیوالوں کے کیا کیا اوصاف ہیں ؟

قرآن مجید کا جواب ۳:۔

فِیْ صُحُفٍ مُّکَرَّمَةٍ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ بِاَیْدِیْ سَفَرَةٍ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ۔
(عبس آیت ۱۳ - ۱۶)

لکھا ہے عزت کے ورقوں میں اونچے رکھے ہوئے نہایت صاف ستھرے ہاتھوں میں لکھنے والوں کے بڑے درجہ والے نیکوکار ہیں ۔

سوال ۴:۔ کیا قرآن مجید میں غیر قرآن داخل ہو سکتا ہے ؟

قرآنی جواب ۴:۔

وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِیْزٌ لَّا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ
(حٰمٓ سجدہ آیت ۴۱ - ۴۲)

اور وہ کتاب ہے نادر اس پر جھوٹ کا دخل نہیں آگے سے اور نہ پیچھے سے ۔

سوال ۵:۔ قرآن کو جمع کرنے کی ذمہ داری کس پر ہے ؟

قرآنی جواب ۵:۔

اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ
(القیامۃ آیت ۱۷)

وہ تو ہمارا ذمہ ہے اس کو جمع رکھنا (تیرے سینہ میں) اور پڑھنا (تیری زبان سے)۔

سوال ۶:۔ قرآن صحیح سمجھانا کس کے ذمہ ہے ؟

قرآنی جواب ۶:۔

اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ
(القیامۃ آیت ۱۹)

پھر مقرر ہمارا ذمہ ہے اس کو کھول کر بتلانا ۔

سوال ۷:۔ قرآن مجید کی حفاظت کی ضمانت کس نے دی ہے ؟

قرآنی جواب ۷:۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ
(الحجر آیت ۹ - ع ۱)

ہم نے آپ اتاری ہے یہ نصیحت (قرآن) اور ہم آپ ہی اس کے نگہبان ہیں ۔

قرآن مجید سے کئے گئے سات سوالات اور قرآن کریم کے دیئے گئے جوابات آپ نے پڑھے۔ اگر قرآن کریم سے کئے گئے ہر سوال و جواب کی وضاحت اور تشریح کی جائے تو معاملہ بڑا طویل ہو جائیگا لہٰذا ان ہی چند جوابات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ جس قرآن کریم کی حفاظت کا ذمہ خود رب تبارک و تعالیٰ نے اٹھایا ہے، وہ خود اور اسکی وضاحت، تشریح و تفسیر اور عملی صورت (سنّت و حدیث) ہمیں کیسے اور کس سے ملی ہے اور جن لوگوں سے ہمیں یہ دونوں نعمتیں قرآن و سنّت ملی ہیں تو اُن کی صداقت و دیانت میں شک کرنے سے خود قرآن کی صداقت اور سالمیت تو مجروح نہیں ہوتی؟ یہ ایک ایسا اہم سوال ہے جس پر غور کرنا لازمی ہو جاتا ہے۔

(۲) صحابہ کرامؓ کی صداقت اور ایمان سے انکار کرنے سے قرآن پر ایمان کی مکمل نفی ہو جاتی ہے۔

باب اول میں پولوس یہودی اور عبداللہ بن سبا یہودی کے کام اور ارادے میں یکسانیت پر تفصیلی بحث ہو چکی ہے۔ عبداللہ بن سبا نے اسلام محض اس لئے قبول کیا تھا کہ اس میں تحریف کی جائے چنانچہ اس نے اپنے پیروی کرنیوالوں کو سب سے اہم اور آخری سبق یہ دیا تھا کہ:-

"امامت کو ماننا فرض ہے، اہل بیت کی محبت اور علیؓ کی حمایت ہمارا نصب العین ہے۔ حضرت علیؓ وصی رسول اللہ ہے، جو خلافت کا حقدار ہے، پہلے تینوں خلیفہ (معاذاللہ) غاصب ہیں، کافر اور مرتد ہیں۔" (فتنۂ ابن سبا ص۶۳)

حقیقت یہ ہے کہ نہ صرف عام مسلمان بلکہ خواص جس میں اکثریت علماء کرام کی بھی ہے، جنہوں نے شیعوں کی بنیادی کتابوں کا مطالعہ نہیں کیا ہے وہ ایک بہت بڑے فریب میں مبتلا ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ شیعوں کا قرآن کریم پر ایمان ہے حالانکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے کیونکہ شیعوں کا بنیادی عقیدہ امامت ہے۔ اور انہوں نے خود قرآن مجید کو تحریف شدہ کہکر، قرآن کی بیشمار آیات کو مثالوں سے تبدیل کرکے پھر قرآن سے عقیدہ امامت کو ثابت کیا ہے، جس کے لئے چند نہایت اہم معروضات، پیش کرتا ہوں، امید ہے کہ قارئین کرام پورے غور و فکر سے پڑھیں گے:-

قرآن کریم کو نازل ہوتے سب سے پہلے دیکھنے والے، حضور علیہ السلام سے قرآن کریم کو سب سے پہلے سننے والے، حضور علیہ السلام کی ہدایات کے مطابق پہلے لکھنے والے اور حفظ کرنے والے اور حفظ سنانیوالے

قرآن مجید کو حضور علیہ السلام کی ہدایت کے مطابق سب سے پہلے سمجھنے والے اور عمل کرنیوالے، قرآن کریم کے پہلے راوی اور پہنچانیوالے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ ہی ہوسکتے تھے۔ اور وہی ہیں۔ حاصل مطلب کہ قرآن کریم اور سنت نبویؐ کی حیثیت اور روایات کے سمجھنے والے اور ان کے راوی حضور علیہ السلام کے صحابہ کرامؓ ہی ہیں۔

(ل) اب یہاں ایک اہم اصول خیال میں رکھیں کہ ہر روایت کے جھوٹ یا سچ کی اصل بنیاد راوی کے صدق وکذب پر ہے، اگر راوی صادق ہے تو روایت صحیح اور راوی کاذب ہے تو روایت بھی جھوٹی کہی جائیگی، بہ شرع دنیا سے لیکر آج تک ایسا تسلیم شدہ اصول ہے جس کا انکار ناممکن ہے۔

اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ شیعوں کے عقیدہ کے مطابق حضور علیہ السلام کے صحابہؓ صادق ہیں یا کاذب؟ دیانتدار ہیں یا امانتوں میں خیانت کرنیوالے غاصب ہیں یا مخلص ہیں یا مفاد پرست ؟ مسلمان ہیں یا منافق مرتد اور کافر؟ ظاہر ہے کہ آپ یہی جواب دیں گے کہ شیعوں کے عقیدے کے مطابق، حضور علیہ السلام کے تقریباً سوا لاکھ صحابہؓ سے سوائے ۳۔۴ کے دیگر تمام صحابہؓ جھوٹے، مفاد پرست، غاصب، مرتد اور کافر تھے (نعوذ باللہ من ذالک) اب اگر قرآن کریم کے پہلے راوی شیعوں کے عقیدہ کے مطابق صحیح نہیں تھے تو پھر شیعوں کے لئے ان کا روایت کردہ قرآن کیسے درست ہوسکتا ہے اور اس پر شیعوں کے ایمان لانے اور اس کو تسلیم کرنے کا سوال کیسے پیدا ہوسکتا ہے ؟

حقیقت یہ ہے، کہ اسلام کے خلاف عبداللہ بن سبا کے یہودی ذہن کی یہ اتنی بڑی سازش ہے کہ اگر خدانخواستہ پوری دنیا کی انسانیت بشمول مسلمانوں کے، عبداللہ بن سبا یہودی کا صرف ایک یہ اختراع کردہ عقیدہ تسلیم کرلے اور وہ یہ کہیں کہ حضور علیہ السلام کے تمام صحابہؓ عادل وامین نہیں تھے جیسا کہ موجودہ دور کے اثنا عشریہ شیعوں کے امام خمینی صاحب بھی کہتے ہیں، تو پھر قرآن کریم اور حضور علیہ السلام کی سنتوں اور حدیثوں کا ذخیرہ بالفاظ دیگر خود ختم نبوّت کا عقیدہ بھی خود بخود ساری دنیا سے مٹ جائیگا۔

اب اگر جس یہودی ذہنیت کے پورے منصوبہ میں سے صرف ایک ہی عقیدہ تسلیم کرنے سے اسلام ختم ہو جائے تو پھر وہ پورا مذہب اور منصوبہ اسلام ہوگا؟ اور اس کے متبعین مسلمان ہوں گے؟ یا وہ مذہب، اسلام کے خلاف، اسلام کے نام پر ایک بہت بڑی خطرناک سازش ہوگی اور اس کے متبعین مسلمانوں کے خلاف سازشی ہوں گے؟ آپ میرے ایک عام فہم استدلال پر غور کریں اور بنظر عمیق اس معاملہ کی جڑ تک پہنچنے کی کوشش کریں تو آپ کو نہایت آسانی سے یہ بات سمجھ میں آجائے گی۔

(ب) ہر مذہب، کتابی مذہب ہوتا ہے اور شیعہ مذہب بھی کتابی مذہب ہے اور کسی مذہب کی صداقت یا کذب کی تحقیق کرنے کے لئے ایسے مذہب کی معتبر و مستند ترین کتابیں مطالعہ کرنی ہوتی ہیں باقی زبانی باتوں کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔ مناظرہ وغیرہ میں بھی دیگر مذاہب کی بنیادی مذہبی کتابیں دیکھنی پڑتی ہیں۔ اور اگر آپ کسی مسئلہ میں کسی عالم سے کوئی فتویٰ پوچھتے ہیں تو اس کو اس میں بھی معتبر ترین کتابوں کے حوالے دینے پڑیں گے بحالت دیگر وہ فتویٰ قابل قبول نہیں ہوگا۔

شیعہ مذہب کی تصنیف کرنیوالوں نے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کو جھوٹے، مفاد پرست، غاصب اور مرتد کہنے پر اکتفار نہیں کیا، جس کی بنار پر یقینی طور پر ان کا قرآن وسنّت پر ایمان ختم سمجھا جاتا لیکن یہ تو اور مزید آگے بڑھ گئے ہیں کہ انہوں نے قرآن میں تحریف کو ثابت کرنے کے لئے خود قرآن کی تحریف کی ہے اور ائمہ کے ناموں پر روایتیں بنا کر یہ دکھایا ہے کہ فلاں فلاں آیت ان الفاظ سے نازل ہوئی تھی اور یہ کہ اسمیں حضرت علیؓ کی ولایت وامامت اور دیگر ائمہ کی امامت، ان کے مناقب اور ناموں کا ذکر تھا، لیکن موجودہ قرآن میں یہ آیات ان الفاظ کے ساتھ نہیں ہیں دبعبارۃ اخری شیعہ مذہب کے مصنفین نے شیعوں کے بنیادی عقیدہ امامت کی خاطر خود قرآن کو تحریف شدہ کہہ کر قرآن سے ثابت کیا ہے۔ شیعہ کے عقیدہ کے مطابق حضور علیہ السلام کے صحابہ کرامؓ نے قرآن مجید میں مندرجہ ذیل اقسام کی تحریفیں کی ہیں۔ ① قرآن کریم کو کم کیا گیا ہے ② قرآن میں غیر قرآن داخل کیا گیا ہے ③ قرآن کے الفاظ تبدیل کئے گئے ہیں ④ قرآن کی آیات کی ترتیب کو تبدیل کیا گیا ہے۔ شیعوں کے ہاں قرآن کی تحریف کے بارے میں ائمہ کے ناموں سے متواتر روایات کی تعداد ۲۰۰۰ سے بھی متجاوز ہے، جن کا ذکر ان کی معتبر کتب کے حوالے سے آگے آرہا ہے۔

(ج) دنیا میں یہودیوں اور عیسائیوں کو مسلمانوں کا بدترین دشمن کہا گیا ہے۔ یہ واقعی حقیقت بھی ہے۔ لیکن پوری دنیا میں ایسے کسی یہودی یا عیسائی کا نام نہیں ملتا جس نے کوئی ایسی کتاب لکھی ہو کہ اس میں اس نے اپنی طرف سے یا کسی اور یہودی یا عیسائی کی طرف سے یہ دعویٰ کیا ہو کہ مسلمانوں کے پاس جو قرآن ہے، وہ وہی کتاب نہیں ہے جو ان کے پیغمبر پر نازل ہوئی تھی۔ یہود و نصاریٰ کا تو یہ کہنا ہے کہ مسلمانوں کے پاس جو قرآن ہے وہ بعینہٖ وہی قرآن ہے، جو کہ محمد علیہ السلام نے اپنے صحابہ کرامؓ کو سُنایا، سکھایا، حفظ کرایا اور ان سے سُنا، اس پر خود عمل کیا اور صحابہؓ کو عمل کرایا۔ ان بدنصیب یہودیوں اور عیسائیوں نے قرآن کا انکار اس

بات میں کیا ہے کہ یہ قرآن منزل من اللہ نہیں ہے بلکہ خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بنایا ہے (نعوذ باللہ) تو پھر یقین
ہوگیا کہ دنیا میں صرف شیعہ مذہب ہی ہے کہ اس کے مصنفین نے، قرآن میں از خود تحریف کر کے اسکی سالمیت
کا انکار کیا ہے، بالفاظ دیگر یہودی اور عیسائی بے شک مسلمانوں کے بدترین دشمن ہیں۔ اور وہ دن رات مسلمانوں
کو دنیا سے مٹا دینے کے منصوبوں میں مصروف ہیں لیکن شیعہ مذہب کے پیروکار، خود اسلام اور اسکی بنیاد قرآن
وسنّت کے دشمن ہیں اور دنیا سے قرآن وسنت پر مبنی اسلام کو مٹا دینے میں مصروف ہیں۔ کیونکہ ان کی تبلیغ یعنی
دین تبدیل کرنے کا نشانہ یہودی، عیسائی، قادیانی، ہندو، مشرک اور مجوسی وغیرہ نہیں بلکہ سنی مسلمان ہوتے ہیں
جن کا قرآن وسنت کی صداقت پر ایمان ہے۔ یہ شیعہ اپنے دین کی تبلیغ، اپنے بنیادی اصل استاد کے
الفاظ سے شروع کرتے ہیں۔ یعنی اہل بیت سے محبت کے دعوے سے، اہل بیت کے فضائل اور مناقب
میں زیادہ تر یہ لوگ موضوع اور جھوٹی روایتیں بیان کر کے مسلمانوں کے دل خرید لیتے ہیں اور بعد میں صحابۂ
کرامؓ کے بارے میں بالخصوص خلفاء ثلاثہؓ کے بارے میں ایسی خود تراشیدہ باتیں اور وہ بھی اس طرح سے
بیان کرتے ہیں کہ سامعین ان قدوسی شخصیتوں کو مفاد پرست، غاصب، مرتد اور کافر سمجھنے لگیں (نعوذ باللہ)
اس تبلیغ کے طریقہ میں بھی وہ اپنے پہلے استاد عبداللہ بن سبا کے طریقہ کو مدنظر رکھتے ہیں یعنی جیسی استعداد و لیاقت
کے لوگ ان کو ملتے ہیں اس کے مطابق ان سے بات کرتے ہیں۔

(د) جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ قرآن وسنت کے سب سے پہلے راوی حضور علیہ السلام کے صحابۂ کرام
رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے اور یہ حضرات شیعوں کے عقیدہ کے مطابق نا قابلِ قبول ہیں اور نعوذ باللہ من ذالک
غاصب اور ظالم ہیں تو پھر شیعوں کے لئے قرآن وسنّت پر ایمان اور ان کو تسلیم کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں
ہوتا، باقی جو شیعوں سے سنّت وحدیث کے الفاظ آپ حضرات سنتے رہتے ہیں اس سے مراد وہ سنت و
حدیث نہیں ہے جو احادیث کی معتبر کتب صحاح ستہ وغیرہ میں مرقوم ہے کیونکہ ان کے راوی صحابۂ کرامؓ
ہیں جو کہ شیعوں کے یہاں نا قابل قبول ہیں بلکہ ان کے ہاں سنت وحدیث سے مراد وہ روایتیں اور حکایتیں
ہیں جن کو شیعہ مذہب کے مصنفین نے اپنی طرف سے بنا کر ائمہ کی طرف منسوب کر کے اپنی کتابوں میں تحریر کیا
ہے اور ان ہی خود تراشیدہ ائمہ کی طرف منسوب جھوٹی روایات کے اوپر شیعہ مذہب کی عمارت تعمیر شدہ
ہے، چنانچہ شیعہ مذہب کی سرف ایک معتبر ترین کتاب "کافی کلینیؒ" (الجامع الکافی) جسکے مصنف
ابو جعفر محمد بن یعقوب بن اسحاق متوفی ۳۲۸ - ۳۲۹ ھ ہیں، اس میں سولہ ہزار ایکسو ننانوے ۱۶۱۹۹ ،

روایات ہیں جن میں ① تحریف قرآن کا عقیدہ ② امامت کا عقیدہ ③ کتمان اور تقیہ کا عقیدہ ④ اللہ تعالیٰ کے بارے میں بدأ (غلطی یا بھول جانے) کا عقیدہ ⑤ ہر امام کے لئے نبی کیطرح اللہ تعالےٰ کیطرف سے نامزد ہونے کا عقیدہ ⑥ ہر امام کے لئے تمام انبیاء سے افضل ہونے اور حضور علیہ السلام کے برابر ہونے کا عقیدہ ⑦ ہر امام کے ہر قول وعمل کا حضور علیہ السلام کے اقوال واعمال کیطرح حجت ہونیکا عقیدہ ⑧ ہر امام کے صاحب وحی، صاحب شریعت، صاحب معراج اور صاحب کتاب ہونیکا عقیدہ ⑨ ہر امام کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرح معصوم عن الخطا ہونے کا عقیدہ ⑩ ہر امام کی تعلیم پر قرآن کریم کی طرح عمل کرنیکا عقیدہ ⑪ امام غائب مہدی جو کہ حقیقت میں ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے، جسکو شیعہ امام عصر کہتے ہیں، اس کے پیدا ہونے اور ایک ہزار ایک سو پچاس برس سے غار میں غائب رہنے اور آج تک زندہ رہنے کا عقیدہ وغیرہ وغیرہ مضامین ملتے ہیں۔ ان کا تفصیلی ذکر آگے آنیوالے ابواب میں آپ مطالعہ فرمائینگے انشاء اللہ۔

① مذکورہ حقائق کے بعد یہاں پر پہلی یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ حضور علیہ السلام کے صحابۂ کرامؓ کی صداقت وامانت کا انکار کرنے اور ان کی بیان کردہ روایات کو رد کرنے سے قرآن وسنت پر ایمان ہونے کا سوال خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔

② دوسری بات یہ کہ صحابۂ کرامؓ کی صداقت، ایمان، ان کی اسلام کی خاطر اللہ کی راہ میں دی ہوئی قربانیوں وغیرہ کے انکار کرنے سے قرآن پاک کی اُن کثیر التعداد آیات کا بھی خود بخود انکار ثابت ہو جاتا ہے جن آیات میں صحابۂ کرامؓ کے مناقب اور ایمان وغیرہ کا ذکر ہے۔

③ تیسری بات یہ واضح ہو جاتی ہے کہ شیعہ مذہب کے دور اوّل میں تصنیف شدہ کتب سے لیکر آج تک کے دور میں تصنیف شدہ کتابوں میں تمام معتبر ترین مستند کتابیں واضح طور پر لکھ رہے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے انتقال کے فوراً بعد آپ کے غاصب ساتھیوں نے حضرت علیؓ کی حق تلفی کر کے (معاذ اللہ) حکومت وخلافت پر قبضہ کیا اور حضرت علیؓ کی امامت، ولایت اور ان کے وصی ہونے کے بارے میں قرآن مجید میں جو آیتیں نازل ہوئی تھیں وہ سب نکلوا دیں، الفاظ میں تغیر وتبدیلی کر کے اپنی مرضی سے قرآن مجید کو مرتب کرایا اور باقی حصہ تلف کرا دیا۔ ﴿اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ﴾

سمجھ میں یوں آتا ہے کہ اسلام میں اس متفق علیہ عقیدہ سے کہ، قرآن مجید میں ایک لفظ کی تحریف اور

تبدیلی کا عقیدہ بھی اسلام سے خارج ہونے کے لئے کافی ہے اور اس میں کسی رعایت کی بالکل گنجائش ہی نہیں ہے۔ اس سے ڈر کر شیعہ اثنی عشریہ علماء نے اس سلسلہ میں ایسا زبردست پروپیگنڈہ کیا ہے کہ عوام تو عوام ہیں لیکن خواص بھی جن میں ہمارے علماء کرام بھی شامل ہیں جنہوں نے ان کی بنیادی کتابوں کا مطالعہ نہیں کیا ہے وہ بھی اس غلطی میں مبتلا ہیں کہ شیعوں کا قرآن پر ایمان ہے حالانکہ یہ ایک دلسوز حقیقت ہے کہ دور اول سے لے کر موجودہ دور تک شیعوں کی جتنی معتبر و مستند ترین کتابیں لکھی گئی ہیں وہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ قرآن مجید میں بے شمار تحریفیں ہوئی ہیں، ان کی تفصیل آگے مطالعہ فرمائیں۔

ان حقائق کو جاننے کے بعد چاہے دل پر کتنا ہی بوجھ محسوس کرنا پڑے لیکن یہ کہنا پڑیگا کہ شیعہ مذہب واقعی اسلام کے خلاف ایک بہت بڑی سازش ہے اور اس کے پیروکار، خارج از اسلام نظر آتے ہیں، کیونکہ جب پوری اسلامی دنیا اس بات پر متفق ہیں کہ قادیانی دائرۂ اسلام سے خارج ہیں جو کہ صرف ایک آیت خاتم النبیین کی معنوی تحریف کے قائل ہیں اور وہ اس آیت کے بارے میں حضور علیہ السلام کی تمام متواتر روایات کا انکار کرتے ہیں تو پھر شیعہ مذہب کے پیروکار، جو کہ قرآن مجید میں سینکڑوں مواقع پر مثالوں سے تحریف کے قائل ہیں اور حضور علیہ السلام کی تمام احادیث کے ذخیرہ کو قولاً و عملاً رد کرتے ہیں تو پھر وہ کس حساب سے مسلمان ہیں، یہ ایک ایسا سوال ہے جس پر ہر ایک مسلمان کو ٹھنڈی دل سے سوچنا چاہیئے اور ہمارے جید علماء کرام کے لئے تو یہ اس وقت کا بہت بڑا چیلنج ہے۔

(۲۲) شیعہ مذہب کے مصنفین کو تحریف قرآن کے عقیدہ کو ایجاد کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر قرآن و سنت کے راویوں یعنی حضور علیہ السلام کے مقدس صحابہ کرامؓ کو عبداللہ بن سبا یہودی صنعانی کی تعلیم کے مطابق شیعہ مذہب کے مصنفین نے مفاد پرست، ظالم اور کافر (نعوذ باللہ) کہا ہے، تو اس سے حقیقت میں قرآن و سنت نبویؐ کی صحت و سالمیت کا خود بخود انکار ہو جاتا ہے، تو پھر اس کے ہوتے ہوئے شیعہ مذہب کے مصنفین نے اس پر کیوں اکتفا نہ کیا اور مزید آگے بڑھ کر براہ راست قرآن مجید میں تحریف اور تبدیلی ہونے اور صحابہ کرامؓ کی طرف سے ردوبدل کرنے کا دعویٰ اور اس کے لئے مختلف دلائل اور روایات تراشنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

اس بات کے لئے یہ بات سمجھنا چاہیئے کہ کسی بھی عقیدہ کو ثابت کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ عقیدہ نص قطعی (قرآن) سے ثابت ہو، شیعہ مذہب کا بنیادی عقیدہ، عبداللہ بن سبا کی تعلیم کے مطابق امامت کا

عقیدہ ہے، جس کا قرآن میں کہیں بھی کوئی نشان نہیں ملتا۔ حالانکہ شیعہ مذہب کے مخترعین نے اپنی معتبر و مستند ترین کتابوں کافی کلینی وغیرہ میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ "اللہ تعالیٰ کیطرف سے، اس کے پیغمبروں پر جتنی کتابیں اور صحیفے نازل ہوتے رہے، ان سب میں، حضرت علیؓ کا نام اور آپ کی امامت کا ذکر تھا، اور اللہ کے پہلے پیغمبروں میں سے ہر ایک پیغمبر نے اپنی اپنی امت کو، حضور علیہ السلام کی نبوت کے ساتھ، حضرت علیؓ کی امامت پر ایمان لانے کی بھی دعوت دی تھی" تو پھر قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جیساکہ دوسری تمام آسمانی کتابوں میں تحریف ہوگئی تو ان میں اگر حضرت علیؓ کی امامت کا ذکر نہیں ملتا تو یہ بات تو سمجھ میں آسانی سے آسکتی ہے لیکن قرآن پاک میں حضرت علیؓ کا نام اور آپ کی امامت کا ذکر کیوں نہیں؟ توحید و رسالت کے عقیدہ کا ذکر تو جگہ جگہ پر ملتا ہے لیکن امامت علیؓ کا قرآن میں کہیں ذکر نہیں ملتا۔ تو پھر جو قرآن آخری امت کی ہدایت کے لئے نازل ہوا ہو اور بقول شیعہ جس امت کا اللہ کی طرف سے حضرت علیؓ کو خاص طور پر پہلا امام اور خلیفہ مقرر کیا گیا تھا تو پھر اس قرآن میں حضرت علیؓ اور آپ کی نسل میں امامت کا ذکر نہ ملے تو پھر شیعوں کے عقیدہ امامت کو کیسے قبول کیا جائیگا۔ لہذا شیعہ مذہب کے مصنفین اور موجد مجبور ہوئے اور ان کو قرآن کریم میں تحریف کا عقیدہ ایجاد کر کے یوں کہنا پڑا کہ، یہ کام حضرت علیؓ کے دشمن صحابہؓ کا ہے جنہوں نے آپ کے بارے میں نازل شدہ آیات کو خارج کردیا اور اپنی مرضی سے اس میں تغیّر و تبدل کیا ورنہ اصل قرآن میں وہ سب کچھ موجود تھا۔

ان شیعوں نے تحریف قرآن کے خود تراشیدہ عقیدہ کو ثابت کرنے کے لئے خود قرآن کریم ہی تحریف کی اور ایسی بے شمار آیات انہوں نے خود بنا ڈالیں اور ان کے لئے دعوے کئے کہ قرآن میں جو فلاں فلاں آیت ہے وہ جب نازل ہوئی تو اسمیں فلاں فلاں الفاظ سے حضرت علیؓ اور پانچ تن کے نام تھے اور امامت کا ذکر تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جن لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت، امامت، خلافت اور حکومت پر غاصبانہ قبضہ کیا (نعوذ باللہ) انہوں نے قرآن مجید میں سے ایسے الفاظ اور آیتیں خارج کروادیں، اس لئے موجودہ قرآن میں حضرت علیؓ کی امامت، خلافت، آپ کی نسل میں امامت اور خلافت کا ذکر نہیں ملتا۔ شیعہ مذہب کے مصنفین کو تحریف قرآن کا عقیدہ ایجاد کرنے کی ضرورت کا اصلی پس منظر یہی ہے۔

(۴) شیعہ اثنیٰ عشریہ کے مقبول ترجمہ مع حاشیہ سے پچاس ۵۰ سے زیادہ آیات میں تحریف اور تغیر کی تقابلی صورت میں مثالیں۔

اس وقت میرے سامنے "مقبول تفسیر و ترجمہ مع حاشیہ" کے دو نسخے موجود ہیں، ایک نسخہ تیسرا ایڈیشن "۱۲ × ۸ ½" بڑے سائز میں ۹۴۴ صفحات پر مشتمل ہے، دوسرا نسخہ پانچواں ایڈیشن لاہور میں مطبوع "۵ × ۱۰" سائز میں ہے اور اس کے ۱۳۰۶ صفحات ہیں یہ ترجمہ شیعہ اثنیٰ عشریہ کے مسلک کے مطابق قرآن پاک کا بامحاورہ ترجمہ ہے۔ اسکے حاشیہ میں زیادہ تر ائمہ کی روایات کی صورت میں تفصیل سے اردو میں تشریحی نوٹ لکھے گئے ہیں، سرورق پر کتاب کے مترجم و مفسر کا نام مولانا مولوی حکیم سید مقبول احمد شاہ صاحب دھلوی لکھا ہوا ہے۔

شیعہ مجتہد و مفسر اس تفسیر کے حواشی لکھنے میں جن اثنیٰ عشریہ شیعوں کی معتبر و مستند ترین بنیادی کتابوں سے حوالہ جات لئے ہیں، وہ یہ ہیں:-

الکافی، الصافی، شرح نہج البلاغہ، امالی، مجمع البیان، علل الشرائع، الجوامع، تفسیر عیاشی، تفسیر قمی، کتاب التوحید، المعانی، اخبار الرضا، اکمال، الاحتجاج، تفسیر امام حسن عسکری (امام کی طرف منسوب کی ہوئی) فصل الخطاب، روضۃ الواعظین، منہاج الصادقین وغیرہ وغیرہ۔

(عکس دیکھیں صفحہ ۳۷ پر)

یہ تو آپ جانتے ہیں کہ قرآن کریم کی تشریح و تفسیر حضور علیہ السلام نے خود فرمائی ہے اور احادیث کی کتابیں اس کی شاہد ہیں۔ لیکن مندرجہ اٹھارہ کتب میں آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معتبر ترین ان چھ کتب صحیح بخاری صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ میں سے کسی کتاب کا نام ملتا ہے؟ تو بہر حالت اس حقیقت کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ شیعوں کے دین کی بنیادیں نبی علیہ السلام کی احادیث نہیں ہیں بلکہ وہ جعلی روایات ہیں جن کو شیعہ مذہب کے مصنفین نے خود تراش کر ائمہ کے نام منسوب کیا ہے جن میں خود قرآن مجید کی تحریف کا ذکر ہے اور اماموں کے لئے کتمان اور تقیہ کا اصول بنایا گیا ہے اور اماموں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہا گیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

میں نے اس مقبول تفسیر و ترجمہ کو شیعوں کے ہاں قرآن کی تحریف کے عقیدہ کو ثابت کرنے میں مندرجہ ذیل خاص وجوہ کی بناء پر اولین درجہ دیا ہے:-

① یہ قرآن مجید کا مقبول ترجمہ و تفسیر برصغیر پاک و ہند میں، اُردو زبان میں ایک شیعہ اثنیٰ عشریہ مجتہد اور

مفسر کا ۱۳۳۱ھ مطابق ۱۹۱۳ء میں تحریر کردہ ہے اور ۱۹۵۵ء تک پانچ مرتبہ طبع ہوا ہے اس کے بعد کتنی مرتبہ
چھپا اس کی کوئی خبر نہیں ہے، اس سے یہ بات ثابت ہے کہ یہ تفسیر شیعہ اثنیٰ عشریہ کے برصغیر کے تمام شیعہ علماء کے
نزدیک چاہے وہ اردو دان ہوں یا سندھی خواندہ سب کے نزدیک شیعہ مذہب کی صحیح ترجمانی کرنے والی تفسیر
ہے۔

② اس تفسیر کے سرورق پر تحریر شدہ عبارت اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ یہ تفسیر شیعوں کے عقیدہ
کے مطابق اہل بیت کے مذہب کے مطابق لکھی گئی ہے۔ (عکس دیکھیں ص ۳٦۸ پر)

③ اس تفسیر کی ۱۲ شیعہ مجتہد العصر علماء نے کم و بیش ان الفاظ میں تصدیق کی ہے کہ اس تفسیر کا ماخذ
وہ روایتیں ہیں جو کہ حضرات اہل بیت سے منقول ہیں۔ (عکس دیکھیں ص ۳٦۹ پر)

④ اس تفسیر کے تمام حواشی، شیعہ اثنیٰ عشریہ کی مذہبی، بنیادی مستند ترین ۱۸ سے زیادہ عربی کتابوں
میں سے ائمہ کی طرف منسوب کردہ روایات سے مرتب کئے گئے ہیں۔ اور یہ تمام مواد مترجم نے خود اردو زبان میں ترجمہ
کرکے تحریر کیا ہے جس میں غیر شیعہ کی طرف سے تغیر یا غلط معنی کرنے کے شک کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا اور یہ بڑی
اہم بات ہے۔

⑤ اس ایک ہی تفسیر پڑھنے سے ایک قاری کو شیعہ مذہب کی ۱۸ معتبر ترین کتب سے وہ مواد مل جاتا
ہے جو کہ شیعہ مذہب کے مصنفین نے تحریف قرآن کے بارے میں ائمہ کیطرف منسوب کردہ روایات سے لکھدیا
ہے اور اس ایک ہی کتاب کے مطالعے سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا کہ ایک آدمی نے شیعہ مذہب کی ۱۸ کتابیں
مطالعہ کرلیں جن کے اوپر شیعہ مذہب کی عمارت تعمیر شدہ ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ تفسیر شیعوں کے جملہ عقائد
اور تقریباً تمام اہم مسائل کی ائمہ کی روایات کے حوالہ سے ترجمانی کررہی ہے اور یہ بات بھی اسکی اہمیت پر دلالت
کرتی ہے۔

⑥ اس تفسیر کے پڑھنے سے یہ حقیقت منکشف ہوجاتی ہے کہ شیعہ مذہب کے مصنفین نے حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے پورے ذخیرہ کو رد کرکے، ان کے مقابلے میں ائمہ کے ناموں سے روایات بناکر
قرآن میں جہاں بھی ان کو ضرورت پیش آئی وہاں لفظی تحریف کرکے اور باقی پورے قرآن میں معنوی تحریف کرکے
شیعہ مذہب کی عمارت تعمیر کی ہے، لہٰذا اسلام الگ چیز ہے اور شیعیت الگ چیز ہے ان کا آپس میں دُور کا بھی
واسطہ نہیں ہے۔

اب حقیقت یہ ہے کہ یہی ۱۸ کتابیں اور ان جیسی دیگر کتابیں جن میں قرآن میں تحریف کے مضامین اور روایات شد و مد کے ساتھ موجود ہیں، یہ تمام کتابیں پڑھ کر شیعوں کے علماء و مجتہدین بن رہے ہیں اور ان کا تحریف قرآن کا عقیدہ ہوتا ہے تو وہ پھر کیسے تحریف قرآن کے عقیدہ کا انکار کرتے ہیں، معلوم ہوا کہ ان کا ریڈیو یا ٹیلیویژن پر مسلمانوں کے سامنے یا جاہل ناواقف شیعوں کے سامنے شیعیت میں قرآن کی تحریف کے عقیدے کا انکار، سراسر کتمان یا تقیہ یعنی دوسروں کو دھوکہ دیکر شیعیت کی طرف راغب کرنے اور شیعہ بنانے کی ایک چال ہے، جس کا ان کے اصلی مذہب سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

اب میں شیعوں کے ہاں، قرآن مجید میں تحریف کو، آیات کے مقابلہ کی صورت میں بغیر ترجمہ کے حوالجات سے پیش کرتا ہوں تاکہ صرف لفظی تحریف آسانی سے دیکھی جاسکے اور سمجھنے میں زیادہ آسانی ہو۔ مزید ترجمہ اور وضاحت کے لئے مطلوبہ صفحات کے عکس نہایت کارآمد ثابت ہونگے۔ ان کا ضرور مطالعہ کیا جائے۔

قرآن شریف کی آیات	شیعوں کے ہاں تحریف شدہ آیات
(۱) اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىٓ اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ (آل عمران ۳، ع ۴، آیت ۳۳)	اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىٓ اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ وَاٰلَ مُحَمَّدٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ (تفسیر مقبول ص۱۰۵ عکس ص۳۴۲)
(۲) وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ ۔ (آل عمران ۳، ع ۹، آیت ۸۱)	وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ اُمَمِ النَّبِيّٖنَ ۔ (تفسیر مقبول ص۱۱۸ عکس ص۳۴۳)
(۳) وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ ۔ (آل عمران ۳، ع ۱۱، آیت ۱۰۴)	وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اَئِمَّةٌ : (تفسیر مقبول ص۱۲۴ عکس ص۳۴۴)
(۴) كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ۔ (آل عمران ۳، ع ۱۲، آیت ۱۱۰)	اَنْتُمْ خَيْرَ اَئِمَّةٍ اَخْرَجْتُ لِلنَّاسِ ۔ (تفسیر مقبول ص۱۲۵ عکس ص۳۴۵)
(۵) وَاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ج (آل عمران ۳، ع ۱۳، آیت ۱۲۳)	وَاَنْتُمْ ضُعَفَآءُ ج (تفسیر مقبول ص۱۲۹ عکس ص۳۴۶)

قرآن شریف کی آیات

(۶) فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ؕ

(النساء ۴ ، آیت ۲۴)

(۷) فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ ؕ (النساء ۴ ، ع ۸ ، آیت ۵۹)

(۸) جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ

(النساء ۴ ، ع ۹ ، آیت ۶۴)

(۹) مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ

(النساء ۴ ، ع ۹ ، آیت ۶۶)

(۱۰) لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ج (النساء ۴ ، ع ۲۳ ۔ آیت ۱۶۶)

(۱۱) اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ

(النساء ۴ ۔ ع ۲۳ ۔ آیت ۱۶۸)

(۱۲) قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

(النساء ۴ ۔ ع ۲۳ ۔ آیت ۱۷۰)

(۱۳) ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ

(المائدۃ ۵ ۔ ع ۱۳ ۔ آیت ۹۵)

(۱۴) فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ

(الانعام ۶ ۔ ع ۴ ۔ آیت ۳۳)

شیعوں کے ہاں تحریف شدہ آیات

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ؕ

(تفسیر مقبول ص۱۶۱ ۔ عکس ص۳۷۸)

فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَاِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰى اُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ ؕ (تفسیر مقبول ص۱۷۳ ۔ عکس ص۳۷۹)

جَآءُوْكَ يَا عَلِيُّ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ

(تفسیر مقبول ص۱۷۴ ۔ عکس ص۳۸۰)

مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ فِيْ عَلِيٍّ لَكَانَ

(تفسیر مقبول ص۱۷۵ ۔ عکس ص۳۸۱)

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ فِيْ عَلِيٍّ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ (تفسیر مقبول ص۲۰۶ ۔ عکس ص۳۸۲)

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا اٰلَ مُحَمَّدٍ حَقَّهُمْ لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ (تفسیر مقبول ص۲۰۶ ۔ ۲۰۷ ۔ عکس ص۳۸۲ ، ۳۸۳)

قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فِيْ وِلَايَةِ عَلِيٍّ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ وَاِنْ تَكْفُرُوْا بِوِلَايَةِ عَلِيٍّ فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

(تفسیر مقبول ص۲۰۶ ۔ ۲۰۷ ۔ عکس ص۳۸۲ ، ۳۸۳)

ذُوْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ

(تفسیر مقبول ص۲۴۲ ۔ عکس ص۳۸۴)

فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ

(تفسیر مقبول ص۲۶۰ ۔ عکس ص۳۸۵)

قرآن شریف کی آیات

(۱۶) لَا تَخُوْنُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ

(الانفال ۸ - ع ۳ - آیت ۲۷)

(۱۷) وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَھَا

(الانفال ۸ - ع ۸ - آیت ۶۱)

(۱۸) جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ

(التوبۃ ۹ - ع ۱۰ - آیت ۷۳)

(۱۹) وَالْمُؤْمِنُوْنَ ط

(التوبۃ ۹ - ع ۱۳ - آیت ۱۰۵)

(۲۰) لَقَدْ تَّابَ اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ وَالْمُھٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ - (التوبۃ ۹ - ع ۱۴ - آیت ۱۱۷)

(۲۱) لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝

(التوبۃ ۹ - ع ۱۶ - آیت ۱۲۸)

(۲۲) اَفَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّہٖ وَیَتْلُوْہُ شَاھِدٌ مِّنْہُ وَمِنْ

(ھود ۱۱ - ع ۲ - آیت ۱۷)

(۲۳) وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِیْہِ ط

(ھود ۱۱ - ع ۱۰ - آیت ۱۱۰)

شیعوں کے ہاں تحریف شدہ آیات

قرآن میں ترتیب کی خیانت کی مثال۔

(تفسیر مقبول ص۳۵۷ - عکس ص۳۸۷)

منسوخ شدہ آیت قرآن میں داخل کردہ ہے۔

(تفسیر مقبول ص۳۶۶ - عکس ص۳۸۹)

جَاھِدِ الْکُفَّارَ بِالْمُنٰفِقِیْنَ

(تفسیر مقبول ص۳۹۴ - عکس ص۳۹۰)

وَالْمَاْمُوْنُوْنَ

(تفسیر مقبول ص۴۰۴ - عکس ص۳۹۱)

لَقَدْ تَّابَ اللّٰہُ بِالنَّبِیِّ عَلَی الْمُھٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ

(تفسیر مقبول ص۴۰۸ - عکس ص۳۹۲)

لَقَدْ جَآءَنَا رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِنَا عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتْنَا حَرِیْصٌ عَلَیْنَا بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ

(تفسیر مقبول ص۴۱۳ - عکس ص۳۹۳)

اَفَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّہٖ وَیَتْلُوْہُ شَاھِدٌ مِّنْہُ اِمَامًا وَّرَحْمَۃً وَّمِنْ

(تفسیر مقبول ص۴۴۳ - عکس ص۳۹۵)

قائم آل محمد (امام زمان) اُس قرآن مجید کو لے کر آئیں گے جو ان کے پاس ہے تو اُس میں بھی (سنی) ایسا ہی اختلاف کریں گے۔ حضرت (مہدی) کے حکم سے سب سے پہلے انہی (سنیوں) کی گردن ماری جائیگی۔ (رجعت کا ثبوت)

(تفسیر مقبول ص۴۶۴ - عکس ص۳۹۶)

قرآن شریف کی آیات

(۲۴) يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ يَعْصِرُوْنَ

(یوسف ۱۲ - ع ۶ - آیت ۴۹)

(۲۵) مُعَقِّبٰتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ط

(الرعد ۱۳ - ع ۲ - آیت ۱۱)

(۲۶) وَلِوَالِدَیَّ

(ابراھیم ۱۴ - ع ۶ - آیت ۴۱)

(۲۷) هٰذَا صِرَاطٌ عَلَیَّ مُسْتَقِيْمٌ

(الحجر ۱۵ - ع ۳ - آیت ۴۱)

(۲۸) اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا

(بنی اسرائیل ۱۷ - ع ۲ - آیت ۱۶)

(۲۹) وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ٥

(بنی اسرائیل ۱۷ - ع ۹ - آیت ۸۲)

(۳۰) فَاَبٰى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ٥

(بنی اسرائیل ۱۷ - ع ۱۰ - آیت ۸۹)

(۳۱) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ؕ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ

(الکہف ۱۸ - ع ۱ - آیت ۱-۲)

(۳۲) قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ

(الکہف ۱۸ - ع ۴ - آیت ۲۹)

(۳۳) وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ

(طٰهٰ ۲۰ - ع ۶ - آیت ۱۱۵)

شیعوں کے ہاں تحریف شدہ آیات

يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ يُعْصَرُوْنَ

(تفسیر مقبول ص۴۷۹ - عکس ص۳۹۷)

مُعَقِّبٰتٌ مِّنْ خَلْفِهٖ وَرَقِيْبٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ يَحْفَظُوْنَهٗ بِاَمْرِ اللّٰهِ

(تفسیر مقبول ص۴۹۵ - عکس ص۳۹۸)

وَلِوَلَدَیَّ

(تفسیر مقبول ص۵۱۸ - عکس ص۴۰۰)

هٰذَا صِرَاطُ عَلِیٍّ مُّسْتَقِيْمٌ

(تفسیر مقبول ص۵۲۶ - عکس ص۴۰۱)

اَمَّرْنَا مُتْرَفِيْهَا

(تفسیر مقبول ص۵۶۵ - عکس ص۴۰۲)

وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اٰلَ مُحَمَّدٍ حَقَّهُمْ اِلَّا خَسَارًا

(تفسیر مقبول ص۵۷۹ - عکس ص۴۰۳)

فَاَبٰى اَكْثَرُ النَّاسِ بِوِلَايَةِ عَلِیٍّ اِلَّا كُفُوْرًا

(تفسیر مقبول ص۵۸۱ - عکس ص۴۰۵)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ قَيِّمًا وَّلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا

(تفسیر مقبول ص۵۸۶ - عکس ص۴۰۶)

قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فِیْ وِلَايَةِ عَلِیٍّ فَمَنْ شَآءَ

(تفسیر مقبول ص۵۹۵ - عکس ص۴۰۷)

وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ كَلِمٰتٍ فِیْ مُحَمَّدٍ وَّعَلِیٍّ وَّفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَالْاَئِمَّةِ مِنْ ذُرِّيَّتِهِمْ فَنَسِيَ (تفسیر مقبول ص۶۳۷ - عکس ص۴۰۸)

قرآن شریف کی آیات

شیعوں کے ہاں تحریف شدہ آیات

(٣٤) وَ قَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا

(الفرقان ٢٥ - ع ١ - آیت ٨)

وَ قَالَ الظّٰلِمُوْنَ لِاٰلِ مُحَمَّدٍ حَقَّهُمْ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا

(تفسیر مقبول ص٧١٨ - عکس ص٢٠٩)

(٣٥) وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝

(الفرقان ٢٥ - ع ٦ - آیت ٧٤)

وَاجْعَلْ لَّنَا مِنَ الْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝

(تفسیر مقبول ص٧٢٨ - عکس ص٢١٠)

نوٹ: تحریف شدہ الفاظ بالکل نیچے عکسی فوٹو میں ملیں گے۔

(٣٦) وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

(الشعراء ٢٦ - ع ١١ - آیت ٢٢٧)

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اٰلَ مُحَمَّدٍ حَقَّهُمْ اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

(تفسیر مقبول ص٧٤٥ - عکس ص٢١١)

سورت الشعراء ٢٦، کی آخری آیت ٢٢٧ کا تفسیر سورۃ النمل ٢٧ کی حاشیہ پر پہنچ گیا ہے۔

(٣٧) اِلَّا مَنْ ظَلَمَ

(النمل ٢٧ - ع ١ - آیت ١١)

وَلَا مَنْ ظَلَمَ

(تفسیر مقبول ص٧٤٧ - عکس ص٢١٢)

(٣٨) لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ

(الاحزاب ٣٣ - ع ٦ - آیت ٥٢)

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت اوپر کی آیت تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ سے منسوخ ہے گو (قرآن) کو ترتیب دینے والوں نے (معاملہ) الٹ پلٹ کر دیا۔ (تفسیر مقبول ص٨٤٨ - عکس ص٢١٣)

(٣٩) وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا۔

(الاحزاب ٣٣ - ع ٩ - آیت ٧١)

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فِيْ وِلَايَةِ عَلِيٍّ وَّالْاَئِمَّةِ مِنْۢ بَعْدِهٖ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا۔

(تفسیر مقبول ص٨٥٢ - عکس ص٢١٦)

(٤٠) وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا

(الاحزاب ٣٣ - ع ٩ - آیت ٧٣)

سورۂ احزاب سورۂ بقرہ سے بھی زیادہ طویل تھی مگر چونکہ اسمیں عرب کے مردوں اور عورتوں کی عموماً اور قریش کی خصوصاً بد اعمالیاں ظاہر کیگئی تھیں اسلئے اسے کم کر دیا گیا اور اسمیں تحریف کر دیگئی۔ (تفسیر مقبول ص٨٥٢-٨٥٣)

(عکس ص٢١٦، ص٢١٧)

سورۃ الاحزاب ٣٣، کی آخری آیت کی تشریح سورۃ سبا ٣٤ کے حاشیہ پر پہنچ گئی ہے۔

قرآن شریف کی آیات	شیعوں کے ہاں تحریف شدہ آیات
(۴۱) هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ	هٰذَا كِتٰبُنَا يُنْطَقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ
(الجاثیہ ۴۵ - ع ۴ - آیت ۲۹)	(تفسیر مقبول ص۹۹۹ - عکس ص۲۱۹)
(۴۲) اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ وَمَا اَنَا	اِنْ اِتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ فِيْ عَلِيٍّ وَمَا اَنَا
(الاحقاف ۴۶ - ع ۱ - آیت ۹)	(تفسیر مقبول ص۱۰۰۲ - عکس ص۲۲۰)
(۴۳) ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ۔	ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْ عَلِيٍّ فَاَحْبَطَ۔
(محمد ۴۷ - ع ۱ - آیت ۱۹)	(تفسیر مقبول ص۱۰۱۱ - عکس ص۲۲۱)
(۴۴) طَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ	طَلْعٍ مَّنْضُوْدٍ
(الواقعة ۵۶ - ع ۱ - آیت ۲۹)	(تفسیر مقبول ص۱۰۶۱ - عکس ص۲۲۲)
(۴۵) وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِى النَّعْمَةِ	وَالْمُكَذِّبِيْنَ بِوَصِيِّكَ اُولِى النَّعْمَةِ۔
(المزمل ۷۳ - ع ۱ - آیت ۱۱)	(تفسیر مقبول ص۱۱۳۶ - عکس ص۲۲۳)

گذشتہ صفحات میں شیعہ اثنیٰ عشریہ کے مقبول ترجمہ وتفسیر مع حاشیہ میں سے میں نے صرف ۴۵ آیتوں کی تحریف پر اکتفا کیا ہے اور ثبوت کے لئے مطلوبہ صفحات کے عکس (فوٹو) دیئے ہیں۔

آیات کے الفاظ میں تحریف کے علاوہ اس ترجمہ وتفسیر کے مکمل حواشی معنوی تحریف سے بھرے پڑے ہیں اس بات کی تصدیق آپ ان دیئے گئے عکس (فوٹوز) سے معلوم کرسکیں گے۔ پھر بھی یہاں میں مقبول حاشیہ میں سے صرف چند معنوی تحریفات کو نمونہ کے طور پر پیش کرتا ہوں جن سے آپ کو شیعہ مذہب کے اصل خدوخال کی معلومات ہوجائے گی اور آپ آسانی سے جان لیں گے کہ اس مذہب کے مصنفین اور موجد کون تھے؟

قرآن کی آیت	مقبول حاشیہ میں آیت کی تشریح کا خلاصہ
(۴۶) يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ	ایک شیعہ نے اعمالِ صالحہ کچھ بھی نہ کئے ہوں گے، ان کے عوض ایک لاکھ سنّی مسلمانوں کو جہنم میں بھیج کر اس کو جہنم سے بچایا جائے گا۔
(البقرة ۲ - ع ۶ - آیت ۴۸)	(تفسیر مقبول ص۱۳ - عکس ص۲۴۱)
(۴۷) وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ	امام محمد باقر سے مروی ہے کہ بعد جناب رسولِ خدا کے، سوائے تین شخصوں کے

(آل عمران ۳-ع ۱۵-آیت ۱۴۴)

اور سب مرتد ہوگئے۔ (امام جعفرؒ صادق نے) ارشاد فرمایا کہ دو عورتوں نے آنحضرت کو موت سے پہلے زہر دیدیا تھا (قول مترجم) مطلب حضرت کا وہی دو عورتیں ہیں، خدا ان پر اور ان کے باپوں پر لعنت کرے [1]

(تفسیر مقبول صفحہ ۱۳۱، عکس صفحہ ۱۰)

---

[1] یہاں سے یہ بات معلوم ہوئی کہ شیعہ مذہب کے تمام متقدمین و متاخرین علماء و مجتہدین اس بات پر متفق ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تین یا چار صحابہؓ کے سوا باقی سب نعوذ باللہ مرتد اور کافر ہوگئے تھے اور یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت ازواج مطہرات میں سے خصوصاً سیدہ عائشہؓ اور سیدہ حفصہؓ پر تو لعن طعن اور تبرا کرتے ہیں جیسا کہ آپ نے مولوی مقبول احمد شاہ کے خود نوشتہ الفاظ پڑھے۔

حضور علیہ السلام کو دو عورتوں نے زہر دیا۔ ان سے شیعوں کی مراد ام المؤمنین عائشہ صدیقہ اور ام المؤمنین حفصہؓ ہیں (نعوذ باللہ)۔ حضور علیہ السلام کے اہل بیت ازواج مطہرات پر تہمت اور بہتان باندھنے کے بارے میں اس مذہب کے لئے کیا کہا جائے۔ جو مذہب مکمل جھوٹ و فریب پر مبنی ہو تو اس کے کس کس جھوٹ کی نفی کی جائے۔ حالانکہ سیرت و احادیث کی تمام کتابوں میں یہ واقعہ مرقوم ہے کہ خیبر کی فتح کے بعد حضور علیہ السلام نے چند دن خیبر میں قیام فرمایا تھا، انہی دنوں میں ایک یہودیہ عورت بنام "زینب بنت حارث زوجہ سلام بن مشکم" نے بکری کے گوشت کو بھون کر حضور کو ہدیہ کے طور پر پیش کیا تھا۔ آپؐ نے اس گوشت سے ایک لقمہ اٹھایا پھر فوراً ہاتھ روک لیا، آپ کے ساتھ بشرؓ بن براء بن معرور کھانے میں شریک تھے انہوں نے کچھ زیادہ کھالیا حضورؐ نے ان کو بھی روک دیا لیکن چونکہ وہ زیادہ کھا چکے تھے۔ لہذا زہر نے اپنا اثر کرلیا اور وہ فوت ہوگئے (سیرت المصطفےٰ جلد ۲ صفحہ ۲) اس زہر کا اثر آنحضرت کی آخری عمر تک رہا، جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت میں آتا ہے کہ آپؐ آخری وقت میں بھی فرماتے رہے کہ یہ اس زہر کا اثر ہے جو میں نے کھایا تھا۔ (صحیح بخاری باب مرض النبیؐ)

اور یہی اعتراف بعض شیعہ بھی کرتے ہیں جیسا کہ اسوقت شیعہ مذہب کی امامت اور ائمہ کے بارے میں ایک چارٹ میرے آگے ہے۔ یہ چارٹ شیعہ ویلفیئر آرگنائزیشن نواب شاہ کا طبع کردہ ہے اور شیعہ مجتہد علامہ علی احمد نجفی بلوچ خطیب جامع مسجد مرتضوی نواب شاہ کا تصدیق شدہ ہے، اس چارٹ میں مختلف عنوانات سے ۲۶ کالم ہیں جن میں حضرت محمدؐ، سیدہ فاطمہ الزہراء اور ۱۲ دوازدہ ائمہ کے تفصیلی حالات ہیں، ان کالموں میں سے ۲۲ نمبر کالم کا عنوان ہے "قاتل کا نام" اس کالم میں حضور علیہ السلام کے قاتل کا نام ایک یہودی عورت دیا گیا ہے۔ جس سے بھی بخاری شریف کی روایت کی تائید و تصدیق ہوتی ہے۔ یہ بھی اللہ رب العزت کی حکمت ہے کہ کبھی کبھی اسلام اور مسلمانوں کے رہنماؤں کے حقیقی دشمنوں سے بھی حق اور سچ بات کہلوا کر اور لکھوا کر حق کو ثابت کرتا ہے، بے شک اللہ بہت بڑا ہے۔ بہت بڑا۔

آیت	عبارت
(۴۸) لِيَمِيزَ اللّٰهُ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۔ (الانفال ۸ ۔ ع ۴ ۔ آیت ۳۷)	خدا تعالیٰ، مؤمن (شیعہ) کے طِینَت (مٹی) میں کافر (سنی ۔ ناصبی) کی طِینَت کا کچھ حصہ ملا دیتا ہے اور کافر (سنی ۔ ناصبی) کی طِینَت میں مؤمن (شیعہ) کی طِینَت کا کچھ حصہ ملا دیتا ہے ۔ (تفسیر مقبول صفحہ ۳۶۶ ۔ عکس صفحہ ۳۸۸) (مزید دلچسپ معلومات کیلئے عکس ضرور ملاحظہ فرمائیں) ۔
(۴۹) وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوسٰى وَاَخِيهِ ۔ (یونس ۱۰ ۔ ع ۹ ۔ آیت ۸۷)	سوائے علیؑ اور اولاد علیؑ کے، اور کسی کے لئے حلال نہیں ہے کہ میری مسجد میں عورتوں سے مقاربت کرے اور جنب حالت میں شب باش ہو[1] (العیاذ باللہ) (تفسیر مقبول صفحہ ۴۳۴ ۔ عکس صفحہ ۳۹۴)
(۵۰) وَقَالَ الشَّيْطٰنُ ۔ (ابراھیم ۱۴ ۔ ع ۴ ۔ آیت ۲۲)	قرآن مجید میں جہاں "وَقَالَ الشَّيْطٰنُ" آیا ہے وہیں ثانی (عمر) مراد ہے ۔ (العیاذ باللہ) (تفسیر مقبول صفحہ ۵۱۲ ۔ عکس صفحہ ۳۹۹)
(۵۱) لَقَدْ عَلِمْتَ (بنی اسرائیل ۱۷ ۔ ع ۱۲ ۔ آیت ۱۰۲)	جن لوگوں نے قرآن ناطق (بولتے قرآن حضرت علیؓ) کو چھوڑ دیا ہے انکا قرآن صامت (بے زبان قرآن) کے الفاظ کو اس طرح زیر و زبر کرنا (تباہ کرنا) کچھ بعید نہیں ۔ (تفسیر مقبول صفحہ ۵۸۳ ۔ عکس صفحہ ۴۰۵)
(۵۲) وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا (طٰہٰ ۲۰ ۔ ع ۶ ۔ آیت ۱۱۵)	سارے اولوالعزم انبیاء نے، علیؓ، ان کے اوصیاء اور غائب مہدی کو ماننے کا عہد کیا سوائے آدم کے، جس نے نہ اقرار کیا اور نہ انکار کیا (تقیہ کیا اور اللہ کو بھی دھوکا دیا ۔ مصنف کی جانب سے ۔ معاذ اللہ) (تفسیر مقبول صفحہ ۶۳۷ ۔ عکس صفحہ ۴۰۸)
(۵۳) لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ ۔ (الاحزاب ۳۳ ۔ ع ۸ ۔ آیت ۶۰)	اس آیت کی رو سے، ایسے لوگوں پر لعنت واجب ہے جیسے کہ اس آیت میں مذکور ہیں ۔ (تفسیر مقبول صفحہ ۸۵۵ ۔ عکس صفحہ ۴۱۲)

ان عبارات کو غور سے دیکھیں کہ کس طرح قرآن مجید میں منافقوں کی مذمت کے بارے میں نازل شدہ آیات کو کس طرح پیغمبر کریم علیہ السلام کے صحابہ کرامؓ پر چسپاں کر دیا گیا ہے ۔ اس میں امام غائب مہدی کا بھی خاص

[1] یہ روایت حضور علیہ السلام کی طرف منسوب کی گئی ہے ۔ اس روایت سے خود حضور علیہ السلام کیلئے کیا سمجھا جائیگا ۔ ذرا غور کریں! حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے گھر کو شیعوں کے امام باڑہ کے برابر کرنے کی مہم کی یہ روایت بھی ایک حصہ ہے اللہ تعالیٰ اپنے گھر کی خود حفاظت فرمائے اور اس کی عظمت اور فضیلت برقرار رکھے ۔

کارنامہ ذکر کیا گیا ہے۔

(۵۴) وَلَعَنۡهُمۡ لَعۡنًا كَبِيرًا (الاحزاب ۳۳-۳-ع ۸- آیت ۶۸)	وَلَعَنۡهُمۡ لَعۡنًا كَثِيرًا (تفسیر مقبول ص۸۵۱ عکس ص۲۱۵)

لعنت کرنے سے باز رہنے اور دوسروں کو لعنت کرنے سے روکنے والوں کو قیامت کے دن تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ یعنی ان کو منہ کے بل دوزخ میں ڈالا جائیگا۔

یہاں سے آپ کو شیعہ مذہب میں (معاذ اللہ) تبرا کرنے اور لعن طعن کرنے کا ثبوت ملا اور اس کی اہمیت کا بھی اندازہ ہوگیا یا نہیں ؟

یہاں پر شیعوں نے قرآن کی معنوی تحریف کرکے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضؓ نیز آپ کے اہل بیت ازواج مطہرات پر لعنت اور تبرا کرنے کا جواز بھی قرآن سے پیدا کیا ہے۔ آپ کیا سمجھتے ہیں؟ کیا کوئی صرف ایک مثال آپ دکھا سکتے ہیں کہ کسی یہودی یا نصرانی نے قرآن مجید سے ایسا ظلم اور زیادتی کی ہو؟

(۵۵) لَا يَسۡتَطِيعُونَ نَصۡرَهُمۡ وَهُمۡ لَهُمۡ جُندٌ مُّحۡضَرُونَ۔ (یٰسٓ ۳۶-ع ۵- آیت ۷۵)	مشرکوں کو جو حالت بت پرستی کے سبب پیش آئیگی وہی ثلاثہ پرستوں کو اپنے ٹھاکروں کے ذریعہ سے یہی پڑیگی (تفسیر مقبول ص۸۸۵ - عکس ص۲۱۸) عکسی فوٹو ملاحظہ کیجئے تفصیل کے لئے۔
(۵۶) فَيَوۡمَئِذٍ لَّا يُسۡـَٔلُ عَن ذَنۢبِهِۦٓ إِنسٌ وَلَا جَآنٌّ۔ (الرحمٰن ۵۵-ع ۲- آیت ۳۹)	میسرہ کہتے ہیں کہ میں نے امام رضا کو یہ فرماتے سنا کہ تم میں سے دو بھی جہنم میں دکھائی نہ دیں گے۔ نہیں واللہ بلکہ ایک بھی نہیں۔ (تفسیر مقبول ص۱۰۶۱ - عکس ص۲۲۱) عکس ضرور ملاحظہ فرمائیں۔
(۵۷) اَلسّٰبِقُونَ السّٰبِقُونَ (آیت ۱۰) اَصۡحٰبُ الۡيَمِينِ (آیت ۲۷) طَلۡحٍ مَّنضُودٍ (آیت ۲۹) (الواقعۃ ۵۶-ع ۱- آیت ۱۰-۲۷-۲۹)	علی اور ان کے شیعہ "سابقین" ہیں اصحاب الیمین شیعہ ہیں طَلۡعٍ مَّنضُودٍ (لفظی تحریف) (تفسیر مقبول ص۱۰۶۷ - عکس ص۲۲۳) عکس ضرور مطالعہ فرمائیں

اب یہ بات ذہن میں رہے کہ مذکورہ شیعہ اثنا عشریہ کے اس مقبول ترجمہ کی تفسیری حواشی شیعوں کے اٹھارہ (۱۸) سے بھی زیادہ معتبر ترین بنیادی کتابوں سے مرتب کی ہوئی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ شیعوں کے ان اٹھارہ کتابوں سے بھی زیادہ کتابوں کے مصنفین اور متصدقین تمام کے تمام قرآن مجید کے تحریف اور اس میں ردو بدل کے کفریہ عقیدے کے قائل ہیں اور اس کفریہ کارنامہ میں سو فیصد ملوث ہیں۔ اب اگر وقت کے لحاظ سے دیکھیں تو شیعہ مذہب کی سب سے زیادہ معتبر ترین کتاب اصول کافی (کافی کلینی) کے مصنف ابو جعفر بن یعقوب بن اسحاق کلینی نے ۳۲۸-۳۲۹ھ میں وفات پائی ہے۔ اس کتاب میں سب سے زیادہ، قرآن کی تحریف اور تغیر کی روایات ہیں جن کی بناء پر امامت کے عقیدہ کو، تصنیفی طرح تخلیقی جامہ پہنایا گیا ہے اور ان دونوں عقائد (۱) قرآن کی تحریف (۲) امامت کے عقیدہ کی تصنیفی طرح ایک ہی وقت میں تخلیق ہوئی ہے (۳۲۸ - ۱۴۱۰) = ۱۰۸۲ برس یعنی تقریباً گیارہ سو برس بنتے ہیں۔ اس عرصہ میں، شیعوں کے ہزاروں کی تعداد میں محدث و مجتہد بنے ہیں کہ ان میں سے بعض کی تصنیفیں ہیں اور بعض کی کوئی تصنیف نہیں ہے لیکن یہ سب کے سب قرآن مجید کی تحریف کے عقیدہ پر متفق رہے ہیں، کیونکہ قرآن کی تحریف کے عقیدہ سے انکار کا نتیجہ، امامت کے عقیدے کے انکار کو جنم دیتا ہے اور امامت کے انکار کے معنی شیعہ مذہب کا انکار ہے۔

اب آپ خود اندازہ لگائیں کہ شیعہ مذہب میں تحریف قرآن کے عقیدہ کی کتنی اہمیت ہے؟ اب بھی اگر کوئی شیعہ مجتہد، قرآن کی تحریف کا انکار کرے تو وہ کتمان اور تقیہ کی علامت ہے جس کا سچائی سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے اور یہ سراسر دجل و فریب ہے۔

(۵) شیعوں کی معتبر اور مستند ترین کتاب کافی کلینی سے قرآن میں تحریف کے بارے میں بطور نمونہ چند آیات (تقابل کی صورت میں)۔

آپ نے مقبول ترجمہ و تفسیر مع حواشی میں سے تحریف قرآن کے بارے میں ثبوت ملاحظہ کئے اور یہ بھی اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ یہ حواشی شیعہ مذہب کی ۱۸ معتبر ترین کتابوں سے ماخوذ ہیں گویا کہ وہ ۱۸ کتابیں اس بات پر متفق ہیں کہ قرآن میں تحریف ہوئی ہے۔ ان ۱۸ کتابوں میں سب سے معتبر ترین اور مستند کتاب کافی کلینی ہے۔ جس کے سرورق پر امام غائب مہدی امام العصر کی ان الفاظ میں تصدیق و تائید موجود ہے:۔

> قال امام العصر وحجة الله المنتظر عليه سلام الله الملك الاكبر في حقه هذا كاف لشيعتنا۔ (عکس دیکھیں ص ۲۲۸ پہ اور اس عبارت کا ترجمہ دیکھیں ص ۸۸ پر)

ترجمہ: "زمانے کے امام، اللہ کی حجۃ، جس کی آمد کا انتظار ہے اُس پر اللہ کا سلام ہو کہ وہ سب سے بڑا بادشاہ ہے، انہوں نے اِس کتاب کے حق میں یوں فرمایا کہ "یہ کتاب ہمارے شیعوں کے لئے کافی ہے"۔

قارئین کو اطلاعاً عرض ہے کہ اس کتاب کا نام اصول کافی یا کافی کلینی یا جامع الکافی، بھی اس لئے رکھا گیا ہے کہ جو اس کتاب پر ھٰذا کافٍ لشیعتنا کے الفاظ میں ان کے "امام منتظر" کا مندرجہ بالا سرٹیفکیٹ ریکارڈ شدہ موجودہ ہے اور یہ حیثیت شیعوں کی دوسری کسی کتاب کو حاصل نہیں ہے کیونکہ قرآن مجید تو ان کے ہاں، ائمہ کی طرف ۲۰۰۰ سے زائد منسوب روایات کی بنا پر تحریف شدہ ہے اور تحریف شدہ چیز پر ایمان ہونیکا عقیدہ خارج از بحث ہے۔

ہمارے ہاں اس کتاب کی جلد اوّل کا وہ نسخہ موجود ہے جو سنہ ۱۳۰۲ھ میں نولکشور پریس لکھنؤ میں طبع ہوا تھا، اس کتاب کی مکمل پانچ جلدیں تھیں جو حال ہی میں تہران ایران سے مضبوط دبیز سفید کاغذ پر ۸ جلدوں میں طبع ہوئی ہے وہ اس طرح ہے کہ اصولِ کافی ۲ جلد، فروع کافی ۵ جلد، روضۃ کافی ایک جلد مجموعہ ۸ جلدیں۔ ان ۸ جلدوں میں سولہ ہزار ایک سو ننانوے (۱۶۱۹۹) روایتیں ہیں۔ یہاں ہم اصول کافی کا پرانا نسخہ مطبوعہ ۱۳۰۲ھ استعمال کرتے ہیں کیونکہ ہمارے اکثر سنی علماء کے پاس یہی نسخہ ہے۔

اب یہاں دیکھیں کہ اس معتبر ترین کتاب اصولِ کافی یا کافی کلینی میں ان قرآن مجید کی چند آیات کے بارے میں کیا لکھا ہوا ہے۔

قرآن مجید کی آیت

(۱) وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا ٥

(طٰہٰ ۲۰-ع ۶- آیت ۱۱۵)

شیعوں کے ہاں تبدیل شدہ آیت

وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِنْ قَبْلُ كَلِمَاتٍ فِي مُحَمَّدٍ وَعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَالْأَئِمَّةِ مِنْ ذُرِّيَّتِهِمْ فَنَسِيَ۔

ثبوت کے لئے دیکھیں اصول کافی کے ص۲۶۳ کی روایت عکس ص۲۵۴ پر دیا گیا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي قَوْلِهِ وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِنْ قَبْلُ كَلِمَاتٍ فِي مُحَمَّدٍ وَعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَالْأَئِمَّةِ مِنْ ذُرِّيَّتِهِمْ فَنَسِيَ هٰكَذَا وَاللهِ أُنْزِلَتْ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ۔ (عکس ص۲۵۴)

ترجمہ: عبداللہ بن سنان روایت کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے فرمان (قرآنی آیت) کو اس طرح پڑھا کہ " اور اس سے پہلے ہم نے حکم دیا آدم علیہ السلام کو چند احکام کا جو کہ محمدؐ اور علیؓ اور فاطمہؓ اور حسنؓ اور حسینؓ اور ان اماموں کے بارے میں تھے، جو انکی اولاد میں سے ہونے والے تھے، پھر آدم نے ان کو بھلا دیا (مزید فرمایا کہ) اور اللہ کی قسم یہ آیت اسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی تھی۔"

شیعوں کے ہاں پنج تن پاک کی اصطلاح کی اصل بنیاد، قرآن کی اس آیت کو تحریف کرکے لی گئی ہے۔

	قرآن مجید کی آیت	شیعوں کے ہاں تبدیل شدہ آیت
(۲)	وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ (الاحزاب ۳۳-ع ۹-آیت ۷۱)	وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فِيْ وِلَايَةِ عَلِيٍّ وَالْاَئِمَّةِ مِنْ بَعْدِهٖ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا

(ثبوت کے لئے دیکھیں اصول کافی کی روایت ص۲۶۱ ۔ عکس موجود ہے ۔ ۴۵۳)

عَنْ اَبِيْ بَصِيْرٍ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فِيْ وِلَايَةِ عَلِيٍّ وَالْاَئِمَّةِ مِنْ بَعْدِهٖ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا هٰكَذَا اُنْزِلَتْ ۔ (عکس ملاحظہ فرمائیں ص۴۵۳ پر)

ترجمہ: ابو بصیر روایت کرتے ہیں کہ امام جعفر صادقؒ نے اللہ کا حکم یعنی قرآن کی آیت اس طرح پڑھی کہ اور جو کہ حکم مانے گا اللہ اور اس کے رسول کا علیؓ اور ان کے بعد آنے والے ائمہ کی ولایت کے بارے میں تو اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی اور فرمایا کہ یہ آیت اسی طرح نازل ہوئی تھی۔

	قرآن مجید کی آیت	شیعوں کے ہاں تبدیل شدہ آیت
(۳)	يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ (النساء ۴-ع ۷-آیت ۴۷)	يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا فِيْ عَلِيٍّ نُوْرًا مُّبِيْنًا ۔

(ثبوت کے لئے دیکھیں اصول کافی کی روایت ص۲۶۴ پر عکس بھی موجود ہے ص۴۵۵)

عَنْ مُنَخَّلٍ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ نَزَلَ جِبْرَئِيْلُ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ هٰكَذَا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا

فِی عَلِیٍّ نُوْرًا مُّبِیْنًا (عکس صـــ پر ملاحظہ فرمائیں)

ترجمہ: منخل روایت کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جبرئیل نے محمد علیہ السلام پر یہ آیت اس طرح نازل فرمائی کہ "اے اہل کتاب ایمان لاؤ اس پر، جو کہ ہم نے علیؓ کے بارے میں روشن نور نازل کیا ہے۔"

قرآن مجید کی آیت	شیعوں کے ہاں تبدیل شدہ آیت
(۴) فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ. (الملک ۶۷ - ع ۲ - آیت ۲۹)	فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ یَا مَعْشَرَ الْمُکَذِّبِیْنَ حَیْثُ اَنْبَاْتُکُمْ رِسَالَةَ رَبِّیْ فِیْ وِلَایَةِ عَلِیٍّ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَالْاَئِمَّةِ مِنْ بَعْدِهٖ مَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ.

(ثبوت کے لئے دیکھیں اصول کافی صـ۲۶۶ کی روایت، عکس دیا گیا ہے صـ۴۵۷ پر)

عَنْ اَبِیْ بَصِیْرٍ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ یَا مَعْشَرَ الْمُکَذِّبِیْنَ حَیْثُ اَنْبَاْتُکُمْ رِسَالَةَ رَبِّیْ فِیْ وِلَایَةِ عَلِیٍّ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَالْاَئِمَّةِ مِنْ بَعْدِهٖ مَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ. هٰكَذَا اُنْزِلَتْ.

(عکس صـ۴۵۷ پر ملاحظہ فرمائیں)

ترجمہ: ابو بصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؒ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ اے تکذیب کرنیوالوں کی جماعت، جب میں نے تمہیں خبر دی میرے رب کے پیغام کے بارے میں جو کہ علی علیہ السلام اور اس کے بعد آنیوالے اماموں کی ولایت کے بارے میں ہے، جو آپ جلد جان لیں گے کہ اس کے بارے میں کون ظاہر گمراہی میں ہے اور فرمایا کہ یہ آیت اس طرح نازل کی گئی۔

قرآن مجید کی آیت	شیعوں کے ہاں تبدیل شدہ آیت
(۵) وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ. (الاعراف - ع ۲۲ - آیت ۱۷۲)	وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلِیْ وَاَنَّ عَلِیًّا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ.

(ثبوت کے لئے دیکھیں اصول کافی کی روایت صـ۳۶۱ پر اور عکس بھی صـ۴۵۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

عَنْ جَابِرٍ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرَ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ قُلْتُ لَہٗ لِمَ سُمِّیَ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَ اللّٰہُ سَمَّاہُ وَھٰکَذَا اُنْزِلَ فِیْ کِتَابِہٖ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْ بَنِیْ اٰدَمَ مِنْ ظُھُوْرِھِمْ ذُرِّیَّتَھُمْ وَاَشْھَدَ ھُمْ عَلٰی اَنْفُسِھِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلِیْ وَاَنَّ عَلِیًّا اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔

(اصول کافی ص۲۶۱ عکس ص۲۵۶)

ترجمہ: جابر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؒ نے فرمایا کہ میں نے اپنے استاذ سے پوچھا کہ علیؓ کو امیر المؤمنین کیوں کہا جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ علیؓ کو یہ لقب اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نازل کیا ہے کہ۔ جب نکالا تیرے رب نے آدم کی پیٹھوں سے ان کی اولاد کو اور ان کے وجود کو ان کے اوپر گواہ بنایا، اور (ان سے پوچھا کہ میں) تمہارا رب نہیں ہوں کیا؟ اور محمد میرے رسول اور علی امیر المؤمنین نہیں ہے کیا؟

یہ شیعوں کی معتبر و مستند ترین کتاب کافی سے چند روایات بطور نمونہ پیش کی گئیں ہیں ورنہ پوری کتاب تحریف قرآن کی روایات سے بھری پڑی ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جس کے بارے میں شیعوں کا دعویٰ ہے کہ اس کی تصدیق و تائید اُن کے امام مہدی نے کی ہے۔

(۶) قرآن مجید میں تحریف کے بارے میں شیعوں کے اماموں کے ناموں سے چند روایات بطور نمونہ۔

شیعہ مذہب کے مصنّفین نے قرآن مجید میں تحریف و تبدیل کے بارے میں جو روایات خود تراش کر ائمہ کی طرف منسوب کی ہیں اُن کی اصل تعداد دو ہزار سے بھی زیادہ ہے لیکن یہاں ان میں سے صرف بطور نمونہ چند روایات پیش کی جاتی ہیں:

(۱) شیعوں کی مشہور کتاب اصول کافی کی روایت امام جعفر صادق کی طرف منسوب:۔

عَنْ ھِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ اِنَّ الْقُرْاٰنَ الَّذِیْ جَآءَ بِہٖ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ سَبْعَةَ عَشَرَ اَلْفَ اٰیَةٍ۔

(اصول کافی ص۶۷۱۔ عکس ص۲۶۸ پر ملاحظہ فرمائیں)

ترجمہ: ہشام بن سالم سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ قرآن جو جبرئیل علیہ السلام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لے کر نازل ہوئے تھے اس میں (۱۷۰۰۰) سترہ ہزار آیتیں تھیں۔

موجودہ قرآن میں خود شیعہ مصنفین کے مطابق بھی کل آیات چھ ہزار سے کچھ اوپر ہیں۔ پوری ساڑھے چھ ہزار بھی نہیں ہیں۔ اصول کافی کے شارح علامہ قزوینی نے اسی روایت کی شرح کرتے ہوئے موجودہ قرآن کی آیات کی تعداد کے بارے میں دو قول ذکر کئے ہیں، ایک یہ کہ ان کی تعداد چھ ہزار تین سو چھپن ہے اور دوسرا قول یہ کہ انکی تعداد چھ ہزار دو سو چھتیس ہے۔ اور باب فضل القرآن کی اس روایت میں امام جعفر صادق کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جو قرآن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر لیکر جبرئیل نازل ہوئے تھے اس کی آیتوں کی تعداد (۱۷۰۰۰) سترہ ہزار تھی تو اس روایت کے مطابق قریباً دو تہائی قرآن غائب کر دیا گیا۔ اسی بنا پر اس روایت کی شرح میں علامہ قزوینی نے لکھا ہے کہ:-

امام جعفر صادق کے ارشاد کا مطلب یہی ہے کہ جبرئیل کے لائے ہوئے اصل قرآن میں سے بہت سا حصہ ساقط اور غائب کر دیا گیا ہے اور وہ قرآن کے موجودہ نسخوں میں نہیں ہے۔

شیعہ اثنیٰ عشریہ فرقہ کے مشہور محدث و مجتہد ملا باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۱ھ اصول کافی کی اس روایت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:-

ظاہر ہے کہ یہ حدیث اور اس کے علاوہ بہت سی صحیح حدیثیں صراحت کے ساتھ یہ بتلاتی ہیں کہ قرآن میں کمی اور تبدیلی کی گئی ہے۔ (فصل الخطاب بحوالہ ایرانی انقلاب ص۲۷۳)

اس کے آگے علامہ مجلسی لکھتے ہیں کہ:-

"میرے نزدیک اس باب میں حدیثیں متواتر ہیں اور ان سب کو نظر انداز کرنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ احادیث و روایت پر سے اعتماد بالکل اُٹھ جائیگا اور احادیث کا سارا ذخیرہ نا قابلِ اعتبار ہو جائیگا بلکہ میرا گمان ہے کہ اس باب کی یعنی قرآن میں تحریف اور کمی و تبدیلی کی حدیثیں، مسئلہ امامت کی حدیثوں سے کم نہیں ہیں پھر جب متواتر حدیثوں کو بھی نظر انداز کیا جا سکے گا تو مسئلہ امامت کو جو مذہب شیعہ کی اساس و بنیاد ہے احادیث و روایات سے کیوں کر ثابت کیا جا سکے گا"۔ (ایرانی انقلاب ص۲۷۳)

(۲) اصول کافی کی دوسری یہ روایت امام محمد باقرؒ کے نام سے ان الفاظ میں موجود ہے:-

مَا ادَّعیٰ اَحَدٌ مِنَ النَّاسِ اِنَّہٗ | جو آدمی یہ دعویٰ کرے کہ اس کے پاس مکمل

جَمَعَ الْقُرْاٰنَ كُلَّهٗ كَمَا اُنْزِلَ اِلَّا كَذَّابٌ وَمَا جَمَعَهٗ وَحَفِظَهٗ كَمَا اَنْزَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ وَالْاَئِمَّةُ مِنْ بَعْدِهٖ۔

قرآن ہے جیسے وہ نازل ہوا، تو یہ کذاب ہے اللہ تعالیٰ کی تنزیل کے مطابق، قرآن کو صرف علی بن ابی طالبؓ اور اس کے بعد اماموں نے جمع کیا اور محفوظ کیا۔

(اصول کافی ص ۱۳۹ ۔ عکس ص ۲۲۳ پر ملاحظہ کریں)

(۳) اصول کافی میں مندرجہ ذیل روایت، حضرت امام جعفر صادقؒ کی طرف منسوب ہے۔

فَاِذَا قَامَ الْقَائِمُ قَرَأَ كِتَابَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى حَدِّهٖ وَاَخْرَجَ الْمُصْحَفَ الَّذِيْ كَتَبَهٗ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالَ اَخْرَجَهٗ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلَى النَّاسِ حِيْنَ فَرَغَ مِنْهُ وَكَتَبَهٗ فَقَالَ لَهُمْ هٰذَا كِتَابُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ كَمَا اَنْزَلَهُ اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ جَمَعْتُهٗ مِنَ اللَّوْحَيْنِ فَقَالُوْا هُوَ ذَا عِنْدَنَا مُصْحَفٌ جَامِعٌ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ لَا حَاجَةَ لَنَا فِيْهِ فَقَالَ اَمَا وَاللّٰهِ مَا تَرَوْنَهٗ بَعْدَ يَوْمِكُمْ هٰذَا۔ (اصول کافی ص ۶۷۱)

جب قائم یعنی امام مہدی غائب ظاہر ہونگے تو وہ قرآن کو اصلی اور صحیح طور پر پڑھیں گے اور قرآن کا وہ نسخہ نکالیں گے جسکو علی علیہ السلام نے لکھا تھا اور امام جعفر صادقؒ نے یہ بھی فرمایا کہ جب علی علیہ السلام نے اس کو لکھ لیا اور پورا کیا تو لوگوں (یعنی ابوبکر و عمرؓ) سے کہا کہ یہ اللہ کی کتاب ہے ٹھیک اسکے مطابق جس طرح اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی تھی، اس نے اسکو لوحین" سے جمع کیا ہے تو ان لوگوں نے کہا کہ ہمارے پاس یہ جامع مصحف موجود ہے اس میں پورا قرآن ہے ہم کو تمہارے اس جمع کئے ہوئے قرآن کی ضرورت نہیں۔ تو علی علیہ السلام نے فرمایا خدا کی قسم آج کے بعد اس کو تم کبھی دیکھ بھی نہ سکو گے۔

(عکس ص ۲۶۸ پر ملاحظہ کریں)

اس وقت شیعوں کی ایک معتبر کتاب تفسیر صافی میرے سامنے ہے اس کے مصنف علامہ محسن فیض کاشانی ہے۔ اس کتاب کی ضخامت ۵۷۹ صفحات اور سائز ½ ۸ × ۱۳ ہے۔ اس میں ایک خاص

عنوان " فی نبذ مما جاء فی جمع القرآن وتحریفہ وزیادتہ ونقصانیہ وتاویل ذالک" یعنی کچھ ان روایات کا بیان جو قرآن کی جمع، اس کی تحریف، اس کی زیادتی اور کمی اور اس کی تاویل کے بارے میں ہے۔ اس عنوان کے تحت بہت سا مواد دیا گیا ہے۔ بطور نمونہ ایک روایت پیش کی جاتی ہے۔ اس روایت میں ہے کہ امام جعفر صادقؒ نے فرمایا کہ:-

لو قرأ القرآن کما انزل لالفیتنا فیہ مسمّین۔
(تفسیر صافی ص۱۰۔ عکس ص۵۰۹)

اگر قرآن اُس طرح پڑھا جاتا جیسے وہ حضور علیہ السلام پر نازل ہوا تھا تو اس میں ہمیں ناموں سے پالینا۔

اس قسم کی دوسری روایات پیش کرنے کے بعد تفسیر صافی کے مصنف یوں لکھتے ہیں کہ:-

المستفاد من جمیع ھذہ الاخبار وغیرھا من الروایات من طریق اھل البیت علیھم السلام ان القرآن الذی بین اظھرنا لیس بتمامہ کما انزل علی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ بل منہ ماھو خلاف ما انزل اللہ ومنہ ماھو مغیر محرّف وانہ قد حذف عنہ اشیاء کثیرۃ منھا اسم علی علیہ السلام فی کثیر من المواضع ومنھا لفظۃ آل محمد صلی اللہ علیھم غیر مرۃ ومنھا اسماء المنافقین فی مواضعھا ومنھا غیر ذالک۔
(تفسیر صافی ص۱۳)
(عکس ص۵۱۰ پر)

ان احادیث وروایات اوران کے علاوہ ان تمام روایات سے جو کہ اہل بیت علیہم السلام کے واسطہ سے ہمیں پہنچی ہیں، یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو قرآن ہمارے سامنے ہے وہ مکمل طرح سے وہ قرآن نہیں ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا بلکہ اس موجودہ قرآن میں وہ بھی ہے جو اللہ تعالیٰ نے نازل نہیں کیا تھا اور اس میں وہ بھی ہے جس میں تغیر وتحریف کی گئی ہے اور اسمیں سے بہت سی باتیں جن میں حضرت علیؓ کا نام بھی ہے اور آل محمدؐ کے الفاظ بھی ہیں جو کہ کئی مقامات سے نکالے گئے ہیں اور جن مقامات پر منافقین کے نام تھے تو وہ بھی نکال دئے گئے ہیں۔

(۵) شیعوں کی ایک معتبر کتاب احتجاج طبرسی بھی ہے جس میں ہے کہ ایک زندیق ملحد نے حضرت علیؓ سے سورۃ النساء کی آیت وان خفتم ان لا تقسطوا فی الیتامیٰ الخ کے بارے میں سوال کیا جس

کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ:۔

فھو مما قد مر ذکرہ من اسقاط المنافقین من القرآن وبین القول فی الیتامیٰ وبین نکاح النساء من الخطاب والقصص اکثر من ثلث القرآن۔

(احتجاج طبرسی جلد۱ صـ۲۵۴)
(عکس صـ۵۱۳ پر)

یہ اس قبیل سے ہے جس کا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں یعنی یہ کہ منافقین نے قرآن میں سے بہت کچھ ساقط کر دیا ہے اور اس آیت میں یہ تصرف ہوا ہے کہ وان خفتم فی الیتامیٰ اور فانکحوا ماطاب لکم من النساء کے درمیان ایک تہائی قرآن سے زیادہ تھا (جو ساقط و غائب کر دیا گیا ہے) اس میں خطاب تھا اور قصص تھے۔

یہاں پر یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ کیا شیعہ مذہب وہی ہے جو ان روایات مذکورہ میں موجود ہے یا کوئی اور نیا مذہب ہے کیونکہ ریڈیو اور ٹیلیویژن پر شیعہ علماء عوام کے سامنے مذکورہ روایات والا مذہب بیان نہیں کرتے تو اس کا صرف یہ جواب ہے کہ مذہب تو وہی ہے جو ان روایات سے معلوم ہوا۔ باقی شیعہ علماء ریڈیو اور ٹیلیویژن پر عوام کے سامنے تقیہ اور کتمان سے کام لیتے ہوئے مخاطب ہوتے ہیں کیونکہ مندرجہ بالا روایات شیعہ مذہب کی انتہائی اہم اور مستند ترین کتابوں سے نقل کی گئی ہیں جن کا انکار کوئی بھی شیعہ عالم نہیں کر سکتا۔

(۷) شیعوں کا عقیدہ کہ قرآن مجید میں بھی سابقہ کتب سماویہ توریت و انجیل کی طرح تحریف اور تبدیلی ہوئی ہے۔

علامہ نوری طبرسی شیعوں کے مشہور محدث و مجتہد گذرے ہیں۔ اُن کی ایک کتاب بنام "فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب" ہے۔ یہ اتنی ضخیم کتاب ہے کہ اگر اسکو عام فہم اردو میں منتقل کیا جائے تو اندازہ ہے کہ اس کے صفحات ایک ہزار سے کم نہ ہونگے کچھ اوپر ہی ہوں گے۔

علامہ نوری طبرسی، شیعہ دنیا کی وہ مشہور و مقبول شخصیت ہیں کہ جب یہ ۱۳۰۲ھ میں فوت ہوئے تو ان کو نجف اشرف میں مشہد مصطفوی کی عمارت میں دفن کیا گیا جس کو شیعہ دنیا میں اقدس البقاع یعنی پوری دنیا میں مقدس ترین مقام کہتے ہیں۔

نوری طبرسی نے اس کتاب کے اندر قرآن میں تحریف و تبدیلی ثابت کرنے کے لئے بے شمار دلائل دیئے ہیں اور یہ پوری کتاب قرآن میں تحریف ثابت کرنے کے بارے میں ہے۔ اس کتاب میں تحریف قرآن کے دلائل کے سلسلہ میں مصنّف نے جو چوتھی دلیل پیش کی ہے، اس میں لکھتا ہے کہ قرآن میں بھی سابقہ کتب سماویہ توریت و انجیل کی طرح ہر قسم کی تحریف و تبدیلی کمی بیشی ہوئی ہے اور یہ اصل قرآن نہیں ہے۔

علامہ نوری طبرسی لکھتے ہیں کہ :۔

اَلْاَمْرُ الرَّابِعُ ذِكْرُ اَخْبَارٍ خَاصَّةٍ فِيْهَا دَلَالَةٌ اَوْ اِشَارَةٌ عَلٰى كَوْنِ الْقُرْاٰنِ كَالتَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ فِيْ وُقُوْعِ التَّحْرِيْفِ وَالتَّغْيِيْرِ فِيْهِ وَرُكُوْبِ الْمُنَافِقِيْنَ الَّذِيْنَ اِسْتَوْلَوْا عَلَى الْاُمَّةِ فِيْهِ طَرِيْقَةَ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ فِيْهِمَا وَهِيَ فِيْ نَفْسِهَا حُجَّةٌ مُسْتَقِلَّةٌ لِاِثْبَاتِ الْمَطْلُوْبِ ۔

(فصل الخطاب ص۹۴)

(عکس ص۵۲۰ پر دیکھیں)

اور چوتھی بات ہے ان خاص روایات کا ذکر جو صراحۃً یا اشارۃً یہ بتلاتی ہیں کہ تحریف اور تغیر و تبدیلی کے واقع ہونے میں قرآن، توریت و انجیل ہی کی طرح ہے اور جو یہ بتلاتی ہیں کہ جو منافقین امت پر غالب آگئے اور حاکم بن گئے (ابوبکرؓ و عمرؓ وغیرہ) اور قرآن میں تحریف کرنے کے بارے میں اس راستہ پر چلے جس راستہ پر چل کر بنی اسرائیل نے تورات و انجیل میں تحریف کی تھی اور یہ ہمارے دعوے (تحریف) کے ثبوت کی مستقل دلیل ہے۔

اس روایت میں نوری طبرسی بالکل صاف عبارت میں بتا رہے ہیں کہ قرآن میں بھی واضح تحریف ہو چکی ہے جیساکہ توریت و انجیل میں ہوئی ہے (خمینی صاحب کا بھی یہی عقیدہ ہے) (دیکھئے کشف الاسرار ص۱۱۴۔ عبارت ترجمہ کے ساتھ عکس ص۵۲۵ پر)

(۸) شیعوں کے ہاں قرآن کی تحریف و تبدل کے بارے میں اماموں کے ناموں سے دو ہزار سے زیادہ روایات (۲۰۰۰)

اس کے بارے میں ہم پہلے بیان کر چکے ہیں یہاں پر فصل الخطاب سے صرف ایک حوالہ پیش کریں گے۔ علامہ نوری طبرسی لکھتے ہیں کہ :۔

اَلدَّلِيْلُ الثَّانِيْ عَشَرَ اَلْاَخْبَارُ الْوَارِدَةُ فِي الْمَوَارِدِ الْمَخْصُوْصَةِ مِنَ الْقُرْاٰنِ الدَّالَّةِ عَلٰى

"بارہویں دلیل ائمہ معصومین کی وہ روایات ہیں جو قرآن کے خاص خاص مقامات کے بارے میں وارد ہوئی ہیں جو بتلاتی ہیں کہ قرآن کے بعض

تَغْيِيْرِ بَعْضِ الْكَلِمَاتِ وَالْآيَاتِ
وَالسُّوَرِ بِإِحْدَى الصُّوَرِ
الْمُتَقَدِّمَةِ وَهِيَ كَثِيْرَةٌ جِدًّا
حَتّٰى قَالَ السَّيِّدُ نِعْمَتُ اللّٰهِ
الْجَزَائِرِيُّ فِيْ بَعْضِ مُؤَلَّفَاتِهٖ
كَمَا حُكِيَ عَنْهُ اَنَّ الْاَخْبَارَ
الدَّالَّةَ عَلٰى ذٰلِكَ تَزِيْدُ
عَلٰى اَلْفَيْ حَدِيْثٍ وَادَّعٰى
اِسْتِفَاضَتَهَا جَمَاعَةٌ كَالْمُفِيْدِ
وَالْمُحَقِّقِ الدَّامَادِ وَالْعَلَّامَةِ
الْمَجْلِسِيِّ وَغَيْرِهِمْ بَلِ الشَّيْخُ
اَيْضًا صَرَّحَ فِي التِّبْيَانِ بِكَثْرَتِهَا
بَلِ ادَّعٰى تَوَاتُرَهَا جَمَاعَةٌ يَأْتِيْ
ذِكْرُهُمْ۔

(فصل الخطاب ص۲۵۱)

(عکس دیکھیں ص۳۲۱ پر)

کلمات اور اس کی آیتوں اور سورتوں میں ان صورتوں میں سے کسی ایک صورت کی تبدیلی کی گئی ہے جن کا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے اور وہ روایات بہت زیادہ ہیں یہاں تک کہ (ہمارے جلیل القدر محدث) سید نعمت اللہ جزائری نے اپنی بعض تصانیف میں فرمایا ہے۔ جیسا کہ ان سے نقل کیا گیا ہے کہ قرآن میں اس تحریف اور تغیر و تبدل کو بتلانے والی ائمہ اہل بیت کی حدیثوں کی تعداد (۲۰۰۰) دو ہزار سے زیادہ ہے اور ہمارے اکابر علماء کی ایک جماعت نے مثلاً شیخ مفید اور محقق داماد اور علامہ مجلسی نے ان حدیثوں کے مستفیض اور مشہور ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور شیخ طوسی نے بھی تبیان میں بصراحت لکھا ہے کہ ان روایات کی تعداد بہت زیادہ ہے بلکہ ہمارے علماء کی ایک جماعت نے جن کا ذکر آگے آئیگا، ان روایات کے متواتر ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔"

معلوم ہوا کہ شیعوں کے ہاں قرآن مجید کی تحریف کے بارے میں ائمہ کی حدیثوں کی تعداد (۲۰۰۰) دو ہزار سے زیادہ ہے۔ یہ تمام روایات پہلے امام حضرت علیؓ سے لیکر گیارہویں امام حسن عسکریؒ تک کے ناموں سے منسوب کر کے مشہور کی گئی ہیں۔

(۹) شیعوں کی کتابوں میں ۱۱۴ میں سے ۹۷ سورتوں میں تحریف و تبدل کی تفصیل

علامہ نوری طبرسی نے قرآن مجید میں تحریف ثابت کرنے کیلئے اپنی تصنیف "فصل الخطاب" میں قرأت کی آڑ میں اس طرح فرق کر کے دکھایا ہے کہ قرآن کی کئی سورتوں کی آیتوں میں اضافی اور تبدیل شدہ الفاظ دکھائے ہیں۔ مثلاً سورۃ الفجر کے حقیقی الفاظ ہیں۔ يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ

اِرْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ہیں تو اس کے بارے میں وہ لکھتا ہے کہ امام جعفر صادقؒ کی روایت کے مطابق یہ آیت اس طرح تھی کہ یَآ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ اِلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اَهْلِ بَيْتِهٖ اِرْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۔ (فصل الخطاب ص۲۴۴)

دھیان میں رہے کہ قرآن کریم کی ۱۱۴ سورتوں میں سے نوری طبرسی ۹۷ سورتوں کو ۲۵۳ سے ۳۵۰ تک تقریباً ۱۰۰ صفحات میں زیر بحث لایا ہے جن کی یہاں فہرست پیش کی جارہی ہے۔ لہٰذا یہ یقینی بات ہے کہ اثنیٰ عشریہ عقیدہ کے مطابق موجودہ قرآن میں بڑے پیمانہ پر تبدیلی اور تحریف ہوئی ہے۔ شیعہ رہنما امام خمینی کی کتابوں میں سے اس کے عقیدۂ تحریف قرآن کے بارے میں تصدیق ہوچکی ہے، پھر شیعوں کا یہ کہنا کہ موجودہ قرآن پر ہمارا ایمان ہے تو ان کا یہ کہنا سراسر جھوٹ، دھوکہ اور مسلمانوں کو فریب دینے کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے، جس کو شیعوں کی مذہبی زبان میں تقیہ کہا جاتا ہے۔ جس کی تفصیل میں اس کتاب میں ایک علیحدہ باب رکھا گیا ہے جس کو ضرور پڑھنا چاہیئے۔

نمبر کے ساتھ سورت کا نام	فصل الخطاب ص سے	نمبر کے ساتھ سورت کا نام	فصل الخطاب ص سے	نمبر کے ساتھ سورت کا نام	فصل الخطاب ص سے
الفاتحہ ۱	۲۵۳	النحل ۱۶	۳۰۱	لقمٰن ۳۱	۳۱۹
البقرہ ۲	۲۵۴	بنی اسرائیل ۱۷	۳۰۳	السجدہ ۳۲	۳۱۹
آل عمران ۳	۲۶۴	الکہف ۱۸	۳۰۵	الاحزاب ۳۳	۳۱۹
النساء ۴	۲۷۱	مریم ۱۹	۳۰۷	السبا ۳۴	۳۲۱
المائدہ ۵	۲۸۰	طٰہٰ ۲۰	۳۰۸	فاطر ۳۵	—
الانعام ۶	۲۸۴	الانبیاء ۲۱	۳۰۹	یٰسٓ ۳۶	۳۲۱
الاعراف ۷	۲۸۶	الحج ۲۲	۳۰۹	الصّٰفّٰت ۳۷	۳۲۲
الانفال ۸	۲۸۹	المؤمنون ۲۳	۳۱۴	صٓ ۳۸	۳۲۴
التوبۃ ۹	۲۹۰	النور ۲۴	۳۱۵	الزمر ۳۹	۳۲۵
یونس ۱۰	۲۹۴	الفرقان ۲۵	۳۱۵	المؤمن ۴۰	۳۲۶
هود ۱۱	۲۹۴	الشعراء ۲۶	۳۱۷	حٰمٓ السجدۃ ۴۱	۳۲۶
یوسف ۱۲	۲۹۶	النمل ۲۷	۳۱۸	الشوریٰ ۴۲	۳۲۷
الرعد ۱۳	۲۹۷	القصص ۲۸	—	الزخرف ۴۳	۳۲۸
ابراهیم ۱۴	۲۹۸	العنکبوت ۲۹	۳۱۸	الدخان ۴۴	۳۲۹
الحجر ۱۵	۲۹۹	الروم ۳۰	۳۱۹	الجاثیہ ۴۵	۳۲۹

نمبر کے ساتھ سورت کا نام	فصل الخطاب ص سے	نمبر کے ساتھ سورت کا نام	فصل الخطاب ص سے	نمبر کے ساتھ سورت کا نام	فصل الخطاب ص سے
الاحقاف ۴۶	۳۳۰	الحاقة ۶۹	۳۳۹	الليل ۹۲	۳۴۵
محمد ۴۷	۳۳۰	المعارج ۷۰	۳۳۹	الضحیٰ ۹۳	۳۴۶
الفتح ۴۸	۳۳۱	نوح ۷۱	۳۳۹	الانشراح ۹۴	۳۴۶
الحجرات ۴۹	۳۳۲	الجن ۷۲	۳۳۹	التين ۹۵	۳۴۷
قٓ ۵۰	۳۳۲	المزمل ۷۳	۳۴۰	العلق ۹۶	—
الذاريت ۵۱	۳۳۲	المدثر ۷۴	۳۴۰	القدر ۹۷	۳۴۸
الطور ۵۲	۳۳۳	القيامة ۷۵	۳۴۰	البينه ۹۸	۳۴۹
النجم ۵۳	۳۳۳	الدهر ۷۶	۳۴۰	الزلزال ۹۹	۳۴۹
القمر ۵۴	—	المرسلت ۷۷	۳۴۱	العدیت ۱۰۰	—
الرحمٰن ۵۵	۳۳۳	النبا ۷۸	۳۴۱	القارعة ۱۰۱	—
الواقعة ۵۶	۳۳۴	النزعت ۷۹	—	التكاثر ۱۰۲	۳۴۹
الحديد ۵۷	۳۳۵	عبس ۸۰	۳۴۲	العصر ۱۰۳	۳۴۹
المجادلة ۵۸	—	التكوير ۸۱	—	الهمزة ۱۰۴	—
الحشر ۵۹	۳۳۵	الانفطار ۸۲	۳۴۳	الفيل ۱۰۵	۳۵۰
الممتحنة ۶۰	—	التطفيف ۸۳	۳۴۴	قريش ۱۰۶	—
الصف ۶۱	۳۳۵	الانشقاق ۸۴	—	الماعون ۱۰۷	—
الجمعة ۶۲	۳۳۶	البروج ۸۵	۳۴۴	الكوثر ۱۰۸	۳۵۰
المنافقون ۶۳	۳۳۷	الطارق ۸۶	۳۴۴	الكفرون ۱۰۹	—
التغابن ۶۴	۳۳۷	الاعلیٰ ۸۷	۳۴۴	النصر ۱۱۰	—
الطلاق ۶۵	۳۳۷	الغاشيه ۸۸	۳۴۴	اللهب ۱۱۱	۳۵۰
التحريم ۶۶	۳۳۷	الفجر ۸۹	۳۴۴	الاخلاص ۱۱۲	۳۵۰
الملك ۶۷	۳۳۸	البلد ۹۰	—	الفلق ۱۱۳	—
نٓ (القلم) ۶۸	۳۳۸	الشمس ۹۱	۳۴۵	الناس ۱۱۴	—

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ قرآن میں تحریف وتبدیلی کے عقیدے کے بارے میں شیعوں کی روایات کی تعداد دو ہزار سے زیادہ ہے اور امامت کا عقیدہ جس پر شیعہ مذہب کی بنیاد رکھی گئی ہے اس کے بارے میں بھی شیعوں کی طرف سے وضع کردہ روایات کی تعداد بھی تقریباً دو ہزار ہے۔

تحریف قرآن کی تمام روایات اول امام حضرت علیؓ سے لیکر گیارہویں امام حسن عسکریؒ کے ناموں سے گھڑی گئی ہیں اور امامت کے عقیدہ کی روایات کا بھی یہی حال ہے اور جو راوی تحریف قرآن والی روایتوں کے

ہیں وہی راوی عقیدۂ امامت کی روایات کے ہیں اور روایات کے صدق یا کذب کا مدار راوی کے صادق یا کاذب ہوتے پر ہے نہ کہ ان شخصیتوں کے اوپر جن کی طرف روایات منسوب کی جاتی ہے۔ اگر کسی کتاب کا مصنف یا مؤلف جھوٹا ہے تو اس کی کسی بھی نقل کی ہوئی روایت پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

یہاں ایک اہم سوال پیدا ہوتا ہے کہ بالفرض اثنیٰ عشریہ شیعوں کے علماء کو ان کی معتبر ترین کتابیں اصولِ کافی، فصل الخطاب وغیرہ پیش کی جائیں (جن میں تحریف قرآن کے بارے میں ائمہ کیطرف منسوب کردہ روایات کے انبار موجود ہیں) تو وہ کتمان اور تقیہ کرکے یوں کہیں گے کہ یہ روایات جھوٹی ہیں (حالانکہ وہ ایسا نہیں کہہ سکتے کیونکہ شیعہ مذہب کا ماخذ اور خود ان لوگوں کی تعلیم کی بنیاد ان ہی کتابوں پر ہے) تو نتیجہ کیا برآمد ہوگا؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس صورت میں نتیجہ یہ نکلے گا کہ :-

① اگر تحریف قرآن کے بارے میں تمام روایات جھوٹی ہیں تو تحریف قرآن کے جملہ راوی جھوٹے ثابت ہوں گے۔ پھر جبکہ امامت کے عقیدہ کی ایجاد کرنے میں بھی یہی راوی استعمال ہوئے ہیں تو امامت کا عقیدہ خود بخود باطل ثابت ہو جائیگا۔

② اگر ایک مذہب کے راوی جھوٹے ہوں اور روایات لکھنے اور نقل کرنے والے مصنفین و مؤلفین تمام کے تمام کاذب ہوں، اسلئے کہ ان کے یہاں کتمان اور تقیہ، دین کے خاص اہم اصول ہوں۔ تو اب آپ ہی بتائیں کہ اس مذہب کی کونسی بات سچی سمجھی جاویگی؟ فیصلہ خود فرمادیں۔

(۱۰) حضرت علیؓ کا جمع کردہ قرآن امام العصر قائم مہدی ظاہر کریں گے

شیعہ اثنیٰ عشریہ کی ایک معتبر و مستند ترین کتاب بنام الکتاب المبین" مصنفہ محدث و مجتہد علامہ محمد خان کرمانی مطبوعہ کرمان ایران میرے سامنے ہے اس کتاب کی دو جلدیں ہیں اور بڑے سائز پر عمدہ دبیز سفید کاغذ پر دورنگی طباعت سے چھپی ہوئی ہے۔ اس میں ایک عنوان ہے "باب وقوع التحریف فی الکتاب اصول الاصلیۃ" اس باب میں قرآن کی تحریف کے بارے میں روایات مرقوم ہیں۔ یہاں صرف ایک روایت کا ترجمہ بطور نمونہ پیش کرتا ہوں، باقی عربی عبارت آپ کتاب کے عکس کو دیکھ کر مطالعہ کر سکتے ہیں یہ روایت کافی طویل ہے آسانی کے طور پر ـــــ آغاز و اختتام کے الفاظ درج کرتا ہوں پھر پوری روایت کا ترجمہ :-

" وفی روایۃ ابی ذر غفاری رضی اللہ عنہ ــ ــ ــ ــ ــ ــ ــ

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ و یعمل الناس علیہ فتجری السنة علیہ"

(الکتاب المبین جلد ۲ صفحہ)

"ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا، تو حضرت علیؓ نے قرآن کو جمع کیا اور وہ لاکر مہاجرین وانصار کو پیش کیا جیسا کہ آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی، پھر جب حضرت ابو بکرؓ نے قرآن کو کھولا تو اسکے ابتدائی صفحات میں ہی قوم کی برائیاں بیان کی ہوئی نکلیں اس پر حضرت عمرؓ چھلانگ لگاکر اٹھے، کہاکہ اے علیؓ اس اپنے قرآن کو واپس لے جا ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ پھر حضرت علی المرتضیٰؓ قرآن واپس لے گئے اس کے بعد انہوں (ابو بکرؓ وعمرؓ) نے حضرت زید بن ثابتؓ کو بلایا، کیونکہ وہ قرآن کے قاری تھے۔ حضرت عمرؓ نے اس کو کہاکہ حضرت علیؓ ایک قرآن لائے تھے، جس میں مہاجرین وانصار کی برائیاں لکھی ہوئی تھیں اب ہم نے سوچا ہے کہ قرآن کو مرتب کریں اور اس میں سے ایسی آیتیں نکالدیں، جن میں مہاجرین وانصار کی برائی بیان کی گئی ہے۔ زید بن ثابتؓ نے یہ بات قبول کی لیکن یہ کہاکہ اگر میں ایسا قرآن تیار کردوں جیسا کہ آپ چاہتے ہیں مگر اس کے بعد علیؓ وہ اصلی قرآن اگر ظاہر کردیں جو ان کے پاس جمع شدہ ہے تو یہ تمام محنت وکوشش ضائع ہو جائے گی؟ اس پر حضرت عمرؓ نے کہاکہ تو پھر کیا حیلہ کیا جائے؟ زید نے جواب دیاکہ ایسے حیلہ کو آپ زیادہ جانتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہاکہ ہمیں اب حضرت علیؓ کو مارنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے۔ اس کو مارنے کے بعد ہماری جان آزاد ہو جائیگی۔ پھر خالد بن ولیدؓ کے ہاتھوں حضرت علیؓ کو قتل کردانے کے لئے سوچا، لیکن خالد بن ولیدؓ اس کام پر قادر نہ ہوسکے۔ پھر جب حضرت عمرؓ خلیفہ بنے تو انہوں نے حضرت علیؓ سے اسکا اصل قرآن طلب کیاکہ وہ اس کے حوالہ کیا جائے۔ تاکہ وہ آپس میں بیٹھ کر اس کو تبدیل کریں اور علیؓ کو کہا کہ اگر تو وہ قرآن لے آئے جو کہ تم ابو بکرؓ کے پاس لائے تھے تو ہم اس قرآن پر ساتھ ملکر ایک بن جائیں۔ اس پر حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اب وہ دور کی بات ہے، اس کا کوئی راستہ نہیں ہے، بے شک میں یہ قرآن ابو بکرؓ کے پاس لایا تھا تاکہ تمہارے اوپر حجت قائم ہو جائے، اور قیامت میں تم یہ نہ کہو، کہ ہم اس اصل قرآن سے بے خبر تھے۔ اور تم نے وہ قرآن ہمیں پیش نہیں کیا تھا۔

اب اصل بات اس طرح ہے کہ، اس قرآن کو میری اولاد میں سے اوصیاء اور پاک لوگوں کے سوا دوسرا کوئی بھی ہاتھ لگا نہیں سکتا۔ پھر عمرؓ نے پوچھا کہ۔ اچھا تو پھر اس قرآن کے ظاہر کرنے کا کوئی وقت مقرر ہے؟ علیؓ نے کہا کہ ہاں جس وقت میری اولاد میں سے قائم (مہدی) اُٹھے گا تو قرآن کو ظاہر کریگا اور اس پر لوگوں کو برانگیختہ کریگا اور پھر اس کی سنت جاری کریگا۔"

(الکتاب المبین جلد ۲ صفحہ ۵۰۹۔ عکس دیکھیں صفحہ ۵۱۲)

(۱۱) شیعوں کا دعویٰ کہ سورۃ الولایۃ قرآن میں تھی جو کہ غائب کر دیگئی ہے

تحریف قرآن کے بارے میں شیعوں کا یہ بھی ایک دعویٰ ہے کہ ایک سورۃ بنام سورۃ الولایۃ بھی نازل ہوئی تھی جو غائب کر دیگئی اور موجودہ قرآن میں نہیں ہے۔ اس بات پر حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ نے اپنی مایہ ناز تصنیف ایرانی انقلاب میں کافی تحقیق کی ہے چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ :-

① پروفیسر نولڈکی (NOLEDEKE) نے اپنی کتاب تاریخ مصاحف قرآن (History of the copies of the Quran) میں اس سورۃ کو شیعہ فرقہ کی معروف کتاب دبستان مذاہب فارسی مصنفہ محسن فانی کشمیری کے حوالے سے نقل کیا ہے، اس کے متعدد ایڈیشن ایران میں شائع ہو چکے ہیں۔

② مصر کے ایک بڑے ماہر قانون پروفیسر محمد علی نے مشہور مستشرق براؤن (Brown) کے پاس ایران میں لکھا ہوا قرآن کا ایک قلمی نسخہ دیکھا تھا، اس میں یہ سورۃ الولایۃ تھی۔ انہوں نے اس کا فوٹو لے لیا جو مصر کے رسالہ الفتح کے شمارہ ۸۴۲ کے صفحہ ۹ پر شائع ہو گیا تھا۔

③ اس سورۃ الولایۃ کے بارے میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ علامہ نوری طبرسی نے بھی اپنی کتاب "فصل الخطاب" میں اس سورۃ کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ اُن سورتوں میں سے ہے جو قرآن مجید سے ساقط کر دی گئی ہیں۔

④ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ اپنی کتاب تحفۂ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں کہ شیعہ کہتے ہیں کہ سورۃ الولایۃ کو قرآن میں داخل نہیں کیا گیا اور سورۃ الم نشرح کا یہ حصہ قرآن سے نکال دیا گیا ہے " وجعلنا علیاً صھرك " یعنی علی کو ہم نے آپ کا داماد بنایا۔

⑤ مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ نے اس سورۃ کا فوٹو اپنی تصنیف ایرانی انقلاب کے صفحہ ۲۷۸ پر دیا ہے۔

(۶) اب سے تقریباً ایک صدی پہلے عراق کے علامہ سید محمود شکری آلوسی سید آلوسی صاحب بیضاوی کے پوتے نے تحفۂ اثنیٰ عشریہ کی عربی میں تلخیص کی تھی جو مختصر التحفہ اثنیٰ عشریہ کے نام سے حال ہی میں استنبول ترکی سے شائع ہوئی ہے اس کو مصر کے جلیل القدر عالم شیخ محی الدین خطیبؒ نے ایڈٹ کیا ہے۔ اس میں انہوں نے اس سورۃ الولایہ کا فوٹو بھی دیا ہے۔

(دیکھیں عکس ص۵۱۸ پر)

(۱۲) امام خمینی کا عقیدہ کہ قرآن میں بھی توریت و انجیل کیطرح تحریف ہوئی ہے

اوپر شیعوں کے معتبر ترین محققین علماء کی تحریروں سے ہم ثابت کر آئے ہیں کہ یہ لوگ موجودہ قرآن کریم پر ایمان نہیں رکھتے بلکہ ان کا عقیدہ ہے کہ موجودہ قرآن کریم میں بڑے پیمانہ پر تحریف و تبدیلی ہوئی ہے۔

اب یہاں ہم یہ ذکر کرتے ہیں کہ یہ صرف ان متقدمین شیعہ علماء کا عقیدہ نہیں بلکہ یہ ہر دور کے شیعہ کا عقیدہ ہے، چنانچہ موجودہ دور میں شیعوں کے نائب امام مہدی رحمہ اللہ خمینی کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ موجودہ قرآن میں توریت و انجیل کی طرح تحریف ہوئی ہے۔ اور اس تحریف کا ذمہ دار خمینی صاحب نے اپنی کتاب کشف الاسرار (فارسی) میں صحابۂ کرامؓ کو بتایا ہے چنانچہ کشف الاسرار میں ہے کہ:-

آنکہ ممکن بود در صورتیکہ امام را در قرآن ثبت می کردند آنہانیکہ جز برائے دنیا و ریاست با اسلام و قرآن سروکار نداشتند و قرآن را وسیلۂ اجرائے نیات فاسدہ خود کردہ بودند، آن آیات را از قرآن بردارند وکتاب آسمانی را تحریف کنند و برائے ہمیشہ قرآن را از نظر جہانیان بیندازند و تا روز قیامت این ننگ برائے مسلمانہا و قرآن آنہا بماند و ہمان عیبے را کہ مسلمانان بکتاب یہود و نصاریٰ می گرفتند عیناً برائے خود اینہا ثابت شود۔

(کشف الاسرار ص۱۱۴ - عکس ص۵۲۵)

یہ صحابہؓ جن کو دنیا میں حکومت حاصل کرنے کے سوا، اسلام اور قرآن سے دوسرا کوئی سروکار نہ تھا، جنہوں نے قرآن کو صرف اپنی بری نیتوں کی تکمیل کے لئے وسیلہ بنایا، اُن آیتوں کو قرآن سے نکال دینا، آسمانی کتاب (قرآن) میں تحریف کرنا اور قرآن کو دنیا والوں کی نگاہوں سے ہمیشہ کے لئے اس طرح گم کر دینا کہ قرآن کے بارے میں قیامت کے دن مسلمانوں کیلئے یہ بات رسوائی کا سبب بنے، آسان تھا مسلمان جو تحریف کا عیب یہود و نصاریٰ پر لگاتے ہیں وہی عیب بعینہٖ قرآن کے بارے میں ان صحابہؓ پر ثابت ہوتا ہے۔

خمینی صاحب کی مندرجہ بالا عبارت کو غور سے دیکھیں معلوم ہو جائیگا کہ اس کا تحریف قرآن کے بارے میں

وہی عقیدہ ہے جو متقدمین شیعہ علماء کا ہے۔ کیا یہ بدطینت خودساختہ امام صحابہ کرامؓ کے بارے میں مذکورہ عبارت لکھنے سے گستاخ وملحد ثابت نہیں ہوتا؟ اور کیا شیعوں کے عقیدہ تحریف قرآن کو سمجھنے کے لئے اس شیعہ عالم کے الفاظ کافی نہیں ؟ آپ شیعہ عالم نوری طبرسی کی عبارت کو بھی دیکھیں اور خمینی کی عبارت کو بھی دیکھیں کہ کس قدر دونوں میں یکسانیت موجود ہے۔

(۱۳) ایران میں قرآن کا انگریزی ترجمہ حال ہی چھپا ہوا۔

یہ کتاب تصنیفی لحاظ سے مکمل ہو چکی تھی اور کتابت کا کام جاری تھا کہ الفرقان لکھنؤ کے اگست اور ستمبر ۱۹۸۶ء کے دو شمارے موصول ہوئے، ان دونوں پرچوں میں مولانا خلیل الرحمان سجاد ندوی مدیر الفرقان کا ایک مسلسل مضمون بعنوان "ایک انگریزی ترجمہ قرآن" نظر آیا۔ افادیت اور موضوع کی مناسبت کے لحاظ سے اس کا کچھ حصہ پیش خدمت ہے۔

مولانا صاحب لکھتے ہیں کہ :-

> حال ہی میں قرآن مجید کا ایک انگریزی ترجمہ نظر سے گزرا ــــ جس کے لاکھوں نسخے دنیا میں تقسیم کئے جا چکے ہیں[۱]۔ ترجمہ کی خصوصیت اسکے تشریحی حواشی (FOOT NOTES) ہیں جن کے اقتباسات اردو ترجمے کے ساتھ اردو قارئین اور برصغیر کے اہل علم و نظر کی خدمت میں پیش کئے جا رہے ہیں تاکہ وہ فیصلہ فرما سکیں کہ یہ قرآن مجید کا ترجمہ ہے یا تحریف؟ اور جن بے شمار انسانوں کے ہاتھ میں یہ ترجمہ پہونچ رہا ہے اُن تک اس کے ذریعہ جو شئے پہونچ رہی ہے وہ قرآن اور اس کا پیغام ہی ہے۔ یا کوئی اور شئی ہے جسے اس مقدس غلاف میں لپیٹ کر پیش کیا جا رہا ہے ؟

---

[۱] لفظ تقسیم سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ترجمہ مفت تقسیم کیا جا رہا ہے اور ایسا کام حکومت کی مدد کے بغیر کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟ پاکستان میں بھی ایرانی شیعہ انقلاب کو خالص اسلامیت، اسلامی وحدت اور شیعہ سنی بھائی بھائی کے نام سے شیعوں کو فروغ دینے میں زبردست کام ہو رہا ہے۔ مسلمانوں کے پتے معلوم کر کے ان کے گھروں میں مفت لٹریچر ارسال کیا جا رہا ہے۔ جس میں موجودہ مسلم ممالک کے خلاف زہر آلودہ مواد پیش کیا جا رہا ہے اور یہی حالت ہندوستان اور دیگر ممالک میں بھی پیدا کی جا چکی ہے جس کی اچھی خاصی تفصیل مولانا محمد منظور نعمانی صاحب نے ایرانی انقلاب کے پیش لفظ میں دی ہے۔ کاش ہمارے علماء کو ان باتوں کے مضمرات پر سوچنے کے لئے کچھ وقت ملے!

ہر اقتباس کا اصل انگریزی متن طوالت کے باوجود اس لئے پیش کیا جارہا ہے کہ کوئی صاحب اپنے سادہ لوح پیرؤوں سے کان میں بھی یہ نہ کہہ سکیں کہ یہ بات ترجمہ میں کہیں ہے ہی نہیں! یہ تو ان مولانا صاحب نے اپنی طرف سے جھوٹ موٹ کہدی۔

یہ ترجمہ تہران (ایران) کے ایک اثنا عشری ادارۂ موسسہ جہانی خدمات اسلامی" کے زیر اہتمام شائع ہوا ہے۔ مترجم کا نام ایم ایچ شاکر ہے۔ یہ نہیں معلوم ہوسکا کہ یہ کس سن میں شائع ہوا ہے۔ لیکن راقم سطور کی معلومات کے مطابق ۱۹۸۱ء کے نصف آخر میں اس کی تقسیم شروع ہوئی ہے۔

فاضل مترجم نے شروع میں دو صفحے پر مشتمل ایک مختصر تعارف (INTRODUCTION) لکھا ہے۔ اس تعارف سے تین اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

(ماہنامہ الفرقان ص ۳۳ اگست ۸۶ء)

میرے پاس الفرقان کے دو پرچے ہیں اُن میں کل اٹھارہ اقتباسات کا جائزہ دیا گیا ہے جن میں سے تین خود مترجم کے تعارف پر ہیں باقی پندرہ قرآن پاک کی آیتوں کے حواشی کے بارے میں ہیں میں نے یہاں نہایت اختصار سے کام لیتے ہوئے نمونہ کے طور پر فاضل مضمون نگار کی طرف سے تعارف میں جن تین اقتباسات کا جائزہ لیا گیا ہے اُن میں سے صرف ایک اور باقی پندرہ حواشی کے جائزہ میں سے صرف پانچ آیتوں کو یہاں نقل کرتا ہوں۔ رسالہ میں فاضل مضمون نگار نے آیات قرآنی کا ترجمہ نہیں دیا ہے میں یہاں حضرت شیخ الہندؒ کا کیا ہوا ترجمہ تحریر کروں گا۔ اقتباسات کے جائزہ کے لئے میں نے فاضل مضمون نگار کے الفاظ کی پابندی نہیں کی۔

مترجم کے تعارف والے تین اقتباسات سے ایک اقتباس۔

"The Kalam-O-Allah is a wonderful piece of poetry and Arabic literature."

یعنی کلام اللہ، شاعری اور عربی ادب کا ایک شاندار نمونہ ہے۔

(ماہنامہ الفرقان لکھنؤ ص ۳۳ اگست ۸۶ء)

میرے خیال میں یہ پہلا اتفاق ہوگا کہ آپ نے کسی مسلمان کہلانیوالے آدمی کی زبان اور قلم سے، قرآن کے

تعارف میں ایسے الفاظ سنے ہوں گے۔ قرآن کریم کو شاعری کا اعلیٰ نمونہ کہنا اور عربی ادب کا شاندار نمونہ باور کرانا کتنی بڑی گستاخانہ حرکت ہے، اس کے متعلق تو ہمارے علماء کرام ہی بتا سکیں گے۔ مجھے البتہ یہاں پر یہ بتانا ہے کہ قرآن مجید کا اسلوب بیان بالکل منفرد و جدا گانہ ہے جس کو نہ نثر کے قالب میں فٹ کیا جائے گا۔ نہ ہی اس کو شاعری کہا جائیگا بلکہ قرآن کا اسلوب بیان ایسا ہے جسکی دنیا میں کوئی نظیر ممکن نہیں اور قرآن کریم کی یہی وہ انفرادیت ہے جو اس کے من جانب اللہ ہونیکی ایک بہت بڑی دلیل ہے۔

آیات کی تشریح جو مترجم نے کی ہے اُن میں سے ایک اقتباس یہ ہے کہ:۔

سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۲۴۷ ہے:۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا ۚ قَالُوا أَنَّىٰ يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ۚ

ترجمہ:۔ اور فرمایا اُن سے اُن کے نبی نے بے شک اللہ نے مقرر فرمایا تمہارے لئے طالوت کو بادشاہ۔ کہنے لگے کیونکر حکومت ہوسکتی ہے اُن کی ہم پر، اور ہم زیادہ مستحق ہیں سلطنت کے اُس سے اور اُس کو نہیں ملی کشائش مال میں۔

مترجم اس آیت کی تشریح میں رقمطراز ہے کہ:۔

"Histry repeats itself. Though Allah and his Prophet chose Ali as the Khalifa, some people did not accept him as much for 24 years."

ترجمہ:۔ تاریخ اپنے آپ کو دُہراتی ہے اگرچہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے حضرت علیؓ کو خلیفہ (خلیفہ بلا فصل) منتخب کیا تھا لیکن کچھ اشخاص نے چوبیس ۲۴ برس تک اُس کو تسلیم نہیں کیا۔

(ماہنامہ الفرقان لکھنؤ ستمبر ۱۹۸۶ء صفحہ ۳۶)

مترجم کی اس تشریح کا قرآن کریم کی مذکورہ آیت سے، جس میں یہودیوں کی نافرمانی کا تشریحی واقعہ بیان کیا گیا ہے، بظاہر کوئی تعلق اور جوڑ نہیں ہے۔ یہاں پر قرآن کریم کی معنوی تحریف کر کے حضرت علیؓ کی خلافت بلا فصل ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور حضور علیہ السلام کے صحابہؓ کو اللہ اور اسکے

رسولؐ کا نافرمان بتایا گیا ہے۔

حقیقت یہی ہے کہ شیعوں کا اصل مقصد ہے خلفا راشدینؓ میں سے پہلے تین خلیفوں کی خلافت کو ظلم وکفر وارتداد کا دور ثابت کرنا اور اُن کی معرفت جو قرآن وسنت دنیا کو ملے ہیں اُن کو غیر معتبر اور نا قابل قبول بنانا۔ اس کے لئے انہوں نے اب یہ طریقہ بھی اختیار کیا ہے کہ اسلام کے پہلے خلفا ثلاثہ کے سنہری دورِ خلافت کا پوری دنیا کے انسانوں کے ذہنوں سے تصور ہی ختم کیا جائے چنانچہ شیعوں کے اس ناپاک منصوبے کی نشاندہی خود خمینی صاحب کی مندرجہ ذیل عبارت سے ہوتی ہے۔

خمینی صاحب اپنی مشہور رسوائے زمانہ کتاب "الحکومۃ الاسلامیۃ" میں لکھتا ہے کہ :-

فقد ثبت بضرورت الشرع والعقل ان ماکان ضروریا ایام الرسول (ص) وفی عھد الامام امیر المؤمنین علی بن ابی طالب (ع) من وجود الحکومت لا یزال ضروریا الی یومنا ھذا۔

(الحکومۃ الاسلامیۃ ص۲۶ عکس ص۲۱)

شریعت اور عقل کی رو سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے زمانے میں حکومت کا وجود جس طرح ضروری تھا اُسی طرح ہمارے اس زمانہ میں ضروری ہے۔

خبر نہیں ہے کہ خمینی صاحب جس کو شریعت کہتے ہیں وہ شریعت محمدیہ ہے یا "شریعت امامیہ" جسکے مصنفین یہی لوگ ہیں جنہوں نے قرآن پاک کی تحریف کی روایات خود بنا کر ائمہ کے ناموں سے تحریر کی ہیں اور مکمل شیعہ مذہب، قرآن وحدیث کے خلاف ائمہ کی طرف منسوب کردہ روایات پر تعمیر کیا ہے۔

(۲) سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۲۴

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ۭ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ۭ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ۭ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ۝

ترجمہ:- اور جب آزمایا ابراہیم کو اُس کے رب نے کئی باتوں میں پھر اس نے وہ پوری کیں تب فرمایا میں تجھ کو کروں گا سب لوگوں کا پیشوا۔ بولا اور میری اولاد میں سے بھی فرمایا نہیں پہنچے گا میرا اقرار ظالموں کو۔

مترجم کی تشریح :-

"Ibrahim was already a Prophet. Now a new distinction is conferred on him. He is made the Imam and spiritual leader of man-kind."

(ماہنامہ الفرقان لکھنؤ اگست ۱۹۸۶ء ص۳۶)

ترجمہ :- ابراہیم کو نبوت پہلے ہی مل چکی تھی اب اُس کو ایک نیا اعزاز و امتیاز عطا کیا گیا ہے، اس کو امام اور انسانیت کا روحانی پیشوا بنایا گیا ہے۔

اس تشریح میں مترجم نے امامت کو نبوت سے بالاتر دکھایا ہے۔ کہتا ہے کہ ابراہیم کو نبوت کے بعد بخصوصی اعزاز بطور انعام عطا کیا گیا تھا۔ شیعوں کی مذہبی بنیادی کتابوں میں بھی اسی طرح ہی لکھا گیا ہے کہ امامت نبوت سے بالاتر ہے۔ (عکس دیکھیں ص۵۶۳ پر)

میں نے اس کتاب میں نبوت اور امامت پر تفصیلی بحث، "شیعوں کا امامت کے بارے میں عقیدہ" کے عنوان کے تحت کی ہے۔ وہاں دیکھنا چاہیئے۔ اس بحث کا کچھ اختصار یہاں پیش کرتا ہوں۔

(۱) لفظ امام کے لغوی معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص دین کے کسی اہم مسئلہ یا مسائل میں دینی خدمت کے سلسلہ میں کوئی خاص کارنامہ انجام دے اور اُمت کی رہنمائی کرے تو بطور عزت و احترام اُس کو امام کہا جاتا ہے جس سے مراد ہوتی ہے رہنما، پیشوا، رہبر وغیرہ۔

(۲) کسی بھی غیر نبی کو امام کہا جاسکتا ہے لیکن کسی غیر نبی کو نبی کہنا کفر ہے۔

(۳) کسی بھی امتی کو امام کہا جاسکے گا لیکن نبی نہیں کہا جائیگا۔ ایک شخص نبی بھی ہو اور اُمتی بھی ہو تو یہ نہ پہلے ہوا نہ آئندہ ہوگا۔

(۴) نبیؐ کی امت میں لاکھوں اشخاص امام بنے ہیں لیکن کوئی بھی نبی نہیں ہوا ہے۔ اور نہ بعد میں ہوگا۔ یہ امام قیامت تک ہوتے رہیں گے، اور ہر امتی کو قرآن کریم میں بھی یہ ترغیب دی گئی ہے کہ "وہ متقیوں کا امام بننے کے لئے شب و روز پروردگار سے دعا مانگتا رہے" اس کے برعکس نبی بننے کے لئے دعا کرنا، نبیؐ سے بغاوت کا اعلان ہے۔

(۵) ہر ایک نبی کو، اُس کے نبی ہونے کی عظمت و مقام کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ یہ نبی ہے، امام کہا جاسکے گا، لیکن کسی بھی امام کو نبی کے برابر یا بالاتر سمجھ کر امام کہنا، نبوت کے منصب کی توہین ہے اور یہ کفر ہوگا۔

(۶) ہم حضرت ابراہیمؑ کو امام اور نبی کہتے ہیں اور حضرت امام حسینؓ کو نبی نہیں کہہ سکتے کیونکہ ایسا کرنے سے لفظ نبی کی توہین ہے اور یہ صریحاً کفر بھی ہے اور رافضی شیعوں کا بھی اس پر عمل ہے۔ پھر جناب! امام

کا درجہ کسی بھی نبی سے اتم اعلیٰ اور بالاتر کیسے ہوگا؟ حقیقت یہ ہے کہ رافضیوں کا خود تراشیدہ امامت کا عقیدہ، اسلام کے خلاف ایک گہری یہودی سازش ہے۔

مترجم کا یوں لکھنا کہ حضرت ابراہیمؑ کو نبوت مل چکی تھی، اب ان کو ایک نیا اعزاز و امتیاز (نبوت سے بھی اوپر) عطا کیا گیا، یہ شیعہ مذہب کے مصنفین اور ایجاد کرنیوالوں کا (تحریف قرآن کے عقیدہ کی طرح) خود تراشیدہ عقیدہ ہے، جس کا قرآن و حدیث میں کہیں بھی ذکر نہیں ہے۔ اسلام میں قرآن کریم کے تمام شارحین نے اس آیت میں "امام" کے لفظ سے یہ مراد لی ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام، اللہ تعالیٰ کے امتحان میں کامیاب ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کہ اے ابراہیمؑ اب ہم آپ کو لوگوں کی ہدایت اور رہبری کے لئے نبوت عطا کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے عرض کی کہ اے پروردگار کیا میری اولاد میں بھی کچھ لوگوں کو نبی بنایا جائے گا؟ تو حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ نبوت ظالموں کو نہیں مل سکے گی یعنی ان میں سے جو ظالم ہیں ان کیلئے وعدہ نہیں باقی دیگر اشخاص کے لئے ممکن ہے۔ تو یہاں امام بنانا سے مراد نبی بنانا ہے۔

قرآن مجید میں تقریباً بارہ۱۲ جگہ "امام" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اور ہر بار یا تو اچھائیوں کے پیشوا یا برائیوں کے رہنما کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اچھائیوں کے رہنما کے بارے میں تو یہ لفظ انبیاء علیہم السلام تک کے لئے استعمال ہوا ہے جیسے آپنے حضرت ابراھیم علیہ السلام کے بارے میں ابھی پڑھا۔ اب برائیوں کے پیشواؤں کے بارے میں قرآن میں دیکھیے:۔

(۱) فَقَاتِلُوٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۔ (اے مسلمانو!) کفر کے اماموں سے قتال کرو۔

(سورۃ توبہ۔ آیت ۱۲)

(۲) وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۔ اور بنادیا ہم نے ان کو امام کہ بلاتے تھے دوزخ کی طرف۔

(سورۃ قصص۔ آیت ۴۱)

یاد رکھیے! جب "نبی" کے امام اور امامت کی بات ہوگی تو وہ امامت بھی نبوت والی امامت سمجھی جائے گی۔ جب "غیر نبی" یعنی "اُمتی" کو امام کے لقب سے پکارا جائے گا تو اُن کا امام پکارا جانا اور اُس کی امامت بھی "امتی والی امامت" ہوگی۔ اب جتنا نبی اور امتی کے درجات میں فرق ہوگا اُتنا نبی کی امامت اور اُمتی کی امامت میں فرق ہوگا۔ اب شیعہ صاحبان بتائیں کہ اُن کے مفروضہ امام، امتی ہیں یا نبی ہیں؟ ظاہر ہے کہ اُن کے سارے (۱۱) امام امتی ہیں تو پھر ہر امام کا درجہ، سارے نبیوں سے ارفع و اعلیٰ کیسے ہوا؟ اور اُن میں سے ہر ایک امام کا درجہ خود اُن کے پیشوا یعنی نبی آکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کیسے ہوگا؟ یہ تو نبی اکرمؐ کے نبوت اور ختم نبوت کے منصب کے خلاف بغاوت ہے۔ جب شیعوں کا خود تراشیدہ عقیدہ، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور ختم نبوت کے خلاف کھلی بغاوت ہے

توشیعیت کو اسلام کیسے کہا جائیگا ؟ فیصلہ خود آپ کریں ۔ (مصنف)

(۳) سورۃ البقرہ کی آیت ۱۵۳ — ۱۵۷ تک ۔

مترجم نے آیت ۱۵۴ سے لیکر آیت ۱۵۷ تک ان آیات کو تشریح کے لئے استعمال کیا ہے لیکن حقیقت میں ان آیات کا تسلسل آیت ۱۵۳ سے ہے لہٰذا مترجم نے جو تشریح کی ہے اس کو آیات کے سیاق وسباق سے دیکھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ آیت نمبر ۱۵۳ سے نمبر ۱۵۷ تک کی آیتوں کو بیک وقت زیر بحث لایا جائے ۔ لہٰذا میں نے یہاں اسی طرح کیا ہے ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَوٰةِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ٥
وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتٌ . . . . هُمُ الْمُهْتَدُونَ ٥

ترجمہ: اے مسلمانو! مدد لو صبر اور نماز سے بے شک اللہ صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے اور نہ کہو اُن کو جو مارے گئے خدا کی راہ میں کہ مُردے ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم کو خبر نہیں ۔ اور البتہ ہم آزمائیں گے تم کو تھوڑے سے ڈر سے اور بھوک سے اور نقصان سے مالوں کے اور جانوں کے اور میوؤں کے اور خوشخبری دے اُن صبر کرنیوالوں کو کہ جب پہنچے اُن کو کچھ مصیبت تو کہیں ہم تو اللہ ہی کا مال ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانیوالے ہیں ، ایسے ہی لوگوں پر عنایتیں ہیں اپنے رب کی اور مہربانی اور وہی ہیں سیدھی راہ پر ۔

مذکورہ پانچ آیتوں کے مخاطبین اول ، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ ہیں لفظ یا حاضر کے لئے استعمال ہوتا ہے یا ایھا الذین آمنوا ۔ اے ایمان والو یا اے مسلمانو ! سے حاضرین صحابہؓ ، اول درجہ میں مخاطبین ہیں ۔ اِن آیات کے معنی میں خط کشیدہ عبارتیں قابلِ غور ہیں ۔

اب جبکہ شیعہ ذہن کے لئے ان آیات کا مواد نا قابلِ برداشت تھا لہٰذا یہ بد باطن مترجم اِن آیات کی معنوی تحریف کرکے قاری کے ذہن کو واقعۂ کربلا کی طرف ملتفت کرتا ہے ۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ :-

"Imam Hussain translated the four verses 154, 155, 156 and 157 into action at Karbela."

ترجمہ : ان ۴ آیتوں ۱۵۴ ، ۱۵۵ ، ۱۵۶ ، ۱۵۷ پر حضرت امام حسینؓ نے کربلا میں عمل کرکے دکھایا ۔

(۴) سورۃ البقرہ آیت ۱۵۸ ۔

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ ۔

ترجمہ: بے شک صفا، مروہ نشانیوں میں سے ہیں اللہ کی۔

مترجم نے اس آیت کریمہ کی تشریح عجیب وغریب انداز میں کی ہے جس میں وہ حضرت ہاجرہؑ، حضرت اسمٰعیلؑ اور مکہ مکرمہ کی غیر آباد وادی سے قاری کے ذہن کو کربلا کے میدان کی طرف مبذول کرتا ہے، مترجم کی انگریزی عبارت بہت طویل ہے جو ۲۴ سطروں میں ہے میں یہاں اُسی عبارت کے ادائلی الفاظ ثبوت کے طور پر دیتا ہوں جہاں سے یہ مترجم قاری کے ذہن کو کربلا کی طرف لے جانا چاہتا ہے، باقی ترجمہ مکمل عبارت کا پیش کرتا ہوں۔ مترجم کہتا ہے کہ:۔

"When Ibrahim left Hajra and Ismail in the barren and desolate valley ------------------ the Princesses spontaneously started doing the Matum (beating of chests and wailing). To this day and till the day of Resurrection, this Matum will continue because it is the Sunnat of Zainab and Ahl-e-bait." (ماہنامہ الفرقان لکھنؤ اگست ۱۹۸۶ء ص ۳۷-۳۸)

ترجمہ: ابراہیم علیہ السلام جب ہاجرہؑ اور اسمٰعیلؑ کو مکہ کی غیر آباد وادی میں چھوڑ کر کے واپس ہوئے تو پیچھے اسمٰعیلؑ کو سخت پیاس لگی جس کی وجہ سے وہ رونے لگا۔ ہاجرہؑ نے اس کو زمین پر لٹا یا اور خود پانی کی تلاش میں نکلی، پہلے وہ صفا پہاڑی کی طرف دوڑ کر گئی پھر وہاں سے مروہ کی طرف بھاگی، روتی گئی اور اللہ سے پانی کے لئے دعائیں مانگتی رہی۔ اللہ تعالیٰ کو اس کے رونے اور دعا کرنے کا عمل ایسا پسند آیا کہ اللہ نے اس کو دو نعمتیں عطا کیں، ایک یہ کہ جس جگہ پر اسماعیلؑ اپنی ایڑیاں مار رہے تھے وہاں سے ایک چشمہ پھوٹ کر نکلا جسکو زم زم کہا جاتا ہے اور دوسری یہ نعمت کہ اللہ تعالیٰ نے تمام حاجیوں کے لئے صفا اور مروہ کے درمیان والہانہ دوڑ لازمی کیا، اس لئے حاجی، ہاجرہؑ کی سنت پر عمل کرتے ہیں، اللہ کی نظر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہزادیوں کا رتبہ اور مقام حضرت ہاجرہؑ سے بہت ہی زیادہ بلند ہے۔ کربلا میں ان (شہزادیوں) کی آنکھوں کے سامنے اٹھارہ بیٹوں اور پوتوں کو ذبح کیا گیا۔ یہ شہزادیاں یہ منظر دیکھ کر بے ساختہ ماتم (وسینہ زنی) کرنے لگیں۔ اسی دن سے آج کے دن تک اس کا سلسلہ جاری ہے اور قیامت تک یہ ماتم جاری

رہے گا، اس لئے کہ یہ زینب اور اہل بیت کی سنت ہے۔ (العیاذ باللہ)
دیکھا آپ نے کہ ماتم کرنا، سینہ کوبی کرنا، اپنے بال نوچنا، اپنے چہرہ پر ہاتھ مارنا وغیرہ وغیرہ جو حرکتیں آپ خاص طور پر عاشورہ کے دنوں میں دیکھتے ہیں اُن کو قرآن میں سے کیسے ثابت کیا گیا ہے۔ یہی ہے شیعہ مذہب!
آپ نے ابھی سورۃ البقرہ کی ۱۵۳ سے ۱۵۷ تک آیات مطالعہ کی ہیں۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی امتیازی صفت صبر بیان فرمائی ہے اور صبر پر ہی اللہ کی راہ میں دی گئی قربانیوں کے صلہ میں انعامات کا وعدہ کیا گیا ہے، ان آیات کی ابتداء۔ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ
یعنی اے ایمان والو تم صبر اور نماز سے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو بیشک اللہ صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے۔ مزید تفصیل گذشتہ آیات میں دیکھیں۔
کیا قرآن پاک کی ایسی واضح ہدایات کے باوجود آپ کی سلیم الفطرت طبیعت، عقل اور ایمان وہ سب کچھ تسلیم کر سکتے ہیں کہ جو کہ شیعہ صاحبان سیدہ زینبؓ اور حضرت حسینؓ کے دوسرے رفقاء کے بارے میں بیان کرتے ہیں؟ پھر کیا آپ یہ گمان کر سکتے ہیں کہ حضرت حسینؓ اور ان کے اہل خانہ پر قرآنی تعلیم کا کوئی رنگ چڑھا ہوا نہیں تھا؟ نعوذ باللہ۔ آپ قرآن کریم کی کوئی ایسی ایک آیت پیش کریں جس میں بے صبر انسانوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی رضامندی اور انعامات کا وعدہ کیا ہو؟
بس حقیقت یہی ہے کہ حضرات حسنینؓ کے اہل خانہ کو بدنام کرنے کی سازشوں میں سے یہ بھی ایک بہت بڑی خطرناک سازش ہے۔ میرے خیال میں قرآن کریم کی معنوی تحریف کی اس سے زیادہ بُری مثال کوئی ہو ہی نہیں سکتی اور آپ نے بھی قرآن کریم سے ماتم کا یہ ثبوت پہلی مرتبہ سُنا ہوگا!
اس وقت میرے سامنے ہفت روزہ شیعہ اربعین لاہور یکم تا ۸ جنوری ۱۹۸۰ء کا فوٹو اسٹیٹ موجود ہے۔ اس میں ایک عنوان ہے "آیت اللہ خمینی کا خطاب محرم" اس میں سے صرف چند سطریں پیش کر رہا ہوں۔ خمینی صاحب فرماتے ہیں کہ:-
ہمارا یہ گریہ (ماتم) اجتماعی اور نفسیاتی مسئلہ ہے اور اگر مقصود خود گریہ بالذات ہے تو پھر . . . .
اس سے معلوم ہوا کہ شیعہ امام خمینی کے کہنے کے مطابق ماتم مذہبی عمل نہیں ہے بلکہ سیاسی قوت حاصل کرنے کا ایک ہتھیار ہے۔ اب آپ خود بتائیں کہ اسی ماتم کو حضرت زینبؓ اور اہل بیت کی سنت کہنا اور

اس کو قرآن کریم سے ثابت کرنا کتنا بڑا جرم اور کتنی بد ترین حرکت ہے ؟
اب میں فاضل مقالہ نگار مولانا خلیل الرحمن سجاد کا جائزہ پیش کرتا ہوں ۔ موصوف فرماتے ہیں کہ:۔

فاضل مترجم نے ماتم، سینہ کوبی اور نوحہ وگریہ کو قرآن مجید سے ثابت کرنے کے لئے عجیب وغریب انداز کی دلیل پیش کی ہے۔

اس موقع پر بے ساختہ یاد آرہی ہے وہ دلیل جو شیعیت کے بانی اور معروف یہودی مجرم عبداللہ بن سبا نے اپنی تخریبی وتخریبی کوشش کے ابتدائی مرحلے میں پیش کی تھی یعنی یہ کہ مجھے ان لوگوں پر حیرت ہے جو اس پر تو ایمان رکھتے ہیں کہ عیسیٰ بن مریم دنیا میں دوبارہ آئیں گے ۔ لیکن یہ نہیں مانتے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے . . . . . !! بھولے بھالے سادہ لوح عوام کے لئے اس طرح کی دلیلیں کتنی مؤثر ہوتی ہیں ؟ اُسے وہ لوگ بخوبی سمجھ سکتے ہیں جنھیں عوام کی عقلی سطح کا تجربہ ہے ۔

(۵) سورۂ آلِ عمران آیت ۱۲۱ وَ اِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ ..... الخ
ترجمہ: اور وہ وقت یاد کر جب صبح کو نکلا تو اپنے گھر سے بٹھلانے لگا مسلمانوں کو لڑائی کے ٹھکانوں پر اور اللہ سب کچھ سُنتا جانتا ہے ۔

فاضل مترجم نے اس آیت کا تفصیلی حاشیہ لکھا ہے ۔ شروع غزوۂ احد کی مختصر تاریخ بیان کی ہے پھر آخر میں اس نے حاشیہ کی جو سطریں لکھی ہیں وہ ملاحظہ فرمائیں :۔

"The flag of the Prophet was first carried by Hamza. When he was killed, the second flag bearer was Jafer -e- Tuyar, the Prophet's cousin, and when he too was killed, the honour passed on to Ali. The fourth and the last flag bearer was Abbas, son of Ali in the battle of Kerbela. The sacred flag of the Holy Prophet was finally destroyed in the battle of Kerbela. To this day thousands of flags___________at Kerbela. The Alams are symbol of the flag of the Prophet of Islam."

(ماہنامہ الفرقان لکھنؤ ۶ ستمبر ۱۹۸۶ء ص ۳۸)

ترجمہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا پہلے حضرت حمزہؓ نے اٹھایا جب آپ شہید ہوئے تو دوسرے علمبردار، حضور علیہ السلام کے چچا زاد بھائی حضرت جعفر طیارؓ بنے ۔ پھر

جب آپ بھی شہید ہوئے تو، اس کا اعزاز حضرت علیؓ کو حاصل ہوا، چوتھے اور حضور علیہ السلام کے جھنڈے کے) آخری علمبردار، کربلا کی جنگ میں، حضرت علیؓ کے فرزند حضرت عباسؓ تھے[1] نبی علیہ السلام کا یہ جھنڈا بالآخر کربلا کی جنگ میں برباد کیا گیا۔ آج تک سانحۂ کربلا کی یاد منانے کے لئے ہر سائز، شکل اور رنگوں کے ہزاروں جھنڈے نذر کئے جاتے ہیں۔ یہ جھنڈے پیغمبر اسلام کے جھنڈے کی علامات اور نشانیاں ہیں[2] اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔

اب آخر میں فاضل مقالہ نگار کا جائزہ پیش کرتا ہوں۔ وہ لکھتے ہیں کہ:۔

"حضرت حمزہ (رضی اللہ عنہ) کے بعد جنگ احد میں حضرت جعفرؓ کی علمبرداری اور پھر (اسی جنگ میں) ان کی شہادت کا تذکرہ جب ہم نے منقولہ بالا حاشیہ میں پڑھا، تو بڑی حیرت ہمیں یہ جان کر ہوئی، اس لئے کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ تو اس وقت مدینہ منورہ بلکہ جزیرۂ عرب سے بہت دور حبشہ میں تھے۔ وہاں سے اُن کی واپسی ۷ھ میں ہوئی ہے۔ پھر جنگ احد میں ان کی شرکت اور علم برداری کی بات فاضل مترجم نے کیونکر لکھ دی؟ لیکن پھر پوری عبارت پڑھنے سے یہ بات صاف ہوئی کہ وہ جنگ احد کی تاریخ سناتے سناتے اس جھنڈے کی تاریخ سنانے لگے اور وہ بھی اس عجیب وغریب انداز سے کہ حضرت حمزہؓ کی شہادت کے بعد جو ۳ھ میں ہوئی تھی۔ وہ جھنڈا حضرت جعفرؓ ہی کے ذریعہ بلند ہوا جو ۷ھ میں حبشہ سے سیدھے واپس خیبر پہنچے تھے۔ ہم یہاں اس بحث کو چھیڑنا نہیں چاہتے

---

[1] مجھے بھی یہ آج معلوم ہوا کہ حضرت عباسؓ کو شیعہ کیوں عباس علمبردار کہتے ہیں؟

[2] جہاد کا حکم نازل ہوا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قتال شروع کیا، جس جہاد میں آپ شریک رہے اسکو "غزوۃ" کہا جاتا ہے۔ اور غزوات کی تعداد ۲۷ ہے، اور جس جہاد میں آپ شریک نہ ہوئے اور صرف صحابہ کرامؓ کو آپ نے روانہ کیا تو اسکو "سریہ" کہا جاتا ہے۔ "سرایا" کی تعداد ۵۶ رہے۔ اس حساب سے غزوات اور سرایا کی تعداد ۲۷+۵۶ = ۸۳ ہوتی ہے (سیرۃ المصطفٰے جلد۲ ص۴۳)۔ اب شیعہ حضرات بتائیں کہ ان تمام جہاد کے مواقع پر، پیغمبر کا جھنڈا تھا یا نہیں؟ اگر تھا تو ان معرکوں میں آپ نے کن ہاشمی اشخاص کو اپنا جھنڈا دیا ہے۔ اور صرف غزوۂ احد اور معرکۂ کربلا کے لئے حضور علیہ السلام کے جھنڈے کو خاص کرنا، سراسر جھوٹ اور فریب نہیں تو اور کیا ہے؟

کہ غزوۂ احد میں حضرت مصعب بن عمیر (رضی اللہ عنہ) وغیرہ جن دوسرے صحابہؓ کو آپ صلعم نے جھنڈا تھمایا تھا اُن کا ذکر فاضل مترجم صاحب نے کیوں نہیں کیا؟ اور نہ یہ سوال اٹھانا چاہتے ہیں کہ جیسا کہ تاریخ وسیرت کے تمام مستند مآخذ سے معلوم ہوتا ہے ۸ھ میں جب آپؐ نے موتہ کے لئے تقریباً تین ہزار صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت بھیجی تھی اس میں آپؐ نے بالترتیب حضرت زید بن حارثہؓ، حضرت جعفر بن ابی طالبؓ اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کو امیر بنایا تھا موتہ سے پہلے مدینہ منورہ سے بھیجی جانے کسی مہم کی امارت حضرت جعفرؓ کے سپرد کئے جانے کا کوئی ذکر کتابوں میں موجود نہیں ہے (اور اس کی وجہ یہ ہے کہ مشیت الٰہی نے ۷ھ تک سرزمین حبشہ ہی میں ان سے دعوت کا عظیم کام لینا طے کر رکھا تھا، جہاں وہ مکہ مکرمہ سے ہجرت کرکے گئے تھے) تو کیا فاضل مترجم صاحب کی منقولہ بالا عبارت کا مطلب یہ ہے کہ ۳ھ میں حضرت حمزہؓ کی شہادت کے بعد اسلام کا پرچم ۸ھ تک کسی کے سپرد نہیں کیا گیا؟ تف ہے اس بیمار ذہنیت پر جو ایسی مضحکہ خیز باتیں پوری ڈھٹائی اور بے عقلی کے ساتھ کہلواتی رہتی ہے!! اور سو بار تف ہے اس احمقانہ تاریخ نگاری پر جس کا حاصل یہ ہے کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثال دینی جد وجہد کا نتیجہ صرف یہ نکلا تھا کہ آپ کی دعوتی مہموں کی قیادت اور آپ کے جھنڈے کو بلند کرنے کے لئے آپ کو اپنی پوری زندگی میں صرف تین آدمی ملے تھے جن میں ایک آپ کے چچا تھے اور دو آپ کے چچازاد بھائی!! اب اگر کوئی اس تاریخ سے یہ نتیجہ نکالے کہ (معاذ اللہ) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو کچھ کیا صرف اپنے چند رشتہ داروں کے بل بوتے پر صرف اپنی خاندانی وموروثی حکومت قائم کرنے کے لئے کیا تو آپ اس کا کیا جواب دیں گے .... ؟ اور اگر اس سوال سے صرف نظر بھی کر لیا جائے تو بجائے خود آپ کے خیال میں سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بھر کی بے مثال محنت اور قربانیوں کا حاصل فاضل مترجم صاحب کی تحریر کردہ اس تاریخ سے کیا نکلتا ہے؟؟ سوچئے اور فیصلہ فرمائیے!!!۔

اس سب کے علاوہ خدارا ہمیں کوئی یہ بھی بتائے کہ غزوۂ احد کے حالات وواقعات کا بیان کرتے کرتے ایک دم کربلا کا تذکرہ کس دماغی کیفیت کی علامت ہے؟ گویا سیدنا

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حق و باطل اور کفر و اسلام کا ایک ہی معرکہ ہوا اور وہ ہے واقعۂ کربلا! ان سب تاریخی شہ پاروں سے محظوظ ہونے کے بعد داد دیجئے غزل کے اس مقطع کی کہ علَم، جھنڈے اور تعزیہ کے جن کاموں کو آپ اب تک عوامی جاہلانہ رسوم سمجھ رہے تھے، وہ قرآن مجید کے ایک شارح و مفسّر کے نزدیک ایسا مستند اور ٹھوس عمل ہے جس کے درجۂ استناد اور مقام کو بیان کرنے کے لئے انھیں سب سے زیادہ موزوں جگہ سورۂ آل عمران کی وہ آیت نظر آئی جو غزوۂ احد کے بعض واقعات کے بیان، اور ان پر تبصرے کے لئے مخصوص تھی۔

اس بات پر غور کرتے وقت یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ یہ تشریح و تفسیر گاؤں کی محفل میلاد کے کسی واعظ یا مقرر کی زبان پر نہیں، بلکہ انگریزی میں قرآن کی تشریح کرنے والے ایک شارح کی نوک قلم پر جاری ہوئی ہے۔ واہ! کیا خوب خدمت قرآن کی انجام دی جا رہی ہے اور اسلام کا کیسا انقلاب انگیز تعارف "انقلابی ایران" سے شائع ہونے والے اس ترجمہ قرآن کے ذریعہ دنیا کے سامنے کرایا جا رہا ہے؟؟۔

(ماہنامہ الفرقان لکھنؤ ستمبر ۱۹۸۶ء صفحہ ۳۸، ۳۹، ۴۰)

قارئین! میرے خیال میں تازہ ایرانی انقلاب، اس کے بانی خمینی صاحب کی تصانیف اور دوسرے لٹریچر کی عام اشاعت اور حکومت ایران کی طرف سے بڑے سے بڑے پیمانہ پر اس لٹریچر کو دنیا میں پہنچانے کے انتظام موجودہ ایرانی حکومت کے توسیعی منصوبوں اور غیر شیعی عالم اسلام کے خلاف ان کے زہر آلودہ پروپیگنڈہ نے شیعہ مذہب سے وہ قلعی اتار دی ہے جس کو یہ لوگ کتمان اور تقیہ کے ذریعہ اپنے اوپر چڑھا کر دنیا کو دھوکہ میں ڈال کر بیٹھے تھے کہ ان کے ہاں قرآن مجید میں تحریف کا عقیدہ نہیں ہے وغیرہ وغیرہ۔

ان تمام حالات کے ہوتے ہوئے بھی اگر عالم اسلام کی آنکھیں نہ کھلیں اور ہمارے علماء کرام نے اس فتنہ کی سنگینی سے آنکھیں بند کرلیں تو یہ بہت بڑی بدقسمتی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ مدد فرمائے۔ آمین۔

(۱۴) شیعوں میں قرآن کا حافظ نہیں ہوتا

موجودہ دور کے مایۂ ناز عالم و ادیب اور مفکر مولانا سید ابو الحسن علی ندوی مدظلہ اپنی محققانہ تصنیف "دو متضاد تصویریں" کے صٹ پر لکھتے ہیں کہ:۔

"یہ مشہور بات ہے کہ شیعوں میں حفاظ نہیں ہوتے اور قرآن مجید کی اصلیت میں شک ہونے پر نفسیاتی طور پر ایسے ہی ہونا چاہیئے۔ راقم السطور کو اپنے سفر ایران (۱۹۷۳) میں خود اسکا تجربہ ہوا۔ دنیائے اسلام میں کسی دور دراز مقام پر بھی کوئی چھوٹا موٹا جلسہ ہو، کوئی ایسا قاری مل جاتا ہے جو اپنے حفظ سے قرآن مجید کا کوئی رکوع یا سورۃ سنائے، راقم السطور کو جو ایک مؤقر وفد کی قیادت کر رہا تھا، اور اس کے رفقا رکو ایک ممتاز شیعہ عالم ومجتہد (جو آیت اللہ الاعظمی کے لقب سے ملقب تھے) کے دولت خانہ پر جو زرین نعل تہران میں واقع ہے استقبالیہ دیا گیا۔ جلسہ کا آغاز اُن کے صاحبزادہ نے قرآن مجید ہاتھ میں لے کر اور اس سے کچھ آیتیں پڑھ کر کیا، قم اور مشہد کی مساجد ومشاہدمیں قرآن مجید کی تلاوت کی آواز آتی تھی، وہ عام طور پر مصری قاریوں کے کیسٹ ہوتے تھے۔"

دوستو! ذرا عبرت حاصل کریں۔!

(۱۵) شیعوں میں حافظ نہ ہونیکے بارے میں ایک شہرہ آفاق مناظرہ اور عدالت کا فیصلہ

اِس وقت ماہنامہ شمس الاسلام" بھیرہ (ضلع سرگودھا) جلد ۸ ماہ جون ۱۹۳۷ء مطابق ربیع الاول ۱۳۵۶ھ میرے سامنے ہے، اس کے صفحہ ۲۵ کا عنوان ہے "شیعوں کے ادعاء حفظ قرآن کا حشر"۔

چکوال ضلع جہلم کے نامہ نگار کے حوالے سے اس رسالہ میں یہ بات ہے کہ شیعوں اور سنیوں کا آپس میں ایک مناظرہ کے لئے معاہدہ ہوا۔ جس میں شیعوں کو یہ ثابت کرنا تھا کہ شیعوں میں قرآن کے حافظ ہوتے ہیں۔

یہ مناظرہ "جو با گنج البحر" میں بتاریخ ۱۸ فروری ۱۹۳۶ء کو رکھا گیا۔ مناظرہ کے شرائط طے شدہ تھے، جس میں دونوں فریق کو حفاظ کے ساتھ حاضر ہو کر مناظرہ کرنا تھا، مناظرہ میں ایک شرط یہ تھی کہ اگر یہ بات ثابت ہوگئی کہ شیعوں میں کوئی حافظ ہے تو سنی پانچ سو روپے تاوان ادا کریں گے لیکن اگر شیعہ کوئی بھی اپنا حافظ ثابت نہ کر سکے تو اُن کو بھی پانچ سو روپے بطور تاوان سنیوں کو دینے پڑیں گے۔ اور یہ بات ثابت سمجھی جائیگی کہ شیعوں میں کوئی بھی قرآن کا حافظ نہیں بنتا، لوکل انسپکٹر نے جھگڑے کا اندیشہ محسوس کرتے ہوئے مناظرہ پر بندش عائد کرائی۔ تاہم سنی مناظرہ کے لئے وقت مقررہ پر پہنچے۔ شیعوں کو نہ آنے کے لئے بہانہ ملا چنانچہ وہ نہ آئے۔

کچھ وقت کے بعد جب یہ بات ختم ہوگئی اور بالکل خاموشی چھاگئی تو ایک شیعہ سید فدا حسین کو یہ خیال آیا کہ اس طے شدہ مناظرہ کا فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ ضلع جہلم کی چکوال عدالت سے شیعوں میں حافظ ہونے کا سرٹیفکیٹ حاصل کرے۔ چنانچہ اس نے کورٹ میں دعویٰ داخل کیا اور اس طرح یہ مقدمہ برصغیر پاک و ہند میں سنیوں اور شیعوں کے لئے عموماً اور شیعوں کے لئے خصوصاً توجہ کا مرکز بنا اور دور دور کے شیعہ آگئے اور بلائے گئے۔ گرد و نواح کے شیعوں نے حلفیہ بیان دیئے کہ ہم اپنے حفاظ کے ساتھ مناظرہ کے میدان میں پہنچے تھے لیکن سنی نہیں پہنچے، وغیرہ وغیرہ۔

شیعوں نے، شیعوں میں قرآن کے حافظ ہونے کے ثبوت میں پہلے شخص مولوی کفایت حسین کو پیش کیا۔ جو کہ ایک عرصہ سے اپنے آپ کو حافظ کہلاتا تھا۔ عدالت نے اس کو پہلے ایک مشہور رکوع تلاوت کرنے کی فرمائش کی، یہ صاحب یہ رکوع آدھا بھی نہ پڑھ سکا اور جو کچھ اس نے پڑھا اس میں الفاظ چھوڑنے کے ساتھ غلط الفاظ بھی پڑھے، بہرحال اس صاحب کے غیر حافظ ہونے کا راز پہلے ہی رکوع پڑھنے سے ظاہر ہوگیا۔

اس کے بعد شیعوں نے اپنے دعوے کے ثبوت میں دوسرا کرایہ پر لایا گیا فرضی شیعہ ضلع کیمبل پور کا حافظ علی حسین شاہ کو پیش کیا، جس کے لئے یہ ثابت ہوا کہ یہ " موضع ڈومیلہ " کا ایک سنی سید ہے۔ اور یہ وہاں کی مسجد کا پیش امام ہے۔ اس صاحب کی پیشی بھی اس طرح رد ہوگئی اور اس سے مزید سوال کرنے کا کوئی مسئلہ ہی پیدا نہ ہوا۔

شیعوں نے اپنے دعوے کے ثبوت میں تیسرا کرایہ پر لایا ہوا فرضی شیعہ حافظ پیش کیا، جس کا نام تھا سید قاسم شاہ، اس کی داڑھی باشرع تھی اور سنی نظر آرہا تھا۔ اس سے عدالت میں سوال کیا گیا کہ آپ یہ بتائیں کہ قرآن میں لفظ " شعائر " استعمال ہوا ہے یا نہیں؟ ہوا ہے تو حوالہ دیں۔ فرضی حافظ نے بہت دماغ اِدھر اُدھر صرف کیا اور آخر میں کہا کہ نہیں۔ قرآن میں ایسا لفظ کوئی موجود نہیں ہے۔ عدالت نے اس کو یہ لفظ قرآن میں دکھا کر واپس کیا۔ شیعوں کے فرضی حافظوں کی تعداد ختم ہوگئی تو عدالت نے، شیعہ سید فدا حسین کا داخل کردہ دعویٰ خارج کر دیا اس بنیاد پر کہ:۔

" اس بات کے باوجود کہ شیعوں کے پاس کافی وقت تھا لیکن وہ اپنی پوری کوشش کے باوجود کوئی بھی شیعہ حافظ عدالت میں پیش نہ کر سکے لہٰذا یہ دعویٰ جھوٹا سمجھ کر خارج کیا جاتا ہے۔"

(خلاصہ اردو ماہنامہ شمس الاسلام جون ۱۹۳۷ء)

(۱٦) ریڈیو اور ٹی وی پر شیعوں کا تقیہ یعنی غلط بیانی۔

شیعوں کا قرآن پر ایمان نہیں، یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے شاید ہی کوئی مسلمان واقف نہ ہو۔ میں نے اس حقیقت کے ثبوت میں شیعوں کی مختلف معتبر و مستند ترین کتب میں سے قوی ثبوت یکجا کرکے پیش کیا ہے تاکہ کوئی بد باطن، قارئین کو گمراہ نہ کر سکے۔

شروع شروع میں جب میں نے یہ سنا اور یہ بات کچھ اخباروں میں بھی آئی کہ شیعوں کے فلاں مجتہد عالم نے پاکستان ٹیلیویژن پر اپنی تقریر کے دوران یہ اعلان کیا کہ شیعوں کے عقیدہ کے مطابق موجودہ قرآن میں کوئی تحریف نہیں ہے اور یہی اصلی قرآن ہے وغیرہ وغیرہ۔ تو اس خبر پر میں حیران ہوگیا کہ اس شیعہ مجتہد کو کیا ہوگیا ہے؟ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ یہ شیعہ عالم گیارہ ائمہ کی دو ہزار سے زائد احادیث جو کہ یہ ائمہ اس کے عقیدہ کی رو سے "معصوم و مفترض الطاعۃ" ہیں، کو جھوٹا ثابت کرتا ہے جس سے نہ صرف شیعہ مذہب کا بنیادی "عقیدۂ امامت" بلکہ مکمل شیعہ مذہب باطل ہو جاتا ہے۔ آخر یہ شیعہ عالم قرآن کی تحریف کا انکار کرے اور شیعہ بھی رہے تو ایک شخص میں یہ متضاد دو باتیں کیسے جمع ہوسکتی ہیں اور یہ شیعہ مجتہد دو کشتیوں میں بیک وقت کیسے سوار ہوسکے گا؟ پھر زیادہ غور کرنے سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ یہ سب کچھ "تقیہ" کے تماشے اور مختلف روپ ہیں۔ اور شیعہ مذہب سے ناآشنا سنی مسلمانوں کو دھوکہ، فریب، منافقت اور عیاری سے شیعیت کے دام میں پھنسا دینے کا ایک ڈھونگ اور پیشگی بڑے پیمانہ پر سوچے سمجھے منصوبہ کا ایک حصہ ہے۔ اور ریڈیو ٹی وی انتظامیہ دانستہ یا نادانستہ طور پر اس منصوبہ کو بروئے کار لانے میں ان کی مکمل طرح معاون و مددگار رہی ہے۔ ہمارے علماء اور سمجھدار دیندار عوام کو عین وقت پر ریڈیو اور ٹیلیویژن کی اس کارکردگی کا فوری طور پر ضرور سخت نوٹس لینا چاہیئے۔ اخبارات و جرائد کے ذریعہ یا مساجد میں مؤثر قراردادیں پاس کرکے انتظامیہ کو آگاہ کرنا چاہیئے تاکہ وہ ایسی کارکردگی سے باز رہیں۔

ریڈیو اور ٹیلیویژن ہر ملک کے لئے سب سے زیادہ ابلاغ عامہ کے ادارے اور اشاعت کے مؤثر وسائل میں سے ہیں۔ ان کے ذریعہ ہی کسی حقیقت کو یا کسی حقیقت کے خلاف عقیدہ کو عوام تک پہنچانا ہو تو یہ دونوں چیزیں اس آواز اور عقیدہ کو گھر گھر پہنچانے کا واحد ذریعہ ہیں۔ شیعہ کا قرآن مجید پر ایمان نہ ہونے کا عقیدہ ایسا مخفی اور چھپا ہوا عقیدہ نہیں جس کے لئے یہ گمان کیا جائے کہ ریڈیو اور ٹی وی انتظامیہ ایسی نااہل ہوگی کہ اس سے یہ عالم آشکار بات مخفی ہو؟

شیعوں کا قرآن پر ایمان نہیں ہے۔ ایک ایسا عقیدہ ہے، جوکہ جب سے ان کی بنیادی کتابیں اصول کافی فصل الخطاب، احتجاج طبرسی وغیرہ مسلمانوں تک پہنچی ہیں، بیشمار چھوٹی بڑی کتابیں مطبوعہ ہوکر منظر عام پر آچکی ہیں، نصف صدی سے زائد عرصہ سے پاک و ہند میں، اس عقیدہ پر دونوں طرف کے علماء کے مناظرے ہوئے ہیں اور ہوتے رہتے ہیں، تو کیا ریڈیو اور ٹی وی کی انتظامیہ اس مسئلہ پر ریڈیو اور ٹی وی پر مناظرہ کرانا چاہتی ہے اور سنی علماء کو اجازت دیگی کہ وہ بھی قرآن مجید کے بارے میں شیعہ کے عقیدہ تحریف قرآن اور ان کے تقیہ اور کتمان کے اصولوں کو عوام کے سامنے بیان کرکے ان کی غلط بیانیوں سے عام مسلمانوں میں جو تاثر پیدا ہوا ہے اس کا سد باب کرسکیں ؟ اگر اجازت نہیں دیگی تو کیوں ؟ تو کیا ریڈیو اور ٹی وی انتظامیہ قادیانیوں کو ایسی اجازت دیگی کہ وہ قادیانی بھی رہیں اور وہ ریڈیو اور ٹیلیویژن پر اپنی کتابوں میں بیان کردہ کفریہ عقائد کے خلاف ایسا اعلان کریں کہ ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں : اگر نہیں کریں گے تو کیوں ؟ جواب ظاہر ہے کہ جب تک قادیانی اپنے کو قادیانی مذہب سے وابستہ رکھیں گے اسوقت تک ان کو ان کے کتابی عقیدہ سے وابستہ سمجھا جائیگا اور اُن کو مرتد اور کافر کہا جائیگا۔ تو پھر سوال یہ ہے کہ آخر شیعوں کو شیعہ کہلانے کے باوجود اُن کی معتبر و مستند ترین کتابوں اور ان کے پیشواؤں کے تحریف قرآن کے عقیدہ کے خلاف یہ اجازت کیوں دیجاتی ہے کہ وہ ریڈیو اور ٹی وی پر تحریف قرآن کے خلاف بیان دیں اور غلط بیانی کے ذریعہ اپنا غلط دفاع کریں اور مسلمانوں کو شیعہ مذہب کے بارے میں دھوکے کا شکار بنائیں ؟

عام طور پر ریڈیو اور ٹیلیویژن کی انتظامیہ کے خلاف یہ شکایت بھی عام ہے کہ وہ قرآن وسنت پر مبنی مسائل کے اوپر روشنی ڈالنے کے لئے سنی علماء کے ساتھ شیعہ علماء کو بھی مدعو کرتے ہیں اس سے بھی مسلمان دھوکہ کا شکار بنتے ہیں۔ اس سے عوام الناس کو یہ تاثر ملتا ہے کہ شاید "شیعیت" کی بنیاد بھی قرآن وسنت پر ہے؟ حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا ہے کہ شیعہ مذہب کی ہر بات اور عملی تشکیل قرآن وسنت کے خلاف اور متضاد ہے۔ یہ شیعوں کا تقیہ ہے کہ جب وہ عام مسلمانوں کے سامنے ریڈیو اور ٹی وی پر آتے ہیں تو اُن کو ظاہری طور پر تقیہ کرکے سنیوں والا بیان کا طریقہ اختیار کرنا پڑتا ہے۔

امید ہے کہ ریڈیو اور ٹیلیویژن کی انتظامیہ آئندہ اپنی بہترین کارکردگی کا عملی ثبوت پیش کرے گی۔ ہمارے علماء کرام کو اس بارے میں اپنا فرض منصبی ادا کرنا چاہیئے تاکہ عام مسلمان شیعوں کے دھوکہ اور فریب سے محفوظ رہیں۔

(۱۷) شیعہ مذہب میں تحریف قرآن کے عقیدہ کی تازہ عملی شہادت

THE DAILY JANG KARACHI

روزنامہ جنگ کراچی

SATURDAY DECEMBER 12, 1987.

جلد ۵۱ — نمبر ۳۲۲

تحریف شدہ قرآن مجید کی کاپیاں ضبط

لاہور (اے پی پی) پنجاب حکومت نے ادارہ سازمان چھاپ انتشارات جاوداں ایران کے شائع کردہ قرآن مجید کی تمام جلدیں ضبط کرلی ہیں۔ ان میں الفاظ یا اعراب کی تحریف کی گئی تھی۔ ایک ہینڈ آؤٹ کے مطابق یہ قرآن مجید قابل قبول اور منظور شدہ نہیں ہے اور اس سے پاکستانی مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ اس کی تمام جلدیں فوری طور پر ضبط کرلی گئی ہیں۔ اسے قرآن مجید نمبر ۴ کہا گیا ہے۔

۱۲ دسمبر ۱۹۸۷ء کے اخبار جنگ کراچی کی خبر کی فوٹو اسٹیٹ پڑھیں اور اس کے ذریعہ ایک تازہ دھماکہ خیز واقعہ سے شیعوں کے معروف عمل کا اندازہ لگائیں۔

خبر یہ ہے کہ:۔

"تحریف شدہ قرآن مجید کی کاپیاں ضبط"

لاہور۔ (اے پی پی) پنجاب حکومت نے ادارۂ سازمان چھاپ انتشارات جاودان ایران کے شائع کردہ قرآن مجید کی تمام جلدیں ضبط کرلی ہیں، ان میں لفظ یا اعراب کی تحریف کی گئی تھی۔ ایک ہینڈ آؤٹ کے مطابق یہ قرآن مجید قابل قبول اور منظور شدہ نہیں ہے۔ اور اس سے پاکستانی مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ اس کی تمام جلدیں فوری طور پر ضبط کرلی گئی ہیں۔ اسے قرآن مجید نمبر ۴ کہا گیا ہے۔ (جنگ کراچی۔ ہفتہ ۲۰ ربیع الثانی ۱۴۰۸ھ، ۱۲ دسمبر ۱۹۸۷ء)

یہ بات ذہن میں رہے کہ شیعوں کے پاس قرآن میں تحریف کے بارے میں اماموں کے ناموں سے وضع کردہ دو ہزار سے بھی زائد روایات ہیں اور شیعہ اُن روایات کے حوالہ سے ابتدا سے ہی قرآن مجید میں مندرجہ ذیل پانچ اقسام کی تحریف کا دعویٰ کرتے چلے آئے ہیں:۔

(۱) بعض سورتیں، سورتوں میں سے بعض آیات اور آیتوں میں سے بعض الفاظ خارج کردینے کا دعویٰ (۲) بعض سورتوں میں کچھ آیات اور آیتوں میں کچھ الفاظ کے اضافہ کردینے کا دعویٰ (۳) الفاظ میں تبدیلی کا دعویٰ (۴) حروف میں تبدیلی کا دعویٰ (۵) سورتوں، آیتوں اور الفاظ میں ترتیب کی تبدیلی کا دعویٰ۔

یوں تو شیعہ حضرات شروع سے ہی اپنے عقیدۂ تحریف قرآن میں اس طرح محدود رہتے آئے ہیں کہ

وہ اپنی تصانیف، تفاسیر، قرآن کریم کے حواشی اور ضمائم میں آئیں لکھتے آئے ہیں کہ فلاں فلاں آیت میں اصلی الفاظ یہ تھے وغیرہ وغیرہ ۔ اور ان کو کبھی بھی قرآن کریم کے اصل متن میں کسی حرف کے اعراب میں فرق اور تبدیلی کر کے قرآن کریم کا کوئی نسخہ مرتب کر کے شائع کرنے کی جرأت نہ ہوئی ۔ یہ آج تیرہ سو برس گذرنے کے بعد پہلی بار خمینی کی ایرانی شیعی حکومت نے جو کہ ساری دنیا میں اسلامی انقلاب کے دعویٰ کا ڈھونگ رچا کر مسلمانوں کو دھوکہ دے رہی ہے ، اس نے یہ جرأت کر کے دکھائی ہے کہ اپنی مذکورہ روایات کی بنیاد پر خود اصل قرآن کا متن تبدیل کر کے یہ تحریف شدہ قرآن مجید شائع کیا ہے ، جس کی جلدیں پاکستان میں لائی گئی ہیں جن کو گورنمنٹ پنجاب نے ضبط کیا ہے ۔

تو کیا اب بھی کوئی بد باطن ، کتمان اور تقیہ کر کے ، ریڈیو اور ٹی وی پر آکر مسلمانوں کو ایسا دھوکہ دیگا کہ اثنیٰ عشریہ مذہب میں قرآن کی تحریف کا عقیدہ نہیں ہے ؟ کیا مسلمان بجا طور پر موجودہ حکومت پاکستان سے ایسی توقع رکھ سکتے ہیں کہ آئندہ یہ حکومت مسلمانوں کو ایسے فریب سے محفوظ رکھنے کے لئے کسی شیعہ عالم کو ریڈیو اور ٹیلیویژن پر قرآن پر شیعیت میں ایمان کے غلط دعوے کی اجازت نہیں دیگی ؟ اور شیعہ علماء سے قرآن کریم کی تشریح و تفسیر بیان کرنے کا سلسلہ بھی اب ہمیشہ کے لئے ختم کرا یا جائیگا ؟

اپنے سنی علماء سے توقع ہے کہ وہ اس بارے میں اپنا فرض منصبی ادا کرنے میں کوئی بھی کوتاہی نہیں کریں گے ۔

قد تمت باب الثانی ویلیہ باب الثالث

باب سوئم

مذہبِ اسلام اور شیعہ مذہب کے عقائد اور ارکان کا تقابل

۱۔ پوری اُمّتِ مُسلمہ کے کلمہ اور شیعہ مذہب کے کلمہ کا تقابل

انسانی دنیا کی ابتدار اللہ تعالیٰ کے پہلے پیغمبر اور پہلے انسان سیدنا آدم علیہ السلام سے ہوئی۔ ابتدارِ عالم سے لیکر حضور علیہ السلام تک کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام اس دنیا میں مبعوث ہوئے، ان میں سے ہر ایک پیغمبر کے کلمہ کے الفاظ اس طرح رہے ہیں :

مثلاً لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ آدَمُ صَفِیُّ اللّٰهِ (علیہ السلام)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نُوحٌ نَجِیُّ اللّٰهِ (علیہ السلام)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِبْرَاهِیمُ خَلِیلُ اللّٰهِ (علیہ السلام)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِسْمٰعِیلُ ذَبِیحُ اللّٰهِ (علیہ السلام)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُوسٰی کَلِیمُ اللّٰهِ (علیہ السلام)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عِیسٰی رُوحُ اللّٰهِ (علیہ السلام)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ (صلی اللہ علیہ وسلم)

پوری امت محمدیہ جس کلمہ اسلام کا اقرار کرتی ہے اور حضور علیہ السلام نے نبوت ملنے کے بعد جس کلمہ سے دعوتِ اسلام کا آغاز کیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں جس کلمہ کو پڑھ کر بشمول حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار افراد مشرف باسلام ہوئے، اس

کلمہ اسلام کی عبارت آپ نے اوپر دیکھ لی ہے، یہی وہ کلمہ ہے جس کو حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد آج تک دنیا کے لاتعداد اشخاص نے تسلیم کیا ہے۔ اس کلمہ مبارک کے الفاظ قرآن مجید سے اس طرح ثابت ہیں،

پہلا حصّہ : لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۔۔ سورۂ محمد یا سورۃ القتال ۴۷، رکوع ۲، آیت ۱۹

دوسرا حصّہ : مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ ۔۔ سورۃ الفتح ۴۸ رکوع ۴ آیت ۲۹

اب ان دونوں حصّوں کو ملائیں گے تو مسلمانوں کا کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ بن جائے گا۔ چنانچہ یہی مسلمانوں کا کلمہ ہے اور یہی مبارک کلمہ، دینِ اسلام میں داخل ہونے کا دروازہ ہے، اور اس کلمہ کو اگر سو سالہ مشرک اخلاص اور صدق دل سے پڑھ لے تو وہ بھی نجات کا مستحق بن جاتا ہے۔ لیکن افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ شیعیت میں اس کلمہ کے الفاظ کچھ اور ہی ہیں چنانچہ اگر ہم اصلی کلمہ اور شیعیت کے کلمہ کا تقابل کریں گے تو صورت یہ ہوگی۔

اسلام کے کلمہ کے الفاظ	شیعیت میں کلمہ کے الفاظ
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ اس کا حوالہ قرآن سے پہلے ہی دیا گیا ہے۔	لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَخَلِیْفَتُہٗ بِلَا فَصْلٍ نماز جعفریہ صلا، نماز امامیہ صک، ۱ شیعہ نماز مع ضروریات دین صک

شیعوں کے اس کلمہ کے الفاظ جو "علی ولی اللہ، وصی رسول اللہ وخلیفتہ بلا فصل" ہیں وہ

---

۱ کتاب "نماز جعفریہ" شیعہ ویلفیئر آرگنائزیشن نواب شاہ نے طبع کرائی ہے، طباعت کا سال درج نہیں ہے۔ اس کتاب کی تصدیق اور تائید شیعہ علامہ مجتہد علی محمد نجفی فاضلِ عراق نے ان الفاظ میں کی ہے :
"میں نے کتاب "نماز جعفریہ" کو اول تا آخر دیکھا، بہت کوشش سے اس کی میں نے تصحیح کی"۔ آگے لکھتے ہیں :
"انشاء اللہ اس پر عمل کرنے والے امام صاحب الزمان (امام غائب) کی درگاہ میں اجرِ عظیم کے حقدار ہیں"
اس سے معلوم ہوا کہ شیعہ مذہب میں ہر نیک یا بد عمل کی سزا یا جزا امام دیتے ہیں، اور ہر عمل ان کو راضی کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔
دوسرا کتابچہ "نماز امامیہ" ینگ شیعہ فیڈریشن نواب شاہ کا طبع کرایا ہوا ہے اور کتاب "شیعہ نماز مع ضروریات دین" کی تصدیق اور تائید شیعہ مجتہد علامہ غلام مہدی نجفی فاضلِ عراق نے کی ہے۔ یہ تمام کتابیں خاص شیعوں کے لئے ہوتی ہیں اور ان میں مفت تقسیم ہوتی ہیں کسی سنی کو آسانی سے دستیاب نہیں ہوسکتیں، کیوں کہ ان کی اشاعت عام نہیں ہوتی۔

نہ تو قرآن پاک میں کہیں موجود ہیں اور نہ ہی شیعوں کی مقبول و مستند ترین اول کتاب "اصول کافی" میں مرقوم ہیں اور نہ ہی دسویں صدی کے شیعوں کے مایۂ ناز عالم و مجتہد علامہ ملا باقر مجلسی کی کتاب "حیات القلوب" میں ان الفاظ کا ذکر ہے بلکہ اسی کتاب کی جلد ۲ صلاً پر جو کلمۂ اسلام تحریر شدہ ہے تو وہ بھی سنیوں والا کلمہ ہے۔

اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ شیعہ مذہب کے موجدوں کو شروع شروع میں کلمہ کے الفاظ میں تبدیلی و تحریف کرنے کی بات ذہن میں نہیں آئی، لہٰذا یہ تبدیلی قرآن و سنت اور اسلام کی مخالفت میں بعد میں کی گئی ہے۔

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شیعوں کے اس خود ساختہ کلمہ کے ان الفاظ پر مختصر روشنی ڈالی جائے۔

(۱) **ولی** : اس لفظ کے معنی مددگار، دوست اور محب کے ہیں، ولی مفرد ہے اس کی جمع اولیاء ہے، لفظ ولی اللہ کے معنی اللہ کے دوست کے ہیں۔

قرآن مجید میں لفظ "ولی" بہت سے مقامات پر مذکور ہے، وہاں اس کے معنی دوست اور مددگار کے ہیں۔ کسی بھی جگہ اس لفظ کے معنی "اللہ کے خلیفہ" کے نہیں۔ یہاں بطور نمونہ چند آیات پر اکتفا کرتے ہیں:

۱۔ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ (التوبہ آیت - ۷۱) —— مومن مرد اور مومن عورتیں باہم ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔

۲۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ (یونس آیت - ۶۲) —— خبردار۔ اللہ کے دوستوں کو نہ ڈر ہے اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔

۳۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ (المائدہ آیت ۵۱) —— اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست مت بناؤ یہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔

۴۔ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ۝ (المائدہ آیت - ۵۵) —— تمہارا دوست، صرف اللہ اور اس کا رسول اور وہ ایمان والے ہیں جو کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور رکوع کرتے ہیں۔

لفظ "ولی" کی تشریح کی یہاں اس لئے ضرورت پیش آئی کہ شیعوں نے نہ صرف یہ کہ قرآن کی آیات اور الفاظ میں تحریف اور تبدیلی کی ہے بلکہ ان کی تفاسیر بھی قرآن کریم کی معنوی تحریف سے بھری پڑی ہیں۔

اس کے بارے میں آپ شیعوں کا مقبول ترجمہ وتفسیر مع حاشیہ مطالعہ کرکے تسلّی کر سکتے ہیں۔ معنوی تحریف کے سلسلے میں یہ بات ذہن میں رہے کہ شیعہ علماء سورۃ المائدہ کی آیت ۵۵ میں استعمال شدہ لفظ وَلِیُّ (ولیکم اللہ) کا مطلب حاکم بیان کرتے ہیں اور پھر حاکم سے مراد خلیفہ لیتے ہیں اور بعد میں اس سے حضرت علیؓ کی خلافت ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ قرآن کریم کی کسی بھی آیت میں حضرت علیؓ یا دوسرے کسی صحابیؓ کے نام سے خلافت کا ذکر موجود نہیں ہے۔

مناظرِ اہل سنّت حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوئی شیعوں کے خود ساختہ لفظ "حضرت علیؓ کی خلافت بلا فصل" کے رد میں لکھتے ہیں :

" لفظ ولی عربی لغت میں حاکم یعنی خلیفہ کے معنی میں کبھی بھی استعمال نہیں کیا گیا ۔ مکہ مکرمہ کے حاکم یا خلیفہ کے لئے والیِ مکہ استعمال کیا جاتا ہے اور لفظ ولی مکہ کبھی کسی نے استعمال نہیں کیا اور نہ استعمال کیا جاسکتا ہے "

معلوم ہوا کہ ولی اور والی میں فرق ہے ، والی کے معنی خلیفہ یا حاکم کے ہو سکتے ہیں لیکن ولی کے یہ معنی نہیں لیے جاسکتے لہٰذا یہاں لفظ ولی ہے، اس کے معنی مددگار اور دوست کے ہیں، حاکم یا خلیفہ نہیں ہوسکتے ۔

(۲) لفظ وصی : وصی یعنی وہ شخص جس کو وصیت کی گئی ہو ، چاہے وہ شخص خونی رشتہ سے اس کا وارث نہ بھی بنتا ہو ۔ یہ لفظ عام محاورہ میں اگر کوئی شخص دنیوی جائیداد چھوڑ جائے تو اس کے وارث یا ورثاء کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے ۔

(۳) خلیفته بلا فصل : یہ چونکہ شیعوں نے کلمہ میں بالکل نیا لفظ ملایا ہے لہٰذا اس کا ہم تفصیلی جائزہ لیں گے ۔

خلیفہ کے معنی خلیفہ یا حاکم یا نائب، بلا کے معنی کے سوا فصل کے معنی دو چیزوں کو الگ کرنے والی چیز ۔ اب ان تینوں بے جوڑ الفاظ کے معنی ہوں گے (درمیان میں بلا کسی فصل کے خلیفہ) یعنی بلا کسی رکاوٹ کے خلیفہ ۔ یہ عجیب عربی عبارت ہے ۔ بہرحال اس عبارت کا مطلب شیعہ یہ لیتے ہیں کہ حضرت علیؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے خلیفہ ہیں ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ کے درمیان والے وقت میں دوسرا کوئی خلیفہ نہیں ہے ۔ اب آپ خود غور کریں اور سوچیں کہ اس خود ساختہ عبارت میں شیعوں نے جھوٹ کہا ہے یا سچ حقیقت

یہ ہے کہ یہ الفاظ "خلیفہ بلا فصل" سراسر جھوٹ ہیں کیونکہ حضور علیہ السلام اور حضرت علیؓ کے درمیان خلفاء ثلاثہؓ کا ہونا ایسی لازمی اور سچی حقیقت ہے کہ جس سے کوئی شیعہ مُنصِفْ بھی انکار نہیں کر سکتا، اگر چہ وہ ان تینوں خلیفوں کو حق پر نہ جانتا ہو تو پھر حضرت علیؓ خلیفہ بلا فصل تو نہ بنے اور اب یہ الفاظ "خلیفہ بلا فصل" ہر لحاظ سے مذہب، اخلاق اور تاریخ کی روشنی میں جھوٹ ہی جھوٹ ہیں۔

اب آپ خود غور کریں کہ اسلام کے بنیادی کلمہ کے ساتھ ایسے الفاظ کو شامل کر کے ایسا اعلان کرنا اور اس کی گواہی دینا یہ حق پر گواہی ہے یا جھوٹ کے اوپر۔ اللہ تعالےٰ ہمارے ایمانوں کی حفاظت فرمائے، فیصلہ آپ خود کریں۔

اب آپ مندرجہ ذیل باتوں پر خوب غور کریں:

الف - اسلام میں داخل ہونے کا پہلا دروازہ کلمہ شریف ہے، شیعہ مذہب کا اسلام والا کلمہ نہیں ہے۔ شیعوں کا جو کلمہ ہے وہ نہ تو قرآن کریم سے ثابت ہے، نہ ان کی مذہبی معتبر کتابوں "اصولِ کافی"، "تھذیب الاحکام" "من لایحضرہ الفقیہ" اور "الاستبصار" میں سے کسی میں اس کا ذکر ہے۔ ان چاروں کتابوں کو شیعہ اصولِ اربعہ کہتے ہیں۔ اب خبر نہیں کہ شیعہ مذہب کے موجدوں کو کلمہ میں تحریف کرنے کا شروع میں خیال کیوں نہ آیا اور بعد میں تحریف کیوں لازم ہوگئی۔

ب : شیعوں کے یہاں حضور علیہ السلام کے بعد اللہ تعالےٰ کی طرف سے بارہ اماموں کو خلیفہ بننا تھا جن میں سے حضرت علیؓ کو پہلا خلیفہ بننا تھا، ظاہر ہے کہ یہ بات نہ ہو سکی اور ان کے عقیدہ کے مطابق، اللہ رب العزت کی یہ بات ثابت نہ ہو سکی اور یہ منصوبہ بندی ناکام ثابت ہوئی (معاذ اللہ) اور حضرت علیؓ حقیقت میں حضور علیہ السلام سے چوبیس سال بعد میں خلیفہ بنے، حضرت علیؓ کے بعد حضرت حسنؓ خلیفہ بنے، لیکن آپ نے بھی چھ ماہ کے بعد حضرت معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور رضا و رغبت سے اپنی خلافت سے دستبردار ہوئے۔ حضرت امام حسنؓ کے بعد بقیہ نامزد دس اماموں سے کوئی ایک بھی خلیفہ نہ بنا۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر اللہ تعالےٰ نے حضور علیہ السلام کے بعد بارہ خلیفہ نامزد فرمائے تھے اور ان میں سے حضرت امام حسنؓ صرف چھ مہینہ رہے تو ان کو صرف چھ مہینوں کیلئے خلیفہ کہا جاتا ہے اور حضرت امام حسینؓ تو ابتداء سے خلیفہ ہی نہ بنے تھے اس لئے شیعہ ان کو خلیفہ امام حسینؓ نہیں کہتے اور باقی نو اماموں میں سے کسی ایک کو بھی کوئی شیعہ خلیفہ نہیں کہتا کیونکہ ایسا کہنا حقیقت کے خلاف ہوگا۔ تو پھر دوستو! یہ تو بتاؤ کہ حضرت علیؓ جو کہ حضور علیہ السلام سے چوبیس برس بعد اور تین

خلیفوں کے بعد چوتھے خلیفہ بنے وہ کیسے خلیفہ بلافصل یعنی پہلے خلیفہ بنے اور آپ کو کیسے پہلا خلیفہ کہا جائیگا۔ معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ کو خلیفہ بلافصل کہنا، مذہب، اخلاق اور تاریخ کی روشنی میں سراسر جھوٹ ہے۔ پھر ثابت ہوا کہ شیعوں کے کلمہ، اذان اور اقامت میں بھی یہ جھوٹ داخل ہے۔ دوسرے الفاظ میں اس مذہب کی ابتداء ہی جھوٹ اور کلمہ کے ساتھ جھوٹے الفاظ پڑھنے سے ہوتی ہے

ج : اسلام تو اپنی جگہ پر بلکہ پوری دنیا میں ہمیشہ سے کسی کو کسی ملک کا حکمران، خلیفہ یا امیرالمؤمنین اس وقت کہا جاتا ہے جبکہ وہ عملی طور پر اس ملک کا حاکم یا خلیفہ یا امیرالمؤمنین بنتا ہے۔ ایک آدمی اگر کسی ملک کا حکمران یا خلیفہ کسی وقت میں نہ رہا ہو لیکن پھر بھی اس کو اگر حاکم یا خلیفہ سمجھا جائے تو یہ بات حقیقت کے خلاف ہوگی اور اس کو جھوٹ کہا جائیگا۔ چنانچہ امام الھند مولانا ابوالکلام آزاد اپنی کتاب خلافت کے صے پر قرآن کریم کی آیت استخلاف کی تشریح میں رقمطراز ہیں کہ :

" قرآن حکیم کے نزدیک جو چیز خلافت ہے وہ خلافت فی الارض ہے یعنی زمین کی حکومت و تسلط، پس اسلام کا خلیفہ ہو نہیں سکتا جب تک بموجب اس آیت کے زمین پر کامل حکومت و اختیار اسے حاصل نہ ہو " (مسئلہ خلافت صے)

د : یہ حقیقت بھی قابلِ ذکر ہے کہ حضرت علیؓ کے نام کے ساتھ دوسرے اماموں کی طرح لفظ امام نہ کبھی کہا گیا ہے نہ ہی کہا جاتا ہے اور نہ ہی لکھا گیا ہے۔ شیعوں کی کتابوں میں بھی آپ کو حضرت علیؓ یا امیرالمؤمنین کے الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ کی قدرت کی شان ہی عجیب ہے کہ جس قدسی شخصیت یعنی حضرت علیؓ کے لئے شیعہ حضرات یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پہلا خلیفہ اور امام مقرر کیا تھا لیکن ان ہی حضرت علیؓ کے لئے خلیفہ یا امام کا لفظ خود شیعوں کی معتبر یا غیر معتبر کتابوں میں کہیں نہیں ملتا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ کے لئے اذان، اقامت اور کلمہ میں " خلیفہ بلافصل " کا داخل ہونا بہت بعد کی ایجاد ہے جس کا شیعہ مذہب ایجاد کرنے والوں کو پہلے خیال نہیں آیا۔

ھ : اب ہم اسلام میں استعمال ہونے والے کچھ مناصب ذکر کرتے ہیں :

اسلام میں منصب یا عہدہ	کس کے لئے استعمال ہوا ہے یا ہو سکتا ہے
۱۔ نبی اور رسول۔	اللہ تعالیٰ کی طرف سے نامزد کردہ ہر نبی اور رسول کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء کے لئے استعمال ہوتا ہے اور ہوتا رہے گا۔

۲ - آخری نبی اور آخری رسول ۔ (خاتم النبیین)	اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ منصب صرف حضور علیہ السلام کو ملا ہے اور آپ کے ساتھ ہی خاص رہے گا۔
۳ - خلیفۂ رسول	صرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے استعمال ہوا ہے اور ہوتا رہے گا۔
۴ - امیر المؤمنین	حضرت عمر فاروق اعظمؓ، حضرت عثمان ذوالنورینؓ اور حضرت علی مرتضیٰؓ کے لئے استعمال ہوا ہے اور ہوتا رہیگا۔ نیز بعد میں آنے والے مسلمان حکمرانوں میں سے جو بھی متقی اور پرہیزگار اور اللہ تعالیٰ کی حدود کی حفاظت کرتا ہے اور کریگا، اس کے لئے بھی یہ لقب استعمال ہوا ہے اور ہوتا رہے گا۔

منصب نمبر ۱ اور ۲ کا انتخاب یا نامزدگی صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اور تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام اس دنیا میں تشریف لائے جنہوں نے اپنی نبوت کا ظاہر لفظوں میں، عام اجتماعات میں بغیر کسی خوف وخطر کے اعلان کیا اور اپنی پوری عمر یہ اعلان کرتے رہے۔ انہوں نے کبھی بھی کتمان اور تقیہ سے کام نہیں لیا۔
منصب ۳ اور ۴ یعنی خلیفہ اور امیر المؤمنین کا انتخاب، امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ذمہ ہے کیونکہ خلیفہ یا امیر المؤمنین کا، نبی والا کام نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے احکامات حاصل کرے اور اس پر وحی کا نزول ہوتا ہو جیساکہ شیعوں کا عقیدہ ہے کہ اماموں پر وحی کا نزول ہوتا تھا (نعوذ باللہ) جس سے حضور علیہ السلام کے خاتم النبیین ہونے کا انکار لازمی ہو جاتا ہے۔ بلکہ خلیفہ کا کام تو یہ ہے کہ ہمارے آخری نبی علیہ السلام کے احکامات کو قائم کرے اور ملک کو عدل وانصاف کے ساتھ چلائے۔ لہذا خلیفہ یا امیر المؤمنین کا انتخاب امت کے ذمہ ہے۔ امت ہی اس کا انتخاب کرتی ہے اور کرتی رہے گی۔ اس کا فیصلہ آپ ہی کریں کہ اس وقت جو ایران میں شیعہ اثنا عشریہ کی حکومت قائم ہے وہ کس کی منتخب کردہ ہے اللہ کی یا ایرانی عوام کی؟

۹ : یہ حقیقت بھی سمجھنی چاہئے کہ منصبِ نبوت، منصبِ خلافت اور امیر المؤمنین کا منصب ایسی نوعیت کے ہیں کہ ان کا ظاہر کرنا ضروری ہے۔ آپ اسلام کو چھوڑیں بلکہ ابتداء سے لے کر آج تک دنیا کے کسی ملک کے کسی وزیر اعظم، صدر، خلیفہ یا گورنر کا نام بتائیں جس نے ان عہدوں میں سے کسی ایک پر فائز ہونے کے بعد اس کا اظہار نہ کیا ہو۔ جب انسانوں کا منتخب کردہ ایک شخص اپنے منصب کا اظہار کرتا ہے تو پھر اگر حضرت علیؓ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلے نامزد خلیفہ یعنی خلیفہ بلافصل تھے تو پھر اپنے منصب کا آپ نے کیوں اظہار نہیں فرمایا۔ معلوم ہوا کہ شیعوں نے یہ سب جھوٹ بنا کر اللہ تعالیٰ، اللہ کے رسولؐ، اہل بیتِ رسولؐ اور صحابہ کرامؓ کے خلاف ایک

سازش تیار کی ہے جس کا مقصدِ وحید اسلام کو مٹانے کے سوا کوئی اور نہیں ہے۔

جو اللہ تعالےٰ کی طرف جھوٹ منسوب کرے تو اس کے لئے قرآن مجید میں ہے کہ :

قُلْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ ۝ مَتَاعٌ فِی الدُّنْیَا ثُمَّ اِلَیْنَا مَرْجِعُھُمْ ثُمَّ نُذِیْقُھُمُ الْعَذَابَ الشَّدِیْدَ۔

(اے پیغمبرؐ تو) کہہ کہ جو لوگ باندھتے ہیں اللہ پر جھوٹ بھلائی نہیں پاتے، تھوڑا سا نفع اٹھالینا دنیا میں پھر ہماری طرف ہے ان کا لوٹنا پھر چکھائیں گے ہم ان کو سخت عذاب (بدلہ ان کے کفر کا۔)

یونس ۱۰ - ع ۷ - آیت ۶۹ - ۷۰۔

مذکورہ بالا تشریح سے یہ بات واضح ہوگئی کہ شیعوں کے خود تراشیدہ کلمہ کا اسلام کے کلمہ سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ یہ اللہ اور اس کے رسول کا نام لے کر جھوٹ کے اوپر گواہی دی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ خلیفۂ اول اور خلیفۂ بلافصل ہیں۔ حالانکہ یہ خیال باطل ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

۲۔ اسلام اور شیعہ مذہب کے ایمانیات کا تقابل

یہ بات ذہن میں رہے کہ ایمانیات کا تعلق انسان کے قلب سے ہے اور ان کو عقیدہ کہا جاتا ہے۔ تو پھر ایمانیات کے لئے ضروری ہے کہ وہ نصوصِ قطعیہ سے ثابت ہوں ورنہ بصورتِ دیگر وہ عقیدہ، ایمانیات سے شمار نہیں کیا جائیگا۔

قارئین کرام! اسلام اور دیگر مذاہب میں نمایاں فرق یہ ہے کہ اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب میں عقائد اور ایمانیات کی خاص اہمیت نہیں ہے نہ ہی کوئی واضح ضرورت سمجھی جاتی ہے۔ چنانچہ صرف چند رسوم و عبادات کو ماننے سے ہی آدمی ان مذاہب میں داخل ہوجاتا ہے۔ پھر چاہے وہ عبادات و رسوم شرک ہی کیوں نہ ہوں۔ اس کے مقابلہ میں اسلام کی عمارت کی بنیاد عقائد پر رکھی گئی ہے جو کہ قرآن کریم اور سنتِ رسولؐ میں واضح الفاظ میں بیان کردہ ہیں اور ان کو دل سے تسلیم کرنا اور ماننا لازم قرار دیا گیا ہے یہاں تک کہ ان کے بارے میں معمولی کمی بیشی سے بھی انسان دائرۂ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے چہ جائیکہ ان میں سے کچھ عقائد کو بالکلیہ تسلیم نہ کیا جائے۔ عبادات اور اعمال میں کوتاہی سے ایک انسان گنہگار تو ضرور ہوجائیگا لیکن وہ دائرہ اسلام سے بہرحال خارج نہ ہوگا۔ مرزائی (لاہوری اور قادیانی) پورے عالم اسلام کے متفقہ فتوٰی سے اسلام سے خارج ہیں تو اس کا سبب یہی ہے کہ ان لوگوں نے اسلام کے ایک بنیادی عقیدہ ختم نبوت میں فرق کیا ہے۔ یہی حال دوسرے عقائد کا ہے اگر ان میں

سے جو بھی اور جس طرف سے بھی کچھ فرق کریگا تو اس آدمی کے لئے علماء کرام کو دائرہ اسلام سے خارج ہونے کے فتوے دینے میں کوئی تردد نہیں رہیگا اور نہ ہوا ہے۔

اسلام کے یہ عقائد نصوصِ قرآنیہ اور احادیث میں یوں بیان ہوئے ہیں :

آیت نمبر ۱ - یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ یَّکْفُرْ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِیْدًا

(النساء ۴ - ع ۲۰ - آیت ۱۳۶)

اے ایمان والو یقین لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو نازل کی ہے اپنے رسول پر اور اس کتاب پر جو نازل کی تھی پہلے اور جو کوئی یقین نہ رکھے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر وہ بہک کر دور جا پڑا۔

آیت نمبر - ۲

قُلْ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ (النساء ۴ - ع ۱۱ - آیت ۷۸)

کہدو کہ سب اللہ کی طرف سے ہے (اسلئے اس پر ایمان لائیں)

آیت نمبر - ۳

کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَکُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ

(البقرہ ع آیت)

کس طرح کافر ہوتے ہو خدا تعالیٰ سے حالانکہ تم بے جان تھے پھر جلایا تم کو پھر ماریگا تم کو پھر جلائیگا تم کو پھر اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں "ایمانیات" اس طرح بیان ہوئے ہیں :

اقرار نامہ

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَ مَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَ رُسُلِہٖ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ ۔

ایمان لایا میں اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور اس بات پر کہ جو اچھا یا برا ہوتا ہے وہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اور اس بات پر (ایمان لاتا ہوں) کہ مرنے کے بعد پھر دوبارہ زندہ ہونا ہے۔

یہی ایمانیات ہیں اور یہی وہ اقرار نامہ ہے کہ جب کوئی غیر مسلم، اسلام میں داخل ہونا چاہتا ہے تو اس

کو یہی الفاظ ادا کرائے جاتے ہیں۔

اب ہم اسلام کے ایمانیات کا شیعوں کے ایمانیات سے تقابل کراتے ہیں جس سے آپ کو بخوبی اندازہ ہو جائیگا کہ شیعوں کا دین اور ہے جس کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔

اسلام میں ایمانیات	شیعہ مذہب میں ایمانیات
[قرآن وسنّت کے حوالے پہلے دیئے گئے ہیں]	[نماز جعفریہ ص ۱۱-۱۳، نماز امامیہ ص ۴-۶، شیعہ نماز مع ضروریاتِ دین ص ۱۲-۱۳]
۱۔ اللہ تعالےٰ پر ایمان لانا	اللہ تعالےٰ پر ایمان
۲۔ اللہ تعالیٰ کے رسولوں پر ایمان	اللہ تعالیٰ کے رسولوں پر ایمان
۳۔ اللہ تعالیٰ کی کتابوں (قرآن پر ایمان)	———
۴۔ قیامت پر ایمان	قیامت پر ایمان
۵۔ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان	مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان
۶۔ فرشتوں پر ایمان	———
۷۔ تقدیر پر ایمان	———
۸۔ ———	امامت پر ایمان۔
۹۔ ———	عدل پر ایمان۔

اس تقابل سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اسلام میں قرآن وسنت کے واضح احکامات کے مطابق سات باتوں پر ایمان لانا ضروری ہے ان میں سے شیعوں نے تین باتوں فرشتوں پر ایمان، تقدیر پر ایمان اور قرآن پر ایمان کو شروع سے ہی ایمانیات سے خارج کر دیا ہے باقی چار باتوں پر۔ اللہ تعالےٰ، رسولوں، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے اور قیامت پر ایمان لانے کو ایمانیات میں جگہ دی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ جن چار باتوں پر شیعوں کے ہاں ایمان لانا لازمی ہے کیا ان باتوں پر قرآن وسنت کے مطابق ان کا ایمان ہے بھی یا نہیں؟ جواب بالکل ظاہر اور عام فہم ہے وہ یہ کہ جب ان لوگوں کا قرآن وسنّت پر ایمان ہی نہیں ہے اور انھوں نے قرآن پر ایمان لانے کو ایمانیات سے خارج کر دیا ہے اور حضور علیہ السلام کی احادیث کا پورا ذخیرہ ان کے نزدیک قابلِ اعتماد اور حجّت نہیں ہے، جیسا کہ دوسرے باب میں بیان ہو چکا تو پھر ان شیعوں کا باقی چار باتوں اللہ پر ایمان، رسولؐ پر ایمان، قیامت پر

ایمان اور مرنے کے بعد زندہ ہونے پر ایمان قرآن وسنت کے مطابق کیسے ہوسکتا ہے ؟ ان پر ایمان اور عمل کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور یہ بات خارج از بحث ہے۔ امید ہے کہ یہ بات آپ کو آسانی سے سمجھ میں آگئی ہوگی۔

اب مندرجہ بالا تقابل سے ایک طرف یہ معلوم ہوا کہ قرآن وسنّت میں واضح احکامات کے باوجود :-

۱۔ شیعہ مذہب میں قرآن پر ایمان لانا، ایمانیات سے خارج کر دیا گیا ہے۔
۲۔ شیعہ مذہب میں فرشتوں پر ایمان لانا ایمانیات سے خارج کر دیا گیا ہے۔
۳۔ شیعہ مذہب میں تقدیر پر ایمان لانا ایمانیات سے خارج کر دیا گیا ہے۔

اور دوسری طرف یہ معلوم ہوا کہ قرآن وسنت میں کسی جگہ بھی یہ حکم نہ ہونے کے باوجود :-

۱۔ شیعہ مذہب میں امامت پر ایمان لانا ایمانیات میں اپنی طرف سے داخل کر دیا گیا ہے۔
۲۔ شیعہ مذہب میں عدل پر ایمان لانا ایمانیات میں اپنی طرف سے داخل کر دیا گیا ہے۔

شیعوں نے قرآن پر ایمان کو ایمانیات سے خارج کیوں کیا؟ اور امامت پر ایمان کو ایمانیات میں داخل کیوں کیا؟ اس کے کیا اسباب ومحرّکات ہیں؟ نیز عدل پر ایمان کو ایمانیات میں داخل کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟ اس کے بارے میں مختصراً عرض ہے کہ :

علماء شیعیت میں قرآن پر ایمان کو ایمانیات سے خارج کر دینے اور امامت کے عقیدہ کو ایمانیات میں داخل کرنے کا اصلی سبب یہ ہے کہ شیعوں نے اپنے مذہب شیعیت کی بنیاد حضور علیہ السلام کی ختم نبوّت پر نہیں بلکہ امامت کے عقیدہ پر رکھی ہے اور یہ عقیدہ ان کا خود تراشیدہ ہے جس کا قرآن میں کہیں ذکر تک نہیں ہے۔ امامت کے عقیدہ کو قرآن سے ثابت کرنے کے لئے شیعہ مذہب کے تصنیف کرنے والوں کو یہ مجبوری تھی اور ہے کہ وہ قرآن کو تحریف شدہ کہیں، قرآن پر ایمان کو ایمانیات سے نکالدیں اور امامت کے عقیدہ کو، قرآن میں خود تحریف کر کے اس سے ثابت کریں اور اس عقیدۂ امامت کو شیعہ مذہب کی بنیاد بنا کر پھر اس کو ایمانیات میں داخل کریں۔ چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا ہے۔

ادھر یہ بات ذہن میں رہے کہ امامت کا عقیدہ بہت پہلے سے ہی ایجاد شدہ ہے، اس کا موجد اول عبداللہ بن سبا صنعانی یہودی علیہ ماعلیہ تھا (دیکھئے باب اول) بعد میں جب امامت کے عقیدہ کو نصِّ قطعیہ قرآن مجید سے ثابت کرنے کی ضرورت پیش آئی تو شیعوں کے علماء نے کہا کہ امامت کے بارے میں قرآن مجید میں تو سب کچھ

موجود تھا، لیکن حضرت علیؓ کے دشمن غاصب صحابہ (نعوذ باللہ) نے قرآن مجید سے یہ سب کچھ نکلوا دیا۔ شیعہ علماء نے "صرف قرآن میں تحریف ہے" کہنے پر اکتفا نہیں کی بلکہ ان لوگوں نے عملی طور پر قرآن کریم میں تحریف کی ہے اور قرآن کریم کی بہت سی آیات تبدیل کر کے دکھائی ہیں کہ فلاں فلاں آیت اس طرح نازل ہوئی تھی جس میں امامت کا ذکر اور ائمہ کے نام موجود تھے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن جس موجودہ قرآن میں یہ آیات ان الفاظ کے ساتھ لکھی ہوئی موجود نہیں ہیں۔ قرآن کی تحریف کے سلسلہ میں شیعوں کی معتبر و مستند کتابوں میں ائمہ کے نام سے دو ہزار سے زائد متواتر روایات ملتی ہیں۔ شیعوں کی معتبر کتابوں سے قرآن کریم کی آیات میں تحریف کا نمونہ مندرجہ ذیل تقابل سے آپ سمجھ سکیں گے:

قرآن کی آیت	شیعوں کے ہاں تبدیل شدہ آیت
وَلَقَدْ عَهِدْنَآ إِلٰىٓ اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ (طٰہٰ ۲۰-ع ۶-آیت ۱۱۵)	وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلٰىٓ اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ كَلِمَاتٍ فِيْ مُحَمَّدٍ وَّعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَالْاَئِمَّةِ مِنْ ذُرِّيَّتِهِمْ (کافی کلینی ص۲۶۲، عکس دیکھیں ص۴۵۲ پر)

اب یہ بات لازمی ہوگی کہ اگر قرآن پر ایمان ہوگا تو شیعیت کے خود تراشیدہ عقیدۂ امامت پر ایمان نہیں ہوگا اور اگر امامت پر ایمان نہ ہوگا تو شیعہ مذہب نہیں ہوگا۔ اب اگر شیعہ مذہب ہو اور قرآن پر ایمان بھی ہو تو یہ ناممکن ہے کیونکہ یہ اجتماع ضدین ہے۔ یہاں پر یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جہاں حضور علیہ السلام کے صحابہ کرامؓ کی صداقت امانت اور ان کے ایمان کا انکار ہوگا تو وہاں قرآن و سنت پر ایمان نہ ہوگا، کیوں کہ ان دونوں چیزوں کے اولین راوی اور مبلغ ہی صحابہ کرامؓ ہو سکتے تھے اور ہیں لہٰذا ان قدوسیوں کو (معاذ اللہ) مرتد، کافر اور غاصب کہنے سے قرآن و سنت کی سالمیت و حفاظت کا لازمی طور پر خود بخود انکار ہو جائے گا۔ حضور علیہ السلام کے صحابہؓ کو مسلمان نہ کہنا اور پھر قرآن و سنت پر ایمان ہونا یہ دونوں باتیں ایک دوسرے کی ضد ہیں جو کہ کبھی ایک مقام پر جمع نہیں ہو سکتیں۔

لہٰذا شیعوں کے ہاں ختم نبوت اور قرآن و سنت پر ایمان کے مقابلہ میں امامت کے عقیدہ پر ایمان لانا ضروری ہے۔ یہی اصل سبب ہے کہ انہوں نے قرآن پر ایمان لانے کو ایمانیات سے خارج کر دیا ہے اور اس کی جگہ خود تراشیدہ عقیدۂ امامت کو ایمانیات میں داخل کر دیا ہے۔

۲۔ عدل کو ایمانیات میں داخل کرنے کے بارے میں عرض ہے کہ شیعوں کے ادارہ "شیعہ ویلفیئر آرگنائزیشن نواب شاہ" کی طرف سے مطبوعہ کتاب "نماز جعفریہ" اور حسینین لائبریری کراچی کی مطبوعہ کتاب "شیعہ ضروریات دین"

میں عدل کی تعریف اس طرح کی گئی ہے :

" عدل یعنی اللہ انصاف کرنے والے ہیں اور ظالم نہیں اور انسان جیسے کریگا ویسے بھریگا "

(بلفظہ نماز جعفریہ ص۱۱، ص۱۲)

" عدل یعنی اللہ انصاف کرنے والا ہے، ظالم نہیں ہے، آدمی جیسا کریں گے ویسا بھریں گے ۔

(بلفظہ شیعہ ضروریات دین ص۱۲)

اللہ کے بارے میں شیعوں کے عقیدۂ عدل کا کیا مطلب ہے، یہ تو مطلب نہیں کہ ان کے یہاں عدل سے مراد سراسر ظلم ہے؟ چنانچہ اس کے بارے میں مقبول ترجمہ مع حاشیہ میں سورۃ البقرہ ع ۶ کی آیت ۴۸ یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسًا ــــــ یُنْصَرُوْنَ کی تشریح میں امام جعفر صادق کی ایک طویل روایت موجود ہے جس کا آخری حصہ یوں ہے :

" (قیامت میں) ایک شیعہ ہمارا ایسا لایا جائیگا جس نے اعمالِ صالحہ کچھ بھی نہ کئے ہوں گے مگر ہماری دوستی اس کے دل میں موجود ہوگی اور اس کو ایک لاکھ ناصبیوں کے مابین کھڑا کیا جائیگا اور اس سے یہ کہا جائیگا کہ چونکہ تو امامت کا قائل تھا اس وجہ سے یہ ناصبی (کفارہ کے طور پر) تیرے عوض جہنم میں بھیجے جاتے ہیں "

(ترجمہ و تفسیر مقبول ص۱۳ عکس دیکھیں ص۳۹۱ پر)

اور اسی ترجمہ و حواشی میں سورۃ انفال کی آیت ۳۷ (لِيَمِيزَ اللّٰهُ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ) کی تشریح میں امام باقرؒ کی ایک طویل روایت مرقوم ہے جس کا خلاصہ یوں ہے کہ :

" اللہ تعالیٰ مؤمن (شیعہ) کی طینت (مٹی) میں کافر (سنی) کی مٹی کا کچھ حصہ ملاتا ہے اور کافر کی مٹی میں مؤمن (شیعہ) کی مٹی کا کچھ حصہ ملاتا ہے پھر قیامت میں کافر (سنی) کے تمام اعمال صالحہ مؤمن (شیعہ) کو ملیں گے اور مؤمن (شیعہ) کے تمام بداعمال (کافر) سنی کے سر پر مارے جائیں گے اور اللہ کے عدل کا بھی یہی تقاضا ہے "

(خلاصہ مقبول ترجمہ و حواشی ص۳۶۰ عکس دیکھیں ص۳۹۸ پر)

قارئین کرام ! اعمال کے بارے میں اگر عیسائیت اور شیعیت کا تقابل کرایا جائے تو یہ معلوم ہوجائیگا کہ شیعیت عیسائیت کا چربہ ہے ۔۔ عیسائیت میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رحم کا تقاضا یہ ہے کہ ہر مجرم گنہگار سزا سے بچ جائے لیکن اللہ عادل بھی ہے اس لئے اس کے عدل کا یہ تقاضا ہے کہ گناہوں کی سزا دیجائے ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بندوں کی نجات کے لئے یہ بہانہ تلاش کر لیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ان کی جان کی قربانی لے کر تمام عیسائیوں کے گناہوں کی معافی کے لئے "کفارہ" بنایا، اور اب وہ تمام عیسائی آزاد ہیں جو اس پر اور اس کے کفارہ پر ایمان لائے ہیں ۔

اسی طرح شیعہ مذہب کے مصنفین نے اللہ تعالیٰ کی صفتِ "عدل" کو اپنے بنیادی عقائد (ایمانیات) میں داخل کیا ہے اور عیسائیوں کی پیروی کرتے ہوئے ان لوگوں نے "کفارہ" کا نسخہ بنایا جس میں انھوں نے بھی اماموں سے محبت کو استعمال کیا اور اپنے متبعین کو یہ باور کرایا ہے کہ اللہ تعالیٰ "عادل" ہے اور اس کے عدل کا یہ تقاضا ہے کہ وہ اماموں سے محبت کو بہانہ بنا کر محبت کا دعویٰ کرنے والے تمام شیعوں کے سب گناہ سنّیوں کے سر پر لاد دیں گے اور ان کو تمہارے عوض "کفارہ" کے طور پر دوزخ میں داخل کریں گے اور سنّیوں کے جو بھی اعمالِ صالحہ ہوں گے وہ سب تم محبت کا اظہار کرنے والوں کے کھاتے میں رکھیں گے اور اماموں سے محبت کا اظہار کرنے والے شیعہ سرگ (جنت) میں چلے جائیں گے۔ پھر چاہے وہ زانی، شرابی ہوں، لوطی ہوں، منشیات کے عادی، سودخور، رہزن اور ڈاکو ہوں، والدین کے قاتل یہاں تک کہ وہ مشرکانہ عقائد کے داعی کیوں نہ ہوں، (اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ) اب میں پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ تعالیٰ کے عدل کا تقاضا بھی یہی ہے جو شیعہ مجتہد بیان کرتے ہیں؟

ان دونوں روایتوں کو دیکھیں کہ کس طرح شیعوں نے حضرت امام جعفر صادقؒ اور امام باقرؒ کے ناموں سے یہ روایتیں بنا کر قرآن کریم میں معنوی تحریف کر کے عیسائیت کے عقیدہ "کفارہ" کو شیعیت کے اندر "عدل" کی آڑ میں کس طرح داخل کر دیا ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ شیعیت میں عدل کو ایمانیات میں داخل کرنے کا مقصدِ وحید اور اصلی سبب یہی ہے۔ قرآن پاک شیعوں کے ایسے عدل کے عقیدہ کی اس طرح نفی کرتا ہے :-

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى (الزمر ۳۹، ع ۱، آیت ۷)

کوئی بھی (گناہ گار) بوجھ اٹھانے والا دوسرے (کسی کے گناہوں کا) بوجھ نہیں اٹھاتا ہا

۳۔ ارکانِ اسلام اور ارکانِ شیعہ مذہب کا تقابل

ارکانِ اسلام، اسلام کے ان ضروری اور ظاہری اعمال کو کہا جاتا ہے جن کو اسلام میں باقی تمام اعمال سے فوقیت اور اولیت حاصل ہے۔

کسی ظاہری عمل کو ارکانِ اسلام میں شامل کرنے کے لئے نصِ قطعی یعنی قرآن وسنت میں حکم کی ضرورت ہے جیسا کہ آپ نے ایمانیات میں ملاحظہ کیا ہے، چنانچہ ارکانِ اسلام قرآن وسنت میں اس طرح موجود ہیں :

(الف) ارکانِ اسلام کا قرآن میں حکم

۱- لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ[1] (محمد ع ۲، سورۃ الفتح ع ۴) — اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

[1] نوٹ: قرآن پاک میں کلمہ طیبہ کے الفاظ دو ٹکڑوں میں الگ الگ موجود ہیں۔ جیسے لکھے گئے ہیں یکجا نہیں ہیں۔

۲ - اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ (مزمل ع ۲) — نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیتے رہو۔

۳ - یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ (البقرہ ع ۲۳) — اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔

۴ - وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ (آل عمران ع ۱۰) — اور اللہ کے لئے بیت اللہ کا حج لوگوں پر فرض ہے۔

(ب) ارکانِ اسلام کا احادیثِ نبویہ میں حکم

عن ابن عمرؓ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: بنی الاسلام علی خمس شہادۃ اَن لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ واَنّ محمدا رسول اللہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ وحج البیت وصوم رمضان۔ متفق علیہ۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے (۱) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں (۲) نماز قائم کرنا، (۳) زکوٰۃ ادا کرنا (۴) بیت اللہ شریف کا حج کرنا، (۵) رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔

قرآن کریم کی مندرجہ بالا آیات اور حدیثِ مبارکہ سے اسلام کے بارے میں احکامات معلوم ہوئے۔ اب ہم مذہبِ اسلام اور شیعہ مذہب کے ارکان کا تقابل کرتے ہیں تو یہ صورت سامنے آتی ہے:

ارکانِ اسلام	ارکانِ شیعہ مذہب
[حوالے پہلے دیئے گئے ہیں]	[نماز جعفریہ ص۲۰، نمازِ امامیہ ص۶-۱۲، شیعہ نماز مع ضروریاتِ دینی ص۱۴-۱۸]
(۱) توحیدِ باری تعالیٰ اور حضور علیہ السلام کے بارے میں اللہ کے بندہ اور رسول ہونے کی گواہی اور اقرار۔	
(۲) نماز قائم کرنا۔	(۱) نماز قائم کرنا۔
(۳) زکوٰۃ ادا کرنا۔	(۲) زکوٰۃ۔
(۴) حج بیت اللہ۔	(۳) رمضان کے روزے۔

(۵) رمضان المبارک کے روزے رکھنا

(۴) حج
(۵) خمس
(۶) تولا
(۷) جہاد
(۸) امر بالمعروف
(۹) نہی عن المنکر
(۱۰) تبرا

آپ کے خیال میں شاید یہ بات ہوگی کہ مندرجہ بالا تقابل میں موجود چار ارکان یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کی ادائیگی شیعہ مذہب میں قرآن وسنت کے مطابق ہوگی؟ حالانکہ یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، کیونکہ شیعہ مذہب میں قرآن تو ایمانیات میں ہی داخل نہیں ہے اور ان کے ہاں قرآن تحریف شدہ کتاب ہے اور اسی طرح پیغمبر کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بھی ان کے نزدیک قابلِ اعتماد نہیں ہیں جیسا کہ پہلے ہم بیان کر چکے ہیں۔
(دیکھئے باب دوم)

اب ہم مندرجہ ذیل پانچ ارکان اور ان کے بارے میں شیعوں کے طریقوں پر مختصراً کچھ روشنی ڈالیں گے۔
۱ نماز ۲ زکوٰۃ ۳ حج بیت اللہ ۴ خمس ۵ تبرا۔

۱۔ نماز کے بارے میں وضوء، اذان تکبیر اور نماز کے اوقات سے ہی ان کا معاملہ الگ ہے۔ شیعوں کے ہاں وضوء میں پیر دھونے کے عوض صرف پانی سے مسح ہی کافی ہوتا ہے اور شیعوں کی اذان اور اقامت میں اشھد اَنَّ عَلِیًّا وَلِیُّ اللہِ وَوَصِیُّ رَسُوْلِ اللہِ وَخَلِیفَتُہٗ بِلَافَصْلٍ کے الفاظ بھی ہوتے ہیں، ان الفاظ پر میں نے کافی بحث کی ہے وہ ضرور مطالعہ کرنا چاہیئے۔ اور شیعوں کے ہاں پانچ نمازوں کے لئے تین اوقات ہیں اور اذان بھی تین مرتبہ دی جاتی ہے۔ یہ لوگ ظہر اور عصر ایک وقت میں ادا کرتے ہیں اور اسی طرح مغرب عشاء بھی ایک ہی وقت میں ادا کرتے ہیں لہذا ان کے ہاں عصر کی نماز اور عشاء کی نماز کے لئے اذان بھی نہیں ہوتی۔ نماز کے سجدہ کے بارے میں شیعہ مذہب میں ہے کہ:

"حضرت امام حسین کی خاک شفاء (کربلا کی مٹی سے بنے ہوئے سجّادہ) پر سجدہ کرنے سے اوپر آسمان کے ساتوں حجاب کھل جاتے ہیں اور سجدہ کرنے والی جگہ (کربلا کی مٹی) سے نیچے زمین کے ساتوں طبق تک نور چمکتا ہے"
(نماز جعفریہ ص۱۳ ۔ شیعہ ضروریاتِ دین ص۲۶)

میں پہلے عرض کرچکا ہوں کہ شیعہ مذہب میں توحید کی جگہ شرک ہے۔ اس مذہب میں کربلا کی مٹی پر سجدہ کرنے کے اتنے فضائل اس لئے بیان کئے گئے ہیں کہ لازمی طور پر خاص کر نماز میں سجدہ کے اندر اللہ تعالیٰ کے عوض حضرت حسینؓ کی عظمت کا دھیان اور تصوّر یکسوئی کے ساتھ قائم ہو سکے۔ کیا شرک کے سر پر سینگ ہوتے ہیں یا اس کے سُرخاب کے پر لگے ہوتے ہیں ؟ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تک اس دنیا میں شرک کو مٹانے کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام مبعوث ہوئے ہیں لیکن کسی بھی وقت میں شرک کا ایسا بدترین تصور کہیں قائم ہوتا ہوا نہیں ملتا جیسا کہ شیعہ مذہب کی خاص الخاص عبادت یعنی نماز میں اور وہ بھی سجدہ میں قائم کیا ہوا ملتا ہے۔ اگر آپ کو اور کہیں معلوم ہے تو بتائیں ۔

کیا جس مذہب میں ایک شیعہ کے لئے روزانہ نماز جیسی اللہ کی مخصوص عبادت میں اللہ کے عوض حضرت حسینؓ کی عظمت کا تصور اور وہ بھی سجدہ کی حالت میں یکسوئی کی کیفیت میں کم از کم چونسٹھ مرتبہ قائم کرنے کا عملی طور پر انتظام کیا گیا ہو تو کیا یہ مذہب ، اسلام ہوگا یا شیعیت ہوگی ۔ کیا یہ مذہب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ اہل بیت کا ہوگا ؟

دوستو ! ٹھنڈی دل سے سوچیں اور بار بار سوچیں ، موت برحق ہے ۔ مرنے کے بعد سوچ وفکر کا دروازہ بند ہوجائیگا۔ موت سے پہلے غور وفکر سے کام لینا چاہیے ۔

۲ ۔ زکوٰۃ : اسلام میں زکوٰۃ کی فرضیت کی اہمیت قرآن پاک کی ان کثیر التعداد آیات سے ظاہر ہوتی ہے جن میں نماز کے ساتھ زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم ہے ۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے "خلیفۂ رسول" بننے کے بعد بشمول حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے تمام اکابر صحابہؓ سے مشورہ کرکے مانعین زکوٰۃ سے قتال کیا ہے ۔ لیکن شیعہ مذہب میں سونے اور چاندی کے سکے کے اوپر تو زکوٰۃ واجب ہے جس کا آجکل کہیں بھی رواج نہیں ہے ، مگر سونے اور چاندی کے زیورات پر ان کے یہاں زکوٰۃ فرض نہیں ہے ۔ پھر چاہے یہ جائیداد کروڑوں روپے کی کیوں نہ ہو ۔ اور شیعہ مذہب میں نوٹ پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے چاہے وہ کتنی ہی مالیت کے کیوں نہ ہوں ۔ اس لئے شیعوں کی جو رقم بینکوں میں ہوتی ہے اس سے زکوٰۃ نہیں کاٹی جاتی ۔ اور شیعوں کے یہاں عشر بھی فرض نہیں ہے ۔ یہ سب کچھ قرآن کریم کو ایمانیات سے خارج کرنے اور حضور علیہ السلام کی احادیث مبارکہ کو رد کرنے کا نتیجہ ہے ۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے ۔

۳ ۔ حجِ بیت اللہ : تمام مسلمانوں کو بخوبی علم ہے کہ کعبۃ اللہ شریف کو اللہ تعالیٰ نے خود اپنا گھر

کہکر اس کو پوری دنیا کے مسلمانوں کے لئے کعبہ وقبلہ مقرر فرمایا ہے، اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے، اس مقدس گھر کے لئے خود قرآن مجید میں کعبۃ اللہ اور بیت اللہ کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں کہا گیا ہے کہ :-

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ (سورت آلعمران - ع ۱۰ - آیت ۹۶)

بیشک پہلا گھر جو انسانوں کی عبادت کے لئے بنایا گیا یہ وہی ہے جو بکہ (مکرمہ) میں ہے جو کہ برکت والا اور جہان والوں کے لئے ہدایت ہے "

بعض روایات میں یوں آتا ہے کہ کوئی بھی پیغمبر ایسا نہیں آیا جس نے کعبۃ اللہ شریف کا طواف نہ کیا ہو یہ بھی روایات میں مذکور ہے کہ بیت اللہ شریف کی حدود زمین کے آخری طبق کے نچلے حصہ سے لیکر ساتویں آسمان تک ہیں۔ لہٰذا یہ صرف اس چہار دیواری کا نام نہیں ہے بلکہ تحت الثریٰ سے لیکر عرشِ معلیٰ تک یہ تمام فضا قبلہ اور تجلیاتِ ربانی کا مرکز ہے جس پر ہر وقت اللہ کی رحمت وبرکت کی بارش ہوتی رہتی ہے۔ یہی اللہ کا وہ گھر ہے جس کو صرف محبت اور عقیدت سے دیکھنا بھی عبادت ہے۔ ابن ماجہ ص۱۰۱ باب ماجاء فی فضل الصلوٰۃ فی المسجد الحرام ومسجد النبی میں روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مسجد الحرام میں باجماعت ایک نماز ادا کرنے کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے، پھر ان بدنصیب انسانوں کے ایمان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے، جو کہ مکہ مکرمہ میں پہنچ کر بھی اللہ تعالےٰ کی اتنی بڑی نعمت یعنی فرض نمازیں باجماعت مسجد الحرام میں ادا نہ کریں۔ یا اگر ماحول سے مجبور ہو کر تقیہ کی چادر اوڑھ کر مسجد الحرام میں جماعت کے ساتھ نمازیں تو ادا کریں لیکن ان کا عقیدہ ہو کہ ان کی یہ نمازیں ابتداء سے ادا ہی نہ ہوئیں لہٰذا اپنی نمازیں خود ادا کریں یا بعد میں قضاء کرتے ہوں۔ احادیثِ رسول اور فقہ اسلامیہ کی کتابوں میں بیت اللہ شریف، مسجد الحرام، مسجد نبوی، حج بیت اللہ وغیرہ کے فضائل وبرکات اور ان کے لئے مقرر کردہ احکام وآداب اتنے ہیں کہ ان کتابوں کے ابواب بھرے پڑے ہیں لہٰذا اس مختصر کتاب میں ان کے عشر عشیر کا بھی احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔

حج بیت اللہ، قرآن کے واضح الفاظ میں ہر مالدار مسلمان کے اوپر فرض ہے اور اسلام کے پانچ ارکان میں سے دین کی تکمیل کے لحاظ سے یہ آخری رکن ہے جس کی فضیلت میں یوں آتا ہے کہ خالص نیت سے حج ادا کرنے کی وجہ سے آدمی گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے وقت ہوتا ہے۔ یہ بیت اللہ شریف اور حج کے فضائل وبرکات کا ہی نتیجہ ہے کہ تمام دنیا کے کونے کونے میں بسنے والے ہر ایک مسلمان کا دل اس طرف اٹکا ہوا اور زیارت کا آرزومند ہوتا ہے اور اسی بات کو سچے مسلمان کی علامت اور نشانی سمجھا جاتا ہے۔

اس میدان میں شیعوں کا ایک خاص کارنامہ یہی ہے کہ انہوں نے کعبۃ اللہ شریف اور حج کے مقابلے میں کربلا اور اس کی زیارت کو لاکر حج کی عملی اہمیت کو کم کیا ہے اور اپنے پیروکاروں کا مکمل رخ اور تمناؤں کا مرکز کربلا کو بنایا ہے۔ یہ لوگ حج کے تاریخی تسلسل نیز مخصوص سیاسی مصلحتوں کے پیش نظر حج کے بارے میں قرآن کریم کے واضح حکم کا انکار تو نہیں کر سکے لیکن ان کے یہاں حج و کعبۃ اللہ شریف کے فضائل و برکات برائے نام ہیں لہذا ان کی طرف حقیقی کشش اور محبت خود بخود ختم ہو جاتی ہے۔ باقی شیعوں کے ہاں حج وغیرہ کے بارے میں جو کچھ دیکھنے میں آتا ہے اس کے پیچھے سیاسی مفادات کارفرما ہیں۔ دوسری طرف کربلا کے مرتبہ اور فضیلت کو اتنا بڑھا چڑھا کر خود تراشیدہ روایات سے مزین کر کے بیان کیا گیا ہے اور کیا جاتا ہے یہاں تک کہ ان کو سُن کر ہر شیعہ اسی تمنا میں رہتا ہے کہ اس کو یہ زیارت نصیب ہو اور وہ "زوّار" بن جائے۔

حقیقت میں شیعوں کے ہاں کعبۃ اللہ شریف کی عظمت یا حج بیت اللہ کے فرض ہونے کی اہمیت تو برائے نام ہے جیسا کہ ان کی دوسری فرضی عبادات کا حال ہے۔ البتہ آج کل ان کے ہاں حج کے موقعہ کو سیاسی مفادات کے حصول کے لئے ایک بڑا حربہ بنا کر استعمال کیا جاتا ہے اس کی آپ کو آنے والے حاجیوں سے حال احوال لینے کے بعد تصدیق حاصل ہو سکتی ہے۔ (راقم الحروف مترجم کو اس بات کا مشاہدہ حاصل ہے۔ اپنے سفر حرمین شریفین ۱۹۸۵ - ۱۹۸۶ء میں حج کے موقعہ پر بہت سے ایرانیوں سے ملاقاتیں ہوئیں تو ان کا پہلا سوال یہی تھا کہ ہمارا انقلاب آپ کی نظر میں کیسا ہے وغیرہ وغیرہ) مزید تحقیق کے لئے دیکھیں باب ۱۱۔

اب ہم حج بیت اللہ اور کربلا کی حاضری کا شیعوں کی تعلیمات کی روشنی میں تقابل کرتے ہیں تاکہ آپ کے سامنے صحیح صورتحال واضح ہو جائے:-

۱- شیعہ نماز مع ضروریاتِ دین میں شیعوں کی معتبر کتاب تحفۃ المؤمنین کے حوالہ سے ایک طویل روایت موجود ہے اس کا لُبِّ لباب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "حضرت امام حسینؓ کی شہادت کے بعد جو شخص آپ کی قبر کی زیارت کریگا تو اس کے اعمال میں میرے کئے ہوئے حج جیسے نوّے[۹۰] دفعہ حج کا ثواب لکھا جائیگا" (خلاصہ شیعہ نماز مع ضروریاتِ دین ص۱۱۰ وص۱۱۱، مصدقہ غلام مھدی نجفی فاضلِ عراق، مطبوعہ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ)

۲- آگے مفاتیح الجنان کے حوالہ سے لکھا گیا ہے کہ:-

"قیامت کے دن زوّاروں کا درجہ دیکھ کر عرفات والے حجّاج تمنا کریں گے کہ کاش اگر ہم بھی زیارت حضرت امام حسین علیہ السلام کرتے تو ایسا درجہ حاصل کرتے" (شیعہ نماز مع ضروریاتِ دین بلفظہ ص۱۱۱)

۳ - جب انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا تصنیف ہو رہا تھا تو اس کے مُرتّبین نے قبرِ حسینؓ کی مٹی کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی غرض سے اس وقت کے شیعہ عالم آیت اللہ شیخ محمد الحسین کاشف الغطاء سے سوال کیا تھا تو اس شیعہ عالم نے جواب میں "الارض والتربۃ الحسینیہ" کے نام سے ایک کتابچہ لکھا۔ اسی کی روشنی میں مذکورہ انسائیکلوپیڈیا میں قبرِ حسینؓ کی مٹی کے بارے میں معلومات تحریر کی گئی ہیں۔ کاشف الغطاء صاحب کی یہ تحریر کتابی شکل میں حال ہی میں مکتبہ نینوی الحدیثہ طہران ناصر خسرو مروی نے شائع کی ہے۔ اس کتابچہ میں اسی مٹی کے بارے میں عجیب وغریب الف لیلوی داستانیں مرقوم ہیں۔ مثلاً واقعہ کربلا کے فوراً بعد حضرت علی زین العابدینؒ نے اُسی مٹی پر سجدہ کیا اور پوری عمر اُسی پر سجدہ کرتے رہے وغیرہ۔ فضائل میں روایات مرقوم ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے :

روی عن الصّادق أنّ السجود علی الطین قبر الحسین یُنوّر الأرضین السّبع ومن کانت معه مسبحة من طین قبر الحسین کتب مُسبّحاً وإن لم یسبّح فیھا۔
(الأرض والتربة الحسینیة ص۱)

امام جعفر صادقؒ سے روایت کیا گیا ہے کہ حسینؓ کی قبر کی مٹی پر سجدہ کرنا ساتوں زمینوں کو نور سے روشن کر دیتا ہے اور جس کے پاس حسینؓ کی قبر کی مٹی سے بنی ہوئی تسبیح ہوتی ہے تو اس کو "مسبّح" (تسبیح پڑھنے والا) لکھا جائیگا اگرچہ وہ تسبیح نہ پڑھتا ہو۔

۴ - جو شیعہ کربلا وغیرہ کی زیارتیں کر کے آتا ہے تو اس کو شیعہ "زوّار" کے لقب سے پکارتے ہیں جیسے کہ ہم حج کرنے والے کو حاجی کہتے ہیں۔

۵ - علامہ ملّا باقر مجلسی "حق الیقین" کے صفحہ ۳۶۰ پر لکھتا ہے کہ ایک دفعہ امام جعفر صادقؒ نے اپنے معتقد مرید کو کہا کہ :-

بدرستیکہ بقعہائے زمین بایکدیگر مفاخرت کردند پس کعبہ معظمہ بر کربلائے معلّٰی فخر کرد۔ حق تعالیٰ وحی کرد بکعبہ کہ ساکت شو فخر بر کربلا مکن۔
(حق الیقین ص۳۶۰ - عکس ص۵۶۹ پر)

حقیقت یہ ہے کہ زمین کے مختلف حصوں نے ایک دوسرے کے اوپر فخر اور برتری ظاہر کی۔ پھر کعبۃ اللہ شریف نے کربلا معلّٰی پر اپنی برتری اور فخر ظاہر کیا تو اسی وقت اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو وحی کی کہ خاموش ہو جا اور کربلا کے آگے اپنی برتری اور فخر کا دعویٰ نہ کر۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن)

قارئین کرام کے سامنے بیشمار روایات میں سے چند ثبوت پیش کئے گئے ہیں اب یہ فیصلہ آپ کو کرنا ہے کہ شیعوں کے ہاں حاجی کا مقام اعلیٰ ہے یا زوّار کا۔ یہ فیصلہ آپ کریں ؟

۳(۱) شیعوں کے یہاں حج بیت اللہ پر زیارتِ قبرِ حسینؓ کے افضلیت کا عقیدہ

حجِ بیت اللہ کی جگہ پر شیعیت میں زیارت قبرِ حسین ہے۔ قبرِ حسین کی کیا اہمیت ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اسی زیارت کے بارے میں حال ہی میں یعنی ۱۴۰۵ھ میں تہران ایران سے ایک ضخیم کتاب بنام "نور العین فی المشی الی زیارۃ قبر الحسین"، شائع ہوئی ہے۔ اس کتاب سے کچھ روایات پیشِ خدمت ہیں :

(۱) ہر ایک مسلمان جانتا ہے اور قرآن کریم سے بھی ثابت ہے کہ روئے زمین پر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے بیت اللہ شریف تعمیر کیا گیا اور بیت اللہ سے پہلے کوئی چیز پیدا نہیں کی گئی۔ لیکن شیعہ علماء مجتہدین اور مؤرخین نے قرآن وحدیث اور عالمی تاریخ کو جھٹلایا ہے اور لکھا ہے کہ سب سے پہلے کربلا کی سرزمین کو پیدا کیا گیا ہے۔ چنانچہ نور العین کے صفحہ ۲۵ پر یہ روایت ہے کہ :-

عن عمرو بن ثابت عن ابیہ عن ابی جعفر قال خلق اللہ تعالیٰ کربلا، قبل ان یخلق الکعبۃ بأربعۃ وعشرین الف عام وقدسها وبارك عليها فما زالت قبل ان يخلق الله الخلق مقدّسة مباركة ولا تزال كذلك وجعلها الله افضل الأرض في الجنة

[نور العین فی المشی الی زیارۃ قبر الحسین صفحہ ۲۵ عکس صفحہ ۵۸۸]

عمرو بن ثابت اپنے باپ ثابت سے وہ ابو جعفر سے روایت کرتا ہے کہ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو پیدا کرنے سے چوبیس ہزار سال پہلے کربلا کو پیدا کیا اور اس کو پاک کیا اور اس کو مبارک بنایا، پھر ہمیشہ سے یہ (کربلا) پاک اور مبارک تھی پہلے اس کے کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا کرے اور ہمیشہ ایسا ہی رہے گا اور اس کو اللہ تعالیٰ نے جنت میں بہترین زمین بنایا۔

(۲) یہ بھی ہر ایک مسلمان جانتا ہے کہ حج اسلام کا رکن اعظم ہے جو ہر صاحب استطاعت شخص پر اللہ کی طرف سے فرض ہے اور جو صاحب حیثیت ہوتے ہوئے حج نہ کرے اس کے لئے حضور علیہ السلام نے وعید سنائی ہے۔ شیعوں کے نزدیک حج کی کوئی اہمیت نہیں ہے بلکہ حج کے مقابلے میں زیارت قبرِ حسینؓ کو فوقیت حاصل ہے اور جس نے قبرِ حسینؓ کی زیارت کرلی گویا اس نے حج کے برابر ثواب حاصل کرلیا۔ تفصیل نور العین کے صفحہ ۲۲۸ پر دیکھیں۔ روایت اس طرح ہے کہ :-

عن بشير الدهان قال سمعت اباعبدالله يقول وهو نازل بالحيره وعنده جماعة من الشيعة فاقبل الى بوجهه فقال يا بشير أحججت العام؟ قلت جعلت فداك لا و لكن عرفت بالقبر - قبر الحسينؓ فقال يا بشير والله ما فاتك شئ مما كان لاصحاب مكة بمكة قلت جعلت فداك فيه عرفات فسره لي فقال يا بشير ان الرجل منكم ليغتسل على شاطي الفرات ثم يأتي قبر الحسين عارفاً بحقه فيعطيه الله بكل قدم يرفعها و يضعها مائة حجة مقبولة و مائة عمرة مبروره ومائة غزوة مع نبي مرسل الى اعداء الله واعداء

[نورالعین ص۲۲۸ - عکس ص۵۸۳]

بشیر دھان سے روایت ہے کہ میں نے ابو عبداللہ سے سُن وہ حیرہ میں تھے اور آپ کے پاس شیعوں کی ایک جماعت بیٹھ ہوئی تھی، پھر امام ابو عبداللہ میری طرف متوجہ ہوئے اور فر کہ اے بشیر کیا تو نے اس سال حج کیا؟ میں نے کہا کہ میں آپ پر قربان میں نے حج نہیں کیا لیکن میں نے قبر کو پہچانا یعنی امام حس کی قبر کی زیارت کی تو آپ نے فرمایا کہ اے بشیر اللہ کی قسم! مکہ کے اعمال میں سے تجھ سے کوئی چیز فوت نہیں ہوئی (بشیر کہتا ہے میں نے کہا کہ میں آپ پر قربان مکہ میں عرفات ہے (وہاں تو م حاضر نہیں ہوا) پھر آپ اس کی وضاحت میرے لئے فرمائیں تو آپ نے فرمایا کہ اے بشیر بیشک تم میں سے جس نے فرات کے کنا پر غسل کیا اس کے بعد وہ حسینؓ کی قبر پر اس کا حق جانتا ہوا تو وہ شخص جو قدم اٹھاتا ہے اور رکھتا ہے اس ہر قدم کے عوض اللہ تعالیٰ ایک سو حج مقبول، ایک سو عمرہ مبرورہ اور ایک سو غزوات جو کسی نبی نے اللہ کے دشمنوں سے کئے ہوں ایسا ثواب عنایت فرماتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ شیعہ حجاز مقدس میں حج کرنے نہیں جاتے بلکہ ہنگامے کرنے اور اہل اسلام کا حج خراب کرنے جاتے ہیں جب قبر حسینؓ کی طرف ایک ایک قدم چل کر جانے کے بدلہ میں ایک سو (۱۰۰) حج مقبول، ایک سو (۱۰۰) عمرہ مبرورہ اور کسی نبی مقدس کے ایک سو (۱۰۰) غزوات کا ثواب گھر بیٹھے حاصل ہو جاتا ہے تو پھر حج بیت اللہ کی کیا ضرورت ہے؟

(۳) اب آگے ایک اور روایت ملاحظہ کریں :

عن عبد الله بن يعفور في حديث ثواب زيارة الحسين قال والله لو أني حدثتكم بفضل زيارته و بفضل قبره لتركتم الحج رأساً وما حج منكم أحد

زیارتِ حسینؓ کے ثواب کے بارے میں عبداللہ بن یعفور کی روایت میں ہے کہ اس نے کہا اللہ کی قسم اگر میں زیارت کی فضیلت اور قبرِ حسینؓ کی فضیلت تمہیں بتاؤں تو تم حج کرنا ہی چھوڑ دو گے اور تم میں سے

ویحك أما علمك ان الله اتخذ كربلاء حرما أمنا مبارکا قبل ان یتخذ مکة حرمًا
(نور العین ص۱۲۵۔ عکس ص۵۸۵ پر)

بالکل کوئی حج نہیں کریگا۔ کیا تو نے معلوم نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ کو حرم بنانے سے پہلے کربلا کو امن والا مبارک حرم بنایا ہے۔

(۴) حضرت حسینؓ کی قبر کی زیارت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کیا عطا فرماتے ہیں، یہ روایت دیکھیں:۔

عن علی بن أسباط عن بعض اصحابنا عن أبی عبد الله قال ان الله تعالی یبدأ بالنظر الی زوار قبر الحسین بن علیؓ عشیة عرفة قال قلت قبل نظره الی أهل الموقف قال نعم، قلت وکیف ذاك؟ فقال لأن فی أولئك اولاد زنا ولیس فی هؤلاء أولاد زنا.
(نور العین ص۱۲۴۔ فوٹو ص۵۸۲)

امام جعفر صادقؒ نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ عرفہ کی شام کو حاجیوں سے پہلے حضرت حسینؓ کی قبر کے زائرین پر نظرِ رحمت فرماتا ہے۔ راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا کہ وقوف کرنے والوں سے بھی پہلے نظر کرتا ہے کیا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں، میں نے کہا یہ کیسے؟ آپ نے فرمایا یہ اس وجہ سے کہ ان میں (عرفات والوں میں) زنا کی اولاد ہیں اور ان (کربلا والوں) میں زنا کی اولاد نہیں۔

شرافت اور دینداری کو دیکھیں! نعوذ باللہ، حاجیوں میں حرامی ہوں اور ان متعہ والوں میں سب حلالی بچے ہوں۔ کیا یہ ہے شیعیت کی تعلیم اور اخلاق؟

(۵) سیدنا حسینؓ کی قبر کی زیارت کرنے والا کس قدر خوش نصیب ہے اس کے لئے اس کتاب میں ص۱۲۶ پر یہ روایت ہے کہ:۔

عن بشیر الدهان عن أبی عبد الله فی حدیث له قال یا بشیر من زار قبر الحسین عارفا بحقه کان کمن زار الله فی عرشه (نور العین ص۱۲۶۔ عکس ص۵۸۱)

ابو عبد اللہ نے بشیر کو فرمایا کہ اے بشیر جس نے حضرت حسینؓ کا حق جانتے ہوئے اس کی قبر کی زیارت کی تو اس نے گویا کہ عرشِ عظیم پر اللہ تعالیٰ کی زیارت کی۔

(۶) اگر کوئی زیارت قبر حسینؓ نہ کرے اور مرجائے تو اس کی سزا کیا ہے، اس کے لئے یہ روایت دیکھیں:

عن هارون بن خارجة عن ابی عبد الله قال عمن ترك الزیارة زیارة قبر الحسین من غیر علة، قال هذا رجل من أهل النار (نور العین ص۱۲۱۔ عکس ص۵۸۳)

امام ابو عبد اللہ سے ہارون بن خارجہ نے اس شخص کے بارے میں پوچھا جس نے بغیر کسی عذر کے قبر حسینؓ کی زیارت نہ کی تو آپ نے فرمایا کہ یہ شخص جہنمی ہے۔

دیکھا آپ نے اگر کوئی حج نہ کرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وعید کا مستحق ہے کہ وہ یہودی یا نصرانی ہو کر مرے لیکن اگر کوئی زیارت قبر حسینؓ نہ کرے تو وہ جہنمی ہے۔ اب حج اور زیارت میں کیا فرق رہ گیا، یہ فیصلہ آپ کریں۔

(۷) زوّار کو کیا اجر ملتا ہے؟ اس کے لئے تو آگے روایتیں آرہی ہیں لیکن یہ بھی زائر کی فضیلت ہے کہ اس کی زیارت کے لئے اللہ کے جلیل القدر انبیاء سیدنا ابراہیمؑ، سیدنا موسیٰؑ، فرشتے، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، یہاں تک کہ وہ پاک ہستی جس نے اپنا جنازہ بھی رات کو اٹھانے کی وصیت کی تاکہ جنازہ پہ بھی غیر محرم کی نظر نہ پڑے، یعنی سیدنا فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا، بھی بقول شیعہ زائر کی زیارت کے لئے آتی ہیں (استغفر اللہ)۔

نورالعین کے صـ۴۸ پر یہ روایت ہے کہ:

عن داؤد بن کثیر عن ابی عبد اللہ قال ان فاطمة بنت محمد تحضر لزوار قبر ابنها الحسین فتستغفر لهم ذنوبهم۔ (نورالعین صـ۴۸۔ عکس صـ۵۸۸)

داؤد بن کثیر امام ابو عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا بیشک فاطمہؓ بنت محمدؐ اپنے بیٹے کی قبر کی زیارت کرنے والے کے لئے حاضر ہوتی ہیں اور اس کے گناہوں کے معافی کے لئے استغفار کرتی ہیں۔ (العیاذ باللہ)۔

(۸) قبر حسینؓ کی زیارت کرنے کا کیا اجر و ثواب ہے اس کے لئے شیعیت میں کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ ایک مرتبہ زیارت قبر حسینؓ کرنے والوں کو ایک سے لے کر دس لاکھ حج اور دس لاکھ عمرہ تک کا ثواب بھی ملتا ہے اور یہ بھی وہ حج اور عمرے ہیں جو کہ حضور علیہ السلام کے ساتھ ادا کئے گئے ہوں۔ اس کے لئے متعدد روایات ہیں جو کہ نورالعین فی مشی الی قبر الحسین کے باب ۱۸۶ سے لے کر باب ۲۱۷ تک میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ طوالت کے خوف سے فہرست کتاب کا عکس دیتے ہیں۔ دیکھیں صـ۵۸۸ تا صـ۵۸۹)

(۹) اسلام میں آب زمزم کو بڑی اہمیت حاصل ہے، آب زمزم کے لئے حدیث میں ہے کہ پانی پی کر علم اور رزق اور عمل کی ترقی اور بیماریوں سے شفا کی دعا کرنے چاہئے۔ شیعیت میں یہ شرف قبر حسینؓ کی مٹی کو حاصل ہے جبکہ شریعت میں مٹی کھانا حرام ہے۔ لیکن ان لوگوں کے دین میں اس مٹی کھانے والے کو کیا ہدایت ہے وہ اس روایت میں دیکھیں:

قال الصادق اذا اکلت طین قبر الحسین فقل اللهم رب التربة المباركة ورب الوصی الذی وارثه صل علی محمد و آل محمد واجعله علماً نافعاً ورزقاً واسعاً وشفاءً من کل داءٍ۔

(نورالعین صـ۲۷۔ عکس صـ۵۸۶)

امام صادق نے فرمایا کہ جب تو حسینؓ کی قبر کی مٹی کھائے تو یہ کہہ کہ اے اللہ (اس) مبارک مٹی کا رب اور نبی علیہ السلام کے اس وصی کا رب جو آپ کا وارث بنا تو محمدؐ اور آل محمدؐ پر رحمت بھیج اور اس (مٹی) کو علم نفع دینے والا اور کشادہ رزق اور ہر بیماری کی شفا بنا دے۔

۴۔ خمس : زکوٰۃ کے بارے میں آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ اس کو زیورات اور نوٹوں پر ختم کر کے گویا کہ عملی طور سے اس کا وجود ہی ختم کر دیا گیا ہے ، اور زکوٰۃ کے مقابلے میں شیعہ مذہب کے مصنفین نے خمس کے اہتمام پر زور دیا ہے جس میں غریبوں کی دیکھ بھال کے بدلے شیعہ علماء و مجتہدین کی خبر گیری کا خاص اہتمام کیا گیا ہے ۔ چنانچہ شیعہ مذہب میں کل آمدنی سے اپنی ضرورت کے لئے مناسب رقم نکال کر باقی جو بچ جائے اس کا پانچواں حصہ (⅕) علیحدہ کر کے اس کی تقسیم اس طرح کرنی ہے کہ اس کا آدھا (½) حصہ امام علیہ السلام کا ہے اور اس کے یہاں پہنچانے کے لئے کسی شیعہ مجتہد عالم کو دینا پڑتا ہے اور باقی آدھا (½) حصہ اُن سادات کو دینا ہوتا ہے جو کہ امامت پر یقین رکھتے ہوں (دیکھئے کتاب امامیہ دینیات درجہ دوم ص۱۴۱ ۔ خلاصہ نماز جعفریہ ص۱۴-۱۵-۱۹) (شیعہ نماز مع ضروریاتِ دین ص۱۷)

یہاں یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ شیعہ مذہب کے ایجاد کرنے والوں نے اپنے ٹولے یعنی شیعہ علماء کے پیٹ کے مسئلہ کو بڑی فراخدلی سے حل کرنے کی کوشش کی ہے یہاں تک کہ ان کے پاس ساری شیعہ دنیا کی بچت کے مال کا دسواں حصہ بالفاظ دیگر دس فیصد گھر بیٹھے امام کے حصہ کے نام پر پہنچایا جاتا ہے اور اس مال کی ادائیگی کے لئے بڑے بڑے اجر بتائے گئے ہیں بطور نمونہ شیعوں کی مشہور کتاب اصول کافی کی دو روایتیں ملاحظہ ہوں :-

(۱) عن الحسن بن میاح عن أبیه قال قال لی ابوعبد الله یا میاح درهم یوصل به الامام الأعظم وزناً من أحد (اصول کافی ص۳۵۱ ۔ دیکھیں عکس ص۲۶۲)

راوی کہتا ہے کہ مجھے امام جعفر صادقؒ نے فرمایا کہ اے میاح! ایک درہم جو امام کے پاس پہنچایا جاتا ہے وہ وزن کے لحاظ سے اُحد پہاڑ سے بھی وزنی ہے ۔

(۲) عن أبی عبد الله علیه السلام قال درهم یوصل به الامام أفضل من ألفی ألف درهم فیما سواه من وجوه البر ۔ (اصول کافی ص۳۵۱ ۔ دیکھیں عکس ص۲۶۲ پر)

امام جعفر صادقؒ نے فرمایا کہ ایک درہم جو امام تک پہنچایا جاتا ہے وہ بہتر ہے بیس لاکھ درہم سے جن کو کسی خیر کے کام میں صرف کیا جائے ۔

شیعہ مجتہد العصر علامہ و ڈاکٹر سید موسیٰ الموسوی اپنی تصنیف "الشیعة والتصحیح" میں خمس کے بارے میں یہ آیت کریمہ پیش کرتے ہیں :

وَاعْلَمُوٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ (سورۃ الانفال ع ۵ - آیت ۴۱)

اور جان رکھو کہ جو چیز تم (کفار سے) غنیمت کے طور پر لاؤ اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کا اور اس کے رسول کا اور اہل قرابت کا اور یتیموں کا اور محتاجوں کا اور مسافروں کا ہے۔ (اصلاح شیعہ ص۱۲۲ از شیعہ علامہ سید موسیٰ الموسوی)

"غنیمت کی تفسیر منافع کے ساتھ کرنا اُن امور میں سے ہے جنہیں ہم شیعہ کے سوا کہیں نہیں پاتے، چنانچہ آیت دو ٹوک واضح ہے کہ "خمس" جنگ کی غنیمت میں مشروع ہے نہ کہ کاروبار کے منافع میں، کاروبار کے منافع میں "خمس" واجب ہونیکی سب سے واضح اور قطعی دلیل یہ ہے کہ نبیؐ اور آپ کے چاروں خلفاء بمعہ حضرت علیؓ نے کبھی بھی خمس اکٹھا کرنیوالے نہیں بھیجے۔ حضرت علیؓ نے خلافت کی زندگی میں اپنے زیرِ عمارت وسیع اسلامی خطوں میں اپنے عملداروں کو کبھی بھی ایسا حکم نہیں دیا کہ وہ لوگوں سے "خمس" وصول کریں۔ ائمہ شیعہ نے بھی لوگوں سے کاروبار کے منافع میں سے کبھی بھی خمس کا مطالبہ نہیں کیا۔"

آگے فرماتے ہیں، یہ بدعت شیعہ معاشرہ میں پانچویں صدی ہجری کے اواخر تک شیعہ کے فقہی کتابوں میں "خمس" کے باب میں اِس امر کی طرف اشارہ بھی نہیں کرتی کہ خمس غنیمت اور منافع دونوں کے اوپر لاگو ہے۔

(الشیعۃ والتصحیح کا اردو ترجمہ "اصلاحِ شیعہ" صفحہ ۱۲۱-۱۲۲ کا خلاصہ)

۵ - تبرا :

شیعہ مذہب میں تبرّا کرنے اور لعنت کرنے کے فضائل اور برکات

قارئین کرام! مہذب دنیا میں ابتداء سے لیکر آج تک ہر مذہب، ہر فلسفۂ اخلاق اور ہر معاشرہ اور سماج میں کچھ برائیوں کو ہمیشہ سے بُرا سمجھا گیا ہے اور بُرا کہا گیا ہے اور اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ان برائیوں میں سچ کو چھپانا، دل میں ایک بات ہو اور زبان سے دوسری بات کرنا یعنی جھوٹ، دھوکہ، مکاری، منافقی اور چند پیسوں کے عوض زنا یہ تمام کام ہر اعتبار سے اور ہر مقام پر اور ہر وقت تسلیم شدہ بُرے کام ہیں لیکن شیعہ مذہب کے کھیل ہی نرالے اور عام سمجھ سے باہر ہیں۔ ان کے یہاں یہ تمام برائیاں کتمان، تقیہ اور متعہ کے عنوان سے نہ صرف یہ کہ جائز ہیں بلکہ دین و ایمان کا بنیادی حصہ ہیں۔ ان کے لئے ان کاموں پر بڑے اجر اور انعام کے وعدے ہیں جتنے کسی عبادت کیلئے بھی بیان نہیں کئے گئے۔ جیسا کہ آپ ان کے بارے میں جدا جدا ابواب میں پڑھ چکے ہیں یا آگے پڑھیں گے۔

ایسی ہی تسلیم شدہ برائیوں میں سے اس مذہب میں ایک بُرائی یہ بھی ہے کہ دوسروں کے بارے میں بُرے الفاظ اور گالی گلوچ کیا جائے لیکن آپ دیکھیں گے کہ شیعہ مذہب نے ان کو تبرّا کے نام سے شیعہ مذہب کے بنیادی ارکان نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کے ساتھ ایک بنیادی رکن قرار دیا ہے اور اس کے لئے بڑے اجر و ثواب کا اظہار کیا گیا ہے اور اس کے بے شمار فضائل بیان کئے گئے ہیں۔ یہاں پر یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ یہ تبرّا اور لعن طعن

آپس میں جمع ہو کر کن لوگوں پر کیا جاتا ہے؟ یہ ان پاک باز ہستیوں پر کیا جاتا ہے جو پیغمبر کریم علیہ السلام کے ساتھی ہیں جن کے قرآن کریم میں بے شمار فضائل بیان کئے گئے ہیں۔ ان کے لئے اور ان کے متبعین کے لئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ان سے راضی ہونے کا اعلان فرمایا ہے۔ نیز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ہیں جن کو قرآن کریم میں امہات المؤمنینؓ اور اہل بیت رسول کہا گیا ہے اور ان کی پاکیزگی کے اظہار کے لئے آیۃ تطہیر نازل فرمائی ہے اور پورا عالم اسلام ان کو ازواج مطہرات (پاک عورتیں) کے نام سے یاد کرتا ہے۔

یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ دنیا میں ہر تحریک کے بانی کے اولین کارکنوں اور ساتھیوں کو خصوصی احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے لیکن شیعہ مذہب دنیا کا وہ اکیلا واحد مذہب ہے جس نے نہ صرف سب سے زیادہ گالی گلوچ تبرا اور لعن طعن کا نشانہ تحریک اسلام کے ان بنیادی کارکنوں کو بنایا ہے بلکہ حضور علیہ السلام کی ازواج مطہرات کو بھی سب و شتم کیا گیا ہے، نعوذ باللہ۔

اس اجمالی تعارف کے بعد اب آپ تبرا اور لعنت کے بارے میں شیعہ مذہب کی تعلیم پر نظر ڈالیں، مزید فیصلہ آپ خود کریں یہ بات آپ پر چھوڑی گئی ہے۔

(۱) شیعوں کے ایک علامہ سید ولی حیدر شاہ صاحب اپنی کتاب ترغیب الصلوٰۃ کے ص۵۶ پر لکھتے ہیں کہ ؛ "ایک لعنت کے عوض ہزار نیکیاں تمہارے واسطے لکھی جائیں گی اور ہزار گناہ محو کر دیئے جائیں گے اور ہزار درجے بہشت میں بلند ہوں گے۔ (ترغیب الصلوٰۃ، ایڈیشن ۱۹۶۶ء مطبوعہ مکتبہ امامیہ اکرم روڈ پاک نگر لاہور)

جس مذہب میں ایک مرتبہ لعنت کرنے سے اتنے بڑے اجر کی بشارت مل رہی ہو تو اس مذہب کے پیروکار کو دوسر کسی نیک عمل کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ شیعوں کو لعنت اور تبرا کرنے والے عمل نے نماز، روزہ زکوٰۃ، حج، تلاوت قرآن، ذکر اللہ اور درود شریف کی برکات سے ایسا محروم کر دیا ہے کہ ان کے پاس آپ کو ان اعمال کی کوئی پابندی نظر نہیں آئے گی اور نہ ہی ان نیک اعمال کے لئے ایسے فضائل اور برکات بیان کئے ہوئے نظر آئیں گے۔

(۲) شیعوں کی دوسری ایک کتاب "شیعہ نماز مع ضروریات دین" ہے اس میں سے کچھ لکھنے سے پہلے یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ شیعوں کے پاس کتمان اور تقیہ کے نام سے دو اہم اصول ہیں (دیکھئے باب ۴) اسی سلسلہ میں شیعوں کے یہاں کچھ باتوں کے لئے کچھ خاص کوڈ ورڈس (CODE WORDS) ہوتے ہیں یعنی ایسے الفاظ جن کے ظاہری معنی دوسرے ہوتے ہیں لیکن ان سے اصل مراد دوسرے معنی ہوتے ہیں۔ یہ بات آپ کے علم میں ہو کہ شیعوں

کے یہاں حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے آپ کے دوسسر، ایک داماد اور ایک سالے کے لئے بھی چند کوڈ ورڈس ہیں وہ یہ ہیں :

خلیفہ رسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	اول	غاصب اول	اول ظالم
امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ	ثانی	غاصب ثانی	ثانی ظالم
امیر المومنین سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ	ثالث	غاصب ثالث	ثالث ظالم

قرآن پاک میں جہاں وقال الشیطان کے الفاظ آئے ہیں تو شیعوں کے یہاں ان سے مراد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی ہے، نعوذ باللہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تینوں خلفاء کو ملا کر شیعہ غاصب ثلاثہ کا کوڈ ورڈ استعمال کرتے ہیں اور امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے شیعوں کا کوڈ ورڈ "رابع" ہے یعنی ظالم رابع۔

(حوالہ کے لئے دیکھیں تفسیر ترجمہ مقبول صفحہ ۴۵ عکس دیکھیں صفحہ ۱۴۱)

آپ شروع سے دنیا کے مذاہب پر نظر ڈالیں آپ کو ایسا مذہب نظر نہیں آئے گا جیسا کہ شیعہ مذہب ہے، کیا شیعہ مذہب، مذہب اسلام ہے ؟ کیا یہ مذہب حضور علیہ السلام اور ائمہ حضرات کا ہوگا؟ آپ خود سوچیں اور خود فیصلہ کریں۔

مذکورہ بالا کتاب شیعہ نماز مع ضروریات دین میں زیارت عاشوراء کے عنوان سے اللہ کا قرب، رحمتیں اور برکتیں حاصل کرنے کے لئے کچھ اعمال بتائے گئے ہیں اور شیعوں کو یہ ترغیب دی گئی ہے کہ اگر کوئی شیعہ روزانہ یہ سب اعمال کرتا رہے گا تو اس کو ہر روز عاشورہ کے دن یہ عمل کرنے جیسا اجر ملتا رہے گا۔ ان بتائے ہوئے وظائف میں سے کچھ یہ ہیں :-

سو مرتبہ ورد

اَللّٰھُمَّ الْعَنْ اَوَّلَ ظَالِمٍ ظَلَمَ حَقَّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاٰخِرَ تَابِعٍ لَهٗ عَلٰی ذٰلِكَ۔

اے اللہ لعنت کر اول ظالم پر جس نے حضرت محمدؐ کے حق پر ظلم کیا اور اس کے آل کے حق پر ظلم کیا اور اس اول ظالم کے آخری تابعدار پر (نعوذ باللہ، نعوذ باللہ، نعوذ باللہ)

(شیعہ نماز مع ضروریات دین صفحہ ۱۲۳۔ نور العین صفحہ ۳۴۸)

ایک مرتبہ دعا

اَللّٰھُمَّ خُصَّ اَنْتَ اَوَّلَ ظَالِمٍ بِاللَّعْنِ

اے اللہ اول ظالم کو میری لعنت سے ذلیل کر

مِنِّیْ وَ ابْدَأْ بِهٖ اَوَّلًا ثُمَّ الثَّانِیْ ثُمَّ الثَّالِثُ ثُمَّ الرَّابِعَ ۔ اوراس لعنت کی ابتدا کر اوّل ظالم سے پھر دوسرے ظالم سے پھر تیسرے سے پھر چوتھے سے ۔ (نعوذ باللہ، نعوذ باللہ، نعوذ باللہ)

(شیعہ نماز مع ضروریات دین صـ۱۲۴ ۔ نورالعین صـ۳۴۹)

اچھا! اب آپ کو شیعہ مذہب کی اصل معرفت حاصل ہوئی یا نہیں کہ ان کے مذہب کے اصل خدوخال کیا ہیں ؟ کیا آپ کو ابھی یہ بات سمجھ میں نہیں آتی ہے کہ جن قدسی صفات شخصیتوں سے ہمیں قرآن و سنت ملا ہے، ان پر نعوذ باللہ دن رات تبرّا کرنے والوں اور لعنتیں بھیجنے والوں اوران باتوں کی تبلیغ کرنے والوں کا قرآن وسنت پر ایمان نہیں ہوسکتا اور جو کچھ وہ ریڈیو، ٹیلیویژن اوراشتہارات کے ذریعہ ظاہر کرتے ہیں وہ سب کچھ تقیہ ہے جو کہ شیعہ مذہب کا اہم بنیادی اصول ہے ؟ اس حقیقت کو جاننے کے بعد میرے خیال میں اگر کوئی مسلمان اس دھوکہ میں ہے کہ شیعوں کا قرآن وسنّت پر ایمان ہوتا ہے تو وہ احمقوں کی جنّت میں رہتا ہے اور میں اس کو اسلام کے معاملہ میں دماغی صحت سے عاری اور لاعلاج مریض سمجھتا ہوں ۔

(۳) شیعہ اثنا عشریہ کے مقبول ترجمہ وحاشیہ میں سورۃ الاحزاب کے رکوع ۸ اور آیت ۶۰ (لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ) کی تشریح میں لکھا گیا ہے کہ :

"امام محمد باقرؒ نے فرمایا کہ اس آیت کے مطابق ایسے لوگوں پر لعنت کرنا واجب ہے جیسا کہ اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے "۔ (مقبول ترجمہ کا حاشیہ صـ۸۵۰ عکس دیکھیں صـ۱۱۴)

آگے اسی سورہ الاحزاب کی آیت ۶۸ (وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا) کی تشریح میں کہا گیا ہے کہ : لعنت کرنے سے باز رہنے اور دوسروں کو لعنت کرنے سے روکنے والوں کو (تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ) منہ کے بل دوزخ میں ڈالا جائیگا ۔ (عکس دیکھیں صـ۱۱۵ پر)

(۱۵) احادیثِ نبویؐ میں لعنت کرنیوالوں کیلئے لمحہ فکر :۔

امام نوویؒ نے اپنی کتاب "ریاض الصالحین" کے صـ۵۵۹ پر بروایتِ ابوداؤد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث نقل کی ہے ، حدیث کے راوی حضرت ابودرداءؓ ہیں روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"جس پر لعنت کی جاتی ہے ، اگر وہ لعنت کا حقدار نہیں ہے تو پھر یہ لعنت اسی شخص پر آپڑتی ہے جو کہ لعنت کرنے والا ہو" نعوذ باللہ ۔

(ابوداؤد جلد۲ ۔ کتاب الادب صـ۶۷۲ بحوالہ ریاض الصالحین ۔ مطبوعہ نورمحمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

(۲) حدیث کی معتبر ترین کتب کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام پر یہ بات بھی منکشف کی گئی تھی کہ آپ کی امت سے کچھ لوگ ایسے بد باطن رونما ہوں گے جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ سے بغض رکھیں گے ان پر تبرا بازی اور لعن طعن کریں گے (نعوذ باللہ) تو پھر حضور علیہ السلام نے اپنی زبان مبارک سے ایسے لوگوں کیلئے سخت عذاب کی پیشگوئی کی ہیں۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل احادیث دیکھیں :

وَلَعَنَ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا فَارْتَقِبُوْا عِنْدَ ذٰلِكَ رِيْحًا حَمْرَآءَ وَزَلْزَلَةً وَّخَسْفًا وَّمَسْخًا وَاٰيَاتٍ تَتَابَعُ كَنِظَامٍ قُطِعَ سِلْكُهٗ فَتَتَابَعَ ۔

(۱) ترمذی باب ما جاء فی اشراط الساعۃ ص۳۳۲
(۱۱) مشکوٰۃ جلد ۲ - باب اشراط الساعۃ ص۴

اور (جب) آخر والے اِس امت کے پہلے لوگوں پر لعنت کریں تو پھر تم لوگ انتظار کرو اُس وقت سرخ آندھی، اور زلزلوں اور زمین دھنس جانے، صورتیں مسخ ہونے اور سنگ باری ہونے اور دوسری نشانیوں کا، جو کہ مسلسل آئیں گی اس طرح جیسے موتیوں کی لڑی ٹوٹ جائے تو دانے ایک دوسرے کے پیچھے مسلسل گرتے ہیں۔

(۳) روزنامہ عبرت (سندھی) حیدر آباد مورخہ ۸ جولائی ۱۹۹۰ء کے صفحہ پر ڈائریکٹر خانہ فرہنگ حیدر آباد لطیف آباد سید محسن الحسینی کا ایک عبرت انگیز طویل بیان شائع ہوا ہے اس میں ہے کہ :

" اُس نے ایران میں (حال ہی میں ۲۲-۲۳ جون ۱۹۹۰ء) واقع ہونے والے زلزلہ کے بارے میں بتایا کہ اس حادثہ میں حیدر آباد جیسے دو شہر اور نواب شاہ جیسے دو سو شہر بالکل تباہ ہو گئے، بہت سے مقامات پر ایک جان بھی باقی نہیں رہی ہے "

(۴) حضرت قطب ربانی محبوب سبحانی سید عبد القادر جیلانی حسنی حسینیؒ نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف غنیۃ الطالبین میں مسلمانوں کی غیرت کو جھنجھوڑنے والے الفاظ میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ ذیل احادیث جمع کی ہیں :

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حدیث بن مالکؓ طوبی لمن رآنی ومن رای من رآنی وقال صلی اللہ علیہ وسلم لا تسبوا اصحابی فمن سبہم فعلیہ لعنۃ اللہ وقال صلی اللہ علیہ وسلم فی

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خوشخبری ہو اس کے لئے جس نے مجھے دیکھا اور اس کے لئے جس نے اس کو دیکھا جس نے مجھے دیکھا اور آپ نے فرمایا کہ میرے صحابہؓ کو سب وشتم مت کرو کیوں کہ جو ان پر سب وشتم کرتا ہے

رِوَايَةُ اَنَسٍ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اخْتَارَنِیْ وَاخْتَارَ لِیْ اَصْحَابِیْ فَجَعَلَهُمْ اَنْصَارِیْ وَجَعَلَهُمْ اَصْهَارِیْ وَاَنَّهٗ سَیَجِیْءُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ یَنْتَقِصُوْنَهُمْ اَلَا فَلَا تُؤَاکِلُوْهُمْ اَلَا فَلَا تُشَارِبُوْهُمْ اَلَا فَلَا تُنَاکِحُوْهُمْ اَلَا فَلَا تُصَلُّوْا مَعَهُمْ اَلَا فَلَا تُصَلُّوْا عَلَیْهِمْ، عَلَیْهِمْ حَلَّتِ اللَّعْنَةُ

(۱) غنیۃ الطالبین عربی معہ اردو ترجمہ در مطبع رفیق عام لاہور صفحہ ۱۹۳-۱۹۴

(۱۱) غنیۃ الطالبین اردو ترجمہ سید عبدالدائم الجلالی اشاعت بار اول، صفحہ ۱۳۹

اس پر اللہ نے لعنت کی ہے اور نیز حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند کیا اور میرے لئے میرے صحابہؓ کو پسند کیا اور ان کو میرا مددگار بنایا اور ان کو میرے سسر ہونے کا شرف عطا کیا اور نیز فرمایا کہ بیشک آخر زمانے میں ایک قوم آئے گی جو کہ ان (میرے صحابہ کرامؓ) پر عیب لگائے گی۔ خبردار! تم ان کے ساتھ مت کھانا اور خبردار! ان کے ساتھ مت پینا اور خبردار! ان کے ساتھ نکاح نہ کرنا، خبردار! ان کے ساتھ ہو کر نماز نہ پڑھنا، خبردار! ان کے جنازے پر نماز نہ پڑھنا کیونکہ ان پر لعنت برسانا جائز ہو چکی ہے۔

سید عبدالقادر جیلانیؒ کے خلاف رافضی شیعوں کی ناپاک سازش

رافضی شیعہ شروع سے سید عبدالقادر جیلانیؒ کی تصانیف سے، جن میں انہوں نے شیعیت میں بیہودہ کے بارہ (۱۲) اصول ثابت کئے ہیں اور اوپر والی احادیث لکھی کی ہیں اتنے خائف اور غصہ ہیں کہ وہ آپ کو سید ہی نہیں مانتے! چنانچہ ایک بد باطن شیعہ نام نہاد محقق پروفیسر نے یہاں تک جھوٹ لکھا کہ انہوں نے سات (۷) برس تک ترکی۔ مصر۔ انگلینڈ اور لاہور (پاکستان) کا سفر کیا پھر بھی ان کو ایسا کوئی نوشتہ نہیں ملا جس سے ثابت ہو کہ عبدالقادر جیلانی سید النسل ہیں۔ حالانکہ میرے پاس خود اُن کی یہ تصانیف موجود ہیں،
(۱) غنیۃ الطالبین عربی معہ اردو ترجمہ (بہت قدیمی نسخہ) (۲) الفتح الربانی (عربی)، (۳) غنیۃ الطالبین اردو ترجمہ از سید عبدالدائم الجلالی۔ اس میں تو غوث اعظمؒ کے پاک شجرہ کے ساتھ ان کے گیارہ بیٹوں کے نام معہ سن وفات سید النسل لکھا ہوا ہے۔ (۴) ادارۂ تحفظ ناموس اہلبیت پاکستان" کا شائع کردہ کتابچہ ۶۴ صفحات پر مشتمل بنام "نسب غوث پاکؒ"۔ اس میں پچاس (۵۰) سے زائد کتب کا حوالہ دیا گیا ہے جس سے غوث اعظمؒ حسنی حسینی سید ثابت ہوتا ہے۔ غوث پاک کا شجرۂ نسب اس طرح ہے۔ محی الدینؒ عبدالقادر بن ابی صالحؒ موسیٰ جنگی دوست بن ابی عبداللہ بن یحییٰؒ الزاہد بن محمدؒ بن داؤدؒ بن موسیٰؒ بن عبداللہ بن موسیٰ الجون بن عبداللہؒ

المحض بن حسنؓ مثنیٰ ابن امیرالمؤمنین سیدنا امام حسنؓ بن سیدنا امیرالمؤمنین علیؓ بن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ۔ (نسب غوث پاکؒ ص۲۲) آپ کے مزار شریف کی عمارت پر جلی قلم سے یہ دو شعر کندہ ہیں:

ایں بارگہ غوث الثقلین است   نقد کمر حیدر و نسل حسنین است

مادرش حسینی نسب است و پدر او   ز اولاد حسن یعنی کریم الابوین است (نسب غوث پاک ص۱۵)

اب فرمایئے بغداد کے ہو جانے والے یار ہنے والے کسی اندھے ہی نے ، یہ دو شعر نہ پڑھے ہوں تو چشم آفتاب را چہ گناہ! (کتابچہ نسب غوث پاک کے سرورق اور ص۶۳ ص۶۴ کے فوٹو صفحہ ۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲ پر)

شیعیت میں تبرا اور لعنتوں کا نشانہ کون لوگ ہیں؟

گذشتہ صفحات میں آپ نے دیکھا کہ شیعہ مذہب میں تبرا کرنے اور لعنتیں بھیجنے سے شیعوں کو بے شمار نیکیاں ملتی ہیں اور لعنت نہ کرنے اور دوسروں کو لعنت کرنے سے روکنے والوں کو ان لوگوں نے دوزخ میں منہ کے بل گر پڑنے کی وعیدیں سنائی ہیں۔ اب دیکھیں کہ جن شخصیتوں پر شیعہ تبرا اور لعنتیں کرتے ہیں ان کے لئے قرآن کریم کیا کہتا ہے؟ چند مقام پیش کئے جاتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

۱۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا ——— البقرہ-۲ ع ۲۷- آیت ۲۱۸

۲۔ فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَ اُخْرِجُوْا ——— العمران-۳ ع ۲۰- آیت ۱۹۵

۳۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا ——— انفال-۸ ع ۱۰- آیت ۷۵

۴۔ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ ——— التوبۃ-۹ ع ۱۳- آیت ۱۰۰

۵۔ لَقَدْ ——— وَالْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ ——— التوبۃ ۹ ع ۱۴- آیت ۱۱۷

۶۔ وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِی اللّٰهِ ——— النحل ۱۶ ع ۶ - آیت ۴۱

۷۔ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمُهٰجِرِیْنَ ——— الحشر ۵۹ ع ۱ - آیت ۸

۸۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ——— النور ۲۴ - ع ۱ - آیت ۵۵

۹۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ ——— الفتح ۴۸ - ع ۴ - آیت ۲۹

۱۰۔ لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ——— الفتح ۴۸ - ع ۳ - آیت ۱۸

۱۱۔ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ——— التوبۃ ۹ - ع ۱۳ - آیت ۱۰۰

مذکورہ آیات میں سے یہاں صرف آیت ۱ اور ۱۱ کا لفظی ترجمہ معنے کے ساتھ تحریر کرتا ہوں اور آیت ۴-۸ اور ۱۰ کا صرف ترجمہ پیش کرتا ہوں :-

آیت ۱ : اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا

لفظی معنی : اِنَّ = بیشک۔ الَّذِیْنَ = جنہوں نے۔ اٰمَنُوْا = ایمان لایا۔ وَالَّذِیْنَ = اور جنہوں نے۔ ھَاجَرُوْا = ہجرت کی

مکمل معنی : بیشک جنہوں نے ایمان لایا اور جنہوں نے ہجرت کی ۔

آیت ۱۱ : رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ

لفظی معنی : رَضِیَ اللّٰہُ = خوش ہوا اللہ۔ عَنْھُمْ = اُن سے۔ وَ = اور۔ رَضُوْا = وہ خوش ہوئے۔ عَنْہُ = اُس سے ۔

مکمل معنی : اُن سے اللہ تعالٰی راضی ہوئے اور وہ اللہ تعالٰی سے راضی ہوئے ۔

آیت ۴

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ وَاَعَدَّ لَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝

(التوبة ۹ - ع ۱۳ - آیت ۱۰۰)

اور جو لوگ قدیم ہیں سب سے پہلے ہجرت کرنے والے (صحابہ کرامؓ) اور مدد کرنے والے اور جو ان کے پیرو ہوئے نیکی کے ساتھ اللہ راضی ہوا ان سے اور وہ راضی ہوئے اس سے اور تیار کر رکھے ہیں واسطے ان کے باغ کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں رہا کریں انہی میں ہمیشہ یہی ہے بڑی کامیابی ۔

یہاں پر مہاجر و انصار کی پیروی کرنے والوں سے بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے راضی ہونے کا اعلان کیا ہے یہ کتنی بڑی سعادت ہے ۔

آیت ۵

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا ؕ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ

وعدہ کر لیا اللہ نے ان لوگوں سے جو تم میں ایمان لائے ہیں اور کئے ہیں انہوں نے نیک کام البتہ پیچھے حاکم کر دیگا ان کو ملک میں جیسا حاکم کیا تھا ان کے اگلوں کو اور جما دیگا ان کے لئے دین ان کا جو پسند کر دیا ان کے واسطے اور دیگا ان کو ان کے ڈر کے بدلے میں امن ۔ میری بندگی کرینگے

شَيْئًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ (النور ۲۴۔ ع ۷۔ آیت ۵۵)

شریک کریں گے میرا کسی کو اور جو کوئی ناشکری کریگا اس کے پیچھے سو وہی لوگ ہیں نافرمان ۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ، اتنی حکومت حاصل ہونے کے بعد ناشکری کو دیکھنا ہو تو حضرت عثمانؓ کے قاتلوں (سبائیوں) کی مثال سامنے رکھی جائے، خلافت کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے پورا فرمایا اور اس کے نتیجہ میں خلافت راشدہ وجود میں آئی ۔ آیت ۱۰

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۙ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ○

تحقیق اللہ خوش ہوا ایمان والوں سے جب بیعت کرنے لگے تجھ سے اس درخت کے نیچے پھر معلوم کیا جو اُن کے جی میں تھا پھر اُتارا ان پر اطمینان اور انعام دیا ان کو ایک فتح نزدیک اور بہت غنیمتیں جن کو وہ لیں گے اور ہے اللہ زبردست حکمت والا

(الفتح ۴۸ - ع ۳ - آیت ۱۸ - ۱۹)

اس آیت کریمہ میں حدیبیہ میں بیعت کا ذکر ہے ۔ اسی بیعت کو "بیعۃ الرضوان" کہا جاتا ہے جسمیں ۱۵۰۰ صحابہ کرامؓ شریک تھے ۔ یہ بیعت حضرت عثمانؓ کے طفیل وجود میں آئی ۔ اسکی تفصیل سیرت کی کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہے ۔

دوستو ! دیکھا آپ نے، جس مذہب کے پیرو ان آیات اور ان جیسی بیشمار دوسری آیات کا انکار کریں اور صحابہ کرامؓ و ازواج مطہراتؓ پر تبرا کریں اور اس کو باعث اجر و ثواب گردانیں اور جب ریڈیو اور ٹیلیویژن پر آئیں تو کہیں کہ ہمارا قرآن پر ایمان ہے اور اس میں کوئی تحریف وغیرہ نہیں کی گئی تو ان کو کیا کہیں ؟ یہ ان کا تقیہ اور کتمان ہے ورنہ ان کا قرآن وسنت پر ذرہ برابر بھی ایمان نہیں ہے ۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ عبداللہ بن سبا یہودی صنعانی وہ پہلا شخص تھا جس نے حضرت علیؓ کی امامت کے عقیدہ کی فرضیت کا اعلان کیا اور جب حضرت علیؓ پہلے خلیفہ (خلیفہ بلا فصل) نہ بنے تو اس نے حضور علیہ السلام کے صحابہؓ پر سب وشتم کیا اور ان کو کافر کہا ۔ اب آپ خود سوچیں کہ جس مذہب کے بنیادی عقیدے امامت کا سنگ بنیاد ایک یہودی منافق نے رکھا ہوا ور جس مذہب میں حضور علیہ السلام کے صحابہ کرامؓ کو کافر و مرتد کہنے والا پہلا شخص ایک یہودی منافق ہوا ور تبرا بھی اس کا ایجاد کردہ ہو تو وہ مذہب اسلام ہوگا یا اسلام کے نام پر اسلام دشمنی ہوگی ۔

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت فرمائے، آمین ۔

الحمد للہ — قد تمت الثالث ویلیہ الباب الرابع ۔

باب چہارم

شیعہ مذہب کو بربادی سے بچانے کے لئے اس کے موجدوں کو کتمان اور تقیہ کے عقیدے کو ایجاد کرنے کی ضرورت۔

۱۔ کتمان اور تقیہ کیا ہیں، یہ جھوٹ بولنے سے بھی بدترین گناہ اور عیب کیوں ہیں؟ قرآن کی روشنی میں حقائق

شیعہ مذہب کی اصولی تعلیمات میں کتمان اور تقیہ بھی اہم اصول اور عقیدہ ہیں۔ جبکہ اِن دونوں لفظوں کے ترجمہ میں عام آدمی نمایاں فرق محسوس نہیں کرسکتا لہذا کچھ علماء نے عوام کی آسانی کے لئے اِن دو لفظوں کی جگہ صرف ایک ہی لفظ تقیہ استعمال کیا ہے۔ اِن دو لفظوں کے معنی اس طرح ہیں:

"کِتمان" = کِتمَۃ : (اسم مصدر) کسی چیز کا بہت زیادہ چھپانا (بیان اللسان عربی اردو ڈکشنری ص۶۹)

"تَقِیّہ": دل میں عداوت ہو مگر بظاہر دوستی کا اظہار کیا جائے، وہ کام جس کے کرنے کو جی (دل) نہ چاہتا ہو مگر کسی کے خوف سے کیا جائے۔ (فیروز اللغات اردو حصہ اول ص۳۹۳)

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے ماہنامہ میثاق اپریل ۱۹۸۵ء میں اِن دو لفظوں کا مطلب اس طرح بیان کیا ہے:

"کِتمان": کا مطلب ہے اصل عقیدہ اور مذہب و مسلک کو چُھپانا اور دوسروں پر ظاہر نہ کرنا۔

"تقیہ": کا مطلب ہوتا ہے اپنے عقیدے، مذہب، اپنے مسلک اور اپنے ضمیر کے خلاف کوئی بات کہنا اور کوئی عمل کرنا اور اس طرح دوسروں کو دھوکہ اور فریب میں مبتلا کرنا۔ (ماھنامہ "میثاق" اپریل ۱۹۸۵ء ص۸۲)

اب دیکھیں کہ موجودہ دور کا شیعہ رہنما خمینی صاحب "تقیہ" کا مطلب کیا بیان کرتا ہے۔ چنانچہ خمینی صاحب لکھتا ہے:

۱۔ معنی تقیہ آنست کہ انسان حکمی را برخلافِ واقع بگوید یا عملی برخلاف میزانِ شریعت بکند۔

یعنی تقیہ کے معنی ہیں کہ "انسان کسی حقیقت کے خلاف کچھ کہے یا کوئی کام قانونِ شریعت کے خلاف کرے"

(کشف الاسرار ص۱۲۸ از خمینی۔ عکس ص۵۲)

خمینی صاحب آگے فرماتے ہیں :

۲۔ عقل وہرکس جزئی خردی داشتہ باشد می فہمد کہ حکم تقیہ از احکام قطعیہ خدا است چنانچہ وارد شدہ کہ ہرکس تقیہ ندارد دین ندارد۔ (کشف الاسرار ص۱۲۹ از امام خمینی۔ عکس ص۵۲)

مطلب یہ ہے کہ جس آدمی کو معمولی عقل اور فہم ہے وہ جانتا ہے کہ تقیہ اللہ کے قطعی احکام میں سے ہے جیسا کہ روایت میں ہے کہ جو آدمی تقیہ نہ کرے تو اس کا کوئی دین نہیں ہے۔

اب دیکھیں کہ مندرجہ بالا عبارات میں خمینی صاحب نے کیا کہا ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ :

۱۔ تقیہ کے معنی خلافِ حقیقت بات کہنا۔ بالفاظِ دیگر تقیہ کے معنے جھوٹ بولنا۔ جھوٹ بولا جاتا ہے دوسرے کو دھوکہ دینے کے لئے یا دوسرے سے دغا کرنے کے لئے، تو پھر تقیہ کے معنے ہوئے جھوٹ، دھوکہ، دغا وغیرہ وغیرہ۔

۲۔ تقیہ کے معنے شریعت کے قوانین کے خلاف کام کرنا اور شریعت کے قوانین قرآن وسنت ہیں تو پھر تقیہ کے معنے ہونگے قرآن وسنت یعنی اسلام کے خلاف کرنا۔

۳۔ سب سے بڑی اہم بات جو خمینی صاحب نے کی ہے وہ یہ ہے کہ اس کے الفاظ میں تقیہ یعنی جھوٹ بولنا، دوسرے کو دھوکہ دینا اور شریعت کے قوانین کی خلاف ورزی کرنا یہ سب کام اللہ تعالیٰ کے احکام میں سے ہیں۔ (العیاذ باللہ!)

اس کے بارے میں آپ پھر خمینی صاحب کی عبارت کا بار بار مطالعہ کریں۔

جھوٹ بولنا ایک ایسی تسلیم شدہ اور مانی ہوئی بُرائی ہے جس کی ہر مذہب وملت، سماج ومعاشرہ اور ہر ایک ملک میں مذمت کی گئی ہے اور اس کو ہر ذی شعور انسان اُن برائیوں کی فہرست میں شامل کرتا ہے جو کہ ام الخبائث ہیں یعنی جھوٹ ایسی بُرائی اور بیماری ہے کہ اس سے دوسری برائیاں جنم لیتی ہیں اس لئے کسی مذہب کو تو چھوڑیں بلکہ انسانوں کی کوئی قوم یا قبیلہ آپ کو ایسا نہیں ملے گا جو جھوٹ کو عیب نہ سمجھتا ہو، برعکس اس حقیقت کے کہ یہ خصوصیت صرف شیعوں کو ہی حاصل ہے کہ اُن کے ہاں جھوٹ، دھوکہ اور سچ کو چھپانا یعنی کتمان اور تقیہ نہ صرف

جائز ہیں بلکہ شیعیت کا اہم حصہ ہیں بلکہ شیعہ مذہب کے دس حصوں میں سے نو حصے کتمان اور تقیہ میں موجود ہیں ۔
تقیہ کے جھوٹ ، دھوکہ اور اس کی مکاری میں مندرجہ ذیل بدترین علامتیں موجود رہتی ہیں :۔
(۱) جھوٹ بولنا اور دوسرے کو دھوکہ میں رکھنا ۔
(۲) جھوٹ بولنے اور دوسرے کو دھوکہ میں رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا اور یہ کہنا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے ۔ (دیکھیں خمینی کے الفاظ)
(۳) جھوٹ بولنے اور دھوکہ دینے کے لئے دوسرے کو حکم کرنے والے کو بھی جھوٹا اور دھوکہ باز کہا جاتا ہے ۔
تو پھر تقیہ اور کتمان کے لئے یوں کہنا کہ یہ اللہ کا حکم ہے نعوذ باللہ ۔ یہ خود پروردگار کی ذات عالی پر جھوٹ باندھنا ہے ، نعوذ باللہ ۔ قرآن مجید میں جھوٹ بولنا اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا یہودیوں کی عادت بتائی گئی ہے ۔
دیکھئے قرآن مجید میں ہے کہ :

۱ ۔ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝ (البقرہ ۲ ۔ ع ۲ ۔ آیت ۱)
ان کے دلوں میں بیماری ہے پھر بڑھا دی اللہ نے ان کی بیماری اور ان کیلئے عذاب دردناک ہے اس بات پر کہ جھوٹ کہتے تھے ۔

یہاں پر جھوٹ کو منافقین کے دل کی بیماری کہا گیا ہے اور جھوٹ منافقین کی نشانی ہے ۔ دیکھئے جھوٹ کی کتنی مذمت کی گئی ہے ۔

۲ ۔ قُلْ فَأْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ (آل عمران ۳ ۔ ع ۱۰ ۔ آیت ۹۳ ۔ ۹۴)
تو کہہ لاؤ تورات اور پڑھو اگر سچے ہو ، پھر جو کوئی جوڑے اللہ پر جھوٹ اس کے بعد تو وہی ہیں بڑے بے انصاف ۔

یہاں پر یہ یہودیوں کی عادت بتائی گئی ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں ۔
مذکورہ بالا آیات سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ جھوٹ بولنا اور جھوٹ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا یہودیوں کی عادت ہے ۔ معلوم ہوا کہ یہودی بدترین منافق ہیں کیونکہ وہ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ۔ دوسری بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ حضور علیہ السلام کے پاس سابقہ انبیاء پر نازل شدہ کتابیں موجود نہیں تھیں ۔ اگر آپ کے پاس تورات موجود ہوتی تو آپ یہودیوں کو دکھا کر اُن کا جھوٹ ثابت کرتے لیکن چونکہ کتابیں نہیں تھیں اس لئے ایسا نہیں کیا گیا ۔
حقیقت یہ ہے کہ اگر حضور علیہ السلام کے پاس سابقہ انبیاء کی کتابیں توریت و انجیل ہوتیں تو پھر یہودیوں کو حضور علیہ السلام کے پاس آنے اور توریت و انجیل سے سوال کرنے کی جرأت بھی نہ ہوتی ۔ لہذا یہاں قرآن پاک شیعوں کے

اس دعوے کو رد کر دیتا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ائمہ کے پاس تمام انبیاء پر نازل شدہ آسمانی کتابیں موجود ہوتی تھیں اور وہ یہ کتابیں پڑھتے بھی تھے۔ چنانچہ شیعوں کی سب سے معتبر و مستند ترین کتاب اصول کافی میں ہے کہ امام جعفر صادقؒ نے فرمایا کہ ہمارے پاس زبور، توریت، انجیل اور ابراہیم علیہ السلام پر نازل شدہ صحیفے بھی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اگر یہ کتابیں حضور علیہ السلام کے پاس بھی نہیں تھیں تو پھر یہ حضرت علیؓ کو کہاں سے دستیاب ہوئیں اور دوسرے ائمہ کے پاس کہاں سے پہنچیں اور کیسے پہنچیں۔ معلوم ہوا کہ شیعہ مذہب کے مصنفین نے یہ تمام روایات خود تراشیں کر کے اور ائمہ کے ناموں سے منسوب کر کے اس پورے مذہب کی عمارت بنائی ہے۔

مذکورہ تحریر سے جھوٹ کی مذمت اور کتمان و تقیہ کا سراسر جھوٹ اور دھوکہ ہونے کے بارے میں کافی واقفیت ہوئی، اب یہ فیصلہ آپ کریں کہ کیا کتمان اور تقیہ کرنے کے لئے اللہ کا حکم ہوگا یا اماموں کی تعلیم ہوگی یا یہ تمام باتیں شیعہ مذہب کے مخترعین کی ایجاد کردہ ہیں جنہوں نے خود روایتیں تیار کر کے اماموں کے نام سے کتابوں میں درج کی ہیں اور یہ پورا مذہب تیار کیا ہے؟

۲۔ شیعوں کے تقیہ سے علماء محققین نے کیا معنے مراد لئے ہیں؟

۱۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے مکتوبات جلد ۲ مکتوب ۳۶ میں تقیہ کے بارے میں ہے کہ:

(i) و این جماعت بحکم تقیہ کہ دارند اکابر اہل بیت را منافق و مخادع انگاشتہ اند و حکم کردہ اند کہ حضرت امیر سی ۳۰ سال بحکم تقیہ با خلفاء ثلاثہ صحبت بنفاق داشتہ اند و بناحق تعظیم و توقیر ایشان نمود۔

(مکتوبات جلد ۲ مکتوب ۳۶ ص ۸۳)

اور اس (شیعہ) جماعت نے تقیہ سبب جو وہ خود کرتے ہیں اہل بیت کے بزرگوں کو منافق اور مکار تصور کیا ہے اور کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ تقیہ کر کے پہلے تین خلفاء سے تیس ۳۰ برس تک منافقوں کی طرح وقت گزارتے رہے۔ اور خواہ مخواہ ان کی تعظیم و عزت کرتے رہے۔

اسی مکتوب میں امام صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ:

(ii) تا سی سال در اسد اللہ این جبانت اثبات نمودن و مُصِر بر تقیہ داشتن بسیار مستنکرہ است۔

(مکتوبات جلد ۲ مکتوب ۳۶ ص ۸۳)

تیس ۳۰ برس تک شیرِ خدا میں ایسی بزدلی کا عیب ثابت کرنا کہ وہ تیس برس تک تقیہ کرتے رہے، انتہائی نفرت کی بات ہے۔

اسی مکتوب کے ص ۹۱ پر امام صاحبؒ فرماتے ہیں:

(iii) در اثباتِ تقیہ تنقیص و توہین لازم است

تقیہ کو اہل بیت کے لئے ثابت کرنے میں تنقیص اور توہین

کہ این صفت از خصائص ارباب نفاق است واز لوازم اصحابِ مکر وخداع۔ — ہے کیونکہ تقیہ منافقین، مکّار اور دھوکہ باز آدمیوں کی خصوصیت ہے۔

(مکتوبات جلد ۲۔ مکتوب ۳۶ صلہ)

۲۔ لکھنؤ یونیورسٹی کے مشہور پروفیسر ڈاکٹر مصطفیٰ حسن علوی ماہنامہ دارالعلوم مارچ ۱۹۵۷ء کے صلہ پر اپنے ایک مضمون میں علامہ ذھبی متوفی ۷۴۸ھ کی تصنیف المنتقیٰ خلاصہ منہاج السُّنّۃ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

والرافضة يقرّون بالكذب حديثا، يقولون ديننا التقية وهٰذا هو النفاق۔ — رافضی جھوٹ بولنے کے لیے خود قبول کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے دین میں تقیہ (جھوٹ بولنا) لازمی ہے اور تقیہ کو نفاق کہا جاتا ہے۔

(ماھنامہ دارالعلوم۔ مارچ ۱۹۵۷ء صلہ)

۳۔ امام اشھبؒ سے روایت ہے کہ حضرت امام مالکؒ سے رافضیوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

لا تكلّمهم ولا ترو عنهم فانهم يكذّبون۔ — رافضیوں سے بات نہ کرنہ ہی اُن سے روایت بیان کر کیونکہ وہ جھوٹے ہیں۔

(المنتقیٰ من منہاج السنۃ النبویہ صلہ)

۴۔ حضرت امام حرملہ متوفی ۲۴۳ھ کا بیان ہے کہ حضرت امام شافعیؒ نے فرمایا:

لم أر احدًا اشْهد بالزُّور من الرّافضة۔ — گواہی دینے میں مجھے رافضیوں سے زیادہ جھوٹا اور کوئی نظر نہیں آیا۔

(المنتقیٰ صلہ)

۵۔ فتنہ ابن سبا المعروف بہ تاریخ مذہب شیعہ کا مصنف کہتا ہے:

"تقیہ کا دوسرا نام ہے جھوٹ، اس جھوٹ میں فریب، مکّاری، وعدہ خلافی وغیرہ شامل ہیں۔ تقیہ کیا ہے، نیز اس لفظ کے معنی اور مفہوم اور یہ حقیقت کہ یہ لفظ شیعہ مذہب میں جھوٹ، دغا، فریب اور منافقت کا دوسرا نام ہے، امید ہے کہ آپ بخوبی سمجھ گئے ہونگے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ شیعہ مذہب کے مصنفین کو تقیہ اور کتمان ایجاد کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

۶۔ **شیعہ مذہب کے ایجاد کرنیوالوں کو کتمان اور تقیہ کو اہم اصول اور عقیدہ بنانے کی ضرورت کیسے پیش آئی؟**

۱۔ اس کے بارے میں ڈاکٹر اسرار احمد صاحب اپنے ماھنامہ "میثاق" لاہور، اپریل ۱۹۸۵ء کے شمارے میں بعنوان "کیا ایرانی انقلاب اسلامی انقلاب ہے؟" میں لکھتے ہیں کہ ایک طرف تو اہل تشیع ائمہ کو مأمور من اللہ اور معصوم تسلیم کرتے ہیں اور دوسری طرف تاریخ سے خواہ وہ سنیوں کی مرتب کردہ ہو

یا شیعوں کی جب انہیں یہ نظر آتا ہے کہ یہ بات معروف و مسلّم ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لیکر حضرت حسن عسکری رحمۃ اللہ علیہ تک کسی نے بھی عملاً عام مسلمانوں کے کسی بڑے اجتماع میں اپنی امامت اور اپنے حق ولایت و خلافت کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ حضرت علیؓ نے تینوں خلفاء راشدین حضرت ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم کے ہاتھ پر برضا و رغبت بیعت کی ان کے ساتھ ہر نوع کا تعاون فرماتے رہے۔ حضرت عمرؓ کے عقد میں اپنی صاحبزادی حضرت امّ کلثومؓ کو جو حضرت فاطمہ زہراء رضی کی لخت جگر تھیں دیا تھا۔ حضرت حسنؓ نے رضا کارانہ طور پر خلافت سے دستبرداری اختیار کی اور حضرت امیر معاویہؓ سے بیعت خلافت کرلی۔ حضرت حسینؓ اور حضرت علیؓ کے تمام خانوادوں نے بھی امیر معاویہؓ سے بیعت سمع و اطاعت کرلی تو اہل تشیع کی وہ تمام باتیں ریت کی بنیاد یں ثابت ہوجاتی ہیں جن پر حضرت علیؓ کی خلافت بلافصل اور ان کی فاطمی اولاد میں ائمہ معصومین کے تسلسل کے عقیدے کی عمارت تعمیر کی گئی ہے۔ لہٰذا اس حقیقت کو جو اُن کے عقیدے کا تضاد ثابت کرتی ہے باطل قرار دینے کے لئے یہودی سبائی ذہنیت نے جو دراصل شیعیت کی بانی مبانی ہے شیعہ مذہب کے لئے کتمان اور تقیہ کے اصول وضع کیے۔ کتمان کا مطلب ہے اصل عقیدہ اور مذہب و مسلک کو چھپانا اور دوسروں پر ظاہر نہ کرنا۔ اور تقیہ کا مطلب ہوتا ہے اپنے عقیدے، اپنے مذہب، اپنے مسلک اور اپنے ضمیر کے خلاف کوئی بات کہنا اور کوئی عمل کرنا اور اس طرح دوسروں کو دھوکہ اور فریب میں مبتلا کرنا۔ یہ دونوں امور ان کے مذہب کے مطابق اعلیٰ درجہ کی نیکی اور اجر و ثواب کے مستوجب ہیں۔" (ماہنامہ میثاق اپریل ۱۹۸۵ء ص)

۲۔ نواب محسن الملک مہدی علی خان ولد سید ضامن علی کی شخصیت تعارف کی محتاج نہیں آپ ایک معروف شیعہ خاندان میں پیدا ہوئے اور آگے چل کر شیعوں کے بڑے عالم بنے۔ ایک عرصہ تک شیعہ مذہب کی ترویج و اشاعت کرتے رہے لیکن بعد میں آپ کے اوپر شیعہ مذہب کے بطلان کی حقیقت منکشف ہوگئی اور آپ اس مذہب کو ترک کر کے اہل سنت والجماعت سنّی مذہب یعنی مذہب اسلام میں داخل ہوئے۔ اس بات کے اوپر آپ اپنے پورے خاندان سے کٹ گئے اور آپ کو بہت کچھ تکالیف برداشت کرنی پڑیں۔ آپ نے شیعوں پر حجت قائم کرنے کے لئے اور شیعیت کا بطلان ظاہر کرنے کے لئے ایک معرکۃ الآراء لاجواب کتاب "آیاتِ بیّنات" کے نام سے لکھ دی، یہ مہتم بالشان کتاب دو جلدوں میں ہے اور اس کا آج تک شیعہ دنیا کے کسی مجتہد نے مدلّل انداز میں جواب نہیں دیا۔ چنانچہ نواب محسن الملک محمد مہدی علی خاں صاحب "آیات بینات"، جلد دوم کے ص۳۵۱ پر تقیہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

"اور مذہب تشیع کی جڑ مضبوط کی جاوے تب ایک نہایت ہی سچا اور صاف اور عمدہ دلچسپ اصول قائم کیا، یعنی ظاہر کا باطن سے مخالف ہونا اور جھوٹ بولنا مگر چونکہ یہ لفظ نہایت ثقیل اور مکروہ تھا اور اگر اسی کو عقیدہ میں داخل کرتے تو جو سنتا وہ اس لفظ کے سنتے ہی نفرت کرتا اس لئے اس کی حقیقت کو ایک خوبصورت اور خوشنما لفظ کے پردے میں ظاہر کیا اور جھوٹ بولنے اور ظاہر کا باطن سے مخالف ہونے کا نام "تقیہ" رکھا۔"

(آیاتِ بیّنات جلد دوم، جدید ایڈیشن ص۳۵۱)

اس کے بعد نواب صاحب لکھتے ہیں کہ :

"بڑی بڑی فضیلت کی حدیثیں اماموں کی زبان سے شیعوں کی کتابوں سے سنیوں نے نکالیں اور اپنے خلفاء کی بزرگی اور فضیلت پر سند لائے اور اپنے نزدیک شیعوں کو لاجواب کرنا چاہا مگر ایک ایک ادنیٰ طالب علم بلکہ جاہل شیعہ نے جواب دیدیا کہ یہ حدیث تقیہ کے سبب سے امام نے فرمائی ہے اور بڑے بڑے متکلمین اور فقہاء کو شیعوں کی ایسی دلیل سے ایک ایک لڑکے نے چپ کر دیا۔ حقیقت میں جو فائدہ مذہب تشیع کو تقیہ کے سبب سے ہوا ہے اور جو حفاظت ان کی اس روش سے ہوئی ہے وہ کسی دوسرے عقیدے سے نہیں ہوئی۔" (آیات بینات جلد دوم ص۳۵۲ جدید ایڈیشن)

تقیہ کی ضرورت کیوں سمجھی گئی اس کی حکمت نواب صاحب یوں بیان کرتے ہیں "اگر تقیہ کا اصول مذہب تشیع میں نہ ہوتا تو مذہب ہی خاک میں مل جاتا اور ایک قول کی دوسرے قول سے اور ایک فعل کی دوسرے فعل سے اور ایک حدیث کی دوسری حدیث سے بسبب تخالف اور تناقض کے مطابقت نہ ہوسکتی اور سب کا جھوٹ اور غلط ہونا کھل جاتا پس نہایت ہی ذکی اور ذہین تھا وہ شخص (عبداللہ بن سبا) جس نے مذہب تشیع کو ایجاد کیا کہ جھوٹ کو جھوٹ سے بچایا، تقیہ کی وہ گرم بازاری ہوئی اور اس عقیدۂ باطل کو ایسی رونق دی گئی کہ امام اول سے لے کر امام آخر زمان تک سب کی زبان سے اس کی فضیلت میں احادیث نقل کی گئیں اور تقیہ کرنے والوں کے بڑے درجے مقرر کئے گئے۔"

(آیات بینات جلد دوم ص۳۵۲، جدید ایڈیشن)

۳ - حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ العزیز بانی دار العلوم دیوبند اپنی کتاب "ہدیۃ الشیعہ" میں لکھتے ہیں : "آفرین ہے اُن لوگوں کی ہوشیاری پر کہ جن کا یہ دین ساختہ پرداختہ ہے۔ ایسی نامعقول باتوں کا بجز بداء اور تقیہ کے رواج ہو ہی نہیں سکتا، اگر سنیوں نے کلام اللہ کا حوالہ دیا تو بداء کا عذر کیا، اماموں کا قول پیش کیا تو تقیہ سے الزام دیا۔" (ہدیۃ الشیعہ از حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی ص۱۵۷، ص۱۵۸)

۴ - مولانا اللہ یار خاں صاحب اپنی شہرۂ آفاق تصنیف "تحذیر المسلمین عن کید الکاذبین" میں فرماتے ہیں کہ :

ہر معاشرے میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو گہری عقیدت کے باوجود تحقیق کے عادی ہوتے ہیں اس لیے کچھ لوگوں نے اُن روایات کو ائمہ کے سامنے پیش کرنا اور اُن سے تصدیق کرانا شروع کردیا چنانچہ ائمہ نے جھوٹی اور من گھڑت روایات کی تکذیب شروع کردی اور شیعہ پر لعنت کرتے رہے۔ اسکا سبائی گروہ نے یہ مطلب نکالا کہ امام تقیہ کرتے ہیں عوام کے سامنے سُنّی ہوتے ہیں، وہی نماز پڑھتے ہیں مگر درحقیقت شیعہ ہوتے ہیں اور پوشیدہ طور پر ہمیں شیعہ مذہب کی تعلیم دیتے ہیں۔ پھر تقیہ کے فضائل بیان کرتے کرتے بات یہاں تک پہنچا دی کہ تقیہ ہی اصل دین ہے۔ دین اسلام کا ۹/۱۰ حصہ تقیہ میں پوشیدہ ہے یعنی جو آدمی تمام عبادات کا پابند ہے فضائل اخلاق کا حامل ہے مگر تقیہ نہیں کرتا یعنی جھوٹ نہیں بولتا تو وہ نو حصے دین ضائع کرتا ہے۔ اس عقیدہ کی وجہ سے شیعہ مذہب دُنیا کے تمام مذاہب میں ممتاز نظر آتا ہے۔ ہر مذہب میں خواہ وہ آسمانی مذہب ہو یا غیر آسمانی جھوٹ بولنا بُرا سمجھا جاتا ہے اور بنیادی انسانی اخلاقیات میں جھوٹ کو رذائل میں شمار کیا جاتا ہے۔ مگر شیعہ مذہب میں اسے عبادت سمجھا جاتا ہے۔

(تحذیر المسلمین عن کید الکاذبین ص۲۲)

کتمان اور تقیہ کی تائید اور فضیلت میں ائمہ کی طرف منسوب کردہ روایات۔

یہ بات ذہن میں رہے کہ شیعوں کی تمام کتابوں میں سے چار کتابیں بہت معتبر و مستند ترین مانی جاتی ہیں (۱) اصول کافی (۲) تہذیب الاحکام (۳) الاستبصار (۴) من لا یحضرہ الفقیہ پھر ان چار کتابوں میں سے اصول کافی کا درجہ سب سے بڑا اور بہت ہی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس کتاب پر شیعوں کے متفق علیہ عقیدہ کے مطابق امام غائب یعنی امام غائب مھدی امام العصر جو کہ ساڑھے گیارہ سو برس سے " سُرَّ مَنْ رَأَی غار" میں بغداد کے قریب، خود ساختہ جلاوطنی کی زندگی روپوشی میں گزار رہا ہے اور کسی کو بھی نظر نہیں آتا، اس کی رضامندی کا سرٹیفکیٹ ریکارڈ کیا ہوا ہے۔ دیکھئے ص۴۱ پر۔ میرے پاس اصول کافی مطبوعہ ۱۳۰۲ھ ہے جس میں یہ دو ابواب بھی ہیں (۱) باب التقیہ (۲) باب الکتمان۔ اِن دونوں ابواب میں جھوٹ بولنے اور ظاہری زندگی کو باطن کے خلاف گذارنے کے لئے بڑے بڑے فضائل بیان کئے گئے ہیں اور جھوٹ نہ بولنے اور ظاہر کو باطن کے خلاف نہ رکھنے کے لئے ذلیل اور رسوا ہونے کی سخت وعیدیں مذکور ہیں۔ یہ تمام روایتیں ائمہ کی طرف منسوب کردہ ہیں۔ اِن ابواب میں سے چند روایتیں پیش کی جاتی ہیں:

(۱) عن ابن عمیر الاعجمی قال قال لی ابو عبد اللہ علیہ السلام یا ابا عمر ان تسعۃ اعشار

ابن عمیر عجمی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؒ نے فرمایا کہ اے ابوعمر دین کے دس حصوں میں سے نو حصے

الدین فی التقیة ولادین لمن لاتقیة لہ۔ (اصول کافی ص۴۸۲ عکس ص۴۶۴ پر ملاحظہ فرمائیں)

تقیہ (یعنی جھوٹ بولنے اور دوسرے کو دھوکہ دینے) میں ہے اور جو آدمی تقیہ نہ کرے (یعنی جھوٹ نہ بولے اور دوسرے کو دھوکہ نہ دے) تو اس کا کوئی دین نہیں ہے۔

معلوم ہوا کہ تقیہ یعنی جھوٹ بولنے اور دوسروں کو دھوکہ دینے میں دین کے ۹ حصے موجود ہیں اور باقی ایک حصہ بچتا ہے جس میں دوسرے سب اعمال ہیں۔ پھر یہ ایک حصہ جس میں نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، والدین کے حقوق، پڑوسیوں کے حقوق وغیرہ آجاتے ہیں وہ اگر نہ بھی ادا کئے جائیں تو کوئی پرواہ نہیں۔ شاید یہی سبب ہے کہ عام طور سے شیعہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ سے اکثر غافل نظر آتے ہیں کیونکہ یہ سب کچھ تو دین کے دسویں حصہ میں ہے البتہ شیعہ، شیعہ مذہب کے ۹ حصوں یعنی تقیہ اور کتمان کے باقاعدہ پابند نظر آتے ہیں اور یہی ان کا اصل دین ہے اور سمجھنا بھی چاہیے۔

۲۔ قال ابو جعفر علیہ السلام التقیة من دینی و دین آبائی ولا ایمان لمن لا تقیة لہ (اصول کافی ص۴۸۴) اس کا عکس دیکھیں بر صفحہ ۴۶۵)

امام محمد باقرؒ نے فرمایا کہ تقیہ (یعنی جھوٹ بولنا اور دوسروں کو دھوکہ دینا) ہمارے آباء واجداد کا دین ہے اور جو تقیہ نہ کرے (یعنی جھوٹ نہ بولے اور دوسروں کو دھوکہ نہ دے) وہ بے ایمان ہے۔ (نعوذ باللہ)۔

یہ روایت ایسی معتبر ترین کتاب کی ہے جس کے لئے شیعہ کہتے ہیں کہ یہ کتاب امام غائب نے دیکھی اور پڑھ کر پسند فرمائی اور اس کتاب پر امام العصر امام غائب مہدی کے الفاظ "ھذا کافٍ لشیعتنا"، یعنی "یہ کتاب ہمارے شیعوں کے لئے کافی ہے"، بطور سند تحریر شدہ ہیں۔

۳۔ قال أبو عبد اللہ علیہ السلام یا سلیمان إنکم علی دین من کتمہ اعزّہ اللہ ومن أذاعہ أذلّہ اللہ۔ (اصول کافی ص۴۸۵۔ عکس ص۴۶۶)

امام جعفر صادقؒ نے فرمایا کہ اے سلیمان! تم شیعہ ایسے دین پر ہو کہ جو شخص کتمان کریگا (یعنی اپنا دین چھپائے گا) تو اللہ تعالیٰ اس کو عزت دیگا اور جو اس کو ظاہر کریگا تو اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل وخوار کریگا۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ روایت شیعہ مذہب کی سو فیصد ترجمانی کرتی ہے کیونکہ شیعہ مذہب کے عقائد جیسے تحریفِ قرآن کا عقیدہ، امامت کا عقیدہ، حضور علیہ السلام کے اہل بیتؓ ازواج مطہراتؓ اور صحابۂ کرامؓ پر تبرا کرنے کا

عقیدہ، کتمان اور تقیہ کا عقیدہ، بدا کا عقیدہ، امام العصر (امام غائب مہدی) کا عقیدہ، رجعت کا عقیدہ اور متعہ وغیرہ وغیرہ ایسے عقائد ہیں کہ جو اگر کوئی شیعہ ان کو غیر شیعہ مذہب کے آگے ظاہر کریگا تو وہ بیشک ذلیل وخوار ہوگا۔ لہٰذا شیعہ مذہب اور ان کے پیروکاروں کی سلامتی اور عزت اسی میں ہے کہ وہ یہ دین غیر شیعہ لوگوں پر ظاہر نہ کریں۔

۴۔ عن ابن أبي يعفور قال قال ابوعبد الله عليه السلام من أذاع علينا حديثنا سلبه الله الايمان (اصول کافی باب الاذاعة ص۵۵ - فوٹو نمبر ۲۶۷)	عبد اللہ بن یعفور کہتا ہے کہ امام جعفر صادقؒ نے فرمایا کہ جو ہماری حدیث ظاہر کریگا تو اللہ تعالیٰ اس کا ایمان سلب کر لے گا۔

اس روایت میں فی الحقیقت شیعہ مذہب کو غیر شیعوں سے مخفی رکھنے کے راز کی نشان دہی ملتی ہے کہ وہ اپنے اصلی عقیدہ کو کیوں غیر شیعوں سے پوشیدہ رکھتے ہیں۔

شیعہ اثنا عشریہ کے موجودہ دور کے امام العصر (امام غائب مہدی) کے نائب یا خلیفہ امام خمینی صاحب تقیہ کی تصدیق میں لکھتے ہیں :

۵۔ ثانيها التكفير وهو وضع إحدى اليدين على الأخرى نحو ما يصنعه ـــــــ التقية (تحریر الوسیلہ جلد اول ص۱۸۶، فوٹو نمبر ۵۳۴)	دوسرا عمل جو نماز کو باطل کرتا ہے وہ نماز میں ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھنا ہے، جس طرح شیعوں کے سوا دوسرے تمام کرتے ہیں لیکن تقیہ کی حالت میں جائز ہے۔
۶۔ تاسعها تعمّد قول أمين بعد إتمام الفاتحة إلا مع التقية فلا بأس به كالساهي (تحریر الوسیلہ جلد اول ص۱۹۰، فوٹو نمبر ۵۳۵)	اور نویں چیز جس سے نماز باطل ہوتی ہے وہ ہے سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بعد قصداً آمین کہنا لیکن تقیہ کے خیال سے جائز ہے اور کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

یہاں میں یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہوں کہ جس مذہب میں اللہ کی سب سے افضل ترین عبادت یعنی نماز کے ذریعہ بھی دوسروں کو فریب دینے کی تعلیم دی گئی ہو، کیا وہ اللہ کا پسندیدہ مذہب ہوگا؟ کیا یہ نبیؐ کا دین ہوگا؟

آپ اگر شیعوں کو کہیں کہ حضرت علیؓ نے پہلے تین خلفاء کرامؓ سے رضا وخوشی سے بیعت کی تھی اور چوبیس برس تک ان کی اقتداء میں نماز ادا کرتے رہے اور آپ کے ان خلفاء ثلاثہؓ سے ایسے خوشگوار تعلقات رہے کہ اپنی اور سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کی لختِ جگر سیدہ امّ کلثومؓ حضرت فاروق اعظمؓ کے عقدِ نکاح میں دی

پھر تم کیسے کہتے ہو کہ حضرت علیؓ پہلے تین خلفاء کو معاذ اللہ کافر اور مرتد سمجھتے تھے ؟ تو یہ لوگ جواب دیں گے کہ یہ سب کچھ حضرت علیؓ کا تقیہ تھا نہ صرف یہ بلکہ شیعہ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ تقیہ کے اتنے پابند تھے کہ آپ نے اپنی خلافت میں بھی اصل قرآن جو خود آپ نے ہی جمع کیا تھا اور وہ اس موجودہ قرآن کے خلاف تھا وہ بالکل ظاہر نہ کیا اور پہلے تین خلفاء والے قرآن کو خود پڑھتے رہے ، پڑھانے کا انتظام کرتے رہے اور اس پر عمل کرتے رہے ، اسی طرح دیگر تمام ائمہ کرام ساری زندگی تقیہ کرتے رہے اور غیر شیعوں سے اپنا اصلی مذہب چھپاتے رہے ۔

تقیہ اور کتمان کا قرآنی تعلیمات سے تقابل

۱ - وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ (سورہ ہود ۱۱ ع ۱۰ - آیت ۱۱۳)

اور مت جھکو اُن کی طرف جو ظالم ہیں پھر تم کو لگے گی آگ اور کوئی نہیں تمہارا اللہ کے سوا مددگار پھر کہیں مدد نہ پاؤ گے ۔

۲ - هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۝ (الصّٰفّٰت ۶۱ ع ۱ - آیت ۹)

وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول راہ کی سوجھ دیکر اور سچا دین کہ اس کو اوپر کرے سب دینوں سے ۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو بھیجا ہی اسلئے تھا کہ آپ دین اسلام کو تمام دیگر مذاہب پر غالب کریں اور ظاہر کریں ، چنانچہ حضور علیہ السلام نے ابتداء سے ہی بالکل تنہا ہو کر تمام دشمنوں کے سامنے دین کا اعلانِ حق کیا اور پوری عمر میں کبھی بھی کتمان اور تقیہ نہیں کیا ، اگر آپ تقیہ کرتے تو آپؐ کی پاکیزہ زندگی مبارکہ میں آپؐ کو تکالیف پیش نہ آتی اور آپ کیوں ہجرت فرماتے اور کیوں اپنے صحابہ کرامؓ کو اپنے گھر بار ، اولاد وغیرہ سے جدا کر کے ہجرت کا حکم فرماتے ؟

۵ - حضور علیہ السلام اور ائمہ کی طرف منسوب کردہ تقیہ کے چند عملی ثبوت بطور نمونہ

اب یہاں یہ لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ مذہب کے مصنفین نے یہ بات ثابت کرنے کے لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام ائمہ حضرات تقیہ کرتے تھے ، اس کے بارے میں بھی انھوں نے بہت سارے

جھوٹے قصے بیان کئے ہیں تاکہ اس فعلِ بد یعنی تقیہ اور نفاق کو حضور علیہ السلام اور ائمہ حضرات کا اہم اصول اور عقیدہ تسلیم کیا جائے۔ چنانچہ اس کے سلسلہ میں شیعہ مصنفین یہ بتاتے ہیں کہ حضور علیہ السلام اور نیز ائمہ حضرات نے فلاں فلاں جگہ تقیہ کیا ہے اور تقیہ اُن کا اہم اصول اور عقیدہ تھا۔ ثبوت کے لئے بطور نمونہ چند مثالیں لکھی جاتی ہیں :-

۱- عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال لما مات عبد اللہ بن ابی ابن سلول حضر النبی صلی اللہ علیہ و آلہ جنازتہ فقال عمر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ یا رسول اللہ الم ینھک اللہ ان تقوم علی قبرہ فسکت یا رسول اللہ الم ینھک اللہ ان تقوم علی قبرہ ؟ فقال لہ ویلک وما یدریک ما قلت انی قلت اللھم احش جوفہ نارا واملاء قبرہ نارا واصلہ نارا قال ابو عبد اللہ علیہ السلام فابدا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ ما کان یکرہ -

(فروع کافی ج ۳ ص ۱۸۸)

(عکس دیکھیں ص ۴۷۲ پر)

یعنی امام جعفر صادقؒ سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن اُبی بن سلول مر گیا تو حضور علیہ السلام اُس کے جنازہ پر گئے۔ اُس وقت عمر نے کہا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کی قبر پر کھڑا ہونے سے نہیں روکا ہے ؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر عمرؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا اللہ تعالےٰ نے آپ کو اس کی قبر پر کھڑا ہونے سے نہیں روکا ہے ؟ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر تجھے کیا خبر کہ میں نے کس طرح دعا کی ؟ میں نے یہ دعا کی کہ اے اللہ اس کے پیٹ میں آگ بھر دے ، اس کی قبر میں آگ بھر دے اور اس کو دوزخ میں بھیج۔ پھر امام جعفرؒ نے فرمایا کہ عمرؓ نے رسول اللہؐ کا یہ راز ظاہر کیا جس کو ظاہر کرنا نبیؐ نے بُرا سمجھا تھا۔

۲- عن ابی عبد اللہ علیہ السلام ان رجلا من المنافقین مات فخرج الحسین بن علی صلوٰۃ اللہ علیھما یمشی معہٗ فلقیہ مولی لہٗ فقال لہ الحسین علیہ السلام این تذھب یا فلان؟

یعنی امام جعفر صادقؒ سے روایت ہے کہ منافقین میں سے ایک شخص مر گیا تو امام حسینؓ بن علی اس کے جنازے کے ساتھ چلے۔ راستہ میں امام حسینؓ کو اُن کا غلام ملا۔ امام حسینؓ نے اُس سے پوچھا کہ تم کہاں جاتے ہو ؟ اس نے کہا کہ میں اس منافق کی نماز جنازہ سے بھاگ رہا ہوں ،

قال فقال له مولاه انر من
جنازة هذا المنافق ان اصلي
عليها فقال له الحسين عليه
السلام انظر ان تقوم على
يميني فما تسمعني اقول فقل
مثله فلما ان كبر عليه وليه
قال الحسين عليه السلام: الله
اكبر اللهم العن فلانا عبدك الف لعنة
مؤتلفة غير مختلفة اللهم اخز عبدك
فی عبادك وبلادك واصله حرّ نارك
واذقه اشد عذابك فانه كان يتولیٰ اعدائك
ويعادی اوليائك ويبغض اهلبيت نبيك!

(فروع کافی ج ۳ ــ ، صفحہ ۱۸۹ ـ عکس صفحہ ۲۸۳ پر)

امام حسینؓ نے اُس کو کہا کہ تو اِس کی نماز میں میرے
دائیں طرف کھڑے ہونا اور میرے پڑھنے کو سننا اور جو
کچھ میں کہوں تو بھی وہ کہنا۔ پھر جب ولی نے تکبیر کہی تو
امام حسینؓ نے اللہ اکبر کے بعد اس طرح کہنا شروع کیا :
اے اللہ اس اپنے بندے پر لعنت کر ہزار لعنتیں جو اکٹھی ہوں
اور الگ الگ نہ ہوں۔ اے اللہ اس بندہ کو اپنے بندوں اور
شہروں میں ذلیل کر اور اپنی آگ کے جلانے سے اس کو جلا اور
اپنے عذاب کی سختی اس کو چکھا دے، بیشک یہ اُن میں سے
تھا جو تیرے دشمنوں سے دوستی رکھتے ہیں اور تیرے نبیؐ کے
اہل بیتؓ سے بغض رکھتے ہیں۔

فروع کافی کی جلد سوم کے "باب الصلوٰۃ علی الناصب" میں سات روایات دی گئی ہیں جن میں غیر شیعوں پر نماز جنازہ پڑھنے اور اُن پر مختلف بد دعائیں کرنے کا ذکر تاکید سے موجود ہے۔ مذکورہ دونوں روایتوں میں سے پہلی روایت میں حضور علیہ السلام اور دوسری روایت سے حضرت امام حسینؓ سے منافقین اور اُن کی منافقی کی تائید ہوتی ہے۔ اِن روایتوں میں منافقین اور مومنین صادقین کو دھوکہ میں رکھا گیا ہے۔ مسلمانوں کو دھوکہ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور امام حسینؓ کی اِن جنازہ نمازوں میں آپ کے ساتھ دوسرے بہت سے مسلمانوں نے بھی شرکت کی ہوگی اور پھر حضور علیہ السلام اور امام حسینؓ نے اِن اموات کے لئے مخفی طور پر بد دعا کی اور بظاہر دعا کا نمونہ دکھلایا یعنی کتمان اور تقیہ کیا (نعوذ باللہ) لیکن دوسرے مسلمانوں نے ظاہر اور باطن دونوں طریقوں سے دعا کا طریقہ اور عمل قائم رکھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیعہ مذہب کے مصنفین نے جھوٹ، دھوکہ اور فریب کی ایسی داستانیں، اور ایسے واقعات خود تراش کر حضور علیہ السلام اور ائمہ کرام کی طرف اس لئے منسوب کئے ہیں تاکہ وہ شیعہ مذہب میں کتمان اور تقیہ کے عقیدہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ کی زندگیوں کے نمونہ سے ثابت کر سکیں۔ اور انہوں نے ایسا ہی کیا ہے۔ چنانچہ جو شیعہ کسی دنیوی تعلقات کی بنا پر سنیوں کے جنازوں میں شریک ہوتے ہیں تو وہ اِن روایتوں کی بنیاد پر میت کے لئے بد دعا کرتے ہیں۔ ہمارے جید سنی علماء کا یہ متفق علیہ فیصلہ اور فتویٰ ہے کہ نہ کسی شیعہ کی نماز جنازہ میں شرکت کی جائے اور نہ کسی شیعہ کو سنی کے جنازہ میں شریک ہونے کی اجازت دی جائے۔ فتویٰ کے الفاظ یہ ہیں :

"لہٰذا شیعوں کے ساتھ مناکحت قطعاً ناجائز اور ان کا ذبیحہ حرام، ان کا چندہ مسجد میں لینا ناروا ہے۔ ان کا جنازہ پڑھنا یا ان کو جنازہ میں شریک کرنا جائز نہیں ہے۔ ان کی مذہبی تعلیم، ان کی کتابوں میں یہ ہے کہ سنیوں کے جنازہ میں شریک ہو کر یہ دعا کرنا چاہیئے کہ یا اللہ! اس کی قبر کو آگ سے بھر دے اور اس پر عذاب نازل کر" (دیکھئے باب دوازدہم)

۶۔ علامہ مجتہد العصر سید عرفان حیدر عابدی موسوی کی شیعیت سے توبہ اور سنی مذہب اختیار کرنے کے بارے میں موصوف سے ایک انٹرویو۔

شیعہ رہنما اور قائد فقہ جعفریہ علامہ سید حامد علی موسوی کے صاحبزادہ سید عرفان حیدر عابدی جو کہ پہلے شیعہ مذہب کے عالم اور مجتہد تھے وہ شیعیت سے تائب ہو کر سُنی مذہب میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے کہاں تعلیم حاصل کی اور کہاں کہاں شیعیت کی تبلیغ کی اور شیعیت کو چھوڑنے کے اسباب و علل کیا تھے وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام باتیں آپ سے لئے گئے ایک انٹرویو میں موجود ہیں۔ یہ انٹرویو ماہنامہ البلاغ کراچی بابت رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ مطابق جون ۱۹۸۵ء میں موجود ہے۔ علامہ عرفان حیدر عابدی نے شیعیت کو چھوڑا اور سنی مذہب اختیار کیا، اس کا ذکر روزنامہ جنگ لاہور ۹ راگست ۱۹۸۴ء میں موجود ہے۔ یہاں پر علامہ سے لئے گئے انٹرویو سے صرف دو سوالوں کے جوابات ذکر کئے جاتے ہیں باقی تفصیل کیلئے البلاغ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ کا مطالعہ کیا جائے۔ وہ سوال اور جواب اس طرح ہے :-

س۱ : آپ کن وجوہات کی بنا پر شیعہ مذہب کو ترک کرنے پر مجبور ہوئے ؟

ج : شیعہ مسلک کا مبلغ ہونے کے باوجود مجھے شرح صدر حاصل نہیں تھا۔ اس لئے میں علمائے اہلسنت کی کتب کا بھی مطالعہ کرتا تھا۔ علمائے دیوبند میں سے بعض بزرگوں کی کتابوں سے زیادہ متاثر ہوا۔ اور چند اہم وجوہات جن کی وجہ سے میں اس مذہب کو باطل یقین کرتے ہوئے تائب ہونے پر مجبور ہوا یہ ہیں :

۱۔ ۲۱ ر رمضان المبارک کو شیعہ حضرات، حضرت علیؓ کا جنازہ نکالتے ہیں، گذشتہ رمضان میں جب یہ رسم ادا ہو رہی تھی تو حسب سابق مبلغین و ذاکرین کی ایک کثیر تعداد موجود تھی تو اس وقت سب نے اصحابؓ رسولؐ پر تبرا شروع کر دیا۔ میں نے کہا کہ میں نے جس قدر تحقیق کی ہے ہمارے کسی امام نے ان حضرات پر لعنت نہیں بھیجی۔ تو اس وقت میرے والد صاحب سید حامد علی موسوی جو آجکل رافضیوں کے ایک گروپ کے قائد ہیں، فرمانے لگے کہ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے تولّی اور تبرا ہمارے مذہب کا ایک اہم جز اور حصہ ہیں۔ تو اس پر میں نے والد صاحب کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ پر سبّ کیا، لیکن جب حضرت عمر رضؓ پر تبرا شروع کیا تو میری زبان بند ہو گئی اور کافی دیر تک میری

زبان بند رہی ۔ اور کافی دیر تک میری قوتِ گویائی سلب رہی ۔ میں اللہ تعالےٰ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میرے توبہ کرنے اور خدا سے معافی مانگنے پر میری زبان نے دوبارہ چلنا شروع کیا تو اس پر میرا یقین کامل ہوا کہ اصحابِ رسول ؐ سچے ہیں اور یہ ابن سبا یہودی کی نسل اپنے اس ملعون عمل سے اہل بیت کو بھی بدنام کر رہی ہے ۔

۲ ۔ شیعہ حضرات ام المؤمنین حضرت عائشہؓ اور حفصہؓ پر لعنت بھیجتے ہیں ۔ میں نے سوچا کہ معاذ اللہ اگر یہ عورتیں اتنے بُرے کردار کی مالک تھیں تو خدا نے اپنے پیغمبر کو ان سے شادی کرنے سے کیوں نہ روکا ۔ تحقیق سے میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ ایک یہودیانہ سازش کا نتیجہ ہے ۔

۳ ۔ اہل تشیع قرآن مجید کو تحریف شدہ تصور کرتے ہیں اور یہی عقیدہ رکھتے ہیں ۔

۴ ۔ شیعہ مبلغین اور ذاکر اپنے مذہب کی تبلیغ ، رقم طے کر کے سرانجام دیتے ہیں ۔ ان کے اس عمل سے میں شدید بدظن ہوا ۔

۵ ۔ میں نے شیعہ مذہب کے مبلغین اور ذاکرین کی اکثریت کو جو یہ دعویٰ خود "محبانِ اہلبیت" کہلاتے ہیں فسق و فجور میں مبتلا پایا ۔ (ماهنامہ البلاغ کراچی ۔ جون ۱۹۸۵ء)

مذکورہ انٹرویو میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں (۱) ہر سال ۲۱ رمضان المبارک کو شیعہ حضرت علیؓ کا جنازہ نکالتے ہیں اور اس میں حضور علیہ السلام کے صحابہ کرامؓ خاص طور پر سیدنا ابوبکرؓ و سیدنا عمرؓ پر لعن طعن اور تبرا بازی کرتے ہیں ۔ (۲) شیعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات میں سے خاص طور پر سیدہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا پر بدزبانی اور لعن طعن کرتے ہیں ۔ (۳) شیعوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن پاک میں تحریف و تغیر کیا گیا ہے (۴) شیعوں کے مبلغ اور ذاکر اپنے مذہب کی تبلیغ کے لئے پہلے سے طے شدہ رقم لیتے ہیں (۵) شیعوں کے اکثر مبلغین اور ذاکرین کردار کی کمزوری کے شکار ہوتے ہیں ۔

اب آپ بتائیں ، آپ کی عمر کتنی ہے ؟ آپ نے اپنی زندگی میں کبھی دیکھا کہ شیعہ ہر سال حضرت علیؓ کا ۲۱ رمضان المبارک کو جنازہ نکالتے ہیں اور صحابہ کرامؓ پر تبرا کرتے ہیں ؟ اگر آپ جواب میں "ہاں" کہیں تو صحیح ورنہ اگر جواب نفی میں ہے تو یہ بتائیں کہ آپ کو یہ کیوں خبر نہیں ہے ؟ کیا شیعہ پاکستان میں نہیں رہتے ؟ آپ جس ضلع ، تحصیل یا بستی میں رہتے ہیں کیا وہاں کوئی شیعہ نہیں ہے ؟ تو آپ لازماً یہ کہیں گے کہ شیعہ تو برابر ہمارے درمیان موجود ہیں لیکن ہمیں خبر نہیں کہ وہ رمضان المبارک میں ایسا کرتے ہیں ۔ یہ خبر آپ کو کیوں نہیں ؟ دوستو ! آپ کو یہ خبر نہ ہونا یہ شیعوں کے کتمان اور تقیہ کی کارفرمائی کا نتیجہ ہے ۔ شیعوں کے اصل

میں جو عقائد ہیں مثلاً قرآن وسنت، نبوت اور ختم نبوت کے بارے میں "بدا" (یعنی اللہ سے غلطی اور بھول ہونے) کے بارے میں، بیت اللہ اور کربلا کے بارے میں، امام غائب، رجعت، تبرا، لعنت کرنے وغیرہ کے بارے میں ان تمام عقائد کو غیر شیعوں سے مخفی رکھنے کا نام کتمان اور تقیہ ہے۔ مختصر عبارت میں کتمان اور تقیہ کی تعریف یوں ہوگی کہ :-

" شیعہ مذہب کے ہر عقیدہ اور عمل کو غیر شیعوں سے مخفی رکھنے کو تقیہ کہا جاتا ہے "

اب آپ کی مرضی اس کو جھوٹ، مکاری، منافقت وغیرہ کہیں یا کچھ اور لیکن شیعہ مذہب میں تو یہ اہم عبادت ہے جس میں دین کے نو حصے آجاتے ہیں اور ان کے مذہب کی بقاء اور ترقی کا راز ہی تقیہ میں ہے۔ یہ تقیہ ہی ہے جو شیعہ مذہب کے ذاکروں اور خطیبوں کو ریڈیو اور ٹیلیویژن پر حق بات کرنے سے روک رہا ہے چنانچہ یہ لوگ عوام کے سامنے اپنا صحیح عقیدہ بیان نہیں کرتے۔

۷۔ دو نوعمر بھائیوں محمد ارتضیٰ اور محمد مرتضیٰ کا شیعیت سے تائب ہو کر سنی مذہب قبول کرنے کا واقعہ

نامور مفکر عالم وادیب علامہ سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ اپنی مایۂ ناز تصنیف "سیرت سید احمد شہیدؒ" مطبوعہ ۱۹۴۱ء کے صفحہ ۳۵۱ سے صفحہ ۳۵۲ پر لکھتے ہیں :

ایک مرتبہ آپ (حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ) نے اعلان فرمایا کہ کل ہم شیعوں کی عیدگاہ میں وعظ کہیں گے چنانچہ آپ حسب اعلان وعظ کہنے کے لئے عیدگاہ تشریف لے گئے، اس اعلان کی اطلاع عام طور پر ہو گئی تھی، اس لئے دونوں فریق کے لوگ جمع ہو گئے اور بڑا مجمع ہو گیا، مولانا (شاہ اسمٰعیل شہیدؒ) منبر پر تشریف لائے اور وعظ شروع کیا، وعظ میں آپ نے مذہب تشیع کی خوب دھجیاں اڑائیں۔ اس وعظ میں دو نوعمر لڑکے جو آپس میں بھائی بھائی تھے، جنہیں سے ایک کا نام محمد ارتضیٰ تھا اور دوسرے کا نام محمد مرتضیٰ، مولانا کے قریب ہی دونوں بیٹھے ہوئے تھے، ان پر اس وعظ کا اثر ہوا اور ان میں سے چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی سے کہا کہ مولانا کی تقریر سن کر میرے دل میں یہ بات آئی ہے کہ اس شہر میں ہماری حکومت ہے اور یہ شخص جو مذہب تشیع کی اس بے باکی سے تردید کر رہا ہے محض ایک معمولی اور دبلا پتلا آدمی ہے، نہ کہیں کا بادشاہ ہے، نہ نواب، نہ اس کے پاس فوج ہے، نہ ہتھیار، پھر با وجود اس بیکسی وبے بسی کے جو یہ اس قدر جرأت دکھلا رہا ہے تو وہ کونسی بات ہے جو اس بیباکی و سرفروشی پر آمادہ کر رہی ہے، وہ صرف اس کا ایمان ہے۔ اب ہم اپنے ائمہ پر نظر کرتے ہیں، ہمارے ائمہ ہمارے مذہب کی روایات کے مطابق اس قدر قوی اور شجاع تھے کہ ان کی قوت کو نہ کسی فرشتے کی قوت پہنچتی تھی اور نہ جن کی۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ

تقیہ بھی اسقدر کرتے تھے کہ مخالف تو درکنار خود اپنے شیعوں سے بھی صاف بات نہ کہتے تھے، اس سے میں سمجھتا ہوں کہ مذہب تشیع تو کسی طرح حق نہیں ہوسکتا، کیونکہ یا توان کی بہادری کے افسانے جھوٹے ہیں یا ان کی تقیہ کی کہانی غلط ہے، اب صرف دو مذہب سچے ہوسکتے ہیں یا مذہب خوارج کا جو ان کو کافر سمجھتے ہیں یا مذہب اہلسنت وجماعت، جو کہتے ہیں کہ ائمہ نہایت راست گو اور نہایت با ایمان تھے اور ان کی شان لَا يَخَافُوْنَ فِی اللّٰہِ لَوْمَةَ لَائِمٍ تھی اور ان کا مذہب وہی تھا جو اہلسنت کا مذہب ہے اور جو باتیں ان کی طرف شیعہ منسوب کرتے ہیں وہ ان کا افتراء ہے اور جب مذہب تشیع بالکل افسانہ ثابت ہوا اور حق دائر ہوگیا، خوارج اور اہل سنت کے مذہب کے درمیان، تو پھر جب میں ان دونوں مذہبوں کے درمیان فیصلہ کرتا ہوں تو مجھے اہل سنت کا مذہب اقرب الی الصواب معلوم ہوتا ہے"

یہ سُنکر بڑے بھائی نے کہا کہ مجھے بھی یہی خیال ہوتا ہے، جب وہ دونوں متفق ہوگئے تو چھوٹا بھائی اُٹھا اور کہا کہ مولانا ذرا منبر سے اُتر آیئے، مجھے کچھ عرض کرنا ہے۔ مولانا سمجھے کہ شاید میری تردید کریگا، یہ خیال کرکے آپ نیچے تشریف لے آئے۔ اس لڑکے نے منبر پر جاکر اپنا یہی شبہ وضاحت کے ساتھ پیش کیا اور کہا کہ اگر کسی کے پاس اس کا جواب ہو تو اس کا جواب دے ورنہ میں مذہب شیعہ سے تائب ہوتا ہوں اور میرے ساتھ میرا بڑا بھائی بھی تائب ہوگا، اس مجمع میں مجتہدین بھی تھے مگر کسی نے کوئی جواب نہ دیا، اس نے پھر کہا کہ یا تو کوئی صاحب جواب دیں ورنہ میں سُنی ہوتا ہوں۔ اس کا بھی کچھ جواب نہ ملا، آخر وہ منبر پر سے اُترا اور مولانا سے عرض کیا کہ میں اپنا کام کرچکا اب آپ وعظ فرمائیں"

مولانا نے فرمایا کہ وعظ سے جو میرا مقصود تھا وہ حاصل ہوگیا اور جو تقریر تم نے کی ہیں ایسی نہ کرتا، اس لئے اب مجھے کہنے کی ضرورت نہیں رہی۔ یہ دونوں لڑکے کسی بڑے وثیقہ دار کے لڑکے تھے، جب یہ سُنی ہوگئے تو انہوں نے اپنا گھر بار چھوڑ دیا اور مولانا کے ساتھ ہوگئے یہاں تک کہ جہاد میں آپ کے ساتھ شہید ہوگئے"

{ سیرالروایات بحوالہ سیرت سید احمد شہید۔ ایڈیشن دوم
۱۹۴۱ء لکھنو، صفحہ ۳۵۰ تا ۳۵۲ }

اب آپ کو معلوم ہوچکا کہ تقیہ کیا ہوتا ہے۔ تقیہ نام ہے جھوٹ، دھوکہ، فریب اور منافقت کا یعنی دل میں ایک بات ہو اور زبان پر دوسری، اسی کا نام تقیہ ہے۔ آپ کو یہ بھی معلوم ہوا کہ شیعہ مذہب

کے دس حصوں میں سے نو حصے تقیہ میں ہیں اور شیعہ مذہب تقیہ کے اصول اور عقیدہ کو تسلیم کرنے کے بغیر مکمل ہو ہی نہیں سکتا، لہٰذا شیعوں کے مذہب کے مطابق تمام ائمہ کرام حضرت علیؓ سے لیکر گیارہویں امام حسن عسکریؒ تک تقیہ کی زندگی گزارتے رہے یہاں تک کہ اپنا اصلی دین عام شیعوں سے چھپاتے رہے۔

(معاذ اللہ)

حالانکہ دینِ اسلام میں جھوٹ اُمّ الخبائث ہے، قرآن وحدیث میں جھوٹ کی مذمت بیان کی گئی ہے مگر کیا کیا جائے جس مذہب میں قرآن تحریف شدہ کتاب ہو اور حدیثِ رسولؐ کا پورا ذخیرہ غیر معتبر اور ناقابلِ قبول ہو، پیغمبر کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر سب سے پہلے ایمان لانے والے اور وحی الٰہی کے اولین مخاطبین اور دینِ اسلام کے سرفروش مجاہدین حضرات صحابہ کرامؓ نعوذ باللہ منہا مرتد اور غاصب ہوں تو اس مذہب میں سچ کو کہاں دخل ہوگا وہاں تو فریب اور دھوکہ کی تعلیم وتبلیغ ہوگی۔ اب فیصلہ آپ کو کرنا ہے کہ ایسے مذہب یعنی شیعیت کو دین اسلام سے کتنا واسطہ ہے ؟ اور کیا ایسے مذہب کو اسلام کہا جائیگا ؟

شیعہ مجتہد العصر علامہ و ڈاکٹر سید موسیٰ الموسوی کی تصنیف "الشیعۃ والتصحیح" کا اردو ترجمہ "اصلاح شیعہ" اس وقت میرے سامنے ہے جس میں ڈاکٹر صاحب نے شیعیت میں تقیہ کے اصول پر مندرجہ ذیل ریمارکس دیئے ہیں۔ فرماتے ہیں:

"میرا پختہ اعتقاد ہے کہ دنیا میں ایسا کوئی گروہ موجود نہیں جس نے اپنی تذلیل و توہین اس حد تک کی ہو جس قدر شیعہ نے خود اپنی تقیہ کا نظریہ قبول کرکے اور اُس پر عمل پیرا ہو کر کی ہے۔" (اصلاح شیعہ ص۹۵)

ظاہر ہے کہ جب تقیہ کرنے والا اپنے آپ کو حد درجے کا ذلیل کرتا ہے، تو اس کا دوسرا مطلب یہ ہوا کہ جو لوگ تقیہ کی تعلیم اور اس پر عمل کرنے کی نسبت اپنے ائمہ کی طرف کرتے ہیں، تو وہ خود اپنے ائمہ کی توہین اور تذلیل کرنے کے مرتکب بن جاتے ہیں۔ یہ بہت خطرناک مقام ہے اور شیعہ علماء و مجتہدین کو ایسی ایمان سوز گستاخی سے توبہ کرنی چاہیئے۔ بس اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں صراط مستقیم عطا فرمائے۔

الحمد للہ

قد تمت باب الرابع ویلیہ باب الخامس

بابِ پنجم

شیعہ مذہب میں امامت کا عقیدہ

{شیعہ مذہب کا بنیادی عقیدۂ امامت گویا ختم نبوت کے عقیدہ کا انکار ہے۔ اس کے دلائل اور اس کے ثبوت}

ا۔ اسلام میں نبوت اور ختم نبوت کا مفہوم ختم نبوت کی اہمیت اور حقیقت

اسلام کے بنیادی عقائد میں ختم نبوت اور رسالت کا عقیدہ نہایت ہی اہم عقیدہ ہے، توحید کے عقیدہ کے بعد نبوت اور رسالت کا عقیدہ ہے جس کی اسلامی کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے الفاظ میں صحیح عکاسی ہوتی ہے۔ درحقیقت ایمان بالرسول ہی ایمان باللہ کا ذریعہ ہے۔ لہٰذا رسول پر ایمان کے بغیر اللہ پر ایمان ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا۔

نبوت اور رسالت صرف الفاظ نہیں ہیں بلکہ ان کے ایک متعین شدہ معنی ہیں۔ ہر نبی اور رسول اللہ تعالیٰ کی طرف سے نامزد ہوکر اللہ تعالیٰ کے بندوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کی حجت بن کر آتا تھا۔ انکو پہچاننا اور ماننا نجات کے لئے شرط تھا۔ ان کو وحی کے ذریعہ احکامات الٰہی ملتے تھے اور ہر نبی معصوم اور مفترض الطاعۃ ہوتا تھا، وہ اور اس کی مقدس تعلیم اسکی اُمت کے لئے سرچشمۂ ہدایت ہوتی تھی۔

اسی طرح ختم نبوت یا ختم رسالت کے معنی مقرر اور معین ہیں ایسا کونسا مسلمان ہوگا جس کو ان الفاظ کے معنی نہ آتے ہوں اور ان کی حقیقت و ماہیت سے ناواقف ہو۔ ختم نبوت اور ختم رسالت کی مکمل حقیقت سے اکثر مسلمانوں کی ناواقفیت کے سبب اسلام دشمن عبداللہ بن سبا یہودی کی یہودی ذہنیت نے عام مسلمانوں کی اس کمزوری سے ناجائز فائدہ اٹھا کر امامت کے عقیدہ کو ایجاد کیا جس میں فی الحقیقت ختم نبوت اور ختم رسالت کے عقیدہ کے خاتمہ کا سوفیصد بارود بھرا ہوا ہے۔

مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ نے دو متضاد تصویریں نامی کتاب میں حضرت

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا ایک مکاشفہ نقل کیا ہے ۔
شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ تحریر فرماتے ہیں کہ :۔
" میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روحانی طور پر فرقہ شیعہ کے متعلق دریافت کیا مجھے جواب ملا کہ ان کا مذہب باطل ہے اور ان کے مذہب کا بطلان لفظ امام سے سمجھا جا سکتا ہے ۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اس روحانی مراقبہ کی کیفیت ختم ہوئی تو مجھے خیال آیا کہ واقعی امام ان حضرات کے نزدیک وہ معصوم ہستی ہے جس کی اطاعت فرض ہے اور جس پر باطنی وحی آتی ہے اور حقیقت میں یہی نبی کی تعریف ہے اس لئے ان کا مذہب ختم نبوت کے انکار کا مستلزم ہے "
(بروایت دو متضاد تصویریں صـ۷۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نبوت اور رسالت اور معصومیت اور براہ راست اللہ تعالیٰ سے وحی کے ذریعہ احکامات حاصل کر کے بندوں تک پہنچانے کی جو حقیقت ہے وہ حقیقت حضور علیہ السلام پر ختم کی گئی ہے ۔ اب قیامت تک آپ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نامزد رسول اور بندوں پر مقرر کردہ حجت ہیں اور اب آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آخری حجت تسلیم کرنا اور آخری معصوم و مفترض الطاعۃ سمجھ کر قبول کرنا اور ایمان لانا ہی نجات کا سبب ہے ، اور صرف آپ کی اطاعت ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور حضور علیہ السلام پر نازل شدہ کتاب قرآن کریم جو کہ حضور علیہ السلام کے ساتھیوں یعنی صحابہؓ کرام کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے اور سید الکونین علیہ السلام کے ارشادات یعنی احادیث رسولؐ اور اعمال جو خود آپؐ نے کئے اور اپنے صحابہؓ کو سکھلائے جو ہمیں صحابہ کرامؓ کے ذریعہ موصول ہوئے ، وہ قیامت تک آنیوالے انسانوں کے لئے دینِ اسلام کی ہدایت کا سرچشمہ ، مرجع اور ماخذ رہیں گے ۔ حضور علیہ السلام کے بعد کوئی بھی دوسرا شخص معصوم اور مفترض الطاعۃ ہونے والا نہیں ہے اور نہیں تھا اور نہ ہی ہوگا ۔ اور نہ ہی کوئی دوسرا شخص اللہ کے بندوں پر اللہ کی طرف سے حجت بن کر آئے گا اور نہ آیا تھا ۔

اس متعین اور تسلیم شدہ حقیقت کو تسلیم کرنے کے برعکس اسلام کے دشمن سبائی ٹولے نے اسلام کے نام میں حضرت علیؓ اور آپ کی اولاد میں سے چند شخصیتوں کا انتخاب کر کے امام کے نام سے پکارا پھر وہ تمام فضائل جو حضور علیہ السلام کے رسول اور خاتم النبیین ہونے کے لئے مخصوص ہیں وہ سب کے سب ہر ایک امام کے لئے مخصوص کر کے آخری بارہویں امام پر ان فضائل کی تکمیل دکھائی ہے یا بقول شیعہ یوں کہا جائے

کہ شیعوں کے ہر ایک امام نے (معاذ اللہ) یہ تمام فضائل بلکہ ان سے بھی مزید ارفع و اعلیٰ درجات و فضائل انتہائی وضاحت کے ساتھ اپنے لئے بیان کئے ہیں اور ان فضائل کی تکمیل بارہویں امام پر اس طرح کی گئی ہے کہ امام الانبیاء خاتم النبیّین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو امام العصر (یعنی ۲۶۰ھ سے ہر وقت اور ہر دور کے زندہ غائب امام) کے ظاہر ہونے کے بعد اس کی بیعت یعنی فرمانبرداری کا عہد کرنا پڑیگا (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)۔

اب آپ ہی بتائیں کہ جس مذہب میں حضور علیہ السلام کا بارہویں امام یعنی امام العصر (غائب مہدی) کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا عقیدہ ہو، تو اس مذہب میں امام کو نبی پر بالادستی تسلیم کی جائیگی یا نبی کو امام اور اماموں پر فضیلت اور بالادستی حاصل ہوگی۔ فیصلہ آپ خود کریں۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ اِسلام کیا ہے؟ اور شیعہ مذہب کے تصنیف کرنیوالوں نے اسلام اور ختم نبوت کو مٹانے کے لئے کیا کچھ کیا ہے اور شیعہ مذہب کے اماموں اور عقیدۂ امامت میں اور اہل سنت والجماعت کی طرف سے امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ یا امام غزالیؒ کو امام کہنے میں کیسا نمایاں فرق ہے، تاکہ عقیدۂ امامت کے مضمرات بآسانی سمجھ میں آسکیں۔

۲۔ اسلام کیا ہے؟ اسلام کی بنیاد کن چیزوں پر ہے؟ اور مسلمان کس کو کہا جاتا ہے؟

یہ بات ذہن میں رہے کہ شروع سے جس طبقہ نے بھی اپنے آپ کو مسلمان یا اسلام کا پیرو کار ظاہر کرکے بظاہر اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اور پس پردہ اسلام اور مسلمانوں کی مخالفت کی ہے اور اسلام کو مٹانے کی کوشش اور جدوجہد کی ہے تو ایسے طبقے یا طاقت کو شکست دینا مسلمانوں کے لئے انتہائی مشکل کام بن گیا ہے۔ کیونکہ جو قوم بظاہر اسلام اور مسلمانوں کا نام لے کر میدان عمل میں آئی ہے وہ اسلام کے نام سے ایسے حربے استعمال کرتی ہے جن سے کتنے ہی ایسے مسلمان جن کو دین کی بنیادی باتوں کا علم نہیں ہے اور وہ اس باطل قوت کے اصل نصب العین اور مقصد سے بھی واقف نہیں ہیں تو وہ مسلمان ان باطل لوگوں کے چکر میں پھنس جاتے ہیں اور شروع سے باطل قوتیں ایسا ہی کرتی رہی ہیں۔ لہٰذا ہمیں پہلے یہ دیکھنا ہے کہ اسلام کیا ہے؟ اسلام کی بنیاد کن چیزوں پر ہے اور مسلمان کس کو کہا جاتا ہے؟

لفظ اسلام کے معنی ہیں اطاعت اور فرمانبرداری۔ مذہب اسلام کا نام اسلام اس لئے رکھا گیا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنی پڑتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کے آگے سر تسلیم خم کرنا لازم ہے۔ اسلام اور مسلمان کی تعریف میں حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب مدظلہٗ لکھتے ہیں کہ:۔

"اسلام نام ہے اس دین کا اور اس طریقہ پر زندگی گذارنے کا جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ کی طرف سے لائے ہیں اور جو قرآن کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں میں بیان کیا گیا ہے، پھر جو اس دین کو اختیار کرے، اس طریقہ پر چلے وہ ہی اصلی مسلمان ہے:
(اسلام کیا ہے ص۱۷، ص۱۸)

اس اقتباس سے معلوم ہوا کہ جو کچھ قرآن وسنّت میں بیان کیا گیا ہے اس کا نام اسلام ہے اور جو شخص اسلام کے ان دو بنیادوں قرآن وسنت کو اختیار کرتا ہے اور قرآن وسنت کے شرعی احکامات کے مطابق زندگی گذارتا ہے وہی مسلمان ہے۔

اسلام میں قرآن سے مراد موجودہ قرآن ہے جس پر نزولِ قرآن سے لے کر آج تک تمام مسلمانوں کا ایمان ہے۔ فقہی اختلاف کی بنا پر حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی، اہل حدیث ان تمام حق پرست جماعتوں کا اس قرآن پر ایمان ہے جو کہ کامل مکمل صورت میں موجود ہے اس میں کوئی تغیر وتبدیلی اور تحریف نہیں ہوئی اور اس قرآن کے کاتب، مفسّر اور ہمارے پاس پہنچانے والے اولین مبلغ اور راوی حضور علیہ السلام کے صحابۂ کرامؓ ہیں۔

اسلام میں سنت سے مراد حضور علیہ السلام کی حیاتِ طیبہ اور آپؐ کی وہ تمام قولی اور عملی ہدایات ہیں جو آپؐ نے نبی، رسول، کتاب اللہ کے معلّم اور اللہ کی طرف سے بندوں پر آخری حجت ہونے کی حیثیت سے دنیا کو سکھائی ہے، اس پاکیزہ تعلیم کے بھی اوّلین راوی، اولین مخاطب اور دنیا میں اوّلین مبلغ حضور علیہ السلام کے صحابۂ کرامؓ تھے اور وہی ہوسکتے ہیں۔ ان صحابۂ کرامؓ نے پیغمبر کی سنّت اور تعلیمات کو انتہائی حفاظت سے بعد میں آنیوالوں تک پہنچانے کا حق ادا کر دیا ہے۔ اور یہ تعلیمات بعد میں آنیوالے محدثین کرامؒ نے پوری سند کے ساتھ اپنی کتابوں میں درج کی ہیں اس طریقہ سے حضور علیہ السلام کی سنّت صحابۂ کرامؓ کے توسط سے ہم تک پہنچی ہے۔

۳۔ اسلام مکمل دین کیوں ہے؟ اور حضور علیہ السلام خاتم النبیین کیوں ہیں؟

اسلام مکمل دین کیوں اور حضور علیہ السلام خاتم النبیین کیوں ہیں اور ختم نبوت کے عقیدہ کو برقرار رکھنے کے لئے کن چیزوں کا محفوظ اور موجود ہونا لازمی ہے۔ اسکے بارے میں قرآن مجید میں ہے کہ:۔

ارشاد باری تعالیٰ:۔

۱۔ كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ — تھے سب لوگ ایک دین پر بھیجے اللہ نے پیغمبر خوشخبری

اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۚ (البقرۃ ۲-ع ۲۶-آیت ۲۱۳)	سنانے والے اور ڈرانے والے اور اتاری ان کے ساتھ کتاب سچی کہ فیصلہ کرے لوگوں میں، جس بات میں وہ جھگڑا کریں۔

۲۔ قیامت تک آنیوالے ہر دور اور ہر زمانے کے تمام انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی قرآن میں موجود ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر دور کے انسانوں کے لئے بشیر و نذیر یعنی خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے ہیں۔

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ (یوسف ۱۲-ع ۱۱- آیت ۱۰۴)	یہ تو اور کچھ نہیں مگر نصیحت سارے عالم کو۔
وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۝ (سبا ۳۴-ع ۳ - آیت ۲۸)	اور تجھ کو جو ہم نے بھیجا سو سارے لوگوں کے واسطے خوشی اور ڈر سنانے کو۔

۳۔ قرآن میں زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے کے لئے رہنمائی موجود ہے۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ۝ (النحل ۱۶ - ع ۱۳- آیت ۸۹)	اور اتاری ہم نے تجھ پر کتاب، کھلا بیان ہر چیز کا اور ہدایت رحمت اور خوشخبری حکم ماننے والوں کیلئے۔

۴۔ حق سبحانہ و تعالیٰ کی بارگاہ میں اسلام کے علاوہ دوسرا کوئی دین مقبول نہیں ہے۔

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ج (آل عمران ۳-ع ۹ - آیت ۸۵)	اور جو کوئی چاہے سوائے دین اسلام کے اور کوئی دین سو ان سے ہرگز قبول نہ ہوگا۔

۵۔ قرآن کریم میں اسلام کے کامل دین ہونے کا اعلان۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۚ (المائدۃ ۵-ع ۱- آیت ۳)	آج میں پورا کر چکا تمہارے لئے دین تمہارا اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کے دین کو۔

۶۔ حضور علیہ السلام مطاع (اطاعت کیا ہوا) ہیں اور آپ کی اطاعت اہل ایمان کیلئے قیامت تک فرض ہے۔

اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ — کہنا مانو اللہ کا اور کہنا مانو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔

(النساء ۴ ۔ ع ۸ ۔ آیت ۵۹)

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ — اور جو دے تم کو رسولؐ سو لے لو اور جس سے منع کرے سو چھوڑ دو۔

(الحشر ۵۹ ۔ ع ۱ ۔ آیت ۷)

واضح رہے کہ قرآن کریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تیئیس ۲۳ برس میں نازل ہو کر مکمل ہوا۔ نزول قرآن کے ساتھ اس کی قولی اور عملی تشریح خود حضور علیہ السلام بیان فرماتے رہے اور صحابہ کرامؓ سے بیان کراتے رہے جس کے نتیجہ میں کلام پاک کے بے شمار حفاظ و قرار حضرات بن گئے اور قرآن کریم کی دائمی حفاظت کا معجزانہ انتظام ہو گیا۔

مضامین قرآن حکیم جلد اول طبع ۱۹۸۰ء میں زاہد ملک لکھتے ہیں کہ :۔

"گویا اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کے سینوں کو دنیا میں لوح محفوظ کا نمونہ بنا دیا"

اور آگے لکھتے ہیں کہ :۔

"آپؐ کے دور میں قرآن کے حافظوں اور قاریوں کی تعداد اس حد تک ہو گئی تھی کہ عام مسلمانوں کی تعلیم کے لئے حضور علیہ السلام ایک ایک شہر اور بستی میں چالیس چالیس حافظ و قاری بھیجتے تھے۔ (مضامین قرآن صفحہ ۵۶)

چنانچہ حضور علیہ السلام سے ہر ایک صحابیؓ فیض حاصل کر کے نمونۂ اسلام بن گیا۔ اب جبکہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونیوالی آخری کتاب ہے اس کے بعد کوئی اور کتاب نازل ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت اور رسالت کا سلسلہ تمام ہوا۔ اب قیامت تک آپؐ کے بعد کوئی شخص نبوت اور رسالت کا دعویٰ نہیں کر سکتا اگر کوئی دعویٰ کریگا تو وہ بلاشک وریب دجّال و کذّاب ہوگا۔ جسمانی معراج کا شرف بھی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص تھا۔ قرآن مجید کے واضح الفاظ سے حضور انور علیہ السلام کے خاتم النبیین ہونے کا اعلان کیا گیا۔ وہ الفاظ مبارکہ یہ ہیں :۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ — محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم مردوں میں سے کسی مرد

وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ۔   کے باپ نہیں لیکن (آپؐ) اللہ کے رسول اور سب سے آخر میں آنیوالے نبی ہیں۔
(الاحزاب آیت ۴۰ - ع ۵)

مندرجہ بالا توضیحات سے معلوم ہوا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اسلام اور اس کے دونوں طریقے یعنی قرآن و سنت کی حفاظت کے لئے اپنی طرف سے ایک غیبی انتظام کیا ہے کہ اب رہتی دنیا تک اسلام کی تعلیمات اور اس کے احکامات میں کوئی ترمیم یا تنسیخ نہیں ہوگی اسلام میں کوئی تحریف و تغیر نہ ہوگا جیسے دوسرے مذاہب میں ہوا ہے۔ یہ غیبی انتظام کچھ اسطرح ہے کہ:-

(۱) قرآن حکیم جو حضور علیہ السلام پر نازل ہوا وہ شروع سے ہی محفوظ اور موجود ہے۔ اس کے ایک ایک حرف، حرکات و سکنات وغیرہ میں ذرہ برابر کوئی فرق نہیں آیا اور نہ ہی کسی فرق آنے کا امکان ہے کیونکہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری رب العالمین نے خود اپنے ذمہ لی ہے جیسا کہ سورۂ حجر میں ارشاد خداوندی ہے کہ:
یعنی "بے شک ہم نے ہی قرآن پاک کو اتارا ہے اور ہم ہی اسکی ہر لحاظ سے حفاظت کرنیوالے ہیں"
اس کے علاوہ مزید معلومات کے لئے سورۂ حٰم سجدہ کی آیت ۴۱، ۴۲ قابل غور ہیں آیات مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ قرآن کو تحریف اور تبدیلی سے بچانے کے لئے ایسا غیبی انتظام کیا گیا ہے کہ اسمیں سے کسی بھی حصہ کا ضائع یا غائب ہوجانا یا اس میں غیر قرآن کا داخل ہوجانا ناممکن ہے۔

(۲) حضور علیہ السلام کی زندگی مبارکہ کے تمام حالات و واقعات، اقوال و اعمال جن کو قرآن کی تشریح یا تفسیر کہا جاتا ہے وہ سب کے سب ایسے محفوظ و موجود ہیں کہ چودہ ۱۴۰۰ سو برس گذرنے کے بعد بھی حضور علیہ السلام ہمیں دائمی زندہ تعلیمات میں یوں نظر آتے ہیں گویا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر آپ سے ہدایات حاصل کر رہے ہیں۔

یہ ہے اسلام کے مکمل دین اور اس کے محفوظ و موجود ہونے کی حقیقت اور یہ ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا مختصر خاکہ اور ثبوت۔

۴۔ اسلام اور ختم نبوت کو مٹانے کے (نعوذ باللہ) مؤثر طریقے!

گذشتہ صفحات سے معلوم ہوا کہ اگر اسلام دنیا میں باقی رہے اور حضور علیہ السلام کو خاتم النبیین تسلیم کیا جائے تو ان باتوں کیلئے ضروری ہے کہ قرآن و سنت اپنی اصلی صورت میں محفوظ و موجود ہوں اور انکو اصلی صورت میں محفوظ اور موجود تسلیم کیا جائے۔

اگر اسلام کو (نعوذ باللہ) دنیا سے مٹانا ہو تو اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ دنیا کے اندر قرآن وسنّت کے محفوظ اور موجود ہونے کا انکار کیا جائے اور یہ انکار قولی ہو یا عملی یا دونوں طریقوں سے ہو۔ تیسری صورت یہ بھی ہے کہ خود ختم نبوت کا انکار کیا جائے۔ چنانچہ اسلام کو مٹانے کے لئے شیعیت میں تینوں چیزوں یعنی قرآن، سنّت، اور خود ختم نبوت کا سو فی صد انکار ثابت ہو جاتا ہے۔

آپ اگر اسلام کی مکمل تاریخ پر نظر ڈالیں گے تو معلوم ہوگا کہ جب بھی کسی چالاک دشمن اسلام نے (معاذ اللہ) اسلام کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا ہے تو اس نے ان تینوں حقائق میں سے کسی بھی ایک یا دو یا تین کو غلط یا ناقص یا غیر یقینی ثابت کرنے کے لئے منصوبہ بنا کر اور اس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے جدوجہد کی ہے۔ آپ کو دور جانے کی ضرورت نہیں ہے حال ہی کے فتنہ قادیانیت پر نظر ڈالیں۔ انگریزوں نے جب ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مسلمانوں کے عزم اور استقلال کو دیکھا تو انہوں نے سوچا کہ اگر ہندوستان کے مسلمانوں کے اس مضبوط قلعہ میں جب تک کوئی ___ دراڑ نہیں ڈالی جائیگی اور تعلیمات اسلام کی بنیادوں کو کمزور نہیں کیا جائیگا تب تک انگریزوں کو اور ان کی حکومت کو استحکام نصیب نہیں ہوگا۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے انہوں نے منصوبہ بنایا اور جس مہرے کو آگے کیا تو اس نے یعنی غلام احمد قادیانی نے نہ قرآن کا انکار کیا اور نہ ہی احادیث رسولؐ کا انکار کیا لیکن اس نے صرف حضور علیہ السلام کی ختم نبوت کا انکار کیا جس کا آگے چل کر یہ نتیجہ بر آمد ہوا کہ وہ خود نبی بن بیٹھا اور اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اور اپنے اوپر وحی کے نزول کا راگ آلاپنا شروع کیا، قرآن کی تشریح اپنی طرف سے کرنے لگا اور اپنی حدیثیں تراشنے لگا الغرض بہت سے قصے اور داستانیں بنا کر مرتد اور گمراہ ہو کر اسلام کے لئے ایک بڑا فتنہ بنا اور مسلمانوں کو بھی بڑے فتنہ میں مبتلا کر دیا۔

اس کے بعد مسٹر پرویز کو دیکھیں۔ اس نے قرآن کا انکار نہ کیا بلکہ اپنے آپ کو اہل قرآن کہلوایا، اس نے ختم نبوت کا بھی انکار نہیں کیا لیکن اس نے کمزور تاریخوں کے حوالوں کا سہارا لے کر حضور علیہ السلام کی احادیث یعنی قرآن کریم کی قولی اور عملی تشریح اور تفسیر کو ناقص کہا جو کہ ہمیں حضور علیہ السلام کے صحابہ کرامؓ کے ذریعہ سے معلوم ہوئیں پھر اس مسٹر پرویز کا بھی اس دنیا میں جو حشر ہوا وہ ہوا، علماء کرام سے یہ بات مخفی نہیں ہے۔

☆☆☆

۵۔ اسلام اور ختم نبوت کو مٹانے کیلئے شیعوں کا اختیار کیا ہوا طریقہ، اصلی قرآن اور اماموں پر نازل شدہ ۲۴۹ آسمانی کتابیں کہاں گئیں؟ شیعہ مذہب کہاں تصنیف ہوا؟

اوپر بیان ہو چکا کہ ان تین حقائق میں سے کسی ایک کا انکار کرنے سے بھی حقیقت میں اسلام اور ختم نبوت کا انکار ہو جاتا ہے اب اگر آپ شیعوں کی مستند اور معتبر کتابیں دیکھیں گے تو معلوم ہوگا کہ شیعہ مذہب کے موجدوں نے ان تینوں چیزوں کا انکار کیا ہے، اس کی تفصیل اس طرح ہے :۔

(۱) نزولِ قرآن کے سب سے اولین عینی گواہ اور مخاطب، پہلے عامل، حافظ وقاری اور کاتب ومبلغ حضور علیہ السلام کے صحابہ کرامؓ ہی ہیں اور وہی تھے۔ ان معزز اور قدسی ہستیوں کو شیعہ مصنفین وشیعہ مذہب کے موجدوں نے جھوٹے، مفاد پرست، غیر معتبر، غاصب، منافق اور مرتد اور کافر کہہ کر قرآن کریم کے محفوظ ہونے کا انکار کیا ہے۔ اور دو ہزار سے زائد روایات اماموں کے نام منسوب کر کے اپنی کتابوں میں لکھی ہیں ان میں واضح الفاظ میں یوں لکھا گیا ہے کہ اس قرآن میں بڑے پیمانہ پر تبدیلی اور تحریف ہوئی ہے۔ اس کے بارے میں، اس کتاب کے باب دوئم میں کافی مواد پیش کیا گیا ہے وہ وہاں مطالعہ کیا جائے یہاں پر صرف دو اقتباس دوبارہ پیش کرتا ہوں :۔

۱۔ وہماں عیبی راکہ مسلمانان بکتاب یہود ونصاریٰ میگرفتند عیناً برائے خود را اینہا ثابت شود۔ (کشف الأسرار ص۱۱۴ عکس ص۵۲۵ پر)	اور تحریف کا جو عیب مسلمان، یہود ونصاریٰ پر لگاتے ہیں وہی عیب ان صحابہؓ کے اوپر بھی ثابت ہوتا ہے (معاذ اللہ)

اس عبارت میں خمینی صاحب قرآن کریم کو تحریف شدہ کتاب اور صحابہ کرامؓ کو قرآن مجید میں تحریف کرنیوالا لکھتا ہے۔ (نعوذ باللہ)

۲۔ شیعہ اثنا عشریہ کی مستند ومعتبر ترین کتاب تفسیر صافی ص۱۱ میں ہے کہ :۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال لو قرئ القرآن کما انزل لا لفیتنا فیہ مسمین۔ (تفسیر صافی ص۱۱ طبع تہران) (عکس دیکھیں ص۵۰۹ پر)	اگر قرآن اسطرح پڑھا جاتا جیسا کہ رسول اللہؐ پر نازل ہوا تھا تو تم اس میں ہمیں ہمارے ناموں سے پا لیتے۔

اس کے بارے میں مزید تفصیل باب دوم میں موجود ہے یہاں پر بطور نمونہ دو اقتباسات

پر اکتفا کیا گیا ہے۔

(۲) اب آپ غور کریں کہ شیعہ مذہب کے مصنفین نے قرآن کریم کو مشکوک ثابت کرنے کیلئے قرآن کے اوّلین مخاطب اور مبلغین حضرات صحابہ کرامؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو کفر و ارتداد غاصب و ظالم، مکار و مفاد پرست وغیرہ کی مذموم صفات سے مطعون کیا ہے اور قرآن کریم کے بارے میں تحریف کا عقیدہ بنایا ہے۔ تو پھر صحابہ کرامؓ شیعہ دنیا کے لئے حضور علیہ السلام کی سنت یعنی احادیث کے بارے میں کونسے فارمولے سے معتبر اور قابل اعتبار ہو سکیں گے؟ یہ ایسی حقیقت ہے کہ جس پر کچھ لکھنا بالکل غیر ضروری ہے چنانچہ شیعوں کے پاس نبی علیہ السلام کی سنت یعنی احادیث کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے۔ شیعہ جس چیز کو سنت اور حدیث کہتے ہیں ان سے ان کی اصل مراد وہ روایت ہوتی ہے جو کسی امام کے نام سے منسوب بتائی جائے مثلاً کوئی راوی کہے کہ امام محمد باقر صاحبؒ نے اس کے بارے میں یہ حکم دیا ہے یا امام رضاؒ نے یوں کہا ہے، امام حسن عسکریؒ نے یوں فرمایا ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہی ہے شیعہ مذہب میں سنت اور حدیث کا اصلی چہرہ۔ جس کو میں نے دوسرے مقامات پر تفصیل کے ساتھ بے نقاب کیا ہے تا کہ عام مسلمان اس زبردست دھوکہ کو اچھی طرح دیکھ اور سمجھ سکیں۔

(۳) اسلام اور ختم نبوت کے عقائد کی بقاء کے لئے قرآن و سنت کا محفوظ و موجود ہونا اشد ضروری ہے لیکن شیعہ مذہب کے بانیوں نے ان دونوں کا انکار کرنے کے بعد حضور علیہ السلام کے خاتم النبیین و اعلے منصب کو، امامت کے عہدہ سے پُر کیا ہے اور انہوں نے اماموں کے نام سے ہزاروں روایات بنا ڈالیں جو کہ شیعہ مذہب کی بنیادیں ہیں چنانچہ ہم شیعوں سے جو روایات اور احادیث کے الفاظ سنتے ہیں تو دراصل ان سے مراد وہی روایات ہوتی ہیں جو شیعوں کی کتابوں میں احادیث کے نام سے لکھی گئی ہیں۔ جن کی آخری سند حضور علیہ السلام کی ذات گرامی نہیں ہے بلکہ آخری سند کوئی نہ کوئی امام بتایا گیا ہے۔ شیعوں کی ایسی کتابوں میں سے سب سے زیادہ مستند و معتبر ترین کتاب "الجامع الکافی" ہے۔ اس کے مؤلف ابوجعفر محمد بن یعقوب بن اسحٰق کلینی رازی متوفی ۳۲۸ھ ہے۔ صرف اس کتاب میں روایات کی تعداد (۱۶۱۹۹) سولہ ہزار ایک سو ننانوے ہے۔ ان روایات میں تحریف قرآن اور تقیہ (جھوٹ بولنا، دھوکہ سے کام لینا، ظاہر کا باطن کے خلاف ہونا) کو اماموں کا دین کہا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کو بداء ہوتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ بھی نعوذ باللہ بھول جاتا ہے، اس مسئلہ کا ذکر ہے۔ اس کتاب میں امامت اور اماموں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کی طرح ہر شئے میں حجت ہونے کے بارے میں ایک سو ستائیس (۱۲۷) ابواب ہیں۔ جن میں ہے کہ

امام معصوم اور گناہوں سے پاک ہیں جن سے غلطی اور لغزش ہونیکا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا، حضور علیہ السلام کی اطاعت کیطرح اماموں کی اطاعت فرض عین ہے، ہر امام کا درجہ تمام انبیاءؑ سے اعلیٰ اور حضور علیہ السلام کے برابر ہے ہر امام پر ہر سال قدر کی رات میں آسمان سے فرشتہ ایک کتاب لیکر نازل ہوتا تھا لہذا ہر امام صاحب کتاب ہے اور ہر امام جمعہ کی رات معراج پر جاتا تھا تاکہ اس کے علم میں اضافہ کیا جائے۔ لہذا ہر امام صاحب معراج ہے۔ اور اس کتاب میں ہے کہ ہر امام کو اپنے سے پہلے فوت شدہ امام کیطرف حلال کردہ اشیاء کو حرام کرنے اور حرام کردہ اشیاء کو حلال کرنیکا اختیار حاصل تھا۔ لہذا ہر امام صاحب شریعت ہے یہ جو کچھ لکھا گیا وہ صرف ڈھیر میں سے ایک مٹھی ہے جس سے شیعہ مذہب کی جنس کا تعارف کرانا مقصود ہے۔ اس کے بارے میں آگے تفصیلی روایات آرہی ہیں۔

اب یہ بات ذہن میں رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنہ ۱۱ ہجری میں رحلت فرمائی، شیعوں کے عقیدہ کے مطابق حضرت علیؓ حضور علیہ السلام کیطرح پہلے امام سن ۱۱ ہجری میں بنے اور گیارہویں امام حسن عسکریؒ نے ۲۶۰ھ میں وفات کی، تو اس حساب سے ۱۱ - ۲۶۰ = ۲۴۹ برس کا عرصہ بنا۔ ہر ایک امام پر ہر سال، شب قدر میں کتاب نازل ہوتی تھی تو پھر کہا جائیگا کہ اللہ تعالیٰ کے آخری نبیؐ پر آخری آسمانی کتاب قرآن مجید نازل ہونے کے بعد بھی اماموں پر ۲۴۹ آسمانی کتابیں نازل ہوئی ہیں۔

اسوقت شیعہ ویلفیئر آرگنائزیشن نواب شاہ کیطرف سے مطبوعہ چارٹ میرے سامنے موجود ہے اسکی تصدیق شیعہ اثنیٰ عشریہ علامہ علی احمد نجفی نے کی ہے۔ اس میں سے چند باتیں ناظرین کے لئے پیش کرتا ہوں۔

امام کا نام	مقام ولادت (شہر)	وفات پانیکا سال	امامت کی مدت
۱۔ حضرت علیؓ	مکہ معظمہ	۴۰ ہجری	۳۰ سال
۲۔ حضرت حسنؓ	مدینہ منورہ	۵۰ 〃	۱۰ 〃
۳۔ حضرت حسینؓ	مدینہ منورہ	۶۱ 〃	۱۰ 〃
۴۔ حضرت زین العابدینؒ	مدینہ منورہ	۹۵ 〃	۳۴ 〃
۵۔ حضرت محمد باقرؒ	مدینہ منورہ	۱۱۴ 〃	۱۹ 〃
۶۔ حضرت جعفر صادقؒ	مدینہ منورہ	۱۴۸ 〃	۳۴ 〃
۷۔ حضرت موسیٰ کاظمؒ	مکہ اور مدینہ کے درمیان منزل	۱۸۳ 〃	۳۵ 〃

۸- حضرت علی رضاؒ	مدینہ منورہ	۲۰۳ //	۲۰ //
۹- حضرت محمد تقیؒ	مدینہ منورہ	۲۲۰ //	۱۷ //
۱۰- حضرت علی نقیؒ	مدینہ کے قریب گاؤں میں	۲۵۴ //	۳۴ //
۱۱- حضرت حسن عسکریؒ	مدینہ منورہ	۲۶۰ //	۶ //
۱۲- محمد مہدیؒ	سامرہ، بغداد	(-)	— //
کل مدت (اماموں پر مجموعی آسمانی کتابیں نازل شدہ کی مجموعی تعداد)			۲۴۹ //

اس چارٹ سے گیارہ اماموں کی امامت کا عرصہ ۲۴۹ برس بنتا ہے، شیعوں کے عقیدہ کے مطابق ہر امام پر ہر سال شب قدر میں آسمان سے فرشتے ایک کتاب لیکر نازل ہوتے تھے۔ تو اس حساب سے قرآن مجید کے نازل ہونے کے بعد بھی ان اماموں پر ۲۴۹ آسمانی کتابیں نازل ہوئی ہیں اور شیعوں کا کہنا ہے کہ محمد مہدی (امام العصر غائب مہدی) اصلی قرآن کے ساتھ یہ تمام کتابیں اپنے ساتھ لے گیا ہے اور وہ صاحب تقریباً ساڑھے گیارہ سو ۱۱۵۰ برسوں سے ایک غار میں غائب ہوگیا ہے (استغفر اللہ)۔

مذکورہ چارٹ کو دیکھیں گے تو معلوم ہوگا کہ صرف حضرت علیؓ پر حضورؐ کی وفات کے بعد تیس (۳۰) کتابیں نازل ہوئی ہیں۔ اب جبکہ ان سے ہم پوچھتے ہیں کہ یہ سب کتابیں کہاں گئیں؟ اور حضرت علیؓ نے جو قرآن جمع کیا تھا وہ گیارہ امام اپنے ساتھ ۲۴۹ برس تک اپنے پاس صرف برکت کے بہانے رکھتے رہے وہ قرآن کہاں ہے؟ تو شیعہ حضرات ایک عجیب معمہ پیش کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ گیارہویں امام حسن عسکریؒ کو ایک کنیز نرگس سے ایک فرزند ہوا تھا جس کی دوسرے کسی کو بھی خبر تک نہیں دی گئی تھی۔ اس لڑکے کی عمر ابھی ۴-۵ برس ہی تھی تو امام حسن عسکریؒ کی وفات کا وقت قریب آیا، لہذا یہ صاحبزادہ اپنے والد کی وفات ۲۶۰ھ سے آٹھ دس دن پہلے اس وقت کی حکومت کے خوف کی وجہ سے یہ کمل کتابیں اور دوسرے بھی بہت سارے تبرکات جن کا شمار کرنا ناممکن ہے وہ بھی اپنے ساتھ لے کر تن تنہا بغداد شہر کے قریب ایک غار میں غائب ہوگیا اور وہاں اب جلاوطنی کی زندگی گذار رہا ہے اور جب اس کی جلاوطنی کا زمانہ ختم ہوگا تو پھر یہ صاحب جن کو ہم امام العصر کہتے ہیں وہ باہر نکل آئیگا اور اپنے ساتھ حضرت علیؓ والا قرآن جو کہ موجودہ قرآن سے کم از کم تین گنا بڑا ہوگا اور اسمیں تمام اماموں کے نام اور ان کی امامت کا ذکر ہوگا اور اس کے ساتھ اماموں پر نازل شدہ کتابیں اور دوسرے بہت سارے تبرکات باہر نکال کر لائیگا اور اگر آپ اسوقت زندہ ہونگے

تو خود بھی دیکھ سکیں گے اور مزید فرماتے ہیں کہ ہم خود اس امام العصر کا ۲۶۰ھ سے آج تک انتظار کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے شب و روز دعائیں کر رہے ہیں کہ اس کی جلا وطنی کا عرصہ ختم کر کے اسکو جلد باہر لائے وغیرہ وغیرہ (مزید تفصیل کے لئے دیکھیں اس کتاب کا باب غائب امام مہدی اور رجعت)۔

اس چارٹ میں آپ کو ایک دوسری خاص چیز یہ بھی نظر آئیگی کہ شیعوں کے یہ تمام گیارہ ائمہ حجاز مقدس اور اس میں بھی خاص کر مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے ہیں اور شیعوں نے اپنے مذہب کو زیادہ تر امام محمد باقرؒ اور امام جعفر صادقؒ کی طرف منسوب کیا ہے۔ یہ دونوں حضرات مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے ہیں۔ وہاں ہی پوری عمر گذاری ہے اور وہیں جنت البقیع کے قبرستان میں مدفون ہیں۔

تحذیر المسلمین عن کید الکاذبین کا مصنف لکھتا ہے کہ:۔

"اس مذہب کا کوئی راوی ملک عرب بالخصوص مکہ اور مدینہ کا نہیں ہے، تمام راوی عراق اور ایران کے ہیں۔ خلفائے ثلٰثہ کے عہد میں ان ممالک کی سیاسی برتری کو جو نقصان پہنچا وہ مخفی نہیں اس لئے مذہب کو سیاسی انتقام کا ایک ذریعہ بنایا گیا۔"

(تحذیر المسلمین بار سوم ص۳۸)

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب ظلہٗ ایرانی انقلاب میں لکھتے ہیں کہ:۔

"اس سلسلہ میں یہ بات خاص طور سے قابلِ لحاظ ہے کہ ابو بصیر اور زرارہ وغیرہ جو اس طرح کی روایتوں کے راوی ہیں (اور ہمارے نزدیک فی الحقیقت شیعہ مذہب کے مصنف ہیں) کوفہ میں رہتے تھے اور حضرت امام باقرؒ اور امام جعفر صادقؒ مدینہ منورہ میں۔ یہ لوگ کوفہ سے کبھی کبھی مدینہ منورہ آتے اور یہاں سے واپس جاکر کوفہ میں اپنے خاص حلقہ میں ان ائمہ کی طرف منسوب کر کے اس طرح کی روایات بیان کرتے تھے انہی روایات پر شیعہ مذہب کی بنیاد ہے۔"

(ایرانی انقلاب ص۱۴۲)

شیعہ مذہب کے تصنیف کرنیوالے کوفہ اور ایران کے باشندے تھے وہ جب مدینہ منورہ میں آتے تھے تو حضرت امام جعفر صادقؒ اور حضرت امام محمد باقرؒ سے ملاقات کرتے اور ان سے حدیثیں حاصل کرنے کا جن الفاظ میں اظہار کرتے تھے اس کا صحیح نقشہ مولانا محمد منظور نعمانی ظلہٗ نے شیعوں کی مستند ترین معتبر کتاب الجامع الکافی کی سند سے اس طرح بیان کیا ہے:۔

"اصول کافی میں ایک باب ہے جس کا عنوان ہے باب فیہ ذکر الصحیفۃ والجفر والجامعۃ و مصحف فاطمۃ - علیہا السلام (اس باب میں ذکر ہے صحیفہ کا۔ جفر اور جامعہ اور مصحف فاطمہ علیہا السلام کا)"

"اس باب کی پہلی روایت بہت طویل ہے اس لئے اسکو تلخیص اور اختصار ہی کے ساتھ نظر قارئین کیا جارہا ہے":-

" ابوبصیر (جو شیعی روایات کے مطابق امام جعفر صادقؒ کے خاص محرم راز شیعوں میں سے تھے) بیان کرتے ہیں کہ ایک دن امام جعفر صادقؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا کہ مجھے ایک خاص بات دریافت کرنی ہے یہاں کوئی غیر آدمی تو نہیں ہے؟ امام صاحبؒ نے وہ پردہ اٹھایا جو اس گھر اور دوسرے گھر کے درمیان پڑا ہوا تھا اور اندر دیکھ کر فرمایا کہ اس وقت یہاں کوئی نہیں ہے۔ جو جی چاہے پوچھ سکتے ہو"

(اصول کافی مطبوعہ ۱۳۰۲ ہجری ص۱۴۶)

آگے چل کر حضرت مولانا لکھتے ہیں کہ:-

" شیعہ مذہب کی پوری حقیقت روایت کے اس ابتدائی حصہ سے سمجھی جاسکتی ہے۔ امام باقرؒ اور امام جعفر صادقؒ وغیرہ ائمہ سے شیعہ مذہب کی تعلیمات روایت کرنیوالے ابوبصیر، زرارہ وغیرہ مذہب شیعہ کے خاص راوی جو اپنے کو امام جعفر صادقؒ اور امام باقرؒ کا خاص محرم راز بتلاتے تھے اپنے حلقے کے خاص لوگوں سے کہتے تھے کہ یہ ائمہ ہم کو شیعہ مذہب کی باتیں راز داری کے ساتھ تنہائی میں بتاتے تھے جب کوئی دوسرا آدمی نہیں ہوتا تھا۔ اس طرح یہ لوگ جو چاہتے ان اماموں کیطرف منسوب کرکے کہہ سکتے تھے اور انہوں نے یہی کیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ شیعہ مذہب کی اصل حقیقت بس یہی ہے۔ ورنہ ہمارے اور جمہور امت محمدیہ کے نزدیک یہ حضرات اللہ کے مقبول باصفا بندے اور اعلیٰ درجے کے صاحب علم و تقویٰ تھے ان کا ظاہر و باطن ایک تھا اور وہ سب کو دین کی تعلیم علانیہ دیتے تھے ان کی زندگی میں نفاق کا شائبہ بھی نہیں تھا، جس کا نام شیعہ حضرات نے "تقیہ" رکھ لیا ہے"

(ایرانی انقلاب ص۱۳۸ - ۱۳۹)

شیعہ مذہب کے تصنیف کرنے والے ایرانی اور عراقی راویوں میں زرارہ اور ابوبصیر تمام راویوں سے زیادہ معتبر ہیں اس بات کی تصدیق شیعوں کی بہت مشہور کتاب "رجال کشی" کے ان الفاظ سے ہوتی ہے۔

سمعت اباعبد اللہ (ع) یقول ما اجد احدا احیا ذکرنا و احادیث ابی الا زرارة و ابوبصیر لیث المرادی و محمد بن مسلم و برید بن معاویة العجلی۔

(رجال کشی (کربلاء) ص۱۲۴-۱۲۵)

(فوٹو بر ص۵۴۷ ملاحظہ کریں)

راوی کہتا ہے کہ میں نے امام ابوعبداللہ جعفر صادقؒ سے سنا کہ آپ نے فرمایا مجھے ایسا کوئی دوسرا شخص نہیں ملتا جس نے ہمارے ذکر اور میرے والد کے حدیثوں کو زندہ کیا ہو سوائے زرارہ اور ابوبصیر محمد بن مسلم اور برید بن معاویہ کے۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ جب بھی اماموں کو کسی شیعہ راوی کے بارے میں یہ خبر پہنچی کہ وہ ہمارے بارے میں ایسی باتیں کہتا ہے جو کہ ہم نے نہیں کہیں تو آپ نے اسی وقت اس راوی پر لعنت بھیجی ہے۔ چنانچہ ان چار معتبر راویوں کے بارے میں مندرجہ ذیل معتبر ترین روایات دیکھیں۔

(۱) ابوسیار نے امام جعفر صادقؒ کے یہ الفاظ سنائے:۔

قال سمعت اباعبد اللہ یقول لعن اللہ بریدا لعن اللہ زرارة۔

(رجال کشی (کربلاء) ص۱۳۴)

(فوٹو ص۵۵۰ پر ملاحظہ کریں)

میں نے امام جعفر صادقؒ سے سنا کہ آپ نے فرمایا: برید پر اللہ تعالیٰ لعنت کرے اور زرارہ پر بھی اللہ تعالیٰ لعنت کرے۔

(۲) امام جعفر کے بارے میں خود ابوبصیر کی رائے اور اسکو اسکی گستاخی کی سزا:۔

قال جلس ابو بصیر علی باب ابی عبداللہ علیہ السلام لیطلب الاذن فلم یؤذن لہ فقال لو کان معنا طبق الاذن۔ قال فجاء کلب فشغر فی وجہ ابی بصیر۔

(رجال الکشی ص۱۵۵)

(فوٹو حوالہ ص۵۵۲ پر ملاحظہ کریں)

راوی کا بیان ہے کہ ابوبصیر امام جعفر کے دروازے پر بیٹھا تھا اور اندر آنے کی اجازت طلب کی لیکن امام صاحب اسکو اجازت نہیں دے رہے تھے۔ تو کہنے لگا کہ اگر میرے ساتھ کوئی پیسے کا طبق ہوتا تو مجھے اجازت مل جاتی۔ پھر کتا آیا اور اسکے منہ میں پیشاب کر گیا۔

ابوبصیر کوفہ کا تھا اور اندھا تھا۔ زیادہ وقت دروازہ پر بیٹھنے کی وجہ سے وہاں سوگیا اور کتّا آگیا۔ اس نے اس کے منہ میں پیشاب کر دیا۔ بظاہر اس کو قدرت سے یہ سزا ملی ہے کہ وہ منہ کھول کر کے سویا تھا اور کتے نے اپنا کام پورا کر دیا۔

(۳) عن مفضل بن عمر قال سمعت اباعبدالله یقول لعن الله محمد بن مسلم کان یقول ان الله لا یعلم شیئاً حتی یکون۔

(رجال الکشی ص۱۵۱)

(فوٹو حوالہ بر ص۵۵۱)

مفضل بن عمر کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؒ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ محمد بن مسلم پر اللہ تعالیٰ لعنت کرے کہ وہ کہتا ہے کہ جب تک کوئی چیز وجود میں نہیں آتی تب تک اللہ تعالیٰ کو اس کا علم نہیں ہوتا۔

مندرجہ بالا عنوانات سے آپ کو یہ باتیں معلوم ہوئیں۔

۱۔ شیعوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرامؓ کو جھوٹا، مکار، مرتد وغیرہ کہہ کر قرآن و سنّت کی صحت اور سالمیت کا انکار کیا ہے۔

۲۔ شیعوں نے قرآن و سنت کے انکار سے ختم نبوت کا منصب خالی کر کے یہ جگہ امامت کے عہدہ سے پر کی ہے اور ہزاروں روایات اپنی طرف سے بنا کر اماموں کے ناموں سے لکھی ہیں اور ان کے پاس سنت و حدیث سے مراد یہی خود تراشیدہ روایات ہیں۔

۳۔ شیعوں کے راویوں میں سے کوئی بھی راوی حجاز مقدس مکہ اور مدینہ منورہ کا باشندہ نہیں ہے بلکہ یہ سب عراق اور ایران کے باشندے ہیں جبکہ شیعوں کے کہنے کے مطابق خود ائمہ حضرات کا قیام مدینہ منورہ اور حجاز مقدس میں رہا ہے۔ یہ راوی کبھی کبھی اماموں کے پاس چھپ کر آتے تھے اور پھر اپنے حلقے کے لوگوں کو کہتے تھے کہ امام محمد باقرؒ اور امام جعفر صادقؒ نے اس طرح فرمایا ہے وغیرہ وغیرہ بالفاظ دیگر شیعہ مذہب کی تصنیف مخفی طرح سے ایران اور عراق میں ہو رہی تھی اور جن بزرگوں کی طرف اس مذہب کو منسوب کیا جا رہا تھا وہ خود مدینہ منورہ میں رہتے تھے جن کو یہ خبر بھی نہیں تھی کہ ان کے بارے میں کیا کیا کہا جا رہا ہے۔ اور کیا لکھا جا رہا ہے۔

قارئین کرام! اب آپ شیعوں کے ایسے راویوں اور ان سے روایت کی ہوئی حدیثوں کا مقابلہ اہل سنت والجماعت کی احادیث کی کتابوں میں ذکر کی گئی حدیثوں اور ان کے راویوں سے کریں، اس بارے

ہیں امام اہل سنت والجماعت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی ؒ فرماتے ہیں: "علم حدیث کی تکمیل کیلئے اہلسنت نے بینسٹھ (۶۵) فن مدون کئے ، ایک لاکھ سے زائد راویوں کے حالات قلمبند کئے ۔ آج جسطرح ہم ہر ایک حدیث کی سند رسولِ خدا تک بیان کردینگے دنیا میں کوئی بھی شخص توریت، انجیل ، زبور یا وید کی سند معلم اول تک بیان نہیں کرسکتا۔"

ایک اور جگہ مولانا فرماتے ہیں :۔ "اہلسنت کے پاس قرآن ہے اور اُن کے تمام اعتقادات کی بنیاد اُسی پاک کتاب پر ہے۔ ان کے پاس متواتر احادیث کا بھی بہت اچھا ذخیرہ ہے ۔ اُن کا مذہب متواتر ہے جس کو قرن اول کے ایک لاکھ سے زائد انسانوں یعنی اہل بیت رسول اور اصحاب رسول اپنے پاک نبی سے روایت کیا ہے ۔ تدوین کتب کے بعد تو ہر قرن میں اس علم کے اتنے لوگ رہے ہیں کہ اُنکا شمار خداوند قدوس کے سوا اور کوئی نہیں جانتا ۔ مثلاً مؤطا امام مالک سے نوّے (۹۰) ہزار آدمیوں نے پڑھا اور روایت کیا ہے"۔ (خلاصہ مقدمہ تفسیر آیاتِ خلافت ص۳۹-۴۷ مطبوعہ لکھنو ۱۹۴۲ء)

ایسے اعلیٰ معیار کے مقابلہ میں آپنے شیعوں کے معتبر ترین راویوں کا احوال پڑھا جن پر اماموں نے خود لعنت برسائی ہے اور یہ اماموں کے آگے بھی سخت گستاخ واقع ہوئے ہیں ۔ اُن کا اماموں سے روایات حاصل کرنے اور ان سے ملاقات کا طریقہ بھی آپنے پڑھا ۔ حقیقت یہ ہے کہ رافضیوں کا مذہب تو ان کے معتبر کتب اصول اربع یعنی اصُول کافی ۔ تہذیب ۔ من لا یحضرہ الفقیہ ۔ استبصار بھی اپنے مصنفین سے ہی متواتر نہیں ۔ جس نے جو کتاب بنائی اسکو عیب کیطرح صدیوں تک چھپائے رکھا ۔ اب بمشکل دوسو (۲۰۰) برس ہوئے ہونگے کہ وہ کتابیں صندوقِ تقیہ سے باہر نکلی ہیں ۔

۶۔ شیعہ مذہب کے بنیادی عقیدۂ امامت کو اسلام اور ختم نبوت کے عقیدہ کو ختم کرنے کا سو فیصد طے شدہ پروگرام کیوں کہا جاتا ہے ؟

اس عنوان کے بارے میں ہم دیکھیں کہ شیعوں کی معتبر ترین کتابوں میں کیا کیا درج ہے ۔ ان میں کس طرح نبوت والے تمام کام ، مقصد ، منصب اور اعزاز اماموں کیلئے ثابت کیئے گئے ہیں ۔

۱۔ اصول کافی میں امام جعفر صادق ؒ سے روایت ہے کہ :۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُوْلُ اَلْاَئِمَّةُ بِمَنْزِلَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ اِلَّا اَنَّهُمْ لَيْسُوْا بِاَنْبِيَآءَ وَلَا يَحِلُّ لَهُمْ مِنَ النِّسَآءِ مَا يَحِلُّ لِلنَّبِيِّ فَاَمَّا مَاخَلَا ذَالِكَ

محمد بن مسلم سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق ؒ سے سُنا کہ آپ نے فرمایا کہ ائمہ ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے ہیں لیکن وہ نبی نہیں ، کیونکہ اُن کے لئے اتنی عورتیں حلال نہیں ہیں جتنی نبیوں کیلئے حلال ہیں ، اسکے

فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِہٖ۔
(اصولِ کافی ص۱۶۵-۱۶۶)
حوالہ کا فوٹو ص۴۳۵ پر ملاحظہ کریں)

علاوہ باقی جتنے فضائل اور خصوصیتیں ہیں اُن میں ائمۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہیں (نعوذ باللہ)

۲۔ اصول کافی میں امام جعفر صادقؒ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:۔

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَا جَاءَ بِهٖ عَلِیٌّ اٰخُذُ بِهٖ وَمَا نَهٰی عَنْهُ اَنْتَهِیْ عَنْهُ جَرٰی لَهٗ مِنَ الْفَضْلِ مِثْلَ مَا جَرٰی لِمُحَمَّدٍ وَلِمُحَمَّدٍ الْفَضْلُ عَلٰی جَمِیْعِ مَنْ خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اَلْمُتَعَقِّبُ عَلَیْهِ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ اَحْکَامِهٖ کَالْمُتَعَقِّبِ عَلَی اللّٰهِ وَعَلٰی رَسُوْلِهٖ وَالرَّادُّ عَلَیْهِ فِیْ صَغِیْرَةٍ وَکَبِیْرَةٍ عَلٰی حَدِّ الشِّرْکِ بِاللّٰهِ ـــــ وکذالک یجری لِاَئِمَّةِ الْهُدٰی واحد بعد واحد۔
(اصول کافی ص۱۱۱)
(حوالہ فوٹو ص۴۳۶ پر ملاحظہ کریں)

کہ جو احکام علی نے لائے ہیں ان پر عمل کرتا ہوں اور جس چیز سے اس نے منع کیا ہے ایسا نہیں کرتا اور اس سے احتراز کرتا ہوں۔ اس علی کی فضیلت محمد جیسی فضیلت ہے اور محمد کو اللہ کی تمام مخلوق پر فضیلت حاصل ہے اور اس کے کسی حکم پر اعتراض کرنے والا ایسا ہے جیسے اللہ اور اس کے رسول پر اعتراض کرنے والا، اس علی کی چھوٹی یا بڑی بات کی تردید کرنے والا، اللہ سے شرک کرنے والے کے برابر ہے اور اسی طرح تمام ائمہ کے لئے جو کہ ہدایت کے سرچشمہ ہیں ایک ایسی فضیلت ہے، ایک کے بعد ایک کے لئے یعنی بارہ اماموں میں سے ہر ایک کا رتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہے۔ (نعوذ باللہ)

اس روایت میں ہے کہ حضرت علیؓ نے جو احکام لائے ہیں ان پر عمل کرتا ہوں۔ اس کے بارے میں آپ کو بخوبی علم ہے کہ شیعوں کے بارہ کے بارہ تمام امام صاحب وحی اور صاحب کتاب ہیں اور ہر ایک کا رتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہے۔ اب آپ ہی بتائیں کہ یہاں پر ختم نبوت کا عقیدہ تو دُور کی بات ہے۔ یہاں تو آپ کو اس عقیدۂ ختم نبوت کا کوئی دھندلا سا تصور بھی ملتا ہے؟

تو پھر کیا عقیدۂ ختم نبوت کے انکار کو دوسرے کسی قسم کے سرخاب کے پر لگے ہوتے ہیں کیا؟

ان روایات پر کیا تبصرہ کریں۔ انگریز گورنمنٹ کا ایک ایجنٹ ازلی بدبخت غلام احمد قادیانی علیہ ما علیہ نبوت کا دعوی کرتا ہے تو یہ اور اسکے تمام پیروکار یقینی طور پر کافر اور مرتد ہوتے ہیں اور یہاں شیعہ مذہب کے مصنفین بارہ بزرگ ہستیوں کو تمام پیغمبروں سے اعلیٰ اور حضور علیہ السلام کے برابر کہتے ہیں اور انکی طرف روایات منسوب کر کے ان روایات پر اپنا مکمل علیحدہ دین تصنیف کرتے ہیں جس کی دین اسلام سے علیٰحدگی پہلی چیز یعنی کلمہ سے ہی شروع ہوتی ہے اور شیعیت کا اسلام کے ساتھ کہیں بھی اتحاد نہیں ہے تو پھر شیعیت، اسلام کیسے بنا اور اس میں ختم نبوت کا تصور کہاں سے آیا۔ بس ختم نبوت کے عقیدہ کا زبانی دعویٰ شیعوں کا تقیہ ہے جس کے بارے میں خود یہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے چوبیس ۲۴ برس تک تقیہ کیا اور خلفاء ثلاثہؓ کی بیعت میں رہے اور اپنی خلافت و حکومت کے دور میں بھی اپنا جمع کردہ قرآن پاک ظاہر نہ کر سکے۔

۳۔ شیعہ مجتہد و محدث ملا باقر مجلسی کہتا ہے کہ:۔

مرتبۂ امامت بالاتر از مرتبۂ پیغمبر یست

امامت کا درجہ نبوت سے بالاتر ہے۔

(حیات القلوب جلد ۳، صـ۲، دیکھیں ۵۱۳ پر عکس)

دوسری جگہ پر مجلسی صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

مرتبۂ امامت نظیر مرتبۂ نبوت و مثل آنست بلکہ چنانچہ نبوت رسالتی است از جانب خدا بوساطت ملک، امامت نیز فی الحقیقہ نبوتی است بوساطت نبی۔

امامت نبوت کی طرح نہیں بلکہ حقیقت میں نبوت ہے نبوت جبرئیل کے واسطہ سے ہے اور امامت نبی کے واسطے سے ہے۔

(حیات القلوب ج ۳، صـ۸ دیکھیں عکس ۵۱۲ پر)

موجودہ دور کے مذہبی اور سیاسی رہنما خمینی صاحب نے اپنی تصنیف الحکومۃ الاسلامیہ میں لکھا ہے کہ:۔

فان للامام مقاماً محموداً و درجۃ سامیۃ و خلافۃ تکوینیۃ تخضع لولایتہا و سیطرتہا جمیع ذرات ھٰذا الکون۔

امام کو وہ مقام محمود اور وہ بلند مرتبہ اور ایسی تکوینی حکومت حاصل ہے جو کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے حکم اور اقتدار کے آگے سر تسلیم خم کر کے تابع و فرمانبردار ہو کر کھڑا ہے۔

(الحکومۃ الاسلامیہ صـ۵۲۔ عکس بر ۵۳۱ ملاحظہ کریں)

اور خمینی صاحب یہ بھی لکھتے ہیں کہ:۔

وان من ضروریات مذھبنا ان لائمتنا مقاماً لا یبلغہ ملک مقرب ولا نبیٌّ مُرْسَلٌ۔

ہمارے مذہب (شیعہ اثنا عشریہ) کے ضروری اور بنیادی عقائد میں سے یہ بھی عقیدہ ہے کہ ہمارے اماموں کو وہ مقام اور فضیلت حاصل ہے جس تک کوئی مقرب فرشتہ یا نبی مرسل نہیں پہنچ سکتا۔

(الحکومۃ الاسلامیۃ صـ۵۲۔ عکس بر صـ۵۳۱ ملاحظہ کریں)

مجلسی صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

چوں قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیروں آید خدا اورا یاری کند بملائکہ واوّل کسے کہ با او بیعت کند محمد باشد وبعد ازاں علی۔

(حق الیقین ص۳۴۷۔ عکس بر ص ملاحظہ کریں)

جب قائم آل محمد (امام غائب زمان) باہر نکل آئیگا تو خدا فرشتوں کے ذریعہ اس کی مدد کریگا اور سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بیعت کرینگے اور پھر علی۔ (نعوذ باللہ!)

دیکھا آپ نے اماموں کا کیا رتبہ ہے اور بقول ملا باقر مجلسی کے حضور علیہ السلام خود شیعوں کے مہدی کی بیعت کریں گے تو پھر عقیدۂ ختم نبوت کہاں باقی رہا۔

اصول کافی میں قرآن مجید میں تحریف کے بارے میں کافی روایات ہیں بطور نمونہ ایک روایت پیش کیجاتی ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بنِ سَنَانٍ عَنْ اَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي قَوْلِهِ وَلَقَدْ عَهِدْنَا اِلٰى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ كَلِمَاتٍ فِي مُحَمَّدٍ وَعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَالْاَئِمَّةِ مِنْ ذُرِّيَّتِهِمْ فَنَسِيَ هٰكَذَا وَاللّٰهِ اُنْزِلَتْ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔

(اصول کافی ص۲۶۳۔ عکس بر ص۴۵۴ ملاحظہ کریں)

عبداللہ بن سنان روایت کرتا ہے کہ امام جعفر صادقؒ نے اللہ تعالی کے فرمان (قرآن) کو اسطرح پڑھا اور اس سے پہلے ہم نے حکم دیا آدمؑ کو چند احکام کا جو کہ محمدؐ، علیؓ، فاطمہؓ، حسنؓ اور حسینؓ اور ان اماموں کے بارے میں تھے جو ان کی اولاد میں سے ہونیوالے تھے، پھر آدمؑ نے انکو بھلا دیا اور مزید فرمایا کہ اللہ کی قسم! یہ آیت اسطرح محمدؐ پر نازل کی گئی تھی۔

قرآن کی آیت کے الفاظ صرف یہ ہیں وَلَقَدْ عَهِدْنَا اِلٰى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا (سورۂ طٰہٰ آیت ۱۱۵) لیکن شیعوں کے ہاں یہ آیت اتنی لمبی ہے کہ اس میں محمدؐ، علیؓ، فاطمہؓ، حسنؓ، حسینؓ اور انکی اولاد میں سے پیدا ہونیوالے ائمہ کے بارے میں احکامات کا اجمالی ذکر ہے۔

۲۔ قرآن پاک جو کہ نصیحت کے مضامین سمجھانے میں اتنا آسان ہے کہ اس کا ذکر قرآن کریم میں واضح الفاظ سے آیا ہے کہ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ یعنی بیشک ہم نے قرآن مجید کو نصیحت حاصل کرنے والوں کے لئے (خاص اماموں کے لئے نہیں) آسان کر دیا ہے پھر کیا کوئی غور کرنے اور نصیحت حاصل کرنے والا ہے؟ (القمر آیت ۱۷)

اس کے بارے میں بھی شیعوں نے قرآن مجید پر زبردست وار کیا ہے، چنانچہ انہوں نے کہا ہے کہ قرآن کے ظاہر اور باطن کے معنی اماموں کے علاوہ کوئی اور نہیں جانتا۔ جیسا کہ "اصولِ کافی"

میں امام باقر کی طرف منسوب ایک روایت ان الفاظ میں موجود ہے :

عن ابی جعفر علیہ السلام انہ قال : ما یستطیع اَحد اَن یدعی اَن عندہ جمیع القراٰن کلہ ظاھرہ وباطنہ غیر الاوصیاء (اصول کافی ص۱۳۹ عکس ص۲۳۹)	امام باقرؒ نے فرمایا کہ کسی کو بھی یہ طاقت نہیں ہے جو یہ دعویٰ کرے کہ اس کے پاس قرآن کے ظاہر اور باطن کا پورا علم ہے سوائے اماموں کے ۔

شیعہ مذہب کے مصنفین کا یہ کہنا کہ قرآن کے ظاہر و باطن کا علم سوائے اماموں کے اور کسی کو نہیں ہے اس سے ان کا مقصدِ وحیدیہ ہے کہ یہ لوگ اماموں کے نام سے بنائی گئی روایات کی بنیاد پر پورے دینِ اسلام کی تحریف کریں اور انہوں نے ایسا ہی کیا ہے ۔ چنانچہ

۱ ۔ اماموں کے نام سے روایتیں بنا کر ان لوگوں نے قرآن میں تحریف کی ہے ۔

۲ ۔ موجودہ قرآن شیعوں کے متفق علیہ عقیدہ کے مطابق تحریف شدہ ہے ، اس میں انہوں نے اماموں کے ناموں سے خود بنائی ہوئی روایات کی مدد سے اپنی مرضی سے قرآن کریم کی معنوی تحریف کی ہے اور یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے ، ثبوت کے لئے باب دوم دیکھیں ۔

۳ ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو غیر معتبر اور ناقابلِ اعتماد بنا کر انہوں نے اماموں کے ناموں سے تراشی ہوئی روایات کو حدیثِ رسول کا درجہ دے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے خال کو پُر کیا ہے ۔

اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ شیعہ مذہب کی ہر بات نرالی ہے ، اس کا اسلام سے دور کا واسطہ نہیں ہے تو پھر شیعیت کو اسلام کا حصہ کیوں کہا جاتا ہے اور شیعہ سنّی بھائی بھائی اور اتحاد بین المسلمین کے نعرے کیوں لگائے جاتے ہیں ؟

۴ ۔ اصول کافی میں امام جعفر صادقؒ سے روایت ہے کہ :

عن یونس اَبوا لفضل عن اَبی عبد اللہ علیہ السلام قال ما من لیلۃ جمعۃ الاّ ولأولیاء اللہ فیھا سرور قلت کیف ذٰلک جُعلت فداک قال إذا کان لیلۃ الجمعۃ وافی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	یونس ابو الفضل کہتا ہے کہ امام جعفر صادقؒ نے فرمایا کہ جمعہ کی رات میں اولیاء کو سُرور حاصل ہوتا ہے ، میں نے پوچھا کہ وہ کیسے ؟ آپ نے فرمایا کہ جب جمعہ کی رات آتی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

العرشَ و وافی الأئمۃُ و وافیتُ معہم فما أرجع إلّا بعلمٍ مستفادٍ ولولا ذلك لنفدَ مَا عندی (اصول کافی ص۱۵۶ ۔ عکس ص۴۴)

عرش الٰہی تک پہنچتے ہیں اور ائمہ بھی اور میں بھی ان کے ساتھ ہوتا ہوں اور علم حاصل کرکے واپس آتا ہوں اگر ایسا نہ ہوتا تو میرے پاس جو کچھ علم ہے وہ ختم ہو چکا ہوتا ۔

قرآن کریم کی سورۃ الرعد میں ہے :

" اللہ جو کچھ چاہتا ہے وہ مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے وہ باقی رکھتا ہے اور اس کے پاس ہی اصل کتاب (لوح محفوظ) ہے " اصول کافی باب البداء میں امام جعفر صادقؒ سے روایت ہے کہ آپ نے قرآن مجید کی اس آیت کی تشریح میں فرمایا کہ :

وھل یُمحیٰ إلّا ما کان ثابتاً وھل یثبت إلّا مالم یکن (اصول کافی ص۸۵ ۔ عکس ص۴۲۹)

وہی چیز مٹائی اور محو کی جاتی ہے جو پہلے موجود تھی اور وہی شئے ثابت کی جاتی ہے اور باقی رکھی جاتی ہے جو پہلے (لکھی ہوئی) نہیں تھی ۔

اصول کافی کے شیعہ شارح علامہ قزوینی نے اس روایت کی یوں تشریح کی ہے :

برائے ہر سال کتاب علیحدہ است ، مراد کتاب است کہ دران تفسیر احکام حوادث کہ محتاج الیہ امام است تا سال دیگر نازل شوند بہ آن کتاب ملائکہ و روح در شب قدر بر امام زمان ۔ (الصافی شرح اصول کافی ج ۲ ص۲۲۹)

ہر سال کے لئے ایک علیحدہ کتاب ہوتی ہے، اس سے مراد وہ کتاب ہے جس میں ان احکامات اور حوادث کی تفصیل ہوتی ہے، جن کی وقت کے امام کو آنے والے سال تک ضرورت ہوتی ہے ، اس کتاب کو ملائکہ اور الروح شب قدر میں نازل کرکے وقت کے امام کے پاس لاتے ہیں ۔

۵ ۔ اصول کافی کے "باب فی شأن انا انزلناہ فی لیلۃ القدر" میں امام باقرؒ سے ایک روایت نقل کی گئی ہے جس میں امام صاحب فرماتے ہیں کہ :

لَقَدْ قُضِیَ أن یکون فی کُلّ سَنَۃٍ لیلۃ یُھبط فیھا بتفسیر الاُمُور الی مِثلھَا

بیشک اس بات کا فیصلہ کیا گیا ہے کہ ہر سال میں ایک رات ایسی ہوگی جس میں آنے والے سال کی اس رات

من السّنۃ المقبلۃ ۔ تک (وقت کے امام پر) تمام معاملات کی وضاحت اور تفصیل نازل کیا جائے گا۔

(اصول کافی ص۱۵۳ ۔ عکس بر ص۲۲۱)

۶ ۔ اصول کافی میں امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ :

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال : إنّ الامامۃ عھدٌ من اللہ عزّوجلّ معھودٌ لرجال مُسَمّین ۔

(اصول کافی ص۱۶۰ ۔ عکس بر ص۲۲۲)

امام جعفر صادقؒ نے فرمایا کہ امامت (نبوت کی طرح) اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عہدہ ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے (نبیوں کی طرح) اماموں کو ان کے نام سے نامزد کیا گیا ہے ۔

۷ ۔ اصول کافی میں امام علی بن موسیٰ رضا سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ :

فھُوَ مَعصُومٌ مُؤیّدٌ مُوفّقٌ مُسَدَّدٌ قَدْ اُمَنَ من الخطأ والزّلل والعِثَارِ یَخُصُّہ اللّٰہُ بِذٰلِکَ لِیَکُونَ حُجّۃً عَلیٰ عِبَادِہٖ وشَاھِدَۃً عَلیٰ خَلْقِہٖ ۔

(اصول کافی ص۱۲۲ ۔ عکس بر ص۲۲۴)

وہ یعنی امام معصوم ہوتا ہے، اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق و تائید ہوتی ہے، اس کو اللہ تعالیٰ سیدھا رکھتا ہے، وہ غلطی، بھول، لغزش سے بھی محفوظ اور امن میں ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو اسی معصومیت کی صفت سے خاص کرتا ہے تاکہ یہ اس کے بندوں پر حُجّت ثابت ہو ۔ اور اس کی مخلوق پر گواہ ہو۔

۸ ۔ ابوالحسن عطّار سے روایت ہے کہ :

قال سَمِعتُ اَبَا عَبدِ اللّٰہ یقول اَشرِكْ بَینَ الاَوصِیَاءِ وَالرُّسُلِ فی الطّاعۃِ ۔

(اصول کافی ص۱۱۱ ، عکس بر ص۲۲۵)

میں نے امام جعفر صادقؒ سے یہ بات کہتے ہوئے سُنی کہ اوصیاء (یعنی اماموں) کو رسولوں کی پیروی کرنے میں شریک بناؤ (یعنی جس طرح رسولوں کی فرمانبرداری فرض ہے اسی طرح اماموں کی فرمانبرداری بھی فرض ہے) ۔

۹ ۔ اصول کافی میں امام جعفر صادقؒ سے روایت ہے کہ :

عن اَبِی حمزۃ قال : قلت لأبی عبد اللہ تبقی الارض بغیر امام؟ قال

ابوحمزہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؒ سے پوچھا کہ کیا امام کے سوا زمین باقی اور قائم رہ سکتی ہے؟

لو بقيت الأرض بغير امامٍ لساخت

فرمایا اگر زمین امام کے بغیر باقی رہتی تو غرق ہو جاتی۔

(اصول کافی ص۱۰۴۔ عکس بر ص۴۳۳)

۱۰۔ موجودہ دور کے شیعہ رہنما روح اللہ خمینی اپنی کتاب "الحکومۃ الاسلامیۃ" میں لکھتے ہیں کہ:

اِنَّ تَعَالِيمَ الأئمّةِ كَتَعَالِيمِ القرآن لا تخصّ جيلاً خاصًّا و انّما هي تعاليم للجميع في كلّ عصر ومصر و الى يوم القيامة يجب تنفيذها و اتّباعها

(الحکومۃ الاسلامیۃ ص۱۱۳۔ فوٹو ص۴۳۲)

ہمارے اماموں کی تعلیم قرآن کی تعلیم کی طرح ہے، وہ کسی طبقہ اور خاص دور کے انسانوں کے لئے مخصوص نہیں ہے لیکن یہ ہر زمانہ، ہر خطہ کے تمام انسانوں کے لئے ہے اور قیامت تک اس کو نافذ کرنا اور اس کی تابعداری کرنا قرآن کی طرح واجب ہے۔

۱۱۔ اصول کافی میں امام جعفر صادق نے فرمایا کہ:

عن أحدهما أنه قال لا يكون العبد مؤمنًا حتى يعرف الله وَرَسُوْلَه والائمة كلّهم وامام زمان۔ (اصول کافی ص۱۰۵۔ عکس بر ص۴۳۴)

امام جعفر صادقؒ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ کوئی بھی بندہ مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اللہ اور اس کے رسول اور تمام اماموں خاص طرح اپنے زمانہ کے امام کی معرفت حاصل نہ کرے۔

۱۲۔ امام کاظم سے روایت ہے کہ:

عن أبي الحسن عليه السلام قال: ولاية علي مكتوبة في جميع صحف الأنبياء ولن يبعث الله رسولاً إلاّ بنبوّة محمّد صلى الله عليه و آله وَوَصِيّه عَليّ عليه السلام۔

(اصول کافی ص۲۷۶۔ عکس ص۴۵۸)

ابو الحسن یعنی امام موسیٰ کاظمؒ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ علیؑ کی ولایت اور امامت تمام نبیوں کے صحیفوں میں لکھی ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو بھی رسول اس دنیا میں بھیجا تو وہ محمدؐ کی نبوت اور علیؑ کی وصیت یعنی امامت کی تعلیم سے بھیجا یعنی خدا کے ہر نبی نے اپنی امت کو ان دونوں چیزوں پر ایمان لانے کی دعوت دی۔

۱۳۔ امام جعفر صادقؒ نے فرمایا:

عن أبی عبد الله علیہ السلام قال: ولایتنا ولایۃ الله التی لم یبعث نبی قط إلّا بھا۔ (اصول کافی ص۲۷۶۔ عکس بر ص۲۵)

امام جعفر صادقؒ سے روایت ہے کہ ہماری ولایت (امامت اور خلافت) بعینہ اللہ کی ولایت اور حکومت ہے اور ہر ایک نبی اللہ تعالیٰ سے یہی حکم لے کر مبعوث ہوا ہے۔

۱۴ - امام جعفر صادقؒ نے فرمایا کہ :

(۱) وان عندنا علم التوراۃ والانجیل والزبور وتبیان مافی الألواح (اصول کافی ص۱۳۶۔ عکس بر ص۲۸)

ہمارے پاس توریت، انجیل اور زبور کا علم ہے اور الواح میں جو کچھ تھا اس کا ظاہر بیان ہے۔

امام جعفر صادقؒ نے فرمایا کہ :

(۲) زبور داود علیہ السلام وتوراۃ موسیٰ وانجیل عیسیٰ وصحف ابراھیم (اصول کافی ص۱۳۴۔ عکس بر ص۲۲)

ہمارے پاس داؤدؑ کا زبور اور موسیٰؑ کا توریت اور عیسیٰؑ کا انجیل اور ابراہیمؑ کے صحیفے ہیں۔

۱۵ - زرارہ راوی ہے کہ امام محمد باقرؒ نے فرمایا کہ :

للامام عشر علامات یولد مطھرا مختونا وإذا وقع علی الارض وقع علی راحتیہ رافعا صوتہ بالشھادتین ولا یجنب وتنام عیناہ ولا ینام قلبہ ولا یتثاوب ولا یتمطی ویری من خلفہ کما یری من أمامہ ونجوہ کرائحۃ المسک والارض مأمورۃ بسترہ وابتلاعہ و اذا لبس درع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کانت علیہ وفقا و اذا لبسھا غیرہ من الناس طویلھم وقصیرھم زادت علیہ شبرا

اصول کافی ص۲۴۶۔ عکس بر ص۵۱)

امام کی خاص دس نشانیاں ہیں: وہ بالکل پاک اور صاف پیدا ہوتا ہے، اس کا ختنہ کیا ہوا ہوتا ہے، اور جب ماں کے پیٹ سے باہر آتا ہے تو اس طرح آتا ہے کہ اس کے دونوں ہاتھ زمین پر رکھے ہوئے ہوتے ہیں اور باآواز بلند کلمۂ شہادت پڑھتا ہے اور اس کو کبھی بھی غسل جنابت کی حاجت نہیں ہوتی، نیند کی حالت میں اس کی آنکھ سوتی ہے اور اس کا دل بیدار ہوتا ہے اور اس کو کبھی بھی ڈھکار یا انگڑائی نہیں آتی، یہ آگے اور پیچھے دونوں طرف سے دیکھ سکتا ہے، اس کے پاخانہ میں مشک کی خوشبو ہوتی ہے اور زمین کو اللہ کا حکم ہے کہ اس کو چھپالے اور نگل جائے، جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ پہنتا ہے تو وہ اس کو

بالکل فٹ ہو جاتی ہے اور اگر کوئی دوسرا آدمی یہ زرہ
پہنے تو وہ چاہے کتنی لمبے قد کا ہو یا بالکل کوتاہ قد ہو،
تو وہ زرہ اس سے ایک بالشت بڑی ہوتی ہے ۔

۱۶ ۔ اصول کافی میں ہے کہ امام نقیؒ سے شیعوں کے اختلاف کے اسباب پوچھے گئے تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ :

عن محمد بن سنان قال کنتُ عند أبی جعفر الثانی علیہ السلام فاجریتُ اختلاف الشیعۃ فقال یا محمّد انّ اللہ تبارك و تعالیٰ لم یزل منفردًا بوحدانیّتہ ثم خلق محمّدًا و علیًّا و فاطمۃ فمکثوا الف دھر ثم خلق جمیع الاشیاء فاشھدھم خلقھا و أجری طاعتھم علیھا و فوّض أمُورَھا الیھم فھم یُحلّون ما یشاءون و یُحرّمُونَ ما یشاءُونَ ولن یشاءوا إلّا أن یشاءَ اللہ تبارَكَ و تعالیٰ

(اصول کافی ص۲۷۸-۲۷۹ عکس بر ص۴۵۹)

محمد بن سنان روایت کرتا ہے ــــــــ کہ امام نقی سے شیعوں کے اختلاف کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اے محمد! اللہ تعالیٰ ازل سے اپنی وحدت میں تنہا رہے پھر اس نے محمدؐ، علیؓ، فاطمہؓ کو پیدا کیا پھر یہ ہزاروں قرن اپنی حالت میں اسی طرح رہے ، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے دنیا کی تمام چیزوں کو پیدا کیا اور ان کو اسی مخلوق کے پیدا کرنے کے اوپر گواہ بنایا اور ان کی اطاعت اور فرمانبرداری تمام مخلوقات پر فرض کی اور مخلوق کے تمام معاملات کو ان کے سپرد کیا، پھر جس چیز کو یہ چاہتے ہیں اس کو حلال کرتے ہیں اور جس چیز کو چاہتے ہیں اس کو حرام کرتے ہیں اور یہ نہیں چاہتے مگر وہ چاہتے ہیں جو اللہ چاہتا ہے ۔

علامہ قزوینی اس روایت کی وضاحت میں لکھتے ہیں کہ اس روایت میں محمدؐ، علیؓ اور فاطمہؓ سے مراد یہ تینوں اور ان کے نسل سے پیدا ہونے والے تمام ائمہ ہیں ۔

(الصافی شرح اصول کافی جزء سوم ، حصہ دوم ص۱۴۹)

اس روایت سے شیعہ مذہب کی مندرجہ ذیل باتوں پر روشنی پڑتی ہے :۔

۱ ۔ شیعوں میں اختلاف کا سبب یہ بتایا گیا ہے کہ جیسا کہ تمام بندوں کے معاملات اماموں کے سپرد

تھے اور ان کو حلال چیزوں کو حرام کرنے اور حرام اشیاء کو حلال کرنے کے اختیارات حاصل تھے لہذا ہوا یوں ہے کہ مثلاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں کوئی چیز حرام تھی تو حضرت علیؓ (پہلے امام) نے اس کو حلال کیا اسی طرح تمام امام اپنے اپنے دور امامت میں فوت شدہ اماموں کی حلال کردہ اشیاء کو حرام اور حرام کردہ اشیاء کو حلال کرتے رہے۔ اب نتیجہ یہ نکلا ہے کہ شیعوں کے پاس اکثر چیزوں کے حلال اور حرام ہونے میں اختلاف رونما ہو گیا ہے۔

۲۔ دوسری یہ اہم بات معلوم ہوئی کہ جیسا کہ ائمہ کرام کو حلال اشیاء کو حرام اور حرام اشیاء کو حلال کرنے کے اختیارات حاصل تھے، لہذا ان کے اوپر قرآن وسنّت کے پابندی لازم نہ تھی اور انہوں نے خود اپنی طرف سے ہی جیسے ان کو آیا ویسے حلال وحرام کے احکام جاری کئے۔ نتیجہ میں شیعوں کی روایت کی آخری سند امام ہیں اور ان کی سند کا سلسلہ ہمارے رسول خاتم النبیّین علیہ السلام تک نہیں پہنچتا اور شیعہ مذہب کی خصوصیات میں سے یہ چیز خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔

۳۔ تیسری یہ بات معلوم ہوئی کہ اماموں کی حیثیت، خاتم النبیّین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی زیادہ افضل برتر وبالا اور اعلیٰ ہے۔ اس لئے ان کو حلال اشیاء کو حرام اور حرام کو حلال کرنے کے اختیارات حاصل تھے اور اللہ ربّ العزّت نے ابتدائے عالم سے لیکر تمام مخلوق جس میں ہر جاندار اور بے جان آجاتا ہے، ان سب کے تمام معاملات کو ان کے حوالے کیا ہے، اور آج تک جو کچھ ہوا ہے اور جو آئندہ ہوگا وہ سب ان کی مرضی سے ہوا ہے، جیسا وہ چاہتے ہیں ویسا ہوتا ہے وغیرہ۔ (انّا للہ وانّا الیہ راجعون)۔

کاش! ناواقف شیعہ اپنے مذہب کے اصلی خدوخال معلوم کرنے کی کوشش کریں۔

۴۔ چوتھی خاص بات یہ معلوم ہوئی کہ قرآن مجید کے واضح الفاظ میں حضرت آدم علیہ السّلام کی پیدائش کے بارے میں ملائکہ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان بات چیت کا اس طرح ذکر ہے کہ: "اور وہ وقت یاد کر جب تیرے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ بیشک میں بناؤں گا ایک بشر کھنکھناتے گارے سے"۔

(سورۃ الحجر ع ۳-آیت ۲۸)

تو قرآن مجید کے ظاہر الفاظ سے یہ بات ثابت ہے کہ جنّوں اور فرشتوں کی پیدائش حضرت آدم سے بھی پہلے ہے اور تمام انسان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں جبکہ روایت ۱۶۷ میں یوں کہا گیا ہے کہ محمدؐ، علیؓ اور فاطمہؓ کی پیدائش حضرت آدم علیہ السلام سے بھی پہلے کی ہے۔ پھر اسی طرح

اس جھوٹی روایت سے نصِّ قطعیہ قرآن کے حقائق کو رد کیا گیا ہے۔

آپ پہلے پڑھ کر آئے ہیں کہ اسلام دو چیزوں قرآن و سنّت کا نام ہے یا یوں کہا جائے کہ قرآن و سنّت کی حفاظت، ختم نبوّت کا دوسرا نام ہے اور ختم نبوّت کا دوسرا نام قرآن و سنّت کی حفاظت ہے۔

اسلام کو نعوذ باللہ مٹانے کے لئے شیعہ مذہب کے موجدوں کو اسلام کی جگہ پر اسلام کے نام سے نیا مذہب لانا تھا جس طرح اسلام کے خلاف قادیانیت لائی گئی ہے۔ اس لئے سبائیوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے چند حضرات کو امام کے نام سے منتخب کیا اور نبوت کا مقابلہ کرنے کے لئے امامت کو میدان میں لایا گیا اور پھر امامت کو نبوّت اور رسالت سے بالا اور برتر عہدہ کہا اور اماموں کے نام سے امامت کے بارے میں ایسے اوصاف اور اختیارات کی روایات تیار کردیں تاکہ ائمہ قرآن و سنّت کی پابندیوں سے آزاد رہیں۔ مثلاً :-

۱- امامت کو نبوّت کی طرح ایک عہدہ کہا جس پر حضور علیہ السلام کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے امام نامزد ہوتے رہے۔

۲- اماموں کو نبیوں کی طرح گناہوں سے پاک اور معصوم بنایا گیا۔

۳- اماموں کو نبیوں کی طرح مخلوق پر اللہ کی حجت کہا گیا۔

۴- اماموں کی اطاعت کو نبیوں کی طاعت کی طرح فرض کہا گیا۔

۵- ہر امام کا درجہ تمام پیغمبروں سے ارفع و اعلیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کہا گیا۔ اور بارہویں غائب امام کے لئے کہا گیا کہ جب وہ اپنی خود ساختہ جلا وطنی والی زندگی ختم کرکے باہر نکل آئیگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے شخص ہوں گے جو نعوذ باللہ اس خود ساختہ مہدی کی بیعت کریں گے۔

۶- حضور علیہ السلام نے تو زندگی مبارک میں ایک مرتبہ معراج کیا لیکن ان کے امام فوت ہونے کے بعد بھی ہر جمعہ کی رات معراج پر جاتے تھے۔

۷- حضور علیہ السلام کو آخری کتاب قرآن پاک ملا لیکن انہوں نے اپنے اماموں کے لئے کہا کہ قرآن کے بعد بھی اماموں پر ہر سال شبِ قدر میں آسمان سے فرشتے وقت کے امام پر ایک کتاب نازل کرتے تھے اور اس طرح قرآن کے بعد بھی ۲۴۹ آسمانی کتابیں نازل ہوئیں۔

۸- اللہ کی مخلوق کے معاملات اماموں کو سپرد کئے ہوئے بتائے گئے۔

۹۔ ہر امام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح قیامت تک پوری مخلوق پر حجت اور قیامت میں گواہ بنا کر بتایا گیا۔

۱۰۔ خود قرآن مجید کو تحریف اور تبدیل شدہ کہا گیا۔

۱۱۔ قرآن کو دنیا کے آگے ایک معمہ بنا کر پیش کیا گیا اور یہ کہا گیا کہ قرآن کریم کے ظاہر اور باطن کو اماموں کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا۔

۱۲۔ حضور علیہ السلام کے صحابہ کرامؓ کو جو کہ حدیث وسنّت کے اولین راوی اور قابلِ اعتماد شخصیات ہیں ان کو مرتد اور کافر کہہ کر حضور علیہ السلام کی سنّت وحدیث کو ناقابلِ اعتماد بنایا گیا۔

۱۳۔ اماموں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشیاء کو حلال اور حرام کرنے کے اختیار سپرد کئے گئے۔

۱۴۔ قرآن وسنّت کی پابندی سے ائمہ کو آزاد تصوّر کر کے ان کے ناموں سے ہزاروں روایات بنا کر اور ان کو سنّت وحدیث کا نام دیکر اُن کی اطاعت کو قرآن کی اطاعت کی طرح قیامت تک واجب الاطاعت کہا گیا اسطرح شیعہ مذہب کی پوری عمارت اسی پر قائم ہے جس کا دین اسلام سے کوئی واسطہ نہیں۔

تو پھر دوستو! یہ یاد رکھیں کہ شیعیت اور اسلام دونوں کا آپس میں کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ یہ ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اب اگر اسلام کو اختیار کریں گے تو شیعیت کو چھوڑنا پڑیگا اور اگر شیعیت کو پسند کریں گے تو اسلام سے دستبردار ہونا پڑیگا اور ختم نبوّت کا انکار کرنا پڑیگا کیونکہ شیعیت میں امامت کو قبول کرنا پڑتا ہے اور اسی پر شیعہ مذہب کی پوری عمارت کھڑی ہے۔ یہی سبب ہے کہ شیعہ مذہب کے بنیادی عقیدۂ امامت کو اسلام اور ختم نبوت کو نعوذ باللہ مٹانے اور ختم کرنے کا سوفی صد طے شدہ انتظام کہا گیا ہے۔

۷۔ اہل سنّت والجماعت کے مشہور ائمہ اربعہ کے اختلاف اور شیعوں کے مذہب میں اماموں میں فرق اور شیعوں کے اس دھوکہ کا جائزہ کہ شیعہ سنّی اختلاف ایسا ہی ہے جیسا کہ حنفی شافعی وغیرہ کا اختلاف ہے۔

حضرت شاہ عبد العزیز محدّث دھلوی متوفی ۱۲۳۹ھ کی شہرۂ آفاق تصنیف "تحفۂ اثناعشریہ" (اردو ترجمہ) میں باب دوم کا عنوان ہے کہ: "شیعوں کے مکروفریب، دھوکہ بازی اور لوگوں کو صحیح راستہ سے ہٹا کر اپنے مذہب کی طرف راغب کرنے کے مختلف طریقوں میں"

اس باب میں شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے پوری تفصیل سے شیعوں کے ۱۰۷ دھوکہ کے طریقوں کا ذکر کیا ہے ۔ اس کتاب کو تصنیف ہوئے پونے دوسو برس گذر چکے ہیں ۔ اس عرصہ میں شیعوں کے دھوکہ اور فریب کے طریقوں میں مزید کیا اضافہ ہوا ہوگا، اس کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے دوسرا کوئی بھی نہیں بتا سکتا ۔

مذکورہ عنوان ایسا ہے جس پر شاید ہی کسی سُنّی عالم نے اس سے پہلے کچھ لکھا ہو کیونکہ اس سے پہلے ایسے فرق دکھانے کی کبھی کوئی ضرورت ہی محسوس نہیں کی گئی ، یہ حالت شاید سات آٹھ برس سے ہوئی ہے کہ شیعہ مبلغین نہ صرف یہ کہ پاکستان میں بلکہ جہاں بھی ہیں ہر جگہ وہ یہ تأثر پیدا کر رہے ہیں اور بڑے زوروں پر یہ مہم چلا رہے ہیں کہ بھائی شیعہ اور سُنّی کے درمیان اختلاف کی نوعیت ایسی ہے جیسی حنفی ، شافعی ، مالکی ، حنبلی اور اہل حدیث میں سے ہر ایک مکتبۂ فکر کے آپس میں اختلاف کی نوعیت ہے، اور زیادہ کوئی اور فرق نہیں ہے ۔ چنانچہ اس کے بارے میں مجھے بھی ایک آوارہ شیعہ نے ایسے دھوکہ دینے کی بیجا کوشش کی حال ہی میں ریڈیو زاھدان پر ایک شیعہ اردو میں تقریر کر رہا تھا مجھے بھی اتفاق سے اس تقریر کا ایک حصہ سننے کا موقعہ ملا جس میں اس نے بھی یہی دھوکہ دیا کہ ہم شیعہ اور سنّیوں کا مذھبی اختلاف ایسا ہی ہے جیسا کہ سنّیوں کے ائمہ اربعہ کا مابین اختلاف ہے ۔ ان باتوں سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اب شیعوں نے پوری دنیا کے ناواقف مسلمانوں کو اپنے دین کی طرف راغب کرنے کے لئے یہ دھوکہ بھی اپنے دین کی تبلیغ یا پروپیگنڈہ کے لئے عام طور پر استعمال کرنا شروع کیا ہے ، جیسا کہ حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ نے اپنی مقبول عام تصنیف ایرانی انقلاب میں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے ۔ حقیقت یہی ہے کہ شیعوں کے بے شمار فریبوں میں سے ایک بہت ہی بڑا فریب اور دھوکہ یہ بھی ہے ۔ کیونکہ شیعوں کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ ہمارے یعنی اہل سنّت والجماعت والوں کے ہاں ، ان فقہ کے اماموں اور ان کے فقہی مسائل کی کیا حیثیت ہے اور دوسری شیعہ مذہب میں ان کے بارہ اماموں اور ان کی تعلیم کی کیا حیثیت ہے ۔ ان دونوں کے درمیان آسمان وزمین کا فرق ہے کہ ان میں کسی بھی قسم کی مشابہت تلاش کر کے نکالنا ناممکن ہے ۔ یہاں باقی تقیہ اور مکر و فریب کے ذریعہ اپنے مذہب کی طرف راغب کرنے کی بات اور ہے ۔ جیسا کہ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے ان کے ایک سو سات دھوکے بیان کر کے ان کے مذہب کو ظاہر کیا ہے ۔

اب ہم اہل وسنت والجماعت کے پاس فقہی ائمہ کرام کی حیثیت اور شیعوں کے ہاں ان کے

اماموں کی حیثیت کے بنیادی فرق کو ظاہر کرنے کے لئے کچھ اہم بنیادی نکات بیان کرتے ہیں :

(۱) شیعوں کے ہاں ان کے اماموں کی جو حیثیت ہے وہ آپ پہلے پڑھ کر آئے ہیں، اگر نہیں تو اس عنوان سے پہلے بیان کردہ تفصیل کو مطالعہ کر لیں۔ باقی اہل سنت والجماعت کے ہاں ائمہ اربعہ کی کیا حیثیت ہے اس کے لئے معلوم ہونا چاہئے کہ اہل سنّت والجماعت کے ہاں ائمہ اربعہ کی یہ حیثیت ہے کہ یہ حضرات قرآن وسنّت کے متبحّر عالم باعمل اور انتہائی درجہ کے متّقی اور پرہیزگار تھے۔ اسلام اور مسلمانوں کے سچّے ہمدرد اور اشاعتِ دین اسلام میں ہمہ وقت کوشاں اور شب و روز مصروف تھے۔ اسی خیر خواہی کے جذبہ سے انہوں نے فقہی مسائل کو علم کی صورت میں مرتّب و مدوّن کیا، ان کا یہ کام اتنا مہتم بالشان اور اہم تھا اور امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو ان سے اتنا فائدہ اور علم دین میں آسانی حاصل ہوئی اور ان کی اس اہم خدمت کی وجہ سے جس سے قیامت تک امت روشنی حاصل کرتی رہے گی، ان کی شخصیت اتنی اہم، باوقار اور قابلِ احترام ہو کر سامنے آئی کہ امت نے خود اپنی طرف سے ان حضرات کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لئے امام کا لقب دیا۔ یہ لقب ان کے رتبہ، عزّت اور قدر دانی کے اظہار کے لئے، ان کے فقہ کے فن میں پیشوا اور رہبر ہونے کے اظہار کی عکّاسی کرتا ہے۔ ان حضرات کے لئے اس استعمال کردہ امام کے لفظ میں کسی بھی وقت میں اور کہیں بھی ایسا مطلب تو در کنار کوئی معمولی تصوّر کی بھی گنجائش نہیں کبھی گئی جو کہ شیعوں کے ہاں اماموں کے لئے ہوتا ہے۔ یعنی شیعوں کے ہاں تو ہر امام کی حیثیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی ہے وغیرہ۔ لیکن اہل سنت کے امام صرف قرآن وسنت کی تشریح کرنے والے اور اس کی روشنی میں پیش آنے والے مسائل کے حل کرنے کے اصول اور طریقے مرتب کرتے تھے اور ان کے ساتھ بحث ومباحثہ اور اختلاف کرنے میں کوئی حرج نہ تھا۔

(۲) یہ بات بھی ذہن میں ہونی چاہئے کہ سنّیوں کے فقہ کے چاروں مسالک میں جن مسائل میں اختلاف ہے، وہ بھی بنیادی نوعیت کے نہیں ہیں۔ قارئین کی آسانی کے لئے ان اختلافات کے کچھ پہلو کا اجمالی جائزہ پیش کیا جاتا ہے، جس سے یہ حقیقت ظاہر ہو جائے گی کہ ایسے جزوی اختلافات ناگزیر تھے اسی لئے ہوئے ہیں، یہ اختلافات فطری ہیں، ان میں کسی قسم کی قباحت نہیں ہے :-

الف : قرآن وسنّت کے اوّلین راوی حضور علیہ السلام کے صحابہ کرامؓ ہیں ان کے بارے میں جو بھی احکامات واضح لفظوں میں بیان ہوئے ہیں ان میں فقہ کے چاروں اماموں میں بال کے برابر بھی کوئی اختلاف نہیں ہے یا مثلاً اسلام کے بنیادی عقائد ایمانیات میں چاروں ائمہ اور اہل حدیث حضرات سب متفق ہیں اور ان میں کوئی

اختلاف نہیں ہے۔ برخلاف اس کے شیعوں اور سنیوں کے عقائد میں ہی زمین و آسمان کا فرق ہے اور ارکانِ اسلام یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کے بارے میں ان کے بنیادی مسائل اور ھیئت وغیرہ کے بارے میں بھی ائمہ اربعہ کا کوئی اختلاف نہیں ہے، اگر کچھ اختلاف ہے تو وہ جزوی اختلاف ہے مثلاً نماز میں رکوع میں جانے اور رکوع سے اٹھنے والے وقت رفع الیدین کرنا چاہیئے یا نہیں، ہاتھ سینے پر باندھنے چاہئیں یا ناف کے نیچے باندھنے چاہئیں، آمین بالجہر کرنا چاہیئے یا بالسّر کہنا چاہیئے، امام کے پیچھے فاتحۃ الکتاب پڑھنا چاہیئے یا نہیں وغیرہ۔ یہ جزوی اختلافات ہیں۔ ان کا سبب یہ ہے کہ جب بھی کسی صحابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بھی عمل کرتے ہوئے دیکھا یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح اس کو کسی عمل کرنے کی تعلیم دی تو اس صحابی رضی اللہ عنہ نے اسی طرح عمل کیا اور یہ عمل اور طریقہ بھی دوسروں کے لئے بیان کیا۔ چنانچہ صحاح ستہ یعنی حدیث کی ان چھ معتبر ترین کتب میں ان اعمال کے بارے میں دونوں طرح صحیح احادیث موجود ہیں۔ پھر ان چار فقہاء کرام میں سے جس کو بھی جس طریقہ پر حضور علیہ السلام کی آخری عمر میں عمل کا طریقہ معلوم ہوا تو اس نے اس کو زیادہ اہمیت دی لیکن دوسرے طریقہ کا بھی انکار نہ کیا۔ بخلاف اس کے شیعوں اور سنیوں کی فرضی عبادتوں میں بھی زمین و آسمان کا فرق ہے۔

ب: انسانی معاملات میں معاشرت کے بارے میں سنیوں کے چار فقیہوں میں مندرجہ ذیل دو قسموں کے اختلاف نظر آتے ہیں:۔

۱۔ وہ اختلاف، جو کہ قرآن کریم اور احادیثِ نبوی کی تشریح میں ہیں۔

۲۔ ان مسائل اور معاملات میں اختلافات، جو کہ وسیع تر انسانی معاملات، رسم و رواج، تہذیب و ثقافت، تعزیرات، نظام حکومت، جدید ایجادات، حالات کا تغیر اور حالات کی تبدیلیوں وغیرہ کے بارے میں شروع سے ہی ظہور پذیر رہتے ہیں اور قیامت تک، ہر زمانہ میں ہر جگہ پیدا ہوتے رہیں گے۔ [۱]

---

[۱] نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال، ریڈیو پر تلاوتِ قرآن پاک، مریض کو خون کی فراہمی، اعضاءِ انسانی کی پیوندکاری، مصنوعی آنکھ لگانا، ٹرین، بحری جہاز اور ہوائی جہاز میں نماز کی ادائیگی، روزہ کی حالت میں انجکشن، بیمۂ زندگی، سٹہ، ضبطِ تولید، مانعِ حمل ادویہ کا استعمال، پرائیویڈنٹ فنڈ، جدید اسلحہ اور آلاتِ حرب کا جہاد میں استعمال، مسواک کے عوض ٹوتھ برش، بندوق کی گولی سے شکار وغیرہ یہ سب ہمارے دور کے ایسے جدید مسائل ہیں جن کے بارے میں موجودہ دور کے ہمارے جید سنّی علماء کرام نے ان چار فقہاءِ عظام امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے وضع کردہ اصولوں کی مدد سے اور ان اماموں کے کئے ہوئے ←

۸ ۔ اب ہم پہلی قسم کے ان انسانی معاملات اور معاشرت کے بارے میں اختلافات کا جائزہ لیتے ہیں جو کہ قرآن وسنت کی تشریح میں ہیں ۔

پہلی مثال : آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے کہ لاتبیعوا الثمر حتی یبدو صلاحہ یعنی میوہ کو درختوں پر اس وقت تک مت بیچو جب تک ان کی اصلاح اور درستی ظاہر نہ ہو جائے ۔ اس حدیث کا مطلب کچھ فقہاء کرام نے یہ لیا ہے کہ صلاح سے مراد میوے کا پکنا اور اس کے ذائقہ کا ظاہر ہونا ہے، لہٰذا میوے کے پکنے سے پہلے بیچنا جائز نہ ہوگا، لیکن دوسرے فقہاء نے یہ مطلب لیا ہے کہ صلاح سے مراد یہ ہے کہ جب درختوں کا میوہ کیڑوں وغیرہ کے خطرات سے محفوظ نہ ہو جائے اس وقت اس کی بیع درست نہیں ہے ۔
اب آپ خود بتائیں کہ یہ اختلاف فطری ہے یا نہیں ؟

دوسری مثال : سب فقیہ اس بات پر متفق ہیں کہ اگر کسی کی کوئی شخص چیز غصب کرے تو اس شخص سے بعینہٖ یہی چیز واپس دلانا ضروری ہے اور اگر غصب کرنے والے سے رصول کرنے کے وقت وہ چیز گم ہو گئی ہو تو اس پر لازم ہے کہ حتی الامکان اس جیسی چیز واپس کرے یا اس کی قیمت ادا کرے لیکن جیسا کہ اشیاء کی قیمتیں وقت اور حالات کی تبدیلی سے تبدیل ہوتی رہتی ہیں لہٰذا مختلف فقہاء کے آراء اس بات میں جدا جدا ہیں کہ وہ کس وقت کی قیمت مقرر کی جائے ۔ احناف کی رائے ہے کہ جس وقت وہ چیز غصب کی گئی تھی اس وقت کی قیمت ادا کرنا مناسب ہے، حنابلہ اس وقت کی قیمت مناسب سمجھتے ہیں جب یہ شئی گم یا ضائع ہو گئی تھی، مگر شوافع کے ہاں غاصب کو وہ قیمت ادا کرنی ہے جو غصب کے وقت سے لیکر چیز کے

فیصلوں کو سامنے رکھ کر ان کی روشنی میں بڑی محنت اور کاوش سے ان مسائل کے جائز یا ناجائز ہونے کے بارے میں فیصلے دیتے ہیں ۔
پھر اللہ کی کروڑوں رحمتیں ہوں ان بزرگوں پر جنہوں نے قیامت تک آنے والی انسانیت کے لئے وہ سب کچھ پہلے ہی کر دیا ہے اور ان اماموں کا یہ جزوی اختلاف آج بھی امت کے لئے رحمت ظاہر ہو رہا ہے کہ ایک مسلک کا عالم اگر کسی مسئلہ کا حل اپنے امام کی فقہ میں نہیں دیکھتا تو دوسرے کسی امام کی فقہ سے روشنی حاصل کر کے اپنے مسئلہ کا حل پیش کر رہا ہے ۔ یہی ہے نیک نیتی سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے، دین میں کی ہوئی محنت کے نتیجہ میں کچھ فروعی اختلافات پیدا ہو جانے کے باوجود امت کے لئے رحمت ہونے کا مقصد جس کی مختصر جھلک آپ نے دیکھی ۔

گم ہونے کے وقت تک زیادہ سے زیادہ رہی ہو۔ اب آپ خود غور کریں کہ یہ اختلاف فطری ہے یا نہیں؟

تیسری مثال: ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ صحابہ کرامؓ کو بنو قریظہ کی بستی میں پہنچنے کا حکم دیکر فرمایا کہ لایصلّین احدکم العصر الاّ فی بنی قریظۃ یعنی تم میں سے کوئی بھی بنو قریظہ پہنچنے سے پہلے عصر کی نماز نہ پڑھے، اتفاق سے وہاں پہنچنے میں صحابہ کرامؓ کو دیر ہوگئی اور عصر کا وقت ختم ہونے لگا۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ نے باہم مشورہ کیا کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ مشورہ میں دو آراء ہوگئیں، ایک جماعت کی رائے یہ تھی کہ آنحضرتؐ نے صاف فرما دیا ہے کہ بنو قریظہ میں پہنچنے سے پہلے کوئی بھی عصر کی نماز نہ پڑھے تو پھر راستہ میں نمازِ عصر پڑھنے کا کوئی جواز نہیں ہے پھر چاہے نماز قضاء ہی کیوں نہ ہو جائے مگر ہمیں تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کرنی ہے۔ دوسری جماعت کی رائے یہ تھی کہ حضور علیہ السلام کے اس حکم کا مطلب یہ تھا کہ ہمیں کوشش کرکے نمازِ عصر سے پہلے بنو قریظہ میں پہنچنا چاہیئے لیکن اب چونکہ ہم سورج غروب ہونے سے پہلے کسی طرح نہیں پہنچ سکتے تو پھر نماز قضاء نہ کرنا چاہیئے۔ چنانچہ دونوں جماعتوں نے اپنی اپنی رائے کے مطابق عمل کیا۔ واپسی پر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں یہ واقعہ بیان ہوا تو آپؐ نے کسی پر ناراض ہونے کا اظہار نہیں کیا اور آپ نے دونوں فریقین کے عمل کو درست کہا کیونکہ فریقین کا بنیادی مقصد ارشادِ نبوی کی تعمیل تھی۔

اس واقعہ سے دوسری مثال کے واقعہ کی تائید ہوتی ہے۔ اسی طرح کے دوسرے بھی بہت سارے واقعات ہیں مگر جیسا کہ یہ اختلاف فطرت کے موافق ہے اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اختلاف کو رحمت کہا ہے۔

۲۔ دوسری قسم کے وہ اختلافات جو کہ وسیع تر انسانی معاملات، رسم و رواج، تہذیب و ثقافت، تعزیرات، نظامِ حکومت، نئی ایجادات، حالات کے تغیر و تبدّل وغیرہ کے بارے میں شروع سے ہوتے رہے ہیں اور قیامت تک ہر دور میں ہوتے رہیں گے ان کا جائزہ:۔

ان کے بارے میں قرآن کریم میں کچھ معاملات کے متعلق قرآن وسنت میں صراحۃً یا اشارۃً احکام موجود ہیں اور کن معاملات کے بارے میں صرف بنیادی اصول اور طریقے بیان کئے گئے ہیں۔ اور کچھ مسئلے صحابہ کرام کے دور میں نظامِ حکومت کی وسعت، تہذیب و ثقافت کی ترقی اور مفتوح ممالک میں مروجہ رسم ورواج سے واسطہ پڑنے کے بعد سامنے آئے جن کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تربیت یافتہ اور اسلام کی

روح اور اس کے مزاج کی پہچان رکھنے والے صحابہ کرام ؓ نے باہمی مشوروں سے قرآن وسنت کی روشنی میں حل کیا۔ کیونکہ صحابہ کرام ہی وحی الٰہی کے مخاطبینِ اول تھے اور ان کو براہِ راست حضور علیہ السلام سے فیض اور تربیت نصیب ہوئی تھی اور ان کے قلوب انوارِ نبوت کے فیض سے منور تھے، جس کی وجہ سے ان میں انتہا درجہ کی للّٰہیت، دین کا درد، تقویٰ اور دوسرے اعلیٰ اخلاق کے جذبات بدرجۂ کمال موجود تھے اور مزید یہ کہ ان میں دین کی فہم اور فراست اور بصیرت کی صفات بھی بدرجہ اتم موجود تھے۔ چنانچہ ان کی گواہی واضح الفاظ میں قرآن مجید میں متعدد مقامات پر ملتی ہے، جیسا کہ قرآن پاک میں ہے: وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ۔

ترجمہ: اور سبقت کرنے والے اگلے مہاجرین وانصار اور جن لوگوں نے نیکی میں اُن کی پیروی کی، اللہ اُن سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں۔

خود حضور علیہ السلام نے یہ فرمایا: اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم یعنی میرے صحابہ ؓ روشن ستاروں کی مانند ہیں جس کی بھی تم پیروی اور اقتدار کرو گے ہدایت حاصل کرو گے۔ اسی لئے صحابہ کرام کے دور میں، صحابہ کرام کا جن جن مسائل اور باتوں پر اتفاق اور اجماع ہوا تو بعد میں آنیوالے محققین علماء وفقہاء نے اُن کو ایک شرعی سند کر کے تسلیم کیا سوائے شیعوں کے جن کے مذہب کی بنیاد ہی حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام ؓ کی عداوت پر قائم ہے۔

یہاں پر یہ بات بالکل واضح طور پر ذہن میں رکھنی چاہیئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ کا لایا ہوا دین اسلام پوری دنیا کے تمام اقوام اور ممالک کے لئے قیامت تک باقی رہنے والا ہے۔ انسانی معاشرہ مقام اور زمانہ کے لحاظ سے ہر وقت ترقی پذیر ہے اور تغیر پذیر بھی۔ اللہ تعالیٰ علیم وخبیر ہے، جس نے دینِ اسلام کو قیامت تک آنے والے ہر دور اور ہر ملک اور قوم کی ضروریات، خصوصی حالات اور دیگر مسائل کے حل کے لئے ایسے غیبی نظام سے مزین کیا ہے جس میں انسان کے معاملات، خورد ونوش کی حلال وحرام اشیاء، کاروبار وتجارت کے اہم اور بنیادی قسم کے معاملات، حکومت کے بنیادی اغراض ومقاصد اور ذمہ داریوں، حاکم ورعایا کے حقوق اور حدود وغیرہ کے معاملات میں ان کے اصولی اور بنیادی قسم کے احکام قرآن وسنت میں بیان کئے گئے ہیں باقی ان کی مزید وضاحت اور تفصیل یا ان سے مشابہ پیدا ہونے والے مسائل کا حل نیز نئے پیدا ہونے والے مسائل اور ایجادات وغیرہ کو اسی طرح چھوڑ دیا گیا ہے

کہ زمانہ کے مخلص اور اسلام پر گہری نظر رکھنے والے علماء کرام، قرآن وسنت کے اصولوں، شریعت کے بنیادی مقاصد اور انسانوں کی فلاح اور بہبود کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے مناسب حل خود تلاش کریں۔ چنانچہ یہ سلسلہ بھی مکمل طور پر غیبی نظام کے تحت جاری ہے، جس میں آج تک امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کبھی بھی تنگی اور خلا محسوس نہیں کرتی۔

پھر ایسا ہوا کہ صحابہ کرامؓ کے بعد والے زمانوں میں علماء اور فقہاء نے ایسے نئے نئے معاملات اور حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے نہایت غور وفکر سے اجتہادی کوشش شروع کی، ان کے مدنظر سب سے پہلے شریعت کی دو نصوص یا حجتیں تھیں یعنی قرآن وسنت۔ اس کے بعد تیسری اہم دلیل صحابہ کرامؓ کا اجماع اور عمل تھا، اگر کوئی مسئلہ ان تینوں دلائل کے دائرہ سے باہر ہوتا تھا تو وہ ایسا کوئی مسئلہ تلاش کرتے تھے جو اس مسئلہ کے ساتھ کسی جزیے، علت یا کسی اور طریقہ سے مشابہت رکھتا ہو اور وہ مسئلہ قرآن وسنت سے پہلے ہی ثابت شدہ ہو مثلاً کوئی نئی نشہ آور چیز سامنے آئی یا تجارت کے نام پر کوئی غلط کاروبار شروع ہوا تو وہ شراب کی خاصیت اس کی حرمت کے علل واسباب اور قمار اور جوے کے حرام ہونے کے اسباب وعلل سے اس نئی چیز کا تقابل کرکے اس کے مشابہ اجزاء اور اسباب کے تقابل کے ذریعہ شرعی احکام صادر کرتے تھے، اس کو قیاس کا نام دیا گیا اور یہ بھی ایک دلیل تسلیم کی گئی۔ پھر اگر ان دلائل سے بھی کوئی مسئلہ حل نہ ہوا تو پھر اس کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا گیا کہ قرآن وسنت اور شریعت کے مقاصد اور خلقِ خدا کی فلاح وبہبود کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ مسائل اس طرح حل کئے گئے کہ وہ شریعت کی بنیادی روح اور مقاصد کے خلاف نہ ہوں، خلقِ خدا کے اخلاق، صالح معاشرہ کے قیام اور ترقی میں مدد ملے اور مجموعی طور پر انسانیت کی فلاح وبہبود کا مقصد بھی حاصل ہو جائے۔ ظاہر بات ہے کہ ایسے معاملات میں ایک دائمی عالمگیر مذہب کے لئے سب سے بہتر یہی طریقہ ہو سکتا تھا جو اہل سنت والجماعت کا تجویز کردہ ہے۔ اس میں فروعی اور جزوی اختلافات کا موجود ہونا فطری ہے اور اسلام دینِ فطرت ہے اس کی اساس اور بنیاد قرآن وسنت ہیں ان کی تشریح میں خود فطری اختلافات کی گنجائش کی تعلیم ملتی ہے اس کی مثالیں پہلے ذکر ہو چکی ہیں۔ ان جزوی اختلافات کو آج کل کے اعلیٰ معیاری عدالتوں اور کورٹوں کے تسلیم شدہ ماہر ایماندار منصفوں اور ججوں کے اختلافی فیصلوں کو سامنے رکھ کر نہایت آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے جن کے فیصلے باوجود اختلاف کے ملک کے آئین کے بالکل موافق، آئین کے تسلیم شدہ اصولوں، عوام کی بھلائی اور بہبود کی خاطر درست اور صحیح سمجھے جاتے ہیں ان پر کوئی بھی اعتراض

نہیں کرتا اور نہ ہی اعتراض کیا جا سکتا ہے۔

جیسا کہ اس باب میں تفصیل سے بیان ہوچکا ہے کہ شیعوں کے ہاں ہر ایک امام، صاحبِ شریعت ہوتا ہے، اس پر وحی کا نزول ہوتا ہے اور اس کا ہر حکم نبیوں کے حکم اور قول کی طرح خدائی حکم اور حجت ہوتا ہے، جب کہ اہل سنت کے چار تسلیم شدہ فقیہ ائمۂ اربعہ نے کبھی بھی ایسا دعویٰ نہیں کیا اور نہ اُن کے کسی مستند عالم یا عام مسلمان نے یہ سوچا ہے کہ اُن کا قول آخری سند ہے یا وہ معصوم عن الخطا اور لغزش سے پاک ہیں، بلکہ اُن میں سے ہر ایک امام نے یہ بات کہی ہے کہ اس نے قرآن وسنّت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ، اسلام کی رُوح اور مزاج شناس صحابہ کرامؓ کے قول اور عمل کی روشنی میں اور ان تینوں اشیاء کو مدّنظر رکھتے ہوئے تحقیق اور جستجو کی ہے اور امت کی آسانی کے لئے پیچیدہ مسائل کی تفصیل طے کی ہیں اور آئندہ ایسے مسائل کے حل کے لئے بنیادی اصول مرتب کئے ہیں۔ اِس بات کے علاوہ ہر ایک کی طرف سے یہ بھی واضح الفاظ میں اعلان کیا گیا ہے کہ ہم نے پوری ذمہ داری سے قرآن وسنّت اور اس کے بنیادی مخاطبین اور عاملین یعنی صحابہ کرام کی تشریح اور عمل کو سمجھنے نیز شریعت کی بنیادی رُوح اور اغراض کو سامنے رکھتے ہوئے یہ اصول وضع کئے ہیں اور یہ ہماری تحقیق اور رائے ہے، جس پر چلنا لازمی نہیں ہے۔ جس کو بھی شریعت کے بنیادی مأخذ یعنی قرآن وسنّت کی دوسری کوئی بھی تشریح سمجھ میں آئے اور اُس کے پاس ہم سے زیادہ مضبوط دلائل ہوں، اس کو چاہیئے کہ وہ اپنی اُس تحقیق اور رائے کی اتباع کرے اور واضح طور پر اس کا اظہار بھی کرے تاکہ خلقِ خدا اس کی تحقیق سے مستفیض ہوسکے۔ اِن کی اس وسعتِ قلبی اور اللہ کے دین کے بارے میں خلوص کا یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ ہر امام صاحب کے خود اپنے شاگردوں نے ان کے ساتھ کتنے ہی مسائل میں اختلاف کیا۔ جیسے امام اعظمؒ کے بارے میں دو مشہور ممتاز تلامذہ امام ابو یوسفؒ اور امام محمد بن حسن شیبانیؒ حنفی مذہب پر قائم رہتے ہوئے بھی بہت سارے مسائل میں امام ابو حنیفہؒ سے اُن کی زندگی میں بھی اختلاف ظاہر کیا اور مباحثے کئے، لیکن اس پر نہ تو ان کے استادِ محترم نے ناراضگی کا اظہار کیا اور نہ ہی متاخرین علماء نے اس کو بُرا سمجھا، کیونکہ ہر ایک کو اپنے اسلاف کے خلوص و تقویٰ نیز امت کی خیرخواہی کے جذبہ کا مکمل احساس تھا اور اس کی قدر تھی۔ چاروں فقیہوں کے مسلک کے ائمہ ایک دوسرے کے ساتھ استاد اور شاگرد کے ناتے میں اس طرح پیوستہ نظر آتے ہیں کہ ناظرین کی معلومات کے لئے لکھا جاتا ہے کہ فقہ کے پہلے تسلیم شدہ امام، امام اعظم ابو حنیفہؒ ہیں۔ آپ کے جیّد شاگرد امام محمد بن حسن شیبانیؒ جس نے حنفی فقہ کی تدوین میں بڑی خدمات

انجام دی ہیں وہ خود امام شافعیؒ ، امام مالکؒ کے شاگرد بھی رہے ہیں۔ امام محمدؒ کا یہ قول مشہور ہے کہ تابعین کے بعد اللہ کے بندوں کے لئے اللہ کے بندوں میں سے امام مالکؒ اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نشانی ہیں۔ وہ میرے استاذ ہیں اور جب بھی تمہارے پاس کوئی حدیث امام مالکؒ کے حوالہ سے پہنچے تو اس کو مضبوطی سے تھام لو، کیونکہ وہ علم حدیث کے درخشاں ستارہ ہیں۔ چوتھے فقہی مسلک حنبلی کے بانی امام احمد بن حنبل امام شافعی کے شاگرد رہے ہیں۔

یہاں پر کوئی اس غلط فہمی کا شکار نہ ہو کہ وہ ایک دوسرے کے استاد اور شاگرد تو تھے لیکن بعد میں جزوی اختلافات کی بنیاد پر ان کے راستے الگ الگ تھے اور ایک دوسرے کی رائے علیحدہ ہو گئی، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ہر ایک اپنے الگ مسلک پر اس لئے قائم رہا کہ تحقیق کے مطابق اس کی رائے زیادہ درست تھی لیکن دوسرے کی رائے کے بارے میں، اس کے اخلاص، تقویٰ، تبحر علمی اور تحقیقی معیار کی بناء پر، ہر ایک کے دل میں آخر تک مکمل احترام قائم رہا۔ اس احترام کی انتہا یہ ہے کہ حضرت امام شافعیؒ جب کوفہ میں امام اعظمؒ کی قبر کی زیارت کے لئے گئے تو نماز میں رفع الیدین نہیں کیا حالانکہ آپ رفع الیدین کے قائل تھے۔ آپ احناف کی طرح نماز پڑھتے رہے، لوگوں کے سوال پر آپ نے فرمایا کہ "صاحب قبر کا احترام اور حیاء مجھے اس سے روکتی ہے"۔ آپ کے اس ایک ہی جملہ میں، ان اماموں کے باہمی احترام کے بہت سارے پہلو اور دنیا کے لئے عدیم المثال اسباق موجود ہیں۔

دوسری ایک اور مثال بھی پیش کی جا سکتی ہے کہ امام مالکؒ کی عقیدت مندی میں آ کر دو تین مرتبہ عباسی خلفاء نے ان کو یہ رائے پیش کی کہ پوری سلطنت میں حکومت کی طرف سے زبردستی رعایا کو مالکی مسلک کا پابند بنایا جائے اور دوسرے مسالک کی اشاعت کو روک دیا جائے۔ لیکن امام صاحبؒ نے ہر موقعہ پر اس بات کی مخالفت کی اور کہا کہ جہاں جہاں مسلمان جس مسلک کی پیروی کر رہے ہیں، اس پر ان کو قائم رہنے دیا جائے۔ سب ظاہر ہے کہ ان دیگر مسالک میں بھی امام صاحبؒ کو، کوئی بھی مسئلہ قرآن و سنت اور حضور علیہ السلام کے صحابہ کرامؓ کے اجتماعی فیصلوں کے خلاف نظر نہیں آیا۔ یہ جزوی اختلافات ایسی ہی قسم کے تھے جن کی مثالیں اوپر پیش کی گئی ہیں اور یہ اختلافات فطری ہیں۔

یہ حقیقت بھی ذہن میں ہونی چاہیئے کہ باہمی عزت و احترام اور رواداری کے ایسے جذبے صرف

اماموں، ان کے شاگردوں یا بڑے بڑے علماء تک محدود نہیں ہیں بلکہ ساری دنیا کے ہر ایک سُنّی مسلمان کے دل میں موجود ہیں اور انشاء اللہ آئندہ بھی باقی رہیں گے۔ پوری دنیا کے کونے کونے میں رہنے والا ہر مسلمان دوسرے مسلک کے اماموں اور شیوخ کے نام نہایت احترام سے لیتا ہے یعنی "امام رحمۃ اللہ علیہ" کے سوا نام نہیں لیتا۔ اسلامی تاریخ کے جلیل القدر علماء، اہل اللہ اور صوفی بزرگان دین مختلف مسلک رکھنے کے باوجود پوری دنیا میں، سنیوں کے ہاں ایک جیسے مقبول ہیں چنانچہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ پوری اسلامی دنیا میں تسلیم شدہ ولی اللہ اور صوفیوں کے سرتاج ہیں۔ یہ بزرگ حنبلی مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔ اسلامی تصوف اور علم کلام کے مشہور بزرگ امام غزالیؒ دنیا میں مشہور ہیں، ان کی اسلامی تصوف اور اخلاق پر مبنی کتابیں احیاء علوم الدین اور کیمیائے سعادت انتہائی مشہور اور تمام مسلمانوں کے ہاں مقبول کتابیں ہیں حالانکہ یہ بزرگ شافعی مسلک رکھتے تھے۔ اسلام کے مشہور مفسر قرآن امام فخر الدین رازیؒ بھی شافعی تھے لیکن تمام عالم اسلام آپ کو فخر الاسلام امام رازیؒ کے نام سے جانتا اور پہچانتا ہے اور ان کی تفسیر سے تمام عالم اسلام کے مسلمان حنفی، شافعیؒ حنبلی، اور مالکی مستفیض ہوتے ہیں۔ جلال الدین رومیؒ، حنفی ہونے کے باوجود تمام اسلامی طبقوں میں ایک جیسے مقبول ہیں اور ہندوستان کے مشہور حنفی بزرگ مجدد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نہ صرف برصغیر میں بلکہ تمام دنیائے اسلام میں شوافع، احناف، حنابلہ اور مالکیوں کے ہاں دوسرے ہزار سال کے مجدد مانے جاتے ہیں اور ہر ایک ان کے مکتوبات پڑھ کر رہنمائی حاصل کرتا ہے۔ حاصل مطلب یہ کہ ایسے باہمی احترام اور اخلاص کی مثالوں سے تواریخ بھری پڑی ہے کس قدر مثالیں پیش کی جائیں۔

گذشتہ صفحات میں یہ بات آپ پر اچھی طرح واضح ہوگئی کہ اسلام کا بنیادی ماخذ دوسری عبارت میں سنّی مسلمانوں کی فقہ کے ائمہ اربعہ کی فقہ کا بنیادی ماخذ قرآن کریم اور حضور علیہ السلام کی احادیث مبارک (سنت) ہیں اور ان اماموں کا کچھ اجتہادی مسائل کے نتیجہ پر پہنچنے میں جو کچھ جزوی اختلاف نظر آتا ہے وہ فطری اختلاف ہے جس کے بارے میں کافی روشنی ڈالی گئی ہے اور ایسے اختلاف کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ اسلئے تمام مسلمان حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی خود اہل حدیث، حضرات سنّی مسلمان کہلاتے ہیں۔ خود شیعہ بھی ان تمام مسلمانوں کے لئے سنّی مسلمان کا نام استعمال کرتے ہیں۔ ان چاروں ائمہ کے اختلاف کو زیادہ سمجھنے کے لئے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ کی کتاب "اختلاف ائمہ" کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔

نتیجہ۔ اب یہ بات ثابت ہوگئی کہ جس جھوٹ سے، شیعہ دنیا کے مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں کہ شیعہ

سنی اختلاف کی نوعیت کچھ ایسی ہے جیسی سنیوں کے ائمہ اربعہ کے فقہ کی ہے۔ یہ کہنا سراسر جھوٹ اور غلط ہے بلکہ ایک بہت بڑا دجل اور فریب ہے ایسا دھوکہ اس سے پہلے کبھی شیعوں نے نہیں دیا ہے۔ جو لوگ مکر، فریب، دھوکہ بازی، کتمان اور تقیہ سے دوسروں کو اللہ کے دین سے منحرف کرتے ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ابدی کلام میں اس طرح خبردار کیا ہے:۔

أَفَأَمِنَ الَّذِينَ مَكَرُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ يَخْسِفَ بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ۔ (النحل: ع ٦ - آیت ۴۵)

بس حقیقت یہی ہے کہ سنیوں کا مذہب اسلام ہے اور شیعوں کا مذہب دوسرا ہے۔ بالفاظ دیگر یہ دو مذہبوں کا اختلاف ہے۔ یا۔ یہ اختلاف دو مذہبوں میں ہے۔ لہٰذا اس کو شیعہ سنی اختلاف کہنا ہی دھوکہ ہے۔

شیعہ سنی اختلاف کی کیا نوعیت ہے اس کے بارے میں ڈاکٹر اسرار احمد صاحب اپنے مقالہ "کیا ایرانی انقلاب اسلامی انقلاب ہے؟" میں لکھتے ہیں کہ:۔

"چنانچہ سنی اسلام اور شیعی اسلام میں عقائد کا فرق اتنا واضح اور اتنا متضاد اور متصادم ہے کہ ان میں سرے سے کوئی مصالحت محال مطلق اور قطعی ناممکن ہے کوئی دور دراز کی تاویل بھی ان دونوں میں کوئی مطابقت پیدا نہیں کر سکتی۔ ایک طرف خلافت عامہ کا تصور و عقیدہ ہے دوسری طرف امامت معصومہ کا تصور و عقیدہ ہے اور وہ بھی ایک مخصوص نسل میں۔ پھر یہ امامت معصومہ بھی بارہ ائمہ تک محدود ہے جن میں سے بارہویں امام غائب ہیں لیکن قریباً تیرہ سو سال سے زندہ کسی غار میں پوشیدہ ہیں۔ اور ان کے ظہور تک انہی کا عہد امامت جاری و ساری ہے حکومت کا حق صرف ان کے لئے مخصوص ہے۔ اثنا عشری شیعوں کے عقائد کے مطابق انکے علاوہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے قبل تینوں خلفاء راشدین معاذ اللہ غاصب تھے اور آنحضرت کے بعد تا حال دنیا میں جتنی بھی حکومتیں قائم رہی ہیں یا اب ہیں وہ سب غاصبانہ حکومتیں ہیں"

(ماہنامہ میثاق اردو۔ مئی ۱۹۸۵۔ ص ۶۹)

پھر آگے دوسرے پیراگراف میں چل کر ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"سنی اور شیعہ مکاتب فکر میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ان میں جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا جا چکا کہ بعد مشرقین ہے ان میں (CO-EXISTANCE) اور مطابقت ہو ہی نہیں سکتی۔ اس لئے

میں اس فرق کو بنیادی و اساسی فرق کہتا ہوں اور اسی لئے میں نے ابتدا ہی میں انکو دو اسلام سے تعبیر کیا ہے۔ سنی اسلام خالصتاً کتاب وسنت پر مبنی ہے جبکہ شیعہ اسلام محض توہمات اور تخیلات پر مبنی ہے جس کی کوئی معمولی سی بنیاد نہ قرآن مجید میں ہے اور نہ احادیث صحیحہ ثابتہ میں۔ لہٰذا اسلام کے نام سے اگر کوئی انقلاب آئیگا یا ظہور پذیر ہوگا تو وہ سنی انقلاب ہوگا، شیعہ انقلاب"

(ماہنامہ میثاق اردو مئی ۱۹۸۵ ص)

۸۔ لفظ حجت کے معنی اور اسکو آسانی سے سمجھنے کے لئے مثال

دھیان میں رہے کہ اس کتاب میں لفظ "حجۃ" بہت سے مقامات پر استعمال کیا گیا ہے۔ لہٰذا یہ ضروری سمجھا گیا کہ اس لفظ کو کھول کر سمجھایا جائے تاکہ اس لفظ کی اہمیت اور وزن عام مسلمانوں پر ظاہر ہو جائے۔ لفظ حجۃ کی اہمیت اور اس کا وزن اس بات سے ہی سمجھ لینا چاہیئے کہ شیعوں کی صف اوّل کی مشہور ترین کتاب اصول کافی میں کتاب الحجۃ کے حصہ میں ایک سو تیتالیس مستقل ابواب رکھے گئے ہیں، جس میں، میرے خیال میں ایک ہزار سے زیادہ روایات ذکر کی گئی ہیں۔ جن میں جملہ بارہ ائمہ کو "حجۃ" کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے۔ (العیاذ باللہ)

لفظ حجۃ کے معنی ہیں دلیل، برہان (بیان اللسان ص) میں سمجھتا ہوں کہ عام آدمی کو یہ معنی بتانے سے اس لفظ کی اصلی حقیقت اور وزن معلوم نہیں ہوگا۔ اس لئے اس پر روشنی ڈالی جائے۔ شریعت میں لفظ حجۃ ایک اصطلاحی لفظ ہے۔ جو صرف اللہ تعالیٰ کی کتابوں اور انبیاء کرامؑ کے لئے استعمال ہوتا رہا ہے۔ لیکن آپنے جیسا کہ پہلے پڑھا ہے اور شیعیت میں، ہر ایک امام کا درجہ انبیاء کرامؑ سے بالاتر اور خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہے۔ اور ہر امام کو حلال اشیاء کو حرام اور حرام اشیاء کو حلال کرنے کے مکمل اختیارات حاصل تھے لہٰذا شیعہ مذہب کے مصنفین نے، ائمہ کرام کو "حجۃ" کہہ کر پکارا ہے یا بقول شیعہ ائمہ نے خود اپنے آپکو خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کہا ہے اور اپنے آپ کو "حجۃ" کہا ہے۔

اب جبکہ شیعوں کے عقیدہ کے مطابق ہر ایک امام حجۃ ہے اور امام زمان (سنہ ۲۶۰ ھ سے ہر وقت اور ہر دور کے لئے زندہ غائب امام) ان کا آخری فیصلہ کن حجۃ ہے۔ لہٰذا لفظ حجت کی اہمیت اور وزن اس مثال سے سمجھ لیں:۔

اسلام میں سود کھانا، شراب خوری، جوا، چوری، ناحق قتل کرنا، ناجائز اور حرام ہیں۔ اب ایک آدمی ظاہر ہوتا ہے اور اپنے آپ کو "امام زمان" کہلاتا ہے۔ وہ کرامات اور معجزات کے نام پر بڑے بڑے کرتب

دکھاتا ہے اور شیعہ جو کہ "امام زمان" کے ظہور کے انتظار میں شب و روز بسر کر رہے ہیں وہ اس کے پھندے میں آجاتے ہیں اور وہ سود کھانے، شراب پینے، جوا کھیلنے، چوری کرنے، سنّی مسلمانوں کو قتل کرنے وغیرہ کے نام تبدیل کر کے دوسرے نام تجویز کرتا ہے اور پھر ان تمام امور کو جائز اور حلال کہتا ہے تو یہ سب چیزیں شیعوں کیلئے حلال جائز اور امام کی فرمانبرداری میں ثواب کے کام اور روحانی درجات میں بلندی کا باعث سمجھی جائیں گی۔ جیسا کہ ان کے ہاں متعہ (زنا)، کتمان (اصل مذہب چھپانا) تقیہ (دوسرے کو دھوکہ دینا) اسوقت بھی اماموں کی طرف منسوب کردہ روایتوں سے جائز اور حلال ہیں اور درجات کی انتہائی بلندی کے باعث ہیں۔ جیسا کہ ان کا جس طرح مستقل ابواب میں ذکر کیا گیا ہے۔ یہ ہے کسی شخص کو حجۃ یا "حجۃ اللہ" تسلیم کرنے کی مثال جو مجھے یہاں سمجھانے کے لئے پیش کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے۔

برخلاف ان کے جمہور امت، حنفیؒ، شافعیؒ، مالکیؒ، حنبلیؒ اور اہلحدیث، ایسے شخص کو فوراً جھوٹا اور دجال کہیں گے۔ اس سبب سے کہ ان کے نزدیک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ خاتم النبیینؐ ہیں اور انکے نزدیک قرآن پاک اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی بھی شخص اللہ کے دین کی رو سے اللہ تعالیٰ کیجانب سے حجت نہیں ہے۔ اور قرآن کریم اور نبیؐ برحق نے جن اشیاء کو حلال فرمایا ہے ان کو کوئی بھی شخص حرام قرار نہیں دے سکتا اور جن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے ان اشیاء کو کوئی بھی شخص حلال نہیں کر سکتا۔ اس مثال سے آپ کے ذہن میں لفظ حجت کے معنی اور اس کا مفہوم پوری طرح آگیا ہوگا۔

دوستو! اب آپ خود غور فرمائیں کہ شیعہ مذہب اور ان کے عقیدۂ امامت کے سبب قرآن میں تحریف کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تئیس ۲۳ سالہ دور نبوت کی پاکیزہ زندگی کے ہر قول و عمل کو رد کر کے اماموں کے نام سے روایتیں بنا کر اسی پر شیعیت کی بنیاد رکھی گئی ہے، اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا انکار ہو گیا یا نہیں۔ اور یہ اسلام کو مٹانے کا منصوبہ ہے یا نہیں۔ ذرا غور فرمائیں!۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت فرمائے (آمین)

الحمد للہ

قد تمت باب الخامس ویلیہ باب السادس

باب ششم

امام العصر یا امام زمان غائب مہدی صاحب کی ولادت اور غیبوبت کے بارے میں شیعوں کا خود ساختہ طلسماتی افسانہ۔ شیعوں کو ایسے خرافاتی عقیدہ بنانے کی ضرورت کیوں پیش آئی، اس کا اصلی راز کیا ہے؟

۱۔ حضرت مہدی کے بارے میں اہل سنت کی کتب حدیث میں کیا کہا گیا ہے؟

شیعوں کے خود ساختہ امام غائب مہدی کی ولادت اور غیبوبت کے افسانہ پر کچھ لکھنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اہل سنت والجماعت کی کتب حدیث میں جو کچھ امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں تفصیل موجود ہے، اس کو نہایت اختصار سے بیان کر دیا جائے۔ کیونکہ اکثر و بیشتر یوں دیکھا گیا ہے کہ شیعہ مبلغ، ناواقف سنی مسلمانوں کو حضرت مہدی علیہ السلام کے بارے میں اس طرح بتاتے ہیں کہ گویا کہ اس عقیدہ میں سنی اور شیعہ دونوں متفق ہیں۔ حالانکہ یہ بھی شیعوں کا ایک فریب اور بڑا دھوکہ ہے۔

حضرت مہدی علیہ السلام کے بارے میں اہل سنت والجماعت کے ہاں احادیث میں جو کچھ ہے اس کا خلاصہ اس طرح ہے کہ: قیامت کے قریب ایک ایسا وقت آئیگا کہ جب دنیا میں کفر و شرک، بدعت، ظلم و بدکاری اور سرکشی کا ایسا غلبہ ہو جائے گا کہ اہل ایمان کے لئے اللہ تعالیٰ کی یہ وسیع و عریض زمین تنگ ہو جائے گی، اس وقت اہل ایمان امت مسلمہ حضرت مہدی کی تلاش میں ہوں گے تو آپ اُن کو مکہ معظمہ میں بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے مل جائیں گے۔ آپ کا اسم گرامی محمد، والد کا نام عبداللہ اور والدہ کا نام آمنہ ہوگا۔ جب لوگ آپ سے بیعت ہوں گے تو اس وقت آپ کی عمر چالیس ۴۰ برس ہوگی۔ آپ کی ولادت مدینہ منورہ میں ہوگی۔ حق سبحانہ و تعالیٰ کی خاص مدد و نصرت آپ کے ساتھ شامل حال ہوگی اور آپ پر خلوص جد و جہد سے کفر، ظلم، شرک و بدعت کا غلبہ دنیا سے ختم

کر دیں گے اور سارے عالم میں قرآن وسنت پر مبنی عدل وانصاف کی فضا قائم ہوجائے گی اور پروردگار کی طرف سے غیر معمولی طریقہ سے پیداوار میں برکت کا ظہور ہوگا۔ یہ خوش حالی اور خدا پرستی کا دور ہوگا کہ اچانک دجال کا ظہور ہوگا، جو کہ اہل ایمان کے لئے سب سے بڑا اور آخری فتنہ اور سخت ترین امتحان اور آزمائش کا مسئلہ بنے گا۔ یہ خیر و شر کی طاقتوں کے درمیان آخری درجہ کی سخت کشمکش ہوگی۔ خیر وہدایت کے علمبردار حضرت مہدی علیہ السلام ہونگے اور کفر وشرک اور سرکشی کا علمبردار دجال ہوگا۔ اسی اثناء میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا اور آپ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ دجال اور اس کے برپا کردہ فتنہ کو ختم کریں گے۔ بعد میں حضرت مہدی انتقال کر جائینگے اور آپ کی نماز جنازہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پڑھائیں گے اور آپ کی تجہیز وتکفین کا انتظام کرکے بعد میں مکمل عالم کا نظم ونسق آپ کے سپرد ہوگا۔

حضرت مہدی علیہ السلام کی نسل کے بارے میں نیز دنیا میں نظم ونسق کے لئے جو آپ کا آئینی منشور ہوگا، اس کے متعلق صرف دو حدیثیں پیش کرتا ہوں۔

۱۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ایک روایت اس طرح منقول ہے :

عن ابی اسحٰق قال قال علی و نظر الی ابنہ الحسن ابنی ھٰذا سید کما سماہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسیخرج من صلبہ رجل یسمّٰی باسم نبیکم	حضرت علیؓ نے اپنے فرزند حضرت حسنؓ کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ یہ میرا فرزند سردار ہوگا جیسے پیغمبر کریمؐ نے فرمایا اور اس کی پشت سے ایک شخص پیدا ہوگا، جس کا نام تمہارے نبی کے نام پر ہوگا۔

(سنن ابو داؤد، مشکوٰۃ المصابیح)

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدظلہ اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں کہ :

معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ نے صاحبِ وحی علیہ السلام سے ایسی پیشینگوئی سنی ہوگی جس کو آپ نے بیان کیا ہے۔ (الفرقان فروری ۱۹۸۶ء)

۲۔ ام المؤمنین سیدہ ام سلمہؓ نے حضور علیہ السلام سے ایک لمبی حدیث، حضرت مہدی علیہ السلام کے بارے میں بیان کی ہے جس میں مندرجہ ذیل الفاظ بھی ہیں؛

ویعمل فی الناس بسنۃ نبیھم صلی اللہ علیہ وسلم ویلقی الاسلام بجرانہ الارض فیلبث سبع سنین ثم یتوفی ویصلی علیہ المسلمون۔	اور حضرت مہدی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کریں گے، زمین میں اسلام فروغ حاصل کریگا، سات برس رہیں گے اور اس پر مسلمان نماز جنازہ پڑھیں گے۔

(سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۲۳۱ کتاب المہدی)

ان دونوں حدیثوں میں سے یہ باتیں ثابت ہوئیں :

(۱) حضرت مہدی، حضرت حسنؓ کی پشت سے ہوں گے، بعض روایات میں ہے کہ آپ حضرت حسینؓ کی پشت میں سے ہوں گے۔ بعض شارحینؒ ان دونوں حدیثوں میں تطبیق اس طرح دی ہے کہ حضرت مہدی والد کی طرف سے حضرت حسنؓ کی اولاد میں سے ہوں گے اور والدہ کی طرف سے حضرت حسینؓ کی اولاد میں سے ہونگے۔

(۲) حضرت مہدی، حضور علیہ السلام کی سنّت پر عمل کرنے والے اور کرانے والے ہوں گے۔ اور قرآن و سنّت پر مبنی اسلامی نظام قائم کریں گے۔

۲۔ امام غائب مہدی کے بارے میں شیعوں کے عقائد، وہ دنیا میں مُردوں کو زندہ کر کے قیامت قائم کرینگے اور حضور علیہ السلام اس سے بیعت ہوں گے۔

خیال میں رہے کہ امام غائب مہدی کی ولادت اور غیبوبت کا افسانہ بھی شیعہ مذہب میں ایمان کا خاص جزو ہے، اس عقیدہ میں جو خرافات سمو دیئے گئے ہیں اُن کی بناء پر بیچارے شیعہ اپنے مذہب پر قائم رہتے آئے ہیں۔

شیعوں کا یہ عقیدہ ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کے بعد اس دنیا کے لئے اللہ تعالےٰ نے بارہ امام نامزد کئے ہیں، ان میں سے ہر ایک کا درجہ خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر اور دیگر تمام انبیاء کرام سے برتر اور اعلیٰ ہے۔ یہ تمام ائمہ معصوم عن الخطا والنسیان ہیں اور ان میں سے کسی ایک کے لئے بھی لغزش کا تصوّر نہیں کیا جا سکتا۔ ان سب اماموں کی اطاعت حضور علیہ السلام کی اطاعت کی طرح فرض ہے، ان سب کو وہ تمام کمالات حاصل ہیں جو کہ اللہ تعالےٰ نے حضور علیہ السّلام کو عطا فرمائے ہیں۔ ان کی امامت پر ایمان لانا اسی طرح فرض عین اور نجات کے لئے شرط ہے جس طرح حضور علیہ السّلام کی نبوت اور رسالت پر ایمان لانا فرض اور نجات کے لئے شرط ہے۔

شیعوں کا عقیدہ ہے کہ ہر جمعہ کی رات امام معراج پر جاتے ہیں اور ان پر وحی کا نزول ہوتا ہے، ہر سال شبِ قدر کو امام وقت پر آسمان سے کتاب کا نزول ہوتا ہے، اماموں کے اقوال قرآنی احکامات اور تعلیمات کی طرح دائمی اور واجب الاتباع ہیں۔ امامت اور اماموں پر ایمان لانا اور ان کے لئے تبلیغ کرنے کا حکم تمام انبیاء کرامؑ کی آسمانی کتابوں میں موجود تھا۔ امام دنیا اور آخرت کے مالک ہیں وہ جس کو چاہیں اور جو چاہیں عطا کریں۔ امامِ وقت کو ہر فوت شدہ امام کی طرف سے حلال کردہ اشیاء کو حرام کرنے اور حرام کردہ اشیائ کو حلال کرنے کے مکمل اختیارات حاصل ہیں۔ ان کو مخلوق کے تمام امور کے معاملے سپردِ کئے گئے ہیں وغیرہ۔

شیعوں کے عقیدہ کے مطابق پہلے امام حضرت علیؓ ہیں جن کے لئے ان کے ہاں خود تقریر و تحریر میں امام کا لفظ استعمال نہیں ہوا ہے اور نہ ہی ہوتا ہے، بلکہ شیعہ خود حضرت علیؓ کو امیر یا امیر المومنین کہتے ہیں۔ شیعوں کے ہاں دوسرے امام حضرت حسنؓ ہیں، اور تیسرے امام کے لئے شیعوں کے پاس حضرت حسنؓ کی اولاد کے لئے امامت کی جگہ خالی نہیں تھی۔ شاید اس لئے کہ انھوں نے حضرت معاویہؓ سے صلح کر کے آپ سے بیعت کی تھی۔ لہٰذا خلافِ دستور امامت حضرت حسنؓ کے چھوٹے بھائی حضرت امام حسینؓ کی اولاد میں منتقل ہو گئی۔ شیعہ اثنا عشری کا گیارہواں امام حضرت حسن عسکریؒ کو کہا گیا ہے جنہوں نے ۲۶۰ھ میں وفات پائی۔ جن کی حقیقت میں کوئی بھی اولاد نہیں تھی لیکن شیعہ اثنا عشریہ کو باور کرا کے یہ عقیدہ بنایا گیا کہ حضرت امام حسن عسکریؒ کی وفات سے چار یا پانچ برس پہلے ۲۵۵ھ یا ۲۵۶ھ میں انکی ایک فرنگی کنیز بنام نرگس سے ایک فرزند پیدا ہوا تھا، جسکو قتل ہونے کے خوف سے لوگوں کی نظروں سے چھپایا گیا تھا۔ اس لئے ان کے خاندان یہاں تک ان کے بھائی حضرت جعفرؒ کو بھی، اس بچے کی ولادت اور پرورش کے بارے میں چار پانچ برس میں کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ پھر یہ مخفی فرضی صاحبزادہ جب کہ اس کی عمر صرف ۴۔۵ برس تھی، اپنے والد کی وفات سے صرف آٹھ دس دن قبل امامت سے متعلق تمام سامان مثلاً حضرت علیؓ کا جمع کردہ اصلی قرآن اور قدیم آسمانی کتابیں توریت، انجیل، زبور اور ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءؑ سابقین پر نازل شدہ تمام اصلی صحائف، مصحف فاطمہؓ، الجفر، انبیاءؑ سابقہ کے معجزات، عصاء موسیٰؑ، خاتم سلیمان علیہ السلام، کرتہ حضرت آدم علیہ السلام اور گیارہ اماموں پر ہر سال شب قدر میں آسمانی کتابیں نازل ہونے کے حساب سے ۲۴۹ مقدس کتابیں، بالکل تنہا اپنے ساتھ لیکر "سر من رائی" کی ایک غار میں روپوش ہو گیا۔

ذہن میں رہے کہ یہ امام العصر یا امام مہدی اسی وقت یعنی ۲۶۰ھ سے روپوش ہے اور اس کی روپوشی کو تقریباً ۱۱۵۰ برس گذر چکے ہیں اور شیعوں کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ (فرضی اور خیالی شخص جس کا کوئی وجود نہ تھا اور نہ ہی ہے) اُن کا بارہواں اور آخری امام، امام غائب یا امام مہدی ہے، جو کہ قیامت تک زندہ ہوگا وہ کسی بھی وقت غار سے برآمد ہوگا اور دیگر لاتعداد معجزات اور عقل کو حیران کرنے والے کارناموں کے ساتھ اس دنیا میں ظاہر ہوگا اور مُردوں کو زندہ کریگا اور (معاذاللہ) حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ و ام المومنین سیدہ عائشہؓ کو قبروں میں سے نکال کر زندہ کر کے عذاب دیگا، اسی طرح ان کا ساتھ دینے والے صحابہ کرامؓ اور ان تمام سُنی مسلمانوں کو جو ان حضرات سے دنیا میں عقیدت و محبّت رکھتے تھے، ان کو بھی زندہ کر کے سزا دے گا۔

شیعوں کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، امیر المومنین حضرت علیؓ اور سب امام اور شیعہ بھی

زندہ ہوکر اس دنیا میں آئیں گے اور اپنے دشمنوں پر قیامت خیز عذاب کا تماشہ دیکھیں گے (اناللہ وانا الیہ راجعون)
شیعہ مذہبی اصطلاح میں امام غائب مہدی کے اس خاص نمایاں کارنامہ کو رجعت کا عقیدہ کہتے ہیں۔
اس پر ایمان لانا بھی شیعہ اثناعشریہ کی مذہبی ضروریاتِ دین میں داخل ہے، جب رجعت عمل میں آئے گی تو امام غائب مہدی کے ہاتھ پر سب سے پہلے جو شخص بیعت ہوگا وہ (معاذاللہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونگے اور دوسرے نمبر پر حضرت علیؓ اور پھر دوسرے لوگ ہوں گے۔

۳۔ شیعوں کو امام غائب کی ولادت اور غیبوبت کے خرافاتی عقیدہ بنانے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ شیعہ مذہب کے بانیوں کو امام غائب کی ولادت اور غیبوبت جیسے افسانہ تصنیف کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟
اس کا مختصر پس منظر یہ ہے :۔

۱۔ شیعہ مذہب کے مصنفین نے اماموں کی تعداد بارہ مقرر کی ہے۔ چنانچہ یہ عقیدہ ایجاد کیا کہ :
"فتکملہ اثنی عشرا اماماً" یعنی بارہ اماموں پر اماموں کی تکمیل ہوگی، بالالفاظ بارہ اماموں پر دنیا ختم ہوجائے گی۔
(اصول کافی ص۳۴۵، عکس دیکھیں ص۴۶۱ پر)

۲۔ شیعہ مذہب کے مصنفین نے یہ عقیدہ بھی اختراع کیا کہ امام حسنؓ اور امام حسینؓ کے بعد امامت صرف امام حسینؓ کی اولاد میں جاری رہے گی۔ امام کے چچا یا بھائی امام نہیں بن سکیں گے، چنانچہ اصول کافی میں ہے :

عن ابی عبد اللہ انہ قال لاتجتمع الامامۃ فی اخوین بعد الحسن والحسین انما ھی فی الاعقاب واعقاب الاعقاب (اصول کافی ص۱۷۵، عکس ص۴۴۰ پر)	امام جعفر صادقؒ نے فرمایا کہ دو بھائیوں حسنؓ اور حسینؓ کے بعد امامت دو بھائیوں میں جمع نہ ہوگی بلکہ یہ اولاد در اولاد رہیگی۔

۳۔ شیعہ مذہب کے مصنفین نے اماموں کے کمالات بیان کرنے میں یہ بھی دعویٰ کیا کہ :

عن ابی حمزۃ قال قلتُ لابی عبد اللہ تبقی الارض بغیر امام؟ قال لو بقیت الارض بغیر امام لساخت (اصول کافی ص۱۰۸۔ عکس دیکھیں ص۴۳۳ پر)	ابوحمزہ سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؒ سے پوچھا کہ یہ زمین امام کے سوا باقی اور قائم رہ سکے گی؟ آپ نے فرمایا کہ اگر زمین امام کے سوا باقی رہ جائے تو غرق ہوجائے۔

پھر تمام عالم کو بچانے کے لئے اور بارہ اماموں کی پیشگی مقرر کی گئی تعداد کو پورا کرنے کے لئے اور بارہویں (۱۲) امام کو قیامت تک زندہ رکھنے کے لئے ایسے امام کا عقیدہ تراش لیا گیا جو نہ پیدا ہوا اور نہ اس کے مرنے

اور قیامت تک سلسلۂ امامت کے ختم ہونے کا کوئی ڈر یا اندیشہ باقی رہے۔ یہ ایسا دعویٰ ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی شرع سے جاری کردہ سنّت اور طریقہ کے بالکل برعکس اور خلاف ہے۔ کیونکہ ابتداء عالم سے قریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرامؑ مبعوث ہوئے ان میں سے کسی بھی پیغمبر کی وفات پر کبھی ایسا نہیں ہوا ہے کہ دنیا غرق ہو جائے بلکہ ہر قوم میں پیغمبر اس وقت آیا ہے جب پہلے فوت شدہ پیغمبر کی تعلیم کے جملہ اصلی نقوش مٹ گئے ہوں اور قوم گمراہی کے کنارہ پر کھڑی ہو اور دوسرے پیغمبر کا آنا ضروری اور لابدی ہوگیا ہو۔ البتہ یہ ضرور ہوا ہے کہ پیغمبر کی موجودگی میں قوم نے نبی کی دعوت پر دھیان نہیں دیا اور نبی کے لئے طرح طرح کی مشکلات پیدا کیں تو نبی کی موجودگی میں بھی عذاب خداوندی ایسی امتوں پر نازل ہوا ہے جیسے حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کی قوموں کے واقعات قرآن کریم میں تفصیل سے موجود ہیں۔

مندرجہ تینوں باتوں کے خلاف حقیقی واقعہ اس طرح ہوا کہ شیعہ اثنا عشریہ کے گیارہویں امام حسن عسکریؒ نے ۲۶۰ھ میں لاولد ہو کر وفات پائی، حالانکہ شیعوں کو اس حقیقی واقعہ کے رونما ہونے نے اس غور و فکر اور عمل پر مجبور کیا کہ وہ شیعوں کو ایک خیالی شخصیت، جس کا کوئی وجود نہ تھا، ایسا باور کرائیں کہ حضرت امام حسن عسکریؒ کو ایک کنیز بنام نرگس (فرنگی عورت) سے ایک بیٹا ہوا تھا جس کو دشمنوں کے خوف سے چھپا کر رکھا گیا تھا جس کا ذکر اوپر آچکا ہے کہ وہ اپنے باپ کی وفات سے چند دن پہلے غار میں چلا گیا تھا، اب وہ جب چاہیں گے تب ظاہر ہوں گے۔ شیعہ مذہب کے بانیوں نے پہلے یہ سوچ اور افواہ پھیلا کر یہ واقعہ مشہور کیا، جس نے مختصر وقت میں ہی بہت زور پکڑا اور بالآخر شیعہ اثنا عشریہ میں یہ افواہ حقیقت کے رنگ میں مستقل عقیدہ بن گی۔ چنانچہ اثنا عشریہ اس فرضی شخصیت کو امام العصر یعنی ۲۶۰ھ سے قیامت تک ہر وقت اور ہر دور کے زندہ غائب، امام الزمان، قائم آل محمدؐ، حجۃ اللہ المنتظر کے القاب سے پکارتے ہیں اور اس کا نام نہیں لیتے اور اس کے القاب کے پیچھے "عجّل اللہ فرجہ" کے الفاظ کہتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس غائب کو جلدی ظاہر کر کے ہمارے دل کی خواہشات کو پورا فرمائے۔

یہاں یہ حقیقت نوٹ کرنے کے لائق ہے کہ حضور علیہ السلام کی احادیث میں ایسے کسی بھی لقب سے، کسی بھی شخصیت کے لئے کوئی بھی نشاندہی موجود نہیں ہے اور نہ ہی کسی امام کا موت کے خوف سے غائب ہونے اور قیامت تک غائب رہنے اور زندہ رہنے کا ذکر ہے۔ یہ سب شیعہ مذہب کے ایجاد کرنے والوں نے اماموں کی طرف منسوب کر کے جھوٹی روایات تراش کر کے تحریر کی ہیں اور پھر ان کو مشہور کیا ہے۔ جیسے قرآن مجید میں

انہوں نے خود تحریف کی روایات بنا کر اماموں کے نام سے لکھی ہیں جن کا ذکر دوسرے باب میں ہو چکا ہے۔ بہرحال ان تمام امور کا قرآن وسنت سے کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں ہے اور یہ تمام کارروائی اسلام کے خلاف ہے جو سوچی سمجھی خطرناک سازش کے تحت کی گئی ہے۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے، آمین۔

یہاں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ حضرت امام حسن عسکریؒ کی وفات کے بعد اس فرضی فرزند کی افواہ پر کافی شور ہوا، حسن عسکریؒ کے خاندان والوں نے نیز آپ کے حقیقی بھائی جعفر بن علی نقیؒ نے حسن عسکریؒ کے ایسے فرزند کا انکار کیا۔ چنانچہ اس معاملہ نے طول پکڑا بالآخر یہ بات وقت کی حکومت تک پہنچی پھر دو سال تک اس معاملہ کی تحقیق کی گئی، تحقیق کے بعد یہ حقیقت سامنے آئی کہ حسن عسکریؒ کی وفات کے وقت کوئی اولاد نہ تھی اور اسی تحقیق کی بناء پر شرعی قوانین کے مطابق حضرت حسن عسکریؒ کی دولت بھی ان کے ورثاء میں تقسیم ہوئی۔ یہ واقعہ عباسی خلیفہ المعتمد علی اللہ کے دورِ حکومت میں ہوا۔ حضرت حسن عسکریؒ کے بھائی جعفر بن علی نقیؒ نے اس فرضی شخص کا انکار کیا تھا اس لئے شیعہ حضرات ان کو جعفر کاذب کے لقب سے پکارتے ہیں اور اس فرضی شخص کو حقیقی شخص ثابت کرنے کے لئے شیعہ مصنّفین کو بہت محنت کرنی پڑی، جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لئے جھوٹی روایات اور افسانے تراش کرنے پڑے، چنانچہ اسی مقصد کے لئے شیعوں کی مستند ترین کتاب "اصول کافی" کے مصنف ابوجعفر محمد بن یعقوب کلینی کو بہت محنت کرنی پڑی۔ حیرت کی حد یہ ہے کہ انھوں نے اصول کافی کے لئے یہ بھی لکھا کہ یہ کتاب "غیبتِ صغریٰ" کے زمانہ میں، امام غائب مہدی کے پاس سفیروں کی معرفت بھیجی گئی اور امام نے اس کتاب کو بغور پڑھ کر پسند فرمایا اور اس کتاب کے بارے میں تائید کرتے ہوئے فرمایا کہ "هٰذا کافٍ لشیعتنا" یعنی یہ کتاب ہمارے شیعوں کے لئے کافی ہے۔

شیعوں نے حضرت حسن عسکریؒ اور نرگس کے اس فرضی بیٹے کی ولادت اور غائب ہونے کا افسانہ کیوں بنایا، اس سے ان کے دو مقاصد تھے:

(۱) بارہ اماموں کا عدد پورا کرنا تھا، کیونکہ یہ شیعوں کا دعویٰ تھا۔

(۲) شیعوں کا یہ بھی دعویٰ تھا کہ اگر امام زمین میں نہ ہو تو زمین باقی نہیں رہے گی لہٰذا اس دعویٰ کی صداقت کے لئے ان کو ایسے فرضی بارہویں امام کا عقیدہ ایجاد کرنا پڑا، جس کے لئے موت کا کوئی مسئلہ نہیں کیونکہ جب یہ پیدا ہی نہیں ہوا تو موت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہی یہ غائب ہوا ہے اور قیامت تک نہ ہی غار سے ظاہر ہوگا۔

دوستو! یہ ہے امام غائب مہدی (امام العصر، امام الزمان) کی پیدائش اور غائب ہونے جیسے ایک خرافاتی عقیدہ کی ایجاد کا اصلی اور حقیقی پس منظر۔

۴ - کافی کلینی کی روشنی میں غائب امام کی خودساختہ کہانی اور خود بارہ امامو ں کا عقیدہ بڑے مخمصہ میں۔

مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ اپنے مضمون "مہدی کے بارے میں شیعہ عقیدہ" کے تحت لکھتے ہیں کہ:-

"اہل سنت کے نزدیک اول سے آخر تک یہ صرف خرافاتی داستان ہے جو اس وجہ سے گھڑی گئی تھی کہ فی الحقیقت شیعوں کے گیارہویں امام حسن عسکریؒ ۲۶۰ھ میں لاولد فوت ہوئے تھے، ان کا کوئی بیٹا نہیں تھا اور اس سے اثنا عشریہ کا یہ عقیدہ باطل ہوتا تھا کہ امام کا بیٹا ہی امام ہوتا ہے اور بارہواں امام آخری امام ہوگا اور اس کے بعد دنیا کا خاتمہ ہو جائے گا، الغرض صرف اس غلط عقیدہ کی مجبوری سے یہ بے تکی داستان گھڑی گئی جو غور و فکر کی صلاحیت رکھنے والے شیعہ حضرات کے لئے آزمائش کا سامان بنی ہوئی ہے۔"

(ماہنامہ الفرقان لکھنؤ صفحہ ۲۲، بابت ماہ فروری ۱۹۸۶ء)

اگرچہ امام غائب مہدی کی ولادت اور غیبوبت کے اس خود ساختہ افسانہ کا جھوٹا ہونا بالکل ظاہر ہے پھر بھی شیعوں کی معتبر ترین کتاب اصول کافی سے ایک روایت مختصر تشریح کے ساتھ پیش کی جاتی ہے جس سے یہ خودساختہ کہانی، نیز بارہ اماموں کا عقیدہ بھی من گھڑت ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ اصول کافی کے "باب کراھیۃ التوقیۃ (یعنی امام مہدی کے ظہور کے وقت مقرر کرنے سے اب انکار کے اسباب) میں چھ روایات درج ہیں۔ ان میں سے دو حضرت امام باقرؒ سے، حضرت جعفر صادقؒ سے تین اور امام موسیٰ کاظمؒ سے ایک روایت منقول ہے۔ امام باقرؒ کی طرف منسوب روایت میں ہے:

عن أبي حمزة الثمالي قال: سمعتُ ابا جعفر يقول يا ثابت ان الله تبارك وتعالىٰ قد كان وقت هٰذا الامر في السبعين فلما ان قتل الحسين صلوات	ابو حمزہ ثمالی سے مروی ہے کہ میں نے امام باقر ابو جعفرؒ سے سنا ہے آپ نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے امام مہدیؒ کے ظہور کا وقت ۷۰ھ مقرر کیا تھا، مگر جب حضرت حسینؓ شہید کئے گئے تو اللہ تعالیٰ کا زمین والوں (شیعوں) پر

اللہ علیہ اشتد غضب اللہ علی أهل الارض فأخره إلى أربعين ومائة فحدثناكم فاذعتم الحديث وكشفتم قناع الستر ولم يجعل الله له بعد ذلك وقتا عندنا ۔	غصہ ہوا، پھر ظہور امام غائب کے وقت کو ہٹا کر ۱۴۰ھ مقرر کیا گیا، ہم نے تم سے یہ بات (امام غائب کا ظہور ۱۴۰ھ میں ہوگا) بیان کی تو تم لوگوں نے اس بات کو مشہور کیا اور پردہ فاش کیا لہذا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کے ظہور کا کوئی وقت ہمیں نہیں بتایا (یعنی ہم پر اس کے بارے میں اب کوئی وحی نہیں آئی ہے)

(اصول کافی باب کراهیۃ التوقیت ص۲۳۲-۲۳۳)

(عکس دیکھیں ص۲۴۸ پر)

تشریح : اس روایت میں امام مہدی غائب کے ظہور کا پہلا مقرر کردہ سن ۷۰ھ بتایا گیا ہے۔ اس حساب سے امامت کا سلسلہ امام چہارم علی زین العابدینؒ پر ختم ہو جاتا تھا جس نے ۹۵ھ میں وفات پائی۔ پھر اللہ تعالیٰ کے غصہ کے سبب مہدی کے ظہور کا وقت ۱۴۰ھ مقرر کردہ بتایا گیا تو اس حساب سے شیعوں کی امامت چھٹے امام حضرت جعفر صادقؒ تک چل سکتی تھی جنہوں نے ۱۴۸ھ میں وفات پائی، تو پھر نہ باقی رہے بارہ امام اور نہ رہا بارہ اماموں کا عقیدہ یا بارہ اماموں والا دین اور لفظ شیعہ اثناعشریہ خود بے بنیاد اور غلط ثابت ہوتا ہے اور سارے کے سارے چھ امام، امام موسیٰ کاظمؒ متوفی ۱۸۳ھ سے لیکر امام حسنؒ عسکری المتوفی ۲۶۰ھ تک تمام سیدزادوں کا امام بننا خارج از بحث ہے کیونکہ ان کی امامت کا عرصہ سن ۷۰ھ یا سن ۱۴۰ھ میں نہیں سمویا جا سکتا تو پھر حسن عسکریؒ کے فرضی اور خیالی بیٹے غائب مہدی کی ۲۵۵ھ میں ولادت اور غائب ہونے کا جھوٹ بھی ظاہر ہو جاتا ہے کیونکہ ۲۵۵ھ کسی بھی حالت میں ۷۰ھ یا ۱۴۰ھ ہجری میں داخل نہیں ہو سکتا

اب مذکورہ روایت میں سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوئیں :-

(۱) شیعوں کا عقیدۂ امامت، بارہ اماموں کی تعداد، امام زمان امام غائب مہدی کا عقیدہ سب جھوٹے عقیدے ہیں ان کا حقیقت سے کوئی بھی واسطہ نہیں ہے۔

(۲) حضرت حسینؓ کے فی الحقیقت قاتل شیعہ ہیں، جن پر اللہ تعالیٰ نے غصہ کیا اور ان کے امام غائب کے ظہور میں تاخیر ہوتی رہی ہے۔

(۴) شہادتِ حسین رضؓ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو نعوذ باللہ پہلے علم نہ تھا کیونکہ اگر علم ہوتا تو ظہورِ مہدی کے لئے ۱۷۰ھ مقرر نہ ہوتا اس کو شیعہ مذہبی اصطلاحات میں "بدا فی العلم" کہتے ہیں۔

۵۔ حضرت مہدی کے نسب، عمر، رُتبہ، اختیارات اور آپ کے نمایاں کارناموں کے بارے میں اسلام اور شیعیت کے عقائد کا تقابل

اسلام نے یہ بات ابتدا ہی میں سمجھائی ہے کہ اسلام کی بنیاد دو چیزیں قرآن و سنت ہیں یا یوں کہا جائے کہ اسلام نام ہی ہے قرآن و سنت کا۔ پھر قرآن و سنت کا قولی یا فعلی انکار یا دونوں طریقوں سے انکار، انکارِ اسلام ہے، اس کے بعد کوئی بھی مسلمان نہیں ہوسکتا، چاہے وہ اپنے آپ کو مسلمان ہی کیوں نہ کہلائے۔ اور مسلمانوں کو فریب دیتا رہے۔

حضرت مہدی علیہ السلام کے بارے میں قرآن مجید میں تو کوئی ذکر نہیں ہے البتہ احادیثِ رسولؐ میں حضرت مہدی کا ذکر موجود ہے جیسا کہ اس باب کے شروع میں مختصراً ذکر ہو چکا۔

---

[۱] شیعہ مذہب کے بانیوں نے اللہ تعالیٰ کی صفات میں بداء کے نام سے ایک نئی صفت تراش کی ہے جس پر ایمان لانا لازمی ہے۔ یہ صفت یہ ہے کہ "اللہ کو بداء ہوتا ہے"۔ اصول کافی کے باب البداء میں بدا کی تائید میں ۱۶ روایات مذکور ہیں، بطور نمونہ:

سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول لو علم الناس ما في القول بالبداء من الاجر ما افتروا عن الكلام فيه (اصول کافی ص۸۶ عکس دیکھیں ص۲۳۰ پر)

راوی کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؒ سے سُنا کہ اگر لوگ یہ بات سمجھ لیں کہ بداء کے اقرار میں کس قدر اجرِ عظیم ہے تو یہ لوگ دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیں۔

اس روایت سے اصل مقصد یہ ہے کہ امام صاحب نے فرمایا کہ اگر لوگوں کا یہ ایمان ہو جائے کہ اللہ کو بداء ہوتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ سے بھی بھول اور غلطی ہوتی ہے، لیکن اس کو اللہ کے لئے عیب یا نقص نہ سمجھا جائے تو اس میں اتنا بڑا اجرِ عظیم ہے کہ لوگ دوسروں کو بھی اس اجرِ عظیم کے حصول کے لئے اس کی ترغیب دیں اور تبلیغ کریں۔ معاذ اللہ

یہاں خاص طور پر یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیئے کہ شیعہ مذہب کے مصنفین کو اللہ تعالیٰ کے بارے میں بداء کے عقیدہ کے لئے یہ فضائل اور اعلیٰ اجر اس لئے بیان کرنے پڑے تاکہ یہ عقیدہ بآسانی مقبولِ عام بن جائے تو پھر وہ (شیعہ) قرآن میں حضور علیہ السلام کے صحابہؓ کے لئے جو فضائل اور کمالات واضح الفاظ و عبارت میں بیان کئے گئے ہیں، ان کا اسطرح انکار کریں کہ اللہ کو یہ بداء ہوا تھا یعنی یہ علم نہ تھی کہ حضور علیہ السلام کے بعد آپؐ کے صحابہ کرامؓ نعوذ باللہ مرتد اور کافر ہو جائیں گے جو حقیقت بعد میں ظاہر ہوئی۔ یہ ہے شیعہ مذہب کے مصنفین کا اللہ رب العزت کے بارے میں بداء کے عقیدہ کو ایجاد کرنیکا اصلی راز۔

شیعہ مذہب کو ایجاد کرنے والوں نے مخاطبین اور حاملینِ قرآن وسنّت صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نعوذ باللہ مرتد اور کافر وغیرہ کہکر قرآن وسنّت کی صحت کا انکار کیا ہے لہذا ان کے یہاں موجودہ قرآن وسنّت تحریف شدہ اور نا قابلِ اعتماد ہے اب انھوں نے قرآن وسنّت کی جگہ ائمہ کی طرف اپنی طرف سے خود ساختہ روایات منسوب کرکے کتابیں مرتب کی ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ اصل قرآن حضرت علیؓ کے پاس تھا، آپ کی وفات کے بعد یکے بعد دیگرے آنے والے امام کے پاس رہا، امام حسن عسکریؒ کے زمانے میں ان کا ایک (فرضی وخیالی) صاحبزادہ اس قرآن کو دیگر نوادرات کے ساتھ لیکر ایک غار "سرّ من رائی" میں روپوش ہوگیا، اب وہ جب چاہے گا اس دنیا میں ظاہر ہوگا اور وہ اصلی قرآن بھی اپنے ساتھ لائے گا وغیرہ۔ اس کے بارے میں باب دوئم میں تفصیلی بیان ہوچکا۔

اس امام غائب کو گم ہوئے آج ایک ہزار ایک سو سولہ برس ہوچکے ہیں، یہ کب ظاہر ہوں گے اس کا کسی کو علم نہیں ہے۔ شیعہ کہتے ہیں کہ پیدا ضرور ہوا تھا اور غائب بھی ضرور ہوا ہے اور زندہ بھی ضرور ہے، جس کا ثبوت یہ ہے کہ یہ دنیا قائم ہے اُلٹ نہیں دی گئی، اور اس کو ظاہر بھی ضرور ہونا ہے کیونکہ اس کے ظہور سے جو واقعات رونما ہوں گے ان میں سے کوئی بھی واقعہ اب تک ظاہر نہیں ہوا مثلاً (۱) امام زمان یا امام العصر ظاہر ہوں گے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ بھی اس دنیا میں واپس تشریف لائیں گے۔ (۲) جو شیعہ پہلے مرگئے ہیں وہ بھی واپس زندہ ہوکر دنیا میں آئیں گے (۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے شخص ہوں گے جو اُس مھدی سے بیعت ہوں گے (۴) یہ امام الزماں حضور علیہ السلام کے خلفاء ابوبکرؓ وعمرؓ اور ازواجِ مطہرات میں حضرت سیّدہ ام المؤمنین عائشہؓ کو نعوذ باللہ قبروں میں سے نکال کر دوبارہ زندہ کرکے ان کو حضور علیہ السلام اور شیعوں کے آگے سزا دیں گے اور شیعوں کو خوش کریں گے۔

اب مذہب اسلام اور شیعہ مذہب میں حضرت مھدی علیہ السلام کے بارے میں عقائد کا فرق اس چارٹ میں ملاحظہ فرمائیں :۔

۔ ملاحظہ فرمائیں ص ۲۲۸ پر۔

امام مہدی کے متعلق (۱)	حضور علیہ السلام کی احادیث کے مطابق عقیدہ اور تصور (۲)	شیعہ مذہب کے مصنفین کی خود ساختہ روایات کے مطابق عقیدہ (۳)
۱۔ نام	محمد	محمد
۲۔ والد کا نام	عبداللہ	حسن (عسکری لقب)
۳۔ والدہ کا نام	آمنہ	نرجس یا نرگس بنت شیوعا نصرانی
۴۔ جائے پیدائش	مدینہ منورہ	سامرہ (بغداد)
۵۔ بیعت لینے کے وقت عمر	۴۰ برس	آج تقریباً ساڑھے گیارہ سو برس عمر
۶۔ مرتبہ اور اختیارات اور فضیلت	مسلمانوں کا پیشوا اور خلیفہ ہوگا، مسلمان بیعت کریں گے، قرآن وسنّت کا پابند ہوگا اور اس کے مطابق پورے ملک کا نظم ونسق قائم کریگا اور معصوم نہ ہوگا۔	حضور علیہ السلام اس سے بیعت ہوکر اس کی فرمانبرداری کا اقرار فرمائیں گے (نعوذ باللہ) حضرت علیؓ کا جمع کردہ قرآن مجید ظاہر کریگا اور پڑھیگا اور اُسی کا پابند ہوگا، صاحبِ وحی، صاحبِ معراج وصاحبِ معجزات ہوگا اور اس پر ہر سال شبِ قدر میں آسمانی کتاب کا نزول ہوگا، اس کو حلال اشیاء کو
۷۔ نمایاں کارنامہ	قرآن وسنّت کی روشنی میں احیاءِ اسلام کا حسین ترین کارنامہ انجام دے گا	حرام اور حرام اشیاء کو حلال کرنے کا اختیار ہوگا، لہٰذا یہ صاحبِ شریعت اور معصوم عن الخطا ہوگا، حضور علیہ السلام کے روضۂ اطہر کی دیوار مسمار کرواکے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو قبروں سے نکلواکر ان کے کفن اتار کر کے خشک درخت پر لٹکاکر سزا دیگا اور سیدہ عائشہ ام المؤمنینؓ کو بھی زندہ کرکے سزا دے گا (نعوذ باللہ) زیادہ تفصیل کے لئے رجعت کے باب میں دیکھیں۔

قارئین کرام اس چارٹ کے کالم دو اور تین کا بنظرِ غائر مطالعہ کریں تو آپ بخوبی یہ حقیقت سمجھ سکیں گے کہ شیعہ مذہب کی اماموں کے ناموں سے منسوب روایات، حضور عَلیہ السّلام کی احادیث کے سراسر خلاف ہیں۔
حقیقت یہ ہے کہ مکمل شیعہ مذہب اسلام کے خلاف ایک منظم سازش ہے اور اسلام کو مٹانے کے لئے ایک محاذ

ہے، جس کا اسلام کی ہر بات اور حکم سے تصادم ہے، اس کی بہت ساری مثالیں پیش کی جاچکی ہیں۔
حاصل مطلب یہ کہ اسلام اسلام ہے اور شیعیت شیعیت ہے اور ان کا آپس میں کوئی تعلق نہیں ہے، لہذا شیعہ مذہب اسلام کے نام سے اسلام پر کلہاڑا مارنے کے مترادف ہے۔ کیونکہ شیعہ مذہب، اسلام کے نام سے اسلام کو ختم کرنے کی ایک باقاعدہ خطرناک سازش ہے جو کہ شروع سے مذہب اسلام کو نقصان پہنچاتا چلا آرہا ہے جس کی لاتعداد مثالیں موجود ہیں۔

۶۔ مذہب شیعہ کی غیبت صغریٰ اور غیبت کبریٰ کیا ہے؟ اور اس کی اصل حقیقت کیا ہے؟

امام غائب مہدی کے بارے میں خودساختہ افسانہ آپ نے پڑھا۔ بارہویں امام کے غائب ہوجانے کے بعد بعض بیدار مغز شیعوں نے اپنے عوام کو بتلایا اور باور کرایا کہ امام غائب کی خدمت میں کن خاص لوگوں کی رازدارانہ طور پر آمدورفت جاری ہے اور وہ گویا ان کے سفیر اور خصوصی ایجنٹ ہیں۔ ایسے سفیر یکے بعد دیگرے چار اشخاص بنے ان میں آخری علی محمد سمیری تھے جس نے ۳۲۹ھ میں وفات پائی۔ سادہ دل شیعہ حضرات اپنی درخواستیں اور قیمتی تحائف امام غائب کی خدمت میں پہنچانے کے لئے ان سفیروں کے حوالے کرتے تھے اور یہ سفراء یہ تمام چیزیں امام غائب کے حوالہ کرکے جوابات لے کر آتے تھے، جن پر امام غائب کی مہر ہوتی تھی۔ یہ عجیب وغریب ڈرامہ کافی ہوشیاری اور رازداری سے ہوتا تھا۔

اس ڈرامہ کی حقیقت اور اصلیت کیا تھی تو نہ صرف ہمارے خیال میں بلکہ ہر اس شخص کے خیال میں کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے کچھ دینی بصیرت اور فراست عطا کی ہے، یہی ہے کہ یہ ان چالاک اور مکّار لوگوں کا ڈرامہ تھا جو بزعم خود اپنے آپ کو غائب امام کا سفیر کہلاتے تھے، لیکن شیعہ حضرات اور ان کے علماء ومجتہدین کے نزدیک یہ تمام سفیروں کے خطوط اور ارشادات جو امام غائب کی طرف سے وہ لاتے تھے یہ سب کچھ امام غائب کے ارشادات اور دینی حجت ہیں۔ چنانچہ ان کے علماء ومصنّفین نے ان کے ذخیرے جمع کئے ہیں اور اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔ ان کا اچھا خاصا ذخیرہ کتاب "احتجاج طبرسی" میں دیکھا جاسکتا ہے اور خمینی صاحب نے بھی اپنی کتاب "الحکومۃ الاسلامیہ" میں ان خطوط کو دینی حجت تسلیم کیا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ یہ سفارتی کاروبار جو انتہائی چالاکی اور رازداری سے چل رہا تھا اور اپنے عروج کو پہنچ گیا تھا، یہ اس وقت ختم ہوا جب وقت کے حکمرانوں کو یہ حقیقت معلوم ہوئی اور انہوں نے تحقیق شروع کی کہ یہ کون لوگ ہیں جو رعایا کے سادہ لوگوں کو اس طرح فریب دیکر لوٹ رہے ہیں؟ پھر جیسے ہی حکومت کی طرف سے

تفتیش وتحقیق شروع ہوئی تو اسی وقت یہ خطوط کا سلسلہ منقطع ہوگیا اور مشہور کیا گیا کہ اب غیبت صغریٰ کا دور ختم ہوگیا اور اب غیبتِ کبریٰ کا دور شروع ہوگیا ہے۔ اب امام غائب سے کسی کا رابطہ نہیں ہوسکتا اور نہ کوئی اس کے ظہور سے قبل ان تک پہنچ سکتا ہے، اب ان کے ظہور کا انتظار کیا جائے۔ یہ ہے ان کے غیبتِ صغریٰ اور کبریٰ کا ڈرامہ۔

۷۔ امام غائب مہدی امام الزماں کی والدہ محترمہ نرگس کا امام حسن عسکریؒ کے نکاح میں آنے کا شیعوں کیطرف سے عجیب وغریب افسانہ

ملا باقر مجلسی دسویں صدی ہجری میں، شیعہ اثنیٰ عشریہ کے مشہور ومعروف مجتہد اور بلند پایہ مصنف اور عالم گزرے ہیں، اس کے جھوٹ بھی بہت بڑے ہیں، اس کی تصانیف کی تعداد ساٹھ کے قریب بتائی گئی ہے جن میں سے صرف ایک کتاب "بحار الانوار" پچیس جلدوں میں ہے۔ اس کے علاوہ "حیات القلوب"، "جلاء العیون"، "حق الیقین" بھی اس کی ضخیم کتابیں ہیں جن کے اوپر شیعہ دنیا کو بڑا ناز ہے۔ موصوف کی اکثر تصانیف فارسی زبان میں ہیں۔ موجودہ دور کے کٹر شیعہ مذہبی رہنما خمینی صاحب نے اپنی کتاب "کشف الاسرار" میں شیعہ مذہب کی معلومات حاصل کرنے کے لئے، اس کی کتابیں مطالعہ کرنے کا خاص مشورہ دیا ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کی تحقیق یہ ہے کہ شیعہ مذہب کے کسی بھی قول یا روایت کو مجلسی درست کہیں تو کوئی بھی شیعہ عالم اس روایت یا قول کو رد نہیں کرسکتا، پھر ظاہر ہے کہ اس کے "خودساختہ جھوٹ" کو کون شیعہ عالم رد کریگا، رد کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اسی شیعہ عالم علامہ مجلسی نے اپنی تصنیف "حق الیقین" اور "جلاء العیون" میں بارہویں امام، غائب مہدی (امام الزماں) کی والدہ محترمہ کے بارے میں ایک انتہائی حیرت انگیز کہانی تحریر کی ہے، جو کہ بقول مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ، عشق ومحبت کی بے مثال کہانی ہے، ان دونوں کتابوں میں جو روایت بیان کی گئی ہے وہ بشر بن سلیمان سے روایت ہے اور کافی لمبی روایت ہے، یہاں اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کا خلاصہ نقل کیا جاتا ہے۔ مجلسی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:

"ایک شخص بشر بن سلیمان گیارہویں امام حسن عسکریؒ کے والد امام علی نقیؒ کے خاص شیعہ تھے اور امام موصوف کے دوست بھی تھے۔ وہ باندیوں اور غلاموں کی خرید وفروخت کا کام کرتے تھے، ان کا بیان ہے کہ امام علی نقیؒ نے ایک دفعہ مجھے انگریزی میں خط لکھ کر دیا اور اس کے ساتھ دوسوبیس اشرفیاں بھی دیں، اور فرمایا کہ یہ لیکر بغداد چلے جاؤ (جو اس وقت دارالحکومت تھا) وہاں دریا کے ساحل پر تم کو ایک کشتی نظر آئے گی

جس میں فروختنی کنیزیں ہوں گی، اُن میں سے ایک کنیز تم دیکھو گے کہ وہ پردہ میں ہے اس کے مالک کو کسی بہانہ سے میرا خط دیکر کہنا کہ یہ خط کنیز کو دیدو۔ بشر بن سلیمان کہتا ہے کہ میں حکم کی تعمیل کرتے ہوئے بغداد پہنچا اور بالآخر امام کی ہدایت کے مطابق وہ خط کنیز تک پہنچا دیا گیا، اس نے جیسے ہی خط کھول کر دیکھا تو اس کو بار بار چوما اور مالک سے کہا کہ مجھے اس خط والے کے ہاتھ فروخت کرو، ورنہ میں خودکشی کرلوں گی، پھر مالک نے دوسو بیس اشرفی کے عوض یہ کنیز مجھے دیدی۔ میں اس کو اپنے ساتھ لایا، اس کنیز (امام غائب، امام الزمان کی والدہ) نے مجھے بتایا کہ میں روم کے بادشاہ کی پوتی اور شیوعا کی بیٹی ہوں اور میرا نام ملیکہ ہے اور میری والدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصی شمعون کی اولاد میں سے ہے۔ میں نے ایک رات میں خواب دیکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے وصی شمعون اور ان کے علاوہ حواریین کی ایک جماعت یہ سب حضرات میرے دادا کے شاہی محل میں آئے اور نور کا ایک منبر رکھا گیا، اس کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وصی علیؓ اور دوسرے اماموں کے ساتھ تشریف لائے اور نور کے اس منبر پر رونق افروز ہوئے اور حضور علیہ السلام نے حضرت مسیح علیہ السلام سے فرمایا کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ ملیکہ کو جو تمہارے وصی شمعون کی بیٹی (یعنی اس کی اولاد میں سے) ہے اپنے اس فرزند کے لئے تم سے مانگوں اور آپ نے یہ فرماتے ہوئے امام حسن عسکریؒ کی طرف اشارہ فرمایا جو اس وقت آپ کے ساتھ تھے، حضرت مسیح علیہ السلام نے، حضور علیہ السلام کی بات کو خوشی سے منظور کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کا خطبہ پڑھا اور حضرت مسیح نے مجھے حضرت حسن عسکریؒ کے نکاح میں دیدیا۔ پھر میں نے اس خواب کا کسی سے ذکر نہیں کیا لیکن اس خورشید نما فلک امام حسن عسکریؒ کے عشق کی آگ میرے سینے اور دل میں بھڑکنے لگی اور چین و سکون رخصت ہوا اور کھانا پینا بھی ختم ہو گیا اور اس آتشِ عشق کے آثار باہر بھی ظاہر ہونے لگے۔

آگے شیعہ مجتہد ملا باقر مجلسی کے لکھنے کے موجب بشر بن سلیمان کو امام غائب مہدی کی والدہ نے سنایا کہ ایک دن پھر میں نے خواب دیکھا کہ حضرت مریم تشریف لائیں اور ان کے ساتھ حضرت فاطمہ زہراؓ بھی تھیں اور ہزارہا حورانِ بہشتی۔ حضرت مریم نے مجھ سے فرمایا کہ یہ سیدۃ النساء فاطمہ زہراؓ ہیں، تمہارے شوہر کی یہ ماں ہیں۔ میں نے یہ سنتے ہی ان کا دامن پکڑ لیا اور میں بہت روئی، اور میں نے عرض کیا کہ آپ کے فرزند حسن عسکریؒ کبھی مجھے دیکھنے اور اپنی صورت دکھانے بھی نہیں آتے، اُنھوں نے فرمایا کہ وہ کیسے آسکتے ہیں، تم عیسائی ہو، اور تمہارا عقیدہ مشرکانہ ہے۔ سیّدہ فاطمہؓ سے یہ سنکر میں نے اسی وقت خواب میں

کلمۂ شہادت پڑھا اور اسلام قبول کیا اور میں جب بیدار ہوئی تو میری زبان پر کلمہ جاری تھا۔

شیعہ محدث علامہ مجلسی آگے لکھتا ہے کہ بشر بن سلیمان کہتا ہے کہ مجھے (امام غائب کی والدہ نرگس) نے بتایا کہ اس کے بعد کوئی رات نہیں گزری جو میرے خاوند حسن عسکریؒ میرے پاس خواب میں نہ آتے ہوں اور مجھے شربتِ وصال سے مسرور نہ کرتے ہوں۔

اس خرافاتی اور بیہودہ افسانہ کی قبحت کا اندازہ لگانے کے لئے اسی شیعہ مجتہد مجلسی کی کتاب سے صرف دو اقتباس مع ترجمہ پیش کرتا ہوں، اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں :۔

(۱) و این گنج رایگان در سینہ پنہان داشتم و آتش محبت آن خورشید فلک امامت روز بروز در کانونِ سینہ ام مشتعل میشد و سرمایۂ صبر و قرار مرا بباد فنا میداد تا بحدی کہ خوردن و آشامیدن بر من حرام شد و ہر روز چہرہ کاہی میشد و بدن میکاہید و آثار عشق نہانی در بیرون ظاہر میگردید

(حق الیقین ص۳۱۰، عکس دیکھیں ص۵۶۶ پر)

یعنی اس ضائع ہونے والے خزانے کو اپنے سینہ میں میں نے مخفی رکھا اور آسمان امامت کے چاند کی آتش محبت روز بروز میرے سینے میں بھڑکتی رہی اور میرے صبر و قرار کا سرمایہ ہوا میں فنا ہو گیا یہاں تک کہ میرے لئے کھانا پینا حرام ہو گیا اور روز بروز میرا چہرہ سیاہ ہوتا رہا اور بدن سست ہوتا گیا اور عشق کے مخفی راز ظاہر ہونے لگے۔

(۲) و این ہجران را بوصال مبدل گرداند پس آن شب تا حال یک شب نہ گذشتہ است کہ دردِ ہجران مرا بشربتِ وصال دوا نہ فرماید۔

(حق الیقین ص۳۱۱، عکس ص۵۶۶ پر)

یعنی اور اس جدائی کے بدلے میں وصال ملا، پھر اس رات کے بعد آج تک کوئی بھی رات ایسی نہیں گذری جو میرے فراق کے درد کی شربت وصال سے آپ نے دوا نہ کی ہو۔

مصنف اس بیہودہ اور قبیح خود تراشیدہ افسانے پر بس یہی کہہ سکتا ہے :
استغفر اللہ! استغفر اللہ!! استغفر اللہ!!!

یہ روم کے بادشاہ کی پوتی نرگس یہاں پر کیسے پہنچ گئی اس کے لئے مجلسی صاحب بشر بن سلیمان کی روایت سے اسی نرگس کی زبانی تحریر کرتا ہے کہ، ہمارے بادشاہ قیصر روم نے مسلمانوں کے خلیفہ سے جنگ کرنے کے لئے ایک لشکر روانہ کیا تو میں بھی کسی بہانہ سے اس لشکر میں شامل ہو گئی۔ جب مسلمانوں نے رومیوں کو شکست دی تو میں بھی دوسری عورتوں کے ساتھ گرفتار ہو کر مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئی اور فروخت ہو کر تیرے

پاس پہنچی ہوں ۔

شیعہ مجتہد علامہ مجلسی کے کہنے کے مطابق امام مھدی غائب، امام الزمان کی والدہ نرگس ایک کنیز تھی اور اسی حیثیت سے وہ گیارہویں امام حسن عسکریؒ کے عقد نکاح میں آئیں اور اس کو ایک بیٹا ہوا جس کی ولادت کی خبر تک کو دوسروں پر مخفی رکھا گیا یہاں تک کہ اماموں کے خاندان میں حسن عسکریؒ کے سگے بھائی جعفرؒ بن علی نقی کو بھی خبر تک نہ ہوئی اور یہ بچہ امام حسن عسکریؒ کی وفات سے آٹھ دس دن قبل جبکہ اسکی عمر چار پانچ برس تھی اچانک باہر نکل گیا اور ایک غار میں غائب ہوگیا اور وہ آج تک غائب ہے اور وقت پر ظاہر ہوگا ۔

اس افسانہ میں جو عشقیہ عبارات ہیں ان کو پڑھنے والا کیا محسوس کریگا، عفت اور پاکدامنی کا جو مقام اماموں کی بیویوں کے لئے لازمی ہے وہ ان عبارات میں کیسے نظر آتا ہے ۔ یہ تو شیعوں کے نامور محدث علامہ باقر مجلسی اور خود شیعوں کا مسئلہ ہے، اس پر میں کیا تبصرہ کروں، میری طرف سے صرف یہ الفاظ استغفر اللہ! استغفر اللہ!! استغفر اللہ!!! کافی ہیں جو اس کی قباحت ظاہر کرتے ہیں۔ البتہ اس افسانہ میں شیعوں کے عقیدۂ امامت اور امام الزمان کی فرضی اور خیالی شخصیت اور اس کی فرضی وخیالی والدہ محترمہ کے بارے میں جو باتیں معلوم ہوئی ہیں ان میں سے یہ باتیں غور طلب ہیں :۔

(۱) قرآن مجید میں ہے کہ: "مشرکہ عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لائیں"۔

(البقرہ ع ۷، آیت ۲۲۱)

پھر حضور علیہ السلام نے اس مشرکہ عورت کا حضرت حسن عسکریؒ سے نکاح کیسے پڑھایا؟ کیا یہ حضور علیہ السلام کی معصوم ذات کے اوپر بہتان نہیں ہے؟ کیا حضور علیہ السّلام سے ایسا کوئی عمل ہوسکتا ہے جو قرآن کے صریحاً خلاف ہو، جیسے یہ نکاح حضور علیہ السّلام کی طرف منسوب کیا گیا ہے؟

(۲) اس خواب کی تقلید کرتے ہوئے اگر کوئی شخص اپنی نفسانی خواہش کو پورا کرنے اور سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے دوسرا کوئی خود ساختہ جھوٹا افسانہ بیان کرکے ایسے نکاح کا دعویٰ کرے اور یہ دروازہ کھولدے تو یہ فتنہ کس طرح بند ہوگا؟ اور بقول علامہ مجلسی خواب میں دو اولوالعزم پیغمبروں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور علیہ السّلام کی آپس میں ملاقات ہوئی جس میں انھوں نے ایک کافرہ عورت کا امام حسن عسکریؒ کے ساتھ نکاح کرایا۔ کیا یہ منصبِ نبوّت کے خلاف نہیں ہے؟ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ خواب میں یہ

دونوں پیغمبر عیسائیوں کو عیسائیت کے بطلان اور اسلام کی حقانیت کی تبلیغ کریں جو ان کا منصب تھا، تو انھوں نے اپنے منصب کے خلاف کیوں کیا ؟

۳۔ کیا شیعہ مذہب میں خواب کے اندر نکاح درست ہے ؟ اس نکاح کے بعد کتنے اور اماموں اور شیعہ مجتہدوں کے خواب میں نکاح ہوئے ہیں ؟ ان کی کچھ مثالیں درکار ہیں ۔

۴۔ حضرت سیدہ خاتونِ جنت نے نرگس کو عقیدۂ امامت پر ایمان لانے کے لئے نہیں کہا صرف کلمۂ شہادت پڑھنے کے لئے کہا، تو معلوم ہوا کہ عقیدۂ امامت نیز بارہ ائمہ کا وجود خود ساختہ افسانہ ہے ۔

۵۔ کیا امام علی نقی انگریزی جانتے تھے کہ آپ نے یہ خط فرنگی زبان انگریزی میں تحریر کیا اور عربی پر انگریزی کو ترجیح دی، کیا کسی اور امام کا بھی انگریزی میں خط لکھنے یا پڑھنے کا کسی شیعہ کے پاس ثبوت ہے ؟

۶۔ حضرت حسن عسکری کی اہلیہ محترمہ نرگس کا چھپ کر رومی لشکر میں مل جانا اور دیگر عیسائی خواتین کے ساتھ قید ہو جانا، بشر بن سلیمان کا اس کو خرید کرنا اور پھر بی بی صاحبہ کا ایک غیر محرم سے اپنی عشقیہ باتیں بیان کرنا، کیا یہ سب کچھ ایک باکمال سید خاندان کے لئے بڑے عیب اور رسوائی کا باعث نہیں ہے ؟ امام علی نقیؑ یا تو خود اس کے لئے چلے جاتے یا امام حسن عسکریؒ کو بھیجتے تو یہ مناسب بات ہوتی یا یہ کام آپ نے ایک نامحرم سوداگر کے حوالے کیا یہ اچھا تھا یہ خود آپ غور کریں ۔

معلوم ہوا کہ امام غائب کا خود وجود اور ان کی والدہ محترمہ کا ایک قصہ، غیبتِ صغریٰ اور غیبتِ کبریٰ کی کہانی وغیرہ ۔ یہ سب باتیں شروع سے لیکر آخر تک جھوٹ ہی جھوٹ ہیں اور خود ساختہ افسانے ہیں جن سے ان بزرگوں کا دامن داغدار ہوتا ہے، ان سے کسی امام کا واسطہ نہیں ہے بلکہ یہ شیعہ مجتہدوں نے خود اپنی طرف سے یہ افسانہ تراش کر ان بزرگوں کی طرف منسوب کر کے اپنی کتابوں میں تحریر کیا ہے، اس لئے کہ عام شیعہ اپنے غیر فطری دین پر مضبوطی سے چمٹے رہیں جو دینِ اسلام کے سراسر خلاف ہے اور قرآن وسنّت کے خلاف ایک بہت بڑی سازش ہے ۔ اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں اور اپنے دینِ اسلام کی حفاظت فرمائے ۔ آمین

الحمد للہ

قد تمت باب السادس ویلیہ الباب السابع

باب ہفتم

شیعہ مذہب میں عقیدۂ رجعت

ا۔ لفظِ رجعت کے معنی اور مفہوم، شیعوں کا عقیدۂ رجعت نصِّ قرآنی و سنّت و حدیث کے خلاف ہے۔ اس کے لئے چند دلائل

شیعوں کے عقیدہ رجعت پر سُنّی علماء نے بالکل کم خیال آرائی کی ہے، حالانکہ یہ عقیدہ بھی شیعہ اثنا عشریہ کے مخصوص عقائد میں سے ہے جو قرآن و سنّت کے صریحاً خلاف ہے، کیا کیا جائے سنّی علماء شیعوں کے کن کن عقائد پر لکھیں شیعوں کا کونسا عقیدہ ہے جو قرآن و سنّت کے موافق ہے، جبکہ اس مذہب کے ایجاد کرنے والوں کا مقصد ہی اسلام دشمنی تھی۔ اس کی نہایت مؤثر صورت اُن لوگوں کو یہ نظر آئی کہ وہ قرآن کریم کے اوّلین مخاطبین و مبلّغین عینی گواہوں اور عاملینِ قرآن حضور علیہ السلام کے مقدس ساتھیوں حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو غیر معتبر، مفاد پرست نعوذ باللہ مرتد و کافر قرار دیکر قرآن و سنّت کی صحت کا انکار کریں۔ چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا۔ اس انکار کرنے کے بعد ان کے لئے یہ راستہ بالکل آسان ہوگیا کہ انہوں نے اسلام کے خلاف، اسلام کے نام سے ہر چیز خود بنا کر ائمہ کی طرف منسوب کر کے میدان میں لائی ہے جس کا قرآن و سنّت سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ "رجعت" کا عقیدہ بھی اُن میں سے ایک ہے۔

لفظ "رجعت" کے معنی "واپسی" (فیروز اللغات ص۶۵۵) ہے شیعہ مذہب کے اس اصطلاحی لفظ کے مفہوم اور اس کے اطلاق کی وسعت آپ شیعوں کی اصلی روایات سے سمجھ سکیں گے، جو کہ اپنے اپنے موقعہ پر بعد میں آتی رہیں گی، مجھے یہاں پر صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ شیعہ مذہب کے عقیدۂ رجعت کا مطلب ہے کہ شیعوں کا ایک فرضی اور خیالی غائب امام زمان (غائب مھدی) بھی ہے جس کے لئے وہ کہتے اور عقیدہ رکھتے ہیں کہ آج سے تقریباً ایک ہزار ایک سو پچاس سال پہلے وہ شخص پیدا ہو کر چار پانچ برس کی عمر میں قتل کے خوف سے

ایک غار میں غائب ہوگیا، جب وہ غار سے برآمد ہوگا تو اسی وقت اِس دنیا میں قیامت سے پہلے ایک قیامت قائم کریگا اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، سیّدنا علیؓ، سیّدہ فاطمۃ الزہرارضؓ، حضرت حسنؓ اور حسینؓ اور دیگر تمام ائمہ کرام اور تمام شیعہ اپنی قبروں سے باہر نکل آئیں گے۔ بعدازاں سب سے پہلے اس شخص سے حضور علیہ السّلام بیعت کریں گے بعد میں حضرت علیؓ اور دیگر ائمہ حضرات اور شیعہ اس سے بیعت ہوکر اس کی فرمانبرداری کا عہد کریں گے۔ یہ ان کا امام غائب مھدی ہے جس کا تذکرہ آپ نے شیعوں کے ذاکروں سے سُنا ہوگا اور اِس وقت ایران میں اسی بات کی بازگشت ہے۔ جیسا کہ آپ باب یازدہم میں مطالعہ کریں گے۔

بقول شیعہ بعد میں یہ غار سے برآمد شدہ شخص امام زمان (غائب مھدی) اماموں اور شیعوں کے دشمنوں حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ، سیّدنا عثمان ذوالنّورینؓ اور حضور علیہ السّلام کی ازواجِ مطہراتؓ میں سے سیّدہ عائشہ صدّیقہؓ اور دیگر تمام وہ صحابہ کرامؓ اور سُنّی مسلمان جو اس دنیا میں ان حضرات سے محبت رکھتے ہوں گے، اُن سب کو قبروں سے زندہ کرکے باہر حاضر کرے گا۔

پھر یہ امام زماں، اللہ کا عادل خلیفہ، حضرت علیؓ کے جمع کردہ قرآن کے واضح احکامات اور شیعوں کے اہم عقیدۂ عدل کے مطابق اس طرح ایک اعلیٰ ترین عدل کی مثال قائم کریگا جو اس دنیا کے ابتدائی روزِ اول سے لے کر فیصلہ کے دن تک، دنیا میں جو کچھ گناہ صغیرہ اور کبیرہ ہوئے ہوں گے یعنی کفر، ارتداد، ناحق قتل وغیرہ جو بھی گناہ ہوئے ہوں گے ان سب گناہوں کا ذمہ دار دو اشخاص حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ کو بنا کر ان کو سزا دے گا اور بار بار سزا دے گا۔ اور حضور علیہ السلام کی ازواج مطہراتؓ میں سے سیّدہ عائشہ صدّیقہؓ کو بھی امام زمان عام لوگوں کے سامنے سزا دے گا (نعوذ باللہ) یہ ہے شیعوں کے عقیدۂ رجعت کا خلاصہ اور اس کے اہم نکات۔

اب آیئے ہم دیکھیں کہ کیا اس عقیدہ رجعت یعنی قیمت قائم ہونے سے پہلے اس دنیا کے چلتے ہوئے بھی اور کوئی قیامت واقع ہوگی؟ کیا اس کا ذکر قرآن وسنّت میں ہے؟ تو اس کے لئے اگر حقیقت کو دیکھا جائے تو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ شیعوں کے عقیدۂ امامت کا بھی جب قرآن وسنت میں کہیں ذکر نہیں بلکہ یہ عقیدہ خود شیعہ علماء ومجتھدین کا خود ساختہ ہے تو پھر اس عقیدۂ رجعت کا قرآن وسنت میں کہاں ذکر ہوگا بلکہ یہ دونوں عقیدے شیعوں کی طرف سے خود ساختہ جھوٹ ہیں جن کا حقیقت میں قرآن وسنّت اور اسلام سے

کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں ۔

قرآن کریم میں سینکڑوں آیات ہیں جن میں قیامت کا ذکر موجود ہے ۔ اسی طرح احادیث کی کتابیں بھی قیامت کے ذکر سے بھری پڑی ہیں جس کے ذکر کی اس چھوٹی سی کتاب میں گنجائش نہیں ہے ۔

قرآن کریم اور احادیثِ رسول میں قیامت کی حقیقت میں دو باتیں آجاتی ہیں :۔

(۱) اس موجودہ عالم کا مکمل طرح فنا ہو جانا (۲) عالمِ آخرت کا وجود میں آجانا ۔ ان دونوں واقعات کو اللہ تعالےٰ نے نفختین یعنی دو مرتبہ صور پھونکنے سے وابستہ کر دیا ہے ۔ اس کی مختصر تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ جب اس دنیا کی عمر ختم ہو جائے گی تو اسرافیل علیہ السلام ، اللہ تعالےٰ کے حکم سے پہلی مرتبہ صور پھونکیں گے جس کی وجہ سے تمام انسان ، حیوانات اور پوری دنیا فنا ہو جائے گی ، پہاڑ روئی کی طرح ہو کر ہوا میں اُڑنے لگیں گے چاند ، سورج اور ستارے ٹوٹ کر گر یں گے وغیرہ ۔ قرآن مجید میں ہے : " وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ " یعنی اور صور میں (پہلی بار) پھونکا جائے گا پھر جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے وہ مر جائیں گے ۔ (الزمر ، آیت ۶۸)

دوسری بار صور میں پھونکنے کے بارے میں قرآن مجید میں ہے : " ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرٰى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ ٥ " یعنی پھر صور میں دوسری بار پھونکا جائے گا تو یہ (مرے ہوئے) فوراً (زندہ ہو کر) کھڑے ہو کر دیکھیں گے ۔ (الزمر آیت ۶۸)

احادیث میں آتا ہے کہ ان دو نفخوں کے درمیان چالیس برس کا وقفہ ہوگا ۔ قرآن مجید میں یہ حقیقت بھی واضح طور پر موجود ہے کہ جس نے جو کچھ کیا ہوگا اس کا اس کو پورا بدلہ دیا جائے گا ۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے " وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ " یعنی اور ہر ایک شخص نے جو کچھ کیا ہوگا ، اس کا اس کو پورا بدلہ دیا جائے گا ۔ (الزمر آیت : ۷۰)

قرآن مجید میں یہ حقیقت بھی واضح طور پر بیان کی گئی ہے کہ گنہگار شخص یہ خواہش کریں گے کہ ان کو دنیا میں واپس بھیجا جائے کہ وہ پیغمبروں کی پیروی کر کے واپس آئیں گے مگر ان کی ایسی خواہش کو سختی سے مسترد کیا جائے گا ۔ ارشادِ خداوندی ہے : وَأَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُولُ الَّذِينَ ظَلَمُوا رَبَّنَا أَخِّرْنَا إِلٰى أَجَلٍ قَرِيبٍ نُجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ (ابراھیم آیت ۴۴) اور ڈرا دے ان لوگوں کو اُس دن سے کہ آئے ان پر عذاب تب کہیں گے ظالم اے ہمارے رب مہلت دے ہم کو

ایک قریبی مدت تک کہ قبول کرلیں تیرے بلانے کو اور پیروی کریں رسولوں کی۔
یہ آیتِ کریمہ شیعہ مذہب کے بنیادی عقیدہ امامت پر بھی کاری ضرب ہے، کیونکہ قیامت میں تمام انسانوں کو اپنے اپنے اعمال نامے مل جائیں گے اور تمام خواندہ، ناخواندہ انسان اپنے اعمال نامے پڑھ سکیں گے کہ ان سے کون کون سے گناہ سرزد ہوئے ہیں۔ آخر میں وہ جس نتیجہ پر پہنچیں گے اس کو حق سبحانہ وتعالےٰ نے درج ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے،
(مختصر وضاحت سے مذکورہ آیت کے آخری حصہ کا ترجمہ)
"وہ کہیں گے اے ہمارے رب مہلت دے ہم کو ایک قریبی مدت تک کہ ہم قبول کرلیں تیرے بلانے کو اور پیروی کریں رسولوں کی" (اور حضور علیہ السلام کی پیروی کرکے تمہاری رضا حاصل کریں).
ظاہر ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد شیعوں کے امامت کے عقیدہ پر ایمان لانا، اگر لازمی ہوتا اور ائمہ کی حیثیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح اللہ تعالےٰ کی طرف سے حجت ہوتی تو یہ سزایافتہ مجرم شیعوں کے اختراع کردہ عقیدۂ امامت پر ایمان اور ائمہ کی اطاعت کو اللہ کی رضا حاصل کرنے کا سبب بتاتے، جو بات اس آیت میں نہیں ہے، تو پھر اس آیتِ کریمہ سے یہ بات بخوبی واضح ہوئی کہ نہ صرف شیعوں کا عقیدۂ رجعت باطل ہے بلکہ شیعہ مذہب کا بنیادی عقیدۂ امامت بھی باطل اور بے بنیاد ہے اور شیعہ مذہب خود باطل ہے، جس کا قرآن وسنّت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ شیعہ مذہب اور اسلام الگ الگ مذاہب ہیں۔ یہ دونوں ایک دوسرے کے بالکل برعکس ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت فرمائے آمین۔
ارشادِ باری ہے : وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ (الشوریٰ آیت ۴۴ - ع ۵)
"اور تو دیکھے گنہگاروں کو جس وقت دیکھیں گے عذاب، کہیں گے کسی طرح پھر جانے کی بھی ہوگی کوئی راہ"۔
اس پوری دنیا کے فنا ہونے سے پہلے فوت شدہ انسانوں کے زندہ ہوکر اس دنیا میں واپس آنے کو قرآن کریم نے ان الفاظ سے رد کیا ہے، چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے :
قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۝ لَعَلِّیْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ (المومنون آیت ۹۹-۱۰۰ ، ع ۶)

"کہے گا اے رب مجھ کو پھر بھیجدے شاید میں کچھ بھلا کام کرلوں اس میں جو پیچھے چھوڑ آیا ہرگز نہیں، یہ ایک بات ہے کہ وہی کہتا ہے اور ان کے پیچھے پردہ ہے اس دن تک کہ اٹھائے جائیں"۔

اس آیت میں مندرجہ ذیل الفاظ قابلِ غور ہیں:

"قَالَ رَبِّ" وہ کہیں گے اے میرے پروردگار۔ "ارْجِعُوْنِ" واپس دنیا میں بھیج۔

"كَلَّا" کبھی ایسا نہیں ہونا ہے، ہرگز نہیں۔ "قَآئِلُهَا" بات، بکواس "بَرْزَخ" قبر والا عالم "اِلٰى" تک "يَوْم" دن "يُبْعَثُوْنَ" اٹھائے جائیں گے۔

ان الفاظ کے معانی کو سامنے رکھ کر پھر مکمل ترجمہ پڑھیں تو مطلب واضح ہو جائے گا کہ ان کو جواب ملے گا کہ یہ سوال کرنا ہی بے کار ہے یہ قبر اور برزخ والا پردہ قیامت کے دن کے قائم ہونے تک باقی رہے گا۔ تو درمیان میں بقول شیعوں کے مھدی سب کو زندہ کریں گے یہ کہاں سے ثابت ہوا۔ اسی آیت سے یہ بات بالکل عیاں ہوگئی کہ شیعوں کا عقیدۂ رجعت باطل ہے اور امام غائب کا لوگوں کو زندہ کرکے سزا دینا یہ سارے افسانے خودساختہ ہیں۔

۲۔ رجعت کے عقیدہ کی تائید میں شیعوں کے معتبر مجتہدوں کی خودساختہ اور ائمہ کی طرف منسوب کردہ بیہودہ روایات

قرآن کریم میں چند غائب اشیاء پر ایمان لانا لازمی کہا گیا ہے شیعوں کے ہاں ان غائب چیزوں میں سے ایک امام غائب بھی ہے جس پر ایمان لانا انتہائی ضروری ہے۔ سید مقبول احمد شاہ صاحب اپنی تصنیف "مقبول ترجمہ" میں سورۃ البقرہ کی آیت ۳ "اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ" جو غیب پر ایمان لائیں" (البقرہ ۲، ع ۱، آیت ۳ - اردو مقبول ترجمہ) "الغیب" کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

(۱) "اَلْغَيْب، جو ظاہری حواس سے محسوس کرنے کی چیز نہ ہو جیسے توحیدِ خدا، نبوتِ انبیاء، قیام قائم (امام غائب مھدی)، مسئلہ رجعت، قیامت کے دن پھر جی اٹھنا، حساب و کتاب ہونا، جنّت و دوزخ اور اسی قسم کے امور جن پر ایمان لانا لازم ہے اور جو آنکھوں سے نہیں دیکھے جاتے بلکہ ان دلیلوں سے پہچانے جاتے ہیں جو خدا نے قائم فرمائی ہیں" (حاشیہ اردو مقبول ترجمہ ص۳)

یہاں یہ بات ثابت ہوئی کہ شیعہ مذہب میں امام غائب مھدی کے وجود پر ایمان اور رجعت کے عقیدہ پر ایمان لانا اتنا ضروری اور لازمی ہے جتنا اللہ کی وحدانیت اور انبیاء علیہم السلام کی نبوت پر

ایمان لانا ضروری ہے۔ بحالت دیگر وہ شخص اللہ کی وحدانیت اور نبی کی نبوت کا منکر یعنی کافر سمجھا جائے گا، استغفراللہ

(۲) شیعوں کے مجتہد و محدث علامہ باقر مجلسی حق الیقین میں رقمطراز ہیں :

چون قائم آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیرون آید خدا او را یاری کند بملائکہ واول کسیکہ با او بیعت کند محمدؐ باشد۔	جب قائم آلِ محمد (امام زمان) ظاہر ہوگا (رجعت کریگا) تو اللہ تعالیٰ اُس کی فرشتوں سے مدد کریں گے اور سب سے پہلے حضور علیہ السلام اس سے بیعت ہوں گے۔

(حق الیقین مطبوعہ تہران (ایران) ص۳۴۷، عکس بر ص۵۶۸) (استغفراللہ! استغفراللہ!! استغفراللہ!!!)

(۳) اس عبارت کی تصدیق شیعوں کی معتبر کتاب مختصر بصائر الدرجات سے بھی ہوتی ہے :

ویکون جبریل أمامه ومیکائیل عن یمینه واسرافیل عن یساره والملائکة المقتربون حذائه اول من بایعه محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم (مختصر بصائر الدرجات ص۲۱۳)	ظہور مھدی (رجعت) کے وقت جبریل آگے آگے ہوں گے، میکائیل داہنے طرف، اسرافیل بائیں طرف اور مقرب فرشتے اس کے ساتھ ہوں گے اور سب سے پہلے حضور علیہ السلام اس سے بیعت ہوں گے۔ (العیاذ باللہ)

(۴) ملا باقر مجلسی حق الیقین میں بروایتِ امام باقر یہ روایت لاتے ہیں :-

چون قائم ما ظاہر شود عائشہ را زندہ کند تا براو حد بزند۔ (حق الیقین مطبوعہ تہران (ایران) ص۳۴۷۔ عکس بر ص۵۶۸)	جب ہمارے قائم (امام زماں) ظاہر ہوں گے تو وہ عائشہؓ کو (معاذ اللہ) زندہ کر کے سزا دے گا۔

ان چار روایتوں سے یہ بات صراحت سے معلوم ہوئی کہ شیعوں کے فرضی اور خیالی امام زمان کا رتبہ اور عزت و عظمت حضور علیہ السلام سے انتہائی بلند و بالا ہے کہ اس سے سب سے پہلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیعت ہوں گے اور پھر یہ صاحب نعوذ باللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بڑے صحابیوں حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ اور سیدہ ام المومنین عائشہؓ صدیقہ کو زندہ کر کے تمام لوگوں اور حضور علیہ السلام کے سامنے اس دنیا میں سزا دیں گے۔ استغفراللہ!

دوستو! یہ ہیں شیعوں کے اصلی خد و خال جن سے ہمارے عام مسلمان نا واقف ہیں اور شیعہ مذہب کا پُرکشش نعرہ "محبتِ اہل بیت" سے متأثر ہو کر شیعیت کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔

(۵) شیعہ محدث، مجتہد علامہ باقر مجلسی نے اپنی تصنیف حق الیقین میں شیعہ مذہب کے اس

خاص عقیدۂ رجعت کے بیان میں امام جعفر صادقؒ کے حوالے سے ایک طویل حدیث درج کی ہے، روایت کی نوعیت یہ ہے کہ مفصل نامی ایک شخص سوال کرتا ہے اور امام صاحب اس کو جواب دیتے ہیں۔ اس روایت کے اکثر حصے کا صرف ترجمہ عرض کرتا ہوں تاکہ معاملہ کچھ مختصر ہو جائے۔ فارسی متن کے ساتھ روایت کا صرف وہ حصہ پیش کروں گا جس میں حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے خلاف انتہائی بے ہودہ اور دل کی دھڑکن تیز کر دینے والا مواد ہے لیکن کیا کیا جائے نقلِ کفر کفر نہ باشد ایک مذہب کے پوشیدہ حقائق کو بھی ظاہر کرنا ضروری ہے تاکہ عام مسلمان فریب کے دام میں نہ پھنس جائیں۔

"روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ امام جعفر صادقؒ نے بیان فرمایا کہ صاحب الامر امام غائب جب ظاہر ہوں گے تو پہلے مکہ معظمہ آئیں گے اور وہاں یہ اور وہ کریں گے۔ ناظرین روایت کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں (ناظرین کی سہولتِ فہم کے لئے ایک حد تک آزاد ترجمہ کرنا مناسب سمجھا گیا ہے)

مفصل نے امام جعفر صادقؒ سے عرض کیا کہ اے میرے آقا! صاحب الامر (امام مہدی) مکہ معظمہ کے بعد دوسرے کس مقام کا رخ کریں گے؟ آپ نے فرمایا کہ ہمارے نانا رسولِ خداؐ کے شہر مدینہ جائیں گے۔ وہاں ان سے ایک عجیب بات کا ظہور ہو گا جو مومنین کے لئے خوشی و شادمانی کا اور منافقوں کے لئے ذلت و خواری کا سبب بنے گی۔ مفصل نے پوچھا وہ عجیب بات کیا ہو گی؟ امام جعفر صادقؒ نے فرمایا کہ جب وہ اپنے نانا رسولِ خداؐ کی قبر کے پاس پہنچیں گے تو وہاں کے لوگوں سے پوچھیں گے کہ لوگو بتاؤ کیا یہ قبر ہمارے نانا رسولِ خداؐ کی ہے؟ لوگ کہیں گے کہ ہاں یہ انہی کی قبر ہے۔ پھر امام پوچھیں گے کہ یہ اور کون لوگ ہیں جو ہمارے نانا کے پاس دفن کر دیئے گئے ہیں؟ لوگ بتلائیں گے کہ یہ آپ کے خاص مصاحب ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں۔ حضرت صاحب الامر (امام مہدی) اپنی سوچی سمجھی پالیسی کے مطابق (سب کچھ جاننے کے باوجود) ان لوگوں سے کہیں گے کہ ابوبکرؓ کون تھا؟ اور عمرؓ کون تھا؟ اور کس خصوصیت کی وجہ سے ان دونوں کو ہمارے نانا رسولِ خداؐ کے ساتھ دفن کیا گیا؟ لوگ کہیں گے کہ یہ دونوں آپ کے خلیفہ اور آپ کی بیویوں (عائشہؓ و حفصہؓ) کے والد تھے، اس کے بعد جناب صاحب الامر فرمائیں گے کہ کیا کوئی ایسا آدمی بھی ہے جس کو اس بارے میں شک ہو کہ یہی دونوں یہاں مدفون ہیں؟ لوگ کہیں گے کہ کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جس کو اس بارے میں شک و شبہ ہو سب یقین کے ساتھ جانتے ہیں کہ رسول خداؐ کے پاس یہی دو بزرگ مدفون ہیں۔

پھر تین بار پوچھنے کے بعد صاحب الامر حکم دیں گے کہ دیوار توڑی جائے اور ان دونوں کو ان کی قبروں سے باہر نکالا جائے۔ چنانچہ دونوں کو قبروں سے نکالا جائے گا۔ اُن کا جسم تازہ ہوگا اور صوف کا وہی کفن ہوگا جس میں یہ دفن کیے گئے تھے۔ پھر آپ حکم دیں گے کہ ان کا کفن الگ کر دیا جائے (ان کی لاشوں کو برہنہ کر دیا جائے) اور ایک بالکل سوکھے درخت پر لٹکا دیا جائے۔ اُس وقت مخلوق کے امتحان و آزمائش کے لئے یہ عجیب واقعہ ظہور میں آئے گا کہ وہ سوکھا درخت جس پر لٹکائے جائیں گی، ایک دم سرسبز ہو جائے گا۔ تازہ ہری پتیاں نکل آئیں گی اور شاخیں بڑھ جائیں گی، بلند ہو جائیں گی پس وہ لوگ جو ان دونوں سے محبت رکھتے اور ان کو مانتے تھے (یعنی اہل سنّت) کہیں گے کہ واللہ یہ ان دونوں کی عنداللہ مقبولیت اور عظمت کی دلیل ہے اور ان کی محبت کی وجہ سے ہم نجات کے مستحق ہوں گے۔ اور جب سوکھے درخت کے اس طرح سرسبز ہو جانے کی خبر مشہور ہو گی تو جن لوگوں کے دلوں میں ان دونوں کی ذرہ برابر بھی محبت وعظمت ہو گی وہ اس کو دیکھنے کے شوق میں دور دور سے مدینہ آجائیں گے۔ تو جناب قائم صاحب الامر کی طرف سے ایک منادی ندا دے گا اور اعلان کرے گا کہ جو لوگ ان دونوں (ابوبکرؓ وعمرؓ) سے محبت و عقیدت رکھتے ہوں وہ ایک طرف الگ کھڑے ہو جائیں۔ اس اعلان کے بعد لوگ دو حصوں میں بٹ جائیں گے ایک گروہ ان دونوں سے محبت کرنے والوں کا ہوگا اور دوسرا ان پر لعنت کرنے والوں کا۔ اس کے بعد صاحب الامر ان لوگوں سے جو ان دونوں سے محبت کرنے والے ہوں گے (یعنی سنّیوں سے) مخاطب ہو کر فرمائیں گے کہ ان دونوں سے بیزاری کا اظہار کرو اور اگر ایسا نہیں کرو گے تو تم پر بھی خدا کا عذاب آئے گا۔ وہ لوگ جواب دیں گے کہ جب ہم ان کی عنداللہ مقبولیت کے بارے میں پوری طرح جانتے بھی نہیں تھے اس وقت بھی ہم نے ان سے بیزاری کا رویہ اختیار نہیں کیا تو اب جبکہ ہم نے ان کے مقرب اور مقبولِ بارگاہ خداوندی ہونے کی علامت آنکھوں سے دیکھ لی تو ہم کیسے ان سے بیزاری کا رویہ اختیار کر سکتے ہیں۔ بلکہ اب ہم تم سے بیزاری ظاہر کرتے ہیں اور سب لوگوں سے جو تم پر ایمان لائے، اور جنھوں نے تمہارے کہنے سے ان بزرگوں کو قبروں سے نکال کر ان کے ساتھ توہین و تذلیل کا یہ معاملہ کیا۔ ان لوگوں کا یہ جواب سن کر امام مہدی کالی آندھی کو حکم دیں گے کہ وہ ان لوگوں پر چلے اور ان سب کو موت کے گھاٹ اُتار دے۔ پھر امام مہدی حکم دیں گے کہ ان دونوں (ابوبکرؓ وعمرؓ) کی لاشوں کو درخت سے اتارا جائے، پھر ان دونوں کو قدرتِ الٰہی سے زندہ کریں گے۔

آگے خون کھولا دینے اور ایک مؤمن کو لرزا دینے والی روایت کے بقیہ الفاظ فارسی ہیں مع ترجمہ یہ ہیں :-

وامر فرماید خلائق را کہ ہمہ جمع شوند، پس ہر ظلمے وکفرے کہ از اول عالم تا آخر شد گناہش را برایشان لازم آورد، وزدن سلمان فارسی و آتش افروختن بدر خانۂ امیرالمومنین راو فاطمہ و حسن وحسین را برائے سوختن ایشان وزہر دادن امام حسن وکشتن امام حسین واطفال ایشان وپسر عمان ویاران او واسیر کردن ذریت رسول وریختن خون آل محمد درہر زمانے وہر خونے کہ بناحق ریختہ شد وہر فرجے کہ بحرام جماع شد، وہر سودے وحرامے کہ خوردہ شد، وہر گناہے وظلمے وجورے کہ واقع شد تا قیام قائم آل محمد ہمہ را بایشان بشمارد کہ از شما شدہ وایشان اعتراف کنند زیرا کہ اگر در روز اول غصب حق خلیفہ بحق نمی کردند اینہا نمی شد، پس امر فرماید کہ از برائے مظالم ہر کہ حاضر باشد از ایشان قصاص نمایند، پس ایشان را بفرماید کہ از درخت برکشند وآتشے را فرماید کہ از زمین بیرون آید وایشان را بسوزاند با درخت، وبادے را فرماید کہ خاکستر ایشان را بہ دریاہا پاشد، مفضل گفت اے سید من این آخر عذاب ایشان خواہد بود؟ فرمود کہ ہیہات اے مفضل! واللہ کہ سید اکبر محمد رسول اللہ وصدیق اکبر وامیر المومنین وفاطمہ زہرا

اور حکم دیں گے کہ تمام مخلوق جمع ہو، پھر یہ ہوگا کہ دنیا کے آغاز سے اسکے ختم تک جو بھی ظلم اور جو بھی کفر ہوا، اس سب کا گناہ ان دونوں پر لازم کیا جائے گا اور انہی کو اس کا ذمہ دار قرار دیا جائیگا (خاص کر) سلمان فارسیؓ کو پیٹنا اور امیرالمؤمنینؓ اور فاطمہ زہراؓ اور حسنؓ و حسینؓ کو جلا دینے کے لئے ان کے گھر کے دروازے میں آگ لگانا اور امام حسنؓ کو زہر دینا اور حسینؓ اور ان کے بچوں اور چچازاد بھائیوں اور ان کے ساتھیوں، مددگاروں کو کربلا میں قتل کرنا اور رسولِ خداؐ کی اولاد کو قید کرنا اور ہر زمانہ میں آلِ محمدؐ کا خون بہانا اور ان کے علاوہ جو بھی ناحق خون کیا گیا ہو اور کسی عورت کے ساتھ جہاں کہیں بھی زنا کیا گیا ہو اور جو سود یا جو بھی حرام کا مال کھایا گیا ہو اور جو بھی گناہ اور جو ظلم وستم قائم آلِ محمد (یعنی امام غائب مھدی) کے ظہور تک دنیا میں کیا گیا ہو، اس سب کو ان دونوں کے سامنے گنا یا جائے گا اور پوچھا جائے گا کہ یہ سب کچھ تم سے اور تمہاری وجہ سے ہوا ہے؟ وہ دونوں اقرار کریں گے (کہ ہاں ہماری ہی وجہ سے ہوا کیونکہ اگر (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد) پہلے ہی دن خلیفۂ برحق (علیؓ) کا حق یہ دونوں مل کر غصب نہ کرتے تو ان گناہوں میں کوئی بھی نہ ہوتا۔ اسکے بعد صاحب الامر حکم فرمائیں گے کہ جو لوگ حاضر و موجود ہیں

وحسن مجتبیٰ وحسین شہید کربلا وجمیع ائمہ ہدیٰ ھمگی زندہ خواہند شد وہر کہ ایمان محض خالص داشتہ وہر کہ کافر محض بودہ ہمگی زندہ خواہند شد واز برائے جمیع ائمہ ومؤمنان ایشان را عذاب خواہند کرد حتیٰ آنکہ در شبانہ روزے ہزار مرتبہ ایشان را بمیرد ومعذب گرداند۔

(حق الیقین ص۳۶۱ و ص۳۶۲، فوٹو دیکھیں ص۵۷ پر اور امام زمان کی حدیث مقبول حاشیہ ص۸۵۰ فوٹو دیکھیں ص۴۱۴ پر)

وہ ان دونوں سے قصاص لیں اور ان کو سزا دی جائے۔ پھر صاحب الامر حکم فرمائیں گے کہ ان دونوں کو درخت پر لٹکا دیا جائے اور آگ کو حکم دیں گے کہ زمین سے نکلے اور ان دونوں کو مع درخت کے جلا کر راکھ کر دے اور ہوا کو حکم دیں گے کہ ان کی راکھ کو دریاؤں پر چھڑک دے۔ مفضل نے عرض کیا کہ اے میرے آقا یہ ان لوگوں کو آخری عذاب ہوگا؟۔ امام جعفر صادقؒ نے فرمایا کہ اے مفضل ہرگز نہیں۔ خدا کی قسم سید اکبر محمد رسول اللہ اور صدیق اکبر امیر المؤمنین (علیؓ) اور سیدہ فاطمہ زہرارضؓ اور حسن مجتبیٰؓ اور حسینؓ شہید کربلا اور تمام ائمہ معصومین سب زندہ ہوں گے اور جو خالص مؤمن ہوں گے اور جو خالص کافر ہوں گے سب زندہ کئے جائیں گے اور تمام ائمہ اور تمام مؤمنین کے حساب میں ان دونوں کو عذاب دیا جائے گا، یہاں تک کہ دن رات میں ان کو ہزار مرتبہ مار ڈالا جائے گا اور زندہ کیا جائے گا۔ اس کے بعد خدا جہاں چاہے گا ان کو لے جائیگا اور عذاب دیتا رہے گا۔

دوستو! یہ ہیں شیعوں کے باکمال امام زماں یا امام العصر یا امام صاحب زماں (غائب مہدی) جس کا ۲۶۰ھ کے بعد شیعوں کے ہاں اول قائم مقام یا نائب خمینی صاحب کو تسلیم کیا گیا ہے یا اس نے خود کو تسلیم کرایا ہے یعنی اس نے یہ دعویٰ کیا ہے۔ اور یہ ہیں اس غائب مہدی کے لئے ذکر کئے گئے کارنامے جن کے لئے بیچارے شیعہ ساڑھے گیارہ سو برس سے اس کے لئے بڑی بے قراری سے شب و روز انتظار کی گھڑیاں شمار کر رہے ہیں کہ وہ جلد از جلد آکر مذکورہ کارناموں سے ان کے دلوں کو ٹھنڈک پہنچائیں۔

دوستو! آپ یقین کریں نہ کوئی امام زمان پیدا ہوا تھا اور نہ ہی غائب ہوا بلکہ یہ شروع سے ایک دھوکہ اور فریب ہے جو کہ شیعہ سادہ لوح مسلمانوں کو دے رہے ہیں، کیا آپ یہ بھی نہیں سوچ سکتے کہ جو لوگ قرآن کریم میں تحریف کے بارے میں خود ساختہ روایات ائمہ کی طرف منسوب کر کے بے شمار لوگوں کو یہ غلط عقیدہ باور کرانے میں کامیاب ہو گئے تو ان کے لئے امام زماں جیسی

فرضی اور خیالی شخصیت بنانے اور عبد اللہ بن سبا کے دیئے گئے درس رجعت کے عقیدہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے یہ خرافاتی افسانہ تراش کر مشہور کرنا کوئی مشکل بات نہیں۔ یہ بات بھی آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ آج کل شیعہ دنیا کو یہ باور کرا رہے ہیں کہ خمینی صاحب ایرانی انقلاب کا جھنڈہ امام زماں کو سپرد کر کے بعد میں خود اس امامت سے دستبردار ہوں گے (لیکن اب تو خمینی صاحب بھی چل بسے، اب خبر نہیں کہ انھوں نے کس مھدی کو جھنڈہ عطا کیا۔ مترجم)

۳۔ عقیدۂ رجعت کے موجد کون ہیں؟ اور کب ایجاد ہوا؟ اور اس سے اصلی مقصد کیا تھا؟

عقیدۂ رجعت کب ایجاد ہوا اور کس نے ایجاد کیا، اس کے بارے میں حضرت شاہ عبد العزیز رح "تحفہ اثنا عشریہ" میں فرماتے ہیں کہ :-

(۱) چنانچہ قصۂ دعوت او بتمامہا در ترجمۂ تاریخ طبری کہ مترجم آن شیعی است مرقوم است میگوید پس سال سی و پنجم از ہجرت آمد و درین سال مذہب رجعت پدید آمد و فتنہا بر خاست بر عثمان، عبد اللہ بن سبا اول مذہب رجعت آورد و او مردے بود جہود از زمین یمن
(تحفہ اثنا عشریہ فارسی ص۲۳)

چنانچہ تاریخ طبری کے ترجمہ میں، جس کا مترجم خود شیعہ ہے اس میں (عبد اللہ بن سبا کی) دعوت کا تفصیل سے ذکر ہے، یہ لکھتا ہے کہ جب ۳۵ھ شروع ہوا تو اسی سال رجعت (کا عقیدہ) رونما ہوا اور عثمانؓ پر فتنوں کا ہجوم ہو گیا۔ رجعت کے مذہب کا بانی عبد اللہ بن سبا تھا، جو کہ یہودی اور یمن کا باشندہ تھا۔

(۲) بالجملہ مفاسد این عقیدۂ باطلہ زیادہ از ان است کہ در تحریر گنجد و اول کسے کہ قول بہ رجعت آورد عبد اللہ بن سبا بود امّا در حقِ پیغمبر خاصہ و جابر جعفی در اول مائۃ ثانیہ بہ رجعت حضرت امیر نیز قائل شد۔ (تحفہ اثنا عشریہ فارسی ص۲۴۳)

یعنی اس رجعت کے باطل عقیدہ کی برائیاں لکھنے اور جمع کرنے سے زیادہ ہیں۔ سب سے پہلے جو شخص رجعت کے عقیدہ کا قائل تھا وہ عبد اللہ بن سبا تھا اور وہ بھی صرف حضور علیہ السلام کے بارے میں، پھر دوسری صدی ہجری کے شروع میں جابر جعفی حضرت علیؓ کے بارے میں رجعت کا قائل بنا۔

③ وچوں نوبت بقرن ثالث رسید اہل مائۃ ثالثۃ از روافض رجعت جمیع ائمہ واعدائے ایشان نیز برائے تسلی خاطر خود قرار دادند۔
(تحفہ اثنیٰ عشریہ فارسی ص۲۴۳)

جب تیسری صدی ہجری شروع ہوئی تو اس زمانے کے رافضی اپنے دل کو تسکین پہنچانے کے لئے تمام ائمہ اور ان کے دشمنوں کے بارے میں رجعت کے عقیدہ کے قائل بن گئے۔

④ فتنہ ابن سبا المعروف بہ "تاریخ مذہب شیعہ" میں ہے کہ :
"عبد اللہ بن سبا نے ایک نیا عقیدہ پیش کیا وہ یہ تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے" (جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے)
(فتنہ ابن سبا مطبوعہ ۱۳۷۲ھ ص۵۵)

اسی کتاب کے ص۱۴۹ پر ہے کہ :
⑤ "ابن سبا نے جو پہلا عقیدہ لوگوں کے سامنے پیش کیا تھا وہ یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے، بہت دیر کے بعد اس کی حکمت کھلی"۔

ان اقتباسات سے یہ بات معلوم ہوئی کہ رجعت کے عقیدہ کا پہلا قائل عبداللہ بن سبا یہودی تھا دوسرے نمبر پر جابر جعفی تھا جس نے اس عقیدہ کی بڑی تبلیغ کی۔ اس طرح یہ عقیدہ آگے چل کر شیعہ مذہب کے ایمانیات کا جزو لاینفک بن گیا۔ اب موجودہ شیعہ حضرات جو اپنے مذہب کو بارہ ائمہ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اپنی فقہ کو فقہ جعفریہ کا نام دیتے ہیں، یہ بھی "رجعت" کے قائل ہیں۔ یہاں تک کہ قریبی دور کے سیاسی اور مذہبی رہنما خمینی صاحب کو تو شیعوں نے امام زماں کے نائب اور قائم مقام امام کر کے مشہور کیا ہے۔ یہاں پر یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ ۲۶۰ھ کے بعد شیعوں میں خمینی صاحب پہلے شخص ہیں جنہوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ امام کے نائب اور قائم مقام ہیں یا شیعوں نے ان کو اس عہدہ پر فائز شدہ تسلیم کر لیا ہے۔ ایران میں آج کل امام زماں کے ظہور اور رجعت کا خوب پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے اور شیعوں نے اب اپنے مذہب کی تبلیغ کا رخ مکمل طور پر امام زماں کے ظہور کو بنایا ہے۔ مزید تفصیل باب یازدہم میں دیکھیں۔
شیعوں میں اس عقیدہ کے خلاف صرف فرقہ زیدیہ کے شیعہ ہیں جو کہ امام زین العابدینؒ

کے فرزند زید سے اپنے مذہب کو منسوب کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنی کتابوں میں اس عقیدہ کی روایت کو ائمہ کی طرف منسوب کرنے کو اچھی طرح باطل کیا ہے، جیسا کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ تحفہ اثنیٰ عشریہ میں لکھتے ہیں :

زیدیہ قاطبہ منکر رجعت اند و انکار شدید نمودہ اند و در کتب ایشان بروایات ائمہ ردّ این عقیدہ بوجہ مستوفی مذکور است پس حاجت ردّ این خرافات اہل سنّت را نماند وَکَفَی اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَ۔

(تحفہ اثنا عشریہ فارسی ص۲۴۱)

تمام زیدیہ شیعہ، اس دنیا میں واپسی کے سختی سے منکر ہیں اور انھوں نے اپنی کتابوں میں ائمہ کی روایات سے اسی (رجعت کے) عقیدہ کو وضاحت سے رد کیا ہے لہذا اہل سنّت کو اس خرافات کو باطل کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ اور ایمان والوں کی طرف سے اللہ کا قتال کرنا کافی ہے

شیعہ مجتہد العصر علامہ و ڈاکٹر سید موسیٰ الموسوی کی "الشیعۃ والتصحیح" کا اردو ترجمہ "اصلاح شیعہ" اس وقت میرے سامنے ہے جس میں ڈاکٹر صاحب شیعیت میں رجعت کے عقیدہ کا مندرجہ ذیل الفاظ میں تجزیہ پیش کرتے ہیں:

> "جب دیو مالائی کہانیاں عقائد کے ساتھ اور اوہام حقائق میں خلط ملط ہو جائیں تو ایسی بدعتیں ظہور پذیر ہوتی ہیں جو ایک ہی وقت میں ہنساتی بھی ہیں اور رُلاتی بھی۔ !" (اصلاح شیعہ ص۲۴۱)

حقیقت میں اسلام میں نہ شیعہ مذہب کا عقیدہ امامت ہے اور نہ ہی اسلام میں امام العصر یا امام زماں یا صاحب الامر کا کوئی تصور ہے اور نہ ہی رجعت کے عقیدہ کو اسلام میں کوئی دخل ہے بلکہ سچ یہ ہے کہ شیعیت اسلام کے بگاڑ کا دوسرا نام ہے اور شیعہ مذہب کو اسلام کہنا خود اسلام کے نام کی تحریف اور توہین ہے۔

اللہ تعالے تمام مسلمانوں اور اسلام کی حفاظت فرمائے آمین۔

الحمد للہ

قد تمت الباب السابع ویلیہ الباب الثامن

باب ہشتم

قرآنی الفاظ میں اہل بیتِ رسول کون ہیں ؟

۱۔ عقل، شرع اور قرآن مجید میں لفظ اہل بیت کا استعمال

انسانی تہذیب و تمدن کی ابتدا سے لے کر آج تک ہر مہذب قوم میں یہ ایک تسلیم شدہ بات ہے کہ لفظ گھر والوں یا گھر والے سے مُراد گھر کے اندر رہنے والے افراد مثلاً بیوی اور بچے ہوتے ہیں۔ اس معنی کے علاوہ دنیا کے کسی بھی حصے میں اور معنی مراد نہیں لیے جاتے۔ چنانچہ روزانہ استعمال میں بھی اگر کوئی کہتا ہے کہ آپ کے گھر والے یہ کہتے ہیں یا آپ کے گھر والوں نے یوں کہا ہے تو اس سے صرف اُس شخص کی بیوی ہی مراد ہوتی ہے۔

حاصلِ مطلب یہ کہ عقل اور شرع میں اس لفظ سے مراد حقیقتاً بیوی ہوتی ہے باقی مجازاً صاحب خانہ کے گھر میں رہنے والے دوسرے افراد مراد لئے جاتے ہیں۔ اب اگر کوئی گھر والوں میں سے بیوی کو نکالدے اور صاحب خانہ کے داماد نواسے اور اُنکی اولاد مراد لے تو یہ عقل اور شرع اور مہذب دنیا کی اصطلاح کے خلاف ہے۔ عربی زبان میں گھر والوں کیلئے اہلِ بیت کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ قرآن مجید میں اِن الفاظ سے مراد گھر والی یعنی بیوی ہوتی ہے، چنانچہ سورۂ ہود میں ابراہیم علیہ السلام کے ذکر میں یہ الفاظ آئے ہیں جو اللہ کے فرشتوں نے حضرت سارہ علیہا السلام کو کہے :-

۱۔ قَالُوٓا اَتَعۡجَبِیۡنَ مِنۡ اَمۡرِ اللّٰہِ رَحۡمَتُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ عَلَیۡکُمۡ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ۔ (سورۃ ہود آیت ۷۳)	وہ بولے کیا تو تعجب کرتی ہے اللہ کے حکم سے اللہ کی رحمت ہے اور برکتیں تم پر اے گھر والو۔

یہاں اھل البیت سے مراد حضرت ابراھیم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ حضرت سارہ علیہا السلام ہیں۔

۲۔ سورہ قصص میں ہے کہ :

وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نَاصِحُوْنَ (القصص آیت ۱۲ ع ۱)

اور روک رکھا تھا ہم نے موسیٰؑ سے دائیوں کو پہلے سے، پھر بولی میں بتلاؤں تم کو ایک گھر والے کہ اس کو پال دیں تمہارے لئے اور وہ اس کا بھلا چاہنے والے ہیں

یہاں "اهل بیت" سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ ہیں۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ اهل بیت سے مراد گھر والے یعنی بیوی ہے۔ اس کے علاوہ اور یعنی بیٹے بیٹیاں بھی اس میں شامل ہو سکتے ہیں لیکن وہ کسی قرینہ کی موجودگی میں، باقی ان الفاظ سے داماد، بیٹی، نواسے، نواسیاں وغیرہ یا پوتے اور پوتیاں مراد نہیں لیئے جا سکتے۔ اسی طرح اگر ان الفاظ کی مراد سے بیویوں کو خارج کر دیا جائے اور دوسرے افراد مراد لیے جائیں تو وہ کسی بھی صورت میں قابلِ قبول نہیں۔ اب یہ جو شیعہ اثنا عشریہ اهل بیت رسول سے سیدہ فاطمۃ الزہراء کی اولاد مراد لیتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو اس سے خارج کر دیتے ہیں تو یہ نصِّ قرآنی اور عقلِ انسانی کے خلاف ہے۔

شیعہ حضرات یہ کیوں کرتے ہیں اس لئے سمجھنا چاہیئے کہ شیعوں کی تبلیغ کا نشانہ غیر مسلم یہودی، عیسائی، قادیانی، ھندو وغیرہ نہیں ہوتے بلکہ وہ سادہ لوح، کم تعلیم یافتہ سُنّی مسلمان ہوتے ہیں جو کہ مضبوط صاحبِ ایمان ہونے کے باوجود اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے دلی محبت کے ہوتے ہوئے، شیعوں کے دلفریب اور حسین نعروں میں آکر ان کا نشانہ بن جاتے ہیں۔ ان کی تبلیغ کے دو اہم نکات ہیں جن کو یاد رکھنا چاہیئے (۱) محبتِ اہل بیتِ رسول کا زبانی دعویٰ، (۲) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے نفرت۔

اب ہمارے لئے ضروری ہوا کہ ہم دیکھیں کہ قرآن کی زبان میں بنیادی طور پر "اهل بیت رسولؐ" کون ہیں؟ ہم دیکھیں کہ شیعہ اسلام اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات سے دلی بغض اور عداوت کے سبب، جن مقدس ہستیوں کو قرآن کریم نے واضح الفاظ میں "اهل بیت رسولؐ" کے نام سے پکارا ہے، یہ شیعہ اُن قدوسیوں پر معاذ اللہ تبرّا بازی اور لعن طعن کرتے ہیں؟ پھر میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایسا اہم قرآنی مسئلہ ہے کہ جس سے ہر مسلمان کو تو کیا، ناواقف شیعہ کو بھی واقف ہونا اشد ضروری ہے۔

۲۔ حضورؐ کی بیویوں کیلئے آیتِ تطہیر نازل ہونے کے سبب اُن کے لئے لفظ ازواج مطہرات کا استعمال ہونا۔

حقیقت یہ ہے کہ سبائی ٹولے نے جو صدیوں سے مسلسل کوشش اور پروپیگنڈہ جاری رکھا ہے اور ہمارے سُنّی بھائیوں نے اس خالص قرآنی مسئلہ سے جو پہلوتہی اختیار کی ہے اس کا نتیجہ انتہائی خطرناک رونما ہوا ہے کہ ہر ایک شیعہ اوپر سے لیکر نیچے تک ایک جاہل، بدکردار ملنگ تک جسکو صبح و شام ایک بار حشیش چاہیئے وہ بھی اپنے اڈّے پر بیٹھکر یہ تبلیغ کرتا ہے کہ قرآن میں علیؓ، فاطمہؓ، حسنؓ اور حسینؓ کو اہل بیتِ رسول کہا گیا ہے اور دوسری طرف یہ حال ہے کہ ایک اچھے خاصے تعلیمیافتہ مسلمان کو بھی یہ خبر نہیں ہے کہ قرآن مجید میں اہل بیتِ رسول کن لوگوں کو کہا گیا ہے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

یہاں پر میں ہر قسم کی غلط فہمی دور کرنے کے لئے یہ لکھنا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہاں پر میری ہرگز یہ مراد نہیں ہے کہ ان مقدس ہستیوں حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ کی شان میں نعوذ باللہ کوئی نقص ہے یا ان میں کوئی نقص تلاش کیا جائے، ان کا متقی اور اللہ کے یہاں مقرب ہونا ہمارا ایمان ہے۔ ان کے فضائل و مناقب خود احادیثِ رسولؐ میں موجود ہیں جن کو ہمارے خطیب و علماء اور مصنفین بیان کرتے اور لکھتے رہتے ہیں اور جمعہ کے خطبہ میں بھی ہر مسجد میں ان کی شان اور فضیلت کا تو کسی سنّی مسلمان کو انکار ہی نہیں اور ان کی شان میں ذرہ برابر گستاخی کرنا ایمان میں نقص ہونے کی ظاہری علامت ہے، لیکن ایک قرآنی حقیقت بہرحال قرآنی حقیقت ہے جس کے انکار کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔ وہ حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید میں اھل بیت کے الفاظ پیغمبر کریمؐ کی ازواج مطہراتؓ کے لئے خاص طور پر استعمال کئے گئے ہیں۔ حضرت ابراھیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کی بیویوں کے لئے استعمال کئے گئے ہیں۔

اب ہم سورۃ الاحزاب کی اس آیت کو پیش کرتے ہیں جس میں اھل بیت سے مراد پیغمبر کریمؐ کی بیویاں ہیں۔ اس لئے ذھن میں رہے کہ سورۃ الاحزاب کے رکوع ۴ میں کل سات آیات ہیں یعنی ۲۸ سے ۳۴ تک، ان تمام آیات میں ازواج مطہرات کا ذکر ہے، ان ہی آیتوں کے درمیان آیت ۳۳ میں اھل البیت کے الفاظ ہیں جن سے حضور علیہ السلام کی بیویاں مراد ہیں اور آگے وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا کے الفاظ سے ان کی تطہیر کا اظہار فرمایا گیا ہے۔ بطور ثبوت اسی سورت کی آیات نمبر ۳۲-۳۳-۳۴ مع ترجمہ پیش کی جاتی ہیں تاکہ آیات کے تسلسل کو دیکھکر سمجھنے میں آسانی ہو۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۳۲ وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِیْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ۳۳ وَاذْكُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِكُنَّ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِیْفًا خَبِیْرًا ۳۴ (سورۃ الاحزاب آیت ۳۲-۳۳-۳۴-ع ۴)

اے نبیؐ کی عورتو! تم نہیں ہو جیسے ہر کوئی عورتیں اگر تم ڈر رکھو سو تم دب کے بات نہ کرو پھر لالچ کرے کوئی جس کے دل میں روگ ہے، اور کہو بات معقول۔ اور قرار پکڑو اپنے گھروں میں اور دکھلاتی نہ پھرو جیسے کہ دکھلانا دستور تھا پہلے جہالت کے وقت میں اور قائم رکھو نماز اور دیتی رہو زکوٰۃ اور اطاعت میں رہو اللہ کی اور اس کے رسولؐ کی اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندی باتیں اے نبیؐ کے گھر والو ۔ اور ستھرا کر دے تم کو ایک ستھرائی سے اور یاد کرو جو پڑھی جاتی ہیں تمہارے گھروں میں اللہ کی باتیں اور عقلمندی کی ۔ مقرر اللہ ہے بھید جاننے والا خبردار۔

ان آیاتِ قرآنی میں سے آیت ۳۳ وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ سے لیکر وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا تک ہے۔ اس آیت میں اھل بیت کے الفاظ موجود ہیں آپ اِن آیتوں کے ترجمہ کو غور سے دیکھیں تاکہ آپ کو کلام کا تسلسل معلوم ہو اور آپ آسانی سے سمجھ سکیں کہ اِن تینوں آیات میں خطاب صرف حضور علیہ السلام کی ازواجِ مطہراتؓ کو ہے اس میں اور کوئی شامل نہیں ہے۔

شیعہ حضرات یہ تمام آیتیں پڑھ کر لوگوں کو نہیں سُناتے اور نہ ہی آیت ۳۳ ابتداء سے لے کر آخر تک بیان کرتے ہیں کیونکہ ایسا کرنے سے وہ اہل بیت میں حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو شامل نہیں کر سکتے، لہٰذا وہ صرف آیت ۳۳ کا آخری حصہ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ الخ پڑھ کر پھر دعویٰ کرتے ہیں کہ قرآن کی اِس آیت میں (حالانکہ یہ پوری آیت نہیں ہے) حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے لئے یہ الفاظ فرمائے گئے ہیں اور یوں کہا گیا ہے کہ اللہ تعالےٰ یہ چاہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کو ناپسندیدہ باتوں سے دور رکھے اور اچھی طرح پاک کرے۔

یہ کوئی شیعوں کی نئی بات نہیں ہے بلکہ یہ تو اِن کا شروع سے اصول رہا ہے کہ جب بھی اُن کا

کوئی عقیدہ قرآن سے ثابت نہیں ہوتا تو یہ قرآن کریم کی آیات میں تغیر و تبدل کر کے اپنا مطلب ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہاں بھی انہوں نے یہی چال چلی ہے کہ پوری آیت کو بیان نہیں کرتے بلکہ سیاق و سباق سے علیحدہ کر کے آیت کا صرف ایک حصہ بیان کر کے اپنا مطلب ثابت کرتے ہیں۔

بہرحال آپ اِن آیات کو بغور دیکھیں، ان میں اہل بیت کا مصداق صرف ازواج مطہراتؓ ہی ہیں۔ چنانچہ حضرت عکرمہؓ اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اس آیتِ تطہیر میں اہل بیت سے مراد ازواج مطہراتؓ ہیں اور انھوں نے اس کے ثبوت میں آیت ۳۴ پیش کی ہے جو کہ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى الخ سے شروع ہوتی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ (اے نبی کی عورتو!) تم یاد کرو جو پڑھی جاتی ہیں تمہارے گھر میں اللہ کی باتیں یعنی قرآن اور عقل مندی کی باتیں، یہ خود بھی یاد کرو اور دوسروں کو بھی پہنچاؤ۔

(خلاصہ معارف القرآن جلد، ص۱۳۹، ۱۴۱)

یہاں یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ یہ آیتِ تطہیر پیغمبر کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کی فضیلت میں نازل ہوئی ہے اسی بناء پر آپ کی بیویوں کو ازواج مطہراتؓ کہا جاتا ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ازواج مطہراتؓ کے الفاظ پوری مسلم دنیا میں صرف اور صرف حضور علیہ السلام کی بیویوں کے لئے مخصوص ہیں اور ان سے یہی مفہوم سمجھ میں آتا ہے۔ چنانچہ جب بھی ہم کسی سے یہ الفاظ یعنی ازواج مطہراتؓ سنتے ہیں تو اُس وقت ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ اِن الفاظ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کا ذکر ہو رہا ہے۔

۴۔ ازواجِ مطہراتؓ کی خاص فضیلت، دوسرے کسی بھی شخص کی بیویوں کو اس لقب سے کیوں نہیں پکارا جاسکتا؟

(۱) حضور علیہ السلام کی بیویوں کو "ازواج النبیؐ" اور "نساء النبیؐ" ہونے کی جو خصوصیت اور نسبت حاصل ہے وہ کسی اور عورت کو حاصل ہو ہی نہیں سکتی۔ یہی مقدس عورتیں اہل بیتِ رسولؐ ہیں اور قیامت کے دن بھی اہل بیت رسولؐ میں سے ہوں گی۔ نیز یہ ہمیشہ کے لئے حضور علیہ السلام کے ساتھ جنت میں ساتھ رہیں گی۔

(مشکوٰۃ ص۲۸۰، مطبوعہ اصح المطابع کراچی)

۲ قرآن مجید کے الفاظ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں اہل بیتِ رسول ہیں، آیتِ تطہیر کے فیصلے اور اعلان سے قرآن مجید میں اُن کو پاک رکھنے کے ذکر کی حیثیت کو دوام عطا کیا گیا۔

۳ قرآن مجید میں حضور علیہ السلام کی بیویوں کو مؤمنوں کی مائیں کہا گیا ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ (الاحزاب رکوع ۱، آیت ۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مؤمنوں کے اوپر اُن کی جان سے بھی زیادہ حق ہے اور نبیؐ کی بیویاں اِن (مسلمانوں) کی مائیں ہیں۔

(۴) اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے لئے آیتِ تطہیر نازل کرکے بعد میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو منع فرمایا ہے کہ آپ اِن میں سے نہ کسی کو طلاق دے سکتے ہیں اور نہ اب کوئی دوسرا نکاح کرسکتے ہیں جیسے ارشادِ خداوندی ہے کہ لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ (الاحزاب آیت ۵۲ ع ۶۴) یعنی اے نبیؐ اس کے بعد آپ کو دوسری بیویاں حلال نہیں اور نہ اِن کو چھوڑ کر ان کے بدلے میں دوسری عورتوں سے شادی کرنا حلال ہے۔

(۵) شریعت میں ازواج مطہراتؓ کے الفاظ صرف حضور علیہ السلام کی بیویوں کے لئے مخصوص ہیں۔ یہ کسی دوسرے شخص کی بیویوں کے لئے استعمال نہیں کئے جاسکتے۔ مثلاً، حضرت ابوبکر صدیقؓ کی تمام بیویوں کو ملاکر حضرت ابوبکرؓ کی ازواج مطہرات نہیں کہا جائیگا، اسی طرح حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ اور دیگر حضرات کی بیویوں کو بھی ازواج مطہرات نہیں کہا جاسکتا، اس بات پر شیعوں کا بھی عمل ہے۔

۴۔ اہل بیت کے معنی اور قرآن مجید میں اِن الفاظ کا استعمال۔

اہل بیت کا پہلا حصہ اَہل مفرد مذکر ہے لیکن معنی کے لحاظ سے مذکر و مؤنث کے لئے جمع کی صورت میں استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً قرآن مجید کی سورہ طٰہٰ میں آتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مدین سے واپسی کے دوران کوہ طور پر سردی کی رات گذارنی پڑی، آپ نے دور سے آگ دیکھی تو اپنی بیوی کو فرمایا کہ:

فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ نَارًا (طٰہٰ آیت ۱۰ ع ۱) پھر کہا اپنی بیوی کو کہ ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے۔

یہاں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیوی اکیلی ہے لیکن قرآن میں لفظ اھلِ استعمال کیا گیا ہے جو کہ صیغہ مفرد مذکر ہے اور معنی میں جمع ہو کر استعمال ہوا ہے۔

اور سورۂ ہود کی آیت ۷۳ میں ہے کہ جب حضرت ابراھیم علیہ السلام کی بیوی حضرت سارہؑ نے فرشتوں کی خوشخبری پر تعجب کا اظہار کیا تو انھوں نے آپ کو یوں سمجھایا:

قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ

وہ بولے کیا تو تعجب کرتی ہے اللہ کے حکم سے اللہ کی رحمت ہے اور برکتیں تم پر اے گھر والو۔

(سورہ ھود آیت ۷۳)

یہاں بھی حضرت بی بی سارہؑ تنہا ہیں، اُن کی اولاد بھی نہیں، اُن کو اولاد کی بشارت مل رہی ہے۔ لیکن پھر بھی قرآن مجید میں اُن کے لئے اہل بیت کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جو مفرد مذکر کا صیغہ ہے اور معنی میں جمع ہو کر استعمال ہوا ہے اور آگے بھی لفظ جمع مذکر مخاطب لایا گیا ہے حالانکہ خطاب مؤنث یعنی حضرت بی بی سارہ علیہا السلام کو ہے۔

اب لفظ اہل بیت کے معنی ہوں گے اہل = والے، بیت = گھر۔ اہل بیت یعنی گھر والے۔ یعنی پھر خاوند کے اہل بیت وہ ہوں گے جن کے کھانے، پینے، کپڑے، گھر اور دیگر ضروریات کا وہ کفیل ہو۔ یہ ذمہ داری ہر مرد کے اوپر اُس کی زندگی تک رہتی ہے۔ یعنی اپنی بیوی کی جملہ ضروریات کا وہ کفیل ہوتا ہے۔ باقی رہی اولاد تو اُن کی شادی ہو جانے کے بعد وہ آزاد ہو جاتا ہے۔ اب یہ کتنی عقل سے بعید بات ہے کہ پیغمبر کے اہل بیت میں اُن کی بیویاں تو شامل نہ ہوں باقی شادی ہو جانے کے بعد بھی بیٹی، داماد اور نواسے اہل بیت میں موجود ہوں تو یہ اطلاق بالکل حقیقت کے برعکس ہوگا۔ باقی ہاں یہ تو ہو سکتا ہے کہ خاوند کی بیویاں اہل بیت میں داخل ہیں اور بعد میں اس کی اولاد بھی اس میں داخل ہو سکتی ہے جیسا کہ:

اہل بیت حضرت علیؓ: حضرت علیؓ کے گھر میں رہنے والے جس میں حضرت علیؓ خود، ان کی تمام بیویاں اول درجہ میں اور اُن کی اولاد شامل ہو گی۔

اہل بیت حضرت حسینؓ: حضرت حسینؓ کے گھر میں رہنے والے، آپ کی تمام بیویاں اور تمام اولاد شامل ہیں۔

اہل بیت رسول علیہ السلام: جن میں حضور علیہ السلام خود، آپ کی تمام بیویاں، چار بیٹیاں

---

[1] اس آیت میں لفظ کُمْ ہے اور آیتِ تطہیر میں بھی وَیُطَهِّرَکُمْ جمع کا صیغہ ہے ان دونوں کا استعمال ایک ہی طرح کا ہے۔ یہاں شیعہ عام مسلمانوں کو کُمْ کے لفظ سے مغالطہ میں ڈالتے ہیں حالانکہ یہی حالت اس آیت کریمہ کے لفظ کُمْ اور اہل بیت میں موجود ہے۔

اور بیٹے شامل ہیں ۔

سورۃ الاحزاب کے رکوع ۴ حضور علیہ السلام کی بیویوں کے بارے میں ہے جس میں پہلی آیت کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ - یعنی اے نبی تم اپنی بیویوں کو کہو ۔ آیت ۲۸ اور اس رکوع کی تیسری آیت اور سورۃ الاحزاب کی آیت ۳۰ کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ یعنی اے نبی کی بیویو ! پانچویں آیت کے بھی ابتدائی الفاظ ہیں یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ آیت ۳۲

یعنی کامل رکوع کے اندر ایک مرتبہ حضور علیہ السلام کو اور دو مرتبہ آپ کی بیویوں کو بلاواسطہ خطاب ہے اور اسی خطاب میں حضور علیہ السلام کی ازواجِ مطہرات کو چند ہدایات کی گئی ہیں ، ان کے فضائل بیان کرکے ان کی حیثیت کو نمایاں کیا گیا ہے اور ان کے لئے اھل بیت کے الفاظ کہے گئے ہیں اور ان کو اللہ کی طرف سے پاک رکھنے کے فیصلہ کا اعلان کیا گیا ہے ۔

۵ - اللہ تعالیٰ کی طرف سے ازواجِ مطہراتؓ پر چند پابندیاں اور حضور علیہ السلام کی چار صاحبزادیوں کا ثبوت

اسلام میں اپنی عورت کو طلاق دے کر دوسری کسی عورت سے حدود اللہ کو باقی رکھتے ہوئے نکاح کرنے کا ہر مرد کو اختیار دیا گیا ہے ، مگر حضور علیہ السلام کی ازواجِ مطہراتؓ کو مؤمنوں کی مائیں قرار دے کر اور دوسری عورتوں سے اُن کی حیثیت اور اُن کے رتبہ کو ان الفاظ سے بڑھا کر کہ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ یعنی اے پیغمبر کی بیویو تم دوسری عورتوں جیسی نہیں ہو اور ان کو اہل بیت اور پاک قرار دے کر پھر حضور علیہ السلام کو منع فرمایا گیا کہ آپ اب اِن کو طلاق نہیں دے سکتے اور نہ ہی کسی اور عورت سے شادی کر سکتے ہو اور نہ ہی کوئی اور اِن ازواجِ مطہراتؓ سے نکاح کر سکتا ہے ، کیوں کہ یہ امت مسلمہ کی مائیں ہیں ۔ اب پابندی والی آیات دیکھیں :

لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ یَمِیْنُكَ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ رَّقِیْبًا ۝

(الاحزاب ، آیت : ۵۲) ۳۳

حلال نہیں تجھ کو عورتیں اس کے بعد اور نہ یہ کہ اِن کے بدلے کر لے اور عورتیں اگرچہ خوش لگیں تجھ کو اُن کی صورت مگر جو مال ہیں تیرے ہاتھ کا اور ہے اللہ ہر چیز پر نگہبان ۔

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ

اور تم کو نہیں پہنچتا کہ تکلیف دو اللہ کے رسول کو اور نہ یہ کہ نکاح کرو اس کی عورتوں سے اُس کے پیچھے کبھی ،

كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ۔ البتہ یہ تمہاری بات اللہ کے یہاں بڑا گناہ ہے ۔

(سورۃ الاحزاب آیت ۵۳ کا آخری حصّہ)

اِن دونوں آیتوں اور نصوصِ قرآنیہ سے یہ بات اظہر من الشمس ہوگئی کہ ان آیات میں مذکورہ فضائل امتیازات، پابندیوں اور حدود اللہ میں حضور علیہ السلام اور آپ کی ازواج مطہراتؓ کے علاوہ کوئی اور شریک نہیں۔ اور بیشک پروردگار نے اپنے محبوب نبی علیہ السلام کی ازواج مطہراتؓ کی پاکیزگی اور طہارت کو ان اعلیٰ صفات اور پابندیوں پر تاحیات برقرار رکھا۔

چنانچہ حضور علیہ السلام کی رحلت کے بعد اسلامی فتوحات کا ایسا دور آیا جس میں مسلمانوں کے اندر کوئی بھی زکوٰۃ لینے والا نہیں تھا مگر ازواج مطہراتؓ کے حالات میں کوئی بھی تغیر نہیں ہوا۔ جو کچھ مال غنیمت کا حصّہ اُن کے پاس آتا تھا وہ جب تک مستحقین میں تقسیم نہ ہو جاتا اس وقت تک ان کو چین نہ آتا تھا۔ چنانچہ تاریخ اسلام گواہ ہے کہ امہات المؤمنینؓ میں سے کسی نے بھی اپنی وفات کے وقت اپنے پیچھے دولت نہیں چھوڑی۔

یہاں پر میرے لکھنے کا قطعًا یہ مقصد نہیں کہ سیّدنا علیؓ یا ان کے خاندان کی کوئی تنقیص کی جائے۔ ان کے بارے میں جو فضائل و مناقب احادیث میں موجود ہیں اُن سے قطعًا انکار کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔ یہاں پر مقصد صرف یہ ہے کہ قرآن مجید کے الفاظ میں نبی کے جو اھل بیت ہیں ان کے لئے قرآن مجید میں جو پابندیاں بیان کی گئی ہیں تو ان باتوں میں حضرت علیؓ اور ان کی اولاد داخل نہیں ہیں۔ یہ پابندیاں اُن حضرات کے لئے نہیں ہیں۔ اس بات کی تصدیق اس حقیقت سے ہوسکتی ہے کہ حضور علیہ السلام نے ۱۱ھ میں وفات پائی، حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ اور حضرت زینب بنت خزیمہؓ دونوں نے حضور علیہ السلام کی حیاتِ مبارکہ میں وفات پائی۔ باقی حضور علیہ السلام کی دس بیویوں نے مندرجہ ذیل عرصہ بیوہ گی کی حالت میں گذارا۔

ام المؤمنین کا نام	سن وفات	بیوہ رہنے کا عرصہ	ام المؤمنین کا نام	سن وفات	بیوہ رہنے کا عرصہ
۱۔ حضرت ام سلمہؓ	۶۱ ھجری	۵۰ سال	۴۔ حضرت صفیہؓ	۵۰ ھجری	۳۹ سال
۲۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ	۵۷ ”	۴۶ ”	۵۔ حضرت جویریہؓ	۵۰ ”	۳۹ ”
۳۔ حضرت میمونہؓ	۵۱ ”	۴۰ ”	۶۔ حضرت حفصہؓ	۴۵ ”	۳۴ ”

ام المومنین کانام	سن وفات - بیوہ رہنے کا عرصہ		ام المومنین کانام - سن وفات - بیوہ رہنے کا عرصہ		
۷ - حضرت ام حبیبہؓ	۴۴ ھجری	۳۳ سال	۹ - حضرت سودہؓ	۲۲ ھجری	۱۱ سال
۸ - حضرت زینبؓ بنت جحش	۲۲ ؍	۱۱ ؍	۱۰ - حضرت ماریہ قبطیہؓ	۱۶ ؍	۵ ؍

اس تفصیل سے یہ معلوم ہوا کہ ازواج مطہراتؓ پر اللہ تعالٰی کی طرف سے جو پابندیاں عائد کی گئی تھیں وہ انھوں نے کس احسن طریقہ سے پوری عمر میں برقرار رکھیں چنانچہ ان دس ازواج مطہراتؓ میں سے کسی نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کسی مرد سے نکاح نہ کیا۔ تو کیا یہ آیت تطہیر کی مصداق نہیں ہیں کہ اس میں یہ فرمایا گیا کہ اللہ چاہتا ہے کہ تم سے ناپسند باتوں کو دور کرے اے نبی کی بیویو! اور تمہیں اچھی طرح پاک کرے۔

یہ پابندیاں صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت یعنی ازواج مطہراتؓ پر عائد ہیں یہ کسی اور صحابی مثلاً حضرت علیؓ اور ان کی اولاد کے اوپر نہیں ہیں۔ یہاں پر میں صرف چند باتیں اور وہ بھی حضرت علیؓ کے بارے میں عرض کرتا ہوں، ان پر غور کریں۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں یہ حدیث موجود ہے کہ :

ان عليًّا خطب بنت أبي جهل فسمعتْ بذلك فاطمة فأتتْ رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت يزعم قومك أنك لا تغضب لبناتك وهٰذا عليٌّ ناكح بنت أبي جهل فقام رسول اللهؐ فسمعته حين تشهد يقول اما بعد: فإنّي انكحتُ أبا العاص بن الربيع فحدثني وصدقني وأنّ فاطمة بضعة مني واني أكره أن يسوٴها والله لا يجتمع بنت

تحقیق علیؓ نے ابوجہل کی بیٹی (جویریہ) کی طرف نکاح کا پیغام بھیجا، پھر حضرت فاطمہؓ نے یہ خبر سُنی (اور) پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا کہ آپ کی قوم کہتی ہے کہ آپ اپنی بیٹیوں کے بارے میں ناراض نہیں ہوتے، یہ علیؓ ہے جو ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرتا ہے، پھر حضور علیہ السلام اُٹھے، (راوی کہتا ہے کہ) پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ بیشک میں نے نکاح کیا اپنی بیٹی کا ابوالعاصؓ بن ربیع سے، اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور بیشک فاطمہ میرا جگر ہے اور میں نہیں چاہتا کہ اس کو نقصان پہنچے، قسم ہے اللہ کی کہ اللہ کے رسولؐ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبنت عدو اللہ عند رجل واحد فترك على الخطبة

کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک مرد کے ہاں جمع نہیں ہونگی اس کے بعد حضرت علیؓ نے (ابو جہل کی بیٹی سے) نکاح کرنے کا ارادہ ترک کر دیا۔

(بخاری ج ۱، مسلم ج ۲ باب فضائل فاطمہؓ)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ آیتِ تطہیر کے نازل ہونے کے بعد حضرت علیؓ نے دشمنِ اسلام ابو جہل کی بیٹی سے حضرت فاطمہؓ کی زندگی میں شادی کرنے کا پیغام بھیجا، اگر آپ آیتِ تطہیر میں داخل ہوتے تو کبھی بھی آپ ایسا نہ کرتے کیونکہ یہ حدود اللہ کی خلاف ورزی ہے۔ بلکہ آپ حضور علیہ السلام کی طرح تاحیات دوسرا نکاح نہ کرتے۔ دوسری بات یہ کہ اس حدیث سے حضور علیہ السلام کی حضرت فاطمہؓ کے علاوہ دوسری صاحبزادیوں کا بھی ثبوت ملتا ہے ان میں سے ایک بیٹی حضرت زینبؓ کا یہاں ذکر ہے، جس کا نکاح حضرت ابو العاصؓ بن الربیع اموی سے ہوا تھا اور اسی حدیث میں بنات کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جو بنت کی جمع ہے۔ جس کا اطلاق تین یا اس سے زیادہ پر ہوتا ہے۔ اس کی مزید تشریح آگے آرہی ہے۔

حضرت علیؓ کے لئے شادیوں کی پابندی نہیں تھی چنانچہ حضرت فاطمہؓ کی وفات کے بعد آپ نے متعدد نکاح کئے جن سے آپ کی اولاد بھی ہوئی۔

یہ سب حقائق اس بات کے ثبوت کے لئے کافی ہیں کہ آیتِ تطہیر میں جو اہل بیتِ رسولؐ داخل ہیں اور ان کے لئے جو پابندیاں ہیں وہ تمام پابندیاں حضرت علیؓ کے لئے نہیں ہیں لہذا اس آیت کے تحت حضرت علیؓ یا ان کی اولاد داخل نہیں بلکہ اس میں صرف ازواجِ مطہراتؓ ہی داخل ہیں۔

۶۔ احادیث رسولؐ میں ازواج مطہراتؓ کے لئے لفظ اہل بیت کا استعمال

حضور علیہ السلام کی زوجہ محترمہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ پر یہودی منافقین نے ایک بہتان باندھا تھا جس کا ذکر قرآن مجید کی سورۃ النور میں افک کے عنوان کے تحت آیا ہے۔ حضور علیہ السلام کو اس بہتان سے بہت صدمہ ہوا، چنانچہ یہ صدمہ اتنا شدید تھا کہ حضور علیہ السلام ایک دن مسجد میں تشریف لائے اور منبر پر آکر خطبہ ارشاد فرمایا جس میں آپ نے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا فرمائی، اس کے بعد عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کا ذکر کر کے آپ نے فرمایا:

اے مسلمانو! کون ہے جو میری اس شخص کے مقابلہ میں مدد کرے جس نے مجھے میرے اہل بیت کے بارے میں تکلیف پہنچائی ہے۔ اللہ کی قسم! میں نے اپنے اھل میں نیکی اور پاکدامنی کے علاوہ اور کچھ نہیں دیکھا۔ اوراسی طرح جس شخص کا انھوں نے نام لیا ہے، اس کے بارے میں بھی خیر کے سوا میں نے اور کچھ نہیں دیکھا۔	یا معشر المسلمین من یعذرنی من رجل قد بلغنی اذاہ فی اھل بیتی فواللہ ما علمتُ علی أھلی إلا خیرا، ولقد ذکروا رجلاً ما علمتُ علیہ الا خیرًا (بخاری جلد ۲ صفحہ ۶۹۶)

اس حدیث میں ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ کے لئے آپؐ نے اھل بیتی کے الفاظ ذکر فرمائے ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کے معاملہ میں ایذاء دینے والے منافقین کے مقابلہ کے لئے مسلمانوں کو کس طرح للکار رہے ہیں!

صحیح بخاری شریف کتاب التفسیر سورۃ الاحزاب میں بروایت حضرت انس بن مالکؓ ایک طویل حدیث ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینبؓ بنت جحش سے نکاح کیا تو آپؐ نے ولیمہ کی دعوت کی، چنانچہ لوگ آتے رہے اور کھانا کھاکر واپس جاتے رہے، پھر آپؐ اٹھے اور ام المومنین عائشہؓ کے حجرہ میں تشریف لے گئے۔ اس حدیث کے آخری الفاظ ہیں:

پھر آپؐ اٹھے پھر سیدہ عائشہؓ کے حجرہ کی طرف چلے اور کہا کہ اے میرے اھل بیت السلام علیکم ورحمۃ اللہ حضرت عائشہؓ نے جواب میں کہا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ آپ نے اپنی اھل (بیوی) کو کیسے پایا۔	فخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانطلق إلی حجرۃ عائشۃ فقال السلام علیکم اھل البیت ورحمۃ اللہ فقالت وعلیك السلام ورحمۃ اللہ کیف وجدت اھلك بارك اللہ

(بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۰۶)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زوجہ محترمہ سیدہ عائشہؓ کو اھل بیت کہکر خطاب کیا ہے اس سے ظاہر ہوا کہ آپ اپنی بیویوں کو اھل بیت کہتے تھے۔ اسی طرح اس حدیث میں حضرت عائشہؓ بھی حضورؐ کی زوجہ حضرت زینبؓ بنت جحش کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل فرمارہی ہیں۔ اس سے اچھی طرح یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اھل بیت کے الفاظ

عموماً استعمال ہی ان حضرات کے لئے ہوتے تھے۔

سیّدہ عائشہؓ کی فضیلت سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے طاہرہ وطیبہ ہونے اور آپ کی فضیلت کے بارے میں ایک حدیث پیش خدمت ہے۔ یہ ایک طویل حدیث ہے اس میں ہے :

فقال یا ام سلمة لا تؤذینی فی عائشة فانه واللہ ما نزل علی الوحی و انا فی لحاف امرأة منکن غیرھا۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۳۲)

یعنی ام المومنین ام سلمہؓ کو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ام سلمہؓ مجھے عائشہؓ کے بارے میں ایذا نہ دے، تم میں سے کسی بھی دوسری بیوی کے لحاف میں میرے اوپر وحی کا نزول نہیں ہوا ہے سوائے عائشہؓ کے۔

بخاری شریف کی اس حدیث کے پس منظر کا خلاصہ یوں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باری حضرت عائشہؓ کے ہاں ہوتی تھی تو آپ کو لوگوں سے بہت تحفے تحائف ملتے تھے۔ یہ بات ازواج مطہرات میں مشہور ہوئی تو حضرت ام سلمہؓ نے آپؐ کو کچھ عرض کیا تو آپؐ نے مذکورہ جواب دیا۔

دوستو! اب یہ فیصلہ آپ کو کرنا ہے کہ جس ہستی کے بارے میں ام المومنین ام سلمہؓ رشک کریں تو حضورؐ کو تکلیف ہو رہی ہو، چنانچہ آپ اس کا اظہار بھی فرمائیں۔ اب جس مذہب میں سیّدہ عائشہؓ کے لئے تبرّا کرنے اور لعن طعن کرنے کو عبادت کہا گیا ہو، وہ مذہب عبداللہ بن سبا یہودی کا ایجاد کردہ ہوگا یا وہ اللہ تعالےٰ کا عنایت کردہ مذہب اسلام ہوگا! یہ فیصلہ آپ کے اوپر ہے۔

شیعوں کا حضورؐ کی ازواجِ مطہراتؓ کو اھل بیت نہ ماننا اور آپ کی بیٹیوں میں سے تین کے انکار کی ناپاک سازش کے اسباب۔

آپ کی حیرانی کی کوئی حد نہ ہوگی جب آپ شیعوں سے پوچھیں گے کہ حضرت ابراھیم علیہ السلام کے اہل بیت کون ہیں؟ تو آپ کو جواب ملے گا کہ حضرت ابراھیمؑ کی بیویاں یعنی حضرت بی بی سارہؓ اور حضرت بی بی ھاجرہؓ۔ پھر آپ اگر پوچھیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اھل بیت کون ہیں؟ تو جواب ملے گا کہ موسیٰ علیہ السلام کی بیوی۔ اب اگر آپ انہی لوگوں سے پوچھیں گے کہ اچھا! حضور علیہ السلام کے اھل بیت کون ہیں تو آپ کو اس بات کا جواب ہرگز ہرگز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ازواج مطہراتؓ

نہیں ملے گا بلکہ جواب دیں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اھل بیت خود حضور علیہ السلام اور باقی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اھل بیت اور ان میں بھی صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہؓ اور حضرت حسنؓ و حسینؓ ہیں۔ باقی سیّدہ ام کلثوم بنت علیؓ جو کہ حضرات حسنین کی سگی بہن ہیں وہ بھی شیعوں کے ہاں اھل بیت میں داخل نہیں ہیں کیونکہ باتفاق شیعہ وسنّی مصنّفین کے وہ حضرت عمرؓ کے عقد نکاح میں تھیں۔

شیعوں نے بہت بڑی فنکاری اور ذہانت سے حضور علیہ السلام کی ازواج مطہراتؓ کو ان اسباب کی بناء پر اھل بیت سے خارج کیا ہے :

(۱) اس بد دیانتی کی بنیاد پر کہ اگر ازواج مطہراتؓ کو قرآن کریم کی آیتِ تطہیر کی مصداق پر اھل بیت میں داخل کریں گے تو سیّدہ عائشہؓ بنت صدیق اکبرؓ اور سیّدہ حفصہؓ بنت حضرت فاروق اعظمؓ کو بھی داخل کرنا پڑیگا۔ اس لئے یہ بھی شیعوں نے برداشت کر لیا کہ حضرت ام المؤمنین خدیجہؓ کو بھی اھل بیت سے خارج کر دیں جو کہ حضرت فاطمہؓ کی والدہ محترمہ ہے۔

(۲) اس بد دیانتی کی بنیاد پر کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیوں کو حضورؐ کی بیٹیاں تسلیم کریں گے تو حضرت علیؓ کی طرح حضرت عثمانؓ ذو النورین اور حضرت ابو العاصؓ اموی کو بھی دامادِ رسولؐ ماننا پڑے گا، لہذا انہوں نے نہ صرف حضرت فاطمہ زہراؓ کی تین سگی بہنوں، حضرت زینب، حضرت رقیہ اور امّ کلثوم رضی اللہ عنھن کو اھل بیت سے خارج کیا بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں ہونے کا بھی انکار کیا۔ نعوذ باللہ۔

یہ حال میں نے اُن لوگوں کا بیان کیا ہے جو اُٹھتے بیٹھتے ہر حال میں عام مسلمانوں کو اہل بیت کی محبت کے دعوے سے فریب دیتے رہتے ہیں۔

اب ہم حضور علیہ السلام کی چار صاحبزادیوں کے متعلق قدرے تفصیل سے کچھ حقائق پیش کریں گے:۔

۱۔ حضور علیہ السلام کی چار صاحبزادیوں کا قرآن سے ثبوت :

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ

اے نبیؐ تم اپنی ازواجؓ سے اور اپنی بیٹیوں سے اور اہل ایمان کی عورتوں سے یہ کہدو کہ وہ اپنی

عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَا بِيْبِهِنَّ — چادروں سے گھونگٹ نکال لیا کریں۔

(سورۃ الاحزاب ع۸، آیت: ۵۹) — (شیعہ مقبول ترجمہ، بارسوم ص۶۸)

لفظ بنات جمع ہے بنت کا۔ معنی ہوں گے بیٹیاں۔ عربی میں جمع کا صیغہ ہمیشہ تین یا تین سے زائد پر استعمال ہوتا ہے۔

۲۔ شیعوں کی معتبر ترین کتاب کافی کلینی میں ہے:

تزوّج خدیجة وھو ابن بضع وعشرین سنة فولد له منها قبل مبعثه القاسم ورقیة وزینب و امّ کلثوم وولد له بعد البعث الطیب والطاھر وفاطمة

{اصول کافی ص۲۷۸ مطبوعہ لکھنؤ سن ۱۳۰۲ھ
فوٹو دیکھیں ص۴۵۹ پر}

حضور علیہ السلام نے خدیجہ سے نکاح کیا جب آپؐ کی عمر مبارک ۲۰ برس سے کچھ اوپر تھی، نبوت ملنے سے پہلے خدیجہؓ سے آپؐ کے قاسمؓ، رقیہؓ، زینبؓ اور ام کلثومؓ پیدا ہوئیں اور نبوت ملنے کے بعد طیبؓ، طاہرؓ اور فاطمہؓ پیدا ہوئیں

۳۔ اس وقت شیعوں کی معتبر ترین کتاب نہج البلاغہ مترجمہ شیعہ رئیس احمد جعفری ندوی مطبوعہ ۱۹۸۳ء میرے سامنے ہے۔ اس کتاب کے بارے میں شیعوں کا کہنا ہے کہ اس میں سید شریف رضی نے حضرت علیؓ کے خطبات جمع کئے ہیں جس نے ۴۰۶ھ میں وفات پائی۔ اس کتاب کے بارے میں یہ بات ثابت ہے کہ اس کے مؤلف نے بڑے پیمانے پر خطبات میں تحریف کی ہے لیکن چونکہ شیعوں نے اس کتاب کو حضرت علیؓ کے خطبات کے مجموعہ کے طور پر قبول کیا ہے لہٰذا شیعوں کے یہاں اس کتاب کے معتبر ہونے میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے، اس کتاب میں حضرت علیؓ کی زبانی حضرت عثمانؓ کے دامادِ رسول ہونے کا ثبوت ملاحظہ فرمائیں:-

إِنَّ النَّاسَ وَرَائِي، وَقَدِ اسْتَسْفَرُونِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُمْ، وَوَاللهِ مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لَكَ؟ مَا أَعْرِفُ شَيْئًا تَجْهَلُهُ، وَلَا أَدُلُّكَ عَلَى أَمْرٍ لَا تَعْرِفُهُ، إِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نَعْلَمُ، مَا سَبَقْنَاكَ إِلَى شَيْءٍ فَنُخْبِرَكَ عَنْهُ، وَلَا خَلَوْنَا بِشَيْءٍ فَنُبَلِّغَكَهُ

لوگ میرے پیچھے پیچھے (آرہے) ہیں۔ انھوں نے مجھے اپنے اور آپ کے مابین سفیر بنایا ہے۔ لیکن خدا کی قسم میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں آپ سے کیا کہوں؟ میں کوئی ایسی بات نہیں جانتا جس سے آپ ناواقف ہوں، نہ میں کسی ایسے امر کی طرف آپ کی رہنمائی کر سکتا ہوں، جسے آپ نہ جانتے ہوں، جو آپ جانتے ہیں وہی ہم جانتے ہیں۔ کوئی بات

وَقَدْ رَأَيْتَ كَمَا رَأَيْنَا، وَسَمِعْتَ كَمَا سَمِعْنَا وَصَحِبْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ، كَمَا صَحِبْنَا وَمَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ وَلَا ابْنُ الْخَطَّابِ بِأَوْلَى بِعَمَلِ الْحَقِّ مِنْكَ وَأَنْتَ أَقْرَبُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - وَشِيجَةَ رَحِمٍ مِنْهُمَا وَقَدْ نِلْتَ مِنْ صِهْرِهِ مَا لَمْ يَنَالَا۔

[شیعہ رئیس احمد جعفری سے نہج البلاغہ کے کئے ہوئے اردو ترجمہ ص ۵۲۳-۵۲۴ کے مطلوبہ حصوں کا عکس (فوٹو)]

ایسی نہیں ہے جسے ہم پہلے سے جانتے ہوں کہ اس سے آپ کو باخبر کریں نہ کسی بات میں ہم آپ سے جدا ہوئے کہ اب آپ کو وہ بتا دیں جس طرح ہم نے دیکھا۔ اسی طرح آپ نے دیکھا، جس طرح ہم نے سنا، اسی طرح آپ نے سنا۔ جس طرح ہم رسول اللہ کے شرف صحبت سے مشرف ہوئے اسی طرح آپ بھی ہوئے، ابوبکر و عمر بھی عمل حق پر عمل کرنے میں آپ سے زیادہ زیادہ سزاوار نہیں تھے، کیونکہ باعتبار قرابت آپ رسول اللہؐ سے ان دونوں کے مقابلہ میں نزدیک تر ہیں، بلاشبہ آپ نے رسول اکرمؐ کی دامادی کا شرف (دو مرتبہ) حاصل کیا ہے۔ جو انھیں نہیں ملا۔

| نہج البلاغہ کی مذکورہ عبارت کو بار بار پڑھیں۔

مذکورہ عبارت میں خود حضرت علیؓ اللہ کی قسم کھا کر بغیر کسی شک کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دامادِ رسولؐ کہتے ہیں تو پھر موجودہ دور کے خود ساختہ مجتہد شیعہ اخبارات میں جو ایمان سوز گستاخانہ مضامین شائع کروا رہے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک بیٹی حضرت فاطمہ زہراؓ تھیں لیکن سیرت نگاروں کے اختلافات کے سبب یہ معاملہ الجھ گیا ہے۔ ان خود ساختہ محققین اور مجتہدین سے میں پوچھتا ہوں کہ حضرت علیؓ بھی آپ کی نظر میں کوئی سیرت نگار رہے کیا، جن سے تحقیق کرنے میں غلطی سرزد ہوئی ہے؟ اگر نہیں تو پھر اے شیعہ مجتہدو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اللہ کے قہر اور غضب سے نہیں ڈرتے۔ نبی علیہ السلام کی تین صاحبزادیوں کا کیوں انکار کرتے ہو، حالانکہ وہ بھی حضرت فاطمہؓ کی سگی بہنیں ہیں۔ ان کا ثبوت قرآن و حدیث میں موجود ہے۔ کیا تم ان مقدس ہستیوں کو معاذ اللہ نامعلوم لوگوں کی اولاد کہہ کر اپنی دنیا اور آخرت خراب تو نہیں کر رہے ہو، کچھ تو شرم کرو۔

۴۔ دسویں اور گیارہویں صدی ہجری کے شیعہ مجتہد و محدّث باقر مجلسی کیا بکواس کر رہا ہے وہ بھی ملاحظہ کریں:

پس اگر دختر بہ عثمان دادہ باشد بنابراں کہ ظاہر داخل مسلمانان بودہ است دلالت نمی کند برآں کہ در

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی عثمان کو دی، یہ اس لئے کہ وہ ظاہر میں مسلمان تھا اور یہ بیٹی کا نکاح میں دینا اس

باطن کافر نہ بودہ است ۔ (حیات القلوب ص۵۶۱)

بات کا ثبوت نہیں ہے کہ وہ (عثمان) باطن میں کافر نہیں تھا (نعوذ باللہ۔ نعوذ باللہ)

۵ ۔ شیعوں کی مشہور کتاب منتہی الآمال کے جلد ۱، ص۱۰۸ پر فصل ہشتم کی ابتداء ان الفاظ سے ہوتی ہے :

در قرب الاسناد از حضرت صادق علیہ السلام روایت شدہ است کہ از برائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم از خدیجہ متولد شدند طاہر، قاسم، فاطمہ ام کلثوم، رقیہ و زینب ۔ (عکس بر ص۵۵۶)

معتبر سند سے حضرت جعفر صادقؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ کو بی بی خدیجہؓ سے طاہرؓ، قاسمؓ، فاطمہؓ، ام کلثومؓ رقیہؓ اور زینبؓ اولاد ہوئی ۔

اس کے علاوہ شیعوں کی ان کتابوں میں بھی حضور علیہ السلام کی حضرت خدیجہؓ سے اولاد چار بیٹیوں کا ذکر صراحت کے ساتھ موجود ہے :-

(۱) اصول کافی (۲) تہذیب الاحکام (۳) من لایحضرہ الفقیہ (۴) استبصار (۵) فروع کافی (۶) مرآۃ العقول (۷) رجال کشی (۸) تفسیر خلاصۃ المنہج (۹) مجالس المؤمنین (۱۰) حیوٰۃ القلوب (۱۱) جلاء العیون (۱۲) منتخب التواریخ (۱۳) تحفۃ العوام (۱۴) صافی شرح اصول کافی (۱۵) تفسیر مجمع البیان (۱۶) کشف الغمۃ فی معرفۃ الائمۃ (۱۷) قرب الاسناد (۱۸) تذکرۃ المعصومین (۱۹) اسلامی انسائیکلوپیڈیا (طبع بیروت) (۲۰) اسپرٹ آف اسلام ۔

اہل علم کو چاہیئے کہ ان کتابوں سے حوالجات جمع کر کے ایک کتاب لکھ کر عوام کو خبردار کریں ۔

یہاں پر میں نے حضور علیہ السلام کی تین بیٹیوں سے زیادہ صاحبزادیاں ہونے کا ثبوت قرآن پاک سے پیش کیا ہے اور شیعوں کی معتبر ترین کتابوں سے روایتیں پیش کی ہیں ۔ آپ کو تعجب ہوگا کہ شروع سے لے کر گیارہویں صدی ہجری تک شیعوں کے تمام مجتہد، محدث اور عالم حضور علیہ السلام کی چار بیٹیوں کو اور ان میں سے دو کے حضرت عثمانؓ کے یکے بعد دیگرے عقد میں ہونے کو ایمان سوز تاویلوں سے مانتے آئے ہیں جیسا کہ آپ نے مندرجہ بالا باقر مجلسی کی عبارت میں پڑھا لیکن آگے چل کر جب ان کی کتابیں سنی مسلمانوں کو دستیاب ہونے لگیں اور انہوں نے ان کی ایسی ایمان سوز روایات پر اعتراض کا دروازہ کھولا تو یہ ماضی کی تمام روایات سے جان چھڑانے کے لئے اور قرآن و حدیث کے انکار کے لئے

یوں کہنے لگے کہ یہ نبیؐ کی بیٹیاں تو نہیں تھیں البتہ یہ حضرت خدیجہؓ کے پہلے خاوند سے تھیں (نعوذ باللہ) اب تو بعض شیعہ یوں کہنے لگے ہیں کہ یہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی بہن یا ان کے، خاندان کے کسی اور فرد کی اولاد تھیں" (العیاذ باللہ) چنانچہ شیعہ مجتہد علامہ سید محمد رضی کے یہ الفاظ روزنامہ جنگ اردو کراچی ۱۷ مئی ۱۹۸۸ء میں بھی شائع ہوئے ہیں۔ (غور فرمادیں!)

اب میں اصل بات پر آتا ہوں وہ یہ ہے کہ اگر آیت تطہیر نازل نہ بھی ہوئی ہوتی اور حضورؐ کی کوئی حدیث بھی موجود نہ ہوتی پھر بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجۂ محترمہ کو اور حضرت موسیٰؑ کی زوجۂ محترمہ کو قرآن مجید میں اہلبیت کہنے کی بنیاد پر حضورؐ کی ازواج مطہرات کو حضورؐ کے اولین اہلبیت تسلیم کرنا پڑتا کیونکہ یہ قرآن مجید کے حقائق ہیں جن کو تسلیم کرنا ہی ایمان ہے اور انکار صریحاً کفر ہے۔

۸۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ، حضرات حسنینؓ کو اہل بیت میں شامل کرنے کی اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی

چند احادیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آیت تطہیر نازل ہو چکی تھی تو ایک دن حضور علیہ السلام کے پاس حضرات حسنین آئے، کچھ دیر کے بعد حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ بھی تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اوپر شفقت فرما کر سب کو جمع کر کے ایک دعا فرمائی

"خدایا یہ بھی میرے اہل بیت ہیں لہٰذا ان کو بھی رجس سے دور رکھ اور ان کو پاک کر"،

اب اس حقیقت سے تو ہر ایک باخبر ہے کہ دعا کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ عالی سے کوئی چیز مانگنا یا کسی چیز یا مطلب کے حصول کے لئے التجا کرنا: (بیان اللسان ص۲۷۸) یہ ظاہر ہے کہ کسی چیز کو مانگنے کا مسئلہ تب پیدا ہوتا ہے جب وہ چیز حاصل نہ ہوئی ہو۔ باقی جو چیز حاصل شدہ ہو اس کے حصول کے لئے دعا کرنے کی کب ضرورت ہوتی ہے؟ چنانچہ آیت تطہیر میں حضور علیہ السلام کو اپنے ازواج مطہراتؓ کے بارے میں ہر طرح اطمینانِ قلب حاصل ہو چکا تھا اس لئے ان کے لئے آپ کو دعا کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی، ان کو تو بغیر دعا کرنے کے اللہ تعالیٰ نے اہل بیت میں شامل کر ہی دیا تھا۔ باقی سیدنا علیؓ حضرت فاطمہؓ، حضرات حسنین کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، اب ہم سب مسلمانوں کے نزدیک حضور علیہ السلام کی تمام بیویاں جو کہ

بوقت نزول آیتِ تطہیر بقیدِ حیات تھیں یا وفات کر چکی تھیں وہ سب اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد حضرت فاطمہؓ اور اُن کی سب بہنیں اور حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کی سب اولاد اہل بیتِ رسولؐ سمجھے جائیں گے۔ یہ سب ہم مسلمانوں کی آنکھوں اور دلوں کے نور و سرور ہیں، یہی ہم سب مسلمانوں حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی وغیرہ کا عقیدہ اور ایمان ہے۔

۹۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہراتؓ کے بارے میں اہل ایمان کو قیامت تک ایک خاص ضابطہ اخلاق کی پابندی کا حکم۔

یہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ جب عبداللہ بن اُبی اور اُس کے ساتھیوں نے سیدہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ پر تہمت باندھی تو حضور علیہ السلام کو بہت صدمہ ہوا اور آپ نے اس کا اظہار بھی فرمایا۔ اس وقت ایک مہینہ تک وحی کا سلسلہ بھی منقطع رہا، اِسی دوران کچھ سادہ لوح مسلمان بھی منافقوں کی چال میں پھنس گئے تھے۔ بالآخر ایک مہینہ کے بعد اللہ تعالےٰ نے اُم المؤمنین عائشہؓ کی عفت تہمت سے برائت کے بارے میں سورۃ النور میں ۱۴ آیات ۱۱ سے ۲۰، اور ۲۳ سے ۲۶ تک نازل فرمائیں۔ ان آیات میں سے صرف تین آیات مختصر تشریح کے ساتھ یہاں لکھی جاتی ہیں :

۱ - وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ۝ (النور۔ آیت ۱۲)

اور کیوں نہ جب تم نے اُس کو سنا تھا خیال کیا، ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں نے اپنے لوگوں پر بھلا خیال اور کہا ہوتا یہ صریح طوفان ہے

۲ - اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (النور۔ آیت ۲۳)

جو لوگ عیب لگاتے ہیں حفاظت والیوں، بےخبر ایمان والیوں کو، اُن کو پھٹکار ہے دنیا میں اور آخرت میں اور ان کے لئے ہے بڑا عذاب۔

۳ - وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ (النور۔ آیت ۲۶)

اور ستھریاں ہیں ستھروں کے واسطے اور ستھرے ہیں ستھریوں کے واسطے وہ لوگ بے تعلق ہیں اُن باتوں سے جو یہ کہتے ہیں، اُن کے واسطے بخشش ہے اور روزی ہے عزت کی۔

وغیرہ۔

آیت ۱ کی تشریح

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تبارک وتعالےٰ نے ایمان والوں کو حضور علیہ السلام کی ازواجِ مطہراتؓ کے بارے میں قیامت تک ایک خاص ضابطۂ اخلاق کا پابند بنایا ہے۔ اس ضابطۂ اخلاق پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے محبوب رسولؐ کی ازواج مطہراتؓ کے بارے میں کتنے حساس ہیں، کہ اگر کوئی بد باطن اور خبیث اپنی خباثت کے سبب حضور علیہ السلام کی ازواج مطہراتؓ کے لئے کوئی ایسی بے ہودہ بات کہے اور مشہور کرے جس سے اُن کی عزّت عصمت اور عفّت وایمان پر حرف آتا ہو تو ایسی بات پر مسلمانوں کو سوچنے اور غور کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے بلکہ یوں حکم ہوتا ہے کہ "جب تم نے ایسی بات سُنی تو اُسی وقت تم نے یہ کیوں نہیں کہا کہ یہ ظاہر ظہور بہتان ہے۔"

دوستو! یہ ہے آیتِ تطہیر کی تشریح کی ایک جھلک، جو کہ قرآن مجید میں حضورؐ کی ازواجِ مطہراتؓ کے بارے میں ہمیں ملتی ہے۔

آیت ۲ کی تشریح

اس آیت میں سیّدہ عائشہؓ کی فضیلت اور منقبت بیان کی گئی ہے اور آپ کو پاکدامن کہکر تہمت لگانے والوں کی اللہ تعالےٰ نے لُعِنُوْا فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ الخ کے الفاظ سے مذمت کی ہے۔ اور ان کے اوپر دنیا اور آخرت میں لعنت کی ہے اور آخرت میں سخت عذاب دینے کا اعلان کیا ہے۔ کیونکہ یہ معاملہ بھی انتہائی سنگین ہے کہ اللہ تعالےٰ کے محبوب رسولؐ کی ازواجِ مطہراتؓ کے بارے میں بد باطن خبیث بکواس کرتے رہیں اور اللہ تعالیٰ اس کو برداشت کریں، لہذا یہ اعلان کیا گیا۔ اب یہ اعلان اللہ تعالےٰ کی معجزہ نما کتاب قرآن مجید میں قیامت تک محفوظ رہے گا، اور دنیا میں مشہور رہے گا۔

آیت ۳ کی تشریح

اس آیتِ کریمہ میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہراتؓ کے بارے میں بکواس کرتے ہیں یا کریں گے تو یہ بات پوری انسانیت کو معلوم ہونی چاہیئے کہ حضورؐ کی بیویاں ان تہمتوں سے پاک ہیں اور یہ ایک دائمی سرٹیفیکٹ ہے جو ازواجِ مطہراتؓ کی پاکدامنی اور عظمت کے لیئے اللہ تعالےٰ نے عنایت فرمایا ہے۔ بیشک جن ہستیوں کے لئے اللہ تعالیٰ پاک

کرنے کا ارادہ فرمائے ان کو اس طریقہ سے پاک کرتا ہے۔

۱۰۔ حضور علیہ السلام کی ازواج مطہرات رض کے بارے میں سبائیوں کی سنگین سازش

دھیان میں رہے کہ حضور علیہ السلام کی ازواج مطہرات رض میں سے سیدہ عائشہ صدیقہ رض اور سیدہ حفصہ رض جو کہ سیدنا ابوبکر صدیق رض اور سیدنا عمر فاروق رض کی صاحبزادیاں ہیں اس لئے شیعوں کی ان سے بھی ایسی عداوت ہے جیسی سیدنا صدیق اکبر رض اور سیدنا عمر فاروق رض سے ہے۔ شیعوں کے ایک بہت بڑے مجتہد اور عالم ملا باقر مجلسی کے نام سے گذرے ہیں جس کی امام خمینی صاحب بھی اپنی رسوائے زمانہ کتاب کشف الاسرار کے ص۱۲۱ میں تعریف کرتے ہیں اور تعریف میں اتنے رطب اللسان ہیں کہ انھوں نے شیعوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ اس مجتہد کی کتابوں سے فیض حاصل کریں۔ شاید اس لئے کہ اس نے اپنی کتابوں میں جھوٹی اور خرافاتی روایات کے ڈھیر جمع کر دیئے ہیں اور یہ انتہا درجہ کا بدزبان اور بیہودہ مصنف بھی ہے۔ حالانکہ شیعوں کے یہاں یہ بہت بڑے درجہ کا مصنف اور مجتہد ہے۔ چنانچہ جب یہ سیدنا عمر فاروق رض کا ذکر کرتا ہے تو اپنی خباثت سے یوں لکھتا ہے کہ "عمر بن الخطاب علیہ اللعنۃ والعذاب" (نعوذ باللہ من شر ذلک)۔ اسی باقر مجلسی نے حیات القلوب نامی کتاب میں ایک باب کا عنوان یہ رکھا ہے

"باب پنجاہ و پنجم دربیان احوال شقاوت مآل عائشہ وحفصہ" (حیات القلوب ص۶۴۲)

یعنی باب ۵۵ عائشہ رض اور حفصہ رض کے بدبختانہ حالات کے بارے میں۔ (نعوذ باللہ)

یہ عنوان کے الفاظ کسی یہودی، عیسائی، مجوسی، ھندو یا قادیانی غیر مسلم کے نہیں ہیں بلکہ ایک ایسے عظیم مجتہد اور محدث عالم کے ہیں جس کو شیعی امام خمینی اپنا آئیڈیل مانتے ہیں اور دوسروں کو اس کی کتابوں سے اکتساب فیض کی ہدایت کرتے ہیں۔ اب اس کتاب میں آگے کیا ہوگا، اس کا اندازہ آپ خود لگا سکتے ہیں۔

باقر مجلسی کی ایک اور کتاب "حق الیقین" ہے۔ اس میں ہے کہ جب شیعوں کے امام زماں صاحب روپوشی سے باہر نکل آئیں گے تو حضور علیہ السلام اور سیدنا علی رض اس سے بیعت ہوں گے اور پھر یہ امام زماں صاحب حضور علیہ السلام کی موجودگی میں یہ مجاہدانہ کارنامہ انجام دیں گے۔

چون قائم ظاہر شود عائشہ را زندہ کند تا برا و حد بزند (حق الیقین مطبوعہ تہران ص۳۴۷، فوٹو دیکھیں ص۵۶۸ پر)	جب ہمارا امام زماں قائم باہر آئے گا تو وہ عائشہ رض کو زندہ کر کے سزا دیگا۔ (نعوذ باللہ!)

اسی صاحب کی تیسری کتاب جلاء العیون صفحہ ۸۲ میں ہے کہ :

عیاشی بسندِ معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است عائشہ وحفصہ علیہما اللعنۃ آنحضرت را بزہر شہید کردند۔ (جلاء العیون صفحہ ۸۲)

عیاشی نے معتبر سند سے امام جعفر صادقؒ سے روایت کیا ہے کہ عائشہ اور حفصہ لعنت ہو ان پر (معاذ اللہ) نے حضور علیہ السلام کو زہر دیکر شہید کیا۔

شیعہ مجتہدین کی ان عبارتوں اور تحقیق کو دیکھ کر یہ کہنا پڑتا ہے کہ شیعیت کوئی مذہب نہیں بلکہ دین اسلام کے خلاف ایک زیر زمین تحریک اور ایک منظم سازش ہے، کیونکہ ایک مکمل تحریر شدہ مذہب ہونے کے باوجود اس کی تمام اصلی بنیادی کتابیں آج تک اسی رازداری سے طبع ہوکر مخصوص ہاتھوں تک محدود رہتے ہوئے آئی ہیں۔ یہاں تک کہ ایک غیر شیعہ کے لئے بلکہ ایک عام شیعہ کے لئے ان کا حصول جوئے شیر لانے کے برابر ہوگیا ہے۔ تفسیر مقبول میں قرآن مجید کی آیت وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ (آل عمران آیت ۱۴۴) کے بارے میں ہے کہ امام باقرؒ سے مروی ہے کہ بعد جناب رسولؐ خدا کے سوائے تین شخصوں کے اور سب مرتد ہوگئے۔ سوال کیا گیا وہ تین کون تھے فرمایا سلمانؓ، ابوذرؓ، مقدادؓ۔ اور نیز امام جعفر صادقؒ کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے کہ امام جعفر صادقؒ سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ اپنی موت سے مرے یا قتل کئے گئے؟ فرمایا کہ دو عورتوں نے آنحضرتؐ کو موت سے پہلے زہر کھلا دیا۔ آگے چل کر تفسیر و ترجمہ کے مؤلف مولوی مقبول احمد، قول مترجم کے تحت لکھتے ہیں کہ مطلب حضرت کا وہی دو عورتیں ہیں، خدا ان پر اور ان کے باپوں پر لعنت کرے (نعوذ باللہ) (مقبول ترجمہ مع حاشیہ صفحہ ۱۳۴، فوٹو دیکھیں صفحہ ۳۷۷ پر)

آخر میں مندرجہ ذیل چند نکات پر دیانت داری سے غور کرنے کی گذارش:۔

(۱) اللہ رب العزت نے واضح الفاظ سے سیدنا ابراہیم اور سیدنا موسیٰ علیہما السلام کی بیویوں کو ان کے اہل بیت کہا ہے، اور حضور علیہ السلام کے ازواج مطہراتؓ کو آپ کے اہل بیت کہنے کے ساتھ ان کو ہر ناپسند چیز سے پاک رکھنے کے لئے ویطھرکم تطھیرا کے الفاظ سے اعلان کیا ہے۔

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں بھی یہ حقیقت وضاحت کے ساتھ موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیویوں کو اپنا اہل بیت کہا ہے۔

(۳) حضور علیہ السلام کی بیویاں جو کہ تاحیات آپ کے عقد زوجیت میں تھیں وہ قیامت

میں بھی، جنت میں بھی آپ کے اہل بیت ہوکر رہیں گی اور ان کو حضور علیہ السلام کے ساتھ دائمی رفاقت و معیت کا شرف حاصل ہے۔

(۴) حضور علیہ السلام کے ازواجِ مطہراتؓ کو اللہ تعالےٰ نے تمام مسلمانوں کی مائیں کہا ہے، اُن مسلمانوں میں سیدنا علی، سیدہ فاطمہؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ وغیرہ بھی شامل ہیں۔

(۵) قرآن کریم کے واضح الفاظ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا کی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کو ابتداء اسلام سے لیکر آج تک پوری دنیا کے مسلمان ازواج مطہراتؓ (پاک بیویاں) کے لقب سے جانتے اور پہچانتے ہوئے آئے ہیں یہ ان کے ہر قسم کے نقائص سے پاک ہونے کا بیّن ثبوت ہے۔ اسلئے یہ لقب کسی اور شخص کی بیوی کے لئے استعمال ہی نہیں کیا جاتا۔

اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ جس پیغمبر کریمؐ کی ازواج مطہراتؓ کو اللہ تعالیٰ نے اعزازات، فضائل اور کمالات سے شرف بخشا ہو، ان پر شیعہ مذہب میں تبرّا بازی کرنے اور لعنت بھیجنے کی ہدایت ہو اور وہ عین عبادت ہو تو کیا یہ دین اسلام ہے یا عبداللہ بن سبا صنعانی یہودی اور اس کے متبعین کا خودساختہ مذہب ہے اور اس مذہب کے متبعین اہل بیت کے محبت کرنے والے ہوں گے یا ان کے کٹر دشمن؟ یہ فیصلہ آپ کو کرنا ہے۔

(۶) یہاں یہ حقیقت بھی ظاہر کرنا ضروری ہے کہ ابتداءِ آفرینش سے لیکر آج تک جو بھی انسان اس عالم میں پیدا ہوئے ہیں اور ان میں سے جنہوں نے اپنے آپ کو کسی نہ کسی نبی کی امت میں شمار کیا ہے اُن میں سے صرف شیعہ مذہب کے متبعین وہ پہلے امتی کہلوانے والے ہیں جو کہ اپنے نبی کی قابلِ احترام بیویوں اور پیغمبر کے خاص رفقاء پر تبرّا اور لعنتیں کرتے رہتے ہیں اور یہی اُن کا تحریری دین و مذہب ہے۔ افسوس صد افسوس! ایسا ظلم تو جھوٹے قادیانی نبی اور اس کی بیویوں سے بھی نہیں ہوتا دیکھا گیا ہے۔

کاش! ناواقف شیعہ ان حقائق پر کچھ غور کریں اور ہمارے علماء کرام یہ مواد یا اس سے بہتر مواد ان کو حقائق سے آگاہ کرنے کے لئے مہیا کریں۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے، آمین

الحمد للہ

قد تمت الباب الثامن و یلیہ الباب التاسع

باب نہم

سیّدہ اُمّ کلثومؓ بنت امیرالمومنین علیؓ کا عقدِ نکاح سیّدنا امیرالمومنین عمرؓ سے شیعوں کی کتب سے ثبوت

۱۔ حضرت علیؓ کی اولاد، آپ نے اپنے بیٹوں کے نام ابوبکرؓ اور عمرؓ رکھے ہیں

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ آٹھ بیویاں تھیں، جب تک سیدہ فاطمہؓ بقیدِ حیات تھیں تو آپ نے دوسری شادی نہیں کی تھی لیکن بعد وفاتِ سیّدہ فاطمہؓ کے سیّدنا علیؓ نے یکے بعد دیگرے آٹھ شادیاں کیں۔

یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنے تین فرزندوں کے نام ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ رکھے ہیں[۱]۔ اس سے سیدنا علیؓ کی خلفاء ثلاثہ سیدنا ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ سے محبت و عقیدت ظاہر

---

[۱] حضرت علیؓ کی اولاد کی تفصیل :

سیّدہ فاطمۃ الزہراؓ سے آپ کی اولاد، حضرت حسنؓ حضرت حسینؓ اور محسنؓ اور دو بیٹیاں سیّدہ زینبؓ اور سیدہ ام کلثومؓ

دوسری بیویوں سے اولاد حسب ذیل ہے :

بیٹے، عباسؓ، جعفر، عبداللہ، عثمان، عبیداللہ، ابوبکر، محمد اکبر، محمد اصغر، یحییٰ، محمد (اوسط)

بیٹیاں : ام الحسن، رملۃ الکبریٰ، ام کلثوم صغریٰ، ام ھانی، میمونہ، زینب صغریٰ، رملہ صغریٰ، فاطمہ، امامہ، خدیجہ، ام الکرام، سلمہ، ام جعفر، جمانہ، نفیسہ۔

محمد اکبر کو محمد بن حنفیہ بھی کہتے ہیں۔ شیعہ کربیہ فرقہ اور شیعہ کیسانیہ فرقہ والے اس کو حضرات حسنینؓ کے مقابلہ میں اپنا امام مانتے ہیں۔ کیسانیہ فرقہ کا یہ خرافاتی عقیدہ ہے کہ محمد بن حنفیہ حی لایموت ہیں، آپ رضوی پہاڑ میں پوشیدہ ہیں جہاں پر دو چشمے ایک شہد کا اور ایک پانی کا جاری ہے، یہ شیعہ اس کو امام العصر کہتے ہیں۔ (بحوالہ تحفۃ الوہاب سندھی ص ۲۳۴)

مختلف کتابوں سے حضرت علیؓ کی اولاد اور ان کی ناموں میں معمولی فرق پایا جاتا ہے۔ لیکن اولاد میں ابوبکر، عمر اور عثمان کے ناموں کا کوئی فرق نظر نہیں آتا ان فرزندوں کے بارے میں مزید تفصیل یعنی حضرت علیؓ کی جن بیویوں سے یہ پیدا ہوئے ان کی وضاحت۔

حضرت ابوبکر بن لیلیٰ بنت مسعود (۲) عثمان بن ام البنین بنت حزام۔ یہ دونوں حضرت حسینؓ کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے (۳) حضرت عمر بن ام حبیبہ بنت ربیعہ۔ بڑی عمر والے ہوئے اور طبعی طور پر وفات پائی۔

ہوتی ہے اور یہ اس بات کے لئے ایک عملی اور زندہ جاوید ثبوت ہے جس کے خلاف آج تک شیعہ مجتہد کوئی معقول اور قابل فہم سبب پیش نہیں کر سکے ہیں۔ یہ ہر ایک کو معلوم ہے کہ اصولی طور پر انسان اپنی اولاد پر اسی شخص کا نام رکھتا ہے جو اس کے یہاں قابلِ تعظیم ہو اور اس کے ساتھ محبت اور عقیدت کا تعلق رکھتا ہو اور وہ متقی اور پرہیزگار ہو۔ کیونکہ نام رکھتے وقت اس کی اچھائی اور برائی کا خیال رکھا جاتا ہے۔ اور یہی اسلام کی تعلیم ہے۔ آپ اگر تاریخ کی کتابوں کی ورق گردانی کریں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ حضور علیہ السلام کی بعثت کے بعد ہر وہ کافر اور مشرک جس نے اسلام قبول نہ کیا، پھر وہ مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوا یا اپنی طبعی موت سے مرا تو اس کے مرنے کے بعد حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی نے اپنے ان عزیزوں کے نام اپنی اولاد پر نہیں رکھے، پھر چاہے وہ کتنا ہی قریب ترین عزیز ہی کیوں نہ ہو۔ پھر شیعوں کا یہ کہنا کہ اس وقت عربوں میں ابوبکر، عمر اور عثمان کے نام مروّج تھے لہذا اُس وقت کے رواج کے موجب حضرت علیؓ نے اپنے بیٹوں کے یہ نام رکھے تھے، یہ انتہا درجہ کی بیوقوفی اور حماقت نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ اگر یوں ہے تو پھر یہ کہا جائیگا کہ حضرت علیؓ کو اپنے قریبی عزیزوں ابولھب اور ابوجہل کے نام اپنی اولاد کے لئے رکھنے ضروری ہوتے (نعوذ باللہ) بس جو لوگ ایسی بے ہودہ باتیں کرتے اور لکھتے ہیں ان کو شرم آنی چاہیئے کیونکہ وہ سیدنا علیؓ کی شان کو نہایت بے دردی سے مجروح کر رہے ہیں۔

۲۔ سیدہ اُمِ کلثومؓ کا حضرت عمرؓ سے نکاح۔ شیعوں نے اس کو کیوں قبول کیا؟

شیعہ مجتہدین اور مصنفین کو حضرت عمرؓ سے حضرت ام کلثومؓ بنت سیّدہ فاطمۃ الزہراؓ کے نکاح کو قبول کرنے کے لئے کن حالات نے مجبور کیا، اس لئے مندرجہ ذیل باتیں انتہائی اچھی طرح ذہن نشین ہونی چاہیئں:-

۱۔ جو شخص جس قدر دینی یا دنیاوی حیثیت میں نمایاں ہوگا اسی قدر اس سے متعلق حقائق و حوادث اور خاص باتیں عوام خواہ خواص میں مشہور ہوتی ہیں اور جو شخص دین و دنیا دونوں میں اعلیٰ ترین حیثیت کا حامل ہوگا تو اس کے بارے میں اس کے متعلق خاص باتیں کیسے مشہور نہیں ہوں گی؟ چنانچہ مسلمانوں کے خلیفہ راشد سیدنا امیر المؤمنین عمرؓ کا نکاح سیدنا علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کی بیٹی ام کلثومؓ سے ہوا اور یہ حضور علیہ السلام کی نواسی فاروق اعظمؓ کے گھر میں رہی اور اس سے حضرت عمرؓ کو ایک بیٹا ہوا جس کا نام زید تھا۔ حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد اس محترمہ خاتون کو حضرت علیؓ

اپنے گھر لے آئے اور عدت میں بٹھایا۔ اِن تمام حقائق سے پوری مسلم دنیا واقف تھی تو پھر ایسی حقیقت سے کس طرح انکار ہو سکتا تھا:

۲۔ کچھ خاص حقائق کن خاص نسبتوں کی بناء پر عوام خواہ خواص میں اس قدر شہرت حاصل کر لیتے ہیں کہ ان کا انکار قطعی ناممکن ہو جاتا ہے۔ حضرت ام کلثومؓ کا حضرت عمرؓ سے نکاح بھی اسی قسم کا واقعہ تھا چنانچہ اس کو بہت شہرت حاصل ہوئی کہ شیعہ مصنفین کے لئے اس کے انکار کی کوئی گنجائش موجود نہ تھی۔ لہٰذا اُن کو اقرار کرنا پڑا۔

۳۔ احادیث کی معتبر ترین کتابیں صحاح ستّہ، صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ترمذی، سنن ابی داؤد مؤطا امام مالک، سنن نسائی ۳۰۰ھ سے پہلے مرتب ہو چکی تھیں۔ امام بخاریؒ سے ۷۰ ہزار لوگوں سے زیادہ آدمیوں نے حدیث حاصل کی، پھر اُن کے شاگردوں کے جو شاگرد ہوئے اُن کا احاطہ ہی دشوار ہے۔ اور ۱۵۰ھ کے بعد تو تفسیر، حدیث، فقہ، سیرت، تاریخ اور اسماء الرجال کے موضوع پر مستقل کتابیں مرتب و مدوّن ہونے لگیں۔ تہذیب التہذیب اور مقدمہ فتح الباری شرح بخاری میں ہے کہ ۱۴۱ھ میں موسیٰ بن عقبہ نے وفات کی تو اس وقت وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مغازی پر کتاب لکھ چکے تھے، اب دور جانے کی ضرورت نہیں، ہمارے سندھ کو ہی دیکھئے ابو معشر نجیح بن عبدالرحمٰن سندھی مدنی متوفی ۱۷۰ھ بھی کتاب المغازی لکھ چکے تھے۔ (خلافتِ عباسیہ اور ہندوستان ص۵۲۶، از قاضی اطہر مبارکپوری)

اس کے علاوہ تاریخ طبری از ابن جریر طبری، کتاب الثقاۃ از علامہ ابن حبان، کتاب المعارف، از علامہ ابن قتیبہ وغیرہ بھی ۲۶۰ھ سے پہلے لکھی جا چکی تھیں، ان تمام کتابوں میں سیّدہ ام کلثومؓ کا حضرت عمرؓ سے نکاح کا ذکر موجود ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے:

قال ثعلبة بن ابی مالك: ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنه قسم مروطًا بين نساء من نساء اهل المدينة فبقي منها مرط جيد، فقال له بعض من عنده: يا امير المؤمنين اعط هذا بنت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم التی عندك يريدون ام كلثوم بنت علی، فقال عمر ام سليط

ثعلبہ بن مالک نے کہا کہ حضرت عمرؓ نے کچھ چادریں مدینہ کی عورتوں میں تقسیم کیں جن میں سے ایک عمدہ چادر بچ گئی تو حاضرین لوگوں میں سے کسی نے کہا کہ آے امیر المؤمنین یہ چادر آپ حضور علیہ السلام کی نواسی جو آپ کے گھر میں ہے، اسکو دے دو، اس سے ان کی مراد ام کلثوم بنت علی تھی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ (نہیں بلکہ

أحق به منها و أم سليط من نساء الانصار ممن بايع رسول الله صلى الله عليه وسلم قال عمر: فانها كانت تزفر لنا القرب يوم أحد

(بخاری ص ۴۰۳)

ام سلیط اس کی زیادہ مستحق ہے، ام سلیط انصاریہ عورت تھیں جس نے حضور علیہ السلام سے بیعت کی تھی، حضرت عمرؓ نے مزید فرمایا کہ بے شک یہ احد کے دن ہمارے لئے پانی کی مشکیں بھر کر لاتی تھیں۔

۲۔ کتاب الثقاۃ میں ہے:

ثم تزوج عمر أم كلثوم بنت علي بن ابي طالب وهي من فاطمة و دخل بها في شهر ذي القعدة

(بحوالہ حاشیہ "الفاروق" از علامہ شبلیؒ ص ۶۶۶ مطبوعہ کتب خانہ صدیقیہ ملتان ۱۹۵۲ء)

پھر حضرت عمرؓ نے ام کلثومؓ بنت علیؓ سے نکاح کیا اور وہ حضرت فاطمہؓ سے تھی اور ذوالقعدہ کے مہینہ میں حضرت عمرؓ نے اس سے مجامعت کی۔

۳۔ عبداللہ بن مسلم ابن قتیبہ متوفی ۲۷۸ھ اپنی تصنیف "المعارف" میں لکھتے ہیں:

وفاطمة وزيد و أمها ام كلثوم بنت علي بن أبي طالب من فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم

(بحوالہ حاشیہ "الفاروق" از علامہ شبلی ص ۶۶۶ مطبوعہ کتب خانہ صدیقیہ ملتان، ۱۹۵۲ء)

اور فاطمہ اور زید کی ماں ام کلثوم جو علی بن ابی طالبؓ کی بیٹی تھی یہ حضور علیہ السلام کی بیٹی حضرت فاطمہؓ سے تھی۔

۴۔ علامہ ابن قتیبہؒ کی مشہورِ زمانہ کتاب "المعارف" میں حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر پہلی صدی ہجری تک کے مشہور انبیاءؑ اور ان کی اولاد، صحابہؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ وغیرہ کے حالات بیان کئے گئے ہیں اسی کتاب میں حضرت عمرؓ کا بی بی ام کلثومؓ سے نکاح اور ان کی اولاد کا ذکر ملتا ہے (دیکھئے ص ۱۷۸ اور ص ۳۱۴، کتاب المعارف مترجم سلام اللہ صدیقی)۔ ص ۳۱۴ پر مترجم نے شیعوں کی معتبر کتب کا حوالہ بھی دیا ہے جن میں اس نکاح کا ثبوت موجود ہے۔

اب جبکہ سنیوں کی تمام حدیث، تفسیر، فقہ، تاریخ، انساب وغیرہ کتب میں فاروق اعظمؓ کا ام کلثوم بنت سیدہ فاطمہؓ سے نکاح کا ثبوت پہلے لکھا جا چکا تھا، تو پھر بعد میں شیعوں کیلئے اپنا جرٹو مذہب تصنیف کرتے وقت تین صورتیں تھیں: (۱) سیدنا علیؓ اور سیدہ فاطمہؓ کی اس بیٹی کا ہی شروع سے انکار کریں کہ اس نام کی کوئی عورت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کی بیٹی نہیں۔

(۲) یہ لوگ اس نکاح کا انکار کریں (۳) اس موضوع پر خاموشی اختیار کریں۔ لیکن ان لوگوں کے لئے یہ تینوں صورتیں مشکل تھیں، کیونکہ ان کو خطرہ تھا کہ یہ انتہائی مشہور اور سچا واقعہ ہے تو لوگ اس کا انکار کیسے کریں گے اور ہماری بات کس طرح مانیں گے، کیونکہ ہر ایک کو معلوم تھا کہ یہ ایک پاکیزہ رشتہ تھا جو کہ فریقین کی رضا و رغبت سے قائم ہوا تھا۔ حضرت فاروق اعظمؓ جیسے معزز ترین صحابی اور خلیفہ راشد، متقی اور دیانت دار انسان سے سیدنا علیؓ اور سیدہ خاتون جنتؓ کی صاحبزادی ام کلثومؓ کا نکاح ان کے لئے کوئی معمولی بات نہیں تھی، تو وہ کس طرح انکار کرسکتے تھے۔ اور اگر اس واقعہ پر خاموشی اختیار کریں اور اس کو سچا سمجھیں تو ایسا کرنا ان کے لئے موت کا پیغام قبول کرنے کے مترادف تھا، تو شیعوں نے اس نکاح کا انکار نہیں کیا، بلکہ جس طرح گیارہویں صدی ہجری کے اوائل تک ان لوگوں نے حضور علیہ السلام کی چار بیٹیوں اور ان میں سے دو کے ساتھ حضرت عثمان کے نکاح کا بھی اقرار کیا، اسی طرح حضرت فاروق اعظمؓ سے حضرت ام کلثومؓ کے نکاح کا بھی اقرار کیا لیکن اس واقعہ کو اپنے استاد اول عبداللہ بن سبا یہودی کے بتلائے ہوئے سبق کی طرف لے گئے۔ اس کا سبق تھا کہ حضور علیہ السلام کے صحابہؓ نے سیدنا علیؓ سے زیادتیاں کیں، آپ پر بڑے بڑے ظلم کئے، آپ سے خلافت کا حق چھین لیا وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح شیعوں نے حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کی بیٹی ام کلثومؓ سے حضرت عمرؓ کے نکاح کو غاصبانہ واقعہ کا رنگ دیا۔ چنانچہ شیعوں کے مشہور اور معتبر ترین مصنف ابوجعفر کلینی اور دوسرے نامور شیعہ عالموں نے اس نکاح کے بارے میں اپنی گندی ذہنیت سے روایات تراش کر ائمہ کی طرف منسوب کرکے بیان کردیں۔ ان روایات سے سیدنا علیؓ کی شان میں جو گستاخیاں ظاہر ہوتی ہیں اور جو بدترین الزامات عائد ہوتے ہیں وہ آپ آگے ملاحظہ کرکے ان کی خباثت باطنی اور صحابہ دشمنی کا اندازہ لگاسکیں گے۔

۱۰۔ حضرت عمرؓ کے ساتھ نکاح ام کلثومؓ کے بارے میں کیا کہا گیا ہے؟ حضرت ام کلثومؓ بنت علیؓ کا امیرالمؤمنین عمر بن الخطابؓ سے نکاح ۱۷ھ میں ہوا، آج ۱۴۱۲ھ ہے یعنی اس وقت اس واقعہ کو ایک ہزار تین سو ستانوے برس ہوئے، اتنے طویل عرصہ میں کسی بھی شیعہ عالم نے اس نکاح کا انکار نہیں کیا، چنانچہ شیعہ مذہب کی مستند و معروف کتاب "الجامع الکافی" جس کے بارے میں شیعوں کے امام غائب یا امام العصر، صاحب زماں جو ۲۶۰ھ سے آج تک غائب ہیں انہوں نے

یہ تعریفانہ الفاظ کہے ہیں کہ ھذا کاف لشیعتنا یعنی یہ کتاب "الجامع الکافی" ہمارے شیعوں کے لئے کافی ہے۔ اسی کتاب کا ایک باب ہے "باب تزویج ام کلثوم" یعنی ام کلثوم کے نکاح کے بارے میں باب۔ اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ یہ واقعہ کس طرح صحیح اور مشہور ہے۔ اب شیعہ اس نکاح کو کس حیثیت سے مانتے ہیں اس کے لئے انہوں نے کیا نازیبا تاویل کی ہے، چنانچہ چند عبارات ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ شیعوں کی مستند ترین کتاب الجامع الکافی کی فروع کافی جلد پنجم کے باب تزویج ام کلثوم میں امام جعفر صادق کی طرف منسوب یہ روایت موجود ہے:

عن زرارۃ عن ابی عبد اللہ فی تزویج ام کلثوم فقال ان ذلک فرج غصبناہ۔	زرارہ امام جعفر صادقؒ سے روایت کرتے ہیں کہ نکاح ام کلثومؓ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؒ نے فرمایا کہ یہ وہ شرمگاہ ہے جو ہم سے زبردستی چھین لی گئی۔

[فروع کافی ج ۵ ص۳۴۶ طبع تہران۔ ایران ۱۳۹۱ھ
فوٹو دیکھیں ص۷۳۴ پر]

اس روایت پر کیا کہا جائے اور کیا تبصرہ کیا جائے۔ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ یہ روایت پیش کر کے پھر لکھتے ہیں:

ان الفاظ کے سننے سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، ان محبت کے دعوے داروں پر تف ہے جو عمرؓ کی عداوت کی خاطر اس قسم کی خرافات کی نسبت ائمہ کی طرف کرتے ہیں۔

(خلاصہ تحفہ اثنا عشریہ اردو ص۵۷۲)

ذہن میں رہے کہ شیعوں کی ایسی روایات کے اوپر ہمارے علماء اہل سنت والجماعت مثلاً نواب محسن الملک مہدی علی خانؒ، مولانا چراغ الدینؒ، مولانا محمد صدیقؒ، مولانا عبد الشکور لکھنویؒ، مولانا اکرم الدین دبیرؒ، مولانا عبد الوہاب گلال، مولانا محمد منظور نعمانی نے اپنی تصنیفات میں سخت احتجاج کیا ہے اور شرافت کی حدود کی پاسداری کرتے ہوئے نہایت معقول علمی تنقید کی ہے۔ اس سے ان کے دو مقصد ہیں:-

۱۔ اس مبارک نکاح سے یہ ثابت کرنا کہ حضرت علیؓ کے نزدیک حضرت فاروق اعظمؓ مومن صادق اور اعلیٰ شرف کے لائق تھے کہ خلیفہ چہارم نے اپنی بیٹی اور حضرات حسنینؓ کی حقیقی بہن کا رشتہ

حضرت عمرؓ کو دیا

(۴) حضرت علیؓ کا حضرت عمرؓ سے باہمی تعلق اور دلی محبت تھی جس کی وجہ سے یہ مبارک رشتہ وجود میں آیا۔

ظاہر ہے اگر یہ باتیں نہ ہوتیں، یا ان میں سے کوئی ایک بات مفقود ہوتی تو یہ رشتہ وجود میں نہ آتا۔ یہ بات سمجھنا اتنی آسان ہے کہ کوئی بھی منصف مزاج آدمی اس کا انکار نہیں کرسکتا۔

اگرچہ ہمارے سنّی علماء نے شیعہ مذہب کے مصنفین کی اس روایت کو امام جعفر صادقؒ پر ایک بڑا بہتان تصور کیا ہے اور بے شک یہ الفاظ امام جعفر صادقؒ کے قطعاً نہیں ہوسکتے بلکہ یہ الفاظ شیعہ مذہب کے مصنّفین کے ہیں جو انھوں نے امام جعفر صادقؒ کی طرف منسوب کئے ہیں۔ باوجود اس کے یہاں یہ بات نوٹ کرنے کی ہے کہ اس روایت میں امام جعفر صادقؒ سے اس نکاح کے بارے میں چند شیعوں نے معلومات حاصل کرنی چاہی ہے جس کا یہ مطلب ہوا کہ اُس وقت اس مبارک رشتہ کی بات اتنی شہرت حاصل کرچکی تھی جو کہ اسوقت اس حقیقت کا انکار کرنا یا اس کو نظر انداز کرنا یا چھپانا بہرحال شیعہ مذہب کے بانیوں کے بس کی بات نہ تھی۔

۲۔ فروع کافی جلد ۵ میں یہ روایت بھی امام جعفر صادقؒ کے نام سے منسوب کردہ ہے۔

عن هشام بن سالم عن ابى عبد الله عليه السلام قال لمّا خطب اليه قال له امير المؤمنين انّها صبيّة قال فلقى العبّاس فقال له مالى أبى بأس ؟ قال وما ذلك ؟ قال خطبتُ الى ابن اخيك فردّنى اما والله لأعودنّ زمزم ولا ادع لكم مكرمة الا هدمتها ولأقيمنّ عليه شاهدين بانه سرق ولأقطعنّ يمينه

ھشام بن سالم نے امام جعفر صادقؒ سے روایت کی ہے کہ جب جناب امیرؓ سے ام کلثومؓ کا رشتہ مانگا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ چھوٹی بچی ہے، پھر امام جعفر صادقؒ نے فرمایا کہ عمرؓ حضرت عباسؓ سے ملے اور ان سے کہا کہ میرے اندر کوئی نقص ہے کیا ؟ عباسؓ نے پوچھا کیا بات ہے ؟ عمر نے کہا کہ میں نے تیری بھتیجی کا رشتہ (علیؓ سے) مانگا تو اس نے انکار کردیا، اللہ کی قسم میں زمزم واپس لوں گا اور تیرے تمام عزیزوں کو مٹا دوں گا اور علی پر دو چوری

فأتاه العباس فأخبره وسأله أن يجعل الأمر إليه فجعله إليه۔

{فروع کافی ج ۵ ص ۳۴۶ طبع تہران ایران ۱۳۹۱ھ فوٹو دیکھیں ص ۴۳۲ پر}

کے گواہ کھڑے کر کے ان کے ہاتھ کاٹ لوں گا۔ بعد میں حضرت عباسؓ، حضرت علیؓ کے پاس آئے اور ان کو کہا کہ اس رشتہ کے لئے آپ مجھے وکیل بنادیں، حضرت علیؓ نے اُن کو اجازت دی اور نکاح کیا گیا۔

دوستو! جو ہستی پورے عالم اسلام میں حیدر کرار، شیر خدا، فاتح خیبر کے القاب سے پہچانی جائے جس نے اپنا پورا دورِ خلافت تقریباً پونے پانچ سال میدانِ جنگ میں گزارا ہو اس کی سیرت، جو شیعہ مذہب کے مجتہدین اور مصنفین دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں اس کا اندازہ آپ خود روایت نمبر ایک اور دو سے لگائیں۔

۳۔ شیعہ مجتہد ابو جعفر محمد بن الحسن الطوسی متوفی ۴۶۰ھ کی مشہور کتاب "تہذیب الاحکام" جو کہ شیعوں کے اصول اربعہ میں داخل ہے، اس میں حضرت امام جعفر صادقؒ سے منسوب روایت ہے کہ:

عن سليمان بن خالد قال سئلت اباعبد الله عليه السلام عن امرأة توفي عنها زوجها اين تعتد في بيت زوجها أو حيث شاءت قال بل حيث شاءت ثم قال إن علياً عليه السلام لما توفي عمر أتى أم كلثوم فاخذ بيدها فانطلق بها إلى بيته۔

{تھذیب الاحکام جلد ۸ ص ۱۶۱ طبع تہران ۱۳۹۰ھ فوٹو دیکھئے ص ۴۳۹ پر ۔ فروع کافی جلد ۶ ص ۱۱۵ طبع تہران ۱۳۹۱ھ}

سلیمان بن خالد سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؒ سے پوچھا کہ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے تو وہ عدت کہاں گذارے خاوند کے گھر میں یا جہاں وہ چاہے؟ امام صاحب نے فرمایا کہ جہاں اس کا دل چاہے۔ پھر آپ نے بطور ثبوت فرمایا کہ جب (حضرت) عمرؓ نے وفات پائی تو حضرت علیؓ ام کلثومؓ کے پاس گئے اور اُس کو ہاتھ سے پکڑ کر اپنے گھر لے آئے۔

۴۔ شیعہ مجتہد علامہ قاضی نور اللہ شوستری اپنی کتاب مجالس المومنین میں لکھتا ہے:

محمد بن جعفر الطيار بعد از فوت عمر بن خطاب بشرف مصاهرت حضرت امیر المومنین مشرف گشته ام کلثوم را که از روئے اکراه درحبالۂ عمر بود تزویج بود۔ (مجالس المومنین از قاضی نور اللہ شوستری بروایت آیات بینات، جلد اول ص ۱۴۱)

محمد بن جعفر طیار کو بعد وفات حضرت عمرؓ کے، حضرت علیؓ کے داماد ہونے کا شرف حاصل ہوا، ام کلثوم کو حضرت عمرؓ نے اپنے نکاح میں زبردستی رکھا تھا۔

۵۔ سابقہ شیعہ مجتہد بعد میں سُنّی عالم نواب محسن الملک محمد مہدی علی خاں صاحب آیات بیّنات جلد اول کے ص۱۷۱ میں ابوالحسن علی بن اسماعیل شیعی کی کتاب ازالۃ الغین کے حوالے سے لکھتے ہیں :۔

اورا از چند امر پرسیدند کہ از آن جملہ مقدمۂ نکاح خلیفۂ ثانی است، جواب داد کہ دادنِ دختر بہ عمر کہ جناب امیرالمومنین را اتفاق داد بایں جہت بود کہ اظہارِ شہادتین مینمود وزبان اقرار بہ فضیلتِ رسول می کشود

(ازالۃ الغین بحوالہ آیات بینات جلد اول ص۱۷۱ از نواب محسن الملک محمد مہدی علی خاں)

ابوالحسن بن اسماعیل سے لوگوں نے چند باتوں کے بارے میں پوچھا، ان میں سے ایک بات خلیفۂ ثانی عمرؓ کے نکاح کے بارے میں تھی، تو اُس نے جواب دیا کہ حضرت علیؓ کو اپنی بیٹی عمرؓ کو دینے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ عمر کلمہ شہادت کا اظہار کرتا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا زبان سے اقرار کرتا تھا۔

۶۔ شیعہ مجتہد مولوی دلدار علی "مواعظِ حسینیہ" میں لکھتے ہیں :

تزویج ام کلثوم باختیار حضرت امیر نہ شد، الی قولہ بالفرض اگر باختیار ہم باشد عقل این را قبیح نمی سازد کہ نکاح مخالفین جائز باشد بلکہ عقل تجویز می کند کہ حضرت حق تعالیٰ مباح سازد برائے ما نکاح کردن را با کفار چہ قباحتِ نکاح با کفار عقلی نیست مثل قبحِ ظلم وقتل و امثال آن وچہ گونہ عقلی باشد و حالانکہ معلوم است کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم دختر خود را با کفار تزویج کردہ وھرگاہ حقیقتِ حال چنین باشد پس چہ قباحت است در این کہ جناب امیر علیہ السلام تزویج نماید دختر خود را با کسے کہ بظاہر مسلمان باشد۔ (مواعظ حسینیہ و ازالۃ الغین بحوالہ آیات بینات جلد اول ص۱۷۴)

ام کلثومؓ کا نکاح حضرت علیؓ کی مرضی سے نہیں ہوا، الی قولہ بالفرض اگر آپ کی مرضی سے ہوا بھی تو عقل اس کو بُرا نہیں سمجھتی کیونکہ دشمن سے نکاح کرنا جائز ہے، لیکن عقل تو یہ تجویز پیش کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو مباح فرمائے، آخر کافروں سے نکاح کرنے میں کیا بُرائی ہے؟ کفار سے نکاح کرنا اتنا بُرا نہیں ہے جتنا ظلم اور قتل کرنا وغیرہ یہ کس طرح معقول ہوگا، حالانکہ یہ بات ہر ایک کو معلوم ہے کہ رسول خداؐ نے اپنی بیٹیوں کا نکاح کفار سے کیا۔ جب یہ حقیقت ہے تو پھر حضرت علیؓ جس نے اپنی بیٹی ایک ایسے شخص کو دی جو کہ بظاہر مسلمان تھا تو پھر اس میں کیا بُرائی ہے؟

جب شیعہ مذہب کے مجتہدین اور محدثین علماء نے دیکھا کہ سیدہ ام کلثومؓ بنت حضرت علیؓ سے حضرت عمرؓ کا نکاح اُن کے باطل مذہب کو برباد کرتا ہے تو انھوں نے اس کو بربادی سے بچانے کے لیے، اس عبارت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیٹی سے زیادہ بیٹیوں کا اقرار کیا اور حضور علیہ السلام اور حضرت علیؓ دونوں کو ایک ہی عمل کا مرتکب بنا کر دکھایا ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نعوذ باللہ اپنی بیٹیوں کا نکاح کافروں سے کیا تو علیؓ نے اگر ام کلثومؓ کا نکاح بظاہر مسلمان عمرؓ سے کیا تو اس میں کیا قباحت ہے؟ استغفراللہ، نعوذ باللہ من شرورہم۔

بس دوستو! یہ ہے اہل بیت کی محبت کے دعوے داروں کا اصل ایمان اور مذہب۔

۷۔ آیات بینات میں قاضی نور اللہ شوستری کی تصنیف "مصائب النواصب" کے فارسی ترجمہ ازالۃ الغین سے لکھا گیا ہے کہ:۔

چون عمر خواستگاری ام کلثوم نمود علی متفکر شدہ گفت اگر مانع شوم او قصد قتل من خواہد کرد واگر قصد قتل من کند و ممانعت کنم او را از نفس خود، بیرون رفتن است از طاعت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم و مخالف وصیت او می کنم و داخل می شود در دین آنچہ مذکور کرد از ان رسول خدا پس تسلیم بنت در این حال اصلح بود از قتل او و بیرون رفتن از وصیت رسول خدا پس تفویض نمود امر او را بخدا و دانستہ بود کہ آنچہ عمر غصب کرد از اموال مسلمانان و ارتکاب کرد از انکار حق او و قعود بجاء رسول خداؐ و تمیز احکام الٰہی و تبدیل فرائض خدا۔

جب عمرؓ نے ام کلثومؓ کا رشتہ طلب کیا تو علیؓ فکر مند ہو گئے کہ اگر انکار کروں گا تو عمر قتل کا ارادہ کرے گا اور اگر اس نے میرے قتل کا ارادہ کیا اور میں نے اپنے دفاع کے لئے مقابلہ کیا تو رسول خداؐ کی اطاعت سے خارج ہو جاؤں گا جو بات وصیت کے خلاف ہے اور ان لوگوں میں سے سمجھا جاؤں گا جن کا ذکر رسول خداؐ نے کیا ہے اور میرا ایسی حالت میں قتل ہونے اور پیغمبر کریم کی وصیت کو چھوڑ دینے سے بیٹی دینا زیادہ بہتر تھی۔ پھر بس (علی) نے اپنا معاملہ اللہ کے حوالہ کیا یہ سمجھ کر کہ عمر جو کچھ غصب کرتا ہے وہ مسلمانوں کے مال میں سے ہے اور یہ انکار ہے حق کا اور رسولؐ کی نیابت کا اور اللہ کے احکام میں تغیر اور اللہ کے فرض میں تبدیلی ہے۔

(ازالۃ الغین بحوالہ آیات بینات، جلد اول ص۲۰)

۸۔ شیعوں کی معتبر کتاب تہذیب الاحکام میں ہے کہ:۔

عن جعفرعن أبيہ قال ماتت امّ کلثوم بنت علیؑ و ابنھا زید بن عمر بن الخطاب فی ساعة واحدة ۔ (تہذیب الاحکام ص۲۶۲-۲۶۳ ج۹)

(فوٹو دیکھیں ص۵۰۱ ص۵۰۲ پر)

حضرت امام جعفر صادقؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ امّ کلثومؓ بنت علیؓ اور اس کا بیٹا زید بن عمرؓ بن خطاب ایک ہی ساعت میں فوت ہوئے۔

میں نے یہاں شیعوں کی معتبر ترین کتابوں سے آٹھ روایتیں اس کے ثبوت میں پیش کی ہیں کہ سیدنا عمر فاروقؓ کا سیدہ امّ کلثومؓ بنت علیؓ و سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ سے نکاح ہوا تھا۔ ان روایات میں شیعہ مجتہدین نے جو گندی، حیا سوز اور بے ہودہ تاویلات کی ہیں وہ بھی آپ نے پڑھیں۔ میں نے صرف پہلی روایت پر مختصر تبصرہ کیا ہے، باقی کوئی تبصرہ کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔

آخر میں اسی موضوع پر نواب محسن الملک سید محمد مھدی علی خاں صاحب کا تبصرہ پیش کیا جاتا ہے کیونکہ نواب صاحب شروع میں شیعہ مجتہد تھے بعد میں شیعہ مذہب کو باطل سمجھ کر سنی مذہب کو قبول کیا اس لئے یہ عالم شیعہ مذہب کے ذرہ ذرہ سے واقف ہے۔ آپ آیات بینات جلد اول ص۱۹۹-۲۰۰ میں لکھتے ہیں:

"اور اُن صدہا اوراق کو جو اس نکاح کی توجیہ کے لئے ہیں کس آنکھ کے پانی سے دھوئیں گے، اگر نفس الامر یہی ہے کہ حضرت علیؓ حضرت عمرؓ سے راضی اور حضرت عمرؓ حضرت علیؓ سے خوش تھے اور دونوں ایمان اور اخلاص میں ایک دوسرے پر بھروسہ رکھتے تھے اس لئے اپنی خوشی سے نکاح کر دیا تو بس جھگڑا طے ہوا لیکن مذہب تشیع کا بطلان کالشمس فی نصف النہار ثابت ہوا۔ اگر حقیقت میں یہ بات جو ہم نے بیان کی حضرات شیعہ تسلیم کرلیں تو اُن کو سوائے اپنے مذہب کے چھوڑنے کے دوسرا چارہ نہیں۔" آگے فرماتے ہیں:

"اور اسی واسطے اُن کے علماء نے ہزاروں قسم کی تاویلات فرما دیں جن کی ضرورت نہ تھی لیکن اصل حقیقت کے بیان کرنے سے چشم پوشی کی کسی نے عذر خوفِ جان کا بیان کیا کسی نے اس کو صبر و تحمل پر محمول کیا، کسی نے اس کے معارضے میں حضرت لوط علیہ السلام کے قصہ کو پیش کیا[1] کسی نے حضرت ابراھیمؑ کی

[1] نواب محسن الملک محمد مہدی علی خاں نے شیعوں کی تفاسیر کے حوالوں سے لکھا ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کے زمانے میں کافروں سے مومنہ عورت کا نکاح جائز تھا اور حضرت لوط علیہ السلام کا اپنی قوم کو کہنے کا مقصد یہ تھا تم میری بیٹیوں سے نکاح کر دو یہ تمہارے لئے پاکیزہ ہیں۔ قرآن کے الفاظ ہیں هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ (سورۃ الھود آیت ۷۸) اور نکاح کے سوا یہ رشتہ پاکیزہ نہیں رہتا۔

بی بی سارہ کے پکڑے جانے پر بطور نظیر کے بیان کیا[1] کسی نے حضرت امّ کلثوم رضؓ کی شکل پر جنّیہ کی شکل ہونے کا دعوٰی کیا۔ بہرحال سب نظیریں اور مثالیں اور حکایتیں بیان کرنا اور اس کے عذرات اور وجوہات پیش کرنا بلکہ اس نکاح کو مثل مردار کے کھانے کے جو ضرورتًا شرعًا حلال ہو جاتا ہے سمجھنا کس لئے ہے، اِس لئے تا کہ یہ ثابت نہ ہو کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ لائق زوجیت حضرت امّ کلثوم رضؓ کے تھے اور حضرت علی رضؓ نے خوشی سے اُن کے ساتھ نکاح کیا۔ پس ایک حضرت عمر رضؓ کی فضیلت سے انکار کے واسطے کیا کیا توجیہات کی ہیں اور کیسے کیسے الزام حضرات اہل بیت رضؓ پر دے دئے ہیں کہ کچھ بھی ہو، خواہ اہل بیت بدنام ہوں، خواہ اُن کی بنات طیّبات مغضوبہ ٹھہریں، خواہ اُن کے اولیاء پر وقاحت کا الزام آوے سب کچھ منظور اور قبول ہے لیکن حضرت عمر رضؓ کی فضیلت کا اقرار نہ کیا کرتے ہیں نہ کریں گے۔" (آیاتِ بینات جلد اول صفحہ ۲۹۹ - ۳۰۰)

۴۔ ظالموں کیطرف مائل ہونے والوں کے لئے سخت عذاب کی وعید اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے (قرآن)

شیعہ علماء کہتے ہیں کہ حضرت علی رضؓ کو ڈر تھا کہ اگر وہ حضرت عمر رضؓ کو اپنی بیٹی کا رشتہ نہیں دیں گے تو اُن سے زم زم لے لیا جائے گا یا اُن کو حضرت عمر رضؓ قتل کرا دیں گے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت علی کو یہ وصیت کی ہوئی تھی کہ تمہارے گھر والوں کے اوپر جو کچھ بھی ہو کر گزرے لیکن تم صبر کرتے رہنا (نعوذ باللہ) یہ ایسے الزامات ہیں جو آجکل کی پندرھویں صدی کے کسی انسان کے لئے بھی تسلیم نہیں کئے جاسکتے تو پھر سیدنا علی رضؓ حیدر کرار شیر خدا کے بارے میں اس طرح بدنامی کے بے ہودہ بیانات کس طرح قبول کئے جاسکتے ہیں۔ پھر نہ معلوم شیعہ عالم، عام شیعوں کو کس طرح بے وقوف بنا کر ایسی باتوں پر مطمئن کر رہے ہیں اور وہ بھی مطمئن ہو رہے ہیں۔

ایک طرف تو حضرت علی رضؓ اپنی خلافت تقریبًا پونے پانچ برس میدانِ جنگ میں رہے ہیں اور آپ کی تلوار نیام میں بھی نہیں جاتی، دوسری طرف خود آپ کے اوپر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر یہ جھوٹ باندھا اور تسلیم کرایا جاتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے ان کو یہ وصیت کی تھی کہ آپ کے گھر والوں پر جو بھی ہو گذرے آپ صبر ہی صبر کرتے رہیں (نعوذ باللہ)۔ ہے کوئی ان سے پوچھنے والا؟

---

[1] نواب صاحب یہاں لکھتے ہیں کہ ان کی معتبر تفاسیر میں یہ جھوٹا قصہ بیان کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بی بی سارہ بہت خوبصورت تھیں اور یہ مصر کے جابر بادشاہ کو پسند آگئی اور اس نے اپنے آدمیوں کو بھیجا وہ حضرت ابراہیم عؑ کی موجودگی میں بی بی صاحبہ کو زبردستی لے گئے (نعوذ باللہ) (آیاتِ بینات ج-۱ صفحہ ۱۹۷-۱۹۸)

قرآن کریم میں ارشادِ خداوندی ہے :-

وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ○ (ھود - آیت ۱۱۳ - رکوع ۱۰)

اور جو لوگ ظالم ہیں ان کی طرف مائل نہ ہو، ورنہ آگ تم کو چھوئے گی اور اللہ کے سوا نہ کوئی تمہارا حمایتی ہوگا نہ پھر تمہاری مدد کی جائے گی۔

(ترجمہ بلفظہ شیعہ تفسیر مقبول ص۳۷۲)

اس آیت کے الفاظ کے بارے میں شیعہ مفسر نے کسی بھی تحریف اور تبدیلی کا ذکر نہیں کیا ہے بخلاف دوسری کئی آیتوں کے جن کے لئے اس تفسیر میں جابجا تحریف اور تبدیلی کی نشاندہی ہوتی ہے، تو پھر معلوم ہوا کہ شیعہ کے عقیدہ کی رو سے اس آیت میں کوئی تحریف نہیں کی گئی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر بقول شیعہ حضرت عمرؓ ظالم اور جابر تھے تو پھر حضرت علیؓ نے مذکورہ قرآنی آیت کی کیوں خلاف ورزی کرکے حضرت عمرؓ کو اپنی بیٹی ام کلثومؓ کا رشتہ دیا؟ ظاہر ہے کہ سیدنا علیؓ آیتِ قرآنی کی خلاف ورزی کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے، تو پھر حضرت عمرؓ بھی ظالم اور جابر نہیں بلکہ مومنِ صادق اور سچے مسلمان تھے اس لئے سیدنا علیؓ نے آپ کو اپنا داماد بنایا۔

شیعہ مذہب کے بانیوں نے جب تمام صحابہؓ کو مرتد، کافر، غاصب اور مفاد پرست کہکر قرآن و سنت کا انکار کیا کیونکہ ان کے راوی اور اولین مخاطب صحابہ کرامؓ ہی ہیں تو پھر شیعوں کو لازمی طور پر اس مبارک رشتہ کو بھی غلط رنگ میں پیش کرنا مقصود تھا لہٰذا انھوں نے ایسا ہی کیا۔ انتہائی بے ہودہ روایات تراش کر اماموں کی طرف منسوب کرکے عوام الناس میں مشہور کیں اور شیعہ مذہب کو بربادی سے بچانے کے لئے اہل بیت کی عزت، عظمت اور عصمت اور غیرتِ ایمانی پر شدید بے ہودہ حملے کئے اور اپنے زعم میں شیعہ مذہب کے دفاع کا سامان مہیا کیا جیسا کہ آپ نے مندرجہ حقائق سے معلوم کیا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے :

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ

(النور ۲۶)

ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لئے ہیں اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لئے ہیں اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لئے ہیں۔

اب آپ اس آیت کریمہ کو سامنے رکھ کر بغور سوچیں اور خود فیصلہ کریں کہ سیّدنا علیؓ کی پاک بیٹی، حضرات حسنینؓ کی حقیقی بہن کو اگر کوئی ظالم، غاصب، مرتد اور کافر زبردستی چھین کر اپنے پاس رکھے تو کیا حضرت علیؓ اور حضرات حسنینؓ خاموش ہو کر بیٹھ جائینگے؟ کیا آپ یہ بات تسلیم کر سکتے ہیں؟؟ نہیں ہر گز نہیں! تو معلوم ہوا کہ شیعوں کی روایات خود ساختہ اور جھوٹی ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت عمرؓ مؤمن صادق اور متقی پرہیزگار صحابی رسولؐ تھے جس کو حضرت علیؓ نے اپنی بیٹی رضا و رغبت سے نکاح میں دی تھی اور حضرت عمرؓ کو ان سے ایک بیٹا بنام زید بھی ہوا تھا۔

باقی رہی دوسری بات کہ بقول شیعہ حضرت علیؓ کو حضورؐ کی وصیت تھی کہ تمہارے گھر والوں پر جو کچھ بھی ہو تم صبر کرتے رہو، تو اس کے بارے میں مندرجہ ذیل باتیں قابلِ غور ہیں:۔

(۱) حضور علیہ السلام کی ذات گرامی کے لئے تو یہ تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا کہ آپ کی کوئی بات یا وصیت قرآن کریم کے واضح احکام کے خلاف ہوگی، چنانچہ یہ وصیت قرآن کریم کی تعلیم کے صریحاً خلاف ہے لہذا یہ حضورؐ کی تعلیم نہیں ہو سکتی بلکہ یہ شیعوں کا آپ کی ذات گرامی پر بہتان ہے جس کی سزا جہنم ہے۔

(۲) اگر شیعوں کے بقول یہ وصیت حضرت علیؓ کو کی گئی کہ اگر آپ کے گھر والوں کی عزت و آبرو پر بھی حملہ کیا جائے تو آپ خاموش رہیں تو پھر یہ شیعوں کی سنتِ جاریہ ہونی چاہیے پھر میں پوچھتا ہوں کہ حضرت علیؓ کی اس سنتِ جاریہ پر کتنے شیعہ علماء نے عمل کیا ہے؟ اُن کے نام اور واقعات بیان کئے جائیں، اگر ایسی بیہودہ باتیں آپ خود قبول نہیں کر سکتے اور نہ دوسروں کو بتا سکتے ہو تو پھر اہل بیت رسولؐ کے لئے یہ باتیں کہتے ہوئے کیا تمہیں شرم نہیں آتی؟ کچھ تو شرم اور حیا کرو!

آخر میں موضوع کا اختتام اس پر کیا جاتا ہے کہ سیّدنا علیؓ کی نظر میں سیدنا عمرؓ مؤمنِ صادق اور جلیل القدر صحابی رسولؐ تھے، اور آپ نے اپنی خوشی سے اپنی بیٹی سیّدہ ام کلثومؓ کا حضرت عمرؓ سے عقدِ نکاح کرایا۔ حضرت عمرؓ کو اس پاکدامن بیوی سے ایک فرزند بھی ہوا جس کا نام زید تھا۔ یہ بات مشہور و معروف تھی اس لئے کسی شیعہ نے اس کا انکار نہیں کیا۔ البتہ بیہودہ تاویلات کا سہارا لیکر حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کے بارے میں گندی روایات تراش کر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی۔ اللہ تعالےٰ ہمارے ایمان کی حفاظت فرما، آمین

الحمد للہ

قد تمت الباب التاسع ویلیہ الباب العاشر

باب دہم

شیعہ مذہب میں متعہ کیا ہے، شیعہ مذہب کا متعہ جاہلیت میں بھی زنا تھا۔ قرآن وحدیث اور تاریخی حقائق کی روشنی میں متعہ پر دلچسپ بحث۔

۱۔ اسلام میں نکاح کی اہمیت اور ضرورت شیعہ مذہب میں متعہ کی کیا اہمیت ہے اس پر کچھ لکھنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں نکاح کی اہمیت اور ضرورت اور اس کے لوازمات پر کچھ لکھا جائے۔

دنیا کی تاریخ کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جب سے یہ دنیا معرضِ وجود میں آئی ہے اُسی وقت سے نسب کی حفاظت کا مسئلہ ہمیشہ سے ضروری رہا ہے۔ اسلام میں تو کیا غیر مسلموں مثلاً یہودی، عیسائی، ہندو، سکھ وغیرہ میں بھی نسب کی حفاظت کے لئے اُن کے مذہبی طریقوں اور روایتوں سے اُن میں شادی کے ایسے طریقے مقرر ہیں، جس میں دائمی تعلق کے ارادہ سے اُن میں شادیاں ہوتی رہتی ہیں جن سے اُن کا نسب اور اُن کی نسل قائم ہے۔ ہمارے کانوں میں دائمی رشتہ کے الفاظ جو ہمیشہ سننے میں آتے ہیں مثلاً میاں، بیوی، ماں، باپ، بیٹا، بیٹی، بھائی، بہن، دادا، دادی، نانا، نانی، پوتا، پوتی، نواسہ، نواسی، بہو، بھاوج، چچا، چچی وغیرہ تو یہ سب کے سب رشتے ہر قوم میں اُن کی مذہبی روایات کی بنیاد پر ہونے والی شادیوں کا نتیجہ ہیں اور یہ شادیاں میاں بیوی کے درمیان دائمی تعلق کے طور پر قائم رہتی ہیں۔ شیعہ مذہب کے سوا پوری دنیا میں ایسا کوئی بھی دوسرا مذہب نہیں جس میں نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لئے کسی

عورت سے کچھ معاوضہ طے کرکے ہمبستری کرنے کی اجازت ہو اور اُس کو ایک مذہبی فریضہ اور اُس کے ہر ایک پہلو کے لئے بڑے بڑے اجر بتائے گئے ہوں جیساکہ آپ آگے چل کر شیعوں کی معتبر کتابوں کے حوالوں سے پڑھیں گے۔

اسلام ایک نہایت پاکیزہ، اللہ کا پسندیدہ مذہب ہے، جس میں نکاح کی برکات سے ایک اُجڑا ہوا سنسان اور ویران گھر اور خاندان آباد ہوتا ہے۔ مرد اور عورت کے اس تعلق کو اسلام نے اسی لئے جائز رکھا ہے کہ ایک پاکیزہ معاشرہ کی بنیاد رکھی جائے اور ایک خاندان وجود میں آجائے۔

اسلام نے مرد اور عورت کے جنسی تعلق کو پورا کرنے کا ذریعہ نکاح کو مقرر کیا ہے اور نکاح مخفی طرح اور چھپ کر نہیں کیا جاتا بلکہ ایک ایسے اعلان کے ذریعہ کیا جاتا ہے جس میں مسلمان مرد اور عورت دائمی طرح ساتھ رہنے، انسانی نسل کی پیدائش، پرورش نیز زندگی کی تمام ضروریات کو پورا کرنے کی ذمہ داریوں کو اٹھانے کا اقرار کرتے ہیں۔ اور شریعتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسّلام کی طرف سے مرد اور عورت کے ایک دوسرے پر حقوق و فرائض بھی لازم ہو جاتے ہیں اور یہ سب کچھ گواہوں کی موجودگی میں عمل میں آتا ہے تاکہ اِس جوڑے کے لئے آئندہ کوئی غلط تعلق کی رائے قائم نہ کی جائے کیونکہ یہ میاں بیوی اب ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے کے ہو گئے ہیں۔ نکاح کے بارے میں ارشادِ باری عزّ اسمہٗ ہے:

وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ (المومنون ۱۴، آیت ۵-۷)	اور جو اپنی شہوت کی جگہوں کو تھامتے ہیں مگر اپنی عورتوں پر یا ہاتھ کے مال (باندیوں) پر سو اُن پر نہیں کچھ الزام، پھر جو کچھ ڈھونڈے اس کے سوا سو وہی ہیں حد سے بڑھنے والے

یہاں پر اِس نصِ قطعی سے ثابت ہوا کہ نکاح والی عورت اور مملوکہ باندی کے علاوہ دوسری کسی عورت سے ہمبستری کرنا حلال نہیں بلکہ زنا ہے۔

نکاح جیسے اس پاکیزہ رشتے کے لوازمات اور تفاصیل قرآن کریم اور احادیثِ رسولؐ میں بڑی وضاحت سے بیان کئے گئے ہیں۔ جن کی معلومات کے لئے امت کو علماء وقت سے رجوع کرنا پڑتا ہے مثلاً کن رشتہ دار عورتوں سے نکاح کیا جاسکتا ہے اور کن سے نہیں کیا جاسکتا، ولی اور وارث کی اجازت کا ضروری ہونا، گواہوں کی موجودگی، مہر کا تعیّن اور ادائیگی کی صورت، طلاق، عدّت، تعزیرات کے

اقسام ، وصیت اور میراث کی تقسیم وغیرہ ۔

یہاں صرف تین باتوں کے لئے قرآنی احکام پیش کئے جاتے ہیں (۱) نکاح کے لئے ولی کی اجازت (۲) عدت (۳) حاملہ عورت کی عدت کا حکم ۔

۱۔ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ ۔ (سورۃ النساء ع ۴ ۔ آیت ۲۵)

سو ان سے نکاح کرو ان کے مالکوں کی اجازت سے ۔

۲۔ وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ (البقرہ ع ۲۸ ۔ آیت ۲۲۸)

اور طلاق والی عورتیں انتظار میں رکھیں اپنے آپ کو تین حیض تک ۔

۳۔ وَاِنْ كُنَّ اُولٰتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (الطلاق ع ۱ ۔ آیت ۶)

اور جن کے پیٹ میں بچہ ہے ان کی عدت یہ ہے کہ جن لیں پیٹ کا بچہ ۔

اسلام میں نکاح کے رشتہ کو اتنی اہمیت حاصل ہے کہ اس کی وجہ سے پیش آنے والے مسائل یعنی انسانی نسل کے باہمی تعلقات اور گھر کے سکون کو بڑے اہتمام سے قرآن کریم جیسی اصولی کتاب میں بیان کیا گیا ہے ۔ یہاں تک کہ اس کے بارے میں بڑے مسائل سے لے کر ایک چھوٹے مسئلہ کے بھی ہر پہلو کو ذکر کیا گیا ہے ۔ اور شاید عقائد کے سوا دوسرے کسی عمل یا عبادت کے بارے میں اتنے احکام اور اتنی وضاحت سے بیان نہیں کیا گیا ۔

اس مختصر وضاحت سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ اسلام نے جس نکاح کی اجازت دی ہے اس کے لئے قرآن و سنت کی روشنی میں یہ ہے کہ یہ نکاح کا رشتہ مرد اور عورت کے مابین دائمی تعلق کی بنا پر علی الاعلان گواہوں کی موجودگی میں ، ولی کی اجازت سے عمل میں آتا ہے جس سے قرابت اور رشتہ داریوں ، طلاق ، عدت وصیت اور میراث کے احکام شرعیہ وجود میں آتے ہیں ۔ اسی ایک طریقہ کے علاوہ مرد اور عورت کے دوسرے تمام تعلقات جن کو چور دروازے کا نام دیا جاسکتا ہے وہ سب ناجائز ، حرام اور زنا کے کام ہیں ۔

۲۔ **نکاح کے سوا اسلام سے پہلے مرد اور عورت کے تعلق کی مزید دو صورتیں ۔** یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ انسانی تاریخ میں مرد اور عورت کے درمیان ازدواجی تعلقات کی جو مزید دو صورتیں رونما ہوئی ہیں ان کو بھی بیان کیا جائے تاکہ مکمل طرح حقیقت منکشف ہوجائے ۔ وہ دو صورتیں یہ ہیں :۔

(۱) نکاح موقت یا نکاح متعہ :۔ یہ وہ ازدواجی تعلق تھا جو باجازت ولی گواہوں کی موجودگی میں

مقررہ مدت کے لئے قائم کیا جاتا تھا۔ مقررہ وقت گزرنے کے بعد عورت مرد سے علیحدگی اختیار کر کے ایک حیض آنے تک دوسرے کسی سے متعہ یا نکاح نہیں کرسکتی تھی۔ اس صورت کو زمانہ جاہلیت میں نکاح موقت یا متعہ یا نکاح متعہ کہتے تھے، ابتداءِ اسلام میں یہ نکاح موقت یا متعہ جاری تھا بعد میں اللہ کے حکم سے حضور علیہ السلام نے اس سے منع فرمایا اور اس کے حرام ہونے کا اعلان فرما دیا، اس طرح اب یہ نکاح موقت یا متعہ اسلام میں آج تک حرام بلکہ زنا ہے۔

(۲) دوسری صورت زنا یا شیعوں والا متعہ: کسی عورت کو براہ راست یا کسی دلالہ کی معرفت ایک رات، ایک گھنٹہ یا ایک دن یا ایک مہینہ کے لئے کچھ رقم پر راضی کیا جائے اور وہ اپنے تئیں مرد کے حوالے کر دے تو اس فعل کو ابتداءِ عالم سے لے کر آج تک زنا کہا گیا ہے اور اسلام میں بھی یہ خالص زنا ہے پھر اس ناپاک فعل کو کسی مذہب کے مصنفین نے متعہ کا نام دیا ہو اور خرچ یا کرایہ کو مہر اور دلّالہ کو وکیلہ کا نام کیوں نہ دیا ہو، اس سے یہ فعل جائز نہیں ہوسکتا۔ جس طرح خنزیر کو بکری کہنے سے خنزیر کی حقیقت تبدیل نہیں ہوسکتی اسی طرح زنا کو متعہ یا نکاحِ متعہ یا صیغہ یا عقد غیر دائم جیسے نام دینے سے زنا کی حقیقت بدل نہیں سکتیں۔

معلوم ہوا کہ شیعوں والا متعہ، اسلام سے پہلے بھی زنا تھا اور آج بھی خالص زنا ہے، جس میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں۔ اس سلسلہ میں آگے تفصیلی مواد پیش کیا جا رہا ہے۔ اگرچہ بیان کردہ پہلی صورت نکاح موقت یا نکاح متعہ ان واضح شرائط کے ساتھ عربوں میں مروّج تھا لیکن جیسا کہ اس سے مقصدِ وحید صرف انسانی ذات کی خواہشاتِ نفسانیہ کی تکمیل تھی اور اس سے نکاح والے دور رس فوائد و مقاصد حاصل نہیں ہوسکتے تھے۔ لہٰذا عام طور پر سنجیدہ طبقہ کے لوگ کفر کی حالت میں بھی اس متعہ کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ تاہم یہ قدیم رواج جاری رہتا ہوا آ رہا تھا، اگرچہ شیعہ مذہب والا متعہ جس کو دوسری صورت میں زنا کہا گیا ہے۔ اس کی تشریح آگے آ رہی ہے مگر یہاں پر یہ بتا دینا ضروری ہے کہ شیعہ مذہب میں جس زنا کو متعہ کے نام سے جائز رکھا گیا ہے، اس کو عیّاشی کا آسان ذریعہ بنانے کے لئے انھوں نے جاہل عربوں سے بھی آگے بڑھ کر، ایک تو وہ جاہلیت والی شرائط ختم کر دیئے ہیں، مثلاً ولی کی اجازت ہو، باقاعدہ گواہ موجود ہوں اور ایک شخص سے متعہ کے بعد عورت ایک حیض تک نسل کے ظاہر ہونے کا انتظار کرے وغیرہ۔ دوسری بات یہ کہ جب جاہل عرب بھی اس کو اپنے لئے عزت والی بات نہیں سمجھتے تھے لیکن

شیعہ مذہب کے محدثین اور مجتہدین نے اپنے متعہ کے لئے جو کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں زنا خالص ہے اتنے اجر و ثواب اور بلند مرتبے پیش کئے ہیں کہ اتنے اجر و ثواب اور روحانیت میں ترقی ان کی کتابوں کے مطابق، اہم عبادات نماز، روزہ، تلاوتِ قرآن مجید، ذکر و اذکار وغیرہ کے لئے بھی بیان نہیں کئے گئے ہیں۔ جیساکہ آپ کو آگے چل کر ان کی معتبر کتابوں میں سے ایسے حوالجات نظر آئیں گے، جو کہ ایک شریف انسان کی شرم کے مارے گردن جھکا دینے کے لئے کافی ہیں پھر چاہے وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہو۔ چہ جائیکہ وہ ائمہ کرام کے اقوال ہوں اور انھوں نے اس متعہ (زنا) کو جائز کہا ہو۔

یہاں یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ کن خاص مصلحتوں اور انسانی نفسیات کی بناء پر شریعت اسلامی کی تعلیم اور قرآنی احکامات کے نزول کے وقت یہ طریقہ رہا تھا کہ شروع میں صرف ایمان، عقائد اور اللہ تعالیٰ کی حمد و تسبیح پر زور دیا گیا۔ جب ایمان و عقائد دل میں راسخ ہو گئے تو بتدریج فرض عبادات کے احکام نازل ہوئے۔ باقی حلال و حرام کے احکام بہت زمانہ کے بعد مدینہ منوّرہ میں نازل ہوئے۔ مثلاً شراب، سود اور جوا حرام ہونے کے احکام بہت بعد میں نازل ہوئے۔ جب تک اس کے حرام ہونے کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے اس وقت تک ان تمام باتوں کا رواج تھا لیکن ان چیزوں کو اسلام کا حکم نہیں کہا جائے گا کیوں کہ بعد میں ان چیزوں کے حرام ہونے کے احکام نازل ہوئے ہیں۔ یہی حالت متعہ کی بھی تھی۔ حضور علیہ السلام نے ۷ھ ہجری میں جنگِ خیبر کے دوران اس کے حرام ہونے کا اعلان فرمایا۔ صحیح بخاری و مسلم میں اس کا ذکر حضرت علی رضؓ کی اس روایت میں موجود ہے :

باب نهي رسول الله صلى الله عليه وسلم عن نكاح المتعة أخيرا۔	یہ باب ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخری عمر میں متعہ کے نکاح سے منع فرمایا۔
حدثنا مالك بن اسمعيل قال حدثنا ابن عيينة أنه سمع الزهري يقول أخبرني الحسن بن محمد بن علي واخوه عبد الله عن أبيهما أن عليا قال لابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن المتعة وعن لحوم الحمر الأهلية زمن خيبر (بخاری ج ۲ ص ۷۶۶، ص ۷۶۷)	ہمیں مالک بن اسماعیل نے بتایا کہ ہمیں ابن عیینہ نے کہا کہ اس نے (امام) زہری سے سنا کہ آپ نے کہا کہ مجھے حسن بن محمد بن علی اور اس کے بھائی عبداللہ نے اپنے باپ سے روایت کر کے خبر دی کہ حضرت علی رضؓ نے حضرت ابن عباسؓ کو کہا کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ اور پالتو گدھوں کے گوشت سے خیبر والے وقت میں منع فرمایا۔

صحیح بخاری شریف کے محشّی علامہ نورالدین محمد بن عبدالہادی ابوالحسن کبیر سندھیؒ نے بخاری کے حاشیہ پر ذکر کیا ہے کہ :

عن سبرة الجهني أنه كان مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا أيها الناس اني قد كنتُ أذنتُ لكم في الاستمتاع من النساء وان الله قد حرّم ذلك الى يوم القيامة۔ (حاشیہ صحیح بخاری ج ۲ ص۷۶۷)	سبرہ جہنی سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، پھر آپ نے فرمایا کہ اے لوگو! میں نے تم کو عورتوں سے متعہ کرنے کی اجازت دی تھی، اب اللہ تعالےٰ نے اس (متعہ) کو قیامت کے دن تک حرام کر دیا ہے۔

صحیح مسلم شریف ج ا ص۴۵۱ میں متعہ حرام ہونے کے بارے میں احادیث موجود ہیں۔ اسی طرح جامع ترمذی میں بھی امام ترمذی نے باب ماجاء فی نکاح المتعۃ کا باب قائم کر کے اس میں ایک روایت حضرت علیؓ سے اور ایک حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے متعہ کے حرام ہونے پر نقل کی ہے۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ جاہلیت کے نکاح موقت یا متعہ کو حضور علیہ السلام نے تا قیامت حرام قرار دیدیا ہے۔ باقی رہا شیعوں والا متعہ تو یہ درحقیقت زنا ہے جو قبل از اسلام بھی زنا تھا اور اب بھی زنا ہے اس کے زنا ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

۳۔ شیعہ مذہب کا متعہ کیا ہے اُس کی عملی مثالیں شیعوں کی کتابوں سے

شیعہ مذہب میں جس فعل کو متعہ کا نام دیا جاتا ہے، اس کی حقیقتِ واقعی کیا ہے؟ اور اس کے اصلی خدوخال کیا ہیں، اس کے بارے میں یہاں پر خود شیعوں کی کتابوں سے اس کی حقیقت اور شکل و صورت پیش کی جاتی ہے۔ کیوں کہ خود اُن کی کتابوں سے اس مسئلہ پر ایسی روشنی پڑتی ہے جو شاید اپنی طرف سے ہم کوشش کے باوجود ادا نہ کر سکیں۔

موجودہ دور کے شیعہ عالم امام خمینی اپنی کتاب "توضیح المسائل" مترجم اردو میں متعہ کو "عقد غیر دائم" کا نام دے کر لکھتے ہیں :

"عقدِ غیر دائم وہ ہے کہ جس میں نکاح کی مدت معین ہوتی ہے مثلاً عورت کے ساتھ ایک گھنٹہ ایک دن، ایک مہینہ، ایک سال یا اس سے زیادہ مدت کے لئے عقد کیا جائے اور جس عورت سے اس قسم کا عقد ہوا ہو اسے متعہ اور صیغہ کا نام دیتے ہیں۔" (توضیح المسائل مترجم اردو ص۳۶۰ مطبوعہ ادارہ سازمان تبلیغات اسلام)

فوٹو دیکھیں ص۵۴۲ پر

(۳۰) ۔ ایران کے موجودہ صدر کا ایران میں رہنے والی تمام بیوہ اور کنواری عورتوں کو جنسی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے متعہ کا تاکیدی مشورہ:۔

" ایران کے صدر مسٹر علی اکبر ہاشمی رفسنجانی نے ایران میں رہنے والی تمام بیوہ اور کنواری عورتوں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ جنسی خواہش کو پورا کرنے کے لئے عارضی مدت والیاں غیر رسمی شادیاں کریں۔ اُس نے یہ بات تہران یونی ورسٹی میں جمعہ والے خطبہ میں کہی۔ اس نے شادی کرنے والے مَردوں کو خبردار کرتے ہوئے کہا کہ وہ بیوہ یا کنواریوں سے شادی کرتے وقت انسانی قدروں کا خیال رکھیں اور ایسا کوئی بھی واقعہ رونما نہ ہونے دیں جس سے حقوقِ انسانی کی پائمالی ہوتی ہو۔ اس نے یہ بھی کہا کہ یہ شادیاں صرف وہ آدمی کریں جو غیر شادی شدہ ہیں " (روزنامہ خادم وطن سندھی۔ مورخہ دسمبر ۱۹۹۰ء کا اردو ترجمہ،)

(روزنامہ "سندھو" حیدرآباد مورخہ ۴ر دسمبر ۱۹۹۰ء)

اب سوال یہ ہے کہ جیسا کہ فقہ جعفریہ کے متفقہ مسئلہ اور عقیدہ کی رُو سے ایک گھنٹہ اور ایک دن کیلئے متعہ کرنا حلال اور جائز ہے اور یہ اللہ کی رحمتوں اور برکات کے حصول کا خاص ذریعہ ہے تو پھر چودہ سو برس گذرنے کے بعد اب متعہ کے لئے ایک مہینہ سے تین مہینہ تک مدت کی قید کیوں لگائی گئی ؟ کیا اس قید لگانے کے سوا ایران میں ایک گھنٹہ اور ایک دن کے لئے متعہ کرنے سے ایسی کوئی خاص قبیح اور بداخلاقی کی صورتیں پیدا ہوگئی تھیں کیا جس نے وقت کے حکمرانوں کو متعہ کے بارے میں ایسی قید لگانے کے لئے مجبور کیا ؟

۳۔ امام خمینی کی کتاب توضیح المسائل کے ص ۳۶۸ پر مندرجہ ذیل مسائل مطالعہ کریں:۔

(۱) کسی عورت سے متعہ کرنا اگرچہ لذت حاصل کرنے کے لئے نہ ہو تو بھی صحیح ہے۔

(۲) متعہ والی عورت اگرچہ حاملہ ہو جائے خرچ کا حق نہیں رکھتی۔

(۳) متعہ والی عورت ایک بستر پر سونے اور شوہر سے ارث پانے اور شوہر بھی اس کا وارث بننے کا حق نہیں رکھتا۔

(توضیح المسائل مترجم اردو ص ۳۶۸، فوٹو دیکھیں ص ۵۴۴ پر)

مندرجہ بالا اقتباسات سے آپ بخوبی جان گئے ہوں گے کہ شیعوں والا متعہ حقیقت میں بعینہٖ زنا ہے، لیکن آگے آنے والی عبارات سے آپ کو بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ شیعہ مذہب کا متعہ حقیقت میں زنا ہے،

اور انہوں نے اسلام کی مخالفت میں زنا کو عام کرنے کے لئے اس کی خباثت اور نجاست پر پردہ ڈالنے کے لئے زنا کو متعہ کا نام دیا ہے۔

۴۔ امام خمینی اپنی عربی تصنیف "تحریر الوسیلہ" ج ۲ کے صفحہ ۲۹۲ پر لکھتے ہیں کہ :

یجوز التمتع بالزانیة علی کراھیة خصوصًا لوکانت من العواھر والمشھورات بالزنا وان فعل فلیمنعھا من الفجور (تحریر الوسیلہ ج ۲ ص ۲۹۲، فوٹو دیکھیں ص ۵۲۶)	زانیہ عورت سے متعہ کرنا جائز ہے مگر کراہت سے، خاص کر کہ جب وہ عورت مشہور پیشہ ور رنڈی ہو اور اگر اس سے متعہ کیا جائے تو اس زانیہ کو گناہ (زنا) سے روکا جائے۔

یہاں سوال یہ ہے کہ مشہور پیشہ ور زانیہ عورت سے کوئی شریف الطبع انسان کیسے نکاح کریگا؟ شاید یہی سبب ہے کہ نکاحِ متعہ میں نہ ولی کی اجازت لازمی ہے نہ گواہوں اور وکیل کی ضرورت ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ زانیہ عورت کا ولی کون بنے گا اور کون وکیل اور گواہ بنے گا۔ اور وہ ایک حیض تک دوسرے مرد سے متعہ کرنے کا انتظار کیسے کرے گی؟ لہذا شیعہ مذہب کے مصنفین نے دورِ جاہلیت میں جو پابندی متعہ کے لئے لازمی سمجھی جاتی تھیں اُن کو بھی ختم کر دیا، اس طرح خالص زنا کو متعہ کا نام دے کر بدکاری کے فروغ کے لئے راہ ہموار کی ہے۔ امام خمینی جو کہ اپنے آپ کو قائم مقام امام زمان مھدی سمجھتے تھے، انھوں نے جو کچھ لکھا ہے وہ کوئی مشکل عبارت میں نہیں ہے کہ ہر کسی کی سمجھ میں نہ آئے۔ میرے خیال میں متعہ کے زنا ہونے اور اس کی خباثت و نجاست کو خمینی صاحب کی اس عبارت نے ظاہر کر دیا ہے۔

فتنہ ابن سبا کے مصنف نے صحیح لکھا ہے کہ :

"بانیان مذہب سبائی نے کامیابی کے ساتھ کوشش کی ہے کہ زنا میں بھی بے غیرتی کے ساتھ شرکت غیر نہ رہے، خالص بے غیرتی ہو۔ یہاں تک کہ قلب میں بے غیرتی کا دھندلا سا احساس بھی باقی نہ رہے۔ من جملہ اور طریقوں کے ایک آسان طریقہ یہ ہے کہ زنا پر متعہ کا نقاب ڈال دو"

(فتنہ ابن سبا ص ۱۸۳)

۵۔ شیعوں کی معتبر ترین کتاب "الجامع الکافی" کے آخری حصہ کتاب الروضہ میں امام جعفر صادقؒ سے محمد بن مسلم کے نام سے ایک شیعہ کے خواب کی تعبیر منسوب کی گئی ہے۔ یہ قصہ طویل ہے۔ یہاں پر

اس کا آخری حصہ پیش کیا جاتا ہے :

محمد بن مسلم بیان کرتا ہے کہ میں نے خواب دیکھا اور وہ امام جعفر صادق کو پیش کیا، آپ نے خواب کی تعبیر یہ سُنائی کہ اے محمد بن مسلم تو ایک لڑکی سے متعہ کریگا اور تیری بیوی کو اس متعہ کی کسی طرح خبر ہو جائے گی اور وہ تیرے کپڑے پھاڑ دے گی۔ آگے محمد بن مسلم کا بیان ہے کہ :

فلما کان غداة الجمعة انا جالس بالباب اذ مرت بی جاریة فاعجبتنی فأمرتُ غلامی فردّها ثم أدخلها داری فتمتعت بها فأحسّت بی و بها أهلی فدخلت علینا البیت فبادرت الجاریة نحو الباب و بقیت أنا فمزقت علی ثیابا جددا کنت ألبسها فی الأعیاد، (الجامع الکافی، کتاب الروضہ ص۲۹۲، ص۲۹۳، فوٹو دیکھیں ص۴۸۹ پر)

پھر جب جمعہ کی صبح ہوئی میں اپنے دروازہ پر بیٹھا ہوا تھا پھر اچانک میرے سامنے ایک لڑکی گذری جو مجھے بے حد پسند آگئی۔ پھر میں نے اپنے غلام کو اس کو لانے کا حکم کیا پھر وہ اس کو لے آیا اور میرے پاس پہنچا دیا پھر میں نے اس سے متعہ کیا، میری بیوی کو اس بات کا علم ہو گیا اور وہ ہمارے گھر میں آ گئی، لڑکی تو فوراً دروازے سے بھاگ گئی اور میں اکیلا رہ گیا تو میری بیوی نے میرے وہ کپڑے جو میں خوشی کے موقعہ پر پہنتا تھا پھاڑ کر چیتھڑے کر دیئے۔

اس واقعہ کو بغور پڑھیں آپ کو معلوم ہو گا کہ کیا زنا کوئی اور چیز ہے یا یہ متعہ بعینہٖ زنا ہی ہے جس کو امام جعفر صادقؒ کی طرف منسوب کر کے متعہ کہا گیا ہے۔ اس میں نہ کسی گواہ کا ذکر ہے، نہ ولی کی اجازت کا اور نہ وکیل وغیرہ کا۔ یہی صورت جاہلیت کے دور میں بھی زنا کی تھی۔ شیعوں کی کتابوں میں تو تلاش کے بعد بھی معلوم نہیں ہوتا کہ وہ زنا کس کو کہتے ہیں اور ان کے یہاں زنا اور متعہ میں کیا فرق ہے ؟ صرف پیسے دینا اور عورت کی رضامندی یہ تو زنا میں بھی ہوتی ہے یا نہیں ! یہ آپ ہی بتائیں ؟

۶۔ شیعوں کی مستند ترین کتاب فروع کافی میں امام جعفر صادقؒ کی طرف منسوب یہ روایت ہے، کہ :

عن عبد الله علیه السلام قال جاءت امرأة إلی عمر فقالت إنی زنیت فطهرنی فأمر بها أن یرجم فاخبر بذلك أمیر المؤمنین صلوات الله علیه فقال کیف زنیت ؟ فقالت مررت بالبادیة

امام جعفر صادقؒ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت عمرؓ کے پاس آئی اور کہا کہ مجھ سے زنا ہوا ہے، مجھے پاک کیجئے۔ حضرت عمرؓ نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم دیا، اس بات کا علم حضرت علیؓ کو ہوا، آپ نے اس عورت سے پوچھا کہ تم نے کیسے زنا کیا اس نے کہا کہ میں جنگل میں گئی، وہاں

فأصابني عطش شديد فاستقيت أعرابيًا فأبى أن يسقيني إلا أن أمكنه من نفسي فلما أجهدني العطش وخفت على نفسي سقاني فأمكنته من نفسي فقال امير المؤمنين هذا تزويج ورب الكعبة ۔

مجھے سخت پیاس لگی میں نے ایک اعرابی سے پانی مانگا، اس نے صرف اس شرط پر پانی دینا منظور کیا کہ میں اس کو اپنا جسم حوالہ کروں، جب پیاس نے مجھے مجبور کیا اور مجھے جان کا خطرہ محسوس ہوا تو اس نے مجھے پانی پلایا اور میں نے اس کو اپنی جان پر اختیار دیا، امیر المؤمنین نے فرمایا کہ کعبہ کے رب کی قسم یہ تو نکاح (متعہ) ہے ۔

(فروع کافی ج ۲ ص۱۹۸ بحوالہ تحذیر المسلمین من کید الکاذبین ص۲۸۶)

آپ نے اس روایت سے معلوم کیا کہ شیعوں کا متعہ کیا ہوتا ہے ؟

۷۔ شیعہ مذہب کے ایک مجتہد اور محدث نعمت اللہ الجزائری صاحب ہیں، انھوں نے انوارِ نعمانیہ کے نام سے ایک کتاب تالیف کی ہے۔ اس کتاب میں اس محدث نے متعہ کے چند چشم دید واقعات لکھے ہیں۔ بطور نمونہ دو واقعات پیش کرتا ہوں:

پہلا واقعہ:۔

وتمتع رجل من أصحابنا امرأة في شيراز واعطها محمدية ۔ وكان الوقت حارا فصعدنا السطح وأما هو فغلق باب الحجرة عليه وبقي مع المرأة فلما قرب نصف الليل فاذا صوت المرأة ارتفع وهي تقول هلموا الى فقد قطع فرجها فنزلنا إليها فأتيت إليها وقلت لها ماجرى عليك فقالت إن الليل لم ينتصف وانه قاربني عشرين مرة وما صرت أطيق فهذه المحمدية يأخذها ويعطيني من بقية الليل فقلت

شیراز میں ہمارے ایک شیعہ دوست نے متعہ کیا اور عورت کو ایک محمدیہ (سکہ) دیا۔ گرمی کا موسم تھا ہم مکان کی چھت پر سو گئے۔ اس دوست نے عورت کو اندر لے جا کر کمرے کا دروازہ بند کر دیا نصف شب کے قریب عورت نے چلانا شروع کر دیا کہنے لگی، لوگو پہنچو اس نے میری شرمگاہ پھاڑ دی۔ ہم چھت سے نیچے آتے میں نے عورت سے پوچھا کیا گزری، کہنے لگی رات ابھی آدھی نہیں گزری اور یہ میرے ساتھ بیس[۱] مرتبہ مباشرت کر چکا ہے، اب میری طاقت جواب دے گئی ہے، مرد اب مجھ سے محمدیہ واپس لے لے اور باقی رات کے لئے مجھے معاف رکھے۔ میں نے مرد سے پوچھا آپ کیا کہتے ہیں، وہ کہنے لگا عورت جھوٹی ہے۔ یہ بیس[۲]

له يا فلان ماتقول فى كلامها هذا فقال انها
كذبت ومابلغت عشرين فلزمني من يدي وقال
تعال فأتيت معه فأدخلني الحجرة فاذا هو قد خطّ
للمرّات خطوطًا فى الجدار فعددتها فاذا هي ثمان
عشر مرّات فقال انظر كيف كذبت عليّ فقلت له يا
فلان: أقسم عليك بالله ماكان فى نظرك الشريف
الى وقت الصباح من مرّات قال والله فى خاطري
أربعين مرّات ليكون بازاء كل غازي مرّة
ثم ان المرأة أعطته المحمدية وانصرفت نصف
الليل۔

{ انوار النعمانية ص۲۱۶
بحواله تحذير المسلمين من كيد الكاذبين ص۲۹۵ }

تک نہیں پہنچا۔ پھر وہ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اندر لے گیا۔
میں نے دیکھا اس نے دیوار پر لکیریں نکالی ہیں جن
کو میں نے شمار کیا تو یہ اٹھارہ تھیں۔ وہ کہنے لگا
کہ دیکھ اس عورت نے میرے اوپر کس قدر جھوٹ
کہا ہے۔ میں نے اس (دوست) سے پوچھا کہ اللہ کی
قسم اٹھا کر بتا کہ تیرے خیال مبارک میں صبح تک کتنی
مرتبہ مباشرت کرنے کا ارادہ تھا اُس نے اللہ کی قسم
اٹھا کر کہا کہ میرے دل میں ۴۰ مرتبہ مباشرت کرنے
کا ارادہ تھا تاکہ ایک غازی (سکہ) کے عوض ایک
مرتبہ مباشرت ہو جائے۔ پھر اُس عورت نے محمدیہ
واپس کر کے آدھی رات کو اس مرد سے جان چھڑالی
اور چلی گئی۔

دوسرا واقعہ:-

وقد اراد بعض المؤمنين ان يتمتع فى اصفهان
فقالت له عجوز دلالة أنا أهديك على امرأة
جميلة فأخذت إلى بيت امرأة فارأى امرأة
تحت الاستار والحجب فظن بها القبول وقد
كان أعطاها الدراهم للعجوز وانصرفت فلمّا
خلا معها ورفعت الحجب نظر إلى وجهها واذا
لها من العمر ما تجاوز التسعين ولا تتكلم
إلا بالدرادر لعدم الأسنان ففكّر فى نفسه
فانتهى فكره إلى أن قال لها يا حبابة أريد

ایک مومن نے اصفہان میں متعہ کرنے کا ارادہ کیا، پھر
اُس کو ایک بوڑھی دلالہ عورت نے کہا کہ میں تجھے ایک
خوبصورت عورت پیش کرتی ہوں چنانچہ وہ اس مرد کو
ایک عورت کے گھر میں لے گئی جس میں اس نے ایک پردہ نشین
عورت دیکھی، بوڑھی کو اس (مومن شیعہ) نے رقم دیدی جب
عورت نے پردہ اوپر کیا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کی عمر ۹۰ برس
سے زیادہ ہے اور اس کے منہ میں ایک دانت بھی سلامت
نہیں۔ یہ سوچ میں پڑ گیا کہ کیا کروں، کچھ دیر غور کرنے
کے بعد اس نے کہا کہ مجھے تیل چاہئے، عورت اٹھ کر

شيئا من الدهن فقامت واحضرته عنده فكشف رأسه ودهن دهنا جيدًا فقال لها نامي على اسم الله تعالیٰ حتی اقضی الحاجة فنامت فقدم رأسه فقالت ما تصنع فقال قاعدة في بلادنا أن يأتون النساء برؤسهم فقالت انظر كيف يكون فقال من تحته فقالت هذه دراهمك خذ، لابارك الله فيها فلم يقبل حتى ضاعفت له الدراهم اضعافا كثيرة بالتماس كثير حتى أخذها فخرج منها ۔

{ انوار النعمانية
(بحوالہ تحذیر المسلمین عن کید الکاذبین ص۲۹۶) }

تیل لے آئی، مرد نے اپنے سر پر خوب تیل لگایا پھر عورت کو کہا کہ اللہ کا نام لے کر لیٹ جا تا کہ میں اپنا کام شروع کروں، وہ لیٹ گئی، مرد نے اپنا سر آگے بڑھایا وہ کہنے لگی، کیا کرتے ہو ؟ مرد نے کہا کہ ہمارے شہروں میں یہی رواج ہے کہ عورتوں سے مجامعت سر سے شروع کرتے ہیں، کہنے لگی دیکھ یہ کیسے ہو سکتا ہے، نیچے سے تو کام ہوتا ہے وہ کہنے لگا کہ تو عنقریب دیکھ لے گی کہ یہ کام کیسے ہوتا ہے، کہنے لگی کہ اپنی رقم واپس لے، اللہ تیری رقم میں برکت نہ دے، مرد نے انکار کیا، یہاں تک کہ اس عورت نے اپنی طرف سے رقم بڑھا کر منت سماجت کی جب مرد نے یہ بات قبول کی اور عورت کو چھوڑ کر وہاں سے چل دیا۔

یہ متعہ ایک تجربہ کار بوڑھی دلالہ کی کوشش سے ایک پیشہ ور بدکارہ زانیہ عورت کے ساتھ ہوا ہے۔ اس واقعہ میں بقول علامہ نعمت اللہ الجزائری مؤمن شیعہ آسی ممتوعہ عورت کو کہتا ہے کہ اللہ کا نام لے کر لیٹ جا (تا کہ ہم عبادت شروع کریں) پھر وہ کیا کرنا چاہتا ہے اس کی شکل بھی بتائی گئی ہے۔

اچھا اس واقعہ کو بھی شیعوں کے موجودہ دور کے امام الزماں کے خلیفہ اور نائب مہدی امام خمینی کے بیان کردہ مسائل اور روایات کی روشنی میں بغور مطالعہ کریں کہ کس طرح یہ واقعہ اُن عبارات کے مطابق صحیح منطبق ہوتا ہے یا نہیں ؟

سچی بات یہ ہے کہ ایسے واقعات تحریر کرتے وقت گردن شرم سے جھک جاتی ہے اور دل کو کافی تکلیف بھی پہنچتی ہے لیکن کیا کیا جائے متعہ کی حقیقت اور اس کی عملی صورت کو دکھانے کے لئے یہ سب کچھ کرنا پڑ رہا ہے اور اس کے لئے بھی کہ شیعوں کے فرضی امام مہدی کے نائب مہدی خمینی کے

بیان کردہ متعہ کے مسائل کی عملی صورت سامنے آسکے جس کے لئے شیعہ محدث اور مجتہد شروع سے بڑے بڑے اجر اور روحانی ترقیات کا بہترین وسیلہ بیان کرتے اور عمل کراتے آئے ہیں۔

۸۔ قاضی نوراللہ شوستری شیعہ مذہب کے مشہور محدث اور مجتہد گذرے ہیں ان پر متعہ دوریہ کے متعلق کسی کم عقل نے اعتراض داغ دیا تو آپ نے اپنی مشہور کتاب مصائب النواصب میں بڑا معقول جواب دیا، فرماتے ہیں:

و أما تاسعًا فلانّ ما نسبه إلى أصحابنا من انهم جوزوا ان يتمتع الرجال المتعددون ليلة واحدة من امرأة سواء كانت من ذوات الاقراء ام لا - نمما خان في بعض قيوده و ذلك لأنّ الأصحاب قد خصّوا ذلك بالآئسة لا بما يعم بالآئسة وغيرها من ذوات الأقراء

(مصائب النواصب بحوالہ تحذیر المسلمین ص۳۰۲)

نواں اعتراض جو معترض نے کیا ہے کہ ہمارے شیعوں کی طرف منسوب ہے کہ انھوں نے بہت سے مردوں کا ایک عورت سے ایک رات میں متعہ کرنا جائز کہا ہے خواہ اس عورت کو حیض آتا ہو یا نہ آتا ہو تو اس سلسلے میں معترض نے بعض قیود میں خیانت کی ہے (جو شیعہ متعہ دوریہ میں لگاتے ہیں) ہمارے اصحاب شیعہ نے متعہ دوریہ اُس عورت کے ساتھ مختص کیا ہے جسے حیض نہ آتا ہو۔ یہ عمل عام نہیں ہے کہ ہر عورت کے ساتھ کیا جائے خواہ وہ آئسہ ہو یا غیر آئسہ۔

اسی روایت پر فتنہ ابن سبا کے مصنف نے یوں تبصرہ کیا ہے کہ:

"ہندوستان کے چند وحشی پہاڑی ہندو قوموں میں ایک عورت بہ زمانہ واحد کئی بھائیوں کی بیوی ہو سکتی ہے لیکن متعہ دوریہ نیم شبی ایک سبائی کے لئے کچھ اور چیز ہے۔"

(فتنہ ابن سبا ص۱۷۸)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دھلویؒ نے شیعوں کے متعہ دوریہ یا عام متعہ پر قرآن و سنّت کی روشنی میں بہت کارآمد بحث کی ہے۔ جس میں یہ بھی ہے کہ اس سے عزازت و قرابت حتیٰ کہ ماں باپ کی اولاد، بہن بھائی کی نشاندہی اور نسل کا تعین بھی ناممکن ہے لہٰذا اولاد میں بھائیوں سے بہنوں کے نکاح اور متعہ نیز محرم عورتوں سے نکاح اور متعہ کا ہر وقت غالب احتمال رہتا ہے اور قرآن و سنّت میں تفصیل سے بیان کردہ شرعی وراثت کا سارا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔

(تحفہ اثنا عشریہ اردو ص۴۰۳ و ص۴۰۶)

تحفۃ الوہاب (سندھی) کے مصنف نے اس روایت پر یوں تبصرہ کیا ہے جسکا اردو ترجمہ یہ ہے:
" آخر یہ ثابت ہوا کہ کسی بھی حیلے سے ایک عورت کے ساتھ کئی مرد ایک ہی رات میں جماع کرسکتے ہیں۔ یہ مسئلہ تو آریوں کے یوگ سے بھی چند قدم آگے بڑھ گیا اور اس سے بھی زیادہ بدتر ہے"
(تحفۃ الوہاب جلد اول ص۱۳۷)

۴۔ شیعہ مذہب کے متعہ اور زنا کی آپس میں مطابقت

زنا	متعہ کے نام سے زنا
۱۔ زنا چھپ کر کیا جاتا ہے۔	متعہ چھپ کر کیا جاتا ہے جس میں نہ ولی کی اجازت کی ضرورت نہ گواہوں کی گواہی کی حاجت اور نہ ہی طلاق کی ضرورت بغیر ولی ولا شہود فاذا انقضی الاجل بانت منہ بغیر طلاق (تھذیب الاحکام ج ۵ طبع تہران ص۲۵۱ سنۃ ۱۳۹۱ھ)
۲۔ میراث کی تقسیم نہیں ہوتی	میراث کی تقسیم نہیں ہوتی لاوارثۃ ولاموروثۃ (ایضاً ص۲۵۵)
۳۔ عدت کی کوئی بات نہیں ہوتی	اس میں عدت لازمی نہیں ہے لا عدۃ لھا علیک (ایضاً ص۲۵۶)
۴۔ زنا میں عورتوں کی کوئی پابندی نہیں ہے جو جتنا بڑا زانی ہوگا اتنی زیادہ عورتوں سے زنا کرے گا۔	ایک ہی وقت میں ہزارہا عورتوں کو متعہ میں رکھ سکتا ہے۔ تزوج منھن الفا فانھن مستاجرات (ایضاً ص۲۵۲)
۵۔ زنا میں خرچی ہوتی ہے، نان نفقہ گھر اور کپڑے وغیرہ کی ذمہ داری نہیں ہوتی۔	متعی مرد سے ممتوعہ عورت کو صرف خرچی ملتی ہے اور پہلے ادا کی جاتی ہے۔ دوسری کوئی ذمہ داری نہیں ہوتی یہاں تک کہ عورت حاملہ ہو جائے تب بھی مرد کے اوپر خرچ وغیرہ کی ذمہ داری نہیں ہوتی۔ مایتزوج بہ المتعۃ قال کف من بر (ایضاً ص۲۵۷)

۶ - زنا کے لئے وقت مقرر کیا جاتا ہے	متعہ میں بھی وقت کا تقرر لازمی ہے ، پھر چاہے وہ آدھا گھنٹہ ہی کیوں نہ ہو لا یکون متعۃ الا بامرین ا جل مسمّٰی (ایضاً ص۴۵۵)
۷ - اصل مقصد شہوت پوری کرنا اور لذت حاصل کرنا ہوتا ہے	متعہ میں اصلی مقصد لذت حاصل کرنا ہوتا ہے ، باقی اولاد مقصود نہیں ہوتی
۸ - زنا سے پیدا شدہ اولاد اپنے آپ کو ولد الزنا کہلانے کے لئے تیار نہیں ہوتی	اولاد اپنے آپ کو ولد المتعہ کہلانے کے لئے تیار نہیں ہوتی اور نہ ہی عورت کے ماں باپ کبھی یہ بتاتے ہیں کہ ان کی بیٹی نے فلاں مرد سے متعہ وغیرہ کیا ۔

زنا اور متعہ میں ایک فرق ہے وہ یہ کہ زنا کو زنا ہی کہا جاتا ہے مگر شیعوں کے ہاں زنا کو متعہ کے نام سے مشہور کیا گیا ہے ۔ زنا کو تو زانی گناہ ہی سمجھتا ہے لیکن شیعہ مذہب میں متعہ کو کتاب اللہ کا حکم اور پیغمبر کریم کی سنّت کے نام سے پیش کیا جاتا ہے اور اس کو ثواب اور بہت بڑے اجر کا حامل اور ائمہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے ، جیسا کہ امام جعفر صادقؒ کی طرف منسوب اس روایت میں ہے کہ قلت لابی عبد اللہ کیف أقول بھا اذ خلوت بھا ۔ قال قل أتزوّجك علی کتاب اللہ وسنّۃ نبیّہ صلی اللہ علیہ وسلّم ۔ (نعوذ باللہ ۔ استغفر اللہ)

(تہذیب الأحکام ج ۵ ص۴۵۵ ، طبع تہران ، ۱۳۹۱ھ)

۵ ۔ اسلام میں زنا اور متعہ کی سزا مندرجہ بالا حقائق سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ شیعوں والا متعہ بعینہٖ زنا ہے ۔ تو پھر دیکھیں کہ اسلام میں اس زنا (متعہ) کی کیا سزا مقرر کی گئی ہے :

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۖ وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ (سورۃ النور آیت ۲ رکوع ۱)

بدکاری کرنے والی عورت اور مرد ، سو مارو ہر ایک کو دونوں میں سے سَو سَو دُرّے اور نہ آوے تم کو ان پر ترس اللہ کے حکم چلانے میں اگر تم یقین رکھتے ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر اور دیکھیں ان کا مارنا کچھ لوگ مسلمان ۔

یہ ہے زانیہ عورت اور زانی مرد یعنی متعہ کرنے والے مرد اور متعہ کرنے والی عورت کے لئے

اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ سزا۔

۶۔ شیعہ مذہب میں متعہ کے نام میں زنا کے فضائل اور برکات

آپ بخوبی جانتے ہیں کہ ہر عبادت اور عمل کا اپنا اپنا مقام اور رتبہ ہے۔ اسلام میں نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج بیت اللہ اور کلمہ طیبہ پڑھنا بڑے مہتم بالشان اعمال اور کام ہیں، ان کے فضائل اور ان کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر درود اور زیارت مسجد نبویؐ وغیرہ کے لئے جو کچھ فضائل اور مناقب بیان کئے گئے ہیں ان کے بارے میں کیا کہئے۔ لیکن آپ اسلام کی یہ تمام عبادات اور اعمال اکٹھے کریں اور ان کے مقابلہ میں شیعہ مذہب کے صرف ایک عمل متعہ کو میدان میں لائیں جس کو اسلام نے زنا کہا ہے تو شیعہ مذہب کے متعہ کے فضائل اور روحانی کمالات جو کچھ شیعوں نے کہے ہیں وہ بڑھ جائیں گے۔ اس سلسلہ میں چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں:۔

(۱) شیعوں کی مشہور و معروف کتاب تفسیر منہاج الصادقین، جس کو شیعہ تفسیر کبیر بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ بہت بڑی دس جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کے مفسر علامہ فتح اللہ کاشانی شیعہ مجتہد ہے۔ شیعوں کے اس معتبر تفسیر میں متعہ کے بہت سارے فضائل بیان کئے گئے ہیں من جملہ ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ:

من تمتّع مرّة کان درجته کدرجة الحسین ومن تمتّع مرتین فدرجته کدرجة الحسن ومن تمتّع ثلاث مرّات کان درجته کدرجة علی بن أبی طالب ومن تمتّع أربع مرّات فدرجته کدرجتی۔ (منہاج الصادقین ص۴۹۳)

فوٹو دیکھیں ص۵۵۴ پر

جو شخص ایک مرتبہ متعہ کرے گا اس کا درجہ حضرت حسینؓ کے برابر ہے اور جو دو مرتبہ متعہ کرے تو اس کا درجہ حضرت حسنؓ کے برابر ہے اور جو تین مرتبہ متعہ کرے تو اس کا درجہ حضرت علیؓ بن ابی طالب کے برابر ہے اور جو چار مرتبہ متعہ کرے اس کا درجہ (نعوذ باللہ) میرے (یعنی حضور علیہ السلام) کے برابر ہے۔

منہاج الصادقین کے اسی فوٹو میں آپ کو متعہ کی فضیلت کے بارے میں دوسرا بہت کچھ مواد ملے گا، میں سمجھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیکر آپ کے اوپر اتنے بڑے شرمناک بہتان باندھنے کی آج تک کسی یہودی، عیسائی، مجوسی اور قادیانی مرتد کافر کو بھی کبھی ایسی جرأت نہیں ہوئی ہوگی جتنی اس روایت میں شرم و حیا سے عاری، ابدی بدبخت، شقی القلب اس شیعہ مجتہد نے کی، اتنا اجر تو ان کی ہی کتابوں میں کسی افضل ترین اور تسلیم شدہ عبادت کے لئے بھی نہیں بتایا گیا جس کے ذریعہ ایک آدمی حضرت حسینؓ و حسنؓ

اور حضرت علیؓ اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ کو پہنچ جائے۔ جبکہ ہم سنیوں کا عقیدہ ہے کہ دنیا کے تمام غیر نبی انسان جن میں اولیاء، قطب، غوث، صحابہؓ اور امام شامل ہیں، جن کی تعداد کا احاطہ ناممکن ہے وہ سب ایک پیغمبر کے رتبہ کو نہیں پہنچ سکتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو افضل الانبیاءؑ ہیں آپ کے درجہ کو پہنچنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، لیکن اس روایت میں آپ کے درجہ کو پہنچنے کے لئے چار مرتبہ متعہ کرنا بتایا گیا ہے۔ (نعوذ باللہ)

میں پوچھتا ہوں کہ کہاں ہیں ناموسِ رسالت کی نگہبانی کرنے کے مدعی علماء کرام اور کہاں ہیں اماموں کو معصوم اور لاثانی ماننے کے مدعی اور محبت کرنے والے؟

دوستو! یہ ہیں شیعہ مذہب کے خدوخال۔

۲۔ شیعہ مجتہد علامہ سید ابوالقاسم اپنی کتاب برھان المتعہ میں امام جعفر صادقؒ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ:

قال أبوعبد الله مامن رجل تمتع ثم اغتسل إلاخلق الله من كل قطرة تقطر منه سبعين ملكًا يستغفرون له إلى يوم القيامة۔ {برهان المتعة ص۵ / بحوالہ آفتابِ ھدایت رد رفض وبدعت ص۱۲۶}	امام جعفر صادقؒ نے فرمایا کہ جو شخص متعہ کرکے غسل کرتا ہے تو پانی کے ہر ایک قطرے سے جو کہ اس کے بدن سے نیچے گرتا ہے، اللہ تعالیٰ ستر (۷۰) فرشتے پیدا کرتے ہیں جو اس متعہ کرنے والے کے لئے قیامت تک استغفار کرتے رہیں گے۔

۳۔ شیعہ مذہب کے نامور محدث، مصنف اور مجتہد علامہ باقر مجلسی نے متعہ کے بارے میں ایک مستقل کتاب لکھی ہے اس کتاب کا اردو ترجمہ ایک شیعہ عالم سید محمد جعفر قدسی نے کیا تھا۔ یہ کتاب بار بار طبع ہوتی رہی ہے۔ حال ہی میں لاہور کے ایک ادارہ امامیہ جنرل بک ایجنسی نے اس کتاب کو اہتمام سے شائع کیا ہے۔ یہاں تحذیر المسلمین عن کید الکاذبین کے حوالہ سے ایک روایت مع ترجمہ پیش کی جاتی ہے۔

و ہرگاہ متمتع و متمتعہ باہم بنشینند فرشتہ برایشان نازل کردہ و حراستِ ایشان کند تا آنکہ از آن مجلس برخیزند و اگر باہم سخن کنند سخن ایشان ذکر و تسبیح باشد و چون دست یکدیگر بدست گیرند ہر گناہے کہ کردہ باشد	جب ایک مرد اور ایک عورت متعہ کی نیت سے جمع ہوں تو ان پر ایک فرشتہ نازل ہوتا ہے جو ان کی حفاظت کرتا ہے جب تک وہ علیحدہ نہ ہوں۔ ان کی آپس کی باتیں ذکر و تسبیح کا حکم رکھتی ہیں، جب ایکدوسرے کا ہاتھ پکڑیں تو ان کے سابقہ

از انگشتان ساقط گردد وچون یکدیگر را بوسہ نہند
حج وعمرۂ برائے ایشان بنویسند وچون خلوت
کنند بہر لذت وشہوت حسناتے بنویسند مانند
کوہہائے برافراشتہ۔ بعد ازان فرمود کہ جبرئیل مرا
گفت یا رسول اللہ حق تعالےٰ میفرماید کہ چون متمتع و
متمتعہ برخیزند وبہ غسل کردن مشغول شوند درحالیکہ
عالم باشند کہ من پروردگارِ ایشانم واین متعہ سنتِ
من است بر پیغمبر من، با ملائکہ خود گویم کہ فرشتانِ
نظر کنید بہ این بندۂ من کہ برخاستہ اند وبغسل
کردن مشغول اند ومیدانند کہ من پروردگارِ ایشانم
گواہ باشید بر آنکہ من آمرزیدم ایشانرا، وآب بر
ہیچ موئے ایشان از بدنِ ایشان نگذرد مگر آنکہ
حق تعالےٰ بہ ہر موئے دہ حسنہ برائے ایشان بنویسد
ودہ سیئہ محو کند ودہ درجہ رفع نماید۔ پس امیر المؤمنین
برخاست وگفت یا رسول اللہ انا مصدّقک من تصدیق
کنندہ ام۔ یا رسول اللہ چیست جزائے کسے کہ درین
باب سعی کند فرمود کہ اجرھما، مراورا باشد اجر متمتع ومتمتعہ۔
گفت یا رسول اللہ اجرِ ایشان چہ چیز است؟ فرمود
چون بغسل مشغول شوند بہر قطرۂ آب کہ از بدنِ ایشان
ساقط شود حق تعالےٰ فرشتہ بیافریند کہ تسبیح وتقدیسِ
او سبحانہ کند وثوابِ آن برائے غاسل ذخیرہ شود تا روز
قیامت اے علی! ہر کہ این سنت را سہل فراگیرد و
احیائے آن نکند از شیعۂ من نباشد ومن از وے بری باشم

گناہ ان کی انگلیوں سے جھڑ جاتے ہیں، جب ایک دوسرے
کا بوسہ لیتے ہیں تو ان کے نامۂ اعمال میں حج وعمرہ لکھا جاتا
ہے، جب لذت لینے اور شہوت کی آگ بجھانے کے لئے
مباشرت کرتے ہیں تو ان کی نیکیاں پہاڑوں کے برابر لکھی
جاتی ہیں۔ اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا کہ جبرئیل نے مجھ سے
کہا کہ یا رسول اللہ، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب یہ دونوں
غسل کرنے لگیں گے یہ جانتے ہوئے کہ میں ان کا رب ہوں
اور یہ متعہ میری سنت ہے جو میں نے اپنے پیغمبر پر نازل کی ہے،
تو میں فرشتوں سے کہتا ہوں کہ دیکھو میرے بندے جو مجھے اپنا رب
سمجھتے ہیں غسل میں مشغول ہیں تم گواہ رہو کہ میں نے انہیں
بخش دیا اور ان کے بدن کے جس بال پر غسل کا پانی بہتا
ہے ہر بال کے بدلے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، دس
برائیاں معاف ہوتی ہیں اور دس درجے بلند کئے جاتے
ہیں۔ یہ سن کر حضرت علی اٹھے اور کہا یا رسول اللہ میں
آپکی تصدیق کرتا ہوں۔ یا رسول اللہ جو شخص اس کام
میں کوشش کرے اس کا اجر کیا ہے۔ فرمایا سعی کرنے
والے کو ان دونوں کے برابر ثواب ملے گا۔ پوچھا یا رسول اللہ
ان کا اجر کیا چیز ہے؟ فرمایا جب یہ غسل کریں ان کے
بدن سے گرنے والے پانی کے ہر قطرے سے اللہ تعالےٰ
ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو قیامت تک تسبیح وتقدیس میں
مصروف رہتا ہے اور اس کا ثواب غاسل کیلئے جمع ہوتا رہتا ہے
اے علی! جو اس سنت کو معمولی سمجھے اور اسے زندہ کرنے کی
کوشش نہ کرے وہ میرے شیعوں میں سے نہیں اور میں اس سے بری ہوں۔

(منہج الصادقین صـ۳۷۴ بحوالہ تحذیر المسلمین عن کید الکاذبین صـ۲۸۹-۲۹۰)

اس روایت پر تحذیر المسلمین عن کید الکاذبین کے مصنف نے جو دلچسپ تبصرہ کیا ہے مجھے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قارئین کے لئے من وعن وہ تبصرہ پیش کروں (مترجم)

اس حدیث سے بہت سے نادر نکتے ہاتھ آئے ہیں :

(۱) جونہی ایک مؤمن اور مؤمنہ اس عبادت یعنی متعہ کی نیت سے مل کر بیٹھیں ایک فرشتہ ان کے پاس بھیج دیا جاتا ہے کہ ان کی حفاظت کرے اور یہ بھی دیکھے کہ کوئی نامعقول آدمی ان کی عبادت میں مخل نہ ہو شاید ان کی نیکیاں لکھنے کی ڈیوٹی بھی دیتا ہو۔

(۲) اس جوڑے کی باہم شہوت انگیز باتیں ذکر و تسبیح کے برابر ہیں۔ یہ نکتہ کوئی دانشور ہی حل کر سکتا ہے کہ اس سے شہوت انگیز باتوں کی عظمت اور تقدس ظاہر ہوتا ہے یا ذکر و تسبیح کی توہین و تذلیل۔

(۳) یہ راز بھی کھل گیا کہ مؤمنین حج بیت اللہ کا کوئی خاص اہتمام کیوں نہیں کرتے۔ جب ممتوعہ سے بوس و کنار حج وعمرہ کے برابر ہے تو گھر بار چھوڑنے، سفر کی صعوبتیں برداشت کرنے اور زرِ کثیر صرف کرنے کی حماقت بھلا کوئی کیوں کرے؟ اس لئے جب کبھی حج کا خیال پیدا ہوا کسی پارسا مؤمن نے کسی پارسا مؤمنہ کو پکڑا بوس وکنار میں مشغول ہو گئے۔ لذت بھی حاصل ہوئی اور حج کا ثواب بھی مل گیا۔ ہینگ لگے نہ پھٹکڑی رنگ چوکھا دے۔

(۴) اللہ میاں فرشتوں کو ان عبادت گزاروں کے غسل کا منظر دکھاتے ہیں اور ان کی بخشش کی بشارت سنا کر انھیں گواہ بناتے ہیں۔ عین حالتِ عبادت کا منظر دیکھنے کی دعوت شاید اس لئے نہیں دی جاتی کہ ابھی عبادت تشنہ تکمیل ہوتی ہے۔

(۵) غسل کے پانی سے جو قطرے گریں ان کی تعداد کا اندازہ کون کر سکتا ہے پھر بھی لاکھوں سے کیا کم ہوگی۔ اتنے فرشتے ـــــــ ہر عبادت کے بعد غسل کرنے پر پیدا کرنا قیامت تک ان کا تسبیح و ذکر میں مصروف رہنا اور اس کا ثواب غاسل کے لئے ذخیرہ ہوتے رہنا۔ ع یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے۔

(۶) اس عبادت کے لئے کسی مؤمن اور مؤمنہ کے درمیان رابطہ قائم کرانے والا اور اس مہم میں سعی کرنے والا جسے عرف عام میں دلال کہتے ہیں اور بھی مزے میں رہتا ہے کہ اسے ہر دو کے برابر ثواب ملتا ہے۔ اس لئے کوٹھے پر بیٹھنے اور دلالی کرنے میں کوئی عار کیوں سمجھے؟ اور اس کاروبار کو حقارت کی نگاہ سے کیوں دیکھا جائے؟

(۷) جو شخص اس سنت کو ادا کرنے اور اسے زندہ کرنے کی کوشش نہیں کرتا وہ شیعہ ہی نہیں اور رسولِ خدا اس سے بیزاری کا اعلان کرتے ہیں (معاذ اللہ) کون ہے جو اس وعید کو ٹھنڈے پیٹوں برداشت کرلے؟

اور اس سنت کے احیاء میں تن من دھن نہ لگائے ؟ (تحذیر المسلمین عن کید الکاذبین صفحہ ۲۹۱،۲۹۰)

۴۔ شیعوں کے مشہور مصنف علامہ عباس قمی نے اپنی کتاب "منتھی الآمال" میں متعہ کے بارے میں انتہائی اہم اور مستند مواد دیا ہے جس سے مندرجہ بالا تمام روایات کی تصدیق ہو جاتی ہے۔ یہاں پر صفحہ ۳۴۱ پر دی گئی روایات کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے :

"حضرت امام جعفر صادق ؒ سے روایت ہے کہ جس کا رجعت پر ایمان نہیں اور وہ متعہ کو حلال نہیں سمجھتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ امام صاحب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شیعوں کے اوپر نشہ آور اشیاء حرام کر کے اس کے بدلے میں متعہ عنایت کیا ہے۔ متعہ کے بارے میں بے شمار روایات ہیں۔ ان میں سے ایک یہ کہ شیخ مفید نے متعہ کی کتاب میں لکھا ہے کہ صالح بن عقبہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ اس نے امام باقر ؒ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص متعہ کرے تو اس کے لئے ثواب ہے ؟ امام صاحب نے جواب میں فرمایا کہ اگر اس عمل میں اس کا ارادہ اللہ تعالیٰ اور شریعت کی تابعداری اور متعہ سے منع کرنے والوں کی مخالفت ہے تو عورت سے متعہ کے بارے میں بات کرنے سے پہلے ہی اس کو ایک نیکی ملیگی اور جب اس کے ساتھ متعہ کا عمل کریگا تو اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور غسل کرنے میں ہر ایک بال کے اوپر جو پانی گرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے مغفرت آسان کرے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے بطور تعجب امام صاحب سے کہا کہ کیا بدن کے ہر ایک بال کے لئے ایسا ہے ؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔"

دوسری روایت میں ہے کہ "امام جعفر صادق نے فرمایا کہ جو شخص متعہ کر کے غسل کرے گا تو اس غسل کے پانی کے ہر قطرے سے جو اس کے بدن سے گریگا اس میں سے اللہ تعالیٰ ستر (۷۰) فرشتے پیدا کریں گے، جو کہ قیامت تک اس کے لئے استغفار کرتے رہیں گے اور متعہ سے پرہیز کرنے والوں کے اوپر قیامت تک لعنت کرتے رہیں گے"۔ (ترجمہ منتہی الآمال جلد ۲ از علامہ عباس قمی، فوٹو دیکھیں صفحہ ۵۶۱ پر)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی ؒ تحفہ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں کہ :-

"نکاح جو کہ بالاتفاق تمام انبیاء کرام کی سنت ہے اس کے لئے تو کسی بھی شیعہ عالم نے یہ نہیں بتایا کہ یہ گناہوں کی معافی اور روحانی کمالات میں بلندی کا سبب ہے۔ چہ جائیکہ متعہ جیسی فحش حرکت جس کو اسلام نے حرام اور زنا قرار دیا ہے، اس سے ایسے روحانی کمالات حاصل ہوں کہ ایک مرتبہ متعہ کرنے سے امامت مل جائے اور چار مرتبہ متعہ کرنے سے خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ مل جائے

اگر متعہ اللہ کی رضا حاصل کرنے کا ایسا وسیلہ اور عبادت تھا تو پھر قرآن مجید میں اس کے لئے بار بار تاکید ہوتی نہ کہ مخالفت۔

اب آپ خود سوچیں کہ جس مذہب میں اس متعہ (زنا) کی اتنی اہمیت ہو تو کیا وہ دین اسلام ہو سکتا ہے! ہرگز نہیں، دین اسلام ایک پاکیزہ دین ہے اس میں ایسی بیہودہ حرکت اور عمل کی کوئی گنجائش نہیں۔

۷۔ شیعہ مذہب کے چند مسائل سے واقفیت بطور نمونہ

شیعوں کے متعہ کے بارے میں آپنے پڑھ لیا کہ وہ خالص زنا ہے جس کی اسلام میں قطعاً اجازت نہیں۔ حقیقت یہی ہے کہ شیعہ مذہب کے مسائل ہی ایسے ہیں جن کو مسلمان تو اپنی جگہ پر، غیر مسلم بھی پسند نہیں کریگا۔ شیعہ حضرات یہ مسائل تقیہ کے اصول اور کتمان کے سبب ظاہر ہی نہیں کرتے۔ اس کے باوجود ہمارے متقی اور پرہیزگار علماء و محققین نے ان مسائل کے بارے میں خاص کتابیں تصنیف کرکے عوام کو بیدار کیا ہے۔ ان میں سے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دھلویؒ، علامہ عبدالشکور فاروقی لکھنویؒ، مولانا عبدالوہاب گلالؒ اور مولانا مرتضیٰ احسن چاندپوریؒ اور نواب حسن الملکؒ نے قابل قدر کام کیا ہے۔ یہاں پر شیعوں کی کتابوں سے ایسے چند مسائل پیش کئے جاتے ہیں جن کے اوپر ابھی تک پردہ پڑا ہوا ہے:

شیعوں کی معتبر کتاب توضیح المسائل از خمینی کے ص۸۳ پر ایک عنوان ہے "غسل مس میت" اس کے ذیل میں ہے کہ:

۵۲۱۔ اگر کوئی شخص کسی مردہ انسان کو چھولے جو کہ سرد ہوگیا ہو اور اسے ابھی تک غسل نہ دیا گیا ہو، یعنی اپنے بدن کے کسی حصہ کو اس سے مس کرے تو اسے غسل مس میت کرنا پڑیگا چاہے نیند میں مس کرے یا بیداری میں، اپنی مرضی سے یا بے اختیار۔ یہاں تک کہ اگر اس کا ناخن اور ہڈی میت کی ہڈی اور ناخن سے مس ہوجائے تو بھی غسل کرے لیکن اگر مردہ حیوان کو چھولے تو غسل واجب نہیں ہے۔

(توضیح المسائل اردو ترجمہ ص۸۳، فوٹو دیکھیں ص۵۴۱ پر)

۵۲۵۔ جو بچہ ماں کی موت کے بعد دنیا میں آئے، جب وہ بالغ ہوجائے تو اس پر غسل مس میت واجب ہے۔ (ص۸۳ ایضاً ص۸۳، فوٹو دیکھیں ص۵۴۱ پر)

اس کتاب کے تمام مسائل ۵۲۱ سے ۵۲۸ تک ایسے ہیں جو آپنے کبھی بھی کسی مذہب میں نہیں پڑھے ہوں گے۔ یہ سب شیعہ مذہب کے تقیہ اور کتمان کے کرتب ہیں جو آپ کو ان کے ایسے مسائل کا علم

نہیں ہے۔ یہاں پر دیئے گئے مسئلہ ۵۲۱ سے یہ معلوم ہوا کہ اگر مردہ خنزیر کو مس کیا جائے تو کوئی غسل واجب نہیں۔ البتہ ان کا اگر کوئی شیعہ مرتا ہے تو اس کو اس سے بھی بدتر تصور کرتے ہیں جو اس کو چھونے سے ان پر غسل مس میت واجب ہوجاتا ہے۔

۲۵۷ - میت، سجدۂ شکر اور قرآن کے واجب سجدوں کے لئے غسل جنابت ضروری نہیں ہے
(توضیح المسائل ص۵۵، فوٹو دیکھیں ص۵۴ پر)

جنازہ نماز پڑھنے کے لئے توضیح المسائل میں ہے کہ :

"جو شخص نماز میت پڑھنا چاہتا ہے تو ضروری نہیں کہ اس نے وضو، غسل یا تیمم کیا ہو اور اس کا بدن اور لباس بھی پاک ہو اور اگر اس کا لباس غصبی بھی ہو تو بھی کوئی حرج نہیں۔ اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ تمام وہ چیزیں جو باقی نمازوں میں ضروری ہیں ان کی رعایت کرے"۔

(توضیح المسائل ص۹۴، فوٹو دیکھیں ص۵۲ پر)

کتاب ترغیب الصلوٰۃ مصنفہ مولانا مولوی سید ولی حیدر امروھوی، مکتبہ امامیہ اکرم روڈ لاہور مارچ ۱۹۶۶ء میں ہے کہ :

"نماز جنازہ: اس میں وضو اور غسل کی شرط نہیں ہے۔ جنب کی حالت میں بھی پڑھ سکتے ہیں"
(ص۵۳، فوٹو دیکھیں ص۵۵ پر)

شیعوں کی معتبر کتاب کافی کلینی، فروع کافی جلد ۳ ص۱۷۸ سے بھی جنازہ نماز کے بارے میں مندرجہ بالا باتوں کی تصدیق ہوتی ہے۔ فوٹو دیکھیں ص۱۷۱ پر، اسی کتاب کے ج ۳ کے ص۲۴ پر یہ بھی ہے کہ پنج گانہ نماز پڑھتے پڑھتے مذی یا ودی نکلنا شروع ہوجائے اور وہ ران سے بہہ کر ایڑیوں تک آجائے تب بھی وضو نہیں ٹوٹے گا اور نہ ہی نماز میں کوئی فرق آئے گا۔

کافی کلینی کی ج ۵ میں ہے کہ ماں اور بیٹی سے نکاح کیا جائے تو نکاح کی وجہ سے وہ حلال ہوجائیں گی اور اس نکاح کے بعد ان سے مجامعت کے بعد جو اولاد پیدا ہوگی، اس کو ولد الزنا نہیں کہا جائے گا اور اگر کوئی ایسی اولاد کو ولد الزنا کہے گا تو اس پر حد جاری کردی جائے گی اس موضوع پر اس کتاب میں تفصیل سے روایات موجود ہیں۔ بطور نمونہ چند اقتباسات مع ترجمہ پیش کرتا ہوں اور ثبوت کے لئے کتاب کے صفحات کے فوٹو بھی دے رہا ہوں۔

الذی یتزوج ذوات المحارم التی ذکر اللہ عزو جل فی کتابہ تحریمھا فی القرآن من الامّہات والبنات إلی آخر الآیۃ کل ذٰلک حلال فی جھۃ التزویج ۔ {کافی کلینی ج ۵ ص۵۷۱ فوٹو دیکھیں ص۸۲ پر}	جو بھی محرم عورتیں جن کا ذکر اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں اس طرح کیا ہے کہ ان سے نکاح کرنا حرام ہے جیسا کہ مائیں اور بہنیں، آیت کے آخر تک یہ تمام نکاح کرنے سے حلال ہو جاتی ہیں (نعوذ باللہ)

ماں بیٹی سے نکاح کرنے کے بعد ان سے ہمبستری کرنے کے بعد (نعوذ باللہ) جو اولاد پیدا ہو اس کے لئے کافی کلینی میں ہے کہ :

ولا یکون نکاحھم زنا ولا اولادھم من ھٰذا الوجہ اولاد زنا ومن قذف المولود من ھٰؤلاء الذین ولد ومن ھٰذا الوجہ جلد الحدّ لأنہ مولود بتزویج	ان سے نکاح زنا نہ ہوگا اور نہ اس وجہ سے ان کی اولاد ولد الزنا ہوگی اور جو اس بچے کو ایسی گالی دے گا یعنی اس کو حرامی بچہ کہے گا تو اس پر حد جاری کی جائے گی کیونکہ یہ بچہ نکاح صحیح سے حلال زادہ ہے۔

(کافی کلینی ج ۵ ص۵۷۱ ، ص۵۷۲ - فوٹو دیکھیں ص۸۲ پر)

آپ نے پہلے پڑھا ہے کہ الجامع الکافی شیعہ مذہب کی اولین اور مستند و معتبر کتاب ہے جو شیعہ مذہب کی اصل بنیاد ہے۔ جس کے صحیح ہونے اور شیعوں کے لئے آخری سند ہونے پر شیعوں کے موجودہ دور کے امام زماں جو کہ ۱۱۵۰ برس سے غائب ہے اس کی تصدیق موجود ہے۔

اب مجھے آپ شیعہ مذہب کے سوا دوسرے کسی مذہب کا نام بتائیں جس میں محرم عورتوں سے نکاح کو حیلہ بنا کر ماں اور بیٹی سے مباشرت کو حلال کہا گیا ہو، اور کسی عورت سے کچھ معاوضہ طے کر کے ایک گھنٹہ یا اس سے زیادہ وقت کے لئے اس سے ہمبستری کرنے کو عارضی نکاح متعہ کہہ کر جائز اور حلال بنایا گیا ہو۔ شیعہ مذہب کے علاوہ آپ کو کوئی دوسرا مذہب ایسا نہیں ملے گا جس میں ایسی ناشائستہ حرکات کو حلال کیا گیا ہو تو پھر یہ فیصلہ آپ خود کریں کہ شیعہ مذہب اللہ کے رسولؐ اور اہل بیتؓ کا مذہب ہوگا یا یہ مکمل مذہب واقعتہً یہودی ذہنیت کی پیداوار ہوگا ؟

یہاں سے آپ کو یہ بھی معلوم ہوا کہ کتمان اور تقیہ کو شیعہ مذہب کے اہم اصول اور عقیدے کیوں

بنایا گیا ہے، اور ان کی اصلی بنیادی کتابیں کیوں آسانی سے دستیاب نہیں ہو سکتیں اور اس مذہب میں کیوں کہا گیا ہے کہ جو شیعہ اپنے مذہب کو ظاہر کرے گا تو خدا اس کو ذلیل و خوار کرے گا۔
متعہ کے باب میں ان چند مسائل کو بیان کرنے سے میرا اصلی مقصد یہ ہے کہ شیعوں کی فقہ جعفریہ کا اصل نمونہ ہمارے سامنے آجائے جس کے نفاذ کے لئے موجودہ دور کے شیعہ حضرات ہر سطح پر اندرونی اور بیرونی الغرض ہر اعتبار سے دباؤ ڈال رہے ہیں حالانکہ یہ فقہ کیا ہے اس کے کچھ مسئلے آپ نے مطالعہ کئے ہیں۔ حاصل مطلب یہ کہ شیعیت کا دینِ اسلام سے ذرہ برابر کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ اسلام سے صریحاً بغاوت کا دوسرا نام ہے۔

۸۔ شیعوں کے متعہ کے بارے میں جدید اضافی معلومات

(حیرت انگیز انکشافات)

① ایرانی صدر کے اس حکم کے بعد ایران میں متعہ کی کیا حیثیت ہے، اس کے اوپر ایک ایرانی خاتون دانشور شہلا حائری نے لا آف ڈیزائرز (LAW OF DESIRES) کے نام سے ایک ضخیم کتاب لکھی ہے۔ اس کتاب کی تلخیص ہفت روزہ تکبیر کراچی کے شماروں میں چھپی ہے۔ یہاں ہم تکبیر کے شکریہ کے ساتھ چند اقتباسات پیش کریں گے۔

(یہ اقتباسات ہفت روزہ تکبیر کراچی ۱۰ جنوری ۱۹۹۱ء سے شروع ہو کر اگلے چند شماروں تک پھیلے ہوئے ہیں۔ کتاب "لاء آف ڈیزائرز" کے سرورق کا عکس اور ہفت روزہ تکبیر کے صـ۱۷ کا عکس صـ۵۷۷ پر دیکھیں)۔

مصنفہ لکھتی ہیں کہ اس کتاب کا مقصد جدید ایران میں متعہ یعنی عارضی شادی کے رواج کا جسے عرف عام میں صیغہ کہتے ہیں مطالعہ ہے۔ اس تجربہ سے گزرنے والے افراد سے براہِ راست اُن کے تاثرات معلوم کر کے اس رواج کے سماجی اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ شیعہ علماء اور مذہبی حلقوں سے بھی اُن کا موقف معلوم کیا گیا ہے اور ان کی جانب سے اس کے جواز کے جو دلائل دیئے جاتے ہیں وہ بھی پیش کر دیئے گئے ہیں۔ کسی معاشرہ میں عورت کے مقام کے تعین کا سب سے بہتر طریقہ ازدواجی زندگی میں اس کی حیثیت کا مطالعہ ہے۔ متعہ کے رواج کے مطالعہ سے پتہ چل سکتا ہے کہ شیعہ معاشرہ میں عورت کو کیا حیثیت حاصل ہے۔ ۱۹۷۹ء کے انقلاب سے پہلے متوسط طبقہ کے آزاد خیال ایرانی متعہ کو جسم فروشی کی ایک شکل قرار دیتے اور اس کی مذہبی حیثیت کو مسترد کرتے تھے جبکہ مذہبی طبقہ مذہب کے نام پر اس کی وکالت کرتا اور اسے نہ صرف جائز بلکہ انسانیت کے لئے اللہ کی رحمت، افراد کی صحت کے لئے ضروری اور سماجی نظم و نسق کے لئے ناگزیر قرار دیتا تھا۔
شہلا حائری جو کہ خود ایک آیت اللہ کی پوتی ہیں وہ متعہ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ:

"متعہ کی شادی ایک مرد اور بے شوہر یعنی کنواری[1]، بیوہ[2] یا طلاق یافتہ[3] عورت کے درمیان معاہدہ ہے جس میں وہ یہ طے کرتے ہیں کہ وہ کتنے عرصہ کے لئے ایک دوسرے سے شادی کریں گے اور عارضی بیوی کو اس کے بدلے میں کتنی رقم دی جائے گی۔ اس طریقہ میں مقررہ مدت کے بعد زوجین میں طلاق کے بغیر علیحدگی ہوجاتی ہے۔ اس شادی کے لئے نہ گواہوں کی ضرورت ہوتی ہے، نہ رجسٹریشن کی۔ شیعہ عقیدہ کے مطابق متعہ اور نکاح میں فرق یہ ہے کہ متعہ کا مقصد جنسی لذت کا حصول ہے جبکہ نکاح کا مقصد تولید نسل ہے، شیعہ مرد کو چار عورتوں سے نکاح کے علاوہ بیک وقت کسی بھی تعداد میں متعہ (عارضی شادی) کی اجازت ہے۔ شیعہ فقہ کے بانی امام جعفر صادقؒ سے منسوب ایک واقعہ کے مطابق انھوں نے اس سوال کے جواب میں کہ "کیا متعہ بیوی چار میں سے ایک ہے" کہا: ان میں ایک ہزار سے شادی کرو کیونکہ وہ اجر (یعنی کمانے والیاں) ہیں۔

آگے چل کر مصنفہ لکھتی ہیں کہ نکاح اور متعہ کو یکساں قرار نہیں دیا جاسکتا، دونوں معاہدے اپنی نوعیت کے اعتبار سے بالکل مختلف ہیں۔ مصنفہ کے مطابق نکاح کے طریقہ کو عورت کے نقطہ نظر سے اگر فروخت کا معاہدہ قرار دیا جاسکتا ہے تو متعہ کرایہ کا معاہدہ ہے۔ کتاب میں مختلف جگہوں پر شیعہ علماء سے جو گفتگو درج کی گئی ہے، اس میں واضح طور پر یہ بات کہی گئی ہے کہ نکاح اگر مکان کی خریداری ہے تو متعہ کی مثال کسی ہوٹل کے کمرے کو کرائے پر لینا ہے۔

مصنفہ اس بات پر اظہار حیرت کرتی ہیں کہ شیعہ علماء ایک طرف مردوں اور عورتوں کے آزادانہ میل جول پر اسلام کے حوالہ سے سخت مخالف ہیں لیکن دوسری طرف متعہ کے نام پر وہ سب کچھ جائز قرار دیتے ہیں، وہ ایک طرف طوائفوں کے وجود کو معاشرہ کے نظم ونسق کے لئے تباہ کن بتاتے ہیں اور دوسری طرف متعہ کے ذریعہ تقریباً اس چیز کو معاشرہ میں فروغ دینے کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ موجودہ انقلابی حکومت نے ڈنکے کی چوٹ پر اس کی تشہیر اور تعلیم شروع کررکھی ہے، نوجوانوں سے کہا جارہا ہے کہ یہ جذبات کی تسکین کا بہترین طریقہ اور ان کے جذباتی مسائل کا حل ہے۔ مذہبی حلقوں کی طرف سے اس کے فضائل پر مشتمل اقوال کا ایک پورا مجموعہ تیار کیا گیا ہے۔ بقول مصنفہ ان میں سے ایک امام جعفر صادقؒ کی طرف منسوب روایت ہے:

متعہ کے بعد کئے جانے والے غسل کے ہر قطرہ سے ستر فرشتے پیدا ہوتے ہیں جو حشر کے دن متعہ کرنے والے کی بخشش کریں گے۔

امام جعفر کے والد امام باقرؒ سے منسوب ایک اور قول یہ ہے کہ: "جو شخص کسی عورت سے صرف رضائے الٰہی یا دین کی تعلیمات پر عمل یا اس شخص (یعنی حضرت عمرؓ) کے حکم کی خلاف ورزی کے لئے جس نے متعہ پر پابندی لگائی، متعہ کا معاہدہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک ثواب لکھتا ہے۔ جب یہ شخص اس عورت سے گفتگو شروع کرتا ہے تو مزید ایک ثواب لکھتا ہے، جب وہ اس کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک اور ثواب اس کے نامۂ اعمال میں درج کرتا ہے، جب وہ شادی کی تکمیل کرتا ہے تو قادرِ مطلق اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور جب وہ غسل کرتا ہے تو اس کے جسم کے تمام بالوں کی تعداد کے مطابق اس پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں۔" (اردستانی ط)

"لا۔ آف ڈیزائرز" کی مصنفہ نے ایران میں متعدد خواتین و حضرات سے بھی ملاقاتیں کیں اور انٹرویوز کئے۔ ان عورتوں میں مہوش خانم نے تو یہ کہا کہ لوگ مجھے برا سمجھتے ہیں، مجھے کوئی کرایہ پر مکان بھی نہیں دیتا کیونکہ میں متعہ کی مبلغہ ہوں لیکن مجھے پرواہ نہیں کیونکہ میں متعہ کرکے اور دوسروں کو متعہ کی تعلیم دے کر اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکم پر چل رہی ہوں۔ اسی مہوش خانم نے بتایا کہ متعہ زیادہ تر بزرگوں کے مزارات اور مذہبی مقامات پر ہوتا ہے۔ متعہ کے لئے ایران میں قم اور مشہد خاصی شہرت رکھتے ہیں۔ قم میں سیدہ معصومہ کے مزار اور مشہد میں امام رضاؒ کے مزار پر متعہ ہوتا ہے۔ اس نے بتایا کہ جب تم ایک عورت کو بار بار آتے اور باہر نکلتے دیکھو اور وہ غیر ضروری طور پر پردہ میں ہو تو وہ متعہ کرنے کی خواہش مند ہے۔ کوئی مرد کیسے متعہ کرے، اس کے لئے یہ بتایا کہ اگر کسی مرد کو متعہ کرنا ہے تو وہ صرف اپنی چابیاں دکھائے تو عورت سمجھ جائے گی کہ اس مرد کے پاس مکان ہے۔"

"ایک دوسری عورت فاطمی خانم نے متعہ پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے مصنفہ کو بتایا کہ طاغوت یعنی شاہ کے دور کے خاتمے کے بعد کنواری لڑکیوں میں صیغہ کا رواج بہت بڑھتا جا رہا ہے۔ کنوارپن برقرار رکھنے کے لئے وہ صنفی تعلق کے دوسرے طریقے کی اجازت دینے پر بھی تیار ہو جاتی ہیں۔ اس نے بتایا کہ طاغوت کے دور میں ہوٹلوں وغیرہ میں صیغہ جوڑوں کو کمرے دینے پر پابندی تھی لیکن اب ایسا نہیں ہے، اب یہ کسی کا کاروبار نہیں بلکہ ایک اسلامی روایت ہے۔

صیغہ عورتوں کی پہچان کے بارے میں فاطمی نے بتایا کہ سڑک پر بے مقصد گھومنے، اِدھر اُدھر بلاوجہ دیکھنے والی عورتیں دراصل صیغہ بننے پر آمادگی کا اظہار کرتی ہیں۔ خواہش مند مرد ایسی عورتوں کا تعاقب کرتے ہیں اور مناسب جگہ پر معاملات طے پا جاتے ہیں۔"

(۲) شیعہ مجتہد العصر علامہ ڈاکٹر سید موسیٰ الموسوی اپنی کتاب "الشیعۃ والتصحیح" (اردو ترجمہ "اصلاح شیعہ") میں لکھتے ہیں:

"متعہ جیسی غضب الٰہی کو دعوت دینے والی لعنت پر عمل کرنے کے لئے جو بھی روایات گھڑی گئی ہیں وہ صرف جمہور مسلمانوں کی مخالفت میں امام صادق کی طرف منسوب جھوٹی روایت کو سامنے رکھ کر بنائی گئی ہیں۔ روایت یہ ہے:۔ (سرورق "اصلاح شیعہ" ص۳۷۷۔ الف۔ ب)
الرشد فی خلافھم۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اہلِ سنت کی رائے سے اختلاف کرنے میں ہی رشد و ہدایت ہے۔" (اصلاح شیعہ ص۱۹۸ کا خلاصہ)

ایک جگہ لکھتے ہیں:

خود امام علیؓ نے اپنی حکومت میں بھی متعہ کا حرام ہونا برقرار رکھا، اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ عہد نبوی میں حرام کر دیا گیا تھا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ ضروری تھا کہ امام علیؓ متعہ کے حرام ہونے کی مخالفت میں صحیح حکم الٰہی بیان کرتا۔ بلکہ ایسا نہیں ہوا۔ (اصلاح شیعہ ص۱۹۲ کا خلاصہ)

آگے ایک جگہ فرماتے ہیں:

"میں ایک بار پھر عارضی نکاح کی طرف آتا ہوں اور اُن فقہاء سے سوال کرتا ہوں جو متعہ کے جواز اور اس پر عمل کے مستحب ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں کیا وہ اپنی بیٹیوں، بہنوں اور رشتہ دار لڑکیوں کے ساتھ اس قسم کی کسی حرکت کی اجازت دینا پسند کریں گے یا اُن کے بارے میں ایسی بات سن کر اُن کے چہرے سیاہ پڑ جائیں گے، رگیں پھول جائیں گی اور غصے پر قابو نہیں رکھ سکیں گے؟" (اصلاح شیعہ ص۱۹۹)

ڈاکٹر صاحب آگے لکھتے ہیں:

"اس طرح یہ واضح طور پر نظر آ رہا ہے کہ اس ناپسندیدہ مسئلے پر عمل کی اوّل و آخر ذمہ داری انہی لوگوں کے کندھوں پر ہے جنہوں نے مسلمان خواتین کی عصمتیں مباح قرار دیں لیکن اپنی عصمتیں محفوظ رکھیں۔ مؤمن خواتین کی عزت و وقار کو رائیگاں ٹھہرایا مگر اپنی بیٹیوں کی عزت پر آنچ نہیں آنے دی۔" (اصلاحِ شیعہ ص۲۰۲)

ڈاکٹر صاحب متعہ کا خلاصہ اس طرح پیش کرتے ہیں:

"کوئی ایسی امت اپنی ماؤں۔ جن کے قدموں میں اللہ نے جنت رکھی ہے۔ کے شرف و وقار کا تحفظ کیونکر کر سکتی ہے جو نکاح متعہ کو جائز کہتی اور اس پر عمل بھی کرتی ہو۔" (اصلاح شیعہ ص۱۸۹)

حاصل مطلب یہ کہ متعہ بدکاری جیسا ایک عمل ہے، اسکو ہر شریف انسان معیوب سمجھتا ہے لیکن خبر نہیں اسمیں کیا خوبی ہے جو شیعیت میں اس عمل کی بہت زور سے تاکید ہے۔ اور آج کل ایران کی حکومت خود اس کی تبلیغ کر رہی ہے۔

قد تمت الباب العاشر ویلیہ الباب الحادی عشر

باب یازدہم

شیعوں کی شروع سے قرآن و سُنّت پر مبنی اسلام اور اس کے پیروکار مسلمانوں سے عداوت اور اس کے اصلی اسباب

قارئین کرام! اسلامی تاریخ کی یہ انتہائی دردناک حقیقت ہے کہ ابتداء سے لیکر آج تک ہر دور میں مسلمانوں کے مابین انتشار پیدا کرنے، انتہائی گہری اور مخفی سازشوں سے مسلم حکومتوں کو کمزور کرنے اور ان کے خلاف غیر مسلم حکومتوں اور اقوام کو اکسانے، مسلمانوں کی فتوحات کے سلسلہ میں کاوٹیں کھڑی کرنے، مختلف اقسام کے فتنے پھیلانے، نیز موقعہ ملنے پر خود مسلمانوں کا بے دردی سے خون بہانے کے سلسلہ میں شیعہ حضرات پیش پیش رہے ہیں اور ان کا ہر دور ــــ میں مقصد صرف یہ رہا ہے کہ قرآن و سنّت پر مبنی اسلام اور اس کے پیروکار مسلمانوں کو کس طرح نیست و نابود کیا جائے۔ چنانچہ موقعہ ملنے پر ان کا کردار اتنا معاندانہ رہا ہے کہ خود غیر مسلم مؤرخوں کو بھی اس پر تعجب ہے۔ ان کی اسلام دشمنی کی تاریخ اتنی طویل ہے کہ اس کے لئے ایک ضخیم کتاب لکھنے کی ضرورت ہے۔ اللہ کرے کوئی اہل علم محقق یہ علمی کام انجام دے۔

مجھے یہاں پر چند واقعات کے ذریعہ کچھ مثالیں پیش کرنی ہیں امید ہے کہ عام مسلمانوں کو یہ آسانی سے اندازہ ہو جائے گا کہ شیعہ مذہب کے بانی عبداللہ بن سبا یہودی سے لیکر دور حاضر کے مشہور شیعہ اثنا عشریہ کے امام زمان کے قائم مقام سیاسی اور مذہبی رہنما امام خمینی علیہ ما علیہ تک اسلام اور مسلم دشمنی کا مسلسل اور نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری ہے جو کہ بغیر کسی وقفہ سے جاری رہا ہے۔

ابتدائی دور یہ تو ہر ایک کو بخوبی معلوم ہے کہ خلافت راشدہ کے دور میں عرب سے باہر اسلامی فتوحات اور اشاعت اسلام کا سلسلہ تیزی سے جاری تھا۔ حضرت عثمان رضؓ کے دور خلافت کے ابتدائی چھ سال کے عرصہ

تک مشرق میں مکران سے لیکر مغرب میں الجزائر تک ایک وسیع اسلامی سلطنت معرضِ وجود میں آگئی تھی اور عساکرِ اسلام کے کتنے ہی قافلے فتوحات کے اس سلسلہ میں کامیابی سے چاروں طرف بڑھ رہے تھے تو اُس وقت ایک مشہور اسلام دشمن عبداللہ بن سبا یہودی محبتِ اہل بیت کے حسین نعرہ کی آڑ لے کر شیعیت کی بنیادیں مضبوط کر کے امتِ مسلمہ کو ایسے فتنوں اور داخلی انتشار میں مبتلا کر گیا کہ خلیفہ راشد اور پوری قوم اس فتنہ کی سرکوبی میں لگ گئے اور فتوحات کا یہ عظیم سلسلہ پندرہ برس تک بالکل بند رہا یہاں تک کہ حضرت امیر معاویہؓ کے دورِ خلافت میں امن بحال ہوا اور پھر یہ فتوحات کا نیا سفر شروع ہوا۔ یہ بات تاریخ کا ہر طالب علم جانتا ہے کہ اگر یہ سلسلہ پندرہ برس تک بند نہ رہتا تو یورپ اور افریقہ کے بہت سارے ممالک اسلامی حکومت کے جھنڈے کے نیچے آجاتے، اموی دورِ خلافت میں یہ فتوحات کا سلسلہ اگرچہ شروع ہوگیا تھا لیکن شیعوں کی طرف سے ہر قسم کی رکاوٹیں اور داخلی انتشار پیدا کرنے کے لئے برابر مکر و فریب کے حربے جاری رہے۔

عباسیہ دورِ خلافت تیسری صدی ہجری کے آخر سے لے کر ساتویں صدی ہجری تک کے دور میں شیعوں میں دو انتہا پسند گروہ قرامطہ اور باطنیہ پیدا ہوئے۔ ان قرامطیوں اور باطنیوں نے مسلم دشمنی کے ایسے علی الاعلان مظاہرے کیئے اور مسلمانوں کو ایسا ستایا کہ ان کی تفصیل پڑھتے ہوئے مسلمان تو اپنی جگہ پر غیر مسلم مؤرخین کے سینوں سے بھی آہیں نکل جاتی ہیں۔ یہاں پر یہ بھی یاد رہے کہ ان کی اس وحشت اور بربریت کا نشانہ صرف سنی مسلمان تھے باقی ان کے علاقے کے غیر مسلم یہودی اور نصرانی ہر قسم کے سکون اور حفاظت میں رہے، ان کی بربریت کی داستانوں میں سے چند مثالیں یہاں پیش کی جاتی ہیں۔

شام کے ممتاز عالم اور مؤرخ شیخ عبدالرحمٰن المیدانی نے ان کی مسلم کشی کا تاریخ وار تفصیلی جائزہ پیش کیا ہے، اُس کا خلاصہ پیشِ خدمت ہے:

یحییٰ قرامطی نے ۲۹۰ھ کو دمشق کا محاصرہ کیا اور کتنے ہی مسلمانوں کو قتل کر دیا اور اس کے بھائی حسین نے شام کے مختلف شہروں اور دیہاتوں میں قتلِ عام کیا جس میں اس نے بچوں اور جانوروں کو بھی نہیں بخشا۔

ذکرویہ بن مہرویہ نے ۲۹۴ھ میں خراسان کے حاجیوں کے قافلہ کو قتل کیا اور راستہ کے تمام کنویں بند کر دیئے اور اسی سال تقریباً بیس ہزار حجاج قتل کیے گئے۔ حاجیوں کو قتل کرنا قرامطیوں کی خاص عادت تھی۔ ان میں خاص کر ایران، عراق اور بحرین کے شیعہ مشہور تھے۔ ابوطاہر قرامطی نے ۳۹۱ھ

میں کوفہ میں قتل عام کیا۔

۴۹۸ھ میں ہندوستان اور خراسان کے حاجیوں کے قافلوں کو باطنیوں نے رَے میں قتل کیا اور پھر ۵۵۳ھ میں باطنیوں نے خراسانی حاجیوں کا قتل عام کیا۔ تاریخ نویس لکھتے ہیں کہ یہ قتل عام بڑا تھا کہ اسلامی شہروں میں کوئی ایسا شہر نہیں تھا جہاں حاجیوں کے اس قتل عام پر احتجاج نہ ہوا ہو

قدیم مؤرخین میں سے علامہ حافظ شمس الدین ذہبی اپنی مشہور کتاب "منہاج السنۃ" میں، علامہ ابن خلدون اپنی تاریخ "ابن خلدون" میں، علامہ ابن کثیر اپنی شہرۂ آفاق تصنیف "البدایہ والنہایہ" میں اور دورِ جدید کے مصری مؤرخ استاذ ابوزہرہ نے اپنی کتاب "مذاہب اسلامیہ" میں باطنی اور قرامطی شیعوں کے ایسے لرزا دینے والے واقعات بیان کئے ہیں جن کے مطالعہ سے یہ یقین کرنا مشکل ہو جاتا کہ ایک مسلمان کہلانے والے طبقہ نے دوسرے مسلمانوں پر کیونکر یہ ظلم کیا ہوگا۔ یا کن اسباب کی وجہ ایسا کیا ہوگا؟ لیکن حقیقت وہی ہے جو پیش کرنی پڑتی ہے۔ اب جبکہ ایسے واقعات بے شمار ہیں کے ذکر کی اس مختصر کتاب میں گنجائش نہیں ہے لہٰذا ان میں سے ۳۱۷ھ میں حرم شریف میں نہایت توہین آمیز اور المناک واقعہ پیش آیا تھا اس کو یہاں بطور اختتام پیش کرتا ہوں۔ اس واقعہ کو علامہ ابن خلدون احمد امینؒ، حافظ ابن کثیرؒ اور علامہ ابن اثیرؒ وغیرہ نے تفصیل کے ساتھ اپنی کتابوں میں تحریر کیا ہے۔ میں حافظ ابن اثیرؒ کا تحریر کردہ واقعہ پیش کرتا ہوں۔ چنانچہ علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں :

۳۱۷ھ منصور دیلمی نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ حج کیا۔ یہ بغداد سے مکہ مکرمہ پہنچا، راستہ میں امن رہا مگر مکہ مکرمہ پر یوم الترویہ (۸ ذوالحجہ) کو ابو طاہر قرامطی شیعہ نے حملہ کیا، اس کے ساتھیوں نے حجاج کو لوٹ لیا اور قتل کیا یہاں تک کہ جو حاجی حرم شریف میں پناہ لینے کے لئے داخل ہوئے ان کو بھی نہیں کیا اور قتل کر دیا گیا۔ ابو طاہر قرامطی شیعہ نے شہید کئے گئے حاجیوں کو مسجد الحرام میں گڑھے کھدوا کر بغیر تجہیز وتکفین کے دفن کرا دیا۔ اس بے رحم ظالم نے بیت اللہ شریف کا غلاف اتروا کر پھاڑ ڈالا اور اپنے ساتھیوں میں تقسیم کیا اور یہ حجرِ اسود کو کھدوا کر اپنے ساتھ لے گیا اور اس نے مکہ مکرمہ کے گھروں کو بھی خوب لوٹا۔ اس شرمناک واقعہ نے شیعوں کو مسلم دنیا میں بہت بدنام کیا آخر میں شیعہ حکمران المہدی ابو محمد عبیداللہ علوی نے اپنا اثر و رسوخ استعمال کیا جس کی وجہ سے یہ حجرِ اسود بائیس برس گزرنے کے بعد یعنی ۳۳۹ھ میں شیعوں سے واپس ملا اور دو بیت اللہ شریف میں نصب کیا گیا۔

ابوطاہر قرامطی مکہ مکرمہ میں گیارہ دن تک قتل و غارتگری کرتا رہا۔ پھر جب وہ اپنے وطن واپس ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو طویل عرصہ تک عبرت ناک عذاب میں مبتلا کر دیا۔ اس کے بدن کے گوشت میں کیڑے رینگتے ہوئے نظر آتے تھے اور اس کے اعضاء کیڑوں کے کھانے کی وجہ سے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گرتے تھے۔
اس طرح یہ طویل مدت تک اس دنیا میں ذلت کا عذاب چکھتا ہوا دوسروں کے لئے عبرت کا سامان بنا رہا اور اسی ذلت میں مر گیا۔

خلافت عباسیہ کے خاتمے اور بغداد کی تباہی میں شیعوں کا نمایاں کردار۔

خلافتِ عباسیہ کا دورِ حکومت مسلم تہذیب و ثقافت کا تابناک دور شمار کیا جاتا ہے اس دور میں مسلم حکومت پوری دنیا میں عظیم حکومت سمجھی جاتی تھی۔ اس دور میں اسلام کے ہر ایک پہلو کو بڑی ترقی حاصل ہوئی۔ دینی علوم کے تمام شعبوں ــ یعنی قرآن، حدیث، تفسیر و فقہ، اصول فقہ، لغت اور تصوّف نے تمام تدریجی مراحل طے کر کے باقاعدہ مرتب اور مدون شکل میں تکمیل اور عروج حاصل کیا۔ اس کے علاوہ دنیوی علوم و فنون سائنس وغیرہ نے بھی خلافتِ عباسیہ میں بڑی ترقی کی۔ ہر امیر اور عالم کے گھر میں بڑے بڑے کتب خانے قائم تھے اور بغداد اس وقت پوری دنیا میں علوم و فنون کا عظیم مرکز تھا۔ یہاں پر ایشیا اور یورپ سے بھی غیر مسلم طلبا، سائنسی اور فنی علوم کی تحصیل کے لئے آتے تھے اور یہ مسلم حکومت ان کی ہر قسم کی مدد کرتی تھی۔
لیکن اس عظیم سلطنت کے کمزور ہونے کی وجہ بھی باطنی قرامطی اور فاطمی شیعوں کی سازشیں تھیں۔ ان سازشوں کا کچھ ذکر اوپر آچکا ہے۔ آخر میں ان لوگوں نے سنہ ۶۵۲ھ میں مشہور وحشی تاتاری حاکم ہلاکو خان کے ہاتھوں بغداد کی مکمل تباہی اور عباسی حکومت کا خاتمہ کیا۔ یہ حادثہ اس طرح پیش آیا کہ آخری عباسی خلیفہ مستعصم باللہ کے لئے یہ عظیم غلطی بڑی اذیت ناک ثابت ہوئی کہ اس نے ابن العلقمی شیعہ کو اپنا وزیر اعظم بنایا اور اس پر حد سے زیادہ اعتماد کیا۔ ابن العلقمی نے پہلے مختلف بہانوں سے خلافت کی فوج کو کم کرا کے صرف دس ہزار کر دیا اور پھر اس نے مشہور شیعہ فلسفی نصیر الدین طوسی کی معرفت مشہور اسلام دشمن تاتاری وحشی ہلاکو خان کو بغداد کے اوپر حملہ کرنے کی دعوت دی۔ اس وحشی نے بغداد پر حملہ کیا اور تاریخ کی بدترین تباہی پھیلائی۔ کافی عرصے تک مسلمان بچوں، بوڑھوں، عورتوں اور مردوں کا بے دردی سے قتل عام ہوتا رہا۔ لاکھوں کی تعداد میں لوگ مارے گئے اور ان کے خون سے بہت دن تک دریائے دجلہ کا پانی سرخ ہو کر بہتا رہا۔

امام ابن تیمیہ کی کتاب منہاج السُّنۃ کی تلخیص المنتقی ہے اور المنتقی کا اردو ترجمہ پروفیسر غلام احمد حریری نے کیا ہے، اس کے حاشیہ میں پروفیسر حریری لکھتے ہیں کہ :

بت پرست ہلاکو خان تاتاری فوج کے دو لاکھ سپاہی ساتھ لیکر بغداد پر حملہ آور ہوا۔ ابن العلقمی نے خلیفہ المستعصم باللہ کو دھوکہ دیکر ہلاکو خان کا کام کافی حد تک آسان کر دیا۔ اس نے ہلاکو خان سے خلیفہ کی صلح کرانے کا بہانہ بنایا اور خلیفہ سے اجازت لے کر ہلاکو خان سے ملاقات کی ملاقات میں اس نے ہلاکو خان سے اپنی وفاداری اور خلافتِ عباسیہ سے خیانت کا یقین دلایا۔ ابن العلقمی نے خلیفہ کے پاس آکر اس کو کہا کہ ھلاکو خان اپنی بیٹی کا رشتہ آپ کے بیٹے ابوبکر کے ساتھ کرنا چاہتا ہے۔ یہ سُن کر خلیفہ بہت خوش ہوا اور اپنے علماء اور امراء کو ساتھ لے کر اپنے بیٹے کے رشتے کو مضبوط کرنے کے لئے خود ھلاکو خان کے پاس پہنچا۔ جب یہ تمام لوگ خلیفہ کی رفاقت میں ھلاکو خان کے پاس پہنچے تو اس نے ان سب کو قتل کرنے کا حکم دیا اور اس طرح ان سب کا کام اُدھر ہی تمام کر دیا گیا۔ پھر تاتاریوں کا لشکر شہر میں داخل ہو گیا جس نے قتل عام کا بازار گرم کر دیا اور یہ انسانی قتل چالیس دن تک جاری رہا۔ ھلاکو خان نے جب مقتولین کو شمار کرنے کا حکم دیا تو ان کی تعداد دس لاکھ اسی ہزار ہوئی۔ اور جو قتل شدہ انسان شمار نہ ہو سکے ان کی تعداد اس سے بھی زیادہ تھی۔ (المنتقی مترجم اردو کے حاشیہ کا خلاصہ ص۴۷۸)

اس کے بعد اس ظالم وحشی نے ہر ایک کتب خانے کو تلاش کر کے جلا دیا اور اس طرح علم و ہنر کے تمام نشانات مٹا دیئے۔ یہ واقعہ اتنا وحشتناک تھا کہ اس نے پوری مسلم دنیا کو ہلا دیا لیکن افسوس کہ شیعوں کے علمائے اپنے فلسفی نصیر الدین طوسی کو اس کارنامہ پر فخریہ خراجِ تحسین پیش کیا۔ چنانچہ مشہور مؤرخ حافظ ابوعبداللہ محمد بن عثمان الذہبی المتوفی ۷۴۸ھ اپنی کتاب مختصر منہاج السنۃ میں اپنے وقت کے ایک شیعہ اہل قلم مرزا محمد باقر خونساری طوسی کی کتاب روضات الجنات کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ :

" اس (نصیر الدین طوسی) کے بارے میں یہ بھی مشہور ہے کہ وہ ایران میں سلطان محتشم ھلاکو خان کا وزیر اعظم بنایا گیا۔ وہ سلطان کے ساتھ بغداد آیا تاکہ خلق کی خبرگیری اور ملک کی اصلاح کرے اور سلطنت عباسیہ کا خاتمہ کرے اور اس کے حامیوں کا قتل تمام کر کے فساد کی بیخ کنی کرے اور فساد کی آگ بجھائے۔ چنانچہ ان کے گندے خون کو نہروں کی طرح بے دریغ بہایا گیا۔ جو دریائے دجلہ سے جا ملا اور وہاں سے جہنم میں پہنچا۔" (روضات الجنات ص۵۷۸، المنتقی عربی ص۳۲۶ بحوالہ ماہنامہ الفرقان لکھنؤ ص۳۰، اپریل ۱۹۸۵ء)

اس عبارت کے آخری حصہ کو بغور مطالعہ کریں کہ شیعوں نے ان مسلمانوں کے خون کو گندا خون کہا ہے۔ یہ مسلمان ظاہر ہے کہ خالص سُنّی تھے جن کے مقدس خون کو شیعہ مجتہد گندا خون کہہ رہا ہے اور اس کی جگہ اس کے ہاں جہنم ہے۔ (نعوذ باللہ)

یہ ہے شیعوں کی عباسیہ خلافت کے خلاف سازش اور ستاکیوں کی ایک جھلک۔ اب ان واقعات کو سامنے رکھنے کے ساتھ یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ سلطان غازی صلاح الدین ایوبی کی فوج میں جاسوس ابن جرف، سلطان فتح علی خان ٹیپو سے غداری کرنے والا میر صادق اور نواب سراج الدولہ کا غدار میر جعفر یہ سب شیعہ تھے۔ ایسی دوسری بہت سی مثالیں اور بھی ہیں۔

تاریخ کے وسیع مطالعہ سے یہ بات حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ سنی حکمران مسلمانوں نے شروع سے لیکر بغیر کسی تحقیق کے کہ یہ سنی ہے یا شیعہ ہے، شیعوں کو محض قابلیت کی بنیادوں پر بہت بڑی کلیدی آسامیوں پر فائز کیا ہے اور اس فراخدلی اور فیاضی کے نتیجہ میں ان کو بھاری قیمت ادا کرنی پڑی ہے۔ چنانچہ آگے چل کر یہ فیاضی ان کی حکومت کے خاتمہ کے ساتھ ان کی جان کے خاتمہ کا بھی باعث بنی ہے۔ اس کے برعکس تاریخ میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی کہ کسی شیعہ حکمران نے کسی سنی کو اہم منصب پر سرفراز کیا ہو۔ یہ عجیب و غریب صورت حال بھی ضرور غور طلب ہے۔

ایران کی شیعہ حکومتیں اور اُن کا کردار

شیعہ صفوی خاندان کی حکومت سقوطِ بغداد کے بعد رافضیوں کی ہمت بڑھ گئی اور انھوں نے بڑی ترقی کی۔ چنانچہ ۹۰۶ھ میں اسماعیل صفوی شاہ ایران بن کر تخت سلطنت پر متمکن ہوا۔ تخت نشینی کے بعد اسماعیل نے سب سے پہلے اعلان کے ذریعہ امامیہ مذہب کو ریاستی مذہب مقرر کرنے کا اعلان کیا۔ چنانچہ براؤن لکھتا ہے:

> "دو ایک سال کے اندر ہی وہ تبریز فتح کر کے تخت ایران پر متمکن ہو گیا اور اپنے مشیروں کے مشورے خلاف اس نے اپنی رعایا کے لئے مذہب شیعیت لازمی اور جبری قرار دیا۔ لوگوں نے ہر چند اسے سمجھایا کہ تبریز کی دو ثلث آبادی سنی ہے اور نماز اور خطبوں کے درمیان ایسے فقروں کا اضافہ جو خصوصیت کے ساتھ شیعوں کا شعار ہے خاص کر پہلے تین خلفاء ابوبکرؓ، عمر فاروق رضؓ

عثمانؓ پر تبرّا بازی کہیں کوئی فتنہ نہ پیدا کر دے لیکن اس نے نہ مانا اور جواب دیا "خدائے جہاں ائمہ معصومین کے ساتھ میری مدد میں ہیں، مجھے کسی کا ڈر نہیں ہے، اگر رعایا نے مخالفت میں ایک لفظ بھی کہا تو تلوار کھینچ کر ایک شخص کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا چنانچہ اس نے جیسا کہا تھا ویسا کر دکھایا اور رعیت کو حکم دیا گیا کہ اگر تبرّا پڑھتے وقت انھوں نے بہ آواز بلند "بیش باد کم مبادی" نہ کہا تو انہیں سزائے موت دی جائے گی" [تاریخ ادبیات ایران در عہد جدید۔ ص ۳۵-۳۶ بحوالہ الفرقان لکھنؤ اپریل ۱۹۸۷ء ص ۴۰]

اسماعیل صفوی کے مظالم

مشہور مورخ ابن عماد حنبلی (متوفی ۱۰۸۹ھ) لکھتے ہیں کہ:

"اسماعیل صفوی ایران کے تمام امراء پر حاوی ہوگیا اس نے خراسان، آذربائیجان، تبریز، بغداد، عراق، عجم فتح کر لیا ان علاقوں کے فرمان رواؤں کو مغلوب اور افواج کو قتل کر دیا۔ دس لاکھ سے زائد افراد کو اس نے قتل کیا، اسماعیل صفوی کی افواج اسے سجدہ کرتی تھی اور اس کا ہر حکم مانتی تھی۔ قریب تھا کہ یہ شخص الوہیت کا دعویٰ کر بیٹھے۔ اس نے علماء کو قتل کیا، ان کی کتابیں اور مصاحف جلائے، سنی علماء و اعیان کی قبریں کھدوا کر ہڈیاں نکلوائیں اور انھیں جلا کر خاکستر بنا دیا۔" (ماہنامہ الفرقان لکھنؤ، بابت ماہ اپریل ۱۹۸۷ء ص ۳۹، ۴۰)

ان صفوی حکمرانوں نے بھی شروع سے لیکر آخر تک اپنی پالیسی کا پورا رُخ مسلمان دنیا کی دشمنی کی طرف رکھا اور اکثر یورپ کے عیسائی حکمرانوں سے ان کی ساز باز رہی۔ مورخین کا اتفاق ہے کہ یورپ سے ساز باز کرنے کی وجہ سے ایران کے حاکموں اور عثمانی ترکوں کے درمیان صدیوں تک باہمی آویزش رہی جس کی وجہ سے ترکوں کی نئی پرعزم قیادت جو کہ یورپ میں اشاعت اسلام کے لئے بہت کچھ کر سکتی تھی وہ ایران کی سازشوں کا سدباب کرنے میں ضائع ہوتی رہی اور یورپ اسلام کی روشنی سے محروم ہوگیا اور ترکی کے عظیم عثمانی دور کے تین پرعزم حکمرانوں سلطان سلیم[1]، سلطان سلیمان[2] اصغر اور سلطان[3] مراد ثالث کی پوری قوت ایران کے صفویوں کی سازش کا سدباب کرنے میں ضائع ہوگئی۔ اور یہ سب کچھ یورپی عیسائی حکومتوں کو نفع پہنچانے کے لئے کیا گیا۔

سر جان مالکم سابق گورنر اپنی تاریخ ایران میں لکھتا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:

"شاہ عباس نے ایک خط یورپ کے عیسائی حکمران کی طرف لکھ کر سر انتھونی شرلی کے حوالہ کیا، جس خط میں اس نے عیسائی بادشاہوں سے اپنے تعلقات بڑھانے اور مستحکم کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ اسی

کتاب میں مزید لکھا گیا ہے کہ شاہ عباس نے ترکوں سے جن سے یورپی حکمران خوفزدہ رہتے تھے، جنگ کرنے کا عزم دکھایا۔ چنانچہ شاہ عباس نے اپنے ارادہ کے مطابق قسطنطنیہ کے حکمران (ترکوں) پر حملہ کر دیا"۔
("تاریخ ایران بحوالہ الفرقان لکھنو، اپریل ۱۹۸۵ء، ص۳۰)

عثمانی دربار میں مامور آسٹریائی سفیر نے لکھا تھا کہ:-

"ہمارے اور ہماری تباہی کے درمیان اہل ایران ہی صرف ایک روک ہیں ترک ہمیں ضرور دبا تے مگر ایرانی انہیں روکے ہوئے ہیں۔ ایرانیوں کے ساتھ ترکوں کی اس جنگ سے ہمیں صرف مہلت مل گئی ہے، مخلصی اور نجات نہیں حاصل ہوئی ہے"۔ {تاریخ ترکان عثمانی جلد ۲ ص۱۷۱ بحوالہ الفرقان لکھنو اپریل ۱۹۸۵ء ص۳۱}

شیعہ افشاریہ نادر شاہ خاندان کی حکومت | ایران کے ایک دوسرے ظالم شیعہ حاکم نادر شاہ نے پہلے عراق اور افغانستان بعد میں سندھ اور ہندوستان میں جو قتل و غارت گری کی اور ظلم و بربریت کے مظاہرے کئے ان کے پیچھے بھی درحقیقت یہی مسلم کشی کا جذبہ کارفرما تھا۔ اس سنگدل ظالم اور درندہ صفت وحشی شیعہ حکمران نے دلی میں جو قتل عام کرایا اس کی مثال کم از کم ہندوستان کی پوری تاریخ میں اور کہیں نہیں ملتی۔ اس قتل و غارت گری کا سبب بھی مغل حکمرانوں کی کمزوری تھی۔ جس کی اصل وجہ سید برادران کی سازشیں تھیں۔ پروفیسر محمد رضا خان اپنی تصنیف "تاریخ مسلمانانِ عالم" میں لکھتے ہیں کہ:

"نادر شاہ مغل سرداروں کے ہمراہ دہلی پہنچ کر دیوان خاص کے قریب ایک محل کے قریب مقیم ہوا۔ رات کے وقت شہر میں ایرانی سپاہیوں اور دھلی کے باشندوں کے درمیان غلہ کی خرید و فروخت پر جھگڑا ہو گیا اور دھلی کے شہریوں نے زیادتی کر کے چند ایرانی سپاہیوں کو تہہ تیغ کر ڈالا۔
نادر شاہ نے اس بات پر خفا ہو کر دھلی میں قتل عام کا حکم دے دیا۔ چند لمحوں میں ہزارہا بندگانِ خدا مارے گئے اور سارا شہر لٹ گیا۔ آخر نظام الملک کی سفارش پر نادر شاہ نے قتل عام بند کر دیا۔ مگر لوٹ کھسوٹ دو ماہ تک جاری رہی۔ اس کے بعد نادر شاہ ستر کروڑ روپے کے تاوان کے عوض تخت طاؤس، کوہ نور ہیرا اور بے شمار جواہرات و قیمتی کپڑے دھلی سے لے کر ایران واپس چلا گیا اور جانے سے پہلے محمد شاہ کو دوبارہ دہلی کے تخت پر متمکن کر تا گیا مگر سلطنتِ مغلیہ کی ساری ساکھ اس حملہ کی بدولت برباد ہو گئی"۔ ("تاریخ مسلمانانِ عالم ص۱۲۷")

شیعہ پہلوی خاندان کی حکومت | قریبی دور کو دیکھیں، رضا شاہ پہلوی سابق حکمران ایران، خمینی صاحب کی طرح شیعہ مجتہد اور مذہبی حکومت کا مدعی نہیں تھا لیکن چونکہ یہ شیعہ تھا لہذا مشرق وسطی

کی مسلم عرب دنیا کے لئے بڑا نقصان دہ ثابت ہوا۔ مغربی قوتوں نے اس کو مسلم عرب دنیا اور خلیجی ملکوں کے خلاف پوری طرح مسلح کیا اور اس کو اس علاقے کے لئے پولیس مین (POLICE MAN) بنانے کی کوشش کی۔ اس طرح مغربی قوتوں نے اس کو عرب دنیا کے لئے استعمال کیا اور یہ بھی خوب اچھی طرح استعمال ہوا۔ مسلم دنیا کے لئے یہ بات کتنی حیرت انگیز، شرمناک اور رنج دہ ہے کہ پوری مسلم دنیا میں پہلوی ایران وہ واحد ملک تھا جس نے یہودیوں کی حکومت اسرائیل کو سرکاری طور پر تسلیم کیا اور شروع ہی سے اس کے ساتھ سفارتی تعلقات قائم کئے اور تیل جیسی اہم چیز کی تجارت کی اور اسرائیل کو قوت حرب میں اضافے کے مواقع فراہم کئے۔

یہاں یہ بات بھی ذہن نشین ہونی چاہئے کہ (۱) صفوی خاندان (۲) افشاریہ خاندان (۳) زیدیہ خاندان (۴) قاچار خاندان (۵) پہلوی خاندان (ان میں سے ۳ اور ۴ نمبر کا یہاں ذکر نہیں کیا گیا) میں سے ہر ایک شیعہ حکمران نے پوری طرح یہ کوشش جاری رکھی کہ کسی طرح سنّیوں کو شیعیت میں تبدیل کر کے سنّیوں کو اقلیت میں بدل دیا جائے۔ یہ کوشش آج تک جاری ہے، اس عمل میں سنّیوں کے اوپر وہ مظالم ڈھائے گئے ہیں اور اب بھی ڈھائے جا رہے ہیں کہ جن کے تاریخی نقوش کبھی مٹ نہیں سکتے۔

حالیہ ایرانی انقلاب اور خمینی صاحب کے ناپاک منصوبے | یہ واضح حقیقت ہے کہ جن مغربی طاقتوں نے رضا شاہ پہلوی جیسے وفادار مہرے کو ہٹا کر اس کی جگہ پر جس مذہبی انقلاب کو آنے کی اجازت دی ہے یعنی خمینی صاحب اور اس کے نام نہاد اسلامی انقلاب کو تو ان کے اغراض و مقاصد بھی زیادہ اہم اور ان مغربی عیسائی اور یہودی قوتوں کے لئے زیادہ فائدہ مند ہوں گے۔

دھیان میں رہے کہ موجودہ دور کی مغربی سیاست اس قدر شاطر ہے کہ اس کی سیاست کے اوپر بیشمار پردے پڑے ہوئے ہیں اور وہ پردے اور حجاب تب ہٹائے جاتے ہیں جب مقاصد حاصل ہو جاتے ہیں۔ موجودہ سیاست کی یہ بھی عام شیطانی چال ہے کہ جن سے اپنے مقاصد پورے کرانے ہوتے ہیں تو اس قوم کو، عام دنیا کو ان سے اور بے خبر رکھنے کے لئے ظاہر میں کچھ مفادات کو ٹھکرا دینے اور بظاہر عداوت برتنے، ان کو سخت سست کہنے اور اپنے خلاف پروپیگنڈہ کرنے کی بھی ان مہروں کو اجازت تو دور کی بات ہے بلکہ ہدایت ہوتی ہے تاکہ اصلی مقاصد پر پردے پڑے رہیں اور ظاہری مکارانہ چالوں پر لوگوں کا اعتماد قائم ہو جائے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ خمینی صاحب کے اصلی مقاصد کتمان اور تقیہ سے حجابات اٹھ چکے ہیں اور مزید اٹھنا شروع ہو گئے ہیں۔ چنانچہ ۱۵ ار نومبر ۱۹۸۶ء سے آج ۲۷ ر دسمبر ۱۹۸۶ء تک تقریباً ڈیڑھ ماہ

کی مدت میں شاید ہی کوئی ایسا دن آیا ہو کہ اس میں اسرائیلی یہودی حکومت، ایران اور امریکہ کے جنگی اسلحہ کی خفیہ خرید و فروخت کی تفصیلات کے بارے میں غالباً دنیا کے بیشتر اخبارات اور جرائد میں روزانہ نئے نئے انکشافات ظاہر نہ ہوتے ہوں اور اب تو پوری دنیا میں ان باتوں کی تصدیق بھی ہو چکی ہے کہ کافی عرصے سے ایران کو، ایران عراق جنگ میں براہ راست یہودیوں سے نیز یہود کی معرفت امریکہ سے امداد اور اسلحہ مل رہا تھا، دیکھئے بطور مثال اخبارات کے اقتباسات کے فوٹو ۵۹۳ تا ۵۹۵ و ۵۹۶۔

یہ حقیقت بھی جنوری ۱۹۸۲ء کی ہے کہ یہودی ریاست اسرائیل کا ایک جہاز اسلحہ سے بھرا ہوا روس کے علاقے میں گر کر تباہ ہو گیا تھا جس سے ایسے دستاویزی ثبوت فراہم ہوئے تھے کہ یہ اسلحہ اسرائیل سے ایران کے لئے جا رہا تھا۔ اس وقت اس نام نہاد اسلامی جمہوری ایران نے ان دستاویزی ثبوت کے باوجود اس حقیقت کو تسلیم کرنے سے انکار کیا تھا اور یہ انکار اور الزام کا سلسلہ بھی کافی عرصہ تک ریڈیو اور اخبارات کی زینت بنتا رہا اور یہ حقیقت اس وقت ایسی نہیں لگ رہی تھی کہ اس پر ہر آدمی یقین کر سکے۔ لیکن اب یہ بات ظاہر ہو گئی کہ ایران کو اسرائیل اور امریکہ سے اسلحہ کی امداد اسی وقت یعنی ۱۹۸۲ء یا اس سے بھی پہلے جاری ہو چکی تھی جس کا اب پردہ فاش ہو رہا ہے اور صحیح حقیقت دنیا کے سامنے آ گئی ہے۔

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ مسلم ممالک کے سربراہوں کی بار بار کوشش اور تہران (ایران) کے چکر لگانے کے باوجود ایران اپنی ضد پر قائم تھا اور عراق سے صلح کے لئے آمادہ نہ تھا۔ اس سے یہ حقیقت منکشف ہو چکی تھی کہ عراق ایران جنگ کو مغربی طاقتیں اور اسرائیل اپنے مفاد کے لئے طول دلا رہی تھیں۔ اس میں ایران خوب استعمال ہو رہا تھا جس کی وجہ سے اسرائیل اور مغربی طاقتوں کو چاروں طرف سے اس طرح فائدہ پہنچ رہا تھا:

۱۔ عرب ملکوں کی افرادی قوت، اقتصادی حالت اور دولت تباہ ہو رہی تھی۔

۲۔ عرب ملک مغربی ممالک کی مزید گرفت میں آ گئے۔

۳۔ یہودیوں کی جنگی صلاحیتوں میں اضافہ ہو گیا اور ان کی اقتصادی حالت کو مزید تقویت مل گئی اس لئے کہ یہودیوں کو اسلحہ کی فراہمی کے عوض ایران سے سرمایہ مل رہا تھا۔

۴۔ براہ راست عرب اسرائیل جنگ سے اسرائیل کی افرادی قوت، اقتصادی حالات اور جنگی قوت میں نقصان ہو سکتا تھا، جس سے اب اسرائیل محفوظ ہے، اسی طرح اسرائیل اور مغربی طاقتیں اپنے مقاصد میں کامیاب ہو گئیں۔

قارئین کرام! اس جنگ سے تو سراسر مغربی ممالک اور یہودی ریاست اسرائیل کو فائدہ ہوا لیکن

دنیا کے مسلم ممالک کو ذرہ برابر کوئی فائدہ نہ ہوا جیسا کہ :

۱۔ اپنے آپ کو مسلمان کہلانے والوں کی آپس میں دنیا کے سامنے تاریخ کی یہ طویل ترین اور سب سے گراں جنگ تھی۔ اس کے نتیجے میں پوری دنیا کے مسلمانوں کی تحقیر و توہین ہوئی اور مسلمانوں کے وقار کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا۔

۲۔ اس جنگ پر کھربوں کی تعداد میں ڈالر خرچ ہوئے اور خلیج کے تمام تیل پیدا کرنے والے ملکوں کے کھربوں ڈالر کے اثاثے اسلحہ کی خرید پر صرف ہوئے۔

۳۔ عرب ملکوں کی حالت یہ ہوگئی تھی کہ انھوں نے سب ترقیاتی کام روک دیئے اور تیل کی سب آمدنی عراق کی مدد کے لئے اسلحہ خریدنے پر خرچ کر دی تھی اس طرح ان کی پوری دولت امریکہ کے حوالے ہوگئی۔

۴۔ اس جنگ میں ایران اور عراق کا اتنا نقصان ہوا کہ ایران نے بارہ تیرہ برس کے لڑکے محاذِ جنگ پر بھیجنے شروع کر دیئے تھے اور دونوں فریق ایک دوسرے کے شہروں پر بمباری کر رہے تھے جس سے بے گناہ معصوم شہری مرد، عورتیں، بچے لقمۂ اجل بن گئے۔ اور یہ سب کچھ دنیاوی جنگ کے لئے بدنما داغ تھا لیکن ایرانی شیعی حکومت اس دنیوی جنگ کو اسلامی جہاد کا نام دے کر پوری دنیا میں اسلام کو بدنام کر رہی تھی۔ ایرانی شیعی حکومت جو کہ اتحاد بین المسلمین کا نعرہ لگانے سے نہیں تھکتی اس سے کوئی پوچھے کہ اگر قرآن پر شیعوں کا ایمان ہے تو قرآن کی اس آیت میں تمہارے لئے کیا حکم ہے؟ وَإِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوْا الَّتِىْ تَبْغِىْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ۔

یعنی اور اگر مسلمانوں میں ان کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو (اے مسلمانو) ان کے درمیان صلح کراؤ۔ پھر اگر ان میں سے کوئی اس مصالحت کے خلاف سرکشی کا ارتکاب کرے تو تم (سب) اس سے جنگ کرو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم پر واپس آجائے۔

اب سوال یہ ہے کہ اسلامی دنیا کے منتخب نمائندے تہران کے چکر کاٹ رہے تھے کہ عراق جنگ بند کرنے کے لئے تیار تھا لیکن ایران جنگ بند نہیں کر رہا تھا اور کھلے عام قرآنی حکم کی خلاف ورزی کر رہا تھا۔
ایران یہ جنگ کیوں بند نہیں کر رہا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایران کے اس وقت کے روحانی امام اور قائد روح اللہ خمینی کے عزائم کچھ اور تھے۔ وہ اپنے آپ کو (فرضی اور خیالی) مہدی غائب زمان کا خلیفہ سمجھتے تھے لہٰذا اس کی مرضی تھی کہ ایرانی شیعہ مملکت کی توسیع ہو اور پوری مسلم دنیا پر شیعیت کو تسلط حاصل ہو اس طرح

مقامات مقدسہ القدس، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ وغیرہ پر بھی ایرانیوں کی حکمرانی ہو۔ اس مقصد کے لئے ایران علی الاعلان اظہار بھی کرتا رہتا تھا۔ چنانچہ مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی مدظلہ اپنی تصنیف "انقلاب ایران اور اس کی اسلامیت" میں لکھتے ہیں کہ:۔

"ایک دن ایک اچھی طرح نمایاں نئے بینر کا اضافہ ہم نے دیکھا، اس کی عبارت عربی میں تھی

سنتحد و سنتلاحم حتی نسترد من ایدی المغتصبین اراضینا المقدسة القدس والکعبة والجولان

یعنی ہم متحد ہوں گے اور جنگ آزما ہوں گے یہاں تک کہ غاصبوں کے قبضہ سے اپنی مقدس زمینیں بیت المقدس اور کعبہ اور گولان واپس لے لیں گے۔ (انقلاب ایران اور اس کی اسلامیت ص۷۴)

یہ تو تھی خمینی صاحب کی عظیم توسیعی شیعی حکومت کے قیام کی اسکیم لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ چنانچہ یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوسکا اور خمینی صاحب ان تمام آرزوؤں کو دل میں لیکر پروردگار عالم کے پاس جوابدہی کے لئے چلے گئے اور پھر ایرانی قیادت نے جنگ بندی پر رضامندی ظاہر کردی۔ جنگ بندی کے لئے عراقی صدر جناب صدام حسین اور ایرانی رہنماؤں کے درمیان خط وکتابت کا ایک دور چلا، اس کی ابتداء عراقی صدر نے کی۔ ایران برابر لیت و لعل سے کام لیتا رہا۔ یہ خط وکتابت ۲۱ر اپریل ۱۹۹۰ء سے ۱۴ر اگست ۱۹۹۰ء تک ہوتی رہی۔ آخر صدام حسین کے مکتوب کے جواب میں ایرانی صدر ہاشمی رفسنجانی نے یہ لکھا کہ:

"جیسا کہ جنیوا میں مقیم اپنے نمائندہ کے ذریعہ ہم نے آپ تک اطلاع پہنچائی ہے اب ہم تہران میں آپ کے نمائندوں کے استقبال کے لئے تیار ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ موجودہ خوشگوار ماحول اور نیک نیتی کو جاری رکھ کر دو اسلامی ملک و قوم کے تمام جائز حقوق وحدود کی حفاظت کرتے ہوئے ایک جامع اور پائدار صلح تک رسائی حاصل کرلیں گے۔" (دو ماہی توحید تہران، ایران جلد ۸، شمارہ ۱۔ دسمبر ۱۹۹۰ء جنوری ۱۹۹۱ء ص۱۶۸)

اس طرح یہ جنگ بند ہوگئی لیکن ایران آگے چل کر اپنے وعدہ یعنی تمام جائز حقوق وحدود کی حفاظت کرنے پر قائم نہ ہوسکا۔ چنانچہ اس نے وعدے کی سنگین خلاف ورزی کرتے ہوئے جنوری ۱۹۹۱ء سے عراق کے ساتھ ۲۸ر اتحادی ملکوں کی ہولناک جنگ میں پس پردہ عراق کے خلاف کام کیا۔ پھر جیسے ہی یہ خونریز جنگ ۲۸ر فروری ۱۹۹۱ء کو ختم ہوئی تو ایران نے نجف اور کربلا کی شیعہ آبادی کو صدر صدام حسین کے خلاف بغاوت پر اکسایا، ان کی مدد کی اور باغی لیڈروں کو ایران میں پناہ دی، اس طرح بڑی تعداد میں لوگ مارے گئے اور بہت قتل وغارت گری ہوئی۔ چنانچہ اب بھی ایران کے روحانی پیشوا علی خامنہ ای کرد باغیوں کو

شمالی عراق کے شیعوں کو یہ ہدایات دے رہے ہیں کہ وہ صدر صدام حسین کے خلاف اپنی جدوجہد جاری رکھیں یہاں تک کہ صدام حسین حکومت سے علیحدہ ہو جائے۔ یہ سب کچھ ہو رہا ہے تو اس کا جواب پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔

یہاں یہ بات بہت غور طلب ہے کہ عراق ایران جنگ میں جو کچھ ہوا اس نے خلیجی عرب ممالک کو بھی دولت میں کمزور کر دیا تھا تو دوسری طرف تنہا ایران جس کی تیل کی دولت بھی کافی حد تک تباہ اور محدود ہوتی جا رہی تھی۔ لیکن پھر بھی ایران باغیوں کی مدد کر رہا ہے اور ایرانی شیعی انقلاب کو اسلامی انقلاب تسلیم کرانے کے لئے اور تمام ممالک اسلامیہ میں شیعیت کو پھیلانے کے لئے کھربوں کی تعداد میں ڈالر خرچ کر رہا ہے۔ اور یہ حقیقت کسی بھی باشعور آدمی سے مخفی نہیں ہے کہ تنہا ایک ملک ایران یہ سب کچھ خرچہ کیسے پورا کر سکتا ہے اور اس میں ایران کی مدد کونسا مسلم دشمن ملک کر رہا ہے۔ یہ غور طلب مسئلہ کیوں نہیں؟

دوستو! اب آپ غور کریں یہ فیصلہ آپ ہی کو کرنا ہے کہ خمینی صاحب کی یہ سوچی سمجھی پالیسی عین اسلام دشمنی اور مسلم کشی والی تھی یا نہیں؟ اور موجودہ ایران کے حکمرانوں کی بھی یہی پالیسی ہے یا نہیں؟ پھر ان لوگوں کا یہ نعرہ "اتحاد بین المسلمین" اور "شیعہ سنی بھائی بھائی" کتمان اور تقیہ نہیں تو اور کیا ہے؟

یہ بات بھی آپ کی اطلاع کے لئے ضروری ہے کہ خمینی صاحب مسلم ممالک کے حکمرانوں کے لئے انتہائی غلیظ الفاظ استعمال کرتے تھے اور شروع سے ہی پاکستان، سعودیہ عربیہ، مراکش، اردن اور مصر وغیرہ میں انقلاب لانے کے نعرہ لگاتا اور لگواتا رہا۔ اس کے لئے آپ روزنامہ "امن" کی خبریں بطور نمونہ پڑھ سکتے ہیں۔

(فوٹو دیکھیں ص ۵۹۵ پر)

مولانا عتیق الرحمن سنبھلی "انقلاب ایران اور اس کی اسلامیت" میں لکھتے ہیں کہ:

"۱۴۰۱ھ مطابق ۱۹۸۱ء کے حج کے موقع پر یہ خبریں آئیں کہ اس دفعہ ایرانی حجاج نے حرمین کے اندر اور باہر وہ خاص نعرے اجتماعی شکل میں لگائے جو انقلاب کے بعد ان کے خاص نعرے اور انقلابی شعار بن گئے ہیں: "الله اکبر، خمینی رهبر" - "الله واحد، خمینی قائد" - "مرگ بر امریکه" "مرگ بر صدام" - "مرگ بر اسرائیل" - "الموت لامریکا" - "الموت لاسرائیل" "الموت لصدام" اور یہ چونکہ بالکل ایک نئی اور عجیب سی چیز تھی اسلئے سعودی حکام نے اس سے منع کیا۔

(انقلاب ایران اور اس کی اسلامیت ص ۳۵)

اور آگے چل کر لکھتے ہیں :

" اور ہم خیال دوستوں کی ایک مجلس میں اس وقت کا بنیادی تاثر ان الفاظ میں نکلا کہ : یہ تو دوسرا اسرائیل پیدا ہو رہا ہے۔ غیر فرقہ وارانہ اسلام اور اخوت و اتحاد اسلامی صرف لبادہ ہے ورنہ اصل میں مکمل شیعیت ہے اور عزائم کا آخری نشانہ مدینہ منورہ (بوجہ روضۂ اقدس وجنت البقیع) ہے جو اسرائیلی عزائم کا بھی اصل نشانہ ہے۔" (انقلاب ایران اور اس کی اسلامیت ص۳۵ و ص۳۶)

دسمبر ۱۹۸۱ء میں مولانا موصوف کو ایک رسالہ ملا جس میں حج کے موقعہ پر حاجیوں کے اس واقعہ کے متعلق شاہ خالد مرحوم کا ایک خط بنام امام خمینی اور امام خمینی کی طرف سے اس کا جواب شاہ خالد مرحوم کے نام چھپا ہے۔ اس خط میں خمینی صاحب نے اپنے حاجیوں کی اس حرکت اور کردار کی بہت زور دار طریقہ سے وکالت کی ہے اور اس نعرہ بازی اور مظاہرہ کو قرن اول یعنی حضور علیہ السلام کے دور کے اسلام کا طریقہ کہا ہے اور شاہ خالد کے نہایت مہذب الفاظ سے مزین خط کا جواب ایک نہایت متکبر سیاست باز کے طرز پر دیا ہے۔ یہ دونوں مکتوب آگے ملاحظہ فرمائیں۔

خمینی صاحب کی موجودہ شیعی ایرانی حکومت کا بنیادی مقصد درحقیقت تمام سنی حکومتوں کو کمزور اور بے اثر بنا کر وہاں کے شیعوں کی پشت پناہی کر کے وہاں شیعہ انقلاب لانا ہے اور پوری دنیا کے مسلمانوں میں شیعیت کی پر زور تبلیغ واشاعت مقصود ہے اسی لئے ہر سطح پر کتمان اور تقیہ سے کام لیکر " اسلامی وحدت" "شیعہ سنی بھائی بھائی" "اتحاد بین المسلمین" وغیرہ جیسے خوبصورت نعروں سے پروپیگنڈے کا ایک وسیع سلسلہ جاری ہے، جس پر خرچ کرنے کے لئے ملکی خزانے کے دروازے ایسی فراخ دلی سے کھول دیئے گئے ہیں جیسا کہ جنگ کے زمانے میں حکومتیں اسلحہ اور دوسرے جنگی وسائل پر بے دریغ خرچہ کرتی رہتی ہیں۔ چنانچہ ایرانی حکومت مختلف ملکوں میں مختلف زبانوں میں کتابیں، جرائد، اخبارات، اشتہارات اور کرایہ پر مقالہ نگاروں سے اخبارات میں مختلف موضوعات پر مضامین اور مقالات لکھوا کر مسلسل شائع کر رہی ہے اور یہ فتنہ سیلاب عظیم کی طرح جاری ہے۔ اس پر بہت فنکاری کے ساتھ یہ پروپیگنڈہ ہو رہا ہے اور تقریباً پوری دنیا کے مسلمانوں میں خاص کر تعلیمیافتہ طبقہ میں یہ لٹریچر تقسیم کیا جا رہا ہے اور بغیر کسی معاوضے اور قیمت کے اور بغیر بتائے ہوئے پتہ کے یہ لٹریچر خود بخود ان کے گھر پہنچ رہا ہے اور سنی علماء کو کرایہ پر خرید کر جلسے کرائے جا رہے ہیں اور ان کی صدارت میں جلسے کرائے جا رہے ہیں۔ پاکستان کے مسلمانوں سے بھی موجودہ

ایرانی شیعی حکومت کے تعلقات "شیعہ سنی بھائی بھائی" اور "اسلامی وحدت" کے نام سے حقیقت میں کتمان اور تقیہ کا حربہ ہیں۔ یہ بہتر تعلقات اسلامی وحدت کی بنیاد پر نہیں بلکہ شیعیت کی وحدت کی بنیاد پر پاکستان میں شیعوں کو مضبوط بنا کر، شیعوں کی آبادی میں اضافہ کر کے مذہبی تصادم کرا کر پاکستان کو کمزور بنانا اور پاکستان کو شیعہ ریاست میں تبدیل کرنے کے ناپاک عزائم کا حصہ ہے، مسلمانوں کو خبردار رہنا چاہیئے۔

موجودہ دور میں ایرانی شیعہ علماء اور ایران کے اعلیٰ سطح کے سرکاری اور نیم سرکاری عہدیداروں کا پاکستان میں بار بار آنا، جیسا کہ ہمارے ریڈیو، ٹیلویژن اور اخبارات سے ظاہر ہو رہا ہے۔ میرے خیال میں اتنی آمد و رفت پاکستان کے گذشتہ چالیس برسوں میں ان آخری چند سالوں کے سوا کبھی نظر نہیں آئی۔

مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی مدظلہ "انقلاب ایران اور اس کی اسلامیت" کے ص۲۲ و ص۲۳ پر لکھتے ہیں:

"جن دیواری کتبات کا اوپر کہیں ذکر آیا ہے ان میں بھی جا بجا ایسے کتبے دیکھنے میں آئے جو موجودہ انقلاب کو امام مھدی (امام غائب) کی آمد سے جوڑنے اور اسے "انقلاب مہدی" کا پیش خیمہ اور اس کے شروع ہونے کا تصور دیتے تھے۔ اس سلسلہ کی سب سے زیادہ واضح اور مکمل چیز قم کے سفر میں جناب آیت اللہ منتظری کے دولت کدہ پر سامنے آئی۔ یہ ایک منقش کتبہ تھا جو وزارت تعلیم کی طرف سے شائع کیا گیا تھا ...... اس کتبہ کی عبارت یہ تھی: "این انقلاب تا انقلاب مہدی ادامہ دارد"، "تولد امام زمان (عج) بر مستضعفان جہان مبارک باد"

ترجمہ: یہ انقلاب، انقلابِ مہدی تک باقی رہنے والا ہے۔

امام زمان (امام غائب) کی ولادت دنیا کے تمام کمزور (پسے ہوئے) طبقوں اور قوموں کو مبارک ہو۔

مولانا صاحب آگے چل کر لکھتے ہیں:

"سفر کے تین ماہ بعد ۳ مئی ۱۹۸۲ء کے انگریزی روزنامہ "تہران ٹائمز" میں پڑھا کہ ایرانی کیبنٹ نے آیت اللہ منتظری کی تجویز پر ۱۵ شعبان مطابق ۸ جون ۱۹۸۲ء کو جو کہ بقول شیعہ امام مہدی غائب کی یوم ولادت ہے، مستضعف ڈے کے طور سے منائے جانے کا فیصلہ کر کے ایک بین الاقوامی کانفرنس اس موقع پر منعقد کرنا طے کیا ہے۔ چنانچہ اس اخبار کی ۸ جون کی اشاعت کے مطابق ایک سو ایک ملکوں کے ڈھائی سو نمائندہ وفود پر مشتمل یہ "مستضعف ڈے کانفرنس" ۸ جون کے بجائے ۷ جون ۱۹۸۲ء مطابق ۱۵ شعبان کو تہران میں ہوئی۔

امام زماں کے یوم ولادت کو "یوم مستضعفین" کے طور سے منائے جانے کی مناسبت یا معنویت کیا ہے؟ اسی اخبار "تہران ٹائمز" نے اپنے ۲رجون کے اداریہ میں خوب وضاحت سے اس پر روشنی ڈالی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ امام زماں امام مھدی جو کہ اس وقت پردۂ غیبوبیت میں ہیں جب ظاہر ہوں گے تو ان کا ظہور چونکہ عالم اسلامی کے نجات دھندہ کی حیثیت سے ہوگا اور ایک انقلاب عظیم وجود میں آئے گا جو ظلم وستم کی ماری ہوئی دنیا کو عدل وانصاف کی نعمت سے مالامال کرے گا، اس لئے ایسے مسیحا کا یوم ولادت بہت ہی بجا طور پر اس کا مستحق ہے کہ اسے کل عالم آج کے ستم پرور ماحول میں عدل وانصاف سے محروم انسانوں کی خوشخبری کے لئے "مستضعف ڈے" کے طور پر منایا کرے۔

(انقلاب ایران اور اس کی اسلامیت ص۲۳)

ایرانیوں نے تو دنیا کو یوں باور کرایا ہے کہ امام خمینی امامت کا جھنڈا امام مہدی کے حوالے کر کے اپنے منصب سے دستبردار ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور منظور تھا کہ خمینی صاحب کی یہ آرزو پوری نہیں ہوئی اور وہ یہ جھنڈا آیت اللہ خامنہ ای کے حوالے کر کے چل بسے۔

اسی کتاب "انقلاب ایران اور اس کی اسلامیت" میں یہ بھی ہے کہ:۔

" ایک دن تہران کے "مہمان خانہ بزرگ" استقلال ہوٹل میں ایک اچھی طرح نمایاں نئے بینر کا اضافہ ہم نے دیکھا اور اپنے انداز کا بالکل ہی منفرد اور یکتا تھا، اس کی عبارت عربی میں تھی: سنتحد و سنتلاحم حتی نسترد من ایدی المغتصبین اراضینا المقدسۃ القدس والکعبۃ والجولان۔

جس کا ترجمہ ہوتا ہے" ہم متحد ہوں گے اور جنگ آزما ہوں گے یہاں تک کہ غاصبوں کے قبضے سے اپنی مقدس زمینیں بیت المقدس، کعبہ اور گولان واپس لے لیں۔"

اس میں کافی عرصہ لگنے کی وجہ کیا تھی؟ جو کچھ بھی واقع میں ہو لیکن ایک گمان تو بہرحال یہ کیا جا سکتا تھا کہ چند دن گزر جانے پر مہمانوں کے مجمع کی فضا کا اندازہ یہ کیا گیا کہ نظر قبول و پسند سے دیکھا جائے گا اور جو مجمع تھا واقعی اس میں کوئی ہلچل تو کیا سرسراہٹ بھی دیکھنے میں نہیں آئی۔ ویسے اپنے اندازے میں جو بہت وسیع مطالعہ اور جائزے پر مبنی نہ تھا پچاسوں آدمی تھے جو اس پر ہل جاتے مگر ان میں اکثریت عربی نہ جاننے والوں کی تھی اور جو ایسے عربی دان میری نظر میں تھے وہ اتفاق سے جیسا کہ بعض طبیعتیں ہوتی ہیں کچھ مغفل قسم کے۔ (انقلاب ایران اور اس کی اسلامیت ص۴۵)

آگے چل کر مولانا صاحب لکھتے ہیں کہ :

بہرحال اس بینر کے آویزاں ہونے کے بعد جوں ہی میری نظر اس پر پڑی حجاج ایران کی نعرہ بازی حرمین یاد آگئی اور خمینی صاحب کا شاہ خالد کو جواب اور اب اوپر کے بیان کے پورے پس منظر کو اس بینر کے ساتھ رکھتے ہوئے کسی ہلکے سے ہلکے شبہے کی بھی گنجائش اس میں نہیں رہی کہ حرمین بشمول کل عالم اسلام پر شیعی تسلط اس انقلاب کا ایک قطعی ہدف ہے ۔ (انقلاب ایران اور اس کی اسلامیت ص۴۵)

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں دیکھیں اور خمینی صاحب کے عزائم کو دیکھیں ۔ اب بھی ایرانی قائدین کی یہ کوشش ہے کہ وہ خمینی کی اسکیم کو عملی جامہ پہنائیں ۔ چنانچہ موجودہ صدر ہاشمی رفسنجانی اور روحانی قائد آیۃ اللہ علی خامنہ ای عراق کے خلاف شیعوں اور کردوں کو اکسا رہے ہیں کہ وہ صدر صدام حسین کی حکومت کا تختہ الٹ دیں تاکہ آگے چل کر ایران عراق میں اپنی پسند کی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہوجائے کیونکہ باغیوں کے سرکردہ لیڈر، ایران میں سرکاری مہمان بنے ہوئے ہیں اور ایران ان کی پوری مدد کر رہا ہے ۔

مولانا عتیق الرحمٰن صاحب امام خمینی کی تصویر پرستی پر یوں روشنی ڈالتے ہیں :

" امام صاحب کی تصویر پرستی کی بات یہاں تک پہنچی ہوئی ہے کہ ۵ رفروری کو پہلا جمعہ پڑھنے کے لئے جب ہم تہران یونیورسٹی کے میدان میں گئے جہاں شہر کا جمعہ ہوتا ہے اور موجودہ صدر جمہوریہ (اب خمینی کے جانشین) علی خامنہ ای یہیں کے امام جمعہ تھے تو یہ دیکھ کر آنکھیں پھٹی رہ گئیں کہ میدان جمعہ کے روسٹرم (منقبۂ خطاب) کی پچھلی دیوار پر امام صاحب کی بہت بڑی تصویر آویزاں ہے اور پھر اسی پس منظر میں اس دن کے خطیب جمعہ (جن کا نام مجھے یاد نہیں رہا) خطبہ دینے کے لئے آکر کھڑے ہوئے اور ہم کان خطبہ پر لگا کر اپنی پھٹی ہوئی نگاہوں سے خطیب کے ساتھ ساتھ امام صاحب کی تصویر ان کے پس منظر میں دیکھتے رہے ۔

امام صاحب کی تصویر پرستی اس حد کو پہنچی ہوئی ہے کہ ان میں خود شیعی نظریہ سے بھی ایک جو بڑی حیرت ناک بات پیدا ہوچکی ہے وہ بھی لوگوں کو چونکانے سے قاصر ہے اور وہ یہ کہ حضرت علیؓ کی خیالی تصویریں کہیں کہیں ملتی ہیں ۔ خاص کر بسوں میں ہم نے آگے پیچھے لگی دیکھیں جیسے ہندوستان میں کرشن جی اور گرونانک جی وغیرہ کی تصویریں بعض ہندوؤں اور سکھوں کی بسوں میں ملا کرتی ہیں ۔ تو یہ حضرت علیؓ کی تصویریں بھی امام صاحب کی تصویروں کے آگے بالکل دب کر اور قطعاً بے وقعت ہوکر رہ گئی ہیں ۔ امام صاحب کی تصویروں کے ساتھ دلی تعظیم اور لگاؤ کا معاملہ ہے جبکہ حضرت علیؓ

کی تصویروں کا مصرف صرف برائے زینت معلوم ہوتا ہے۔ یہ چیز ہماری دوگونہ تکلیف کا باعث بنی، ایک طرف امام صاحب کی تصویر کی پرستش میں شرک پروری کا سامان، دوسری طرف حضرت علیؓ کی تصویر، اگرچہ وہ فرضی ہو اس کی بے وقعتی۔ (انقلابِ ایران اور اس کی اسلامیت ص ۱۹-۲۰)

خمینی کے بارے میں ان کے ایک ساتھی کی رائے

ڈاکٹر موسیٰ موسوی اصفہانی ایک شیعہ مجتہد ہیں۔ اسی کے ساتھ ساتھ وہ علوم جدیدہ کے بھی حامل ہیں۔

موصوف نے تہران یونی ورسٹی سے قانون اسلامی میں ڈاکٹریٹ پی۔ایچ۔ڈی کیا اور پیرس یونی ورسٹی سے فلسفہ میں ڈاکٹریٹ پی۔ایچ۔ڈی کیا اور تہران یونی ورسٹی میں اسلامی اقتصادیات کے پروفیسر بھی رہے ہیں اور دو مرتبہ اسمبلی کے ممبر بھی منتخب ہوئے۔ یہ شاہ کے خلاف انقلابی قائدین کی تحریک میں شامل تھے۔ انہوں نے حال ہی میں عربی زبان میں "الثورۃ البائسۃ" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے۔ اس کتاب میں ایک عنوان ہے "انا والخمینی" اسی فصل کا اردو ترجمہ ماہنامہ "الفرقان" لکھنؤ مارچ اپریل ۱۹۸۶ء میں شائع ہوا ہے جس میں خمینی صاحب کے بارے میں حیران کن انکشافات ہیں، ان میں یہ بھی ہے کہ انقلابِ ایران سے پہلے میں نے خمینی صاحب سے تفصیلی گفتگو کی۔ جس میں اس نے کہا تھا کہ خود قتل کرنے والے سے قصاص لیا جاتا ہے قتل کا حکم دینے والے سے نہیں۔ اس پر ڈاکٹر موسیٰ موسوی تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

سخت تعجب ہے کہ یہ بات کہنے والا اپنی حکومت کے چار سالوں میں چالیس ہزار انسانوں کو قتل کرتا ہے جس میں بوڑھے جوان، مرد اور عورتیں سب ہوتی ہیں اور ان کا جرم یہ کہنا ہوتا ہے کہ حریت زندہ باد و استبداد مردہ باد۔

مذکورہ رائے رکھنے والے نے خود لاکھوں کردوں اور عربوں، بلوچوں اور ترکمانوں کو یہ کہنے پر قتل کرایا کہ "ہم شاہ کے زمانے کے مغصوبہ حقوق کی بحالی چاہتے ہیں"

(الثورۃ البائسۃ بحوالہ الفرقان لکھنؤ ص ۵۵، بابت ماہ مارچ، اپریل ۱۹۸۶ء)

سُنّی مسلمانوں پر مظالم

خمینی صاحب کے برپا کردہ عظیم ایرانی اسلامی انقلاب سے اہل سنّت کو کیا ملا بلوچستان (ایران) کے طلباء اہل سنّت اسٹوڈینٹس آرگنائزیشن کی طرف سے شائع کردہ کتابچہ بنام "خطرہ کی گھنٹی" کے ص ۱۴ پر مرتب لکھتے ہیں کہ:

"ایران کے اندر بلوچستان اور کردستان میں جو سُنّی آباد ہیں ان کے ساتھ خمینی ازم کا رویہ انتہائی وحشیانہ

ہے، ان پر تقریر و تحریر کی مکمل پابندی عائد ہے، ان کی دل آزاری کے لئے ہر حربہ استعمال کیا جاتا ہے۔ ابھی تک بیسیوں سنی مساجد و مدارس کو بلڈوزروں کے ذریعہ منہدم کیا گیا ہے۔ ہزاروں مسلمانوں کو فائرنگ اسکواڈ کے ذریعہ موت کی وادیوں میں دھکیلا گیا ہے، ہزاروں ابھی تک قید و بند کی صعوبتوں میں مبتلا ہیں، سینکڑوں پر جیلوں میں بے پناہ تشدد کر کے ان کے ہاتھ پیر توڑ کر ان کو ہمیشہ کے لئے معذور بنایا گیا ہے۔ درجنوں ایسے افراد بھی ہیں جن کو دماغی کرنٹ لگا کر اور مخبوط الحواس بنا کر چھوڑ دیا گیا ہے۔

ان اقتباسات سے آپ کو ایران میں رائج جمہوریت اور اسلام کا خوب اندازہ ہو گیا ہوگا۔ اب آپ ایران کی موجودہ حکومت کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں، یہ فیصلہ آپ خود کریں۔

خمینی صاحب کے شیعہ انقلاب کے بعد جو سنی مسلمان ایران چھوڑ کر دوسرے ملکوں میں مہاجر بن کر رہ رہے ہیں ان کے لئے خمینی صاحب کے طے شدہ پروگرام کی ایک جھلک آپ دیکھنا چاہیں تو دیکھ سکتے ہیں:

۱۔ "کراچی میں خمینی کے مخالفوں پر حملہ کرنے والے سمندری راستہ سے فرار ہو گئے"

(روزنامہ امن ۱۱ جولائی ۱۹۸۶ء۔ فوٹو دیکھیں ص۵۹۳ پر)

۲۔ "مجھے حکومت نے کسی دوسرے ملک میں خفیہ مشن کے لئے منتخب کیا تھا"

کوئٹہ میں ایرانی دھشت گردوں کا اقبالی بیان۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۲۱ جولائی ۱۹۸۶ء فوٹو دیکھیں ص۵۹۴ پر)

دوستو! یہ ہے "اتحاد بین المسلمین اور شیعہ سنی بھائی بھائی" کی اصل شکل و صورت۔ جو خود ایران کی موجودہ حکومت پاکستان میں ایرانی سنی مہاجرین مسلمانوں سے کر رہی ہے، پھر ایران کے اندر خود سنی مسلمانوں کا کیا حال ہوگا۔ ذرا اندازہ لگائیں۔

خمینی صاحب کے عقیدے خود ان کی کتابوں کے آئینہ میں

اب یہاں خمینی صاحب کے عقیدوں کے بارے میں کچھ خاص نکات پیش کر رہا ہوں۔

چنانچہ یہ صاحب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقاء، قرآن کریم کے اولین مخاطبین، قرآن و سنت کے حاملین اور جنت الفردوس کے باسیوں حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں اپنی رسوائے زمانہ کتاب "کشف الاسرار" فارسی میں لکھتا ہے کہ:

(۱) "وہ لوگ (صحابہؓ) جو سوائے دنیا اور حصولِ حکومت کے اسلام اور قرآن سے سروکار نہیں رکھتے

تھے جنہوں نے قرآن کو اپنی نیاتِ فاسدہ کی تکمیل کا محض وسیلہ بنایا تھا اُن کے لئے اِن آیات کا (جو حضرت علیؓ کی خلافت بلافصل اور ائمہ کی امامت پر دال تھیں) قرآن مجید سے نکال دینا، کتاب آسمانی کا تحریف کرنا اور ہمیشہ کے لئے قرآن کو دنیا والوں کی نگاہ سے اس طرح مستور بنا دینا کہ قیامت کے دن یہ ننگ و عار مسلمانوں اور قرآن کے حق میں باقی رہے، آسان تھا۔ تحریف کا وہ عیب جو مسلمان یہود و نصاریٰ پر لگاتے ہیں، ان صحابہ پر ثابت ہے"۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) (کشف الاسرار ص ۱۱۴ - فوٹو دیکھیں ص۵۲۵ پر)

اور اپنی کتاب حکومۃ الاسلامیہ میں لکھتا ہے :

(۲) " امام کو مقام محمود (درجہ عالی) اور ایسی خلافت تکوینی حاصل ہوتی ہے جس کی عظمت اور غلبہ کے سامنے کائنات کے تمام ذرّے سرنگوں ہوتے ہیں۔ ہمارے دین کے قطعی الثبوت مسائل میں سے یہ ہے کہ ہمارے اماموں کو وہ مقام حاصل ہے جس کو نہ کوئی مقرب فرشتہ پہنچ سکتا ہے، نہ نبی جس کی بعثت ہوئی"۔ (الحکومۃ الاسلامیہ ص۱۱۳ عکس ص۵۲۶ پر)

امام صاحب اسی کتاب کے ص۱۱۳ پر لکھتے ہیں :

(۳) " ہمارے ائمہ کی تعلیم قرآن کی وحی کی تعلیم جیسی ہے، یہ کسی خاص طبقہ یا خاص دور کے لوگوں کے ساتھ مخصوص نہیں لیکن ہر زمانے اور ہر علاقے کے تمام انسانوں کے لئے ہے اور قیامت تک اس کا نفاذ اور اس کی اتباع قرآن کی طرح واجب ہے"۔ (الحکومۃ الاسلامیہ ص۱۱۳)

امام غائب زماں (امام مہدی) اور حضور علیہ السلام کا تقابل خمینی کے الفاظ میں

کل نیشنل ٹیلویژن کے دوسرے حصے کے افتتاح کے موقع پر امام خمینی کا ایک پیغام نشر ہوا جس میں اس نے بارھویں امام حضرت مہدی امام زمان کے یوم ولادت کی نشان دہی کر کے اپنے نظریہ کو ان الفاظ میں ظاہر کیا ہے :

امام زمان معاشرتی انصاف کے پیغام کے حامل ہونگے اور پوری دنیا کو عدل مہیا کریں گے۔ یہ ایسا فریضہ ہے جس میں پیغمبر اسلام حضرت محمدؐ بھی پوری طرح کامیاب نہیں ہوئے (معاذ اللہ) اگر حضور علیہ السلام کا جشن ولادت پوری دنیائے اسلام کے لئے پُرعظمت ہے تو امام زمان کا جشن منانا تمام دنیا کے انسانوں کے لئے زیادہ پُرعظمت ہے۔

TEHRAN:-Imam Khomani inaugurating National Television's second net-work delivered yesterday a message marking the birth - day of the 12 th Imam Hazrat Mehdi the Imam Zaman (The Imam of human entire race).
"The Imam Zaman will bear the mess-

age of social justice for transforming the entire world a task that even the Holy Prophet Mohammad was not wholy successful in acheiving."
"If the celebration for our Holy Prophet is the greatest for Moslems, the celebration for the Imam Zaman is the greatest for all humanity!. I can not call him leader because he was more than this, I can not call him first because there is no second."

میں اس کو لیڈر نہیں کہہ سکتا کیونکہ اس کی حیثیت اس سے زیادہ ارفع ہے، میں اس کو اول بھی نہیں کہہ سکتا کیونکہ اس کے بعد دوسرا کوئی بھی نہیں ہے۔

{اشتہار منجانب حزب المصطفیٰ پاکستان۔ فوٹو دیکھیں ص۵۷۶ پر}

دوستو! اب آپ خود سوچیں کہ ایسے عقائد اور نظریات کے حامل انسان کا لایا ہوا انقلاب کیا ہوگا۔ یہ اسلامی انقلاب ہوگا یا شیعی انقلاب، اور ایسے شخص کے نعرے "اتحاد بین المسلمین، شیعہ سُنّی بھائی بھائی"، "وحدتِ اسلامی" وغیرہ سچے نعرے ہوں گے یا یہ صرف کتمان اور تقیہ یعنی جھوٹ، دھوکہ اور فریب ہوں گے؟

شیعوں کی ابدی سنّی دشمنی کے اسباب | اب آخری بات غور کرنے کی یہ ہے کہ شیعوں کی دائمی سنّی دشمنی کے اصلی اسباب کیا ہیں؟ کیونکہ تاریخ کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ابتداء سے لے کر آج تک شیعوں نے ہر قسم کا نقصان صرف اسلام اور سنّی مسلمانوں کو پہنچایا ہے۔ تاریخ میں ایسی کسی جنگ کا نام نہیں ملتا جو شیعوں نے کسی غیر مسلم حکومت سے کی ہو یا انہوں نے کسی غیر مسلم حکمران کو قتل کیا ہو یا انہوں نے کسی غیر مسلم حکمران کے خلاف ملک میں انتشار پیدا کیا ہو۔ اس کا جواب بھی خود ان کی تاریخ اور ان کے درجہ اول کی معتبر ترین کتابوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان شیعوں کے عقیدہ کے مطابق حضور علیہ السلام کے وصال کے فوراً بعد تین چار صحابہؓ کے علاوہ آپؐ کے باقی تمام صحابہ کرامؓ (نعوذ باللہ) مرتد اور کافر ہو گئے تھے۔ اور انھوں نے غاصبانہ طور پر حضرت علیؓ کی خلافت پر قبضہ کیا، قرآن میں تحریف کی اور ان لوگوں کے قائد اور امام زمان غائب کے نائب امام خمینی کے بقول کہ ان صحابہؓ کو دنیا اور حکومت حاصل کرنے کے سوا اسلام اور قرآن سے کوئی سروکار نہ تھا۔ اور شیعوں کے ہاں حضور علیہ السلام کی تمام احادیث غیر معتبر اور نا قابلِ عمل ہیں۔ بالفاظِ دیگر سنی مسلمانوں کا اسلام جس کی اصل بنیاد قرآن و سنت ہے وہ شیعوں کے ہاں غیر معتبر ہے بلکہ وہ اسلام نہیں ہے۔ شیعہ مذہب میں ہے کہ جب امام غائب مہدی ظاہر ہوں گے تو وہ یہودیوں اور عیسائیوں اور دوسرے غیر مسلموں کو نہیں بلکہ پہلے غاصبوں، پیغمبر کے جانشین اور خلفاء اور دوسرے صحابہ کرامؓ اور سُنّی مسلمانوں کو اس دنیا میں زندہ کر کے سزا دیں گے۔
اب جب کہ شیعوں کے بنیادی عقائد میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ جب ان کا امام العصر، امام زماں، غائب

(مہدی) ظاہر ہوگا تو سنیوں کو زندہ کرکے اس دنیا ہی میں سزا دیگا تو پھر شیعہ اپنی زندگی میں سُنیوں کو ہر وقت سزا دینے، نقصان پہنچانے، یہاں تک کہ موقع ملنے پر سنّیوں کو قتل کرنے اور کرانے کے لئے کیوں نہ کوشاں ہوں گے۔ یہ نہایت آسان اور فطری جواب ہے جس میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ پھر تاریخ بھی ہمیں یہی حقیقت بتاتی ہے کہ ان لوگوں نے شروع سے لے کر آج تک بغیر کسی وقفہ کے ہر جگہ اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچایا ہے اور انھوں نے کبھی بھی اور کہیں بھی قرآن وسنّت پر مبنی اسلام اور مسلمانوں کو برداشت نہیں کیا ہے اور یہ وہ حقیقت ہے جس کا انکار کرنا ناممکن ہے۔ ایسی مثالوں سے تاریخ بھری پڑی ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ پاکستان میں جب بھی قرآن وسنّت پر مبنی قانون کے نفاذ کی کوشش ہوئی تو شیعہ کہتے ہیں کہ ہمیں یہ قانون منظور نہیں ہے اور یہ فقہ جعفریہ کے قانون کے لئے لڑتے ہیں جس کو زرارہ بن اعین نے بنا کر امام جعفر صادقؒ کی طرف منسوب کیا ہے

(مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ ص۶۸۳)

زرارہ وہ شخصیت ہے جس پر شیعوں کی معتبر کتابوں کے مطابق حضرت جعفر صادقؒ نے خود بار بار لعنت کی ہے۔ پھر یہاں شیعوں کا پر فریب نعرہ "اتحاد بین المسلمین" کی اصلی حقیقت بھی معلوم ہوگئی کہ یہ نعرہ شیعہ مذہب کے کتمان اور تقیہ کی ایک چال ہے جس میں شیعوں کے اپنے مذہبی اور سیاسی اغراض پوشیدہ ہیں اور اس میں اسلام اور سُنی مسلمانوں کے اتحاد واخوت کی کوئی بات نہیں ہے۔ کیوں کہ خود خمینی صاحب کی تقریروں پر مشتمل ایک رسالہ "خطاب بہ نوجوانان" کے عنوان سے، اس کی خود ساختہ فرانس والی جلاوطنی کے دوران فرانس میں ہی فارسی زبان میں چھپا، اس تاریخی خطاب میں اس نے کہا کہ:

"دنیا کی اسلامی اور غیر اسلامی طاقتوں میں ہماری قوت اس وقت تک تسلیم نہیں ہوسکتی جب تک کہ مکہ اور مدینہ پر ہمارا قبضہ نہیں ہوجاتا۔ چونکہ یہ علاقہ مہبط وحی اور مرکز اسلام ہے اس لئے اس پر ہمارا غلبہ و تسلط ضروری ہے۔ میں جب فاتح بن کر مکہ اور مدینہ میں داخل ہوں گا تو سب سے پہلے میرا کام یہ ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ میں پڑے ہوئے دو بتوں (ابوبکرؓ وعمرؓ) (معاذ اللہ) کو نکال باہر کردوں گا۔"

اب میں کہتا ہوں کہ ایسے ناپاک ارادہ رکھنے والے کسی مذہب کے پیروکار سے یہ گمان رکھنا کہ وہ کسی مسلم حکومت کا خیر خواہ ہوسکتا ہے یا ان کا قرآن وسنّت پر مبنی اسلام کے پیروکاروں سے نیک نیتی سے اتحاد ہوسکتا ہے، یہ ایسی خوش فہمی ہے کہ جس کو فریب ودھوکہ کے سوا کچھ بھی نہیں کہا جائے گا۔ دعا ہے کہ پروردگار اسلام اور ہم مسلمانوں کی خود حفاظت فرمائے۔ آمین۔

حج کے موقعہ پر ایرانی حاجیوں کی حرم شریف کے اندر نعرہ بازی اور مظاہرہ کے بارے میں شاہ خالد بن عبدالعزیز رحمہا اللہ کا انتہائی مہذب الفاظ سے مزین شکایتی خط :-

امام خمینی کے نام شاہ خالد کا خط

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سماحة آية الله الامام الخميني

إن سفارة جمهورية إيران الاسلامية في جدة كانت قد أعلنت بان سماحتكم أصدرتم الأوامر للزائرين الإيرانيين لبيت الله الحرام وألزمتموهم ببذل المساعي لتحقيق التضامن بين المسلمين والامتناع عن القيام بأعمال تدعو إلى التفرقة، والاقتداء بأئمة الجماعة حين اوقات الصلوة في المساجد واتباع حكم ثبوت رؤية هلال شهر ذي الحجة في المملكة العربية السعودية حتى ولو لم يثبت روية هلال شهر ذي الحجة في ايران اننا سعداء بان نعرب لسماحتكم عن شكرنا وتقديرنا لهٰذه المشاعر والاهتمامات الجيدة۔ لكن مع الأسف أن بعض الزوار الايرانيين من حجاج بيت الله الحرام لم يعملوا بتوجيهاتكم عن اثر تحريكات رؤسائهم وقاموا بأعمال باسمكم اضافة إلى منافاتها مع هدفكم وانها مغايرة مع أهداف الحجة وقدسية الأماكن المقدسة

جناب عالی! آیۃ اللہ الامام الخمینی

جدہ کے ایرانی سفارت خانے نے یہ اعلان کیا تھا کہ جناب والا نے ایرانی زائرین بیت اللہ کو چند ہدایات دی تھیں اور اس پر زور دیا تھا کہ وہ مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق قائم کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں اور جہاں تک ہوسکے اختلاف و انتشار پیدا کرنے والے اعمال سے دور رہیں۔ عام نمازوں اور جمعہ میں ائمہ مساجد کے پیچھے نماز ادا کریں۔ ذی الحجہ کے چاند کے سلسلہ میں سعودی عرب میں ثابت رؤیت ہلال کی تاریخ کو تسلیم کریں، چاہے ان کے ملک ایران میں چاند نظر نہ آئے۔ یہ اعلان سن کر ہمیں بڑی خوشی و مسرت ہوئی تھی۔ آپ کے ان اقدامات و احساسات نے ہمیں ممنون کیا تھا۔ لیکن افسوس کہ کچھ ایرانی حجاج نے اپنے عمائدین کے اشاروں پر عمل کرتے ہوئے آپ کی ہدایات کو ملحوظ نہیں رکھا اور آپ کے نام پر وہ وہ حرکتیں کیں جو نہ صرف یہ کہ آپ کے مقصد سے میل نہیں کھاتیں بلکہ حج کے مقاصد اور دیارِ مقدسہ کی حرمت سے بھی ان کا کوئی میل نہیں۔

ونوردهنا أمثلة على هٰذه الأعمال :

١ - تجمع بعض الزوّار الايرانيين خلف حجر اسماعيل وردد أحد كبارهم بصوت عال شعارات بين الطائفين حول الكعبة المشرّفة

٢ - قامت جماعة كبيرة من الزوّار الايرانيين بمسيرة اثناء الطواف فيما كانوا يرددون نفس الشعارات السابقة كانوا يقتربون من الحجر الاسود ويرددون شعار " الله أكبر خميني اكبر " " الله واحد خميني واحد "

ان هذا العمل وغيره ادى إلى اشمئزاز وسخط زوّار بيت الله الحرام ولا شك بأن هٰذا العمل سوف يمس بسمعة ومنزلة إيران ان حكومة المملكة العربية السعودية تعامل الزوّار الايرانيين بتعقل ومرونة للتدليل على حسن نيّة حكومة المملكة العربية السعودية ومراعاتها لقدسية الحج اطلقت سراح هٰؤلاء الزوّار الايرانيين بعد اعتقالهم وحتى اولٰئك الذين ضبطت بحوزتهم مكية من المخدرات - وفي الختام ومن أجل أن لا تضطر حكومة المملكة العربية السعودية إلى اتخاذ التدابير اللازمة ضد الزوّار رأينا من اللائق أن نحيط سماحتكم علماً بكل ماحدث. ونأمل أن يصدر سماحتكم الاوامر بشأن ابتعاد الزوار الايرانيين عن هٰذه الاعمال والاهتمام فقط بجد باداء مناسك الحج حيث توجهوا من أجل

ایسے چند واقعات بطور مثال ہم یہاں درج کرتے ہیں

۱ - کچھ ایرانی حجاج حجرِ اسمٰعیل کے پیچھے جمع ہوگئے اور ان میں سے ایک ذمہ دار نے کعبہ کا طواف کرنے والوں کے درمیان بہ آوازِ بلند نعرے لگائے۔

۲ - دورانِ طواف ایرانیوں ہی کی ایک بڑی جماعت جلوس کی شکل میں نعرے لگاتی ہوئی حجرِ اسود کے قریب پہنچی اور وہاں یہ نعرے لگائے " اللہ اکبر، خمینی اکبر"، "اللہ واحد خمینی واحد" اس طرزِ عمل سے حجاج بیت اللہ میں سخت برہمی اور ناراضگی کی لہر دوڑ گئی۔

یقیناً یہ حرکت ایسی تھی جس سے ایرانیوں کا مقام اور اس کی حیثیت مجروح ہوئی۔ سعودی حکومت ایرانی حجاج کے سلسلہ میں نرمی و احتیاط سے کام لے رہی ہے تاکہ وہ اپنی طرف سے نیک نیتی، نیز حج کے تقدس کا ثبوت فراہم کرے۔ اسی مقصد سے اس نے ان ایرانی زائرین کو گرفتار کرنے کے بعد رہا کر دیا جن میں وہ بھی تھے جن کے پاس نشہ آور اشیاء بھی پائی گئیں۔

آخر میں گزارش ہے کہ ہم نے اس خیال کے تحت کہ ہماری حکومت کو زائرین کے خلاف ناگزیر اقدامات نہ کرنے پڑیں مناسب سمجھا کہ جو کچھ ہوا ہے اس سے آپ کو مطلع کر دیں، ہمیں امید ہے کہ آپ ایرانی زائرین کو اس قسم کی حرکتوں سے دور رہنے کی اور یکسوئی کے ساتھ مناسکِ حج کی ادائیگی کی طرف متوجہ رہنے کی، جس کے لئے وہ یہاں آئے ہیں، ہدایات جاری فرمائیں گے۔ ہمیں یقین ہے کہ ایرانی زائرین

ذ لك إلى بيت الله . إننا على ثقة بأن الزوار الايرانيين سوف يتبعون تعليمات سماحتكم ويحترمونها نسأل الله سبحانه أن يوفق الجميع لكل ما هو خير للاسلام والمسلمين . حفظكم الله

آئندہ جناب کی ہدایات کا لحاظ اور پابندی کریں گے۔ ہم اللہ سے سب کے لئے ہر اس کام کی توفیق کے سائل ہیں جو اسلام اور مسلمانوں کے لئے بہتر ہو۔ اللہ آپ کو سلامت رکھے

خالد بن عبد العزیز
ملك المملكة العربية السعودية
۷ / ۱۲ / ۱٤۰۱ ھ
الموافق ۱۳ / ۱۰ / ۱۹۸۱ م

خالد بن عبد العزیز
فرمانروا مملکتِ عربیہ سعودیہ
۷ / ۱۲ / ۱۴۰۱ ھ
مطابق ۱۳ / ۱۰ / ۱۹۸۱ء

اس خط کا امام خمینی صاحب نے نہ صرف نہایت ناشائستہ الفاظ میں جواب دیا بلکہ اپنے حاجیوں کی تمام نازیبا حرکتوں کو سراہا اور ان کی تائید کی ۔ اس سے خمینی صاحب کی اسلام دوستی اور سیاست کا خوب اندازہ ہوتا ہے ۔ خمینی صاحب کا یہ خط ذیل میں درج کیا جاتا ہے :

شاہ خالد کے نام جناب خمینی کا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرة الملك خالد بن عبد العزيز ملك المملكة العربية السعودية تسلمت رسالتكم ، وان ما قالته سفارة جمهورية ايران الاسلامية في جدة صحيح ، أرى أن مصائب المسلمين ومشاكل حكوماتهم ناجمة من اختلافهم ومن النفاق الذي يسودهم فالاقطار الاسلامية بسكانها الملياء وثرواتها الطائلة وفي طليعتها بحار النفط التي تفيض الحياة في شرايين القوى الكبرى قد حباها الله باحكام القرآن وتعاليم النبي الاكرم العبادية

عالی مرتبت جناب شاہ خالد بن عبد العزیز فرمانروائے مملکت سعودی عرب ۔ آپ کا خط موصول ہوا جدہ میں واقع جمہوریہ اسلامیہ ایرانیہ کے سفارتخانہ نے جو بات کہی تھی وہ بالکل بجا تھی ۔ میرا یقین ہے کہ مسلمان جن پریشانیوں سے دوچار ہو رہے ہیں اور اسلامی حکومتیں جن مشکلات سے دوچار ہیں اس کا واحد سبب خود ان کے آپس کے اختلافات اور ان کا منافقانہ طرزِ عمل ہے جو ہر طرف چھایا ہوا ہے ۔ خدا تعالیٰ نے ان اسلامی سلطنتوں کو کروڑوں باشندوں اور لامحدود اسباب و اموال ساتھ جن میں سرِفہرست تیل کے وہ چشمے ہیں جن سے بڑا

والسياسية التي تحث المسلمين على الاعتصام بحبل الله ونبذ الفرقة والتمزق، وجعل الحرمين الشريفين ملاذاً لها فقد كان هذان الحرمان مركزين للعبادة والسياسة الاسلامية. فيهما ترسم خطط الفتح وتحدد مناهج السياسة في عهد الرسول ؐ وهكذا بقيا فترة طويله بعد رحيله، بيد أن سوء الفهم واغراض القوى الكبرى ودعاياتها الواسعة جعلت المشاركة في الشئون السياسية والاجتماعية التي هي من أهم واجبات المسلمين داخل الحرمين الشريفين جريمة تدفع البوليس السعودى إلى الجرأة على اقتحام المسجد الحرام الذى يأمن فيه الجميع حتى المنحرفون طبقاً لاحكام البارى تعالى والى مهاجمة المسلمين بالاحذية والاسلحة وزجهم في السجون. هل هتاف هؤلاء ضد امريكا واسرائيل عدوّي الله ورسوله جريمة؟ لا ادرى أوصلتكم تقارير صحيحه عما يجرى في بلادكم والحرمين الشريفين ام استلمتم تقارير شوهت شعارات الايرانيين المشهورة في كل مكان وابلغتكموها محرّفة؟ ولا أدرى كيف يفهم أئمة الحرمين الشريفين الاسلام وحجّ البيت الله الحرام المشحون بالسياسة اذجاء ليقوم القسط والعدل وتزول المظالم واعمال النهب

طاقتوں کی رگوں میں آبِ حیات سپلائی ہو رہا ہے، قرآن کی دولت سے اور نبیؐ کی تعلیمات سے سرفراز کیا جو عبادت اور سیاست دونوں شعبوں سے تعلق رکھتی ہیں اور جو مسلمانوں کو ہمیشہ اس طرف توجہ دلاتی رہتی ہیں کہ خدا کی رسّی کو تھامے رہیں اور اختلاف و افتراق سے دور رہیں۔ حرمین شریفین کو جائے پناہ کی حیثیت دی گئی۔ چنانچہ یہی حرمین شریفین عبادت اور اسلامی سیاست کا مرکز رہے۔ عہدِ رسالت میں یہاں سے فتح و نصرت کے لئے منصوبہ بندی کی جاتی تھی اور سیاسی طرزِ عمل (پالیسی) کے فیصلے ہوتے تھے۔ آپ کے اس دنیائے فانی سے رحلت فرمانے کے بعد بھی ایک طویل زمانہ تک حرمین میں یہی صورت باقی رہی۔ لیکن کیا کہا جائے! غلط فہمیاں بڑی طاقتوں کے اغراض اور ان کے زبردست پروپیگنڈوں نے سیاسی اور اجتماعی معاملات میں شرکت کو جو حرمین کے اندر مسلمانوں کے اہم ترین فرائض میں سے ہے ایک ایسا جرم بنا دیا ہے جس کی وجہ سے سعودی پولیس اس مسجد حرام کی بےحرمتی پر اترنے لگی جس میں ہر شخص کو پناہ ملنی چاہیے حتیٰ کہ قرآن کی رو سے قانون شکنوں کو بھی اس کے حدود میں چھیڑا نہیں جا سکتا۔ غرض اس حرم میں سعودی پولیس نے مسلمانوں کو جوتوں اور ہتھیاروں سے زد و کوب کیا اور جیل میں ڈال دیا کیا دشمنانِ خدا و رسول اسرائیل اور امریکہ کے خلاف ان لوگوں کا آواز لگانا کوئی جرم تھا؟ میں نہیں جانتا کہ آیا آپ کے ملک اور بالخصوص حرمین شریفین میں پیش آنے والے واقعات کی صحیح صحیح رپورٹ آپ تک پہنچی ہے یا ہر جگہ لگائے جانے والے ایرانی نعروں کے سلسلہ میں جو غلط سلط رپورٹیں آپ تک پہنچی ہیں اور آپ نے انھیں پر اعتماد کیا ہے؟ میں نہیں سمجھ سکا کہ علماء حرمین شریفین نے اسلام اور حج جیسی عبادت کو کیا سمجھ رکھا ہے جس کے رونئیں رونئیں میں سیاست رچی بسی ہے حالانکہ اسلام آیا ہی

و تلك هي السياسة العامة للانبياء العظام بخاصة سيدنا خاتم النبيين ۔ ما ذا فهم ائمة الحرمين من ذلك كله حتى يمنعوا الحجاج باسم الاسلام من الخوض في السياسة حتى في الهتاف ضد اسرائيل وأمريكا؟ ان هذا المنع مخالف لسيرة النبي العظيم ومسلمي صدر الاسلام وأنه يمهد عمداً أو جهلاً أو غفلة تسلط الأجانب على أقاليم المسلمين بما فيها الحرمان الشريفان مهبط الوحي وملائكة الرحمن، لو دعت حكومة الحجاز فريضة الحج وأدركت أبعادها العبادية والسياسية وثقل ملايين المسلمين المشاركين فيها لما احتاجت لا إلى امريكا وطائرات اواكس ولا الى سائر القوى الكبرى ولامكن حل مشاكل المسلمين. نحن نعلم ان امريكا وضعت هذه الطائرات تحت تصرف السعودية خدمة لمصالحها ومصالح اسرائيل. وقد لمسنا ذلك عند ما ادعت طائرات الاواكس كذبًا بانها سجلت قصفا ايرانيا لمنشآت النفط الكويتية لتبث الفرقة بين ايران واشقائها العرب. ان ما يؤسف عليه هو تفشي التغافل بين حكومات المسلمين لنشا ننا عد القوى الكبرى المجرمة على اقتصاد المسلمين عن المسرح السياسي و الاهتمام بامور المسلمين حتى بات وعاظ السلاطين يفتون بتجريم المسلمين وهم في مركز

اس لئے تھا کہ وہ عدل و انصاف قائم کرے، ظلم و زیادتی کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینکے تمام انبیا کرامؑ اور بالخصوص نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ کا یہی مشن تھا۔ علما حرمین اس بارے میں کیا سمجھ رہے ہیں جو وہ حجاج پر سیاست میں حصہ لینے سے متعلق پابندی اسلام کا نام لیکر عائد کر رہے ہیں یہاں تک کہ اسرائیل اور امریکہ کے خلاف آواز لگانا بھی ممنوع قرار دے رہے ہیں؟ یہ رویہ منہج نبوت و صدر اول کے مسلمانوں کے طرز عمل دونوں سے متعارض ہے اور یہ طرز عمل شعوری یا غیر شعوری طور پر غیروں کے لئے اسلامی سلطنتوں پر، جن میں حرمین بھی شامل ہیں جو وحی و ملائکہ کے نزول کا مرکز ہیں تسلط کی راہ ہموار کر رہا ہے۔ حکومت حجاز اگر حج کی حقیقت کو سمجھ لے اور اس کے سیاسی اور عبادتی دور رس مقاصد سے آشنا ہو جائے اور اس میں شرکت کرنے والے لاکھوں افراد کی طاقت اور وزن کا اندازہ کر لے تو پھر اسے امریکہ کی طرف دیکھنے کی ضرورت نہ رہے نہ اواکس طیاروں کی حاجت اور نہ بڑی طاقتوں کا سہارا تلاش کرنے کی فکر رہے بلکہ مسلمانوں کے سارے مسائل کا حل ممکن ہو جائے۔ ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ امریکہ نے اپنے اور اسرائیل کے مفاد کے پیش نظر ہی اپنے کچھ جہاز سعودی حکومت کے استعمال میں دے رکھے ہیں، یہ بات ہم نے اس وقت محسوس کر لی تھی جب اواکس طیاروں نے ایران اور اس کے عرب دوستوں کے درمیان تفرقہ اندازی کی غرض سے یہ جھوٹا دعویٰ کیا تھا کہ اس کے راڈار نے کویت کے تیل کے چشموں پر ایرانی بمباری ریکارڈ کی ہے۔ افسوس اس پر ہوتا ہے کہ اسلامی سلطنتیں تجاہل اور بے خبری کا اس درجہ شکار ہیں کہ دیگر بڑی اسلام دشمن طاقتوں کو مسلمانوں کو سیاسی اسٹیج سے اور خود اپنے معاملات کی فکر سے دور رکھنے کے لئے سب کچھ

السياسة الاسلامية لانهم رفعوا اصواتهم بالموت لأعداء القرآن الكريم والاسلام العزيز الالداء فذاقوا التعذيب والسجن هل علمتم هذه الفواجع الجارمية فى الحرمين الشريفين (بيت الله الامين و مقام رسوله الكريم) أوما زلتم تتلقون الحقائق مغلوطة مشوهة ؟ لقد ثرنا كما يتجلى فى شعارات الايرانيين متكلين على الله القادر المتعال لنشد الصف الاسلامى تحت لواء التوحيد والالتزام باحكام الاسلام السامية حتى نكف ايدى القوى الكبرى عن أقطار المسلمين ونمحو اتسلط الكفار الظلمة على الشعوب الاسلامية لنعيد مجد الامة كما كان فى صدر الاسلام والأمل فى ان تتجاوب الدول الاسلامية معنا خصوصًا العربية السعودية الواقعة فى مركز السياسة الاسلامية لتنهل كل من هذه الدول الاسلامية من تأييد شعوبها لا محدودلها، وتنعم بهذه البركات السماوية الكبيرة كالحكومة الشعبية فى ايران ويتواخى الجميع فيما بينهم ويشتدوا على الكفار والطامعين الدوليين اخيرًا أوكد أن تقارير كاذبة مشوهة

کرنے کا موقع ملا ہوا ہے اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ درباری علما، خود اسلامی سیاست کے مرکز کے اندر مسلمانوں کو اس بنا، پر مجرم ٹھہرا رہے ہے کہ انھوں نے دشمنانِ اسلام کے خلاف مردہ باد کا نعرہ لگایا تھا، اسی بات پر انھیں جیل کی سزا دی گئی اور ستایا بھی گیا۔ حرمین شریفین (بیت اللہ الامین اور مقام رسول کریم) میں واقع ہونے والے یہ المناک واقعات آپ کے علم میں آئے بھی؟ یا ابھی غلط سلط باتیں آپ تک پہنچتی رہی ہیں۔ جیسا کہ ہمارے نعروں سے صاف ظاہر ہے محض قادرِ مطلق پر اعتماد کرتے ہوئے ہم نے انقلاب برپا کیا ہے، مقصد صرف یہ ہے کہ ہم پھر سے ایک مرتبہ عَلَم توحید کے نیچے اکٹھا ہو جائیں اور اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں تاکہ مسلم ممالک پر سے بڑی طاقتوں کا تسلط ہم ختم کر سکیں اور مسلمان عوام پر ظالم کافروں کے ظلم وستم کا سلسلہ بند ہو اور امت کی اس عظمتِ رفتہ کو پھر سے واپس دلایا جائے جو صدرِ اسلام میں اسے حاصل تھی۔

ہمیں امید ہے کہ اسلامی حکومتیں ہمارے ساتھ پورا تعاون کریں گی، بالخصوص حکومتِ حجاز جو اسلامی سیاست کے مرکز میں واقع ہے تاکہ ہر حکومت کو اس کے عوام کی بھرپور تائید حاصل ہو سکے اور وہ بھی ایران کی جمہوری حکومت کی طرح آسمانی برکات سے بہرہ ور ہوں اور سب باہم اتحاد و تعاون کے رشتہ میں مربوط ہوں اور کافروں اور بین الاقوامی بدنیتوں کے مقابلہ میں سخت رویہ اختیار کریں

آخر میں ایک مرتبہ پھر اس بات پر زور دینا چاہتا ہوں

بلغتكم كما يظهر من رسالتكم. فقد ورد في تجريمكم الحجاج الايرانيين أن شعاراتهم أثارت استياء حجاج بيت الله الحرام، ولو كان لكم أناس أمناء في كتابة هذه التقارير لتبين لكم ان ما أثار استياء الحجاج ليس هو الشعار الذي رفع في معاداة اسرائيل وأمريكا وانما الذي أثار استياء الحجاج وسخطهم هو عدوان المسئولين السعوديين على ضيوف الرحمن وزائري ضريح رسول الله (ص)، واحتجازهم بسبب هتافهم بالموت لاسرائيل وامريكا.

ادعو الله العلي القدير أن يوقظ المسلمين من غفلتهم ويزيد عظمة الاسلام وعزته ويهدي المسلمين ولاسيما رجال الدولة لما فيه صلاح الاسلام والمسلمين.

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَعَلَى جَمِيعِ الْمُسْلِمِينَ

روح الله الموسوي الخميني

١٣ ذي الحجة سنة ١٤٠١هـ

المصادف ١١/١٠/١٩٨١م

کہ جیسا کہ آپ کے مکتوب سے ظاہر ہوتا ہے آپ تک جو رپورٹ پہنچی وہ نہایت غلط اور بے بنیاد ہے چنانچہ آپ کے اس بیان میں جس میں آپ نے ایرانی حجاج کو مجرم ٹھہرایا ہے، یہ ذکر ہے کہ ان کے نعروں سے دنیائے اسلام کے تمام حجاج کو سخت ناگواری ہوئی اگر آپ کے پاس رپورٹنگ کرنے والے کچھ امانت دار اشخاص موجود ہوتے تو آپ کو معلوم ہوتا کہ حجاج میں ناگواری پیدا کرنے کا سبب وہ نعرے نہیں تھے جو اسرائیل و امریکہ کے خلاف بلند کئے گئے تھے بلکہ ان کی برانگیختگی کا سبب اللہ کے مہمانوں اور روضۂ اطہر کی زیارت کرنے والوں پر سعودی ذمہ داروں کی ظلم و زیادتی اور اسرائیل و امریکہ کی مرگ کا نعرہ لگانے پر اُن کی گرفتاری تھی۔

خدائے قدیر و برتر سے دعاگو ہوں کہ وہ مسلمانوں کو خوابِ غفلت سے بیدار کرے، اسلام کی عظمت و حرمت میں روز افزوں اضافہ فرمائے اور تمام مسلمانوں کو اور بالخصوص سربراہانِ حکومت کو وہ راہ دکھائے جو اسلام اور مسلمانوں کے حق میں باعثِ خیر ہو۔ والسلام علیکم وعلی جمیع المسلمین

روح اللہ الموسوی الخمینی

۱۳ر ذی الحج ۱۴۰۱ھ

۱۱/۱۰/۱۹۸۱ء

آخر میں ماہنامہ الفرقان لکھنؤ بابت مارچ اپریل ۱۹۸۷ء اور اقراء ڈائجسٹ کراچی میں سے چند نکات پیش کرتا ہوں :

۱) ایرانی انقلاب کے بعد ایران کے نئے دستور میں اہل سنت مسلمانوں کو غیر مسلم اقلیت میں رکھا گیا ہے اور سنی مسلمانوں کو مسجد تعمیر کرنے کی اجازت نہیں ہے (اقراء ڈائجسٹ ص۴۷)

۲) ایران اور اسرائیل کا خفیہ رابطہ اسرائیل کے فوجی ماہرین ایران میں زمین سے مار کرنے والے میزائیلوں کی تیاری میں ایرانی حکام کی رہنمائی کر رہے ہیں۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۴ ستمبر ۱۹۸۶ء - اقراء ڈائجسٹ ص۷)

۳) بیروت میں ہزاروں کی تعداد میں سنی فلسطینیوں کو تڑپا تڑپا کر قتل کرنے اور کتوں اور بلیوں کا گوشت کھا کر اپنی جان بچانے پر مجبور کرنے والے دہشت گردوں میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جن کو خمینی صاحب کی پشت پناہی حاصل ہے۔ ہندوستان میں بابری مسجد کے نام پر سنی مسلمانوں کے خون بہانے اور مساجد بند کرانے ان پر سیاہ جھنڈے لہرانے جیسا کہ امام باڑوں کیلئے کیا جاتا ہے، تو اس شرارت میں باوثوق ذرائع کے مطابق ایرانی خمینی حکومت کا ہاتھ ہے۔ امریکہ وغیرہ میں مسلمانوں کے بچوں کے لئے نصاب تعلیم (M.S.A) (ایم ایس اے) کی طرف سے چلایا جارہا ہے، اب اس میں سے خلفاء ثلاثہ کا تذکرہ حذف کیا گیا ہے۔ اس میں ایرانی حکومت کا ہاتھ ہے۔ (ماہنامہ الفرقان لکھنؤ بابت ماہ ستمبر ۱۹۸۶ء ص۱۱)

۴) ایرانی انقلاب سے پہلے ایرانی حاجیوں کی تعداد معمولی تھی لیکن انقلاب کے بعد حاجیوں کی تعداد میں اچانک اضافہ ہوگیا۔ ۱۹۸۷ء میں یہ تعداد ایک لاکھ پچاس ہزار تک پہنچ گئی۔ (اقراء ڈائجسٹ ص۱۴۹)

۵) حاجیوں کے نام خمینی صاحب کے بھیجے ہوئے تخریب کار تقریباً چھ سات برس سے مکہ مکرمہ اور حرم پاک کے اندر اور باہر خمینی کی تقاریر، بینرز اور لاؤڈ اسپیکرز کا استعمال کر کے جلسے جلوس نکالتے رہے اور سعودی حکومت خاموشی سے ہر سال یہ ڈرامہ برداشت کرتی آئی۔

۶) ۱۹۸۷ء میں حاجیوں کی آڑ میں خمینی صاحب کے بھیجے ہوئے ایک لاکھ پچاس ہزار ایرانی، جن میں کافی تعداد تربیت یافتہ دہشت گردوں کی تھی اور باقی دوسرے ان کے مقصد سے متفق اور مددگار تھے، ان کا یہ پروگرام تھا کہ وہ جلوس کی شکل میں حرم پاک میں داخل ہو کر حرم کے دروازے بند کر کے اس وقت میں موجود حاجیوں کو یرغمال بنا کر اپنی من پسند کارروائی کریں گے اور سعودی حکومت کو مجبور کریں گے کہ وہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ

سے اپنی حکومت ختم کرنے کا اعلان کرے۔ اس مقصد کے لئے ان لوگوں نے حج سے پہلے بہت سے ملکوں میں حج سیمنار منعقد کئے تھے۔ ان میں یہ مطالبہ کیا جارہا تھا کہ حرمین شریفین کو بین الاقوامی شہر قرار دیا جائے اور اس کا نظم ونسق دنیا بھر کے مسلمان نمائندوں کو سونپ دیا جائے۔ (الفرقان لکھنؤ، اگست ۱۹۸۷ء)

سعودی حکومت کو بھی ان کے یہ عزائم معلوم ہوچکے تھے۔

۷۔ ایرانیوں نے اپنے منصوبہ کے مطابق مکہ مکرمہ کے مشہور قبرستان جنت المعلات کے پاس جمع ہوکر جلوس کی شکل میں حرم شریف کی طرف مارچ شروع کیا۔ ان کی زبانوں پر اللّٰھم لبّیك کی جگہ پر لبّیك خمینی لبّیك کے الفاظ تھے، ان کے پاس خنجر اور چھرے چھپے ہوئے تھے۔ اور بہت سے ایرانیوں کے ہاتھ میں پیٹرول کی بوتلیں تھیں مکمل ٹریفک جام ہوگیا۔ ایک مخصوص مقام پر پہنچنے پر سعودیہ پولیس نے ان کو حرم شریف میں داخل ہونے سے روکا۔ جلوس کے شرکاء نے رُکنے سے انکار کیا اور پولیس پر آزادانہ طور پر خنجروں اور چھریوں کو استعمال کیا اور پیٹرول سے آگ لگانے کی کوششیں کیں۔ اس طرح حالات قابو سے باہر ہوگئے اس لئے سعودی حکومت نے مجبور ہوکر سختی سے کام لیا۔ ایرانی لشکر ڈیڑھ لاکھ کے قریب تھا، اس کارروائی پر ان میں بھگدڑ مچ گئی جس کے نتیجہ میں کئی لوگ ہلاک ہوگئے۔ ان میں اکثریت عورتوں کی تھی۔ ہلاک ہونے والوں کی تعداد چار سو تک کہی گئی ہے۔

(اقرأ ڈائجسٹ ص۱۵۲)

ایرانی دہشت گردی کے اس جلوس کی سعودی عرب کے اخبارات میں جو تصویریں اس وقت چھپی تھیں ایک عالم دین وہ اخبارات خرید کر اور وہ تصویریں کاٹ کر اپنے ساتھ لائے تھے ان میں سے کچھ تصویروں کے فوٹو اسٹیٹ دے رہا ہوں تاکہ اس جلوس کے بارے میں آپ خود غور کرسکیں کہ یہ جلوس کتنی بڑی دہشت گردی کے لئے تھا۔ (دیکھیں فوٹو ص۵۹۹ تا ص۶۰۲)

ناچیز مترجم کی ایرانی حاجیوں سے ملاقاتیں اور ان کے جلوسوں میں شرکت اور آنکھوں دیکھا حال۔

۱۔ میں ۱۹۸۵ء میں پہلی مرتبہ حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوا، اس سال ایرانی بہت بڑی تعداد میں حج کے لئے آئے تھے۔ محض اتفاقی طور پر کچھ ایرانیوں سے ملاقاتیں ہوئیں ان سے اندازہ ہوا کہ یہ تمام لوگ حج یا زیارت کے لئے نہیں آئے بلکہ یہ اپنے نام نہاد اسلامی انقلاب کے بارے میں دیگر ممالک کے

لوگوں سے رائے لینے اوراپنے ملک کی سفارت اور وکالت کرنے آئے ہیں۔ چنانچہ گرلز کالج شیشہ مکہ مکرمہ کے قریب جامع مسجد میں ایک مرتبہ امام صاحب جو کہ ایک بہت بڑے عالم شخص ہیں، کی عدم موجودگی میں مغرب کی نماز کی امامت جماعت کے اصرار پر میں نے کرائی، جوں ہی اسلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوا تو پہلی صف سے ایک آدمی نے جو وضع قطع سے عالم معلوم ہوتے تھے، نے باادب بیٹھ کر مصافحہ کیا اور عربی میں پوچھا کہ آپ سعودی ہیں؟ میں نے جواب میں کہا کہ نہیں، میں پاکستانی ہوں تو اس نے خوش ہوکر کہا کہ اچھا آپ پاکستانی ہیں، ہمارا انقلاب آپ کی نظر میں کیسا ہے؟ میں نے جب اس سے پوچھا کہ آپ کون ہیں اور یہاں کیا کرتے ہیں تو اس نے کہا کہ میں قم کا رہنے والا ہوں اور مسلسل چند سالوں سے یہاں ایرانی حاجیوں کے ایک گروپ کی قیادت کرتا ہوں۔

بعد میں جو کچھ بات چیت ہوئی اس سے یہی معلوم ہوا کہ ایرانی علماء اگلی صفوں میں بیٹھ کر سعودی اماموں کو تنگ کرنے اور اپنی اہمیت جتلانے کے لئے خوامخواہ مذہبی مسائل پوچھتے ہیں اور پھر اماموں سے سوالات کرتے ہیں۔ اور یہ باقاعدہ تربیت یافتہ ہوتے ہیں، اس لئے ہر سال ایک ہی آدمی کو گروپ لیڈر بناکر بھیجا جاتا ہے۔

۲۔ واقعہ یہ ہوا کہ ذوالحج کی پانچ یا چھ تاریخ تھی، میں اپنے میزبان کے ساتھ حرم شریف جارہا تھا۔ جب ہم جنت المعلات قبرستان کے پاس پہنچے تو ٹریفک جام ہوگیا۔ چنانچہ میں گاڑی سے اتر کر حرم شریف کی طرف پیدل چلنے لگا تو راستہ میں پہلی مرتبہ ایرانیوں کو جمع ہوتا ہوا دیکھا، ان کے ہاتھوں میں بینرز، جھنڈیاں اور کارڈ تھے جن پر "الموت لأمریکا"، "الموت لإسرائیل" وغیرہ لکھے ہوئے تھے، جگہ جگہ کھلی ہوئی گاڑیوں میں لاؤڈ اسپیکرز کے ذریعے ایرانی علماء فصیح عربی میں اشتعال انگیز تقریریں کررہے تھے۔ اور اس دوران اپنے نعرے لگائے جارہے تھے جو سمجھ سے بالاتر تھے۔ چاروں طرف دنیا کے مسلم ممالک کے سفارت خانوں کی گاڑیاں کھڑی تھیں۔ ان میں عرب امارات، تیونس، مصر اور کچھ دوسرے ممالک کی گاڑیوں کی نشاندہی ہوتی تھی۔ جلوس کے ساتھ دونوں طرف سعودیہ کی نوجوان پولیس اپنے آگے حفاظت کے لئے دبیز شیشے ہاتھوں میں تھامے مستعد کھڑے تھے اور ایرانی بار بار اپنے کارڈ اور جھنڈیاں پولیس والوں کے بالکل قریب کرکے فارسی اور عربی میں نعرہ لگاکر گذر رہے تھے۔

۳۔ راقم مترجم کو دوسری بار ۱۹۸۶ء میں محض توفیقِ خداوندی سے حرمین کی حاضری نصیب ہوئی تو

۱۰ ذوالحج تقریباً ساڑھے دس بجے حجرہ عتبہ پر ایک ایرانی نوجوان سے ملاقات ہوئی اس نے سلام کر کے ہاتھ ملایا اور حال احوال پوچھنے کے بعد اس نے اپنے رومال میں چھپے ہوئے تخریبی لٹریچر سے دو پمفلٹ نکال کر چھپا کے مجھے دیتے ہوئے کہا کہ آپ پاکستانی ہیں، آپ ہمارے بھائی ہیں، یہ امام خمینی کی ہدایات ہیں، یہ ہم سعودیوں کو نہیں دیتے۔ اس طرح ایرانی حاجی طواف کرنے والوں کے لئے بھی خاص رکاوٹیں کھڑی کرتے ہیں اس طرح کہ وہ مقام ابراھیم پر اپنی کسی عورت کو نماز کے لئے کھڑا کر دیتے ہیں اور اس کے چاروں طرف ایک دائرہ کے شکل میں ایرانی کھڑے ہو جاتے ہیں، پھر طواف کرنے والوں کو جو تکلیف ہوتی ہے اس کا اندازہ تو وہ کر سکتے ہیں جو اس صورت حال سے واقف ہیں لیکن ان لوگوں کو ذرہ برابر کوئی احساس نہیں ہوتا، کیوں کہ ان کا مقصد ہی نمائش ہوتی ہے تو پھر دوسرے کسی کا خیال کیوں کریں۔ ان کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ کسی طرح سعودی پولیس ان سے الجھ پڑے اور یہ ہنگامہ کرتے ہوئے دنیائے اسلام کو اپنی طرف متوجہ کریں اور سعودیہ عربیہ کے حکمرانوں کو بدنام کریں۔

ایران کی مداخلت جاری رہی تو افغانستان کے ٹکڑے ہو جائیں گے ہفت روزہ اردو رسالہ "تکبیر" کراچی ۱۹ دسمبر ۱۹۹۱ء اس وقت میرے سامنے ہے، اس میں افغان عبوری حکومت کے وزیر داخلہ اور حزب اسلامی (یونس خالص گروپ) کے ۷۲ سالہ مولوی محمد یونس خالص کا انٹرویو چھپا ہے جو کہ سوال اور جواب کی صورت میں شائع ہوا ہے۔ موصوف نے انکشاف کیا ہے کہ :-

"دراصل (شیعہ تنظیمیں) ایران نے پیسہ اور اسلحہ دے کر پیدا کی ہیں تاکہ وہ افغانستان میں اپنی خواہش کے مطابق جگہ پیدا کر سکے۔"

آگے فرماتے ہیں :

"حکومتِ ایران ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت کر رہی ہے، وہ ان تنظیموں کے ذریعے ہمارے شیعہ بھائیوں کو ابھارنے میں مشغول ہے۔ اگر ہم آج محض شیعہ ہونے کی بنیاد پر انہیں نمائندہ تنظیمیں تسلیم کر لیں تو پھر کل کو تاجک، کوچی، ترکمان اور دوسرے لسانی، نسلی اور مذہبی گروہ بھی مطالبہ کریں گے اور ہمیں انھیں نمائندہ حیثیت سے تسلیم کرنا پڑے گا۔"

آگے فرماتے ہیں :-

" ہمارے مجاہدین افغانستان میں رہنے والی ہر قومیت اور قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن شیعوں میں یہ بات موجود نہیں ہے۔ ان کا ایک مخصوص گروپ ہوتا ہے جس میں شیعہ کے علاوہ کوئی دوسرا شخص داخل ہی نہیں ہو سکتا۔ اگر مذہبی حوالے سے جیسا کہ ایران چاہتا ہے ان کی بات تسلیم کرلی جائے، تو اس کے نتیجہ میں افغانستان کے ٹکڑے ہو جائیں گے " (خلاصہ انٹرویو صہ۱۹)

مسجد شریف میں شیعوں کا تازہ بم کا دھماکہ

روزنامہ جنگ کراچی (6) اتوار 29 دسمبر 1991ء

مسجد میں بم کا دھماکہ

جمعہ کے روز جھنگ کی ایک مسجد میں عین اس وقت بم پھینکا گیا جب وہاں نماز فجر ادا کی جارہی تھی دھماکے کے نتیجہ میں 3 نمازی شہید اور 20 زخمی ہوگئے۔ کچھ نمازیوں نے تعاقب کرکے بم پھینکنے والوں کو پکڑنے کی کوشش کی مگر انہوں نے تعاقب کرنے والوں پر فائرنگ شروع کردی اور فرار ہونے میں کامیاب ہوگئے۔ اگرچہ جھنگ ایک طویل عرصے سے فرقہ وارانہ کشیدگی اور محاذ آرائی کا مرکز بنا ہوا ہے اور اب تک مختلف فسادات میں درجنوں افراد جاں بحق اور بے شمار زخمی ہو چکے ہیں لاکھوں روپے کی قیمتی املاک جل کر تباہ ہو چکی ہے اور کاروبار زندگی متعدد مرتبہ تعطل کا شکار ہو چکا ہے لیکن مسجد میں بم پھینکے کا واقعہ اپنی سنگینی کے اعتبار سے بے حد خطرناک ہے۔ جھنگ جو کسی زمانہ میں امن و آشتی کا گہوارہ تھا اب فساد و بدامنی کی علامت بن چکا ہے اور صورتحال اس حد تک سنگین ہو چکی ہے کہ خانہ خدا بھی اس سے محفوظ نہیں رہا۔

اس باب میں آپ کے سامنے قرآن وسنّت کے پیرو سنّی مسلمانوں اور سنّی مسلمان حکومتوں کے ساتھ شیعوں کی دائمی دشمنی اور عداوت کے داستان مختصرًا ہی صحیح، تیسری صدی ہجری سے لیکر آج پندرھویں صدی ہجری کی اوائل تک بلا وقفہ اور مسلسل پیش کئے گئے ہیں تاکہ آپ ان کی اسلام دشمنی کے اصلی خدوخال اور ان کے " اتحاد بین المسلمین "۔ " شیعہ سنّی بھائی بھائی " کے پُر فریب، مکارانہ اور منافقانہ نعروں کی اصلی حقیقت کو آسانی کے ساتھ سمجھ سکیں۔

اللہ اسلام اور مسلمانوں کو شیعیت کے فتنہ سے محفوظ فرمائے۔

صرف ان چند باتوں پر اکتفا کرتا ہوں بس اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہم مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت فرمائے۔ آمین

قد تمت الباب الحادی عشر ویلیہ الباب الثانی عشر

باب دوازدہم

دین اسلام کے متقدمین اور متاخرین اکابر علماء و فقہاء کے شیعہ اثنیٰ عشریہ کے خلاف کفر کے فیصلے اور فتاویٰ۔

۱۔ شیعہ اثنیٰ عشریہ کا قرآن کے بارے میں تحریف ورد و بدل کا عقیدہ اور امامت کے ایجاد کردہ عقیدہ سے ختم نبوّت کا انکار۔

گذشتہ گیارہ ابواب میں شیعوں کی معتبر کتابوں سے ابتداء سے لیکر آج تک شیعہ علماء و مجتہدین کے عقائد کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، ان ابواب میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ شیعوں کے عقائد کے مطابق حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد تین یا چار صحابہ کرامؓ کے علاوہ باقی تمام صحابہ کرامؓ (نعوذ باللہ) مرتد اور کافر ہو گئے تھے اور ان ابواب میں سے ایک باب تحریف قرآن کریم کے بیان میں رکھا گیا ہے جس میں قرآن کریم کی ستاون آیتوں کی تحریف بطور نمونہ تقابل کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔

ان ابواب میں مسئلہ امامت کے اوپر ایک مستقل باب میں وضاحت کی گئی ہے اس میں ہے کہ شیعوں کا عقیدہ ہے کہ امامت نبوت کی طرح ایک منصب ہے اور امامت، نبوت سے بھی ارفع و اعلیٰ ہے اور ہر ایک امام، پیغمبروں سے افضل تھا اور ہر امام کا درجہ حضور علیہ السلام کے برابر ہے (معاذ اللہ) اور ان کے یکے بعد دیگرے بارہ امام ہوئے لیکن بارھواں امام ۲۶۰ھ سے غائب ہے اور وہ امام زمان اور مہدی زمان ہے۔ ان تمام عقائد و نظریات پر تفصیل کے ساتھ گذشتہ ابواب میں لکھا جا چکا ہے۔ اور امام غائب کے نائب امام خمینی کے عقائد پر بھی کافی روشنی ڈالی گئی ہے، پھر بھی یہاں پر شیعوں کی معتبر کتاب احتجاج طبرسی سے دو روایتیں پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) ولو علم المنافقون لعنهم الله ما عليهم من ترك هذه الآيات التي

اگر منافقین کو اللہ ان پر لعنت کرے یہ علم ہوتا کہ ان آیات کو باقی رکھنے میں کیسی خرابی پیدا ہو گی جنکا مطلب

بینت لك تاویلها لا سقطوها مع ماسقطوا منه۔

(احتجاج طبرسی ج ۱ ص۲۵۷ فوٹو دیکھیں ص۵۱۴ پر)

میں نے تجھے بتایا تو یقیناً یہ (صحابہؓ) ان آیات کو بھی ان آیتوں کے ساتھ جو انہوں نے نکال دی ہیں، نکال دیتے (نعوذ باللہ)

(۲) و تضمینه من تلقائهم ما یقیمون به دعائم کفرهم۔

(احتجاج طبرسی ج ۱ ص۲۵۷)

انہوں نے اپنی طرف سے قرآن میں ایسی باتیں شامل کیں جن سے ان کے کفر کے ستون قائم ہوں۔

ان عبارتوں کی وضاحت کی کوئی ضرورت نہیں اور نہ ہی گیارہویں باب کے آخر میں دیئے گئے خمینی صاحب کے عقائد کے بارے میں کوئی تشریح کی ضرورت ہے کیونکہ یہ تمام عبارات اپنے مطلب میں بالکل ظاہر ہیں۔

۲۔ ۴۵۶ھ سے بھی پہلے سے لیکر موجودہ دور تک تمام سنی علماء حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اور اہلِ حدیث علماء اور فقہاء اسلام کے شیعیت کے خلاف کفر کے فیصلوں اور فتاویٰ کی تفاصیل۔

اس کتاب کے گیارہ ابواب اور مندرجہ بالا عبارتوں کو دیکھ کر یقیناً آپ گہری سوچ میں پڑیں گے کہ آخر اسلام کے خلاف شیعیت کی اتنی بڑی سازش کا ہمارے اکابرین علماء کرام نے بروقت نوٹس کیوں نہ لیا، جیسے قادیانیت اور پرویزیت وغیرہ کیلئے کیا گیا؟ آخر کیوں ان شیعوں کے بارے میں اتنی چشم پوشی اور خاص رواداری سے کام لیا گیا؟

جواب میں عرض ہے کہ قادیانیت یا دوسرے باطل فرقوں کے با ... کو مرتد اور کافر اور ان کا دائرۂ اسلام سے خارج ہونا اور ان کو خارج کرنا علماء اہل سنّت وا قادیانیت کے پاس کتمان اور تقیہ نہیں ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی لئے علماء کے پاس تو کیا وہ تو عام لوگوں تک بھی پہنچ چکی تھیں اور ان کے لیکن شیعہ مذہب کے معاملہ میں یہ بات نہیں اور ان کو تاکیدی مذہبی نظریات غیر شیعوں کے اوپر ظاہر نہ کریں چنانچہ شیعوں کی معتبر ترین کتاب نے فرمایا:۔

انکم علی دین من کتمه أعزه الله ۔ تم ۱

برصحابہؓ کے کافر ہونیکا عقیدہ رکھتے ہیں

ومن اذاعه اذله الله۔ (یعنی اپنا دین چھپائیگا) تو اللہ اسکو عزت دے گا اور جو اسکو ظاہر کرے گا تو اللہ اسکو ذلیل وخوار کرے گا۔

(اصول کافی ۴۸۵ طبع لکھنؤ۔ ہند)
(فوٹو دیکھیں ص۴۶۶ پر)

پھر ہوا یوں ہے کہ جب تک ان کی کتابیں محدود تعداد میں ہاتھوں سے لکھی جاتی تھیں اور یہ کتابیں صرف شیعہ علماء کے پاس ہوتی تھیں تو سُنّی علماء کے پاس انکے پہنچنے کا کوئی ذریعہ نہ تھا۔ پھر جب پریس کے ذریعہ ان کی کتابیں طبع ہونے لگیں تو ان کی یہ بنیادی مذہبی کتابیں اس وقت کے کچھ علماء اہل سنّت نے اپنے ذاتی اثر ورسوخ سے حاصل کیں ان علماء میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے فرزند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ مصنّف تحفۂ اثنیٰ عشریہ قابلِ ذکر ہیں۔ ان سے قبل یوں ہوتا تھا کہ جب بھی علماء اہل سنّت کو شیعوں کے خاص عقائد اور ان کی ایمان سوز حرکات کے بارے میں کچھ معلومات حاصل ہوئیں یا تاریخ سے کوئی سراغ ملا تو وہ قرآن وسنّت کی روشنی میں اپنے فیصلے اور فتاویٰ صادر کرتے تھے چنانچہ اس وقت ماہنامہ الفرقان لکھنؤ کے سرپرست حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب مدظلہ نے اپنے ماہنامہ بابت ماہ اگست ۱۹۸۵ء میں اہل سنّت کے متقدر علماء کے انہیں فیصلے اور فتاویٰ درج کئے ہیں ان میں سے صرف چند علماء محققین کے چند فتاویٰ درج کرتا ہوں:۔

۱۔ امام ابن حزم اندلسیؒ متوفی ۴۵۶ھ اپنی کتاب الفصل فی الملل والاھواء النحل میں امامیہ یعنی اثنیٰ عشریہ کے بارے میں تحریر کرتے ہیں کہ:۔

ومن قول الامامية كلها قديمًا وحديثًا ان القران مبدل زيد فيه ماليس منه ونقص منه كثير وبدل كثير۔ (اور پورا امامیہ ان کے متقدمین اور متاخرین سب اسکے قائل ہیں کہ قرآن بدل ڈالا گیا ہے اس میں وہ بڑھایا اور شامل کر دیا گیا ہے جو اسمیں نہیں تھا اور بہت کچھ کم بھی کر دیا گیا ہے اور بہت تبدیلی اور تحریف کی گئی ہے۔)

(الفصل فی الملل والاھواء النحل ج ۴ ص۱۸۲)

اور ان ہی امام ابن حزمؒ نے اپنی اس کتاب میں دوسری جگہ اسلام اور قرآن پر عیسائیوں کے کچھ اعتراضات نقل کئے ہیں ان میں سے ایک یہ تھا۔

ان الروافض يزعمون ان اصحاب نبيكم بدلوا القرآن واسقطوا (مسلمانوں ہی کے ایک فرقہ روافض (شیعوں) کا خیال اور دعویٰ ہے کہ تمہارے نبیؐ کے صحابیوں نے قرآن

منه و زاد فيه .

میں تحریف کر دی اس میں سے بہت کچھ ساقط کر دیا اور اضافہ بھی کیا ہے ۔

امام ابن حزمؒ نے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ :-

و اما قولهم فی دعوی الروافض بتبدیل القرآن فان الروافض لیسوا من المسلمین .

(الفصل لابن حزم ج ۲ ص۷۸)

اور ان عیسائیوں نے جو یہ کہا ہے کہ روافض کا دعویٰ ہے کہ قرآن میں تبدیلیاں کی گئی ہیں تو اسکا جواب یہ ہے کہ روافض (شیعہ) مسلمانوں میں شامل نہیں وہ فی الحقیقت غیر مسلمین میں ہیں ۔

۲- قاضی عیاضؒ مالکی متوفی ۵۴۴ھ اپنی کتاب الشفاء میں فرماتے ہیں کہ :-

وكذالك نقطع بتكفير كل قائل قال قولا يتوصل به الى تضليل الامة وتكفير جميع الصحابة.

(كتاب الشفاء ج ۲ ص۲۸۶)

اور جو شخص ایسی بات کہے جس کے نتیجہ میں امت گمراہ قرار پائے اور تمام صحابہ کرامؓ کی تکفیر ہوتی ہو تو ہم ایسے شخص کو قطعیت کے ساتھ کافر قرار دیں گے (اور ظاہر ہے کہ اثنا عشریہ کا یہی موقف ہے)

۳- حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادیؒ متوفی ۵۶۱ھ اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں لکھتے ہیں کہ :-

واليهود حرفوا التوراة وكذالك الرافضة حرفوا القرآن لانهم قالوا القرآن غير وبدل وخولف بين نظمه وترتيبه واحيل عما انزل عليه وقرء على وجوه غير ثابتة عن الرسول وانه قد نقص منه وزيد فيه.

(غنية الطالبين ص۱۶۳)

اور یہودیوں نے توراۃ میں تحریف کی ایسے ہی روافض نے قرآن کو محرف کیا کیونکہ انہوں نے دعویٰ کیا کہ قرآن میں تغیر و تبدل کیا گیا ہے اور اسکی ترتیب میں الٹ پلٹ کیا گیا ہے اور وہ جیسا نازل ہوا تھا اسکو بدل دیا گیا ہے اور اس طرح پڑھا جاتا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اور اس میں کمی بھی کی گئی ہے اور اضافہ بھی کیا گیا ہے ۔

۴- علامہ ملا علی قاری حنفیؒ متوفی ۱۰۱۴ھ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں ۔ جس کو مظاہر حق کے تتمہ میں نقل کیا گیا ہے کہ :-

انهم يعتقدون كفر اكثر اكابر الصحابة

یہ لوگ اکثر اکابر صحابہؓ کے کافر ہونیکا عقیدہ رکھتے ہیں

فضلا عن سائر اهل السنة والجماعة فهو كفرة بالاجماع بلا نزاع۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ بحوالہ تتمہ مظاہرحق جلد چہارم ص۸۴)

چہ جائیکہ اہل سنّت والجماعت پس ایسے لوگوں کے کفر پر سب کا اجماع ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

۵۔ ردالمختار باب المرتد میں علامہ ابن عابدینؒ لکھتے ہیں کہ:۔

نعم لا شك في تكفير من قذف السيدة عائشة رضي الله عنها او انكر صحبة الصديق۔ (ردالمختار جلد ۲۔ ص۲۹۴)

ہاں جو بدبخت، ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو تہمت لگائے یا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار کرے تو اس کے کفر میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔

۶۔ فتاویٰ عالمگیری جو سلطان اورنگزیب عالمگیر متوفی ۱۱۰۷ھ کے دور حکومت میں ان کے حکم سے علماء اور اصحاب فتویٰ کی ایک جماعت نے مرتب کیا اس میں ہے کہ:۔

وهؤلاء القوم خارجون عن ملة الاسلام و احكامهم احكام المرتدين كذا في الظهيرية۔ (فتاویٰ عالمگیری ج ۲۔ ص ۲۶۸۔ ۲۶۹)

اور یہ لوگ یعنی روافض دائرۂ اسلام سے خارج ہیں اور ان کے احکام وہ ہیں جو شریعت میں مرتدین کے ہیں۔ ایسا ہی ہے فتاویٰ ظہیریہ میں بھی۔

اس کے بعد جب ایسا وقت آیا کہ شیعوں کی بنیادی کتابیں پریس میں طبع ہوئیں اور ان کے کتمان اور تقیہ کے بنیادی عقیدہ اور ان کے اصول کی پابندی کے باوجود یہ کتابیں علماء کرام کے پاس پہنچ گئیں پھر وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ جیسے مسلمانوں میں شیعیت کے کفر وارتداد کا فتنہ بڑھنے لگا تو باخبر مسلمانوں نے یہ ضروری سمجھا کہ وہ علماء اہل سنّت والجماعت سے شیعیت کے عقائد کے بارے میں فیصلے اور فتاویٰ حاصل کریں تاکہ وہ اپنے آپ کو اور دوسرے مسلمانوں کو شیعیت کے فتنے سے محفوظ کرسکیں۔ اس سلسلہ میں اس وقت ہمارے سامنے یہ مواد موجود ہے۔

① عوام فیصلہ کریں کہ شیعہ کیسے مسلمان ہیں؟ اکابرین علماء اہل سنّت (دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث) کے متفقہ فتوے۔

یہ رسالہ ۲۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں شیعوں کے مرتد و کافر ہونے پر سات فتاویٰ کو جمع کیا گیا ہے۔

(۲) شیعہ اثنا عشریہ کے کفروارتداد کے متعلق علمائے کرام کا متفقہ فتویٰ۔
یہ رسالہ ۱۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں تقریباً ساٹھ سال قبل کے علماء اہل سنّت کا شیعہ اثنا عشریہ کے کافر و مرتد ہونے کے بارے میں فتویٰ ہے۔ اس فتویٰ پر تئیس مقتدر علمائے کرام نے دستخط کئے ہیں۔
(۳) ماہنامہ الفرقان لکھنؤ بابت ماہ مئی ۱۹۸۵ء۔
اس رسالہ میں بھی ۶۰ سال قبل والا فتویٰ درج ہے۔
یہاں میں مذکورہ آٹھ فتاویٰ سے صرف چار اور چند بعد والی درج کرتا ہوں:۔
۱۔ مولانا احمد رضا خان بریلویؒ کا شیعوں کے بارے میں کفر کا فتویٰ۔

فتویٰ ۱۳۰۱ھ

ماخذ رد الرفضہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ

از سیتاپور: مرسلہ جناب حکیم سید محمد مہدی صاحب۔ ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۰۱ھ۔
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک بی بی سیدہ سنّی المذہب نے انتقال کیا انکے بعض بنی عم تبرائی رافضی ہیں وہ عصبہ بن کر ورثہ سے ترکہ لینا چاہتے ہیں حالانکہ روافض کے یہاں عصوبت اصلاً نہیں۔ اس صورت میں وہ مستحق وارث ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب

بالجملہ ان رافضیوں تبرائیوں کے باب میں حکم قطعی اجماعی یہ ہے!
کہ وہ علی العموم کفّار مرتدین ہیں۔ ان کے ہاتھ کا ذبیحہ مردار ہے۔ ان کے ساتھ مناکحت نہ صرف حرام بلکہ خالص زنا ہے۔ معاذ اللہ۔ مرد رافضی اور عورت مسلمان ہو تو یہ سخت قہر الٰہی ہے۔ اگر مرد سنّی اور عورت ان خبیثوں کی ہو جب بھی ہرگز نکاح نہ ہوگا محض زنا ہوگا۔

اولاد ولد الزنا ہوگی باپ کا ترکہ نہ پائے گی۔ اگرچہ اولاد بھی سنی ہو کہ شرعاً ولدالزنا کا باپ کوئی نہیں۔ عورت نہ ترکہ کی مستحق ہوگی نہ مہر کی کہ زانیہ کے لئے مہر نہیں۔ رافضی اپنے کسی قریب حتیٰ کہ باپ بیٹے ماں بیٹی کا ترکہ بھی نہیں پا سکتا۔ سنی تو سنی کسی مسلمان بلکہ کسی کافر کے بھی یہاں تک کہ خود اپنے ہم مذہب رافضی کے ترکے میں اس کا اصلاً کچھ حق نہیں۔ ان کے مرد عورت عالم جاہل کسی سے میل جول سلام کلام سب سخت کبیرہ اشد حرام۔ جو ان کے ملعون عقیدوں پر آگاہ ہو کر پھر بھی انہیں مسلمان جانے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے باجماع تمام ائمہ دین خود کافر بے دین ہے اور اس کے لئے بھی یہی احکام ہیں جو ان کے لئے مذکور ہوئے۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس فتوے کو بگوش ہوش سنیں اور اس پر عمل کرکے سچے پکے مسلمان سنی بنیں۔ وباللہ التوفیق واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

کتبہ ۱۳۰۱ھ

عبدالمذنب احمد رضا البریلوی

(عبدالمصطفیٰ احمد رضا خان محمدی سنی حنفی قادری)

ماخوذ: رَدُّ الرِّفضَۃ

تصنیف لطیف، عالم اہل سنت، مفتی شریعت، حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ العزیز، نور اللہ مرقدہٗ

باہتمام: مولانا ومولوی عبدالسلام صاحب باندوی۔ صدر انجمن امانت الاسلام کراچی (بار پنجم)

۲۔ حضرت مولانا عبدالستار تونسوی صاحب بحوالہ رسالہ "عوام فیصلہ کریں کہ شیعہ کیسے مسلمان ہیں؟
اکابر علمائے اہلسنت ــــ متفقہ فتوے" صفر المظفر ۱۴۰۵ہجری۔

استفتاء

نبرائی رافضی شیعہ اثنا عشریہ جن کی معتبر کتابوں میں جن سے وہ اپنے احکام و مسائل اخذ کرتے ہیں یہ مذکور ہے کہ موجودہ قرآن مجید محرف ومبدل ہے اور اس میں کمی بیشی کی گئی ہے اور انکی روایاتِ متواترہ صحیحہ کے مطابق شیعہ مشائخ کا اعتقاد ہے کہ موجودہ قرآن مکمل نہیں بلکہ محرّف ومبدّل ومغیّر ہے اور شیعوں نے لکھا ہے کہ ہماری زائد از دو ہزار روایتیں

تحریف قرآن پر دلالت کرتی ہیں ان الاخبار الدالۃ علی ذالک تزید علی الفی حدیث (فصل الخطاب ص۲۵۱)

اور شیعوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اصلی قرآن اور پورا قرآن امام مہدی کے پاس ہے جب امام مہدی آئیں گے تو وہ اصلی قرآن اپنے ساتھ لائیں گے۔

امام محمد باقرؒ نے فرمایا "چون قائم ما ظاہر شود عائشہ را زندہ کند تا بر او حد بزند۔
(حق الیقین ص۳۴۷ ، حیات القلوب ص۶۱۱ ج ۲)

اور حضرت عباسؓ و عقیلؓ کے متعلق فرماتے ہیں کہ ان کا ایمان پورا نہیں تھا۔ ضعیف الیقین اور ذلیل النفس تھے۔ (حیات القلوب ص۶۱۸-۶۱۹ ج ۲)

اب ان عبارات اور عقائد کی موجودگی میں یہ مسلمان ہیں یا کافر؟ ان کے ساتھ مناکحت جائز ہے یا نہیں؟ ان کا ذبیحہ حلال ہے یا حرام؟ اور انکی نماز جنازہ پڑھنا یا انکو اپنے جنازے میں شریک کرنا جائز ہے یا نہیں؟ نیز اگر شیعہ تعمیر مسجد کے لئے چندہ دیں تو ان سے وصول کیا جائے یا نہیں؟ بینوا و توجروا۔

الجواب

رافضی تبرائی شیعہ جن کی معتبر کتابوں میں مذکورہ عبارات ہیں خارج از اسلام ہیں جن علماء نے ان کی تکفیر میں تامل کیا ہے ان کو ان کے کتمان اور تقیہ کی وجہ سے حقیقت کما ینبغی معلوم نہیں ہو سکی۔ مگر آج ان کی کتابیں نایاب نہیں رہیں ان کے مذہب کی حقیقت منکشف ہو گئی ہے اس لئے تمام محققین ان کی تکفیر پر متفق ہو چکے ہیں۔ ضروریات دین کا انکار قطعاً کفر ہے۔ قرآن شریف ضروریات دین میں سے اعلیٰ وارفع چیز ہے۔ ان کی کتابوں میں معتبر صحیح اور متواتر زائد از دو ہزار روایتیں پائی جاتی ہیں کہ موجودہ قرآن پورا نہیں۔ ایک صحیح واضح روایت بھی کسی ایک امام سے نہیں ملتی جو اس بات پر دلالت کرے کہ موجودہ قرآن کامل مکمل صحیح ہے۔

المختصر شیعی تبرائیوں رافضیوں کا بربنا ءِ عقیدۂ تحریف قرآن محل تردد نہیں اس کے علاوہ دوسرے وجوہ کفر بھی ہیں، مثلاً عقیدہ بداء و قذف ام المؤمنین وغیرہ۔ لہٰذا شیعہ رافضیوں

سے مناکحت ناجائز اور ان کا ذبیحہ حرام ہے اور ان کا چندہ لینا ناجائز اور ان کا جنازہ پڑھنا یا ان کو اپنے جنازہ میں شریک کرنا قطعاً ناجائز ہے، وہ سنی کے جنازہ میں بددعا کرتے ہیں اور ان کا یہ عقیدہ ہے کہ جو لوگ ابوبکر (رضہ) کو پہلا خلیفہ مانتے ہیں کتے اور ولدالزنا سے بدتر ہیں ان کی کتاب فروع کافی کتاب الروضہ مطبوعہ لکھنؤ ص۱۳۵ ، مطبوعہ تہران ص۲۸۵ پر ہے کہ : ان الناس کلھم اولاد بغایا ما خلا شیعتنا۔ اور تفسیر برہان جزء ۱۰ ص۸۵ پر بھی یہی الفاظ ہیں۔

۱۵ ر صفر المظفر ۱۴۰۵ھ

(مولانا) عبدالستار تونسوی صدر تنظیم اہلسنت پاکستان

۳۔ دارالافتاء والارشاد ۔ ناظم آباد کراچی کا فتویٰ ۔

بحوالہ رسالہ "عوام فیصلہ کریں کہ شیعہ کیسے مسلمان ہیں؟ اکابر علمائے اہلسنت ــــ متفقہ فتویٰ ۔

شیعہ قطعی طور پر کافر، دائرۂ اسلام سے خارج ہیں ۔

عبدالرحیم نائب مفتی دارالافتاء والارشاد

۲۱ ر محرم ۱۴۰۶ھ

۴۔ تیس جید علماء کا فتویٰ ۔

آج سے ساٹھ سال قبل پاک و ہند کے تیس جید علماء بشمول شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی رح اور مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ رح کا شیعوں کے بارے میں کفر کا فتویٰ جس کی حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رح نے بھی تصدیق فرمائی ۔

فتویٰ ـــــــــــ ۱۳۵۴ ہجری

بحوالہ رسالہ شیعہ اثنا عشریہ کے کفر وارتداد کے متعلق علمائے کرام کا متفقہ فتویٰ" انجمن خدام صحابہ رضہ بھیرہ لاہور

استفتاء

"ہمارے ملک میں جو فرقہ شیعہ اثنا عشریہ ہے یہ مسلمان ہے یا کافر! اور ان کے ساتھ مناکحت جائز اور ان کا ذبیحہ حلال ہے یا حرام! اور ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا یا اپنے جنازہ

میں ان کو شریک کرنا جائز ہے یا نہیں؟ نیز اگر شیعہ تعمیر مسجد کے لئے چندہ دینا چاہیں تو وصول کیا جائے یا نہیں؟ ...... بینوا و توجروا من عند اللہ۔

جواب

۱۔ شیعہ اثنا عشریہ رافضیہ قطعاً خارج از اسلام ہیں، ہمارے علمار سابقین کو چونکہ ان کے مذہب کی حقیقت کما ینبغی معلوم نہیں تھی بوجہ اس کے کہ یہ لوگ اپنے مذہب کو چھپاتے ہیں اور کتابیں بھی ان کی نایاب تھیں لہٰذا بعض محققین نے بربنا احتیاط ان کی تکفیر نہیں کی تھی مگر آج انکی کتابیں نایاب نہیں رہیں اور ان کے مذہب کی حقیقت منکشف ہوگئی اس لئے تمام محققین انکی تکفیر پر متفق ہو گئے ہیں۔ ضروریات دین کا انکار قطعاً کفر ہے اور قرآن شریف ضروریات دین میں سب سے اعلیٰ وارفع چیز ہے اور شیعہ بلا اختلاف ان کے متقدمین اور متاخرین سب کے سب تحریف قرآن کے قائل ہیں اور انکی معتبر کتابوں میں زائد از دو ہزار روایات تحریف قرآن کی موجود ہیں جن میں پانچ قسم کی تحریف بیان کی گئی ہے ۱ کمی بیشی ۲ تبدل الفاظ ۳ تبدل حروف ۴ خرابی ترتیب ۵ خرابی ترتیب سورتوں، آیتوں اور کلمات میں بھی۔

پھر ان پانچ قسم کی روایات کے ساتھ ان کے علمار کا اقرار ہے کہ یہ روایات متواتر ہیں اور تحریف قرآن پر صراحتاً دلالت کرتی ہیں اور انہی کے مطابق اعتقاد قائم ہیں۔

بانیانِ شیعہ مذہب نے جب سے اس مذہب کی بنیاد ڈالی ہے اب تک ان پر تین دور گذرے ہیں۔ دورِ اوّل میں شیعہ کا کوئی متنفس بھی عدم تحریف اور کاملیت قرآن کا قائل نہیں تھا۔ البتہ دور ثانی میں گنتی کے چار آدمی از روئے تقیہ عدم تحریف قرآن کے قائل ہوئے ہیں۔ اوّل، ابو جعفر ثانی محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی علامہ صدوق متوفی ۳۸۱ھ دوم۔ شریف مرتضیٰ ابوالقاسم علی بن حسین بن موسیٰ بغدادی علم الہدیٰ متوفی ۴۳۶ھ۔ سوم، شیخ الطائفہ ابو جعفر محمد بن حسین بن علی بن طوسی مفسر متوفی ۴۶۰ھ۔ چہارم، ابو علی طبرسی امین الدین فضل بن حسین بن فضل مشہدی مصنف تفسیر مجمع البیان متوفی ۵۴۸ھ۔ یعنی دور ثانی ۳۸۱ھ سے لیکر ۵۴۸ھ تک صرف چار آدمی عدم تحریف کے قائل ہیں۔ چونکہ ان کے اقوال

محض بے دلیل اور روایات متواترہ کے خلاف ہیں اس لئے دور ثانی کے شیعی علماء نے انکو رد کر دیا ہے پوری تحقیق اس بحث پر میری کتاب" تنبیہ الحائرین" اور" الاول من المائین" میں ہے۔ (مں ث ر فلیطالعہ)

علامہ بحر العلوم فرنگی محل پہلے شیعوں کے مسلمان ہونے کا فتویٰ دیتے تھے۔ مگر تفسیر مجمع البیان" کے دیکھنے سے ان کو معلوم ہوا کہ شیعہ تحریف قرآن کے قائل ہیں۔ لہٰذا انہوں نے فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت" میں شیعوں کے کفر کا فتویٰ دیا اور لکھا کہ قرآن شریف کی تحریف کا جو قائل ہے وہ قطعاً" کافر" ہے۔ المختصر شیعوں کا کفر بربنائے عقیدۂ تحریف قرآن ہی محل تردد نہیں بلکہ علاوہ اسکے دوسرے وجوہ کفر بھی ہیں۔ مثلاً عقیدۂ بداء و قذف ام المؤمنین وغیرہ۔

لہٰذا شیعوں سے مناکحت ناجائز اور ان کا ذبیحہ حرام اور ان کا چندہ ناجائز اور ان کا جنازہ پڑھنا یا ان کو اپنے جنازوں میں شریک کرنا شرعاً قطعاً ناجائز ہے۔ سنی جنازہ میں یہ لوگ میت کے لئے بددعا کرتے ہیں۔ کما فی کتبھم۔ فقط واللہ اعلم۔

کتبہٗ: محمد عبدالشکور فاروقی عافاہ مولاہ۔

ازمدرسہ دار المبلغین لکھنؤ (ہند)

۲۔ شیعوں کا حضرت صدیق اکبرؓ کی صحابیت کا منکر ہونا، حضرت عائشہ صدیقہؓ طیبہ طاہرہ ام المؤمنینؓ پر قذف (تہمت) کرنا کافر کرتا ہے۔ علامہ ابن عابدینؒ متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں" لاشك فی تکفیر من قذف السیدة عائشة رضی اللہ عنہا او انکر صحبة الصدیق (شامی ج ۳ ص ۲۷۹)

علامہ موصوف نے دوسرے مقام پر اسی کتاب میں شیعوں کو مرتد اور واجب القتل لکھا ہے فانه مرتد یقتل (شامی ص ۶۸۳ ج ۲ مطبوعہ ۱۲۸۸ھ)

جو کلام اللہ کی تحریف کا قائل ہو وہ مرتد اور کافر ہے، اہل کتاب بھی نہیں، ان سے مناکحت اور تعلقات رکھنا اشد حرام ہیں۔ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ان الذین یحادون اللہ و رسوله اولئك فی الاذلین ...... لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ و رسوله ولو کانوا آباءھم ...... او علیہم ترجمہ جو اللہ اور اس کے رسول کا مقابلہ کرتے ہیں وہ بہت زیادہ ذلیل و خوار ہیں ..... اللہ اور آخرت

پر ایمان لانیوالوں سے آپ کسی ایک شخص کو بھی نہیں پاؤ گے کہ وہ ایسے لوگوں سے دوستی کرے جو اللہ اور رسول کے دشمن ہوں اگرچہ وہ ان کے باپ، بیٹے، بھائی اور اہل کنبہ کیوں نہ ہوں (پ ۲۸، سورۃ ۵۸، القرآن) لہٰذا شادی غمی جنازہ میں شرکت نہ کیجائے ایسے عقیدہ کے شیعہ کافر ہی نہیں بلکہ اکفر ہیں۔

ریاض الدین عفی عنہ

مفتی دارالعلوم دیوبند، ۱۹ صفر ۱۳۴۸ھ

۳۔ مقاصد مذکورہ فی السوال کے روافض صرف مرتد اور کافر خارج از اسلام ہی نہیں بلکہ اسلام اور مسلمانوں کے دشمن بھی اس درجہ کے ہیں کہ دوسرے فرق کم نکلیں گے۔ مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے جمیع مراسم اسلامیہ ترک کرنا چاہیئے بالخصوص مناکحت کیونکہ اس میں خود یا دوسروں کو زنا اور فواحش میں مبتلا کرنا ہے۔ اعاذنا اللہ وسائر عن جمیع المعاصی۔

بندہ محمد مرتضیٰ حسن ناظم شعبہ تعلیمات دارالعلوم دیوبند

۴۔ فرق الروافض کثیرۃ عقائد ھم شتی وظنون باطلۃ فمنھا ما یوجب تکفیرھم (کشیعہ اثنا عشریہ) وعدم الصحۃ المناکحۃ معھم بل عدم جواز جمیع المراسم الاسلامیۃ خذ لھم اللہ تعالیٰ۔ شیعہ روافض کے متعدد فرقے ہیں۔ اور ان کے مختلف عقائد اور ظنون باطل ہیں۔ بعضوں کی تکفیر واجب ہے، جیسے شیعہ اثنا عشریہ ہیں، اس لئے ان سے مناکحت نا جائز بلکہ جمیع مراسم اسلامیہ کا ترک کرنا ضروری ہے۔

محمد اعزاز علیؒ

مدرس ادب وفقہ دارالعلوم دیوبند

۱۔ الجواب صحیح	حمید حسن	مدرس دارالعلوم دیوبند
۲۔ الجواب صحیح	مسعود احمد	〃 〃 〃
۳۔ الجواب صحیح	بندہ محمد شفیع	〃 〃 〃
۴۔ الجواب صحیح	محمد رسول خان	〃 〃 〃
۵۔ الجواب صحیح	محمد یامین	〃 〃 〃
۶۔ الجواب صحیح	عبد السمیع	〃 〃 〃

۱۱۔ الجواب صواب　　نبیہ حسن　　مدرس دار العلوم دیوبند

۱۲۔ الجواب صحیح　　اصغر علی　　〃　〃　〃

۱۳۔ الجواب صواب　　محمد عبد الوحید　　〃　〃　〃

۱۴۔ الجواب صحیح　　مولانا سید محمد انور　　شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند

۱۵۔ الجواب صحیح　　سید اصغر حسین　　مدرس دار العلوم دیوبند

۱۶۔ منکر قطعیات کا یقیناً کافر ہے　　محمد ابراہیم　　〃　〃　〃

۱۷۔ ذالك كذالك　　مولانا خلیل احمد محدث انبیٹھوی　　از سہارنپور

۱۸۔ الجواب صحیح　　نائب مہتمم　　دار العلوم دیوبند

۱۹۔ جن لوگوں کے مذکورہ بالا اعتقادات ہیں وہ یقیناً کافر اور خارج از اسلام ہیں

ننگ اکابر حسین احمد مدنی

صدر مدرس دار العلوم دیوبند

۲۰۔ الجواب صحیح　　تحریف قرآن کا عقیدہ کفر ہے اس لئے اثنا عشری کافر ہیں۔

مہدی حسن شاہجہانپوری

۲۱۔ شیعہ اثنا عشریہ کافر اور مرتد ہیں کیونکہ یہ تحریف قرآن کے قائل ہیں۔ فقط

مفتی عبد العزیز

خطیب جامع مسجد گوجرانوالہ مصنف "نبراس الساری"

۲۲۔ شیعوں میں جن کا عقیدہ تحریف قرآن کا ہے وہ واقعی کافر ہیں

عبد الرحمٰن کان اللہ لہ وللوالدین وجمیع ام المؤمنین

۲۳۔ یقیناً شیعہ اثنا عشریہ تحریف قرآن کے قائل ہیں اور تحریف کی روایات متواتر ہیں۔
ان کے نزدیک، اس لئے یہ کافر ہیں۔ فقط

احقر انوار الحق غفرلہ

صدر مدرس مدرسہ عالیہ چلہ امروہہ

۲۴۔ قد اصاب من اجاب　　ابو الطیب محمد منظور نعمانی از مدرسہ چلہ امروہہ

۵۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحؒ کی طرف سے ۶۰ سال قبل والے شیعوں کے خلاف کفر کا فتویٰ کی تصدیق اور اس فتویٰ کے بارے میں کچھ شکوک و شبہات کا تسلی بخش جواب۔

از { ماہنامہ "النور" خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون بحوالہ
الفرقان رسالہ جون، جولائی ۱۹۸۵ء لکھنؤ انڈیا }

شیعہ اثنا عشریہ کی تکفیر سے متعلق جب وہ فتویٰ پہلی بار چھپ کر شائع ہوا جو الفرقان کے گذشتہ شمارہ (بابت مئی) میں زیرِ عنوان "شیعہ اثنا عشریہ کے بارے میں قریباً ۶۰ سال پہلے کا اکابر علماء کا متفق فتویٰ" ناظرین ملاحظہ فرما چکے ہیں، تو مولانا عبدالماجد دریابادی مرحوم و مغفور نے حضرت حکیم الامتؒ کی خدمت میں اس پورے فتوے کی نقل بھیجی، اور اس کے ساتھ ایک خط میں فتویٰ کے بارے میں اپنے تاثرات و اشکالات و شبہات تحریر فرمائے اور حضرت سے جواب کی درخواست کی۔ حضرت حکیم الامتؒ کا معمول تھا کہ اس طرح کے خطوط و سوالات کے ہر جز کا الگ الگ جواب تحریر فرماتے تھے۔ حضرت نے اپنے معمول کے مطابق اس کا جواب تحریر فرمایا۔ اور مولانا شبیر علی تھانوی کی زیرِ ادارت خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون سے شائع ہونیوالے ماہنامہ "النور" میں شائع ہوگیا پھر "النور" ہی سے نقل ہو کر وہ رسالہ "النجم" لکھنؤ میں بھی شائع ہوا، وہی اسوقت راقم سطور کے سامنے ہے اس کو بجنسہ ذیل میں درج کیا جا رہا ہے:

"السوال" اور "تتمۃ السوال" کے زیرِ عنوان مولانا دریابادی کے خط کی عبارت ہے۔

اور "الجواب" اور "تتمۃ الجواب" کے زیرِ عنوان حضرت حکیم الامتؒ کا جواب ہے، ناظرین کرام وہ سوال و جواب ملاحظہ فرمائیں:

السوال: ایک فتوے کی نقل مرسل خدمت ہے اس پر علاوہ دوسرے معتبر و مستند علماء کے حضرت مولانا[1] تک کے دستخط ثبت ہیں۔ لیکن میں عرض کروں کہ مجھے شرح صدر اب بھی نہیں، شیعوں کو مبتدع، فاسق و فاسد العقیدہ اور جو کچھ کہا جائے اس کا میں بھی پوری طرح قائل ہوں۔ لیکن کافر اور خارج از اسلام کہنے سے جی لرز اٹھتا ہے۔

الجواب: یہ علامت ہے آپ کے قوت ایمانیہ کی۔ مگر جنہوں نے یہ فتویٰ دیا ہے اس کا منشا بھی وہی قوت ایمان

---

[1] اس سے مراد حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ ہیں، مولانا دریابادی بیعت تو حضرت مدنیؒ سے ہوئے تھے، لیکن انہی کی ہدایت اور مشورے کے مطابق مسترشدانہ اصلاحی تعلق حضرت حکیم الامتؒ سے قائم کیا تھا اسکی دلچسپ روداد مولانا دریابادی کی تصنیف "حکیم الامت" میں دیکھی جاسکتی ہے جو قابلِ مطالعہ ہے۔

ہے کہ ان کو ایمانیات کا منکر دیکھا بے ایمان کہہ دیا۔

تتمۃ السوال: اگر ہر گمراہ فرقہ یونہی خارج از اسلام ہوتا رہا تو مسلمان رہ ہی کتنے جائیں گے۔

تتمۃ الجواب: اس کا کون ذمہ دار ہے۔ کیا خدانخواستہ اگر کسی مقام میں کثرت سے لوگ مرتد ہو جائیں اور تھوڑے ہی مسلمان رہ جائیں تو کیا اس مصلحت سے انکو بھی کافر نہ کہا جاویگا۔

تتمۃ السوال: شیعوں سے مناکحت اگر تجربہ سے مضر ثابت ہوئی ہے تو بس تہدیداً اسکا روک دینا کافی ہے۔

تتمۃ الجواب: اس تہدید کا عنوان بجز اس کے کوئی ہے ہی نہیں۔ غور فرمایا جائے۔

تتمۃ السوال: میرا دل تو قادیانیوں کی طرف سے ہمیشہ تاویل ہی تلاش کرتا رہتا ہے۔

تتمۃ الجواب: یہ غایت شفقت ہے۔ لیکن اس شفقت کا انجام سیدھے سادے مسلمانوں کے حق میں عدم شفقت ہے کہ وہ اچھی طرح ان کا شکار ہوا کریں گے۔

تتمۃ السوال: جو بنائے تکفیر قرار دی گئی ہے یعنی عقیدہ تحریف قرآن، مجھے اس میں تامل ہے، اگر یہ عقیدہ انکے مذہب کا جزو ہوتا۔ تو حضرت شاہ عبدالعزیزؒ سے مخفی نہ رہتا۔[۱]

تتمۃ الجواب: جب ان کی مسلّم کتابوں سے جزئیت ثابت ہے پھر حضرت شاہ صاحبؒ کا اگر سکوت ثابت ہو جس کی مجھ کو تحقیق نہیں تو ان کے سکوت میں کچھ تاویل ہوگی نہ کہ جزئیت میں۔

تتمۃ السوال: بہت زائد قلق مجھے اس امر سے ہو رہی ہے کہ اب تک یہودیوں اور عیسائیوں کے سامنے کلام مجید کے غیر محرف ہونے کو بطور ایک بالکل مسلم و غیر مختلف فیہ عقیدہ کے پیش کرتے رہے ہیں، اب لوگوں کے ہاتھ میں ایک نیا حربہ آ جائیگا کہ دیکھو خود تمہارا ہی کلمہ پڑھنے والے اور تمہارے قبلہ کو ماننے والے لاکھوں کروڑوں افراد قرآن کو ناقص اور محرف مان رہے ہیں۔

تتمۃ الجواب: اس سے تو اور زیادہ ضرورت ثابت ہو گئی ان کے تکفیر کی، پھر ہمارے پاس صاف جواب ہوگا کہ وہ مسلمان ہی نہیں۔

تتمۃ السوال: حضرت حاجی صاحبؒ کا جو مکتوب سر سید احمد کے نام تھا مجھے اس قدر پسند آیا تھا کہ میں نے اہتمام کے ساتھ اسے "سچ" میں شائع کیا تھا۔ پس میری فہم ناقص میں اسی کو معیار بنا لینا چاہیے اور اسی کے مطابق معاملہ تمام گمراہ فرقوں سے رکھنا چاہیے، یعنی نہ مداہنت نہ اتنی مخالفت کہ ان میں اور آریوں

---

[۱] شاہ صاحبؒ کی مشہور کتاب تحفہ اثنا عشریہ مطبوعہ نولکشور پریس کے صفحہ ۲۰۱، ۲۰۲ کی عبارت مولانا عبدالماجد صاحب کی نظر سے نہیں گذری

عیسائیوں وغیرہ میں کوئی فرق ہی نہ رکھا جائے۔

تتمۃ الجواب: لیکن اگر وہ خود ہی اپنے کو کافر بتائیں (بالفرض) تو کیا ہم اس وقت بھی ان کو کافر بتائیں (بالفرض
دنیا) میں اپنے کو آجتک کسی نے کافر نہیں کہا بلکہ کوئی عیسائی کہتا ہے، کوئی یہودی۔ مگر چونکہ ان فرقوں
کے عقائد کفریہ، دلائل سے ثابت ہیں اس لئے ان کو کافر ہی کہا جائیگا، تو مدار اس حکم کا عقائد
کفریہ پر ٹھہرا۔ تو اگر ایک شخص اپنے کو فرقہ شیعہ سے کہتا ہے اور کوئی عقیدہ کفریہ اس مذہب کے اجزاء اصلیہ
یا لوازم سے ہے تو اپنے کو اس فرقہ میں بتلانا بدلالت التزامی اس عقیدہ کو اپنا عقیدہ بتلانا ہے تو
عدم تکفیر کی کیا وجہ۔ اور اگر ان کے یہاں یہ عقیدہ مختلف فیہ ہوتا تب بھی کسی کی تکفیر میں تردد ہوتا
لیکن یہ بھی نہیں اور جو اختلاف ہے وہ غیر معتد بہ ہے جس کو خود انکے جمہور رد کر رہے ہیں۔

اس حالت میں اصل تو کفر ہوگا، البتہ کوئی صراحۃً کہے کہ میرا یہ عقیدہ نہیں ہے یا کوئی فرقہ اپنا
لقب جدا رکھ لے۔ مثلاً جو علماء ان کے تحریف کے نافی ہیں ان کی طرف اپنے کو منسوب کیا کریں مثلاً
اپنے کو صدوقی یا قمی یا مرتضوی یا طبرسی کہا کریں مطلق شیعی نہ کہیں تو خاص اس شخص کو یا اس فرقہ کو
اس عموم سے مستثنیٰ کہہ دیں گے۔ لیکن ایسے استثناؤں سے قانونی حکم نہیں بدلتا ہے۔ حرمت نکاح
و حرمت ذبیحہ احکام قانونی ہیں۔ اس پر بھی جاری ہوں گے، جب تک وہ فرقہ متمیز و مشہور نہ ہو جائے
خصوصاً جب تقیہ کا بھی شبہ ہو تو خواہ سوء ظن نہ کریں، مگر احتیاطاً عمل تو سوء ظن ہی ایسا ہوگا۔ البتہ
اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کا معاملہ وہ اس کے عقیدہ کے مطابق ہوگا۔ اگر کوئی ہندو توحید کا بھی قائل
ہو اور رسالت کا بھی، لیکن اپنے کو ہندو ہی کہتا ہو، گو کچھ تاویل ہی کرتا ہو، تو اس کے ساتھ کافر کا سا
معاملہ ہوگا۔ یہی حالت یہاں کی ہے۔ ضلع فتحپور میں ہندوؤں کی ایک جماعت ہے جو قرآن اور حدیث
پڑھتے ہیں اور نماز، روزہ کرتے ہیں، مگر اپنے کو ہندو کہتے ہیں لباس اور نام سب ہندوؤں کا جیسا
رکھتے ہیں۔ اگر وہ اپنے کو ہندو کہیں اور اپنا مشرب ظاہر نہ کریں تو کیا سامع کے ذمہ تفصیل واجب
ہوگی کہ اگر ایسے عقیدہ کا ہے تو مسلمان۔

تتمۃ السوال: آپ کو ہر معاملہ میں اپنا کچا چٹھا لکھ کر بھیجتا ہوں، خدا کرے اس باب میں بھی آپ کا جواب باصواب
میرے حق میں تشفی ہو۔

تتمۃ الجواب: تشفی کا ذمہ تو مشکل ہے خصوصی اس خشیت کا غلبہ خود مجھ پر ہے، مگر حضرت جنیدؒ نے لرزتے ہوئے

ہاتھ سے حسین ابن منصور کے خلاف فتویٰ لکھا تھا۔ محض حفاظت شرع کے لئے، ہم لوگ بھی انہی کے متبع ہیں اور راز اس کا وہی ہے کہ اس رعایت میں سادہ لوح مسلمانوں کی ہلاکت ہے۔ مولوی محمد شفیع صاحبؒ نے اصول تکفیر میں ایک مختصر اور جامع اور مانع اور نافع رسالہ لکھا ہے بعض اجزاء میں میں بھی الجھا تھا مگر ان کی تقریر و تحریر سے قریب قریب مسئلہ صاف ہوگیا۔ وہ عنقریب چھپ جاویگا میں نے اس کا نام رکھا ہے "وصول الافکار الیٰ اصول الاکفار" (منقول از ماہنامہ النور" خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون)

ان تمام فتاویٰ سے معلوم ہوا کہ شیعوں کے کفر و ارتداد کے فتوے پر حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اور اہل حدیث حضرات سب ابتدار سے لیکر آج کے دور تک متفق رہے ہیں، جس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

۶۔ خمینی اور اثنا عشریہ شیعوں کے خلاف حال ہی میں شائع شدہ فتویٰ کے بارے میں کچھ بیان

چند سال قبل یعنی ۱۹۸۷ء میں ماہنامہ الفرقان کی ایک خصوصی اشاعت چھپی تھی۔ جس میں ہند و پاک کے تقریبًا تمام علمار کرام کا خمینی اور شیعیت کے اوپر متفقہ کفر کا فتویٰ شائع ہوا تھا۔ ۷۵ صفحات پر مشتمل کفر کا یہ فتویٰ پاکستان کے دو مایہ ناز ماہناموں ماہنامہ بینات کراچی اور ماہنامہ اقراء ڈائجسٹ کراچی میں بھی شائع ہوا تھا۔ اس فتویٰ پر ہندوستان اور پاکستان کے جیّد علمار نے ماہنامہ الفرقان کے بانی مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ کو خراج تحسین پیش کیا تھا اور اس فتویٰ پر تبصرہ کیا تھا ان میں سے ایک نقشبندی بزرگ اور اہل اللہ قاضی سعید الدین مدظلہ کے تاثرات کا ایک حصہ پیش خدمت ہے:۔

جناب عالی کے استفتار پر ہند و پاک کے بیشمار علمار کا شیعوں کے کفر پر متفق ہوجانا خود ایک مضبوط دلیل ہے شیعوں کے کافر ہونے کی۔ کیونکہ حدیث پاک کے مطابق امت مسلمہ کا ضلالت و گمراہی کی بات پر متفق ہوجانا ممکن نہیں ہے۔ اور پھر یہ صرف علمار وقت کا متفقہ فیصلہ ہی نہیں ہے، بلکہ ہر زمانے کے علمار یہی فتویٰ دیتے آئے ہیں جیساکہ جناب نے بھی بعض متقدمین کے فتادے نقل فرمائے ہیں۔ ان تمام حقائق کے سامنے آجانے کے بعد بھی خمینی اور شیعوں کے بارے میں نرم پالیسی اختیار کرنا بندہ کے نزدیک ضعف ایمان کی دلیل ہے۔ جو حضرات اور جماعتیں ان حقائق سے صرف نظر کرتے ہوئے ابتک ایرانی انقلاب کو اسلامی انقلاب سے تعبیر کررہی ہیں اور ان کی زبانیں اسلام دشمن قائد انقلاب کی تعریفوں سے نہیں تھک رہی ہیں اور جواب بھی شیعہ سنی اختلافات کو حنفیت اور شافعیت کی طرح محض مسلک کا اختلاف سمجھ رہے ہیں ایسے حضرات اپنے خیالات میں کیسے ہی مخلص ہوں اور ان کے

دلوں میں اسلامی اقتدار کے کتنے ہی جذبات موجزن ہوں بہرحال وہ اسلام دوستی کے پردہ میں اسلام کے ساتھ سخت دشمنی کا اظہار کر رہے ہیں اور اسلام اور امت مسلمہ کو ایسا شدید ترین نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں جس کی تلافی ممکن نہیں ہے۔ ایک طرف یہ لوگ ہیں جو متقدمین و متاخرین تمام علماء سے الگ راستہ اختیار کرتے ہوئے شیعوں اور خمینی کو مؤمن کامل اور حکومت الہیہ کا بانی سمجھ رہے ہیں اور اپنے اس خیال باطل کی بھرپور اشاعت بھی کر رہے ہیں۔ حالانکہ نہ انھوں نے شیعوں کی اصل کتب کا مطالعہ کیا ہے، نہ علم و تقویٰ میں ہی ان کو کوئی مقام حاصل ہے۔ دوسری طرف شیعوں کو کافر و مرتد قرار دیکر ان کو خارج از اسلام بتانے والے وہ اہل علم متقدمین و متاخرین ہیں جنہوں نے جذباتی رو میں بہہ کر یہ حکم نہیں لگایا، بلکہ اثنا عشریہ کی بنیادی کتب کا گہرا مطالعہ کرنے کے بعد سے نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ اور ان کا علم و تقویٰ اور تکفیر میں احتیاط بھی امت کے نزدیک مسلّم ہے۔ معمولی فہم والا بھی آسانی سے یہ فیصلہ کرسکتا ہے کہ ان اکابر کے مقابلہ میں خمینی اور اثنا عشریوں کی حمایت و تائید کرنے والوں کی رائے کا کچھ بھی اعتبار نہیں ہوسکتا۔ اور نہ ان کی رائے کو جذباتی رائے سے زیادہ اہمیت دی جاسکتی ہے،
کتنی عجیب بات ہے کہ "اصلی اور نسلی مسلمان" کی اصطلاح ایجاد کرنیوالوں کے نزدیک عقیدۂ تحریف قرآن، انکار عقیدۂ ختم نبوت در پردۂ عقیدۂ امامت، اور عقیدۂ کفر شیخین رضؓ و جمیع صحابہؓ کے باوجود بھی کوئی صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ اعلیٰ درجہ کی اسلامی اسپرٹ رکھنے والا کامل ترین مؤمن بھی ہوسکتا ہے۔

بہرحال آنجناب نے اپنی معرکۃ الآرا تصنیف "ایرانی انقلاب"۔۔۔" اور الفرقان کے خصوصی شمارہ کے ذریعہ خمینی اور اثنا عشری شیعوں کے قطعی کافر و مرتد ہونے پر اسلاف کی کتابوں کے اقتباسات اور سینکڑوں اکابر علماء ہند و پاک کے فتوے شائع فرما کر اتمام حجت کر دی ہے اور تمام علماء کی طرف سے ایک بڑا فرض ادا کر دیا ہے۔ بندوں کے اختیار میں جو کچھ تھا وہ جناب نے بحسن و خوبی کرلیا۔ ہدایت تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ فقط والسلام

احقر قاضی سعید الدین

(ماہنامہ الفرقان لکھنؤ بابت ماہ فروری ۱۹۸۸ء)

پاکستان کے تمام علماء، دانشور اور اہل علم حضرات خاص طرح پاکستانی حکمران طبقہ اور ریڈیو ٹیلیویژن انتظامیہ کو چاہیئے کہ وہ یہ فتویٰ پڑھ کر خمینی اور شیعیت کی حقیقت سے واقف ہوں اور ہر مدمے

اسکول ، کالج اور یونیورسٹی اور پبلک لائبریریوں میں اس فتویٰ کا موجود ہونا ضروری ہے۔
اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس عظیم فتنۂ شیعیت سے مسلمانان عالم کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

۷۔ تکفیرِ شیعہ پر مفتی جمیل تھانوی صاحب کا فتویٰ

محمد یوسف آسی ۔ جھنڈانوالہ

س :۔ ایک دو ماہ قبل شیعہ رافضی ،خمینی پیرو کاروں کیلئے الفرقان لکھنؤ ، بیّنات واقرأ ڈائجسٹ کراچی اور المسلمون سعودی عرب کے شماروں میں متعدد ممالک کے مفتیان کرام نے کفر کے فتوے صادر فرمائے۔ عالم اسلام کے شیخ الاسلام اور مفتیٔ اعظم سعودی عرب جناب الشیخ عبدالعزیز بن باز نے خمینی کے خارج از اسلام ہونے کا فتویٰ صادر فرمایا اور اس فتوے کی تائید رابطۂ عالم اسلام کے عالمی اجلاس منعقدہ اکتوبر ۱۹۸۷ء نے بھی کر دی ۔ (بحوالہ المسلمون مکہ مکرمہ)

قرآن و احادیث مبارکہ کے فرمان کے مطابق کسی کافر مشرک مرتد کو حدود حرم میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ——— پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ اب شیعہ لوگ کسی بہانے حدودِ حرم میں داخل ہو جائیں تو اس شدید گستاخی کے معاونین میں سے کس کو بڑا مجرم گردانا جائے گا۔ ———

ج :۔ شیعوں کے بہت سے کفریہ عقیدے ہیں مثلاً وہ تحریف قرآن کے قائل ہیں کلمۂ اسلام میں عَلِیّ ولی اللہ وصی رسول اللہ ، وخلیفتہٗ بلا فصل کا اضافہ کرتے ہیں۔ جس کی کوئی اصل نہیں ۔ کلمہ شریف صرف لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے اور بعد کے الفاظ بے اصل ہیں اور ان بعد کے الفاظ کو مدارِ ایمان قرار دینا سخت ترین گناہ ہے ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگاتے ہیں جنکی برأت سورۂ نور میں آئی ہے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو کافر قرار دیتے ہیں بلکہ تمام صحابۂ کرامؓ کو کافر و مرتد کہتے ہیں ۔ جبکہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے صحابۂ کرامؓ کے ایمان کی شہادت دی ہے اور ان سے راضی ہونے کا اعلان فرمایا ہے رضی اللہ عنہم ورضوعنہ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تو قرآن پاک میں حضور علیہ السلام کا خاص صحابی قرار دیا ہے اذ یقول لصاحبہ لاتحزن اس لئے یہ شیعہ قطعی طور پر کافر اور دائرۂ اسلام سے

خارج ہیں ۔ ان کا داخلہ حدود حرم میں بند کرنا حکومت سعودیہ کی ذمّہ داری ہے ۔ کیونکہ یہ لوگ حج کی غرض سے بھی نہیں بلکہ دوسرے مسلمانوں کا حج ہلڑ بازی کرکے خراب کرنے کی غرض سے حجاز مقدس جاتے ہیں ۔ اور فسادی کا داخلہ کعبہ شریف بلکہ مسجدوں تک سے بند کرنا جائز ہے ۔ ہر مسلمان حکومت اور علماء و عوام سب کی اپنی اپنی حیثیت کے مطابق ذمّہ داری ہے کہ ان کا حدود حرم میں داخلہ بند کریں اور کرائیں ۔ ورنہ سب درجہ بدرجہ گناہگار رہوں گے ۔

(تلخیص فتویٰ بحوالہ اقراء ڈائجسٹ اردو ۔ اکتوبر ۱۹۸۸ء ص ۴۲-۴۳)

تمت بالخیر

حصہ دوم

شیعیت کا اصلی روپ

کتابوں کے نام جن کے عکس لگائے گئے ہیں

ھٰذَا بَیَانٌ لِّلنَّاسِ وَھُدًی وَّمَوْعِظَۃٌ لِّلْمُتَّقِیْنَ

اِنَّہٗ لَقُرْاٰنٌ کَرِیْمٌ فِیْ کِتٰبٍ مَّکْنُوْنٍ

قرآن مجید مترجم

لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ

الحمد للہ کہ ترجمہ بامحاورہ جسکی محبان اہلبیت کو مدت سے آرزو تھی معہ فوائد تفسیری مطابق مذہب اہل بیت از ستفادات دقیقہ شناس رموز قرآنی متکلم و مناظر لاثانی جناب مولٰنا مولوی حکیم سید مقبول احمد صاحب دہلوی اعلی اللہ مقامہ بحسن اہتمام و سعی بالاکلام حاجی آغا نثار احمد صاحب کربلائی ومشہدی دہلوی۔

ملنے کا پتہ: افتخار بکڈپو ... کرشن نگر لاہور

بار پنجم | (استقلال پریس لاہور) | تعداد ۱۰۰۰

تقریظات

(۱) آیۃ اللہ اعلم العصر آقائے صدر الشریعت المفتی حضرت السید احمد علی صاحب قبلہ ادام اللہ وجودہٗ مجتہد اعظم ہند و پاک مدّ ظلّہ العالی

(۲) توثیق عالیجناب معلّی القاب افضل الفقہا عمدۃ العلماء شریعتمدار حضرت مولانا ومقتدانا مولوی سیّد کلب حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر مدّ ظلّہ العالی

(۳) تقریظ عالیجناب شمس الواعظین خطیب اعظم حضرت مولانا مولوی سیّد محمدؐ صاحب قبلہ دہلوی مدّ ظلّہ العالی

مجموعۂ اقوال و ارشادات حضرات علمائے کرام فرقۂ شیعہ اثنا عشریہ کثرہم رب البریہ نسبت مقبول ترجمہ و تفسیر مندرجۂ حواشی و ضمیمہ جات۔

(۴) تصدیق جناب سرکار شریعتمدار مجتہد العصر و الزمن حضرت نجم العلما مولوی السیّد نجم الحسن صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہٗ

(۵) تصدیق جناب سرکار شریعتمدار نیّر العلما استاذ الکل حضرت مولانا مولوی السیّد ظہور حسین صاحب مجتہد العصر و الزمان اعلی اللہ مقامہٗ

(۶) تصدیق جناب سرکار شریعتمدار بحر العلوم حضرت مولانا السیّد یوسف حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر امروہوی ثم النجفی اعلی اللہ مقامہٗ

(۷) تصدیق جناب سرکار شریعتمدار قمر الاقمار حضرت مولانا السیّد سبط نبی صاحب قبلہ مجتہد العصر نوگانوی ثم النجفی اعلی اللہ مقامہٗ

(۸) توثیق جناب سرکار شریعتمدار فقیہہ اہل البیت حضرت مولانا السید محمد باقر صاحب قبلہ مجتہد العصر و الزمان اعلی اللہ مقامہ

(۹) توثیق جناب سرکار شریعتمدار ناشر علوم الدین آقائے آقا سید محمد ہادی صاحب قبلہ مجتہد العصر اعلی اللہ مقامہ

(۱۰) توثیق جناب سرکار شریعتمدار قدوۃ العلماء مولانا السید آقا حسن صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ

(۱۱) توثیق سرکار شریعتمدار صدر المحققین شمس العلماء حضرت مولانا مولوی السید ناصر حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر و الزمان اعلی اللہ مقامہ

(۱۲) توثیق جناب سرکار شریعتمدار ناشر شرع رسولہ الکریم حضرت مولانا مولوی سید علی الحائری مجتہد العصر و الزمان اعلی اللہ مقامہ

جناب المولوی حکیم السید مقبول احمد صاحب غفرہ اللہ تعالٰے نے قرآن مجید کا مقبول ترجمہ مع حواشی کے لکھ کر شیعی دنیا پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ میں نے مقبول ترجمہ اور اس کے حواشی کو اکثر مقامات سے دیکھا ہے۔ تفسیر اہل البیت علیہم السلام کے بالکل مطابق ہے اور نہایت فصاحت و بلاغت سے ادا ء معانی فرمایا ہے۔ موجودہ زمانے میں ایسے ہی ترجمہ اور تفسیر کی بزبان سلیس اُردو ضرورت تھی جو احادیث صحیحہ اہل البیت علیہم السلام کی موافق ہو اس لئے کہ میرے نزدیک یہ بہترین اُردو ترجمہ ہے۔ جملہ مومنین کے لئے یہ ترجمہ لائق عمل اور قابل قدر ہے اور حسن و خوبی و خوش اسلوبی میں اپنی آپ ہی نظیر ہے۔ دُعا ہے کہ باری تعالٰے عز و جل مترجم مرحوم و مغفور اور اس مقبول ترجمہ کے ناشر اور ساعی کو اس دینی خدمت کے عوض میں احسن الجزا عطا فرمائے۔ اور مومنین کو اس دُر خوش آب و گوہر نایاب کی قدردانی اور اس کے مطالب صحیحہ مفیدہ سے منتفع ہونے کی توفیق عطا کرے۔

کُتب موثقہ شیعہ حوالہ جات حاشیہ مقبول ترجمہ

الکافی۔ الصافی۔ شرح نہج البلاغہ۔ امالی۔ مجمع البیان۔ علل الشرائع۔ الجوامع۔ تفسیر عیاشی۔ تفسیر قمی۔ کتاب التوحید۔ المعانی اخبار الرضا۔ الاحتجاج۔ اکمال۔ تفسیر امام حسن عسکری۔ فصل الخطاب۔ روضۃ الواعظین۔ منہج الصادقین وغیرہ وغیرہ۔

مینجر افتخار بکڈپو۔ کرشن نگر۔ لاہور

سلہ نعمتی جن نعمتوں کو پروردگار عالم نے جتلایا ہے اُن سے وہ نعمتیں مراد ہیں جو بنی اسرائیل کے بزرگوں کو عطا کیگئی تھیں اور یہ محاورہ عرب میں داخل ہے کہ بزرگوں نے جو کچھ کیا ہو اُسکا متعلق خوردوں سے اس طرح بات کیجاتی ہے کہ گویا وہ فعل اُنہوں نے ہی کیا ہے اسی لئے بنی اسرائیل سے خطاب ہے اور وہ نعمتیں یہ ہیں کہ اُنکے بزرگوں کو نبوت عطا فرمائی اور اُن انبیا سے اُنہیں رسالت آخری اور وصایت کی ہدایت فرمائی اور اُن سے اسکا پختہ اقرار لیا کہ وہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ اور اُنکی آل اطہار پر ایمان لائیں جسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ جسطرح دنیا میں اُن انبیاء کے احکام پر عمل کرنے سے ملک شام کی بادشاہی ملی اُسیطرح محمد اور آل محمد کے ماننے سے عاقبت میں جنت نصیب ہوگی ۱۲ سلہ فضلتکم اس رسالت کے وہ پیرو جو انبیاء بنی اسرائیل کے مخالف تھے تو بنی اسرائیل کو جو انبیائے برحق کے پیرو تھے بہت سی باتوں میں فضیلت دی گئی تھی مثلاً جب یہ لوگ مصر سے شام کیطرف سفر کر رہے تھے تو دھوپ میں بادل اُن پر سایہ کرنے کے لئے بھیجے جاتے تھے من و سلویٰ اُن پر نازل کیا جاتا تھا پتھر سے اُنکے لئے میٹھا پانی جاری کیا جاتا تھا سمندر میں اُنکے لئے راستہ بنا دیا گیا تھا اُنکو نجات دیگئی تھی اور اُنکے دشمن کو ڈبو دیا گیا تھا ۱۲ سلہ یوما تفسیر امام حسن عسکری میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس یوم سے مراد یوم الموت ہے کیونکہ تاخیر موت کے بارہ میں کوئی شفاعت قبول نہیں ہو سکتی ورنہ قیامت کے دن ہماری شفاعت سے کوئی مستغنی نہیں ہو سکتا پس ہم اور ہمارے کامل شیعہ مثل سلمان و مقداد و ابوذر و عمار وغیرہ کے اپنے کرنے والے شیعوں کی ہر طرح سے حمایت اور شفاعت کرینگے جناب محمد و علی و فاطمہ و حسن و حسین اور ائمہ مقام اعراف پر جو جنت اور جہنم کے مابین ہے کھڑے ہونگے اور

اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۴۶﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

پروردگار کے سامنے پلٹ کر جانا اور اُسی کی حضور میں پیش ہونا ہے اے بنی اسرائیل

اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ

میری اُن نعمتوں کو یاد کرو جو تم کو عطا کر چکا ہوں اور اس بات کو کہ میں نے تمکو تمام

عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ

عالم پر فضیلت دی ہے۔ اور اُس دن سے ڈرو جسمیں کوئی نفس کسی دوسرے نفس کے

نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا

کسی طرح کام نہ آسکے گا اور نہ کسی (عام) شخص کی اُسکے بارہ میں سفارش قبول کیجائیگی اور نہ

عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ

کوئی معاوضہ لیا جائیگا اور نہ اُنکی کسی قسم کی امداد کیجائیگی اور (اُسوقت کو یاد کرو) جبکہ ہم نے تمہیں

فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ

فرعون والوں کے ہاتھ سے نجات دی تھی کہ وہ تمہیں بُرے سے بُرے عذاب دیتے تھے تمہارے بیٹوں کو ذبح

وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَاۗءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

کرڈالتے تھے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے اور اسمیں تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہاری

عَظِيْمٌ ﴿۴۹﴾ وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ

بڑی آزمائش تھی اور اُسوقت کو بھی یاد کرو جبکہ ہم نے سمندر میں تمہارے لئے راستہ پیدا کر دیا تھا اور

فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ

تمہیں نجات بھی دی تھی اور تمہارے دیکھتے دیکھتے فرعون والوں کو ڈبو دیا تھا اور اسے بھی یاد رکھو جبکہ ہم نے

گنہگار شیعوں کی شفاعت کرینگے اور جو اُنمیں سے جہنم میں بھی بھیجدیئے جائینگے اُنکو جہنم میں سے اس طرح اُٹھا لائینگے جیسے باز یا شکار کو اُچک لیتا ہے یا جیسے کبوتر دانے چن لیتا ہے اور ایک شیعہ ہمارا ایسا لایا جائیگا جسنے اعمال صالح کچھ بھی نہ کئے ہونگے مگر ہماری دوستی اُسکے دل میں موجود ہوگی اور اُسکو ایک لاکھ ناصبیوں کے مابین کھڑا کیا جائیگا اور اُس سے یہ کہا جائیگا کہ چونکہ تو امامت کا قائل تھا اسوجہ سے یہ ناصبی تیری عوض جہنم میں بھیجے جاتے ہیں۔ اور یہ خدا کے اس قول

سے ثابت ہے رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ یعنی بہت سے منکرین (ولایت) آرزو کرینگے کاش وہ بھی (امامت) تسلیم کرنیوالوں میں ہوتے ۱۲ سلہ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً مونی

لہ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ الخ تفسیر قمی میں وارد ہے کہ یہ آیت اس طرح تھی اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰھِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ وَ اٰلَ مُحَمَّدٍ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ تو لوگوں نے اصل کتاب سے لفظ آل محمدؐ کو گرا دیا تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ لفظ آل محمدؐ اس آیت میں موجود تھا لوگوں نے مٹا دیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اصل آیت یوں تھی اٰلَ اِبْرٰھِیْمَ وَ اٰلَ مُحَمَّدٍ بجائے لفظ محمدؐ کے عمران بنا دیا گیا۔ معانی الاخبار میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان حضرتؑ سے آل محمدؐ کے معنی دریافت کئے گئے تو فرمایا کہ آل محمدؐ وہ ہیں جنکی ازواج اور بیٹیوں کے نکاح خدا تعالیٰ نے جناب محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ و آلہ پر حرام کئے ہیں عیون اخبار الرضا میں ایک حدیث عترت جناب رسول خدا اور امت جناب رسول خدا کا فرق دکھلانے کے لئے بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ ایکدن خلیفہ مامون نے جناب علی ابن موسی الرضا کی خدمت میں عرض کی کہ آیا خدا تعالیٰ نے عترت جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ کو تمام عالموں پر فضیلت دی ہے آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ بیشک خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب محکم میں عترت جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ کو تمام عالم پر فضیلت دی ہے مامون نے کہا کہ وہ کتاب خدا میں کس جگہ ہے فرمایا کہ وہ خدا کے اس کلام میں ہے اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰٓی الخ ۱۲۔ قول مترجم۔ ایسے عمران تین گزرے ہیں جنکا ذکر کتاب خدا میں آیا ہے ایک عمران ابن یصہر ابن قاہث ابن لاوی ابن یعقوب علیہ السلام جنکے بیٹے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام تھے اور دوسرے عمران ابن ماثان جو یہودا ابن یعقوب علیہ السلام کی ستائیسویں پشت میں تھے جنکی بیٹی حضرت مریمؑ اور جن کے نواسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰہَ لَا

اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرو پھر اگر وہ روگردانی کریں تو یقیناً اللہ

یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ ﴿۳۲﴾ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَ

منکروں کو دوست نہیں رکھتا بالتحقیق اللہ نے آدمؑ اور

نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰھِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ﴿۳۳﴾

نوحؑ اور آل ابراہیمؑ اور آل عمرانؑ کو تمام عالموں سے برگزیدہ کیا

ذُرِّیَّۃًۢ بَعْضُھَا مِنْۢ بَعْضٍ ؕ وَ اللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۳۴﴾

ان میں سے بعض بعض کی اولاد ہیں اور اللہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے

اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَا

جس وقت عمران کی زوجہ نے یہ عرض کی کہ اے میرے پروردگار جو میرے پیٹ میں

فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ ۚ اِنَّکَ اَنْتَ

ہے اسکو تیرے نام پر چھوڑ دینے کی منت مانتی ہوں پس تو میری (یہ منت) قبول کر لے بیشک

السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا وَضَعَتْھَا قَالَتْ رَبِّ

تو سننے والا (اور) جاننے والا ہے پھر جب اُسے جنا تو کہنے لگی کہ اے میرے

اِنِّیْ وَضَعْتُھَآ اُنْثٰی ؕ وَ اللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ؕ

پروردگار میں نے تو یہ لڑکی جنی حالانکہ اللہ خوب جانتا تھا کہ وہ کیا جنی

وَ لَیْسَ الذَّکَرُ کَالْاُنْثٰی ۚ وَ اِنِّیْ سَمَّیْتُھَا مَرْیَمَ

اور لڑکا لڑکی کے مانند نہیں ہوتا اور میں نے اس کا نام مریم رکھا

تیسرے عمران جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ و آلہ کے عم مکرم اور جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے والد ماجد ہیں جن کی کنیت ابو طالب مشہور ہے اور ہم تفسیر مجمع البیان صفحہ ۲۳ مفصل ان کا ثبوت دیا ہے کہ اس سورۃ اس آیت میں تیسرے عمران مراد ہیں اور انہی کی آل کو جو آل محمدؐ بھی ہیں خدا نے تمام عالم پر فضیلت دی ہے ۱۲۔ لہ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ زوجہ عمران ابن ماثان والدۂ مریمؑ جو ل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نانی تھیں ان کا نام حنہ تھا

بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ ﴿۷۹﴾
وتدریس کرتے ہو ایسے تم خود اللہ والے بن جاؤ۔

وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ أَرْبَابًا ؕ
اور اللہ تم کو یہ حکم نہیں دیتا کہ تم فرشتوں کو اور پیغمبروں کو خدا بناؤ

أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴿۸۰﴾ وَإِذْ
کیا وہ تم کو کفر کا حکم دیگا بعد اسکے کہ تم مسلمان ہو چکے ہو اور جسوقت

أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِنْ
خدا نے پیغمبروں سے عہد لیا تھا کہ میں تم کو کتاب اور

كِتٰبٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا
حکمت دونگا پھر ایک رسول تمہارے پاس والی چیزوں کی تصدیق کرتا ہوا

مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ
آئیگا تو تم ضرور بالضرور اسپر ایمان لانا اور ضرور بالضرور اسکی مدد کرنا (پھر خدا نے)

وَأَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ إِصْرِي ؕ قَالُوٓا أَقْرَرْنَا ؕ قَالَ
فرمایا کہ کیا تم نے اس کا اقرار کیا اور کیا تمنے میرا بوجھ (عہد) لے لیا (تو) سب نے کہا کہ ہمنے اقرار

فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشّٰهِدِينَ ﴿۸۱﴾ فَمَنْ
کیا (خدا نے) فرمایا کہ اب تم سب گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہی دینے والا ہوں پھر جو اس

تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ ﴿۸۲﴾
عہد سے پھر جائے وہی تو نافرمان ہوں گے۔

ع ۹ / ۱۶

منزل

۱؎ میثاق النبیین تفسیر جوامع الکلام اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے معنی یوں منقول ہیں وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ اُمَمِ النَّبِیّٖنَ الخ یعنی جس وقت خدا تعالے نے انبیاء کی اُمتوں سے یہ عہد لیا کہ ہر اُمت اپنے اپنے نبی کی تصدیق کرے اور جو جو احکام وہ پہنچائیں اُن پر عمل کرے اُن میں سے بہت سوں نے اس اقرار کو پورا نہیں کیا۔ اور اپنی اپنی شریعت کا بڑا حصہ چھوڑ دیا اور بعضوں نے اپنی اپنی شریعت کے بڑے حصے میں تحریف کی۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے مبسوط معنی لکھنے کے بعد اُن حضرتؑ کا یہ قول درج ہے۔ کہ تنزیل خدا اسی طرح تھی وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ اُمَمِ النَّبِیّٖنَ مگر اس میں لفظ اُمم گرا دیا گیا۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہمارے نبیؐ سے پہلے جس قدر انبیاء گزرے ہیں اُن سب سے خدا تعالیٰ نے یہ عہد لیا تھا کہ وہ اپنی اپنی اُمتوں کو آنحضرتؐ کی بعثت اور صفات کی خبریں پہنچا کر بشارت دیتے رہیں اور آنحضرتؐ کی تصدیق کا اُنکو حکم بھی دیتے رہیں۔ نیز اُنہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ پروردگار عالم نے حضرت آدمؑ سے اور جو نبی بعد اُنکے مبعوث ہوئے اُن سے یہ عہد لے لیا تھا کہ اگر تمہارے حین حیات ہم محمد مصطفےؐ کو مبعوث کر دیں تو تم ضرور اُن حضرتؐ پر ایمان لانا اور اُن کی نصرت کرنا اور اپنی اپنی قوم سے اس بات کا عہد لیتے رہنا۔ تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت آدمؑ سے لیکر آئندہ جس قدر نبی خدا تعالے نے مبعوث فرمائے ہیں وہ سب دنیا میں رجعت فرمائینگے اور جناب امیر المومنین علیہ السلام کی نصرت کرینگے اور یہ بات خدا کے اس قول سے ثابت ہے لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ یعنی تم سب ضرور اُس (محمد مصطفےؐ) پر ایمان لانا۔ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ اور تم سب ضرور اُس (علی مرتضےؑ) کی نصرت کرنا ۱۲۔ (رجعت کی بابت مفصل حدیث ضمیمہ میں بذیل شمار ۱۰ صفحہ ۲۰ ملاحظہ فرمایئے) ۲؎ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۳۔ ۵؎ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاۗءً ایک ضعیف روایت یہ ہے کہ یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی ہے اَوْس اور خزرج دونوں حقیقی بھائی تھے اُنکی اولاد میں عداوت قائم ہوگئی تھی اور ایک سو بیس برس تک باہم لڑائیاں ہوتی رہیں یہانتک کہ خدا تعالیٰ نے اسلام کے ذریعہ سے اس عداوت کی آگ بجھا دی اور اپنے رسولؐ کے صدقے سے اُن میں میل جول کرا دیا ۱۲۔

مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ

سے بچا دیا اسی طرح سے اللہ اپنی نشانیاں تم کو کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم

تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى

ہدایت پا جاؤ اور لازم ہے کہ تم میں سے کچھ لوگ ایسے ہوں جو نیکی کی طرف

الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَ

بلائیں اور اچھی باتوں کا حکم دیں اور بری باتوں سے منع کریں اور

اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ

یہی (پوری پوری) فلاح پانیوالے ہوں اور اُن لوگوں کے مانند مت ہو جاؤ

تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَھُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ

جنہوں نے بعد اسکے کہ انکے پاس کھلی نشانیاں آچکی تھیں اختلاف کیا اور متفرق ہوگئے

وَاُولٰۗىِٕكَ لَھُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۵﴾ يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ

انہیں کے لئے تو بڑا عذاب ہے جس دن کچھ چہرے نورانی

وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْھُھُمْ ۣ

ہونگے اور کچھ منہ کالے پھر جن لوگوں کے منہ کالے ہونگے (اُن سے کہا جائیگا)

اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ

کہ تم ایمان لانے کے بعد منکر ہوگئے تھے نا، تو اب جیسا انکار کرتے تھے (ویسا) اسکے بدلے

تَكْفُرُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْھُھُمْ فَفِيْ

عذاب چکھو۔ رہے وہ لوگ جن کے چہرے نورانی ہوں گے وہ رحمتِ خدا میں

منزل ۱

حاشیہ صفحہ ۱۲۴۔ ۱؎ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام اس لفظ کو اُمَّۃٌ تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ آیا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کل امت پر واجب ہے؟ فرمایا نہیں عرض کیا گیا کہ کیوں؟ فرمایا کہ صرف اسکے ذمے ہے جو قوت رکھتا ہو لوگ اسکی اطاعت کرتے ہوں اور وہ معروف و منکر کی تمیز بھی رکھتا ہو۔ اُن کم علم لوگوں کے ذمے نہیں ہوسکتا جو خود ہی راہِ حق کو نہ پہچانتے ہوں اور جو بات وہ اپنے منہ سے کہیں وہ سمجھ نہ سکتے ہوں کہ آیا حق ہے یا باطل اور اس قول کی دلیل کتاب خدا میں موجود ہے پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ پھر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہ آیت خاص ہے عام نہیں جیسے کہ خدا نے فرمایا وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ (موسیٰ کی قوم میں ایک گروہ ایسا تھا جو حق کی ہدایت کرتا تھا اور خود اُسی کے مطابق چلتا تھا ۱۲۔
(تفصیل ضمیمہ میں نمبر شمار ۴۴ صفحہ ۵ ملاحظہ ہو)

۲؎ يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ تفسیر قمی میں حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ جسوقت یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ قیامت کے دن میری امت میرے پاس پانچ جھنڈوں کے تحت میں ہو کر آئیگی۔ اُن میں سے چار کے ماتحت تو جھوٹے پیاسے جہنم میں بھیجدیئے جائیں گے اور پانچویں کے سیر و سیراب داخل جنت کئے جائینگے ۱۲۔ (پوری حدیث ضمیمہ میں نمبر شمار ۴۵ صفحہ ۵ ملاحظہ ہو) باقی بر صفحہ ۱۲۵

رَحْمَةِ اللّٰهِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ

ہوں گے اور اُسی میں ہمیشہ رہیں گے یہ خدا کی برحق آیتیں ہیں

نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا

جو ہم تم پر تلاوت کرتے ہیں اور خدا تمام عالم میں کسی پر ظلم کا

لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ

ارادہ نہیں کرتا اور جو کچھ آسمانوں میں ہے وہ اور جو کچھ زمین میں ہے وہ سب کچھ

وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۱۰۹﴾ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ

خدا کا ہے اور خدا ہی کی طرف سب امور کی بازگشت ہوگی جو اُمّتیں ہدایت مردم کیلئے پیدا کی گئیں

لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

اُنمیں تم سب سے بہتر ہو نیکی کے کرنے کا حکم دیتے ہو اور بدی سے منع کرتے ہو

وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ

اور اللہ پر ایمان لاتے ہو اور اگر اہل کتاب بھی ایمان لاتے تو اُنکے لئے بہت

خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۱۰﴾

اچھا ہوتا اُن میں سے کچھ تو مومن ہیں اور بہت سے نافرمان

لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ؕ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ

سوائے ایذا پہونچانے کے وہ تمہارا ہرگز کچھ ضرر نہ کریں گے اور اگر تم سے لڑینگے تو پیٹھ

الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ

دکھائیں گے پھر اُنکی مدد نہ کی جائے گی کہیں پائے جائیں اُنکے لئے ذلت

ع ۱۱ / ۲

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۴ ۔ ۳ الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ تفسیر فرع البیان میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ ان سے مراد اس اُمت کے وہ لوگ ہیں جنہوں نے دین میں بدعت پھیلائی اپنی رائے باطلہ کو رواج دیا اور اپنی خواہش نفسانی سے مسائل بنا دئے ۱۲ ۔ ۴ اَكَفَرْتُمْ لفظ اِيْمَانِكُمْ پر ہمزہ سوالیہ واسطے زجر و توبیخ اور اُنکی حالت پر تعجب کرنے کے ہے ۱۲ ۔

حاشیہ صفحہ ۱۲۵ ۔ ۱ خَيْرَ اُمَّةٍ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کسی نے اُنکے سامنے پڑھا كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ تو حضرت نے فرمایا کہ آیا وہ اُمت خیر اُمت ہے جسنے جناب امیر المومنین و حسنین علیہما السلام کو قتل کیا ؟ اُس پڑھنے والے نے عرض کیا کہ میں آپ پر فدا ہوں یہ آیت کیونکر نازل ہوئی تھی فرمایا اسطرح نازل ہوئی تھی اَنْتُمْ خَيْرَ اَئِمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ کیا تو نہیں دیکھتا کہ اللہ اُنکی مدح اس طرح فرماتا ہے کہ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۱۲ ۔ ۲ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ اُن سے مراد ہیں عبداللہ بن سلام اور اُنکے ساتھی جو یہود میں سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے ۱۲ ۔ ۳ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ یہاں ذلت سے مراد ہے جان و مال اور اہل و عیال کا برباد ہونا یا باطل کا طرفدار ہونے کے سبب جزیہ ...

لـه مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اُن حضرت نے فرمایا ہے کہ اس آیت کا سبب نزول یہ ہے کہ قریش مکہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے لڑنے کیلئے نکلا اور جناب رسالتمآبؐ مدینہ منورہ سے نکلے اور وہ مقام قتال کے متلاشی تھے ۱۲ (غزوۂ اُحد کی مختصر پوری کیفیت جو تفسیر قمی میں منقول ملاحظہ ہو ضمیمہ نمبر شمار ۲۶ صفحہ ۵۸)

اَلْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿١٢١﴾

اپنے گھر سے نکلے اور مومنین کو لڑائی کے مورچوں پر بٹھانے لگے اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے

اِذْ هَمَّتْ طَّاۗىِٕفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ۭ

اُس وقت کو یاد کرو جبکہ تم میں سے دو گروہوں نے ہمت ہار دینی چاہی حالانکہ اللہ اُن دونوں

وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿١٢٢﴾ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ

کی مدد پر تھا اور مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے بیشک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد

بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿١٢٣﴾

کی تھی جبکہ تم حقیر تھے پس خدا سے ڈرو تاکہ تم شکر گزار ہو جاؤ

اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ

(اے پیغمبر تم) اُس وقت کو یاد کرو جب تم مومنوں سے یہ کہہ رہے تھے کہ کیا یہ بات تمہارے لئے کافی

رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰۗىِٕكَةِ مُنْزَلِيْنَ ﴿١٢٤﴾ ۭ

ہوگی کہ تمہارا پروردگار (آسمان سے) تین ہزار فرشتے بھیجکر تمہاری مدد کرے گا

بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِھِمْ

ہاں اگر تم صبر کرو اور نافرمانی سے بچو اور دشمن تمہیں یکایک آلیں

ھٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰۗىِٕكَةِ

تو تمہارا پروردگار پانچ ہزار سجائے فرشتوں سے

مُسَوِّمِيْنَ ﴿١٢٥﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ

تمہاری مدد کرے گا اور یہ مدد خدا نے مقرر نہیں کی مگر اسلئے کہ تمہارے لئے خوشخبری ہو

ع ۱۳

لـه اِذْ هَمَّتْ طَّاۗىِٕفَتٰنِ تفسیر قمی میں ہے کہ ان دونوں گروہوں سے مراد ایک تو عبداللہ ابن اُبی اور اُس کے ساتھی اور ایک دوسرا اور گروہ ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ ان دونوں گروہوں سے مراد بنی سلمہ و بنی حارثہ انصار کے دو قبیلے تھے اور ایک قول یہ ہے کہ بنی خزرج میں سے تھے اور بنی حارثہ بنی اوس سے تھے اور بنی سلمہ و بنی حارثہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے لشکر کے دونوں بازو تھے ۱۲۔ سـه نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ بدر مکہ اور مدینہ کے مابین ایک پانی ہے بدر ایک شخص کا نام تھا اُسی کے نام سے یہ مقام موسوم ہوا ۱۲۔ سـه وَاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس حال میں جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ اُن میں موجود تھے وہ لوگ ہرگز ذلیل نہ تھے بلکہ یہ آیت اسطرح نازل ہوئی تھی وَاَنْتُمْ ضُعَفَاءُ تفسیر عیاشی میں انھیں حضرت سے منقول ہے کہ ابو بصیر نے یہ آیت اُن حضرت کے سامنے پڑھی تو اُن حضرت نے فرمایا کہ ٹھہر جا خدا نے اس طرح نازل نہیں فرمایا ہے بلکہ وہ یوں نازل ہوئی ہے وَاَنْتُمْ قَلِيْلٌ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اُن حضرت نے فرمایا کہ خداتعالیٰ نے کبھی اپنے رسول کو ذلیل نہیں کیا اور یہ آیت اِسطرح نازل ہوئی ہے وَاَنْتُمْ قَلِيْلٌ معصومین علیہم السلام کی کئی حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ مجاہدین بدر کی تعداد تین سو تیرہ تھی ۱۲ ۔ شـه بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰۗىِٕكَةِ مُسَوِّمِيْنَ تفسیر عیاشی میں جناب

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶۰۔ ہونیکا ثبوت کتاب خدا سے دیتا ہوں تو اُنسے یہ سوال کرو کہ آیا حسنینؑ کی مطلقہ ازواج سے جناب رسولؐ اِنکاح کر سکتے تھے اگر وہ کہدیں کہ کرسکتے تھے تو اُنہوں نے جھوٹ کہا اور فاجر و فاسق اور مستحق لعن ہوئے اور اگر کہیں کہ نہیں تو ثابت ہوا کہ حسنینؑ رسولؐ کے صلبی بیٹے۔ اس آیت کے بموجب ہیں۔ الفقیہ اور تہذیب الاحکام میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک شخص کے بارے میں سوال کیا گیا کہ اُسکے پاس ایک لونڈی ہے کہ جسے اُسکو برہنہ کر کے بنظر شہوت دیکھا تو آیا وہ اُس شخص کے باپ کے لئے حلال ہے؟ اور اگر باپ نے ایسا کیا ہو تو وہ اُسکے بیٹے کیلئے حلال ہے؟ فرمایا اگر باپ نے ایسا کیا ہے تو اُسکے بیٹے کیلئے حلال نہیں ہے اور اگر بیٹے نے ایسا کیا ہے تو باپ کے لئے حلال نہیں ہے۔ ۱۲۔ ۵ اَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ۔ کافی میں وارد ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دیدی یا خلع حاصل کیا ہو یا مبارات کی ہو آیا جائز ہے کہ وہ اُس کی بہن سے عقد کرے؟ فرمایا اگر اُس سے پورا قطع تعلق ہو گیا ہو اور رجوع کرنیکا کوئی موقع نہیں رہا ہے تو جائز ہے۔ اسی طرح ایک شخص کے بارے میں سوال کیا گیا کہ دو بہنیں اُسکی کنیزی میں تھیں اُسنے ایک سے مجامعت کی پھر دوسری سے کی۔ فرمایا جب دوسری سے مجامعت کی تو پہلی اُسوقت تک کیلئے حرام ہو گئی جبتک کہ دوسری مر نہ جائے راوی نے عرض کی کہ جب دوسری کو بیچڈالے تو پہلی اُسکے لئے حلال ہو جائیگی؟ فرمایا کہ اگر کسی ضرورت سے بیچے تو پہلی کیطرف رجوع کرنے میں کوئی حرج نہیں معلوم ہوتا اور اگر محض اسی غرض سے بیچی کہ پہلی کی طرف رجوع کرنیکا موقع ملے تو وہ حلال نہ ہوگی۔ ۱۲۔

وَالْمُحْصَنٰتُ ۵ — ۱۶۱ — النسآء ۴

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ
اور شوہر دار عورتیں سوائے اُنکے جو تمہاری ملکیت ہو جائیں

كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ
(یہ حرام ہوتا) خدا نے تمہارے ذمے لکھ دیا اور اسکے سوا سب تمہارے لئے حلال کیگئی ہیں

اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ۭ
کہ تم اپنے مال خرچ کر کے بحالت پاکدامنی نہ بغرض بدکاری اُنکی خواستگاری

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ
کرو پھر اُن میں سے جن سے تم متعہ کر لو تو مقرر کیا ہوا مہر اُن کو دے دو

فَرِيْضَةً ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ
اور مہر مقرر ہو جانیکے بعد آپس میں اگر تم کچھ کمی بیشی پر

بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ
راضی ہو جاؤ تو تم پر کوئی الزام نہیں ہے بیشک اللہ صاحب علم

عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۲۴﴾ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا
و حکمت ہے اور جو تم میں سے اتنا مقدور نہ رکھتا ہو

اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ
کہ آزاد مومن عورتوں سے نکاح کرے تو وہ مومن لونڈیوں

اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ
سے نکاح کرے جو تمہارے قبضے میں ہوں اور اللہ تمہارے

منزل ۱

حاشیہ صفحہ ۱۶۱۔

۱ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ احصان کے معنی عفت اور سفاح کے معنی زنا ہیں ۱۲۔ ۲ اُجُوْرَهُنَّ اسکے معنی ہیں مُهُوْرَهُنَّ یعنی اُنکی مہر اور خدا نے اجر اسلئے فرمایا ہے کہ استمتاع کے مقابل میں ہے جسکے معنی ہیں فائدہ اُٹھانا اور لذت حاصل کرنا کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ یہ آیت یوں نازل ہوئی تھی فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً اور تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ اسے یونہی پڑھا کرتے تھے اور عامہ کے

ؔلہ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ. خدا کی طرف پھیرنے کے یہ معنی ہیں کہ اُسکی محکم کتاب سے رجوع کی جائے اور رسول کیطرف پھیرنے کے یہ معنی ہیں کہ اُنکے زمانے میں تو خود اُن سے سوال کیا جائے اور بعد میں اُن کی سنت پر عمل کیا جائے اور جس شخص کو رسول نے اپنے بعد ولی امر بنایا ہو اُس سے رجوع کی جائے کہ اُسکی طرف پھرنا خود رسول کی طرف پھرنا ہے اور اُس کی اطاعت خود رسول کی اطاعت ہے۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں

فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ

تو اُسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو بشرطیکہ تم اللہ اور قیامت کے

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ

دن پر ایمان رکھتے ہو یہی سب سے بہتر اور عمدہ

تَاْوِيْلًا ﴿۵۹﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّھُمْ

تاویل ہے کیا تم نے اُن کو نہیں دیکھا جو یہ گمان کرتے ہیں کہ جو کچھ

اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ

تم پر نازل کیا گیا اور جو کچھ تم سے پہلے نازل کیا گیا وہ سب پر ایمان لائے ہیں

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَ

(اور) چاہتے ہیں کہ اپنا مقدمہ طاغوت کے پاس لے جائیں حالانکہ

قَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ۭ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ

اُنکو حکم دیا جا چکا ہے کہ اُس کے منکر ہوں اور شیطان یہ ارادہ رکھتا ہے

اَنْ يُّضِلَّھُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۶۰﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَھُمْ

کہ اُن کو بھٹکا کر بڑی گمراہی میں ڈال دے اور جسوقت اُنسے یہ کہا جائیگا

تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ

کہ اللہ نے جو کچھ نازل کیا اُس کی طرف اور اُسکے رسول کی طرف آؤ تو تم

الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ﴿۶۱﴾ فَكَيْفَ

منافقوں کو اپنے سے رُکتا ہوا دیکھوگے پھر اُسوقت کیا حالت

ع ۹

منزل

جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ حضرت اس آیت کو یوں تلاوت فرمایا کرتے تھے فَاِنْ خِفْتُمْ تَنَازُعًا فِيْ اَمْرٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَاِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰى اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ اسی طرح یہ آیت نازل ہوئی تھی کیونکہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ خدائے تعالیٰ اولی الامر کی اطاعت کا حکم بھی دے اور پھر اُنسے جھگڑا کرنے کی اجازت بھی دے بلکہ یہ حکم تو اُن ماموریں کے حق میں ہے جن سے اَطِيْعُوا اللّٰهَ کہا گیا ہے (تفصیل ضمیمہ میں نمبر شمار ۲۲ صفحہ ۔۔ ملاحظہ ہو)

ؔلہ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت زبیر ابن عوام کے بارے میں نازل ہوئی ہے جسکا ایک باغ کی بابت ایک یہودی سے جھگڑا ہوا تھا پس زبیر نے یہ کہا تھا کہ ہم ابن شیبہ یہودی کے فیصلہ پر راضی ہیں اور اُس یہودی نے یہ کہا تھا کہ ہم محمد کے فیصلے پر راضی ہیں اُسوقت یہ آیت نازل ہوئی۔ کافی میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ہمارے گروہ میں سے دو آدمیوں کا قرض یا میراث کے بارے میں کچھ جھگڑا ہو اور وہ بادشاہ وقت یا اُسکے مقرر کئے ہوئے ججوں کی طرف رجوع کریں تو آیا یہ حلال ہے؟ فرمایا جو شخص طاغوت سے فیصلہ چاہے اور وہ اُسکے موافق فیصلہ کر دے تو گو اُسکا حق ثابت بھی ہو تاہم وہ مال حرام کھانیوالا سمجھا جائے گا۔ کیونکہ اُس کو حکم طاغوت سے ملا ہے جسکے انکار کا خدا نے حکم دیا تھا حضرت سے دریافت کیا گیا کہ پھر وہ کیا کریں؟ فرمایا کہ اُن لوگوں کو ڈھونڈھیں جو ہماری احادیث کے راوی ہوں اور جنہوں نے ہمارے حلال و حرام پر اپنی نظر کی ہو ہمارے احکام کو جانتے ہوں لازم ہے کہ تم اُنکے فیصلے پر راضی ہو کیونکہ ہم نے اُن کو تم پر

إِذَآ أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ

ہوگی جبکہ اُنپر اپنے ہاتھوں کے کئے ہوئے کے سبب کوئی مصیبت پڑے گی

ثُمَّ جَآءُوكَ يَحْلِفُونَ بِٱللَّهِ إِنْ أَرَدْنَآ إِلَّآ إِحْسَانًا

پھر وہ تمہارے پاس خدا کی قسم کھاتے ہوئے آئینگے کہ ہمارا تو ارادہ سوائے نیکی اور اتفاق کرنے کے

وَتَوْفِيقًا ﴿٦٢﴾ أُو۟لَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ يَعْلَمُ ٱللَّهُ مَا فِى قُلُوبِهِمْ

اور کچھ نہ تھا — یہ لوگ وہی ہیں کہ جو کچھ اُنکے دلوں میں ہے اُسے اللہ جانتا ہے

فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُل لَّهُمْ فِىٓ أَنفُسِهِمْ

پس تم بھی اِن سے منہ پھیر لو اور اُنکو نصیحت کرو اور اُنکی ذات کے بارے میں ان سے برمحل

قَوْلًۢا بَلِيغًا ﴿٦٣﴾ وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ

باتیں کرو — اور ہم نے کسی رسول کو نہیں بھیجا مگر اسی لئے کہ حکم خدا کے بموجب اُسکی اطاعت

بِإِذْنِ ٱللَّهِ ۚ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوٓا۟ أَنفُسَهُمْ جَآءُوكَ

کیجائے — اور اگر یہ لوگ اُسوقت جبکہ اُنھوں نے اپنے اوپر ظلم کیا تھا تمہارے پاس آجاتے

فَٱسْتَغْفَرُوا۟ ٱللَّهَ وَٱسْتَغْفَرَ لَهُمُ ٱلرَّسُولُ لَوَجَدُوا۟

اور اللہ سے بخشش مانگتے اور رسول بھی اُنکے لئے بخشش طلب کرتا تو یہ ضرور اللہ کو

ٱللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا ﴿٦٤﴾ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ

توبہ قبول کرنیوالا اور رحم کرنیوالا پاتے — ایسا نہیں ہے تمہارے پروردگار کی قسم یہ لوگ (کبھی)

حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا۟

مومن نہ ہونگے جبتک کہ اُن جھگڑوں میں جو اُن کے مابین پڑتے ہیں تمکو حاکم نہ بنالیں پھر جو کچھ تم

---

[1] إِذ ظَّلَمُوٓا۟ أَنفُسَهُمْ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس جگہ امیر المومنین کو مخاطب کیا ہے پھر وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوٓا۟ سے فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ تک تلاوت فرمائی اس کے بعد فرمایا فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ سے وہ معاہدہ مراد ہے جو اُن منافقوں نے باہم کیا تھا کہ اگر محمدؐ کو خدا نے موت دی تو اس امر کو بنی ہاشم میں ہم نہ جانے دینگے پھر حضرت نے آگے تلاوت فرمائی ثُمَّ لَا يَجِدُوا۟ فِىٓ أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ اور یہ فرمایا کہ خواہ تم اُن کے قتل کا فیصلہ دیتے یا عفو کا پھر يُسَلِّمُوا۟ تَسْلِيمًا پر حکم ختم فرما دیا ۱۲

[2] جَآءُوكَ تفسیر قمی میں ہے کہ اصل تنزیل میں جَآءُوكَ کے بعد يَا عَلِيُّ تھا ۱۲ + +

غور کریں

فِيٓ اَنۡفُسِهِمۡ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيۡتَ وَيُسَلِّمُوۡا

فیصلہ کردو اُس سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پائیں اور اُس کو اسطرح تسلیم کرلیں جیسا

تَسۡلِيۡمًا ﴿۶۵﴾ وَلَوۡ اَنَّا كَتَبۡنَا عَلَيۡهِمۡ اَنِ اقۡتُلُوۡٓا

کہ تسلیم کرنیکا حق ہے اور اگر ہم اُن پر یہ لازم کردیتے کہ آپس میں ایکدوسرے

اَنۡفُسَكُمۡ اَوِ اخۡرُجُوۡا مِنۡ دِيَارِكُمۡ مَّا فَعَلُوۡهُ اِلَّا

کو قتل کرو یا اپنے گھروں سے نکل جاؤ تو سوائے معدودے چند کے یہ

قَلِيۡلٌ مِّنۡهُمۡ ؕ وَلَوۡ اَنَّهُمۡ فَعَلُوۡا مَا يُوۡعَظُوۡنَ

لوگ اُس کی تعمیل نہ کرتے اور اگر وہ اُسکے موافق کرتے جو کچھ اُنکو نصیحت کیگئی تھی تو

بِهٖ لَكَانَ خَيۡرًا لَّهُمۡ وَاَشَدَّ تَثۡبِيۡتًا ﴿۶۶﴾ وَّاِذًا

یہ بات اُنکے لئے بہت ہی اچھی ہوتی اور اُنکے ایمان کی زیادہ مضبوطی کا باعث ہوتا اور اُس

لَّاٰتَيۡنٰهُمۡ مِّنۡ لَّدُنَّاۤ اَجۡرًا عَظِيۡمًا ﴿۶۷﴾ وَّلَهَدَيۡنٰهُمۡ

وقت ہم بھی اُن کو بہت بڑا اجر دیتے۔ اور اُنکو صراط مستقیم

صِرَاطًا مُّسۡتَقِيۡمًا ﴿۶۸﴾ وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوۡلَ

تک پہنچا دیتے اور جو اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرینگے

فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ مِّنَ النَّبِيّٖنَ

وہی تو اُن لوگوں کے ساتھ ہونگے جنپر اللہ نے انعام کیا ہے کہ بعض پیغمبروں میں سے ہیں

وَالصِّدِّيۡقِيۡنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيۡنَ ۚ وَحَسُنَ

اور بعض صدیقوں میں سے ہیں اور بعض شہیدوں میں سے ہیں اور بعض صلحا میں سے ہیں اور وہی لوگ رفاقت

ے مَا يُوۡعَظُوۡنَ کا آیت میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اصل تنزیل یوں تھی مَا يُوۡعَظُوۡنَ بِهٖ فِيۡ عَلِيٍّ (یعنی علیؑ کے بارے میں جو نصیحت کی گئی ۱۲۱ ے وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوۡلَ کا آیت میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ پرہیزگاری سے ہماری اعانت کرو کیونکہ تم میں سے ہم خدا کے حضور میں جو شخص پرہیزگاری کے ساتھ جائیگا تو خدا کی طرف سے اُس کو بڑی کشائش ملیگی جیسا کہ خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی پھر فرمایا کہ نبی بھی ہم میں سے ہیں اور شہدا اور صالحین بھی ہم ہی میں سے ہیں اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ مومن دو قسم کے ہیں ایک تو اللہ پر وہ ایمان لانیوالا جس نے وہ کل شرطیں پوری کی ہوں جو مومن کے لئے اللہ نے مقرر کی ہیں پس وہ تو انبیا و شہدا و صدیقین و صالحین کے ساتھ ہوگا اور اس سے بہتر رفاقت کونسی ہوسکتی ہے اور یہی وہ مومن ہے جسکو منزلت شفاعت حاصل ہوگی اور کسی کو اُسکی شفاعت نہ کرنی پڑیگی۔ اور یہی وہ مومن ہے جسکو دنیا و آخرت کے خوف پیش نہ آئینگے اور ایک مومن وہ ہے جسکے قدم پھسل جائینگے۔ اُسکی حالت زراعت کے ڈنٹھل کی سی ہوگی کہ جدھر ہوا جھکا یا جھک گیا یہ وہ ہے جسکو دنیا میں بھی خوف پیش آئینگے اور آخرت میں بھی اُسکی شفاعت کی جائے گی۔ اور انجام بخیر ہو جائیگا۔ تفسیر عیاشی میں اُنہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ تمہارا ذکر خدا نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے چنانچہ یہ آیت پوری پڑھی۔ اُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰهُ الخ پھر فرمایا اس آیت میں نبیین سے مراد جناب رسول خداؐ اور صدیقین اور شہدا سے مراد ہم ہیں اور صالحین سے مراد تم ہو پس تمکو صلاح و تقویٰ اختیار کرنا چاہئے جیسا کہ اللہ نے تمہارا نام رکھا ہے۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ پر یہ حق ہے کہ ہمارے دوستوں کو نبیین اور صدیقین اور شہدا اور صالحین کا رفیق قرار دے اور یہ کیسے اچھے رفیق ہیں عیون اخبار الرضا میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ سے منقول ہے کہ ہر اُمت میں ایک صدیق اور فاروق ہوتا ہے اور اس اُمت کے صدیق

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۵۔ اس سے سُنا خدا تعالےٰ نے قوت گویائی ایک درخت میں پیدا کر دی تھی اُس سے آواز ہر طرف سے سُنائی دیتی تھی اور جناب امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ پروردگار عالم نے بغیر اعضا اور حروف کے بات کی یعنی جس طرح انسان کو بات کرنے کے لئے ہونٹ زبان تالو وغیرہ کی ضرورت ہے پروردگار عالم کی ذات اس قسم کی تمام احتیاجات سے منزہ و مبرا ہے۔ نیز ایک شخص نے جسکو آیات خدا میں کچھ شبہ پڑ گیا تھا اُن حضرت سے سوال کیا تو اُسکے جواب میں جو ارشاد ہوا اُس کا ایک جزو یہ ہے کہ آں حضرت نے فرمایا کہ کلام اللہ جسکا نام ہے وہ ایک طرح کا نہیں ہے۔ بلکہ اُسکی کئی صورتیں ہیں ایک تو وہ کلام کلام خدا کا تھا جو کہ خدا نے اپنے رسولوں سے تکلم فرمایا اور وہ بھی کلام اللہ تھا جو رسولوں کے دلوں میں ڈالا یا وہ خواب بھی کلام اللہ تھے جو رسولوں نے دیکھے اور یہ وحی منزل جسکی تلاوت کیجاتی ہے یہ بھی کلام اللہ ہے۔ (تصریح) قرآن مجید اسی قسم اخیر میں داخل ہے۔ انتصال میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ سے منقول ہے کہ پروردگار عالم نے حضرت موسیٰ سے تین شب و روز میں ایک لاکھ چوبیس ہزار کلمے فرمائے۔ اسے دنوں جناب موسیٰ نے کچھ بھی نہ کھایا پیا۔ اس کے بعد جب بنی اسرائیل کے پاس پلٹ کر آئے تو کانوں میں تو وہ آواز کلام خدا گونج رہی تھی اُنکی باتیں ناگوار ہوئیں۔ احتجاج میں وہ گفتگو منقول ہے جو یہودیوں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ سے کی تھی منجملہ اُسکے یہ ہے کہ اُنہوں نے یہ کہا کہ کیا موسیٰ آپ سے بہتر ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا کیوں؟

يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ

اُنکے آنیکے بعد اللہ پر آدمیوں کی کوئی حجت باقی نہ رہے اور اللہ

عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿١٦٥﴾ لَٰكِنِ اللَّهُ يَشْهَدُ بِمَا أَنْزَلَ إِلَيْكَ

زبردست حکمت والا ہے لیکن اللہ اسکے باب میں جو کچھ تم پر نازل کیا گیا ہے گواہی دیکر

أَنْزَلَهُ بِعِلْمِهِ ۖ وَالْمَلَائِكَةُ يَشْهَدُونَ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ

کہ اُسنے اپنے علم سے نازل کیا ہے اور فرشتے (بھی اسبات کی) گواہی دیتے ہیں حالانکہ گواہی اللہ (ہی)

شَهِيدًا ﴿١٦٦﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ

کی کافی ہے بیشک جو لوگ کافر ہو گئے اور اُنہوں نے راہ خدا سے روکا

قَدْ ضَلُّوا ضَلَالًا بَعِيدًا ﴿١٦٧﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَظَلَمُوا

وہ گمراہی میں بہت بڑھ گئے جن لوگوں نے یقیناً کفر (بھی) کیا اور ظلم (بھی) کیا

لَمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيقًا ﴿١٦٨﴾

اللہ کا یہ کام نہیں ہے کہ اُنکو بخشدے یا اُنکو کوئی اور راستہ سوائے

إِلَّا طَرِيقَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ وَكَانَ

جہنم کے راستے کے بتلائے جسمیں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اور اللہ کے

ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ﴿١٦٩﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ

لئے یہ بات آسان ہے اے آدمیوں یقیناً رسول تمہارے

الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ فَآمِنُوا خَيْرًا لَكُمْ ۚ وَإِنْ

رب کی طرف سے تمہارے پاس حق لیکر آیا ہے پس ایمان لاؤ تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر

منزل

اُنھوں نے کہا کہ حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے چار ہزار کلموں سے بات کی اور آپ سے کوئی بات بھی نہ کی آنحضرت نے فرمایا کہ مجھے اُس سے افضل رتبہ عطا کیا گیا ہے۔ اُنھوں نے کہا وہ کیا ہے آنحضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا الخ (اس حدیث کا بقیہ انشاء اللہ سورۂ بنی اسرائیل میں بیان ہوگا) — حاشیہ صفحہ ۲۰۶۔ ۱ـہ۔ لٰكِنِ اللهُ يَشْهَدُ۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام

(باقی صفحہ ۲۰۷)

تَكْفُرُوا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ

انکار کروگے تو آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے ضرور اللہ کا ہے۔ اور اللہ

عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷۰﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا

صاحب علم و حکمت ہے اے اہل کتاب اپنے دین کے بارے میں غلو نہ کرو اور سوائے

تَقُوْلُوْا عَلَي اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۭ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ

حق کے خدا کے بارے میں کچھ نہ کہو مسیح عیسیٰ ابن مریم سوائے اسکے کچھ

مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَآ اِلٰي مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ۡ

نہیں ہیں کہ اللہ کا رسول ہے اور اس کا کلمہ جسکو اس نے مریم تک پہنچا دیا تھا اور اسکی پیدا کی ہوئی

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ڝ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ۭ اِنْتَھُوْا خَيْرًا

روح ہے پس اللہ اور اسکے رسولوں پر ایمان لاؤ اور تثلیث کے قائل نہ ہو اس سے باز رہو یہی تمہارے لئے

لَّكُمْ ۭ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ

اچھا ہے اللہ تو وہی یکتا معبود ہے اس کی ذات اس سے منزہ ہے کہ اسکے کوئی بیٹا ہو

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَفٰي بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۷۱﴾ ع

آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے اللہ ہی کا ہے اور اللہ ہی انتظام کے لئے کافی ہے۔

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰۗىِٕكَةُ

مسیح کو یہ بات ہرگز ناگوار نہ ہوگی کہ وہ اللہ کا بندہ بنے اور نہ مقرب

الْمُقَرَّبُوْنَ ۭ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ

فرشتوں کو اور جو اسکی عبادت سے انکار کرے گا اور تکبر کرے گا

منزل ۱

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۶۔ کہ بعض روایتوں میں اس آیت کو اس شان سے لکھا نازل ہوتے تھے اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا اٰلَ مُحَمَّدٍ حَقَّهُمْ لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ الخ تفسیر قمی میں منقول ہے کہ جناب ابو عبداللہ نے اس طرح تلاوت فرمائی اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا اٰلَ مُحَمَّدٍ حَقَّهُمْ لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ الخ ۱۲

۳ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے یہ آیت اس طرح منقول ہے قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فِيْ وِلَايَةِ عَلِيٍّ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ وَاِنْ تَكْفُرُوْا بِوِلَايَةِ عَلِيٍّ فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ ۱۲

حاشیہ صفحہ ۲۰۷ ۔ ۱ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقٰىهَآ اِلٰي مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ کافی میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ رُوْحٌ مِّنْهُ کا معنی کیا ہیں فرمایا وہ روح جسے خدا تعالیٰ نے حضرت آدم اور حضرت عیسیٰ میں پیدا کیا۔ التوحید میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ مخلوق ہے جو انکو خدا نے برگزیدہ فرمایا ایک روح آدم میں اور ایک روح عیسیٰ میں ۱۲

۲ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ [illegible] کہ یہ نہ کہو کہ خدا تین ہیں [illegible] جیسا کہ خدا کے قول سے ثابت ہے وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ … ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا کے سوا دو خدا بنا لو ۱۲

۱؎ لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ یعنی معنی تو یہ ہیں کہ کچھ شکار سے پروردگار عالم تمہاری آزمائش کریگا اور مطلب اُسوقت کی آزمائش سے ہے کہ جب حالت احرام میں ہو۔ تفسیر قمی میں وارد ہے کہ یہ آیت غزوۂ حدیبیہ میں نازل ہوئی جسوقت اصحاب جناب رسالت مآب کی آزمائش کیلئے پروردگار عالم نے اس قدر جانور جمع کر دیئے تھے کہ وہ ہیونکے سامانوں کے بیچ میں سے گزر جاتے تھے اور کافی میں ہے کہ شکار اس قدر غزوۂ حدیبیہ میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ کیلئے جمع کر دیئے گئے تھے کہ آنحضرت کے اصحاب کے ہاتھ اور نیزے باسانی اُن تک پہنچتے تھے ۱۲

مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا

کوئی گناہ نہیں ہے جس حال میں کہ وہ ڈرتے رہے اور ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے پھر وہ ڈرتے

ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۳﴾

رہے اور ایمان لائے پھر وہ ڈرتے رہے اور نیکی کرتے رہے اور اللہ نیکی کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ

اے ایمان لانیوالو ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ذراسی بات یعنی اُس شکار کے بارے میں

الصَّيْدِ تَنَالُهٗۤ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ

تمہاری آزمائش کریگا جس تک تمہارے ہاتھ اور نیزے پہنچیں تاکہ اللہ یہ جان لے کہ

يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ

اُسے بے دیکھے بھالے کون ڈرتا ہے پس جو اسکے بعد زیادتی کریگا اُسی کے لئے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۹۴﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا

دردناک عذاب ہے — اے ایمان لانے والو جب تم احرام کی حالت

الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ

میں ہو تو شکار کو قتل نہ کرو اور جو تم میں سے جان بوجھکر شکار کو قتل کریگا تو اُس کا

مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ

بدلہ چوپایوں میں سے ویسا ہی ہے جیسا کہ اُسنے قتل کیا جسکے بارے میں تم میں سے دو منصف حکم لگائینگے

هَدْيًاۢ بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ

اور یہ قربانی کعبہ پہنچائی جائیگی — یا کفارہ ہوگا مسکینوں کا کھانا کھلانا — یا

رکوع ۲

۲؎ لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ التہذیب میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب تم حالت احرام میں ہو تو کل جانوروں کے قتل سے پرہیز کرو سوائے افعی اور عقرب اور چوہے کے اسلئے کہ چوہا مشک کو کاٹ ڈالتا ہے اور مکان میں آگ لگا دیتا ہے اور بچھو جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ ایک مرتبہ کسی پتھر کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا اور بچھو نے کاٹ کھایا تو آنحضرت نے فرمایا کہ خدا تجھ پر لعنت کرے تو کسی نیک اور بد کو نہیں چھوڑتا۔ اور سانپ جس وقت وہ تمہارا قصد کرے تو تم اُسکو قتل کر دو۔ نہ کرے۔ یہی حکم لیا گئے اور وہ درندے کا ہو اور کالے ناگ کے بہرحال قتل کر دینا چاہئے اور کوے اور چیل کو اُنکی طرف کوئی چیز پھینک کر اُڑا دینا چاہئے ۱۲

۳؎ فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ التہذیب میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں مذکور ہے کہ ہرن کے بدلہ بکری ہوگی اور گورخر کے عوض میں گائے اور شتر مرغ کے عوض میں پانچ برس کا اونٹ ۱۲

۴؎ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر اور جناب امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ اصل میں ذو عدل تھا یعنی صاحب عدل۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ذو عدل سے مراد ہیں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ اور اُنکے بعد میں امام جو اُنکا قائمقام ہو اور ذوا عدل اُن مقامات سے ہے جن میں کاتبان قرآن نے غلطیاں کی ہیں رقول مترجم۔ ذوا عدل کا الف غلط ہونیکی دلیل ایک

سلہ فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کسی شخص نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کے سامنے اس آیت کو پڑھا تھا تو آپ نے فرمایا کہ واللہ مجھ کو انہیں تو اُن لوگوں نے کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی تھی مگر اصل میں یہ لفظ لَا يُكْذِبُونَكَ نہیں ہے بلکہ لَا يُكْذِبُونَكَ ہے جسکے یہ معنی ہیں کہ کوئی ایسا باطل نہیں پیش کرسکیں گے جس سے تمہارے حق کو جھوٹا ثابت کرسکیں۔ تفسیر مجمع البیان میں منقول ہے کہ جناب امیر المومنین اس آیت کو لَا يُكْذِبُونَكَ پڑھتے تھے اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ وہ لوگ کوئی ایسی بات نہیں پیش کر سکیں گے جو تمہارے حق سے زیادہ حق ثابت ہو جائے ۱۲۔ سلہ فَصَبَرُوا عَلَىٰ مَا كُذِّبُوا۔ تفسیر برہان میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جس شخص نے صبر کیا وہ بھی تھوڑے عرصے کیلئے ہے اور جسنے بے صبری کی وہ بھی تھوڑے ہی عرصہ کیلئے پھر فرمایا کہ تمکو اپنے تمام معاملوں میں صبر اختیار کرنا چاہیئے اس لئے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کو اللہ تعالے نے مبعوث کیا اور آنحضرت کو صبر و نرمی کا حکم دیا اور یہ فرمایا۔ وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا (لوگ جو کچھ بھی کہیں اُس پر صبر کرو اور خوبصورتی کے ساتھ اُنکو چھوڑ بیٹھو) اور یہ فرمایا اِدْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ (بدی کو ایسی تدبیر سے ٹالو جو بہت اچھی ہو کہ یکایک اُس کا نتیجہ یہ نکلیگا کہ وہ شخص جسکے اور تمہارے مابین عداوت ہے ایسا ہو جائیگا گویا ہمیشہ کا تمہارا سرگرم دوست ہے) پس جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے صبر کیا یہانتک کہ لوگوں نے حضرت پر بہت بڑے بڑے الزام لگائے اور طعن کئے اور آنحضرت دل تنگ ہوئے پس خدا تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ (ہم خوب جانتے ہیں کہ جو کچھ لوگ کہتے ہیں اُس سے تم بہت دل تنگ ہو) پھر لوگوں نے حضرت کو جھٹلایا اور طعن کئے جس سے آنحضرت محزون و مغموم ہوئے تو خدا تعالے نے یہ آیات نازل کیں قَدْ نَعْلَمُ سے نَصْرُنَا تک۔ پس حضرت نے اپنی ذات کے لئے صبر لازم کرلیا اور بیٹھ رہے اور خدائے تعالی کی یاد کرتے رہے اور وہ لوگ حضرت کو جھٹلا

قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِلِقَاءِ اللَّهِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَتْهُمُ

یقیناً وہ لوگ ٹوٹے میں ہیں جو خدا کی حضور میں جانیکو جھٹلاتے ہیں یہانتک کہ جب قیامت اُن کو

السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوا يَا حَسْرَتَنَا عَلَىٰ مَا فَرَّطْنَا فِيهَا وَ

یکایک آ پہنچیگی اُس وقت کہیں گے افسوس ہم نے کیسی کمی کی اور

هُمْ يَحْمِلُونَ أَوْزَارَهُمْ عَلَىٰ ظُهُورِهِمْ ۚ أَلَا سَاءَ مَا

وہ اُس وقت اپنا بوجھ وبال اپنی ہی پیٹھوں پر اُٹھائے ہونگے۔ خبردار ہو جاؤ کیسا بُرا ہے وہ جسے وہ

يَزِرُونَ ﴿٣١﴾ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَعِبٌ وَلَهْوٌ ۖ

لادے ہوئے ہونگے اور یہ دنیا کی زندگانی سوائے کھیل کود کے کچھ بھی نہیں

وَلَلدَّارُ الْآخِرَةُ خَيْرٌ لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ ۗ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٣٢﴾

اور جو لوگ پرہیزگار ہیں آخرت کا گھر انکے لئے بہت ہی اچھا ہے کیا تم اتنا نہیں سمجھتے

قَدْ نَعْلَمُ إِنَّهُ لَيَحْزُنُكَ الَّذِي يَقُولُونَ ۖ فَإِنَّهُمْ

ہم جانتے ہیں کہ جو کچھ وہ کہتے ہیں اُس سے تمکو رنج پہنچتا ہے مگر وہ حقیقت میں تم کو

لَا يُكَذِّبُونَكَ وَلَٰكِنَّ الظَّالِمِينَ بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ ﴿٣٣﴾

نہیں جھٹلاتے بلکہ یہ ظالم اللہ کی نشانیوں کا انکار کرتے ہیں

وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوا عَلَىٰ مَا

اور تم سے پہلے بہت سے رسولوں کی تکذیب کیگئی پھر انہوں نے اپنے جھٹلائے جانے پر

كُذِّبُوا وَأُوذُوا حَتَّىٰ أَتَاهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِ

اور تکلیف دیئے جانے پر صبر کیا جبتک کہ انکے پاس ہماری مدد آ گئی اور اللہ کے کلموں کو

منزل ۲

لہ اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَھُمْ وَکَانُوْا شِیَعًا. تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امیرالمؤمنینؑ اس فَرَّقُوْا دِیْنَھُمْ کو فَارَقُوْا دِیْنَھُمْ پڑھتے تھے اور کَانُوْا شِیَعًا کے یہ معنی ہیں کہ فرقہ فرقہ ہو گئے اور ہر فرقہ کسی ایک امام کا پیرو ہو گیا۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں وہ سب لوگ مراد لئے گئے ہیں جو اس اُمّت سے نکل کر ضلالت میں چلے گئے۔ اور شبہات میں پڑ گئے اور بدعتی ہو گئے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کی حدیث میں ہے کہ عنقریب میری اُمّت تہتّر فرقوں پر منقسم ہو جائیگی جن میں سے سب جہنم میں جائیں گے سوائے ایک کے اور وہ ایک وہ ہوگا جو میرے وصی علیؑ کی پیروی کریگا

اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَھُمْ وَکَانُوْا

ہم بھی منتظر ہیں بیشک وہ لوگ جنھوں نے اپنے دین میں پھوٹ ڈالی اور گروہ گروہ

شِیَعًا لَّسْتَ مِنْھُمْ فِیْ شَیْءٍ ؕ اِنَّمَآ اَمْرُھُمْ اِلَی اللّٰہِ

ہو گئے انکو تُنے کسی معاملہ میں سروکار نہیں اُن کا فیصلہ خدا کے ہاتھ ہے

ثُمَّ یُنَبِّئُھُمْ بِمَا کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَۃِ

پھر وہ انکو اُنکے کرتوت سے آگاہ کر دے گا جو ایک نیکی لائیگا تو اُسکے

فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِھَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّیِّئَۃِ فَلَا یُجْزٰٓی

لئے اُس کا دس گنا ہے اور جو ایک بدی لائیگا اسکو سزا صرف اسی کی مقدار کے

اِلَّا مِثْلَھَا وَھُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ قُلْ اِنَّنِیْ ھَدٰىنِیْ

موافق دی جائیگی اور اُن پر زیادتی نہ کی جائیگی (اے رسولؐ) تم کہدو بیشک مجھکو میرے

رَبِّیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۚ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّۃَ اِبْرٰھِیْمَ

پروردگار نے راہ راست کی ہدایت کی ہے (وہ) پائدار مذہب راستی کیطرف مائل ابراہیم کی

حَنِیْفًا ۚ وَمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ﴿۱۶۱﴾ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ

ملت (ہے) اور وہ مشرکین سے نہ تھے تم کہدو کہ میری نماز اور

وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۲﴾

میری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا سب عالموں کے پالنے والے خدا کے واسطے ہے

لَا شَرِیْکَ لَہٗ ۚ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۱۶۳﴾

جس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کا مجھکو حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا اطاعت کرنیوالا ہوں

منزل ۲

۲ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِھَا تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب آیت مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ خَیْرٌ مِّنْھَا نازل ہوئی تو جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے عرض کی مجھے اس سے زیادہ عطا فرما اسوقت اللہ نے یہ آیت نازل کی مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِھَا. کافی میں مذکور ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ فضائل و احکام وحدود میں مومن کو مسلم پر کوئی فضیلت ہے فرمایا نہیں ان باتوں میں دونوں کی ایک ہی سی حالت ہے لیکن اعمال میں اور جس چیز کے ذریعہ سے خدا سے تقرب حاصل کر سکتے ہیں اُس چیز میں مومن کو مسلم پر فضیلت ہے اس موقع پر حضرت سے اعتراضاً یہ پوچھا گیا کہ کیا خدا یہ نہیں فرماتا مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِھَا اور آپکا بھی یہ خیال ہے کہ مسلم نماز میں زکوٰۃ میں حج میں روزہ میں مومن کے ساتھ ساتھ ہے حضرت نے فرمایا کیا خدا نے یہ نہیں فرمایا یُضٰعِفُہٗ لَہٗٓ اَضْعَافًا کَثِیْرَۃً (اُسکے واسطے کئی گنا بڑھا دیتا ہے) پس مومن ہی وہ ہیں جنکی نیکیوں کو خدا بیحساب اسطرح بڑھا دیتا ہے کہ ہر نیکی کو ستّر گنا کر دیتا ہے۔ لہٰذا یہ مومن کی مسلم پر فضیلت ہوئی

قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ

سرزمین میں گنتی میں کم اور بے بس تھے اور اس بات سے ڈرتے تھے

اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ

کہ کہیں لوگ تمکو اچک کر نہ لیجائیں اور خدا نے تمکو ٹھکانا بھی دیا اور اپنی نصرت کے ذریعہ

وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٢٦﴾

تمہاری تائید بھی کی اور پاک چیزوں سے تمکو رزق بھی عطا کیا تاکہ تم شکر گزار ہو

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ

اے ایمان لانے والو نہ تو اللہ اور رسولؐ کی خیانت کرو اور نہ

وَتَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٢٧﴾ وَاعْلَمُوْۤا

جان بوجھ کر اپنی امانتوں میں خیانت کرو اور یہ جان لو

اَنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ

کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمایش ہیں اور بیشک بڑا اجر

عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿٢٨﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ

خدا ہی کے پاس ہے اے ایمان لانے والو اگر تم

تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ

اللہ سے ڈرتے رہوگے تو وہ تمہارے واسطے ایک حق و باطل کی جانچ مقرر فرمائیگا

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿٢٩﴾ وَاِذْ

اور تمہاری بدیاں تم سے دور کردیگا اور تمکو بخشدیگا اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے اور اے

ع ٣ ٩ ١٧

لہ لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ۔ تفسیر قمی میں منقول ہے کہ یہ آیت ۵ھ ہجری میں غزوہ بنی قریظہ کے وقت ابولبابہ بن عبد المنذر انصاری کے بارے میں نازل ہوئی تھی جنے جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ کے حکم میں خیانت کی تھی اسکا نزول سورۂ توبہ کی بعض آیتوں کے ساتھ ہوا ہے اور درج اس جگہ غزوۂ بدر کی آیتوں کے ساتھ کیگئی ہے جو ہجرت کے سولہویں مہینہ میں واقع ہوا منجملہ اُن دلیلوں کے جو یہ بتلاتی ہیں کہ ترتیب قرآن مجید خلاف تنزیل ہے ایک یہ بھی ہے (ابولبابہ کی خیانت اور اُنکی توبہ کا پورا قصہ ضمیمہ میں ملاحظہ کیجئے) ۱۲ منہ

سلہ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْۤ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْفِتْنَةِ (یا اللہ میں فتنہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں) اسلئے کہ ایسا تم میں ایک بھی نہیں جو فتنہ سے خالی ہو اور فتنہ کو دوست نہ رکھتا ہو جیساکہ خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اَنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ مطلب یہ ہے کہ تمہارے مال بھی اور تمہاری اولاد بھی خدا کی طرف سے آزمائش ہیں پس اگر کوئی شخص پناہ مانگے تو یوں مانگے اَللّٰهُمَّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ مُّضِلَّاتِ الْفِتَنِ (یا اللہ جو ایسی آزمائشیں ہیں جو راہ راست سے ہٹا دینے والی ہیں اُن سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں) ۱۲ منہ

فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ﴿۵۸﴾

حیثیت سے تم بھی اُن سے دست بردار ہو جانا بیشک اللہ خیانت کرنیوالوں کو دوست نہیں رکھتا

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا ؕ اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ ﴿۵۹﴾

اور جو لوگ کافر ہو گئے ہیں وہ یہ گمان نہ کریں کہ وہ بازی لیگئے یقیناً وہ (ہمکو) عاجز نہ کرسکینگے

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ

اور جو قوت تم بہم پہنچا سکتے ہو اور جتنے گھوڑے تم سرحد پر بندھے رکھ سکتے ہو اُنکو اُن (کفار)

الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَ

کے مقابلہ کے لئے تیار کر رکھو کہ ایسا کرنے سے تم اللہ کے دشمن کو اور اپنے دشمن کو اور اُنکے سوا

اٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ؕ

اور لوگوں کو ڈراتے رہوگے تم اُن کو نہیں جانتے اللہ اُن کو جانتا ہے

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ

اور جو کچھ تم اللہ کی راہ میں خرچ کروگے اُسکا عوض (تم کو پورا پورا دیا جائیگا اور تمہارا

وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ

کسی طرح نقصان نہ کیا جائیگا اور اگر وہ صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اُسکی طرف مائل

لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۱﴾

ہو جاؤ اور اللہ پر بھروسہ کرو بیشک وہ بڑا (سُننے والا اور) جاننے والا ہے

وَاِنْ يُّرِيْدُوْا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ؕ

اور اگر وہ تمہیں دھوکا دینا چاہیں گے تو اللہ تمہارے لئے کافی ہے۔

رکوع ۱۰ / ۳

سلہ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ ۔ کافی تفسیر عیاشی۔ تفسیر قمی اور الفقیہ میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے جو کچھ منقول ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس آیت میں قوۃ سے مراد تیر اندازی کی قوت ڈھال تلوار اور ہر قسم کے ہتھیار جن سے لڑائی میں تقویت ہوتی ہے نیز بالوں کا خضاب سے سیاہ کر لینا (کہ اس سے بھی دشمن کے دل پر ہیبت چھا جاتی ہے) ۱۲ سلہ وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا۔ تفسیر قمی میں منقول ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے۔ اور اُس کی ناسخ سورۂ محمدؐ میں یہ آیت ہے فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْا اِلَى السَّلْمِ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ (پس سستی نہ کرو اور صلح کے خواہاں نہو جس حال میں کہ تم خود غالب ہو) اور یہ منسوخ آیت يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ کے نزول سے اور غزوۂ بدر کے وقوع سے پہلے نازل ہوئی تھی مگر جامع قرآن کی بے عنوانی سے یہاں آخر سورہ میں درج ہو گئی ہے۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کسی نے آنحضرتؐ سے دریافت کیا تھا کہ اَلسَّلْم سے کیا مراد ہے فرمایا کہ ہمارے امر میں داخل اور شریک ہو جانا ۱۲۔ ۔ ۔

رَسُولَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ

اطاعت کرتے ہیں یہی لوگ ہیں کہ عنقریب اللہ اُنپر رحمت کریگا بیشک اللہ زبردست

حَكِيْمٌ ﴿۷۱﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

(اور) حکمت والا ہے۔ اللہ نے مومن مرد اور مومن عورتوں سے ایسی جنتوں

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

کا وعدہ کیا ہے جن کے نیچے نہریاں بہتی ہونگی اور اُنہیں ہمیشہ (ہمیشہ) رہنے

فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَ

والے ہونگے اور دائمی بہشتوں میں اچھے اچھے مکانوں کا بھی وعدہ کیا ہے اور اللہ

رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ

کی خوشنودی سب سے بڑھ کر ہے یہی تو بڑی کامیابی

الْعَظِيْمُ ﴿۷۲﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ

ہے اے نبی کفار اور منافقین سے

الْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَ

جہاد کرو اور اُنپر سختی کرو اور اُن کا ٹھکانا جہنم ہے اور

بِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۷۳﴾ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ

وہ بہت ہی بُری جگہ ہے وہ خدا کی قسم کھا کھا کر کہتے ہیں کہ اُنہوں نے ایسا نہیں

قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَ

کہا حالانکہ اُنہوں نے کفر کا کلمہ ضرور کہا اور وہ اپنے اسلام کے بعد کافر ہوگئے اور

ع ۹ / ۱۵

لہ عَدْنٍ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ سے منقول ہے کہ عدن پروردگار عالم کا وہ مکان ہے جسکو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کان نے سُنا اور نہ کسی انسان کے دل میں جسکا وہم تک گزرا اوراسمیں سوائے تین قسم کے لوگوں کے اور کوئی نہیں رہیگا۔ اَلنَّبِيِّيْنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ (یعنی انبیا و صدیق و شہدا) اور خداوند عالم اُس مکان کے بارے میں فرمائیگا کہ خوشا بحال اُسکے جو اُس میں داخل ہو۔ اور اصول کافی میں اُنہی حضرت سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص یہ پسند کرے کہ اُسکی زندگی میری سی زندگی ہو اور اُسکی موت میری سی موت۔ اور اُسکو پروردگار عالم میری جنت میں جگہ دے جسکا خدا سبحانہ نے وعدہ فرمایا ہے اور جسے جنت عدن سے موسوم فرمایا اور اپنے ید قدرت سے بنایا اور کُنْ فَيَكُوْنُ (کہا اور وہ ہوگیا) فرمانے سے اُسے پیدا کیا ہو تو اُسکو لازم ہے کہ علی ابن ابیطالب سے اور اُنکے بعد اُن کی اولاد کو محبت رکھے اور جناب امیر المومنین علیہ السلام سے کسی یہودی نے دریافت کیا تھا کہ تمہارے نبی جنت میں کہاں رہینگے تو حضرت نے فرمایا کہ اُن کے درجے سب سے بلند درجہ میں اور اُن کے مکان کے سب سے بہتر یعنی ان کی جنت عدن میں ہونگے۔ اُس نے عرض کی واللہ آپ نے سچ فرمایا حضرت موسٰی نے بھی یہی لکھوایا تھا اور حضرت ہارون نے بھی لکھا تھا۔ الفقیہ میں حدیث بلال رض میں ہے کہ جنت عدن اور سب جنتوں کے بیچ میں ہے اسکی فصیل یاقوت احمر کی ہے اور بجائے کنکروں کے اُسمیں موتی بچھے ہوئے ہیں ۱۲ لہ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ تفسیر مجمع البیان میں قرأت اہلبیت علیہم السلام سے جَاهِدِ الْكُفَّارَ بِالْمُنٰفِقِيْنَ ہے اور اُنہوں نے یہ فرمایا ہے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے کبھی منافقین سے لڑائی نہیں کی بلکہ اُنکی تو تالیف قلوب کرتے رہتے تھے اور منافقین کفر کا اظہار بھی نہیں کرتے تھے اور اُنکے کفر کے متعلق خدا کا علم اُنکے قتل کے مباح ہونیکا باعث نہیں ہوسکتا تھا اسلئے کہ ظاہر میں تو وہ ایمان کا اظہار کرتے تھے (پھر قتل کیسا اور جہاد کیوں؟) تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت تو یوں نازل ہوئی تھی يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ بِالْمُنٰفِقِيْنَ اسلئے کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے منافقین سے تلوار کے ذریعہ سے کبھی جہاد ہی نہیں فرمایا۔ یہ قول تو سورۂ توبہ کے متعلق ہے اور سورۂ تحریم کی تفسیر میں خدا بچائے اس قول کے متعلق يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ

سلہ صَلِّ عَلَيْهِمْ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے منقول ہے کہ جب کوئی گروہ حضرتؐ کی خدمت میں صدقات لے کر حاضر ہوتا تھا تو حضرتؐ فرماتے تھے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِمْ (اے خدا انپر رحمت نازل کر) تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ آیا اس کا حکم جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے بعد امام کے بارے میں بھی جاری ہے۔ فرمایا

اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٠٢﴾ خُذْ

اُمید ہے کہ اللہ اُنکی توبہ قبول کرلے بیشک اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنیوالا ہے اُنکے

مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ

مالوں میں سے صدقے لے کر اُنکو بھی پاک کردو اور اس صدقہ لینے کی وجہ سے

بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۭ

اُنکے مال کو بھی بڑھا دو اور اُنکے لئے دعائے رحمت کرو تمہاری دعائے رحمت کرنا اُنکی تسکین کا

وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿١٠٣﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ

باعث ہوگا اور اللہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے کیا اُنھوں نے اس بات کو نہیں جانا کہ

يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ

اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور (اُنسے) صدقات لے لیتا ہے اور یہ

وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿١٠٤﴾ وَقُلِ اعْمَلُوْا

کہ بیشک اللہ ہی سب سے بڑا توبہ قبول کرنیوالا (اور) رحم کرنیوالا ہے اور اُنسے یہ کہدو کہ

فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ

تم عمل کئے جاؤ عنقریب اللہ اور اُسکا رسول اور امان دینے والے تمہارے اعمال کو

وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ

دیکھ لینگے اور عنقریب تم غائب حاضر کے جاننے والے کی حضور میں واپس کئے جاؤ گے

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٠٥﴾ وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ

اور جو کچھ تم کیا کرتے تھے اُس سے وہ تمکو آگاہ کردیگا اور کچھ ایسے بھی ہیں جو خدا کے

منزل ٢

ہاں ضرور (باقی صفحہ ہیں نمبر شمار ... ملاحظہ ہو)

سلہ يَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ تفسیر عیاشی میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ میں اپنے پروردگار کی جانب سے اسکا ضامن ہوں کہ صدقہ جبتک پروردگار کے ہاتھ میں نہ پہنچلے بندے کے ہاتھ میں نہیں پہنچتا اور خدا کے اس قول سے ثابت ہے يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ۔ کافی میں انھی حضرتؑ سے منقول ہے کہ پروردگار عالم فرماتا ہے کہ ہر شے کے قبول کرنیکے لئے میں نے موکل مقرر کردئے ہیں سوائے صدقہ کے کہ اسے میں اپنے ہاتھ سے لیتا ہوں یہانتک کہ اگر کوئی ایک خرما یا ایک خرمے کا ٹکڑا بھی صدقے میں دیتا ہے تو اُسے میں اسطرح پرورش کرتا ہوں جسطرح آدمی اپنی اولاد کو پرورش کرتا ہے اور قیامت کے دن وہ اُسے کوہ احد کے برابر یا اُس سے بھی بڑا پائیگا (باقی صفحہ ہیں نمبر شمار ... ملاحظہ ہو)

سلہ وَالْمُؤْمِنُوْنَ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اُن حضرتؑ کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی تو حضرتؑ نے فرمایا کہ یوں نہیں ہے بر اصل تھا وَالْمَاْمُوْنُوْنَ (مامون) اور مامون ہم ہیں۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہر صبح کو کل بندوں کے اعمال نیک ہوں یا بد جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں۔ پس تم ڈرتے رہو۔ اور ہر شخص تم میں سے اس بات سے حیا کرے کہ اُسکے بد اعمال آنحضرتؐ کے سامنے پیش ہوں۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ کوئی مومن یا کافر نہیں مرتا اور قبر میں نہیں رکھا جاتا جبتک کہ اُسکے اعمال جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ اور جناب

لہ لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ احتجاج طبرسی میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام اور مجمع البیان میں ہے کہ امام رضا علیہ السلام اس آیت کو یوں پڑھا کرتے تھے لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ بِالنَّبِيِّ عَلَى الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اسی شان سے یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ احتجاج میں ابان ابن تغلب سے

وَعَدَهَا إِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ

انہوں نے اُس سے کر لیا تھا پھر جب اُنپر یہ بات کھل گئی کہ وہ خدا کا دشمن ہے تو

تَبَرَّأَ مِنْهُ ۚ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ ﴿١١٤﴾ وَمَا

اُنہوں نے اُس سے تبرّا کیا بیشک ابراہیمؑ بڑے نرم دل (اور) بُردبار تھے اور خدا کا

كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ هَدَاهُمْ حَتَّىٰ

یہ کام نہیں ہے کہ کسی قوم کو ہدایت کرنے کے بعد اُنسے توفیق ہدایت سلب کرلے جبتک کہ

يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا يَتَّقُونَ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١١٥﴾

اُنپر کھول نہ دے کہ اُنکو کس کس چیز سے بچنا چاہئے بیشک اللہ ہر چیز سے آگاہ ہے

إِنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ يُحْيِي وَ

بیشک آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہی خدا ہی کی ہے وہی جِلاتا ہے اور

يُمِيتُ ۚ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا

مارتا ہے اور تمہارا اللہ کے سوا نہ کوئی حامی ہے اور نہ

نَصِيرٍ ﴿١١٦﴾ لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ

مددگار بیشک اللہ نے نبیؐ اور اُن مہاجرین اور انصار کی توبہ

وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ

قبول کر لی جنہوں نے تنگی کے حال میں (بھی) نبیؐ کا ساتھ دیا تھا

مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِنْهُمْ

بعد اِسکے کہ اُن میں سے ایک فریق کا دل حق سے ہٹ چلا تھا۔

منزل ٢

منقول ہے کہ میں نے عرض کی یا بن رسول اللہ عوام الناس تو اس طرح نہیں پڑھتے جیسے کہ آپ کے پاس ہے۔ دریافت فرمایا کہ اے ابان کیونکر پڑھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ وہ یوں پڑھتے ہیں لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ۔ فرمایا ویل ہو اُنکے لئے نبیؐ کا کونسا گناہ تھا جسکے بارے میں خدا نے اُن کی توبہ قبول کر لی۔ سوائے اسکے نہیں ہے کہ توبہ تو اُنکی اُمت کے لئے قبول کریگی ١٢۔ سہ اَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت تقریر غزوۂ تبوک کے بارے میں ہے اور جنکا ذکر ہے وہ حضرت ابوذرؓ اور ابوخیثمہ اور عمیرہ ابن وہب ہیں جو پیچھے رہ گئے تھے۔ اور پھر جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ سے جا ملے تھے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ کچھ ایسے لوگ جو صاحبان بصیرت تھے جنکو کوئی شک کبھی عارض نہیں ہوا تھا وہ پیچھے رہ گئے تھے اور اُنہوں نے یہ کہا تھا کہ ہم جا ملینگے۔ اُنہیں میں ابوخیثمہ بھی تھے۔ اُن کے دو بیبیاں تھیں اور دو بنگلے تھے۔ اور اُنکی دونوں بیبیوں نے دونوں بنگلوں کو خوب آراستہ کیا۔ اُسنے کہا۔ واللہ یہ رسول اللہ کے حق میں انصاف نہیں ہے باوجودیکہ وہ معصوم ہیں۔ وہ تو جہاد کے لئے

آندھی اور پانی میں ہتھیار لگا کر چلے گئے اور ابوخیثمہ مزا کرتا اپنے بنگلے میں حسین جوروؤں کے ساتھ پڑا رہے۔ واللہ یہ انصاف نہیں ہے پھر سانڈنی کسی اور جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ کے قریب جا پہنچے۔ لوگوں نے راستہ پر کسی سوار کو آتے ہوئے دیکھا تو آنحضرتؐ کو اُسکی خبر کی آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ابوخیثمہ ہوگا۔ چنانچہ ابوخیثمہ ہی تھے۔ لوگوں نے کہا آیئے اور اُنہوں نے جو واقعہ گزرا تھا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ سے بیان کیا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۱۱ - بڑھنا محض باطل ہی ہوتا لیکن صورت حال یہ ہو کہ پورا ایمان ہو جیسے مومن جنت میں داخل ہونگے اور ایمان میں زیادتی ہونے کے سبب ہم مومنوں کے درجے اللہ کے نزدیک بڑھتے ہوتے ہونگے اور ایمان میں کمی کرنے سے کمی کرنیوالے جہنم میں جائینگے ۱۲ سلہ رِجْسًا اِلٰی رِجْسِہِمْ تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اس آیت میں رجس کے معنی شک کے ہیں ۱۲

یَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ یَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَاِذَا مَآ

توبہ ہی کرتے ہیں اور نہ نصیحت ہی حاصل کرتے ہیں اور جبوقت

اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ هَلْ

کوئی صورت نازل کی جاتی ہے تو وہ (بطور اشارہ) ایکدوسرے کی طرف دیکھتے ہیں -

یَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْا صَرَفَ اللّٰهُ

(اور اپنی جگہ کہتے ہیں) کہ کیا تمکو کوئی دیکھ رہا ہے پھر وہاں سے پلٹ آتے ہیں خدا

قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ لَقَدْ

نے بھی اُنکے دل پھیر دیئے ہیں اسلئے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو سمجھ نہیں رکھتے بیشک

جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا

تمہارے پاس ایک ایسا رسول تمہارے ہی ابنائے جنس سے آیا ہو کہ جو تم کو

عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۲۸﴾

ناگوار ہو وہ اُسکو بھی شاق ہے اُسکی سب سے بڑی خواہش تمہاری نسبت یہ ہو کہ تم ایمان لاؤ

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

(وہ) مومنین پر بہت نرم دل اور مہربان ہو پھر اگر وہ لوگ روگردان ہوں تو تم کہدو کہ میرے

عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ﴿۱۲۹﴾

لئے تو اللہ ہی کافی ہے اسکے سوا کوئی معبود نہیں میں نے اُسی پر بھروسہ کر لیا ہو اور وہی بڑے

سُوْرَةُ یُوْنُسَ مَكِّیَّةٌ وَّهِیَ مِائَةٌ وَّتِسْعُ اٰیَاتٍ

سورۂ یونس مکہ میں نازل ہوا اور اسکی ایک سو نو آیتیں ہیں

منزل ۲

حاشیہ صفحہ ۴۱۲

سلہ هَلْ یَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ مطلب یہ ہے کہ وہ اشاروں اشاروں میں یہ کہتے ہیں کہ اگر تم اُٹھ جاؤ یا چلے جاؤ تو مسلمانوں میں سے تمکو کوئی دیکھ نہ لیگا کیونکہ اس سورہ کے سُننے کی برداشت تو تم میں ہے نہیں چنانچہ اگر کوئی دیکھتا نہ ہوتا تھا تو وہ اُٹھ کر چلے جاتے تھے ۱۲ سلہ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اسکے معنی ہیں کہ رسول تمہاری ہی جنس سے یعنی عرب سے ہے تفسیر قمی میں ہو کہ خلقت میں تمہاری مثل ہے۔ اور ایک قرأت ہے مِنْ اَنْفَسِكُمْ مفتوح الفاء صیغۂ فعل التفضیل جسکا یہ مطلب ہے کہ تم میں جو سب سے زیادہ نفیس و شریف گھرانا ہے۔ رسول اُس گھرانے سے ہیں - المجامع میں ہو کہ ایک قول کے بموجب جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ اور جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا کی قرأت یہی تھی لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفَسِكُمْ قول مترجم چونکہ سورۂ آل عمران میں آیت مباہلہ میں پروردگار عالم نے علی مرتضےٰ کو نفس رسول قرار دیا ہے اُس فضیلت خاص کے درجے کو کم کرنیکے لئے اعراب لگانیوالے نے یہاں بھی مِنْ کو زیر و زبر کر دیا۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہو کہ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ کے مخاطب ہم ہیں۔ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ کے مخاطب ہم ہیں حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ کے مخاطب ہم ہیں بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ اس چوتھائی میں مومن بھی ہمارے شریک ہوگئے ہیں اور دوسری روایت میں ہو کہ آپ نے فرمایا کہ اس آیت کی تین چوتھائی

[illegible]

سلہ وَ اَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰی وَ اَخِیْہِ۔ تفسیر قمی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت ہے کہ چونکہ بنی اسرائیل ظالموں سے خائف تھے (اور خدا کی عبادت کے لئے عبادت خانہ قائم نہ کرسکتے تھے) خدا تعالے نے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ تم اپنے اپنے گھروں ہی میں عبادت کرلو۔ اور وہیں نمازیں پڑھو لو۔ علل الشرائع اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھا جس میں فرمایا کہ اے لوگو اللہ نے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنی قوم کے لئے مصر میں کچھ مکانات بنائیں اور ان دونو کو حکم دیا کہ اُنکی مسجد میں سوائے ہارونؑ اور اولاد ہارونؑ کے نہ کوئی جنب حالت میں شب باش ہوسکے نہ عورتوں کے پاس جاسکے۔ اور بلاشک علی علیہ السلام کی منزلت مجھ سے وہی ہے جو ہارون علیہ السلام کی موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔ پس سوائے علی علیہ السلام اور اولاد علی علیہ السلام کے اور کسی کے لئے حلال نہیں ہے کہ میری مسجد میں عورتوں سے مقاربت کرے اور مجنب حالت میں شب باش ہو۔ اور جس کو یہ بات بُری لگے تو اُسکا راستہ یہ ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے شام کی طرف اشارہ کیا۔ (قول مترجم۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشارہ کا یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ جنکو علیؑ اور اولاد علیؑ کی وہ منزلت جو عطیۂ خدا ہے بُری لگے وہ یہودی ہو جائیں جیسے معاویہ شاہی ہوگئے اور اُنکو قوت اُسی خطہ میں ہوئی جدھر آنحضرتؐ نے اشارہ کیا تھا اسکے متعلق باقی روایتیں ضمیمہ میں نمبر شمار ۹۱ ملاحظہ ہوں)۔ سلہ اَطْمِسْ عَلٰٓی اَمْوَالِهِمْ۔ لفظی معنی ہیں کہ اُن کے مالوں کو ایسا بدل دے کہ اُن سے نفع اُٹھا نہ سکیں۔ چنانچہ روایت میں وارد ہے کہ اُنکے مال پتھر ہوگئے تھے۔ ۱۲ سلہ قَدْ اُجِیْبَتْ دَّعْوَتُکُمَا۔ ایک روایت کے بموجب موسیٰ علیہ السلام دعا کرتے جاتے تھے اور ہارون علیہ السلام آمین کہنے والے۔ مگر خدا نے دونو کو دعا کرنے والا قرار دیا۔ کافی میں جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ موسےٰ علیہ السلام نے تو دعا کی تھی اور ہارون علیہ السلام اور فرشتوں نے آمین کہی تھی۔ خدا نے فرمایا قَدْ اُجِیْبَتْ دَّعْوَتُکُمَا اور یہ بھی

وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَاَوْحَيْنَآ

اور ہمکو اپنی رحمت سے کافروں (کے ظلم) سے نجات دے اور ہم نے موسےٰ اور

اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا

اُنکے بھائی کی طرف وحی کی کہ تم دونو اپنی قوم کے لئے مصر میں کچھ مکان بناؤ

وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۭ وَبَشِّرِ

اور اپنے اُن مکانوں کو نماز کی جگہ قرار دو اور (اُن میں) نماز پڑھا کرو اور مومنین کو

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ

خوشخبری سناؤ اور موسےٰ نے عرض کی کہ اے ہمارے پروردگار بالتحقیق تو نے

وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا

فرعون اور اُسکے درباریوں کو زندگانی دنیا میں سامان آرائش اور مال بہت کچھ دیا کہ

عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓي اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ

آخرکار پروردگار اسلئے کہ وہ تیری راہ سے بہکائیں اے ہمارے پروردگار اُنکے مال غارت

عَلٰي قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۸۸﴾

کردے اور اُنکے دل سخت کردے کہ وہ جبتک دردناک عذاب نہ دیکھیں گے ایمان

قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰۗنِّ

نہ لائینگے خدا تعالے نے فرمایا کہ تم دونو کی دعا قبول ہوگئی پس تم دونو ثابت قدم رہو اور

سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾ وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ

ہرگز جاہلوں کی راہ نہ چلو اور ہمنے بنی اسرائیل کو دریا کے پار اُتار دیا

* امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے [illegible] قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا [illegible]

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۴۲ ۔ اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منافقوں کی تکذیب کے خوف سے اس حکم کے پہنچانے میں مضائقہ کیا اور کچھ لوگوں کو جنہیں میں بھی تھا بلا کر اس بارے میں مشورہ کیا کہ آیا آج میں یہ احکام سُنائے جائیں یا نہیں۔ ہماری سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ کیا جواب دیں۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گریہ فرمایا۔ اور جبرئیل امین نے یہ عرض کی۔ یا رسول اللہ کیا آپ امر خدا کے پہنچانے سے دل تنگ ہوتے ہیں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے جبرئیلؑ یہ بات نہیں ہے۔ بلکہ میرا پروردگار جانتا ہے کہ قریش کے ہاتھوں سے مجھ کیسی اذیتیں پہنچی ہیں۔ جبکہ اُنہوں نے میری رسالت کا اقرار نہ کیا تو پروردگار عالم نے مجھے اُنسے جہاد کرنیکا حکم دیا اور آسمان سے میری نصرت کیلئے لشکر بھیجے اور اُنہوں نے میری مدد کی پھر وہ میرے بعد علی علیہ السلام کی ولایت کا اقرار کیونکر کرینگے۔ یہ سُنکر جبرئیل امین چلے گئے اور اسکے بعد پروردگار عالم نے یہ آیت نازل فرمائی فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ الخ ۱۲۔

وما من دابۃ ۱۲ — ۴۴۳ — ھود ۱۱

قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ وَادْعُوا مَنِ

تم کہدو کہ ایسی ہی بنی ہوئی دس سورتیں تم بھی لے آؤ اور اگر تم سچے ہو تو

اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٣﴾

اللہ کے سوا تم جن جن کو بلا سکتے ہو بلا لو

فَإِلَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا أُنزِلَ بِعِلْمِ اللَّهِ

پھر اگر وہ تمہارے کہنے کو منظور نہ کریں تو سمجھ لو کہ جو کچھ نازل کیا گیا ہے خدا کے علم سے نازل

وَأَن لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ فَهَلْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ ﴿١٤﴾ مَن

کیا گیا ہے اور یہ کہ خدا تعالے کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کیا اب بھی تم حکم ماننے والے ہو گے جو

كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ

شخص زندگانی دنیا اور رونق دنیا کا خواستگار ہوگا ہم اسی دنیا میں ایسوں کے اعمال کا

أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ﴿١٥﴾ أُولَٰئِكَ

پورا پورا بدلہ دینگے اور انکو دنیا میں کچھ نقصان نہ دیا جائیگا وہ وہ لوگ ہیں

الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا

جنکے لئے آخرت میں سوائے جہنم کے اور کچھ نہیں ہے اور دنیا میں جو کچھ

صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٦﴾ أَفَمَن كَانَ

انہوں نے کیا ہوگا وہ سب مٹ جائیگا اور جو کچھ وہ کیا کرتے تھے وہ سب باطل ہو جائیگا

عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِن

کیا وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے کھلی دلیل پر ہو اور اُسکے پیچھے پیچھے ایک گواہ آتا ہو جو

منزل ۳

حاشیہ صفحہ ۴۴۳

۱؎ مَن كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ دنیا کی زندگی اور اُسکی زینت کے چاہنے والے فلاں اور فلاں ہیں تفسیر قمی میں ہے کہ ان آیتوں سے خدا تعالے کا یہ مطلب ہے کہ جو شخص عمل خیر اس نیت سے کرے کہ اُسکا بدلہ اللہ تعالیٰ اسی دنیا میں عطا فرمادے تو اُسکا بدلہ خدا تعالے اسی دنیا میں عطا فرمادیگا اور آخرت میں اُسکے لئے جہنم ہے ۔۱۲

۲؎ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ ۔ کافی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اور جناب امام علی رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر شاہد ہیں اور رسولؐ اپنے پروردگار کی طرف سے دلیل پر ہیں۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنین جناب امام محمد باقر اور جناب علی رضا علیہم السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں شَاهِدٌ مِّنْهُ سے مراد علی ابن ابیطالب ہیں جنہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ کے حق میں گواہی دی اور لفظ مِنْهُ کا یہ مطلب ہے کہ وہ اور جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ہی نور سے ہیں۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اصل میں

۱؎ زَفِيْرٌ وَّ شَهِيْقٌ زفیر سانس کا باہر کی طرف نکلنا اور شہیق سانس کا اندر کی طرف جانا۔ یہ دونو لفظ شدت کرب و غم پر دلالت کرتے ہیں۔
۲؎ خَالِدِيْنَ فِيْهَا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ ذکر دنیا کی آگ میں رہنے کا ہے جو قیامت سے پہلے پہلے ہوگی۔ ۳؎ فَفِي الْجَنَّةِ خَالِدِيْنَ فِيْهَا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے دنیا کی جنتیں مراد ہیں۔ جن کی طرف مومنین کی روحیں منتقل ہو جائیں گی۔ اور یہ جو فرمایا غَيْرَ مَجْذُوْذٍ تو اس سے مطلب یہ ہے کہ ان نعمتوں کا سلسلہ آخرت کی نعمتوں سے جا ملیگا۔ یہ اُن لوگوں کے قول کا رد ہے جو عذاب قبر کا اور قیامت سے پہلے عالم برزخ میں ثواب و عذاب ملنے کا انکار کرتے ہیں۔ قول صاحب تفسیر صافی۔ ان آیتوں کی تفسیر خدا تعالے کے اس قول سے بھی ہوتی ہے اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِيًّا (وہ ایک آگ ہے جس میں وہ صبح و شام جھونکے جائینگے) جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آگ عالم برزخ کی ہے جو قیامت سے پہلے ہوگا۔ کیونکہ خود قیامت میں نہ صبح ہے نہ شام۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ کیا تم نے خدا تعالے کا یہ قول نہیں سنا۔ يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ (جس دن قیامت قائم ہوگی کہا جائیگا کہ فرعون والوں کو زیادہ سخت عذاب میں پہنچا دو)

فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّ شَهِيْقٌ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ

میں پڑے چلاتے دھاڑتے ہونگے اور جبتک آسمان و زمین باقی رہینگے وہ اُسی میں

الْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ۝۱۰۷

رہینگے سوائے اُسکے کہ تمہارے پروردگار کو کچھ اور منظور ہو بیشک تمہارا پروردگار جو کچھ چاہے

وَ اَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ

کر گزرنیوالا ہے اور رہے وہ جو خوش نصیب ہونگے بیشک آسمان و زمین باقی ہیں برابر

السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَيْرَ

جنت میں رہینگے سوائے اُسکے کہ تمہارے پروردگار کو کچھ اور (بہتری) منظور ہو یہ ایک ایسا

مَجْذُوْذٍ ۝۱۰۸ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ ؕ مَا

عطیہ (ہوگا) جو ختم ہونیوالا نہیں ہے جن چیزوں کی یہ پرستش کرتے ہیں تم اُنکے بارے میں کچھ شک

يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ وَ اِنَّا

کرنا یہ بھی ویسی ہی پرستش کرتے ہیں جیسی اُنکے باپ دادا پرستش کرتے آئے اور ہم ان کا

لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ۝۱۰۹ وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا

حصہ (عذاب) بغیر کم کئے پورا پورا ان کو پہنچا دینگے اور بیشک ہم نے موسٰے

مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ وَ لَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ

کو کتاب دی پھر اُس میں اختلاف کیا گیا اور اگر تمہارے رب کی بات (متعلق

مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَ اِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ

مہلت) پہلے نہ گزر چکی ہوتی تو اُنکے مابین فیصلہ ہو چکا ہوتا اور وہ لوگ یقیناً اسکے بارے

ع ۹

۴؎ وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ۔ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اُن لوگوں نے ایسا ہی اختلاف کیا تھا جیسا کہ اس امت نے کتاب خدا میں اختلاف کیا ہے۔ اور جبوقت قائم آل محمدؐ اُس قرآن مجید کو لیکر آئینگے جو اُنکے پاس ہے تو اُس میں بھی ایسا ہی اختلاف کرینگے یہانتک کہ اُن میں سے بعض آدمی اُس کا قطعی انکار کر دیں گے۔ اور اُن حضرتؑ کے حکم سے سب سے پہلے اُنہی کی گردن ماری جائیگی۔

۱۲ ۞ ۞ ۞

عِجَافٌ وَسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ

گایوں کو سات دُبلی پتلی گائیں کھا گئیں اور سات ہری بھری بالوں کو سات سوکھی بالیں لپٹ

لَّعَلِّيْٓ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۶﴾

گئیں تاکہ میں لوگوں کے پاس پلٹ کے جاؤں تو وہ بھی جان لیں (کہ تعبیر بتلانیوالے ایسے ہوتے ہیں)

قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ

یوسفؑ نے کہا کہ تم سات برس تک لگاتار کھیتی کرتے رہوگے پس جیسے تم اُس کھیتی کو کاٹو

فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖٓ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ﴿۴۷﴾

تو سوائے اُس تھوڑے سے غلّے کے جو تمہارے کھانے میں آئے باقی سب کو بالوں ہی میں

ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ

رہنے دینا۔ پھر اس کے بعد سات برس سختی کے آئیں گے جن میں سوائے اُس تھوڑے

يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا

سے کے جو تم بیج وغیرہ کے لئے رکھتے ہو اور جو کچھ جمع کیا ہوگا سب کھا

تُحْصِنُوْنَ ﴿۴۸﴾ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ

جائیں گے پھر اس کے بعد ایک ایسا برس آئیگا کہ جس میں لوگ

فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَقَالَ

سیر و سیراب ہو جائیں گے اور جس میں وہ نچوڑیں گے۔ بادشاہ نے

الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ

(جب یہ تعبیر سُنی) حکم دیا کہ تعبیر کرنیوالے کو میرے پاس لاؤ جب شاہی قاصد

ع ۶ ۱۹

لے فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖ۔ لفظی معنی یہ ہیں کہ دانے کو اُسکی بال میں رہنے دینا۔ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ ایک نصیحت تھی جسکو تعبیر سے کوئی تعلق نہیں۔ قول مترجم۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی اس نصیحت سے نہ صرف اہلِ مصر نے فائدہ اُٹھایا بلکہ تمام اہل عالم کو ایسا قاعدہ معلوم ہوا جس سے آجتک نفع اُٹھاتے ہیں۔ جس غلّہ کو زیادہ زمانہ تک رکھنا منظور ہو اُسکے محفوظ رکھنے کی اس سے زیادہ اچھی کوئی صورت نہیں کہ اُس کو اسکی بال میں رکھا جائے۔ اس نصیحت کی قدر و قیمت تجربہ کاروں سے پوچھئے۔ ۱۲ * * *

لے يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کے سامنے ایک شخص نے یہ آیت یوں تلاوت کی ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ یعنی يَعْصِرُوْنَ کو معروف پڑھا (جیسا کہ آپ موجودہ قرآن شریف میں دیکھتے ہیں) حضرت نے فرمایا۔ وائے ہو تجھ پر وہ کیا نچوڑینگے آیا شراب کو نچوڑینگے اُس شخص نے عرض کی یا امیر المومنینؑ پھر میں اُسے کیونکر پڑھوں؟ فرمایا خدا نے تو یوں نازل فرمائی ہے۔ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يُعْصَرُوْنَ یعنی يُعْصَرُوْنَ کو مجہول بتلایا جس معنی میں یہ فرمایا کہ اُنکو بادلوں سے پانی بکثرت دیا جائیگا اور دلیل اس امر پر خدا کا یہ قول لائے وَاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا (اور ہم نے بدلیوں سے موسلا دھار پانی اتارا)

قول مترجم۔ معلوم ہوتا ہے کہ جب قرآن میں ظاہرا اعراب لگائے گئے ہیں تو شراب خوار خلفا کی خاطر يُعْصَرُوْنَ کو يَعْصِرُوْنَ سے بدلکر معنی کو زیر و زبر کیا گیا ہے یا مجہول کو معروف سے بدلکر لوگوں کیلئے اُنکے کرتوت کی معرفت آسان کر دی۔ ہم اپنے امام کے حکم سے مجبور ہیں کہ جو تغیر یہ لوگ کر دیں تم اُسکو اُسی کے حال پر رہنے دو اور تغیر کرنیوالے کا عذاب کم نہ کرو ہاں جہاں تک ممکن ہو لوگوں کو اصل حال سے مطلع کر دو۔ قرآن مجید کو اُسکی اصلی حالت پر لانا جناب صاحب العصر علیہ السلام کا حق ہے اور اُنہی کے وقت میں وہ حسب تنزیل خدا تعالےٰ پڑھا جائیگا ۱۲ * *

[illegible]

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ﴿٩﴾ سَوَآءٌ

وہ پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا سب سے بزرگ (اور) سب سے اعلیٰ ہے تم میں سے جو شخص

مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ

چپکے سے بات کہے اور جو پکار کر کہے دونوں برابر ہیں اور وہ جو رات کو چھپا ہوا

مُسْتَخْفٍۭ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ﴿١٠﴾ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ

ہو اور (وہ جو) دن میں گلی کوچوں میں پھرنے والا ہو (دونو برابر ہیں) (انہیں) ہر ایک کے لئے

بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ

پہرے والے مقرر ہیں جو خدا کے حکم سے آگے کی طرف سے اور پیچھے کی طرف سے حفاظت

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ

کرتے ہیں بیشک خدا تعالیٰ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جبتک کہ وہ خود اپنی حالت کو نہ

وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ

بدلیں اور جب اللہ کسی قوم کے حق میں بدی چاہتا ہے تو اس کا دفعیہ کوئی نہیں ہے اور بندوں کا

مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ﴿١١﴾ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ

اُسکے سوا کوئی والی نہیں ہے وہ وہی ہے جو ڈرانے کے لئے اور لالچ دلانے کے لئے تم کو

طَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿١٢﴾ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ

بجلی کی چمک دکھلاتا ہے اور گھنگھور گھٹائیں پیدا کرتا ہے اور رعد اُسکی حمد کی تسبیح پڑھتا

بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ

ہے اور کل فرشتے اُسکے خوف سے (تسبیح پڑھتے ہیں) اور وہ بجلیاں گراتا ہے پس جسکو چاہتا

[illegible] قرأت بھی آیا ہے [illegible] اصل آیت کیونکر ہے؟ فرمایا یوں نازل ہوئی تھی لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْ خَلْفِهٖ وَرَقِيْبٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ يَحْفَظُوْنَهٗ بِاَمْرِ اللّٰهِ (اُسکے لئے پیچھے کی طرف سے مقرر ہیں اور نگہبان آگے کی طرف سے جو حکم خدا کے موجب اُسکی حفاظت کرتے رہتے ہیں) اور ایسا کیوں ہو سکتا ہے جو شے بچانے کے خدا سے بچا لے۔ تفسیر قمی میں جناب امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ بحکم خدا کے بموجب انسان کی حفاظت ایسی چیزوں سے کرتے رہتے ہیں جیسے وہ کنوئیں میں گر پڑے یا دیوار اُس پر آ رہے یا ایسی ہی کوئی اور مصیبت آ پڑے۔ [illegible] ہیں جو دن کو [illegible] جاتے ہیں ۱۲ ﴿۲﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہ معاملہ حتماً طے فرما دیا ہے کہ جب کسی بندے کو کوئی نعمت عطا فرماتا ہے تو اُس سے وہ نعمت ہرگز ہرگز سلب نہ فرمائیگا جبتک کہ وہ بندہ کوئی ایسا گناہ نہ کرے جسکے سبب اُس نعمت کے چھن جانیکا مستوجب ہو جائے۔ اور یہی خدا کے اس قول کا مطلب ہے۔ معانی الاخبار میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ گناہ جو نعمتوں کو بدل دیتے ہیں یہ ہیں (۱) لوگوں پر زیادتی کرنا (۲) خیرات کرنے اور نیکی کرنے کی عادت چھوڑ دینا (۳) کفران نعمت کرنا (۴) شکر نعمت نہ بجالانا ۱۲۔ ﴿۳﴾ الدر المنثور میں روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے دریافت کیا گیا تھا کہ رعد کیا ہے؟ فرمایا وہ ایک [illegible]

إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ ﴿۱۹﴾ وَمَا ذَٰلِكَ

کیا ہے اگر وہ چاہے تمکو دور کردے اور اور نئی مخلوق لے آئے اور یہ اللہ کے لئے

عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ ﴿۲۰﴾ وَبَرَزُوا لِلَّهِ جَمِيعًا فَقَالَ الضُّعَفَاءُ

ذرا بھی دشوار نہیں ہے اور جسوقت سب خدا کی حضور میں نکل کر جمع ہونگے تو اس

لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ أَنْتُمْ

وقت چھوٹی عقلوں والے اُن سے جو بڑے بنتے تھے یہ کہینگے کہ (حضرت) ہم تو آپکے پیرو تھے تو

مُغْنُونَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ قَالُوا لَوْ

اب آج آپ ہمکو کچھ عذاب خدا سے بھی بچا لینگے؟ وہ کہینگے کہ اگر اللہ کوئی مخلصی

هَدَانَا اللَّهُ لَهَدَيْنَاكُمْ ۖ سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَجَزِعْنَا

کا راستہ ہمکو بتائیگا تو ہم تمکو بھی بتا دینگے۔ مگر ہمارے لئے تو دونوں حالتیں برابر ہیں خواہ ہم

أَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَحِيصٍ ﴿۲۱﴾ وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا

روئیں پیٹیں یا صبر و سکوت اختیار کریں ہمارے لئے تو کوئی چھٹکارا ہی نہیں ہے اور جب سب امر

قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَ

چک جائیگا تو شیطان یہ کہدیگا کہ اللہ نے تو تم سے سچا وعدہ کیا تھا اور میں نے جو تم سے وعدہ

وَعَدْتُكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ ۖ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ

کیا تھا پس میں نے تم سے اُسکے خلاف کیا اور میرا تو تم پر کوئی قابو تھا ہی نہیں سوائے اسکے

مِنْ سُلْطَانٍ إِلَّا أَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي ۖ

کہ میں نے تمکو بلایا تھا اور تم نے مان لیا تھا

ع ۳ / ۹ / ۱۵

سلہ اِسْتَكْبَرُوْا مصباح المتہجد میں امیرالمومنین علیہ السلام کا خطبۂ غدیر منقول ہے جس میں اسی آیت کو تلاوت فرمانے کے بعد حضرتؑ نے حاضرین سے سوال کیا کہ تم جانتے ہو استکبار کے کیا معنی ہیں۔ پھر اسکے معنی یہ ارشاد فرمائے کہ جس کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے اُس کی اطاعت نہ کرنا۔ اور جس کی پیروی کی تاکید کی گئی ہے اُس سے الگ اور بالاتر بیٹھنا ۱۲ ۔

سلہ وَقَالَ الشَّيْطٰنُ تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ قرآن مجید میں جہاں وَقَالَ الشَّيْطٰنُ آیا ہے وہیں ثانی مراد ہے ۱۲ ۔

سلہ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مطلب یہ ہے کہ جب وہ دنیا کے کاموں کو اپنے یاروں سے ضبط لیگا تب وہ اُن سے وہ باتیں کریگا۔ جو اس آیت میں ہیں ۱۲ ۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۱۷ ۔ ۳ؔ مِنَ الثَّمَرٰتِ. تفسیر قمیؔ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہاں ثمرات سے مراد دلوں کے پھل ہیں اور مطلب اس کا یہ ہے کہ تو اولادِ اسمٰعیلؑ کی محبت اُن کے دلوں میں ڈالدے کہ یہ لوگ اُنکے پاس آئیں اور پھر آئیں۔ العوالی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اطراف و اکناف سے مکۂ معظّمہ کے رہنے والوں کے لئے پھل لائے جاتے ہیں

رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴿۴۰﴾ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَ

پروردگارا اور میری عبادت قبول کر اے ہمارے پروردگار جس دن حساب لیا

لِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ

جائیگا (اُس دن) مجھے اور میرے ماں باپ کو اور مؤمنین کو بخش

الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا

دیجیو اور جو عمل یہ ظالم کرتے ہیں اُس سے اللہ کو کبھی

عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۥ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ

غافل نہ سمجھنا سوائے اسکے نہیں ہے کہ وہ اُن کو

تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ﴿۴۲﴾ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ

اُس دن تک کے لئے ڈھیل دیتا ہے جسدن آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائینگی (لوگ)

رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ

اپنے سروں کو اُٹھائے بے تحاشا بھاگے چلے جاتے ہونگے خود اپنی طرف بھی اُنکی نگاہ

هَوَآءٌ ﴿۴۳﴾ وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ

نہ پھر سکیگی اور دل اُنکے (فرطِ حیرت و دہشت سے) خالی ہونگے (اے رسول) لوگوں کو اُسدن سے ڈراؤ

فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ

جسدن اُنپر عذاب آئیگا پس اُن میں جو ظالم ہیں وہ یہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہمکو تھوڑے

قَرِيْبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ

سے عرصہ کی مہلت دے کہ ہم تیری دعوت قبول کریں اور تیرے رسولوں کے پیرو ہو جائیں۔

ع ۶ / ۱۸

اور دعائے ابراہیمؑ کی قبولیت کا یہ اثر ہے کہ بلاد مغرب و مشرق کا کوئی پھل ایسا نہیں ہے جو مکۂ معظّمہ میں نہ ملتا ہو۔ یہاں تک بیان کیا جاتا ہے کہ جاڑے کے۔ گرمی کے خریف کے۔ ربیع کے پھل ایکدن میں میسر آجاتے ہیں۔ قول مترجم اوپر کی دو نو حدیثوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ایک تو باطنی معنی پر دلالت کرتی ہے اور ایک ظاہری پر اور میرے اس قول کی تائید میں یہ آیت موجود ہے کہ خدائے تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول کی تو یہ فرمایا اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ (کیا ہمنے اُنکو اُس امن والے حرم پر مُتسلط نہیں کر دیا جس کی طرف ہر چیز کے چیدہ چیدہ پھل لائے جاتے ہیں) ۱۲ ۔ ۴ؔ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب بندہ خدا سے دعا کرتا ہے تو وہ بندہ کے ارادہ سے تو واقف ہے لیکن اُسکو یہ پسند ہے کہ حاجتیں اُس سے بیان کی جائیں۔ پس جب تم دعا مانگو تو اپنی حاجتوں کا نام لیا کرو ۱۲ ۔ ۵ؔ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ایک قول کے بموجب جناب ابراہیمؑ ننانوے برس کے تھے تب جناب اسمٰعیلؑ پیدا ہوئے اور جب ایکسو بارہ برس کے ہوئے تب جناب اسحٰقؑ پیدا ہوئے ۱۲۰

حاشیہ صفحہ ۵۱۸ ۔ ۱ؔ وَلِوَالِدَيَّ تفسیر قمیؔ میں ہے کہ اصل تنزیل میں تھا وَلِوَلَدَيَّ جس سے مراد تھے اسمٰعیلؑ و اسحٰقؑ

یقیہ حاشیہ صفحہ ۵۲۵ - یس یوم الوقت المعلوم یہ ہے ۱۲ ÷ ۲ھ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے هٰذَا صِرَاطٌ عَلِيٌّ مُسْتَقِيمٌ منقول ہے جسکے یہ معنی ہیں کہ یہ راستہ بزرگی اور شرف رکھنے والا اور درست و راست ہے نیز یہ بھی منقول ہے پڑھنا صِرَاطُ عَلِيٍّ مُسْتَقِيمٌ جس کے صاف معنی ہیں (یہ علیؑ کا راستہ سیدھا ہے) موجودہ صورت جواب قرآن میں لکھی ہے اسکے یہ معنی ہیں کہ یہ راستہ مستقیم ہے اور میرے اوپر حق ہے کہ اسکی نگرانی کیا کروں۔ قول مترجم۔ پڑھنے والے کیوں پڑھا کریں مگر تفسیر عیاشی میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ صراط مستقیم سے مراد جناب امیر المومنین علیہ السلام ہی ہیں ۱۲ ÷

جُزْءٌ مَّقْسُومٌ ﴿٤٤﴾ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿٤٥﴾

حصہ (مقرر) ہے بیشک پرہیزگار لوگ جنتوں اور چشموں (والی زمین) میں ہونگے

ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِينَ ﴿٤٦﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم

(اُن سے کہا جائیگا کہ) انمیں امن و امان اور سلامتی کے ساتھ چلے آؤ۔ اور اُنکے دلوں میں جو کچھ

مِّنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ ﴿٤٧﴾ لَا يَمَسُّهُمْ

کینہ ہوگا ہم اُسکو نکال دینگے اور وہ تختوں پر ایکدوسرے کے مقابل بھائی بھائی کی حیثیت سے بیٹھے

فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُم مِّنْهَا بِمُخْرَجِينَ ﴿٤٨﴾ نَبِّئْ عِبَادِي

ہونگے۔ اُن جنتوں میں اُن کو کوئی رنج پہنچیگا اور نہ وہ اُنسے نکالے جائینگے (اے رسولؐ) میرے

أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿٤٩﴾ وَأَنَّ عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ

بندوں کو خبر دیدو کہ میں ہی بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنیوالا ہوں اور یہ کہ میرا عذاب بھی دردناک

الْأَلِيمُ ﴿٥٠﴾ وَنَبِّئْهُمْ عَن ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ ﴿٥١﴾ إِذْ دَخَلُوا

عذاب ہے اور انکو ابراہیمؑ کے مہمانوں کا واقعہ سُنادو کہ جب وہ اُنکے پاس

عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا قَالَ إِنَّا مِنكُمْ وَجِلُونَ ﴿٥٢﴾ قَالُوا

آئے اور اُنہوں نے سلام کیا تو (ابراہیمؑ نے) کہا کہ ہم تو تم سے ڈرتے ہیں اُنہوں نے کہا کہ

لَا تَوْجَلْ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ ﴿٥٣﴾ قَالَ أَبَشَّرْتُمُونِي

ڈرئیے نہیں ہم تو آپکو ایک صاحب علم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں (ابراہیمؑ نے) کہا کہ کیا تم

عَلَىٰ أَن مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُونَ ﴿٥٤﴾ قَالُوا بَشَّرْنَاكَ

مجھکو ایسے حال میں خوشخبری دیتے ہو جبکہ مجھ پر بڑھاپا چھا گیا ہے تو کس بات کی خوشخبری دیتے

ع ۳ ۱۹ وقف لازم

۳ھ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اسکی تفسیر پوچھی گئی تھی تو فرمایا کہ خداتعالے نے یہ فرمایا ہے کہ تجھے یہ اختیار نہیں ہے کہ تو اُنکو جنت یا جہنم میں پہنچا سکے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ واللہ لفظ عِبَادِي سے خداتعالیٰ کی مراد سوائے ائمہ اور اُنکے شیعوں کے اور کوئی نہیں ہے۔ ۱۲ ÷ ÷

۴ھ لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے جو کچھ منقول ہے اُسکا خلاصہ یہ ہے کہ جہنم کے طبقے ایکدوسرے کے اوپر ہیں یہانتک کہ اُن حضرت نے اپنا ہاتھ ایکدوسرے کے اوپر رکھ کر بتایا تھا کہ اسطرح ہیں پس دروازے بھی ایکدوسرے کے مقابل ہوئے۔ سب سے نیچے والے طبقہ کا نام جہنم ہے اُسکے اوپر والا لظےٰ۔ اُس سے اوپر حطمہ اُس سے اوپر سقر۔ اُس سے اوپر جحیم۔ اُس سے اوپر سعیر اُس سے اوپر ہاویہ ۱۲ ÷ ÷ ÷ ÷

حاشیہ صفحہ ۵۲۶۔

۱ھ جُزْءٌ مَّقْسُومٌ۔ الخصال میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جہنم کے سات دروازے ہیں ایک دروازے سے تو ہامان و فرعون و قارون داخل ہونگے اور ایک دروازے سے مشرکین و کفار یعنی وہ لوگ جو اُن واحد کیلئے بھی خدا پر ایمان نلائے ہونگے۔ اور ایک دروازے سے مخصوص بنی اُمیہ جائینگے۔ وہ ایسا اُنکے لئے خاص ہوگا کہ کوئی دوسرا اُسمیں اُنکا مزاحم ہی نہوگا۔ یہ باب لظیٰ ہے

[illegible]

بقیہ حاشیہ صفحہ ٥٦٣۔ اُن سیاہ خطوط کی تفصیل نہیں فرمائی۔ امامؑ نے وہ تفصیل بیان فرمادی جعفر کے خیال میں کامل کلمۂ طیبہ کی نورانیت نے چاند کو ماند کردیا ۱۲۔ حاشیہ صفحہ ٥٦۴۔ سلہ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓىِٕرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جو نیکی اور بدی انسان نے کی ہر وہ اسطرح اسکے ساتھ رہیگی کہ اُس سے جُدا نہ ہوسکیگی، جبتک کہ قیامت کے دن اُسکا نامۂ اعمال اُسکو دے نہ دیا جائے ۱۲۔

عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ

ذریعہ سے برسوں کی گنتی اور حساب سمجھ لیا کرو اور ہر چیز کو ہمنے ایسا کھول کر بیان کردیا

تَفْصِيْلًا ⑫ وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓىِٕرَهٗ فِيْ

ہے جیسا کہ کھول کر بیان کرنیکا حق ہے اور ہر انسان کا عمل ہمنے اُسکے گلے کا ہار کردیا

عُنُقِهٖ ؕ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ

ہے اور قیامت کے دن اُسکے لئے ہم ایک نوشتہ نکالینگے جسے وہ پھیلا ہوا

مَنْشُوْرًا ⑬ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ

پائیگا۔ (ہم اُسکو حکم دینگے کہ) اپنا نوشتہ پڑھ لے آج کے دن اپنی ذات کا حساب

عَلَيْكَ حَسِيْبًا ⑭ مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ

لینے کو تو خود ہی کافی ہے جسنے ہدایت پائی تو اُسنے اپنی ذات کے لئے ہدایت

لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ؕ وَلَا

پائی اور جو گمراہ ہوگیا پس اُسکی گمراہی کا وبال اُسی پر ہے اور کوئی بوجھ

تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى

اُٹھانیوالا کسی دوسرے کا بوجھ نہ اُٹھائیگا اور ہم جب تک رسول نہ بھیجیں

نَبْعَثَ رَسُوْلًا ⑮ وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً

عذاب دینے والے نہیں ہیں اور جب ہم کسی بستی کے ہلاک کردینے کا ارادہ کرتے

اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ

ہیں تو ہم اُسمیں مالدار لوگوں کو زیادہ کردیتے ہیں پس وہ اُس بستی میں (ہمارے احکام کے

سلہ حَسِيْبًا۔ تفسیر مجمع البیان اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ بندہ نے جو جو کچھ عمل کئے ہیں اور جو کچھ اس کے نامۂ اعمال میں لکھا ہوگا وہ اس طرح اُس کو یاد آتا جائیگا۔ گویا وہ کام اُسی وقت کیا ہے۔ اسی وجہ سے گھبرا کر وہ لوگ یہ کہیں گے يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا (ہائے خرابی ہماری یہ نوشتہ کیسا ہے۔ اِسنے کوئی چھوٹی اور بڑی چیز چھوڑی ہی نہیں جسکا احصا نہ کرلیا ہو) ۱۲۔ سلہ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا بعثت رسول کا فائدہ یہ ہے کہ حجتوں کو کھولکر بیان کردے احکام شریعت کی مشق کرادے اور اسکے ذریعہ سے لوگوں پر حجت قائم کردے۔ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ آیا آدمیوں کے لئے کوئی ایسا آلہ مقرر کیا گیا ہے جسکے ذریعہ سے وہ پوری پوری معرفت حاصل کریں۔ فرمایا نہیں۔ اسپر کسی نے عرض کی کہ آیا پوری پوری معرفت حاصل کرنا عام لوگوں کے ذمہ لازم ہے؟ فرمایا نہیں۔ خدا کے ذمہ صرف بیان کردینا ہے اور وہ ارشاد فرماتا ہے لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۹ سطر ۶) اور فرماتا ہے لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰىهَا۔ (اللہ کسی نفس کو کوئی تکلیف نہ دیگا سوائے اُتنی ہی کے جتنی قوت اُسے دی ہو) ۱۲۔ سلہ اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا تفسیر قمی میں ہے کہ اسکے معنی یہ ہیں کہ ہم وہاں زبردستی کرنیوالوں یعنی مالدار لوگوں کو بڑھادیتے ہیں۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ یہ لفظ اصل میں ہے اَمَّرْنَا (بمیم مشدد) جس کے معنی ہیں ہمنے زیادہ کردیا۔ اَمَرْنَا نہیں ہے جیسا کہ اس زمانہ کے لوگ پڑھتے ہیں اور معنی حضرت سے یہ منقول ہیں اٰمَرْنَا اکابر یعنی ہمنے اُسکے بڑے بڑے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۷۸ ۔ آبائو اجداد خود منقول ہے کہ روز فتح مکہ جب جناب رسولخدا داخل حرم کعبہ ہوئے اور تین سو ساٹھ بُت خود بیت اللہ کے گرد قائم تھے تو آنحضرت اُس عصا سے جو آپ کے دست مبارک میں تھا ایک ایک کو اُسکی نوک سے ٹھوکا دیکر گراتے جاتے تھے اور یہ فرماتے جاتے تھے جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ہ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ ؕ اور وہ بُت ایک ایک منہ کے بل اوندھے گرتے جاتے تھے کافی میں جناب امام محمد باقر سے اسی آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ جب قائم آل محمد قائم ہونگے تو باطل سلطنت جاتی رہے گی۔ الخرائج میں جناب حکیمہ خاتون سے روایت ہے کہ جسوقت حضرت قائم آل محمد پیدا ہوئے ہیں تو وہ (ختنہ شدہ ناف بُریدہ) پاک و پاکیزہ تھے اور آپکی داہنی کلائی پر یہی آیت لکھی تھی جَآءَ الْحَقُّ ... ۔ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق سے ایک ایسی حدیث میں جسکا اول حصہ سورہ نحل میں آچکا منقول ہے کہ شفاء علم قرآن میں ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ مگر بلاشک و شبہ یہ شفا اُن لوگوں کے لئے ہے جو اُسکے اہل ہوں اور اُسکے اہل ائمہ ہدیٰ ہیں جنکے بارے میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا پھر ہمنے اِس کتاب کا وارث اُن کو کر دیا جنکو ہمنے اپنے بندوں میں سے منتخب کر لیا تھا (بقیہ حاشیہ ...) ۔ ۵ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ہ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ جبرئیل امین نے جناب رسولخدا کو جو کچھ پہنچایا وہ یوں تھا وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اٰلَ مُحَمَّدٍ حَقَّهُمْ اِلَّا خَسَارًا ہ (اور آل محمد کا حق دبا لینے والے ظالموں کو قرآن مجید سے سوا نقصان کے اور کچھ نہ ملیگا) ۱۲

الشَّرُّ كَانَ يَئُوْسًا ﴿۸۳﴾ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ

پڑتی ہے تو وہ مایوس ہو جاتا ہے ۔ تم یہ کہدو کہ ہر شخص اپنے اپنے طور پر عمل

عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ

کیا کرتا ہے ۔ پس تمہارا پروردگار اُس سے خوب واقف ہے جو

اَهْدٰى سَبِيْلًا ﴿۸۴﴾ وَيَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ

راہِ راست پر ہے ۔ اور لوگ تم سے روح کی بابت سوال کرتے ہیں

قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ

تم کہدو کہ روح میرے پروردگار کا حکم ہے اور تمکو اسبارے میں بہت ہی

الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۵﴾ وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ

کم علم دیا گیا ہے ۔ اور اگر ہم چاہتے تو اُسکو جو تمہاری طرف

بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ

وحی کی ہے غائب کر دیتے ۔ پھر تم اُسکے لوٹا لانے کے لئے ہمارے

بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ﴿۸۶﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ

برخلاف کسی کو اپنا کارساز نہ پاتے ۔ سوائے اسکے کہ تمہارے پروردگار کی رحمت

رَّبِّكَ ؕ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ﴿۸۷﴾

ہو تی ۔ بیشک اُس کا فضل تم پر بہت ہی بڑا ہے۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى

تم یہ کہدو کہ اگر سب آدمی اور کل جن اس بات کے لئے جمع ہو جائیں

حاشیہ صفحہ ۵۷۹ ۔ لہ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ کافی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ کسی عمل خیر کی نیت کرنا خود اُس عمل کے بجا لانے سے بہتر ہے اور خود عمل کا بجا لانا نعمت ہے پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ شَاكِلَتِهٖ کے معنی ہیں نِيَّتِهٖ ۔ نیز کافی اور تفسیر عیاشی میں اُنہی حضرت سے منقول ہے کہ جہنمی جہنم میں ہمیشہ اسلئے رہینگے کہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۸۰ - نوبت ہی نہ پہنچی تھی اور چپکے چپکے یہ باتیں ہی ہو رہی تھیں کہ جناب امام جعفر صادق اُنکے پاس سے گزرے اور اُن کی طرف متوجہ ہو کر پوری آیت اس طرح تلاوت فرمائی کہ وہ سب کے سب مبہوت ہو کر رہ گئے ۱۲ سلہ فَاَبٰٓی اَکْثَرُ النَّاسِ اِلَّا کُفُوْرًا کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جبرئیل امین نے یہ آیت یوں پہنچائی تھی فَاَبٰٓی اَکْثَرُ النَّاسِ بِوَلَایَۃِ عَلِیٍّ اِلَّا کُفُوْرًا اسپر بھی بہت سے لوگ ولایت جناب امیر المومنین کا انکار کئے بغیر نہ رہے ۱۲

اَوْ تَاْتِیَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ﴿۹۲﴾ اَوْ يَكُوْنَ

یا اللہ کو اور فرشتوں کو سامنے لاکر کھڑا نہ کر دو یا خاص تمہارا

لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِى السَّمَآءِ ؕ

سونے کا ایک محل نہ ہو یا تم آسمان پر چڑھ نہ جاؤ

وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا

اور ہم چڑھ جانے پر بھی ایمان نہ لائینگے جب تک ہم پر ایک نوشتہ نہ نازل کرو

كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّىْ هَلْ

اُسے پڑھ کر دیکھ لیں - تم جواب دیدو کہ میرا پروردگار اس سے منزہ ہے کہ

كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۳﴾ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ

اسپر کسی کا حکم چلجائیں تو صرف ایک انسانی رسول ہوں اور کچھ اور تو نہیں ہوں اور آدمیوں کو جبکہ

اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ

انکے پاس ہدایت آچکی ایمان لانے سے روکا کس چیز نے ہے سوائے اسکے کہ انہوں نے یہ

قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۴﴾

کہنا کہ کیا خدا نے کسی آدمی کو رسول بنا کر بھیجا ہے

قُلْ لَّوْ كَانَ فِى الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ

تم یہ کہدو کہ اگر ایسی زمین میں فرشتے اطمینان سے چلتے پھرتے ہوتے

مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا

تو ہم اُن پر آسمان سے کسی فرشتہ ہی کو رسول بنا کر بھیجتے

ع ۱۰

حاشیہ صفحہ ۵۸۱

سلہ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا احتجاج طبرسی اور تفسیر امام میں سورۂ بقر کی ۱۰۶ آیت کے متعلق اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْــَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ (ترجمہ کیلئے دیکھو صفحہ ۳۱ سطر ۴) بروایت جناب امام علی نقی منقول ہے کہ ایکدن جناب رسول خداؐ مکہ معظمہ میں کعبۃ اللہ کی چوکھٹ پر بیٹھے تھے گنتی کے اصحاب آپکے ساتھ تھے اور آپ اُنکو کتاب خدا سُنا رہے تھے اور امر و نہی خدا پہنچا رہے تھے اسی عرصے میں رؤسائے قریش کا ایک گروہ جنمیں ولید ابن مغیرہ مخزومی ابوالبختری ابن ہشام ابوجہل ابن ہشام عاص بن وائل سہمی عبداللہ بن ابی امیہ مخزومی اور بہت سے لوگ تھے جمع ہو گیا اور یہ مشرک ایکدوسرے سے کہنے لگے کہ یارو! اب محمدؐ کا کام چمک گیا اور اُن کی شان بہت بڑھ گئی - آؤ اب ہم انکو تکلیفیں پہنچائیں اور خوب رُلائیں اور جھنکوں اُن پر حجت قائم کریں اور جو کچھ یہ لیکر آئے ہیں اُسکو باطل ثابت کریں تاکہ ان کے اصحاب کے سامنے انکی حقارت ہو اور انکی شان گھٹے اور اس صورت میں ممکن ہے کہ (معاذ اللہ) اپنی گمراہی اور سرکشی سے باز رہیں - اور اگر پھر بھی یہ باز نہ رہے تو پھر ہم تیغ بُراں کو کام میں لائینگے ابوجہل بولا کہ انکے کلام کا اور مجادلہ کا جواب کون دیگا؟ عبداللہ ابن ابی امیہ نے کہا کہ یہ میرا کام ہے کیا تم مجھے اس قابل نہیں سمجھتے کہ میں اُنکے مجادلہ کیلئے بھی کافی ہوں اور کلام کے مقابلے میں کلام کرنے میں بھی؟ ابوجہل نے کہا - کیوں نہیں - اب یہ سب جمع ہو کر آئے اور عبداللہ ابن ابی امیہ نے گفتگو شروع کی - اُسکی طولانی گفتگو ... کا سب لب لباب اوپر کی آیتوں میں وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ ..... سے حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ تک خدا تعالیٰ نے نقل فرمایا ہے اور اپنے رسولؐ کو یہ مختصر و کافی

ـــہ تسع آیٰتٍ بیّنٰتٍ خصال اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ وہ نو نشانیاں یہ تھیں۔ ٹڈیاں۔ جوئیں۔ مینڈک۔ خون۔ سیلاب۔ عبور سمندر۔ پتھر سے پانی نکالنا۔ عصا۔ ید بیضا۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ ایک یہودی نے جناب رسولخدا سے انہی احکام کی بابت سوال کیا تھا تو آنحضرت نے فرمایا تھا کہ یہ ہیں۔ تم خدا کا کسی کو شریک نہ کرو۔ اسراف یعنی فضول خرچی و زیادتی نہ کرو۔ زنا نہ کرو۔ بغیر حق (یعنی بلا قصاص یا بغاوت) کسی نفس کو قتل نہ کرو۔ کسی بیگناہ کو قتل کرانیکی نیت سے حاکم کے پاس نہ لیجاؤ۔ جادو نہ کرو۔ سود نہ کھاؤ۔ شوہر والی عورت پر اتہام نہ لگاؤ۔ جہاد کے دن بھاگنے کی نیت سے منہ نہ موڑو۔ اور اے یہودیو! تمہارے لئے مخصوص ایک آیت اور بھی کہ احکام سبت میں زیادتی نہ کرو۔ اس یہودی نے آنحضرت کے ہاتھ چوم لئے اور عرض کی کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نبی برحق ہیں۔ قول مترجم۔ مندرجہ بالا دونو تفسیریں ظاہراً ایک دوسرے کے برخلاف معلوم ہوتی ہیں۔ مگر لفظ آیت کو سمجھ لینے سے یہ خدشہ دور ہو سکتا ہے۔ آیت کے معنی نشانی اور معجزہ بھی ہیں۔ اور آیت کے معنی حکم بھی۔ پس اوّل کی روایت میں وہ کھلے معجزے شمار کر دئے گئے جو جناب موسٰے کے دست حق پرست پر ظاہر ہوئے تھے اور آخر کی روایت میں وہ احکام جتلا دئے گئے جو انکی بدولت پہنچے تھے۔ کھلے معجزے بھی گنتی میں نو ہی تھے۔ اور کھلے احکام بھی جنپر قیامت تک عملدرآمد ہوگا نو ہی ہیں ۱۲ ـــہ لقد علمت

نَبِیْلًا فَاَبَی الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۹۹﴾ قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ

طرح کا شک نہیں پھر بھی یہ ظالم انکار کئے بغیر نہ رہے۔ تم کہدو کہ اگر تم میرے پروردگار کی

خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّیْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْیَةَ الْاِنْفَاقِ ؕ

رحمت کے خزانوں کا اختیار رکھتے ہوتے تو اسوقت بھی تم انکے خرچ ہو جانیکے خوف سے بخل

وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ﴿۱۰۰﴾ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ

کرتے اور انسان ہے ہی بخیل اور یقیناً ہمنے موسٰے کو نو کھلی نشانیاں

اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ

دی تھیں پس بنی اسرائیل سے دریافت کر لو کہ جب وہ انکے پاس آئے

فِرْعَوْنُ اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰمُوْسٰی مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۱﴾ قَالَ لَقَدْ

تو فرعون نے انسے یہ کہدیا تھا کہ اے موسٰی میں تو یہ خیال کرتا ہوں کہ تم پر کسی نے جادو کر دیا ہے

عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

انہوں نے فرمایا کہ (اے فرعون) اتنا تو تو بھی سمجھ گیا کہ انکو کسی اور نے نہیں اتارا ہے مگر آسمانوں کے

بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴿۱۰۲﴾ فَاَرَادَ اَنْ

اور زمین کے پروردگار نے دلیلیں مقرر کر کے اور اے فرعون میرا یہ خیال ہے کہ تیری شامت آئی ہے

یَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِیْعًا ﴿۱۰۳﴾

پس فرعون نے یہ ارادہ کیا کہ انکو اس ملک سے پریشان کر کے نکالدے پس ہمنے اسکو اور جو اسکے

وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ

ساتھ تھے ان سب کو ڈبو دیا اور اسکے بعد بنی اسرائیل سے یہ کہدیا کہ تم اس زمین پر رہا کرو

ع ۱۱/۷

لفظی معنی تو نے یقیناً جان لیا۔ تفسیر مجمع البیان میں مروی ہے کہ جناب امیرالمومنینؑ نے اسی عَلِمْتَ کے بارے میں فرمایا کہ وہ دشمن خدا یعنی فرعون کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔ البتہ جناب موسٰے جاننے والے تھے پس انہوں نے لَقَدْ عَلِمْتُ فرمایا تھا جسکے معنی ہیں کہ میں نے یقیناً جان لیا قول مترجم۔ جن لوگوں نے قرآن ناطق کو چھوڑ دیا ہے انکا قرآن صامت کے الفاظ کو اسطرح زیر و زبر کرنا کچھ بعید نہ سمجھئے ۱۲

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۸۵ ۔ ؎ عِوَجًا قَیِّمًا تفسیر قمی میں ہے کہ یہ مقام منجملہ اُن مقامات کے ہے جنہیں ترکیب کے وقت کلموں کی تقدیم و تاخیر ہو گئی ہے ۔ چنانچہ اصل میں تھا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ قَیِّمًا وَّ لَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۔ عِوَجٌ بالکسر کے معنی ہیں عام کجی اور عَوَجٌ بالفتح کے معنی ہیں اصل شے میں کجی ۱۲

قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۝۴ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّ لَا لِاٰبَآئِهِمْ

یہ کہدیا تھا کہ اللہ نے بیٹا بنا لیا ہے نہ تو خود اُن کو اس کا کچھ علم ہے اور نہ اُنکے باپ دادا

كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ؕ اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا

ہی کو تھا بڑی سخت بات ہے جو اُنکے مُنہ سے نکلتی ہے وہ بڑا جھوٹ بولتے

كَذِبًا ۝۵ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓی اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا

ہیں پس اگر وہ اس بات پر ایمان نہ لائیں تو شاید تم افسوس کے مارے اُنکے

بِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا ۝۶ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَی الْاَرْضِ

پیچھے اپنی جان ہلاک کر ڈالو گے بالتحقیق ہمنے اُسکو جو زمین پر ہے اسکی زینت

زِیْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَیُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝۷ وَ اِنَّا

قرار دیا ہے کہ ہم اُنکو آزمائیں کہ ان میں سب سے اچھا عمل کرنے والا کون ہے اور ہم جو کچھ بھی

لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَیْهَا صَعِیْدًا جُرُزًا ۝۸ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ

اُسپر ہے (اُسے فنا کر کے) چٹیل میدان بنانیوالے ہیں کیا تمنے یہ گمان کر لیا ہے کہ

اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَ الرَّقِیْمِ كَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا ۝۹ اِذْ اَوَی

غار (والے) اور کتبہ والے ہماری نشانیوں میں سے کچھ زیادہ عجیب تھے (اُسوقت کو یاد کرو)

الْفِتْیَةُ اِلَی الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً

جبکہ یہ نوجوان غار میں جا رہے اور اُنہوں نے عرض کی تھی کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو اپنے

وَّ هَیِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝۱۰ فَضَرَبْنَا عَلٰٓی اٰذَانِهِمْ

پاس سے رحمت عنایت کر اور ہمارے لئے ہمارے معاملہ کی درستی کا سامان کر دے پس اُسی کھوہ میں ہمنے

حاشیہ صفحہ ۵۸۶ ۔

؎ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا تفسیر قمی میں ہے کہ ان کہنے والوں سے مراد قریش ہیں جنہوں نے یہ کہدیا تھا کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں اور یہود و نصاریٰ مراد ہیں جنہوں نے عزیر و مسیح کو خدا کا بیٹا بنا لیا تھا ۱۲

؎ لِنَبْلُوَهُمْ اَیُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۔ کافی میں ہے کہ جناب امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ اللہ نے اپنا دنیا میں سے کسی کے لئے دنیا کی زینت اور اسکی جلد فنا ہو جانیوالی چیزوں کو پسند نہیں فرمایا اور نہ اُنہیں سے کسی کو خود دنیا اور اسکی خوش کرنیوالی چیزوں کی طرف رغبت دلائی بلکہ دنیا اور اہل دنیا کو صرف اسلئے پیدا کیا ہے کہ اُنکی آزمائش کرے کہ دنیا میں رہکر آخرت کے لئے سب سے زیادہ عمل کرنیوالا کون ہے ۱۲

؎ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَ الرَّقِیْمِ تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اصحاب کہف کے اتنی مدت زندہ رہنے کو عجیب نہ سمجھو بلکہ جو نشانیاں ہمنے تمکو دی ہیں اُنکو اس سے کہیں زیادہ سمجھو۔ اصحاب کہف چند نوجوان تھے جو اُس زمانہ فترت میں گزرے ہیں جو حضرت عیسےٰؑ اور جناب محمد مصطفےٰؐ کے مابین گزرا ہے۔

قول مترجم فترت اُس زمانہ کو کہتے ہیں جو ایک رسول صاحب شریعت کے بعد سے دوسرے رسول صاحب شریعت کے آنے تک گزرے۔ الرقیم سے مراد تانبے کی دو تختیاں ہیں جنہیں ان نوجوانوں کی حالات۔ انکے اسلام لانیکے واقعات اور اسکا ذکر کہ دقیانوس بادشاہ ان سے کیا چاہتا تھا اور آخر ان پر کیا گزری اور کیونکر گزری۔ یہ سب کچھ درج ہے۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے سورۂ کہف کی شانِ نزول میں جو کچھ وارد ہوا ہے اُسکا خلاصہ یہ ہے کہ قریش میں سے تین شخص نضر بن حارث بن کلدہ۔ عقبہ بن ابی معیط اور عاص بن وائل سہمی نجران اس غرض سے گئے تھے کہ یہود و نصاریٰ سے کچھ مسئلے سیکھ کر آئیں اور جناب رسولِ خداؐ کو دق کریں۔ علمائے یہود نے اُنکو چار سوال بتلا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۹۱ - جایا کریں تو پھر آپکو اختیار ہے جسے چاہئے اپنے پاس بٹھایا کیجئے۔ اسی پر خدا تعالےٰ نے یہ آیت نازل کی اور اس آیت میں مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا سے مراد عیینہ بن حصین بن حذیفہ بن بدر فزاری ہے جس کا اوپر ذکر ہو چکا ۱۲

لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ؕ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا

ناانصاف لوگوں کے لئے ایسی آگ تیار کی ہے جسکے پردے انکو گھیر لینگے اور اگر وہ (پیاس سے)

يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ؕ بِئْسَ الشَّرَابُ

فریاد کرینگے تو انکو ایسا پانی پلایا جائیگا جیسے پگھلا ہوا تانبا جو چہرے کو جھلس دیگا وہ کتنی بری

وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

پینے کی چیز ہے اور کتنی بری جگہ ہوگی؟ بالتحقیق وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک

اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ﴿۳۰﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ

عمل کئے یقیناً ہم نیک عمل کرنیوالوں کا ثواب ضائع نہ کرینگے وہ وہی تو ہیں جنکے لئے دائمی

جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ

باغات ہیں جن کے نیچے ندیاں بہتی ہیں جنہیں اُن کو سونے

فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا

کے کنگنوں سے آراستہ کیا جائیگا اور سندس و استبرق کے سبز کپڑے

مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ

پہنیں گے (اور) اُنہی میں تختوں پر تکیے لگائے (بیٹھے ہوں گے)

نِعْمَ الثَّوَابُ ؕ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۳۱﴾ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا

یہ کیسا اچھا صلہ ہے اور وہ کتنی عمدہ جگہ ہوگی؟ اور انکے لئے اُن دو آدمیوں کی مثل

رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ اَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا

بیان کرو کہ جنمیں اُن دونوں میں سے ایک کیلئے انگور کے دو باغ لگادئے تھے اور اُن

ع ۴ ۹ ۱۶

۵ قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جبرئیل امین اس آیت کو یوں لائے تھے قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فِیْ وِلَایَةِ عَلِیٍّ ۱۲

حاشیہ صفحہ ۵۹۲

۱ اَلْمُهْل۔ لفظی معنی روغن زیت کی تلچھٹ یا پگھلا ہوا تانبا۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اَلْمُهْل سے مراد وہ چیز ہے جو روغن زیت میں سے بعد اس کے صاف کرنے کے نیچے بیٹھ جاتی ہے۔ ۱۲

۲ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ لفظی معنی یہ ہیں کہ انکے لئے اُن دو آدمیوں کی مثل یا حالت بیان کرو۔ اور مطلب یہ ہے کہ کفار اور مومن دونو کے لئے ایسے دو شخصوں کی حالت بیان کرو جن میں سے ایک تو مالدار تھا۔ اور ایک مفلس۔ چنانچہ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ایک ایسے شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس کے دو بڑے بڑے باغ تھے جن میں بہت ہی کثرت سے میوہ پیدا ہوتا تھا جیسا کہ خود خدا تعالےٰ بیان فرماتا ہے۔ اور ان دونو باغوں کے مینڈ پر کھجور کے درخت بھی بہت سے تھے اور زراعت بھی خوب ہوتی تھی اور پانی بھی بکثرت تھا اور اسکے پڑوس میں ایک مفلس بھی رہتا تھا جس کے مقابل اس مالدار نے بہت کچھ شیخی بگھاری تھی ۔ ۱۲

أَن يُقْضَىٰ إِلَيْكَ وَحْيُهُ ۖ وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَلَقَدْ

وحی پوری ہو چکی ہو جلدی نہ کیا کرو اور یہ کہا کرو کہ اے میرے پروردگار میرا علم بڑھا دے[1] اور آدمؑ

عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِن قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا ﴿۱۱۵﴾ وَإِذْ

کو ہم نے پہلے ہی ایک حکم دیا تھا[2] پس وہ اُس کو بھول گئے اور ہم نے اُن میں پختگی نہ پائی[3] اور

قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَىٰ ﴿۱۱۶﴾

(اُس وقت کو یاد کرو) جبکہ ہم نے کل فرشتوں سے کہا تھا کہ تم آدمؑ کو سجدہ کرو پس سوائے ابلیس کے سب

فَقُلْنَا يَا آدَمُ إِنَّ هَٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا

ہی نے سجدہ کیا وہ منکر رہا پس ہم نے کہدیا کہ اے آدمؑ یہ تمہارا اور تمہاری زوجہ کا یقینی دشمن ہے

مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقَىٰ ﴿۱۱۷﴾ إِنَّ لَكَ أَلَّا تَجُوعَ فِيهَا وَلَا تَعْرَىٰ ﴿۱۱۸﴾

ایسا نہو کہ یہ تم دونوں کو جنّت سے نکالدے پھر تم تکلیف میں پڑجاؤ حالانکہ اب تمہیں یہ بات حاصل ہے کہ

وَأَنَّكَ لَا تَظْمَأُ فِيهَا وَلَا تَضْحَىٰ ﴿۱۱۹﴾ فَوَسْوَسَ إِلَيْهِ

تم اس جنّت میں بھوکے رہتے ہو اور نہ ننگے اور نہ اسمیں کبھی پیاسے ہوتے ہو اور نہ دھوپ کھاتے ہو اب

الشَّيْطَانُ قَالَ يَا آدَمُ هَلْ أَدُلُّكَ عَلَىٰ شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَ

شیطان نے چپکے چپکے دل میں ڈالی اور یہ کہا کہ اے آدمؑ کیا میں تمہیں ہمیشہ کی زندگی کا درخت

مُلْكٍ لَّا يَبْلَىٰ ﴿۱۲۰﴾ فَأَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَ

بتا دوں اور ایسی سلطنت جو کبھی پرانی نہو پس دونو نے اسمیں سے کچھ کھا لیا پس اُنکی شرمگاہیں اُن پر ظاہر

طَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِن وَرَقِ الْجَنَّةِ ۚ وَعَصَىٰ

ہو گئیں اور وہ دونو جنّت کے پتے اپنے بدن پر چپکانے لگے اور آدمؑ نے اپنے

[1] قُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا ۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولخدا سے منقول ہے کہ جو دن مجھ پر ایسا گزرے کہ اُسدن میرا علم زیادہ نہو جس سے مجھے قربت خدا حاصل ہو تو خداتعالےٰ اُس دن کے سورج طلوع کرنے میں برکت نہ دے۔ الخصال میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب امیرالمومنینؑ سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ آدمیوں میں سب سے زیادہ عالم کون ہے؟ فرمایا وہ جو اپنے علم کے ساتھ اور لوگوں کے علم کو بھی جمع کرلے اور اُنہی حضرت نے بروایت اپنے آباؤ اجداد کے جناب رسولِ خدا سے منقول ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک علم کی فضلیت اُسکی عبادت کی فضیلت سے زیادہ محبوب ہے ۱۲

[2] وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِن قَبْلُ فَنَسِيَ ۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے خداتعالیٰ کے اس قول کے بارے میں منقول ہے کہ واللہ جناب رسولخدا پر یہ آیت اس طرح نازل ہوئی وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِن قَبْلُ كَلِمَاتٍ فِي مُحَمَّدٍ وَعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَالْأَئِمَّةِ مِن ذُرِّيَّتِهِمْ فَنَسِيَ ۱۲

[3] وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا ۔ علل الشرائع میں جناب امام محمد باقرؑ سے ایک حدیث منقول ہے جسمیں یہ بھی ہے کہ جو انبیاء اولوالعزم ہیں اُنسے یہ عہد لیا گیا تھا کہ میں تمہارا پروردگار ہوں اور محمدؐ میرا رسول اور امیرالمومنین علیؑ اور اُنکے اوصیاء جو اُنکے بعد ہونگے وہ میرے امر کے ولی اور میرے علم کے خازن ہیں۔ اور از آنجملہ مہدیؑ کے ذریعہ سے میں اپنے دین کی نصرت کرونگا اور اپنی سلطنت اُنہی کے ذریعہ سے ظاہر کرونگا اور اُنہی کے ذریعہ سے اپنے دشمنوں سے انتقام لونگا اور اُنہی کے ذریعہ سے خوشی یا بجبر میری عبادت کیجائیگی پس سب نے اقرار کیا تھا اور گواہی دی تھی مگر آدمؑ نے نہ اقرار کیا تھا نہ انکار بس پانچ کا عزم تو مہدیؑ کے

[illegible]

لے اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا۔ تفسیر صافی میں ہے کہ معترضین گھٹاتے گھٹاتے یہاں تک پہنچ گئے کہ اگر اس رسول پر کوئی خزانہ نہ ڈالا گیا تو کم سے کم ایک باغ تو ہوتا جیسا کہ زمینداروں اور کاشتکاروں کے پاس ہوا کرتا ہے کہ یہ اسکی آمدنی سے بہ راحت و آرام زندگی بسر کرتا۔ اور ایک قرأت کے بموجب بجائے يَاْكُلُ مِنْهَا کے نَاْكُلُ مِنْهَا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم بھی اسمیں سے کچھ کھاتے ۱۲۔

اَوْ يُلْقٰۤى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا ؕلے

یا اُس پر خزانہ کیوں نہ ڈالدیا گیا یا اسکا کوئی باغ کیوں نہ ہوا کہ یہ اسمیں سے کھاتا

وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ لے اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا

اور نافرمان یہ کہتے ہیں کہ تم تو ایک سحر زدہ شخص کی پیروی کر رہے

مَّسْحُوْرًا ﴿۸﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ

ہو دیکھو تو اُنھوں نے تمہارے لئے کیسی کیسی مثلیں بیان

الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا لے ﴿۹﴾

کیں پس خود ہی گمراہ ہو گئے سو (اب) راہ نہ پا سکیں گے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْۤ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا

صاحبِ برکت ہے وہ جو اگر چاہتا تو تمہارے لئے اس سے بہتر مقرر کر دیتا

مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ

یعنی ایسے باغات جنکے نیچے ندیاں بہتی ہوتیں

وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ﴿۱۰﴾ بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ

اور تمہارے لئے بہت سے محل بنا دیتا بلکہ اُنھوں نے تو قیامت کو جھٹلایا

وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ﴿۱۱﴾

حالانکہ جنھوں نے قیامت کو جھٹلایا اُنکے لئے ہمنے بھڑکتی ہوئی آگ مہیا کی ہے

اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا

جو اُنکو دُور سے دیکھے گی تو یہ اُسکے جوش و خروش کی آواز

لے قَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جبرئیل امین نے جناب رسولخدا کو یہ آیت اسطرح سنائی تھی وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ لِاٰلِ مُحَمَّدٍ حَقَّهُمْ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا۔ اور آل محمد کا حق غصب کرنیوالوں نے یہ کہا کہ یہ لوگ صرف ایک جادو کے مارے ہوئے شخص کی پیروی کرتے ہیں ۱۲۔ لے فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ سبیل علی مرتضے ہیں اور مطلب یہ ہے کہ وہ علی مرتضے کی ولایت قبول کرنیکی سعادت نہ حاصل کرسکیں گے ۱۲۔ لے وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا۔ احتجاج طبرسی اور تفسیر امام میں سورہ بقرہ کی آیت اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْئَلُوْا رَسُوْلَكُمْ الخ کی تفسیر میں جناب رسولخدا کے اُس مناظرہ کا ذکر ہے جو عبداللہ ابن ابی امیّہ مخزومی اور اور مشرکین کے سوالات کے جواب میں آپنے فرمایا تھا جسکا ذکر سورۂ انعام صفحہ ۲۰۵ اور سورۂ بنی اسرائیل صفحہ ۱۸۵ پر آچکا ہے یہاں صرف آنحضرت کا وہ جواب درج کیا جاتا ہے جو آنحضرت نے اُنکے اُن سوالات کے جواب میں دیا تھا جسکا خلاصہ خدا تعالی نے وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ ۔۔۔ سے ۔۔۔ يَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا تک فرمایا ہے چنانچہ آنحضرت نے فرمایا کہ اے عبداللہ تو نے جو یہ اعتراض کیا ہے کہ میں بھی مثل تم لوگوں کے کھانا کھاتا ہوں اور اسوجہ سے خدا کا رسول نہیں ہوسکتا تو اصل معاملہ تو خدا کے ہاتھ ہے وہ جو چاہے کرے اور جس طرح چاہے فیصلہ فرمادے۔ خدا تو ہر طرح لائق تعریف ہے مجھے یا کسی اور کو یوں کہنے کا حق نہیں ہے کہ خدا نے ایسا کیوں

بنایا اور اُنکو تندرست و قوی کیوں۔ اور نہ ذلیلوں کو یہ حق ہے (باقی بر صفحہ ۴۱۹)

سلہ فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ۔ اما لی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر سے خدا کے اس قول کا مطلب دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ گنہگار مومن قیامت کے دن مقام حساب میں لاکر کھڑا کیا جائیگا۔ خدا تعالے اُسکے حساب کسی شخص کو مطلع نہ فرمائیگا بلکہ خود اس کا حساب لیگا اور اُسکے گناہ اُسے جتلائیگا جب وہ اپنی بدیوں کا اقرار کریگا تو لکھنے والوں کو حکم دیگا کہ اسکی بدیوں کو نیکیوں سے بدل ڈالو اور لوگوں پر وہ نیکیاں ظاہر کرو۔ اُسوقت لوگ کہینگے کہ یہ عجیب بندہ ہے جس سے ایک بدی بھی نہیں ہوئی۔ پھر خدا تعالے اُسے جنت میں داخل کرنیکا حکم دیگا اس آیت کی تاویل یہی ہے اور یہ خاص ہمارے شیعہ گنہگاروں کے بارے میں ہے اور جناب امام رضا علیہ السلام بروایت اپنے آباؤ اجداد کے منقول ہے کہ جناب رسولخدا نے یہ فرمایا کہ ہم اہلبیت کی محبت گناہوں کو دور کردیتی ہے اور نیکیوں کو بہت کچھ بڑھادیتی ہے۔ اور ہم اہلبیت کے محبوں میں عام بندگان خدا کے حق میں جو مظالم ہوگئے ہونگے اُنکا معاوضہ خدا تعالیٰ خود دیدیگا۔ مگر جو ظلم خصوصیت کے ساتھ مومنوں پر کیا ہوگا اور جو ضرر اُنکو پہنچایا ہوگا اُسکا وبال اُنکو بھگتنا پڑیگا۔ علاوہ انکے اور جو بدیاں ہونگی اُنکو نیکیوں سے بدل دینے کا حکم دیدیگا۔ ۱۲۔ سلہ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق سے اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر اور جناب امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ زُوْر سے مراد غنا (راگ راگنی) ہے اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس کے مراد غنا بھی ہے اور لہو ولعب کے کل جلسے بھی۔ ۱۲۔ سلہ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں کہ جب اُنکا ارادہ مرد یا عورت کے اندام نہانی کے ذکر کرنیکا ہو تو فقط کنایۃً ذکر کردیتے ہیں۔ ۱۲۔

يَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ

کرتے ہیں اور جو ایسا فعل کریگا اُسکا بدلہ پائیگا۔ قیامت کے دن اُسکا عذاب دوگنا کردیا

يَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿۶۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا

جائیگا اور وہ ہمیشہ کے لئے اُسمیں ذلیل ہوکر رہیگا سوائے اُسکے جو توبہ کرلے اور ایمان لے

صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ

آئے اور نیک عمل بجا لائے پس وہی تو ہیں جنکی بدیوں کو اللہ تعالے نیکیوں سے بدلدیگا

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۰﴾ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ

اور اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنیوالا ہے اور جو شخص توبہ کرے اور نیک عمل بجا لاسے

يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿۷۱﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ

تو وہی تو اللہ کی طرف پورا (پورا) رجوع ہوتا ہے اور وہ (خدا کے خاص بندے) بدی کی جگہ

وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿۷۲﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَا

حاضر نہیں ہوتے اور جب کسی بیہودہ چیز کے پاس سے گزرتے ہیں تو بزرگانہ انداز سے گزر

ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ﴿۷۳﴾

جاتے ہیں اور جسوقت انکو اُن کے پروردگار کی آیتوں کے ذریعہ سے نصیحت کیجاتی ہے تو اُن پر بہرے

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ

اور اندھے ہوکر نہیں گرتے اور وہ یہ عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمکو ہماری ازواج

ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿۷۴﴾

کی طرف سے اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عنایت کر اور ہمکو پرہیزگاروں کا پیشوا بنادے

سلہ فرمایا کہ خدا سے سوال تو بہت بڑا کیا ہے کہ عام لوگوں کو متقین کا امام بنادے ۔۔۔ منزل ۴

سلہ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۔ المناقب میں سعید ابن جبیر سے روایت ہے کہ واللہ یہ پوری آیت جناب امیر المومنین کی شان میں خاص ہے وہ حضرت اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا۔ اس سے مراد ہیں جناب فاطمہ زہرا وَذُرِّيّٰتِنَا یعنی حسن اور حسین قُرَّةَ اَعْيُنٍ اس سے یہ مطلب ہے کہ جناب امیر المومنین فرمایا کرتے تھے کہ واللہ میں نے اپنے پروردگار سے کبھی ایسے

اَعۡمَالَهُمۡ فَهُمۡ يَعۡمَهُوۡنَ ۝۴ اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ لَهُمۡ سُوۡٓءُ

دیا ہے پس وہ خود ہی سرگرداں ہیں وہ وہی ہیں جنکے لئے سخت عذاب

الۡعَذَابِ وَهُمۡ فِي الۡاٰخِرَةِ هُمُ الۡاَخۡسَرُوۡنَ ۝۵ وَاِنَّكَ

ہے اور وہی آخرت میں سب سے زیادہ ٹوٹا اٹھانیوالے ہونگے اور یقیناً تمکو

لَتُلَقَّى الۡقُرۡاٰنَ مِنۡ لَّدُنۡ حَكِيۡمٍ عَلِيۡمٍ ۝۶ اِذۡ قَالَ مُوۡسٰى لِاَهۡلِهٖۤ

یہ قرآن صاحب حکمت (و) علم کے پاس سے سکھایا جاتا ہے اسوقت کو یاد کرو جبکہ

اِنِّيۡۤ اٰنَسۡتُ نَارًا ؕ سَاٰتِيۡكُمۡ مِّنۡهَا بِخَبَرٍ اَوۡ اٰتِيۡكُمۡ

موسٰی نے اپنے گھروالوں سے کہا کہ میں نے ایک آگ دیکھی ہے میں بہت جلد اسکے پاس

بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمۡ تَصۡطَلُوۡنَ ۝۷ فَلَمَّا جَآءَهَا

سے تمہارے پاس یا تو کوئی خبر لاتا ہوں یا کوئی دھکتا ہوا انگارا لاتا ہوں تاکہ تم تاپو۔

نُوۡدِيَ اَنۡۢ بُوۡرِكَ مَنۡ فِي النَّارِ وَمَنۡ حَوۡلَهَا ؕ وَسُبۡحٰنَ

پس جب موسٰی اسکے پاس پہنچے تو انکو آواز دیگئی کہ جو اس آگ میں ہے وہ اور جو اسکے اردگرد ہے

اللّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝۸ يٰمُوۡسٰۤى اِنَّهٗۤ اَنَا اللّٰهُ

وہ سب برکت دئے گئے ہیں اور اللہ تمام عالموں کا پروردگار منزہ اور پاک ہے اے موسٰی میں ہی

الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ۝۹ وَاَلۡقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا

تو زبردست (اور) صاحب حکمت خدا ہوں اور اپنا عصا تو ڈالدو۔ پھر جب اسکو اس طرح

تَهۡتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدۡبِرًا وَّلَمۡ

حرکت کرتے دیکھا گویا وہ ایک تیز رو سانپ ہے تو منہ پھیر کر بھاگے اور پلٹ کر نہ دیکھا (مارے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰۹

منافق خدا تعالےٰ کو علانیہ یاد کیا کرتے تھے اور دل میں ذرہ بھر نہیں۔ اسی لئے خدا تعالےٰ نے انکے بارے میں فرمایا ہے يُرَآءُوۡنَ النَّاسَ وَلَا يَذۡكُرُوۡنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيۡلًا (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۱۹۹ سطر ۱۲)

سلہ وَسَيَعۡلَمُ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَيَّ مُنۡقَلَبٍ يَّنۡقَلِبُوۡنَ تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں پھر ان کے دشمنوں کا اور جنہوں نے ان پر ظلم کیا ہے ان کا ذکر کیا۔ اور یہ ارشاد فرمایا وَسَيَعۡلَمُ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡۤا اٰلَ مُحَمَّدٍ حَقَّهُمۡ اَيَّ مُنۡقَلَبٍ يَّنۡقَلِبُوۡنَ واللہ یہ آیت اسی طرح سے نازل ہوئی تھی۔ الجوامع میں ہے۔ کہ جناب امام جعفر صادق اسی طرح تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ ۱۲ ت

سلہ طسٓ۔ معانی الاخبار میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ اَنَا الطَّالِبُ السَّمِيۡعُ (میں طلب کرنے والا اور سننے والا ہوں)۔ ۱۲

۱۲ - ۱۲ - ۱۲ - ۱۲ - ۱۲ - ۱۲

يُعَقِّبْ ۚ يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ ۫ اِنِّىْ لَا يَخَافُ لَدَىَّ

طرف پلٹ کر بھی نہ دیکھا (تو آواز آئی) اے موسٰی ڈرو نہیں کہ رسول میرے پاس ڈرا نہیں کرتے

الْمُرْسَلُوْنَ ⑩ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا ۢ

سوائے اُسکے جس سے کوئی زیادتی ہو جائے پھر وہ بدل کر بدی کے

بَعْدَ سُوْٓءٍ فَاِنِّىْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑪ وَاَدْخِلْ يَدَكَ

بعد نیکی کرے تو بیشک میں بڑا بخشنے والا اور رحم کرنیوالا ہوں۔ اور تم اپنا ہاتھ اپنے

فِىْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۫ فِىْ

گریبان میں ڈالدو کہ وہ بے عیب سفید و نورانی ہو کر نکلیگا۔ (یہ دونوں منجملہ نو معجزوں کے

تِسْعِ اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا

ہیں جو فرعون اور اُسکی قوم کیلئے ہیں) یقیناً وہ نافرمان

قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ⑫ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً

لوگ ہیں۔ پس جب اُنکے پاس ہماری کھلی نشانیاں پہنچیں تو اُنہوں نے

قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ⑬ وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ

یہ کہدیا کہ یہ تو کھلا جادو ہے اور اُنہوں نے از روئے ظلم و تکبر اُن معجزات کا انکار

اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ۭ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

کیا۔ حالانکہ اُن کے دل اُنکا یقین رکھتے تھے پس غور کرو کہ فساد کرنیوالوں کا انجام

الْمُفْسِدِيْنَ ⑭ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ

کیا ہوا۔ اور بیشک ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم عطا

ع ۱
۱۶

سلہ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ تفسیر قمی میں ہے کہ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ کے وہی معنی ہیں جو وَلَا مَنْ ظَلَمَ کے ہیں اور اصل میں تھا بھی یہی۔ پس یہ موقع ہے کہ حرف حرف سے بدل گیا یعنی واؤ الف سے بدل گیا ۱۲ سلہ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ المعانی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ برص وغیرہ کسی بیماری سے ایسا نہ ہوگا ۱۲۔ سلہ فِىْ تِسْعِ اٰيٰتٍ تفسیر صافی میں ہے کہ معجزہ ید بیضا منجملہ اُن نو نشانیوں کے تھا۔ یا اُن کے علاوہ تھا۔ اور وہ نو نشانیاں جو حضرت موسٰی کو عطا کی گئی تھیں ایک حساب سے یہ تھیں۔ سمندر کا پھٹنا۔ طوفان ٹڈیاں۔ جوئیں۔ مینڈک۔ خون۔ چہرے بگڑ جانا۔ خشک سالی۔ کھیتوں اور باغوں کی بربادی۔ دوسرے حساب سے یہ تھیں طوفان ٹڈیاں۔ جوئیں۔ مینڈک۔ خون چہرے بگڑ جانا۔ قحط۔ عصا۔ ید بیضا۔ ۱۲

لہ لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ الخ کافی میں جناب امام محمد باقر سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ سورۂ نساء میں جو خدا تعالےٰ نے فرمایا حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ (دیکھو صفحہ ۱۵۹ سطر ۹ الخ) اس آیت لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ سے یہی عورتیں مراد ہیں جو اس آیت میں حرام ہو چکیں۔ اور اگر معاملہ اس طرح ہوتا جس طرح کہ عوام الناس کہتے (یا مطلب سمجھتے) ہیں تو تمہارے لئے وہ کچھ حلال ہو جاتا جو جناب رسولِ خدا کے لئے بھی نہیں ہے یعنی تمکو یہ اختیار ہے کہ جب چاہو زوجہ کو طلاق دیدو اور دوسری کر لو اور جناب رسولِ خدا کو گویا یہ اختیار نہیں بس جیسا کہ عوام الناس کہتے (یا سمجھتے) ہیں۔ اصل معاملہ یوں نہیں ہے خدا تعالےٰ نے اپنے نبیؐ کو عام اجازت دی تھی کہ جس عورت سے چاہیں نکاح کر لیں سوائے اُن عورتوں کے جن کا ذکر سورۂ نساء میں ہو چکا ہے تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت اوپر کی آیت تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِیْٓ اِلَیْكَ مَنْ تَشَآءُ سے منسوخ ہے گو ترتیب دینے والوں نے اُلٹ پلٹ کر دیا۔ قولِ مترجم منسوخ ہونیکی وجہ ظاہر بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ عوام الناس نے خود رائی کو دخل دیکر آیۂ لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ الخ کو سورۂ نساء کی آیت حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ الخ کا مؤید نہ سمجھا بلکہ مستقل آیت سمجھ کر جناب رسولِ خدا کے اختیارات بخیال خود محدود کر دئے ۱۲ - ۲

مَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ۚ ذٰلِكَ

طلب کر لو تو تمہارے ذمے کوئی الزام نہیں ہے یہ خصوصیت اس سے قریب تر ہے کہ اُن سب

اَدْنٰٓى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَآ

کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ رنجیدہ نہ رہیں اور جو کچھ تمنے انکو دیدیا ہے اُس سے وہ

اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ

سب کی سب خوش رہیں اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اُسے اللہ جانتا ہے اور اللہ بڑا جاننے

عَلِيْمًا حَلِيْمًا ﴿۵۱﴾ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ

والا (اور) بردبار ہے۔ اسکے بعد نہ تمہارے لئے اور عورتیں حلال ہیں اور نہ یہ

اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ

بات کہ تم موجودہ ازواج کے بدلے اور ازواج کر لو گو تمکو انکا حسن کتنا ہی اچھا معلوم

اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

ہو سوائے اُنکے جنکے تم مالک ہو جاؤ (یعنی لونڈیاں) اور اللہ ہر چیز کا نگران

رَّقِيْبًا ﴿۵۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ

ہے۔ اے ایمان لانے والو! نبیؐ کے گھروں میں نہ جاؤ

اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ

سوائے اسکے کہ تم کو کھانے کے لئے اجازت دیجائے سو ایسے وقت نہ جاؤ کہ کھانا پکنے

وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا

کے منتظر رہو بلکہ جب تمکو بلایا جائے تو عین وقت پر جاؤ اور جیسے ہی کھانا کھا چکو فوراً متفرق

منزل ۵

لہ لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب رسولِ خدا نے زینب بنت جحش سے نکاح کیا تو ولیمہ بھی تیار کیا اور اصحاب کو بلا بھی دیا۔ لیکن اصحاب کی یہ حالت تھی کہ کھانا کھا چکتے تو آنحضرت کے پاس بیٹھ کر باتیں بنانا چاہتے اور حضرت کو منظور تھا کہ اب خلوت ہو۔ تو خدا تعالےٰ نے یہ آیت يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ ... سے ... مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ تک نازل فرمائی۔ اس میں اس امر کی بھی ممانعت مدنظر تھی کہ وہ بلا اجازت آنحضرت کے گھر میں چلے آیا کرتے تھے۔ علل الشرائع میں

سلہ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت کا سبب نزول یہ ہے کہ عورتیں اپنے گھروں سے نکل نکل کر مسجد میں آتی تھیں اور جناب رسولِ خدا کے پیچھے نماز پڑھا کرتی تھیں۔ پس جب رات ہوتی اور وہ مغرب و عشا کی نماز کے لئے آتیں یا اندھیرے سے صبح کی نماز کے لئے آتیں تو نوجوان لوگ راستے میں بیٹھ جاتے اور اُنہیں ایذا پہنچاتے اور اُن سے معترض ہوتے۔ پس خدا تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ الخ ۱۲۔ سلہ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ الخ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت اُن منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو مدینہ منورہ میں جناب رسولِ خدا کی نسبت جھوٹی خبریں اُڑایا کرتے تھے۔ جب آنحضرت کسی غزوہ میں جاتے تو یہ کہدیا کرتے کہ آنحضرت قتل کر دیے گئے یا قید کر لئے گئے وغیرہ۔ اس سے مومنوں کو رنج اُٹھانا پڑتا تھا اور وہ آنحضرت سے شکایت کیا کرتے تھے۔ پس خدا تعالٰی نے یہ آیت نازل فرمائی۔ جناب امام محمد باقر فرماتے ہیں کہ اسی آیت کی رو سے ایسے لوگوں پر لعنت واجب ہے جیسے کہ اس آیت میں مذکور ہیں۔ کیونکہ مَلْعُوْنِيْنَ فرمانے کے بعد کوئی موقع توبہ وغیرہ کا اُن کے لئے نہیں چھوڑا۔ بلکہ یہی فرمایا۔ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا۔ قولِ مترجم۔ جناب رسولِ خدا کی نسبت جھوٹی خبریں اُڑانے والوں کی نسبت جب یہ تنبیہ ہے تو رسول اللہ کے نام سے جھوٹی حدیثیں بیان کرنے والوں کی نسبت کیسی کچھ وعید ہونی چاہیئے۔ جھوٹی خبروں سے مومنوں کو جو رنج پہنچتا تھا وہ پائدار نہ ہوتا تھا مگر جھوٹی حدیثوں سے جو صدمہ پہنچا ہے وہ پائدار اور دوامی ہے۔ جھوٹی حدیث بیان کرنے کی بنا غاصبِ اوّل نے کی اور تائید غاصبِ ثانی نے۔ انہی دونو کے جوارِ رسولؐ میں ہونے کا فخر کیا جاتا ہے۔ اب فخر کرنیوالے ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا کو غور سے تلاوت فرمائیں۔ اور جناب امام صاحب العصر والزمان کی اُس حدیث کو جس میں ہے کہ وہ حضرت اُنکی قبریں کھدوا کر اُنکے لاشے نکلوائینگے اور سوکھے درخت پر اُنکو لٹکوائینگے اور بغرض امتحان ملق وہ در[illegible]

ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ

اس سے قریں عقل ہے کہ وہ پہچانی جائیں اور ستائی نہ جائیں اور اللہ بڑا بخشنے والا

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۵۹ لَىِٕنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ

(اور) رحم کرنیوالا ہے اگر منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ ہے۔

وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي

اور مدینہ میں جھوٹی خبریں اُڑانیوالے باز نہ آئے

الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ

تو ہم ضرور تمکو اُنکے درپے کر دینگے پھر وہ اس شہر میں تمہارے پڑوس میں

اِلَّا قَلِيْلًا ۶۰ مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا

نہ رہینگے مگر بہت ہی کم اور ہر طرف سے اُن پر لعنت ہوتی رہیگی۔ وہ جہاں کہیں پائے جائینگے پکڑے

وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ۶۱ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ

جائینگے اور ایسے قتل کئے جائینگے جیسا کہ قتل کئے جانیکا حق ہے۔ اللہ کا قاعدہ اُن لوگوں میں جو

وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۶۲ يَسْــَٔـلُكَ النَّاسُ عَنِ

پہلے گزر گئے (یہی تھا) اور تم اللہ کے قاعدہ میں ہرگز کوئی تبدیلی نہ پاؤگے۔ لوگ تم سے قیامت کا

السَّاعَةِ ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ

حال پوچھتے ہیں۔ تم کہدو کہ اُسکا علم اللہ کے پاس ہے اور تمکو کیا خبر ہے شاید قیامت

السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ۶۳ اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ

قریب ہی ہو بیشک اللہ نے کافروں پر لعنت کی ہے اور اُن کے لئے

منزل ۵

معانقہ ۱۲ منزلات عزیز ۱۲

الربع

[illegible]

۱؎ رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے آلِ محمدؐ کا حق غصب کیا اور انہیں اول امر کے ہیں جنہوں نے ظلم و غصب کی ابتدا کی ۱۲ اور یہ قول خدا نے اُن لوگوں کا نقل فرمایا ہے جو شیطان کے بہکانے سے دنیا میں اُن کو پیشوا سمجھتے رہے اور جب وہ دن آیا جسکو خدا فرماتا ہے يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ تو وہ یہ کہنے لگے جو ان آیتوں میں ہے ۱۲۔ ۲؎ السَّبِيلَا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ سبیل سے مراد جناب امیر المؤمنینؑ ہیں ۱۲۔ ۳؎ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اسکی قرأت یوں بھی آئی ہے وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَثِيرًا۔ قول مترجم۔ یہ بات بہت غور سے دیکھنے اور سمجھنے کے قابل ہے کہ جو لوگ منافقین و غاصبین و ظالمین پر لعنت کرنے سے خود بھی باز رہتے ہیں اور لوگوں کو بھی باز رکھنے کی کوشش کرتے ہیں وہ قیامت کے دن تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ کی مد میں بھی آئینگے اور آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ کی بھی دعا مانگینگے اور وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا کی بھی رٹ لگائینگے۔ اُن بزرگواروں کو لعنت سے بچانا کیسا اُن پر تو دنیا میں بھی لعنت رہی مگر مومنین کی زبانوں سے اور آخرت میں بھی لعنت رہی اور وہ اپنے ہی تابعین کے منہ سے ۱۲ ح ۴؎ فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل یہ کہا کرتے تھے کہ موسٰےؑ کے وہ چیز ہے ہی نہیں جو مردوں کے ہوا کرتی ہے اور موسٰےؑ کی یہ عادت تھی کہ جب غسل کا ارادہ ہوتا تو ایسے مقام پر جاتے جہاں اُنکو کوئی نہ دیکھے۔ ایک دن وہ کسی دریا کے کنارے غسل کر رہے تھے اور اُنہوں نے کپڑے ایک چٹان پر رکھ دئے تھے۔ خدا تعالٰے نے حکم دیا اور وہ چٹان دور چلی گئی۔ یہاں تک کہ بنی اسرائیل کو اُنکے برہنہ جسم کی طرف نظر ڈالنے کا موقع ملا اور اُنہوں نے سمجھ لیا کہ جیسا اُنکا گمان تھا موسٰےؑ ویسے نہیں ہیں۔ الخ اسی میں اُنہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ نہ سب لوگوں کو راضی کیا جاسکتا ہے اور نہ اُنکی زبانیں بند کی جا سکتی ہیں۔ کیا لوگوں نے موسٰےؑ کی نسبت یہ نہ کہدیا تھا کہ

لَهُمْ سَعِيرًا ﴿۶۴﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا

بھڑکتی ہوئی آگ تیار کی ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہونگے نہ کوئی حمایتی پائینگے

وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۶۵﴾ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ

اور نہ کوئی مددگار جس دن اُن کے منہ جہنم میں اوندھا دئے جائینگے وہ یہ کہتے ہونگے کہ

يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ﴿۶۶﴾ وَقَالُوْا رَبَّنَآ

کاش ہم اللہ کی اطاعت کرتے اور (کاش ہم) رسول کی اطاعت کرتے۔ یہ بھی عرض کرینگے کہ

اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ﴿۶۷﴾

اے ہمارے پروردگار یقیناً ہمنے اپنے سرداروں کی اور اپنے بڑوں کی اطاعت کی تھی پس اُنہوں نے

رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا

ہمکو راہِ راست سے بھٹکا دیا۔ اے ہمارے پروردگار! اُنکو اس عذاب کا دُہرا حصہ دے اور اُن پر

كَبِيْرًا ﴿۶۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا

لعنت (بھی) بڑی سی لعنت کر۔ اے ایمان لانیوالو! تم اُن لوگوں کے مانند نہ ہونا جنہوں نے موسٰے

مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ۭ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ﴿۶۹﴾

کو ایذا دی تھی پھر جو کچھ وہ لوگ کہا کرتے تھے اللہ نے موسٰیؑ کو تو اُس سے بری کیا اور موسٰیؑ اللہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿۷۰﴾

کے نزدیک رودار تھے۔ اے ایمان لانیوالو! اللہ سے ڈرو اور ٹھیک ٹھیک بات کیا کرو کہ

يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ

وہ تمہاری خاطر سے تمہارے کاموں کو سنوار دے اور تمہارے گناہوں کو بخشدے اور جو اللہ اور

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۵۱ ۔ کے قائل ہونگے ۔۱۲۔ ۔ <u>لے</u> وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۔ کافی اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اِس آیت کی تفسیر میں منقول ہے ۔ کہ یہ آیت یوں نازل ہوئی تھی ۔ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فِيْ وَلَايَةِ عَلِيٍّ وَّالْاَئِمَّةِ مِنْۢ بَعْدِهٖ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۔ (اور جو شخص علیؑ مرتضےٰ اور اُنکے بعد کے ائمہؑ کی ولایت کے بارے میں خدا و رسولِ خدا کی اطاعت کریگا وہ یقیناً بہت بڑی کامیابی حاصل کریگا) ۱۲۔

وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۱﴾ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ

اُس کے رسولؐ کی اطاعت کریگا اُسی نے تو بڑی کامیابی حاصل کی بیشک ہمنے اِس امانت

عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا

کو آسمانوں کے اور زمین کے اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تو اِن سب نے اُسکے اُٹھانے سے

وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا

انکار کردیا اور اُس سے ڈر گئے اور انسان نے اُس کو اُٹھا لیا ۔ یقیناً وہ (انسان) اپنے

جَهُوْلًا ﴿۷۲﴾ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ

حق میں بڑا ظالم (اور) نادان تھا تاکہ اللہ منافق مردوں کو اور منافق عورتوں کو اور مشرک

وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

مردوں کو اور مشرک عورتوں کو عذاب دے اور ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کی

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۳﴾

توبہ قبول کرے اور اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے ۔

سُوْرَةُ سَبَاٍ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً

سورۂ سبا مکہ میں نازل ہوا اور اس کی چوّن آیتیں ہیں ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(رحمٰن و) رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي

ہر قسم کی تعریف اُسی اللہ کے لئے زیبا ہے جسکی ملکیت آسمانوں میں جو کچھ ہے وہ (بھی) ہے اور

منزل ۵

حاشیہ صفحہ ۸۵۲

لے اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ ۔ العیون اور المعانی میں جناب امام جعفر صادقؑ اور جناب امام رضا علیہما السلام سے اِس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ امانت سے مراد ولایت ہے ۔ جسنے ناحق اُسکا ادّعا کیا وہ کافر ہوگیا ۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے ۔ کہ امانت سے مراد امامتِ جناب امیرالمؤمنینؑ ہے ۔ البصائر میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ امانت سے مراد ولایت ہے ۔ آسمان و زمین اور پہاڑوں نے اُسکے حامل ہونے سے انکار کیا اور یہ جو فرمایا ہے ۔ کہ <u>حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ</u> یہاں انسان سے مراد ابوبکر ہے ۔ المعانی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ امانت سے مراد امامت ہے اور الانسان سے مراد ابوالشرور منافق ۔ اور خلاصہ اِس پوری حدیث کا یہ ہے کہ خدائے تعالےٰ نے ارواحِ ائمہؑ کو آسمانوں کے زمین کے اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا اور اُنکا نور اِن سب پر چھا گیا اور اُنکی فضیلت میں جو کچھ مناسب جانا فرمایا پھر یہ ارشاد کیا کہ اُنکی ولایت میری مخلوق کے پاس امانت ہوگی ۔ پس تم میں سے اُس کی گراں باری کو کون اُٹھائیگا ۔ اور ایسا کون ہوگا جو اپنے لئے اُسی ولایت کا مدعی ہو ۔ پس عظمتِ پروردگارِ عالم کے لحاظ سے سب نے اُس منزلت کے ادّعا سے اور اُس محل و مرتبہ کی تمنّا سے انکار کیا ۔ اور جب خدائے تعالےٰ نے آدمؑ اور حوّا کو جنّت میں آباد

الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ وَهُوَ الْحَكِيْمُ

زمین میں جو کچھ ہے وہ (بھی) اور ہر قسم کی تعریف آخرت میں بھی اُسی کی ہے اور وہی حکمت والا (اور)

الْخَبِيْرُ ﴿۱﴾ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا

صاحبِ خبر ہے۔ جو چیز زمین میں داخل ہوتی ہے اُسے بھی وہ جانتا ہے اور جو چیز اُس سے نکلتی

وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَهُوَ الرَّحِيْمُ

ہے اُسے بھی اور جو آسمان سے اُترتی ہے اُسے بھی اور جو اُسپر چڑھتی ہے اُسے بھی۔ اور وہ بڑا رحم

الْغَفُوْرُ ﴿۲﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ

کرنیوالا (اور) بخشنے والا ہے۔ اور جو لوگ کافر ہو گئے اُنھوں نے یہ کہدیا کہ ہمارے لئے قیامت (ہی)

قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ عٰلِمِ الْغَيْبِ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ

نہ آئیگی۔ تم کہدو ہاں میرے پروردگار کی قسم جو غیب کا جاننے والا ہے اور جس سے کوئی ذرہ برابر چیز

مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَا اَصْغَرُ

آسمانوں کی پوشیدہ ہے اور نہ زمین کی اور نہ اُس سے چھوٹی چیز پوشیدہ ہے اور نہ بڑی مگر یہ کہ

مِنْ ذٰلِكَ وَلَا اَكْبَرُ اِلَّا فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳﴾ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ

کھلی کتاب میں سب (کا مذکور) ہے قیامت تمہارے لئے ضرور آئیگی تاکہ خدا تعالیٰ اُن لوگوں

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ

کو جو ایمان لائے اور اُنھوں نے نیک عمل کئے جزا دے خیر دے گناہوں کی بخشش اور بہتر سے بہتر

رِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۴﴾ وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ

رزق اُنہی کے لئے ہے اور جنہوں نے ہمکو ہرانے کیلئے ہماری آیتوں کے باطل کرنے میں

منزل ۵

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۵۲۔ کیا اور آپنے جو کچھ مناسب جانا کہدیا تو شیطان نے دوستی کے پیرائے میں اُنکے دل میں یہ بات ڈالی۔ کہ اُس منزلت کی تمنا کریں۔ اسی وجہ سے توفیق الٰہی اُنکی یاور نہ رہی اور درخت گندم کھانے کی نوبت آئی۔ آخر حدیث یہ ہے کہ اسکا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ بعد آدمؑ تمام انبیاء اس امانت کی حفاظت کرتے رہے اور اپنے اوصیاء کو اور اپنی اپنی اُمت کے خالص مومنوں کو اسکی اطلاع دیتے رہے پس اُسکے ادعا کے سب منکر بلکہ اُس سے خائف رہے اور اُس کا مدعی ایک ایسا انسان بنا جو قیامت کے دن ہر ظلم و زیادتی کا بانی اور سرچشمہ سمجھا جائیگا۔ اسکے متعلق اور حدیثیں ضمیمہ میں نمبر شمار ۱۶۲ ملاحظہ ہوں ۱۲

سلہ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۔ ثواب الاعمال میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ سورۂ احزاب سورۂ بقر سے بھی زیادہ طویل تھی مگر چونکہ اسمیں عرب کے مردوں اور عورتوں کی عموماً اور قریش کی خصوصاً بداعمالیاں ظاہر کی گئی تھیں اس لئے اسے کم کر دیا گیا اور اسمیں تحریف کر دی گئی ہے۔ ۱۲

حاشیہ صفحہ ۸۵۳

سلہ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ ۔۔۔ تا ۔۔۔ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ سب سے پہلے خدا تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا اور اُسے حکم دیا کہ لکھ پس جو کچھ ہو چکا تھا اور جو کچھ قیامت تک ہونیوالا تھا اُسنے سب کچھ لکھ ڈالا۔ ۱۲

ؔلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَھُمْ ۙ وَھُمْ لَھُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے اسکا مطلب یہ منقول ہے کہ یہ دیوتا تو اُن کی کوئی مدد نہیں کر سکتے اور وہ گروہ کے گروہ اُنکے پاس حاضر رہتے ہیں اور ایک قول کے بموجب مُحْضَرُوْنَ کے یہ معنی بھی آئے ہیں کہ جن بتوں کو یہ پوجا کیا کرتے تھے اُنہی کے پیچھے پیچھے اُنکے غول کے غول جہنم میں بھیجدئے جائینگے قول مترجم مشرکوں کو جو حالت بت پرستی کے سبب پیش آئیگی وہی تثلیث پرستوں کو اپنے ٹھاکروں کے ذریعہ سے پیش آئیگی جب جی چاہے تجربہ کرلیں کسی مصیبت میں پکار کر دیکھیں کہ وہ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَھُمْ کے مصداق ہیں یا نہیں اور یہ لوگ وَھُمْ لَھُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ کے دنیا میں بھی مصداق ہیں اور اگر خدا نخواستہ اسی عقیدہ پر مر گئے تو دوسرے معنی بھی ان پر راست آجائینگے۔

اَفَلَا یَشْکُرُوْنَ ﴿۷۳﴾ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اٰلِھَۃً

بہت سی منفعتیں اور پینے کی چیزیں ہیں تو کیا وہ اسکے شکرگزار نہونگے؟ اور اُنہوں نے خدا کو چھوڑ

لَّعَلَّھُمْ یُنْصَرُوْنَ ﴿۷۴﴾ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَھُمْ ۙ وَھُمْ

کر اور خدا بنا لئے تاکہ وہ اُنکی کچھ مدد کریں وہ انکی ذرا مدد نہ کر سکینگے حالانکہ اِن کے لشکر کے

لَھُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَا یَحْزُنْکَ قَوْلُھُمْ ۘ اِنَّا

لشکر اُن (کی عبادت) کیلئے حاضر رہتے ہیں۔ پس (اے رسولؐ) انکی باتیں تمکو رنج میں نہ ڈالیں

نَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ ﴿۷۶﴾ اَوَلَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ

جو جو کچھ یہ چھپاتے ہیں اور جو جو کچھ یہ ظاہر کرتے ہیں ہم اُسے خوب جانتے ہیں۔ آیا انسان

اَنَّا خَلَقْنٰہُ مِنْ نُّطْفَۃٍ فَاِذَا ھُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ ﴿۷۷﴾

اتنا نہیں سمجھتا کہ ہمنے اُسکو نطفہ سے پیدا کیا ہے پھر یکایک وہ کھلا جھگڑالو بن گیا۔

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِیَ خَلْقَہٗ ؕ قَالَ مَنْ

اور ہمارے ہی لئے اُسنے مثل بیان کی اور اپنی خلقت کو بھول گیا کہنے لگا کہ ہڈیوں کو جس حال

یُّحْیِ الْعِظَامَ وَھِیَ رَمِیْمٌ ﴿۷۸﴾ قُلْ یُحْیِیْھَا الَّذِیْۤ

میں کہ وہ خاک ہو جائینگی زندہ کون کریگا؟ تم کہدو کہ انکو وہی زندہ کریگا جسنے

اَنْشَاَھَاۤ اَوَّلَ مَرَّۃٍ ؕ وَھُوَ بِکُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمُۨ ﴿۷۹﴾

انکو پہلی مرتبہ پیدا کر دیا تھا اور وہ ہر مخلوق کے حال سے واقف ہے۔

الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَاۤ

جسنے تمہارے لئے ہرے درخت سے آگ پیدا کر دی کہ اب تم اسی سے

آگ نکال لیتے ہیں اور اس طرح اُن سے آگ نکال لیتے ہیں۔

ؔقُلْ یُحْیِیْھَا الَّذِیْۤ اَنْشَاَھَاۤ اَوَّلَ مَرَّۃٍ ۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اور احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ اُبی ابن خلف آیا اور ایک دیوار میں سے ایک پرانی ہڈی لایا اور اسکو چورا کرکے کہنے لگا کہ اے محمدؐ کیا جب ہم ہڈیاں اور راکھ ہو جائینگے تو کیا ہم ازسرنو پیدا کرکے اُٹھائے جائینگے اسپر یہ آیت نازل ہوئی نیز جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ مرنے کے بعد روح تو ایک مقام میں مقیم ہو جائیگی نیکوکار کی روشن اور وسیع میں اور بدکار کی تنگ تاریک میں۔ اور جسم مٹی ہو کر اُسی مٹی میں مل جائیگا جس سے وہ پیدا کیا گیا تھا اور حشرات و درندے جو کچھ کھا جاتے ہیں وہ اُنکے پیٹ سے نکلکر اسی مٹی میں اُسکے علم میں محفوظ رہیگا جس سے زمین کی تاریکیوں تک میں کوئی ذرہ بھی پوشیدہ نہیں ہے اور تمام چیزوں کی گنتی بھی جانتا ہے اور روئیں بھی مدہ جاتی بندوں کی مٹی اُسی شان سے رہیگی۔ جیسے سونا مٹی میں رہتا ہے اور جب بعثت کا وقت آئیگا تو زمین پر وہ بارش برسیگی جس سے مخلوق کی ازسرنو پیدائش کا سلسلہ پھر شروع ہو جائیگا پس زمین بالیدہ ہو جائیگی پھر اسکو اس طرح حرکت دیجائیگی جیسے دودھ کو بلونے کے وقت (ملک عرب میں اس مشک کو حرکت دیتے ہیں جسمیں دودھ ہوتا ہے) پس آدمی کی مٹی عام مٹی سے اسی طرح الگ ہو جائیگی جیسے سونے کے ذرّے پانی سے دھونے پر مٹی سے الگ ہو جاتے ہیں اور مکھن بامسکہ حرکت پانے پر دودھ سے الگ ہو جاتا ہے۔ پھر

لہ هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ کافی اور تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو حضرت نے فرمایا کہ نوشتہ نہ کبھی بولا ہے اور نہ بولیگا۔ ہاں جناب رسولِ خدا نوشتہ کو دیکھ کر نطق فرمائینگے جیساکہ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ هٰذَا كِتٰبُنَا يُنْطَقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ (یعنی يُنْطَقُ کو بصیغۂ مجہول قرأت فرمایا معنی یہ ہیں کہ اس ہمارے نوشتہ سے تمہارے برخلاف ٹھیک ٹھیک کہلایا جائیگا) کسی نے عرض کی کہ ہم تو اس طرح قرأت نہیں کرتے۔ فرمایا کہ جبرئیل امین نے تو حکمِ خدا سے جناب رسولؐ خدا پر اسی طرح نازل کیا تھا۔ مگر یہ کتابِ خدا کے اُن مقامات میں سے ہے جن میں تحریف کردی گئی ہے ۱۲۔ ٥لہ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ کافی اور تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق سے نٓ وَالْقَلَمِ کے معنی دریافت کئے گئے تھے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے قلم کو جنت کے ایک درخت سے جسکا نام خلد ہے پیدا کیا ہے۔ پھر جنت کی ایک ندی سے فرمایا کہ تو روشنائی ہوجا۔ چنانچہ وہ ندی بستہ ہوگئی۔ حالانکہ وہ برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں تھی۔ پھر خدا تعالےٰ نے قلم کو حکم دیا کہ تو لکھ۔ قلم نے عرض کی پروردگارا! میں کیا لکھوں؟ ارشاد ہوا کہ جو کچھ ہوچکا ہے اور جو کچھ قیامت تک ہونیوالا ہے وہ سب کچھ لکھدے۔ چنانچہ قلم نے ایک ایسی جھلی پر جسکی سفیدی چاندی سے زیادہ اور جسکی صفائی یاقوت سے زیادہ تھی لکھدیا۔ پھر اُسکو تہ کرکے عرش کے ایک رُکن میں رکھدیا۔ پھر قلم کے مُنہ پر مُہر لگادی۔ کہ اُس نے نہ کبھی نطق کیا ہے اور نہ کبھی کریگا۔ پس

تَخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۫ كُلُّ

نقصان اُٹھائیں گے۔ اور تم ہر اُمّت کو گھٹنوں کے بل کھڑا ہُوا دیکھوگے۔ ہر گروہ اپنے

اُمَّةٍ تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ

اپنے نوشتے کی طرف بُلایا جائیگا (اور اُنسے کہا جائیگا کہ جو) جو عمل تم کیا کرتے تھے آج تم اُسکا بدلہ

تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾ هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّا كُنَّا

پاؤگے۔ یہ ہمارا نوشتہ تمہارے برخلاف ٹھیک ٹھیک گواہی دیتا ہے (جو) جو عمل تم کیا

نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

کرتے تھے ہم اُسے لکھواتے جاتے تھے۔ پس جو لوگ ایمان لائے ہیں اور

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ذٰلِكَ

اُنہوں نے نیک عمل کئے ہیں سو اُنکو تو اُنکا پروردگار اپنی رحمت میں داخل کریگا۔ یہی تو

هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۰﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۫ اَفَلَمْ

وہ کھُلی کامیابی ہے۔ اب رہے وہ لوگ جو کافر ہوگئے تھے (اُنسے یہ کہا جائیگا کہ)

تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ

کیا میری آیتیں تمہارے سامنے نہیں پڑھی جایا کرتی تھیں پھر تم اُن سے اکڑا کرتے تھے اور تم

قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَاِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ

تھے ہی گنہگار لوگ۔ اور جب یہ کہا جاتا تھا کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے

وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا

اور قیامت کے بارے میں کوئی شک نہیں ہے تو تم یہ کہدیا کرتے تھے کہ ہم جانتے ہی نہیں

وہی نوشتہ کتاب مکنون ہے جس سے ہر چیز نقل کی جاتی ہے۔ آیا تم لوگ عرب نہیں ہو کہ اس کلام کا مطلب سمجھو۔ حالانکہ تم میں سے جب کوئی اپنے دوست سے یہ کہتا ہے اِنْتَسِخْ ذٰلِكَ الْكِتَابَ تو آیا اُسکا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ ایک دوسرے نوشتہ سے جو اصل میں موجود ہوتا ہے نقل کرنا چاہتا ہے اب خدا کے اس قول کا مطلب سمجھ لو اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ سعد السعود کی اُس حدیث میں جس میں بندے پر دو فرشتو

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَهٗۤ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَهُمْ

ایسے کو پکارے جو قیامت تک اُس کا جواب ہی نہ دے اور وہ

عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ﴿۵﴾ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ

اُن کے پکارنے سے بیخبر بھی رہیں۔ اور قیامت کے دن جب سب آدمی جمع کیے

اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِیْنَ ﴿۶﴾ وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا

جائینگے تو وہ انکے دشمن بھی ہونگے اور انکی عبادت کے منکر بھی اور جب اُنکے سامنے ہماری کھلی

بَیِّنٰتٍ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۷﴾

آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ لوگ جو کافر ہو گئے ہیں حق کے بارے میں جبکہ وہ انکے پاس آچکا ہے کہتے

اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَیْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِیْ مِنَ

ہیں کہ یہ کھلا جادو ہے یا وہ یہ کہتے ہیں کہ اس (رسول) نے اسے خود بنا لیا ہے تم یہ کہدو کہ (بالفرض) اگر میں

اللّٰهِ شَیْـًٔا ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِیْضُوْنَ فِیْهِ ؕ كَفٰی بِهٖ شَهِیْدًۢا بَیْنِیْ

نے اسے اپنی طرف سے بنا لیا ہے تو تم خدا کے عذاب سے مجھکو بچانیکا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتے (جن جن چیزوں میں

وَبَیْنَكُمْ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۸﴾ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا

تم لگے ہوئے ہو اُسے وہ خوب واقف ہے میرے اور تمہارے درمیان گواہی دینے کو وہی کافی ہے اور وہ سب سے زیادہ بخشنے

مِّنَ الرُّسُلِ وَمَاۤ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِكُمْ ؕ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا

والا (اور) رحم کرنے والا ہے تم یہ کہدو کہ میں رسولوں سے کچھ انوکھا نہیں ہوں اور میں یہ بھی نہیں جانتا کہ میرے

مَا یُوْحٰۤی اِلَیَّ وَمَاۤ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۹﴾ قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ

ساتھ کیا کیا جائیگا اور نہ یہ کہ تمہارے ساتھ کیا (کیا جائیگا) میں تو اسکی پیروی کرتا ہوں جو کچھ میری طرف

سلہ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَاۤ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِكُمْ الخ۔ تفسیر برہان میں جناب امام محمد باقر کی حدیث کا ایک حصہ منقول ہے کہ آنحضرت پر جب کوئی حکم نازل ہوتا اور اُسپر کچھ عرصہ تک عمل فرماتے اسکے بعد دوسرا حکم آجاتا پھر اُس پر عمل فرماتے اور اُسی کا اپنے اصحاب اور اپنی اُمت کو حکم فرماتے تو لوگ عرض کرتے کہ یا رسول اللہ آپ ہمیں ایک چیز کا حکم دیتے ہیں اور جب ہم اُس کے عادی ہو جاتے ہیں اور اُس پر اچھی طرح عمل کرنے لگتے ہیں تو آپ دوسرا حکم دیدیتے ہیں۔ آنحضرت اُنکے جواب میں خاموش رہے یہانتک کہ خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اُسی تفسیر میں جناب امام محمد باقر اور جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جب آنحضرت پر یہ آیت نازل ہوئی قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ الخ جس کا مطلب جہاد کے نتائج سے متعلق تھا تو قریش نے یہ کہا کہ ہم ایسے نبی کی پیروی کس بھروسے پر کریں جسکو یہی خبر نہیں کہ اسکے ساتھ کیا معاملہ کیا جائیگا اور ہمارے ساتھ کیا معاملہ کیا جائیگا۔ اس پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِیْنًا بیشک ہم نے فتح کی تمہارے لئے ایک کھلی فتح (نیز اُنہی حضرت سے منقول ہے کہ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤی اِلَیَّ کا اصل نزول یوں ہوا تھا اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤی اِلَیَّ فِیْ عَلِیٍّ یعنی علی کے بارے میں جو وحی میری طرف کیجاتی ہے میں اُسی کی پیروی کرتا ہوں) ۱۲۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَأَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ ۝٨ ذَٰلِكَ

جو لوگ کافر ہو گئے ہیں پس انکے لئے ہلاکت ہے اور انکے اعمال باطل کر دیگا۔ یہ اس لئے کہ

بِأَنَّهُمْ كَرِهُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ۝٩ أَفَلَمْ يَسِيرُوا

اللہ نے جو کچھ اُتارا اُس سے اُنہوں نے نفرت کی پس اُسنے بھی اُنکے اعمال اکارت کر دئے۔ کیا وہ

فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ

لوگ زمین میں نہیں چلے پھرے کہ یہ دیکھ لیتے کہ جو لوگ اُنسے پہلے تھے اُنکا انجام کیسا ہُوا

دَمَّرَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ۖ وَلِلْكَافِرِينَ أَمْثَالُهَا ۝١٠ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ مَوْلَى

اللہ نے اُنکو ہلاک کر دیا اور کافروں کیلئے بھی ویسے ہی انجام ہیں۔ یہ اسلئے کہ اللہ اُن لوگوں کا

الَّذِينَ آمَنُوا وَأَنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلَىٰ لَهُمْ ۝١١ إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ

مددگار ہے جو ایمان لائے اور کافروں کا مددگار کوئی بھی نہیں۔ یقیناً اللہ اُن لوگوں کو

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا

جو ایمان لے آئے اور اُنہوں نے نیک عمل کئے ایسی جنتوں میں داخل کریگا جن کے نیچے

الْأَنْهَارُ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَتَمَتَّعُونَ وَيَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ

نہریں بہتی ہیں اور جو لوگ کافر ہو گئے وہ (دُنیا میں) اسی طرح نفع اُٹھا لینگے جیسے چوپائے

وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۝١٢ وَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِّن

چر چگ لیتے ہیں اور (آخرت میں) آتش (دوزخ) اُنکا ٹھکانا ہوگا۔ اور کتنی ہی بستیاں تمہاری

قَرْيَتِكَ الَّتِي أَخْرَجَتْكَ أَهْلَكْنَاهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ۝١٣ أَفَمَن

اس بستی سے جس نے تمکو نکال باہر کیا قوت میں بہت زیادہ تھیں جنکو ہلاک کر دیا پھر اُنکا

ع ۱۱

سلہ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَرِهُوا مَا أَنزَلَ اللّٰهُ الخ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جبرئیل امین نے جناب رسولخدا کو یہ آیت یوں سنائی تھی ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَرِهُوا مَا أَنزَلَ اللّٰهُ فِي عَلِيٍّ مگر مرتدین نے نام اُڑا دیا۔ پس اُسکا نتیجہ بھگتیں گے جو اسکے بیان فرمایا ہے فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ۱۲۔ سلہ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ تفسیر قمی میں ہے کہ اسکا یہ مطلب ہے کہ آیا اُنہوں نے گزشتہ اُمتوں کے حالات پر غور نہیں کیا جنکو خدا تعالیٰ نے ہلاک کیا اور عذاب دیا۔ ۱۲۔

سلہ لِلْكَافِرِينَ أَمْثَالُهَا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اسکا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ کافر ہو گئے اور علیؑ کے بارے میں جو کچھ اللہ نے نازل کیا تھا اُس کے منکر رہے تو اُن کو ہلاکت و عذاب ایسا دیا جائیگا جیسا کہ پہلی اُمتوں کو دیا جا چکا ہے ۱۲۔ سلہ مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ الَّذِينَ آمَنُوا سے تو وہ لوگ مراد ہیں جو امامت جناب امیرالمومنین پر ثابت رہے اور تفسیر صافی میں ہے کہ مولیٰ کے معنی ہیں اُنکے دشمنوں کے برخلاف اُن کی نصرت کرنیوالا ۱۲۔ سلہ وَأَنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلَىٰ لَهُمْ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اسکا مطلب یہ ہے کہ اُنکے عذاب کا دفع کرنیوالا کوئی نہ ہوگا۔ یہ آیت خدا تعالیٰ کے اس قول کے خلاف نہیں ہے ثُمَّ رُدُّوا إِلَى اللّٰهِ مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ (دیکھو صفحہ ۲۶۷ سطر ۵) اس لئے کہ اسمیں مولیٰ کے معنی مالک کے ہیں اور یہاں بلا دفع کرنیوالے کے) ۱۲۔ ٭ ٭ ٭ ٭

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۶۲ - بس وہ نظر اُٹھاکر دیکھینگے تو اپنے آپکو فرشتوں کے سات حلقوں میں گھرا ہوا پائینگے۔ تفسیر قمی میں بھی قریب قریب یہی مضمون ہے۔ اور اس مضمون کی طرف سورۂ بقرہ میں بھی اشارہ ہوچکا ہے۔ (دیکھو صفحہ ۶۲ سطر ۴) ۱۲۔ ۳ه کالدِّهَانِ تفسیر صافی میں ہے کہ ایک قول کے بموجب الدِّهَانِ کا یہ مطلب ہے کہ جب کسی سیال چیز کو بلندی سے ایک دوسرے پر ڈالتے ہیں یا اُلٹ پلٹ کرتے ہیں تو اُسکے مختلف رنگ دکھائی دیتے ہیں اور ایک قول کے بموجب مطلب ہے کہ پگھلکر تیل کے مانند ہوجائیگا۔ اور ایک قول کے بموجب الدِّهَانِ کے معنی ہیں سرخ نرمی ۱۲۔

بِالنَّوَاصِي وَالْأَقْدَامِ ﴿۴۱﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۴۲﴾

چوٹی سے گرفتار کئے جائیں گے۔ پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟

هَٰذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُونَ ﴿۴۳﴾ يَطُوفُونَ

(کہا جائیگا کہ) وہ جہنم جسے گنہگار جھٹلایا کرتے تھے یہی ہے۔ (اب) وہ اُس کے

بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيمٍ آنٍ ﴿۴۴﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۴۵﴾

اور کھولتے پانی کے مابین پڑے پھرینگے۔ پھر تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ ﴿۴۶﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا

اور جو اپنے پروردگار کی حضور میں کھڑے ہونے سے ڈرا اُسکے لئے دو باغ ہیں۔ پھر تم دونو اپنے پروردگار کی

تُكَذِّبَانِ ﴿۴۷﴾ ذَوَاتَا أَفْنَانٍ ﴿۴۸﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۴۹﴾

کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ طرح طرح کی نعمتوں والے۔ پھر تم دونو اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتیں

فِيهِمَا عَيْنَانِ تَجْرِيَانِ ﴿۵۰﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۵۱﴾

جھٹلاؤ گے؟ ان دونوں میں دو چشمے بہتے ہیں۔ پھر تم دونو اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟

فِيهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجَانِ ﴿۵۲﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۵۳﴾

ان دونوں میں ہر میوہ دو دو قسم کا ہوگا۔ پھر تم دونو اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتیں

مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ فُرُشٍ بَطَائِنُهَا مِنْ إِسْتَبْرَقٍ ۚ وَجَنَى

جھٹلاؤ گے؟ وہ ایسے فرشوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہونگے جن کے استر ریشمی ہونگے اور میوے ان

الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ﴿۵۴﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۵۵﴾ فِيهِنَّ

دونو باغوں کے جھکے ہوئے ہونگے۔ پھر تم دونو اپنے رب کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ ان جنتوں

۴ه فَيَوْمَئِذٍ لَا يُسْأَلُ عَنْ ذَنْبِهِ إِنْسٌ وَلَا جَانٌّ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ہم (شیعوں) سے متعلق ہے اور مطلب اسکا یہ ہے کہ جو شخص جناب امیر المومنین سے تولا رکھے اور اُن کے دشمنوں سے تبرا۔ اور اللہ پر ایمان لائے اور اُسکے حلال کو حلال جانے اور اُسکے حرام کو حرام سمجھے پھر گناہوں کا مرتکب ہو اور دنیا میں توبہ نہ کرے تو خدا تعالیٰ اُسکو اُن گناہوں کے عوض عالم برزخ میں عذاب دیگا مگر قیامت کے دن (اپنی قبر سے) وہ اس طرح نکلیگا کہ اُسکے ذمہ کوئی گناہ نہ ہوگا جسکے متعلق اُس سے اُسدن باز پرس کیجائے۔ بشارات الشیعہ میں ہے میسر کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام رضا علیہ السلام کو یہ فرماتے سُنا کہ تم میں سے دو بھی جہنم میں نہ دکھائی دینگے۔ نہیں واللہ بلکہ ایک بھی نہیں۔ میں نے عرض کی کہ یہ بات کتاب خدا میں بھی کہیں ہے؟ پس حضرت نے ایک سال تک جواب نہ دیا۔ میسر کہتے ہیں۔ کہ سال بھر کے بعد ایکدن میں حضرت کے ساتھ طواف میں تھا کہ یکایک فرمایا: میسر مجھے تیرے فلاں سوال کے جواب دینے کی اجازت آج ملی ہے۔ میں نے عرض کی اچھا حضور وہ مقام قرآن مجید میں کہاں ہے؟ فرمایا سورۂ الرحمٰن میں ہے۔ اور وہ خدا تعالیٰ کا یہ قول ہے فَيَوْمَئِذٍ لَا يُسْأَلُ عَنْ ذَنْبِهِ مِنْكُمْ إِنْسٌ وَلَا جَانٌّ۔ میں نے عرض کی اس جگہ مِنْكُمْ تو نہیں ہے۔ فرمایا پہلی آیت جس میں ابن اروی یعنی عثمان بن عفان نے تغیر کیا ہے یہی ہے اور یہ خود اُسپر اور اُس کے سارے ہواخواہوں پر حجت ہے۔ اسلئے کہ اگر اسمیں مِنْكُمْ نہ ہو تو اُسکے یہ معنی ہونگے کہ عذاب خدا تمام مخلوق خدا سے ساقط ہوگیا یعنی اُس صورت میں ظاہری آیت کے معنوں کے بموجب اُسدن نہ کسی انسان سے اُسکے گناہوں کی بابت باز پرس ہوگی اور نہ کسی جن سے۔ جب باز پرس ہی نہ ہوگی تو خدا تعالیٰ کس کو عذاب

* کا سکو دیگا تو انکو ایڑی چوٹی سے پکڑ کر جہنم میں ڈالدینگے۔ فرمایا خدا تعالیٰ نے جس

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۶۶ - (۵) روح حرکت اُن میں قرار دی ہے جسکے ذریعے سے وہ لوگ چلتے پھرتے اور آتے جاتے ہیں اور مومنین یعنی اصحابِ یمین میں چار روحیں قرار دی ہیں (۱) روح ایمان جس سے وہ اللہ سے ڈرتے ہیں - (۲) روح قوت جس کے ذریعے سے انکو اطاعت خدا کی بجا آوری کی قوت حاصل ہوتی ہے - (۳) روح شہوت - جس سے اُنکے دل میں اطاعتِ خدا کی خواہش پیدا ہوتی ہے - (۴) روح حرکت جس سے وہ لوگ چلتے پھرتے ہیں ۱۲

يَتَخَيَّرُونَ ﴿۲۰﴾ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ ﴿۲۱﴾ وَحُورٌ

کریں اور پرندوں کا گوشت (ایسا) جس کو انکا جی چاہے - اور بڑی بڑی آنکھوں

عِينٌ ﴿۲۲﴾ كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ ﴿۲۳﴾ جَزَآءً بِمَا كَانُوا

والی حوریں (ہیں) جیسے (چھپے) ہوئے موتی جو نیک عمل یہ کیا کرتے تھے یہ

يَعْمَلُونَ ﴿۲۴﴾ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا تَأْثِيمًا ﴿۲۵﴾ إِلَّا قِيلًا

اُسکا عوض ہوگا - سوائے سلام اور سلام کہنے کے وہ جنت میں نہ کوئی لغویات سنیں گے اور

سَلٰمًا سَلٰمًا ﴿۲۶﴾ وَأَصْحٰبُ الْيَمِينِ مَآ أَصْحٰبُ الْيَمِينِ ﴿۲۷﴾

نہ کوئی گناہ کی بات اور داہنے ہاتھ والے کیا کہنے داہنے ہاتھ والوں کے

فِي سِدْرٍ مَّخْضُودٍ ﴿۲۸﴾ وَطَلْحٍ مَّنضُودٍ ﴿۲۹﴾ وَظِلٍّ مَّمْدُودٍ ﴿۳۰﴾

وہ بغیر کانٹوں کی جھکی ہوئی بیریوں میں ہونگے اور تہ بہ تہ کیلوں میں اور پھیلے ہوئے سائے میں

وَمَآءٍ مَّسْكُوبٍ ﴿۳۱﴾ وَفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ ﴿۳۲﴾ لَّا مَقْطُوعَةٍ

اور بہتے ہوئے پانی میں اور بہت سے میوے میں جو نہ ختم ہوگا اور

وَلَا مَمْنُوعَةٍ ﴿۳۳﴾ وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ ﴿۳۴﴾ إِنَّآ أَنشَأْنٰهُنَّ

نہ روکا جائے گا - اور اونچے اونچے فرشوں پر ہونگے (اور حوریں بھی انکو ملینگی) ہم نے یقیناً

إِنشَآءً ﴿۳۵﴾ فَجَعَلْنٰهُنَّ أَبْكَارًا ﴿۳۶﴾ عُرُبًا أَتْرَابًا ﴿۳۷﴾ لِّأَصْحٰبِ

اُنکو بالکل نیا پیدا کیا ہے پھر ہم نے انکو کنواریاں پیار دلانے والیاں اور ہمسن خاص کر داہنے ہاتھ

الْيَمِينِ ﴿۳۸﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ ﴿۳۹﴾ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ﴿۴۰﴾

والوں کے لئے قرار دیا ہے بہت سے پہلوں میں سے ہونگے اور بہت سے پچھلوں میں سے ہونگے

ع ۲

بحکم صاحب الامر علیہ السلام کا ہر کہ قرآن مجید منزل ۷ کو اُسی حد پر پڑھوائیں کہ جس حد پر وہ زمانہ ...

ے السّٰبِقُونَ السّٰبِقُونَ ۔ کافی میں ہے کہ جناب رسولِ خدا سے اس کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو آنحضرت نے فرمایا کہ جبرئیل امین نے مجھ سے کہا کہ علی اور اُنکے شیعہ ہی سابقون ہیں - یعنی جنت کی طرف سبقت کرنے والے اور وہی مقربون ہیں - یعنی بارگاہِ خداوندی میں اعزازِ خاص کے سبب تقرب خاص رکھنے والے - کافی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ میرے والد ماجد نے اپنے شیعوں سے فرمایا کہ تم اللہ کے شیعہ ہو اور تم اللہ کے مددگار ہو اور تم دنیا میں بھی سبقت کرنیوالے ہو اور آخرت میں بھی سبقت کرنیوالے ہو - یعنی دنیا میں تو ہماری ولایت کی طرف سبقت کرنیوالے ہو اور آخرت میں جنت کی طرف سبقت کرنیوالے ہو - تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ سابقون چار ہیں - اول فرزند آدم علیہ السلام جو شہید ہوا - دوسرے اُمتِ موسیٰ میں سبقت کرنیوالا وہ مومن آلِ فرعون ہے - تیسرے اُمتِ عیسیٰ میں سبقت کرنے والا وہ حبیب النجار ہے - چوتھے اُمتِ جناب محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ میں سبقت کرنیوالے وہ جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام ہیں - ۱۲ ۔ ۳ے وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ ۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسولِ خدا سے مشرکوں کے بچوں کی بات دریافت کیا گیا تھا - تو آنحضرت نے فرمایا کہ وہ اہلِ جنت کے خادم ہونگے - ۱۲

حاشیہ صفحہ ۱۰۶۷

ا ے لَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ ۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق سے ہے کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا کہ جنت کے کل سالنوں کا سردار گوشت ہے - اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا کہ دنیا اور آخرت کے کل کھانوں کا سردار گوشت ہے ۱۲ - ۲ے أَصْحٰبُ الْيَمِينِ ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ الیمین جناب علی مرتضیٰ ہیں اور اصحاب الیمین شیعیان جناب امیر المؤمنین صلوات اللہ وسلامہ علیہ - ۱۲ - ۳ے طَلْحٍ مَّنضُودٍ ۔ تفسیر مجمع البیان میں عامۃ الناس کی روایت ہے کہ کسی شخص نے جناب امیر

وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا ⑩ وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي

اور ان کو خوبی کے ساتھ چھوڑ بیٹھو اور مجھے ان جھٹلانیوالے صاحبانِ نعمت سے بدلہ لینے کے لئے

النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلًا ⑪ إِنَّ لَدَيْنَا أَنْكَالًا وَجَحِيمًا ⑫

چھوڑ دو اور انہیں تھوڑی سی مہلت دیدو۔ بیشک ہمارے پاس بھاری بھاری بیڑیاں بھی ہیں اور جلانے

وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَعَذَابًا أَلِيمًا ⑬ يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ

والی آگ بھی اور گلے میں پھنسنے والا کھانا بھی اور دردناک عذاب بھی (اُس دن کے لئے) جس دن زمین اور پہاڑ

وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيبًا مَّهِيلًا ⑭ إِنَّا أَرْسَلْنَا

لرزنے لگیں اور پہاڑ ریت کے ٹیلے ہو جائیں۔ یقیناً ہم نے تم لوگوں کی طرف ایک

إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ

رسول تمہارے حالات کی گواہی دینے والا اسی طرح بھیجا ہے جس طرح ہم نے فرعون کی طرف رسول

رَسُولًا ⑮ فَعَصَىٰ فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ فَأَخَذْنَاهُ أَخْذًا

بھیجا تھا۔ پس فرعون نے اس رسول کی نافرمانی کی تھی تو ہم نے بھی اسکو سخت وبال میں دھر لیا

وَبِيلًا ⑯ فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَجْعَلُ

تھا۔ پھر اگر تم نے کفر کیا تو تم اس دن سے کیونکر بچو گے جو بچوں کو

الْوِلْدَانَ شِيبًا ⑰ السَّمَاءُ مُنْفَطِرٌ بِهِ ۚ كَانَ وَعْدُهُ

بوڑھا کر دے گا۔ اور آسمان اس پر پھٹ پڑے گا اور اس کا وعدہ پورا

مَفْعُولًا ⑱ إِنَّ هَٰذِهِ تَذْكِرَةٌ ۖ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ

ہو کر رہیگا۔ یقیناً یہ ایک نصیحت ہے اب جو چاہے اپنے پروردگار تک پہنچنے کیلئے

۱؎ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا احتجاج طبرسی میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے ایک حدیث منافقین کے ذکر میں منقول ہے۔ اتال جلہ یہی ہر کہ آنحضرت برابر انکی تالیف قلوب فرماتے رہے انکو اپنے قرب میں جگہ دیتے تھے ان کو دائیں بائیں بٹھاتے تھے یہاں تک کہ خدا تعالیٰ نے یہ حکم بھیجا ۱۲ب

۲؎ وَالْمُكَذِّبِينَ کافی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ اصل میں یوں نازل ہوا تھا۔ کہ وَالْمُكَذِّبِينَ بِوَصِيِّكَ (یعنی تمہارے وصی کو جھٹلانے والے ہیں) ۱۲ب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ
عِتْرَتِھِمَا الطَّاھِرِیْنَ۔

قطعۂ تاریخ ترجمہ قرآن شریف مترجم ومفسر خاتم المفسرین ورئیس المتکلمین وعمدۃ المحدثین مخدوم الادبا وفخر العلما سلالۃ الانجاب قبلۃ الاحباب مطاع الشیخ والشاب قدسی خطاب مولانا مقتدانا عالی جناب مولوی سید مقبول احمد صاحب قبلہ وکعبہ مرحوم ومغفور اعلی اللہ مقامہٗ ونور اللہ مرقدہٗ۔

پورا ہوا قرآن کا جب ترجمہ
تعریف میں ہونے لگا اک ہمہمہ
شادان ہوئے محفل میں اصحاب الیمین
محزون ہوئے ارباب ابن فاطمہ
امداد چاہی حضرت صاحب سے جب
کانوں میں فوراً آئی صوت ملہمہ
بے ساختہ مدح گل تالیف میں
پیدا ہوا طبع ہما سے زمزمہ
محزونا مقبول احمد نے کیا
فرقان کا مقبول احمد ترجمہ
سنہ ۱۳۳۱ ہجری

کتبہ المتمسک بولایۃ الولی السید برکت علی اعنی جناب مولانا و مقتدانا المولوی سید برکت علی صاحب قبلہ مجتہد العصر مدراس۔

قطعہ جیسے ارباب نشاط ۱۲ ۔ ۔
ہے مادۂ تاریخ اختتام ترجمہ از فکر عالم علوم قرآنی وکاشف رموز فرقانی عالی جناب حافظ سید عبد الجلیل صاحب رئیس مارہرہ ضلع ایٹہ۔

قطعہ ۱۲۰۷ تاریخ

قطعۂ تاریخ

ختم ترجمۂ قرآن مجید المشتہر بہ مقبول ترجمہ ریختۂ کلک گہر سلک عالیجناب مرزا کاظم حسین صاحب لکھنوی المتخلص بہ محشر والمخاطب بہ مداح آل محمد زید توفیقاتہٗ

سنہ ۱۳۳۱ھ

اے فاضل اکمل تری کوشش کے تصدق — وہ کام کیا کہیے جسے نقش یگانہ
کس حسن سے تحریر کئے معنئ قرآن — اردو کو عطا کر دیا ملبوس شہانہ
ہر جملہ کی تاثیر بیاں کہہ نہیں سکتا — ہر سطر کا گویا دل بسمل ہے نشانہ
خوبیٔ فصاحت کو لطف سمجھی جو دیکھے — دل ہے جو مسلماں نہ کرے کوئی بہانہ
لازم ہے نظارے کیلئے دیدۂ باطن — قرآن کے معنی ہیں نہیں ہے یہ فسانہ
اس باغ حقیقت میں سنے جسکو ہو سننا — دل کھینچتا ہے بلبل سدرہ کا ترانہ

محشر نے کہا جوش میں یوں مصرع تاریخ
یہ ترجمہ قرآن کا ہے مقبول زمانہ
اتمامُہا بالخیر۔
سنہ ۱۳۳۱ھ

هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ

الحمد للہ والمنۃ کہ بعد کشاکش یک عالم رنج وغم و تراکم مصائب بہم کہ
بوجہ انتقال دو فرزندان نوجوان کہ یکے بسن بست و دوم بسن بست و یک سالگی
داغ مفارقت خویش بر قلب مجروح مترجم گذاشتند۔

ضمیمہ جات
مقبول ترجمہ
وحواشی۔

مرتبہ و مؤلفہ و مترجمہ
عالیجناب فضائل مآب مہبط فیض ربانی دقیقہ شناس رموز قرآنی نکتہ سنج حقائق فرقانی متکلم
و مناظر لاثانی حضرت مولانا مولوی حکیم سید حاجی مقبول احمد صاحب قبلہ دہلوی
اعلی اللہ مقامہ

بحسن سعی کارپردازان افتخار بکڈپو لاہور مطبوع گردید

بار چہارم

تعداد ۱۰۰۰
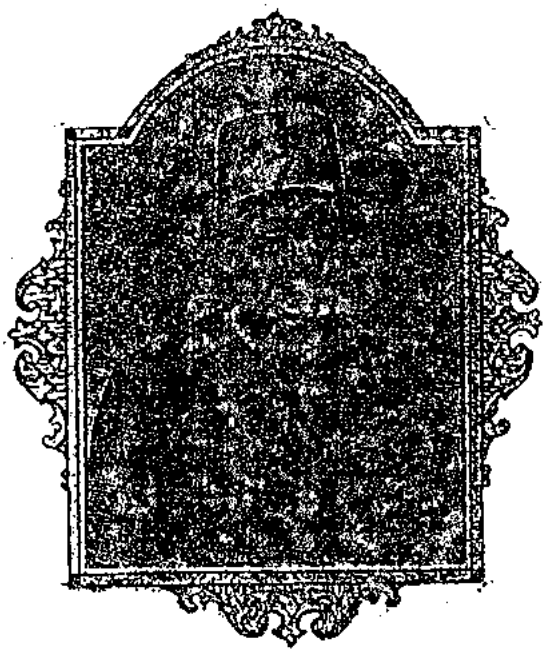
اُوستاد الواعظین ـ اکمل الکاملین ـ المجاہد الاہل البیت
حضرت مولانا مولوی حاجی السید مقبول احمد صاحب قبلہ کربلائی نوّر اللہ قدہٗ

يا كافي من استكفاه ويا هادي من استهداه

قد من الله علينا بطبع هذا المجلد من الكتاب الهادي الى دين ائمة الاطياب

الذي قال امام العصر وحجة الله المنتظر عليه سلام الله الملك الاكبر في حقه هذا كاف لشيعتنا وهو مجلد

الاصول
من الجامع
الكافي

لرئيس المحدثين الشيخ الامام الحافظ ثقة الاسلام ابي جعفر محمد بن يعقوب بن اسحاق

الكليني الرازي نور الله مرقده باهتمام وتصحيح ومقابلة جمع من افاضل الكرام لا سيما المولوي محمد الموسوي الكنتوري

في المطبع العالي المعارف المنتمي الى نولكشور الكائن بالبلدة لكهنو

روایة ابن ابی عمیر عن هشام بن سالم ما عظم الله بمثل البداء علی بن ابراهیم عن ابیه
عن ابن ابی عمیر عن هشام بن سالم وحفص بن البختری وغیرهما عن ابی عبد الله ع
قال فی هذه الآیة یمحو الله ما یشاء ویثبت قال فقال وهل یمحی الا ما کان ثابتا
وهل یثبت الا ما لم یکن علی بن ابراهیم عن ابیه عن ابن ابی عمیر عن هشام
بن سالم عن محمد بن مسلم عن ابی عبد الله ع قال ما بعث الله نبیا حتی یاخذ
علیه ثلث خصال الاقرار له بالعبودیة وخلع الانداد وان الله یقدم من
یشاء ویؤخر من یشاء محمد بن یحیی عن احمد بن محمد عن ابن فضال عن
ابن بکیر عن زرارة عن حمران عن ابی جعفر ع قال سألته عن قول الله عز و
جل قضی اجلا واجل مسمی عنده قال هما اجلان اجل محتوم واجل موقوف
احمد بن مهران عن عبد العظیم بن عبد الله الحسنی عن علی بن اسباط عن
خلف بن حماد عن ابن مسکان عن مالک الجهنی قال سألت ابا عبد الله ع عن
قول الله عز وجل اولم یر الانسان انا خلقناه من قبل ولم یک شیئا قال فقال
لا مقدرا ولا مکونا قال وسألته عن قوله هل اتی علی الانسان حین من
الدهر لم یکن شیئا مذکورا فقال کان مقدرا غیر مذکور محمد بن اسمعیل
عن الفضل بن شاذان عن حماد بن عیسی عن ربعی بن عبد الله عن الفضیل
بن یسار قال سمعت ابا جعفر ع یقول العلم علمان فعلم عند الله مخزون لم یطلع
علیه احدا من خلقه وعلم علمه ملائکته ورسله فما علمه ملائکته ورسله
فانه سیکون لا یکذب نفسه ولا ملائکته ولا رسله وعلم عنده مخزون
یقدم منه ما یشاء ویؤخر منه ما یشاء ویثبت ما یشاء وبهذا الاسناد عن حماد عن
ربعی عن الفضیل قال سمعت ابا جعفر ع یقول من الامور امور موقوفة عند
الله یقدم منها ما یشاء ویؤخر منها ما یشاء عدة من اصحابنا عن احمد بن
محمد بن عیسی عن ابن ابی عمیر عن جعفر بن عثمان عن سماعة عن ابی بصیر
ووهیب بن حفص عن ابی بصیر عن ابی عبد الله ع قال ان لله علمین علم مکنون
مخزون لا یعلمه الا هو من ذلک یکون البداء وعلم علمه ملائکته ورسله و
انبیاءه فنحن نعلمه محمد بن یحیی عن احمد بن محمد عن الحسین بن سعید
عن الحسن بن محبوب عن عبد الله بن سنان عن ابی عبد الله ع قال ما بدا لله
فی شیء الا کان فی علمه قبل ان یبدو له عنه عن احمد بن محمد عن الحسین بن علی

فضال عن داؤد بن فرقد عن عمرو بن عثمان الجهنی عن ابی عبد اللہؑ قال ان اللہ لم یبد له من جهل **علی** بن ابراہیم عن محمد بن عیسیٰ عن یونس عن منصور بن حازم قال سألت اباعبد اللہؑ هل یکون الیوم شیئ لم یکن فی علم اللہ بالامس قال لا من قال هذا فاخزاه اللہ قلت ارأیت ما کان وما هو کائن الی یوم القیٰمة الیس فی علم اللہ قال بلی قبل ان یخلق الخلق **علی** عن محمد عن یونس عن مالک الجهنی قال سمعت اباعبد اللہؑ یقول لو علم الناس ما فی القول بالبداء من الاجر ما فتروا عن الکلام فیه **عدة** من اصحابنا عن احمد بن محمد بن خالد عن بعض اصحابنا عن محمد بن عمرو الکوفی اخی یحیی عن مرازم بن حکیم قال سمعت اباعبد اللہؑ یقول ما تنبأ نبی قط حتی یقر للہ بخمس بالبداء والمشیة و السجود والعبودیة والطاعة **وبهذا الاسناد** عن احمد بن محمد عن جعفر بن محمد عن یونس عن جهم بن ابی جهمة عمن حدثه عن ابی عبد اللہؑ قال ان اللہ عز وجل اخبر محمداؐ بما کان منذ کانت الدنیا وبما یکون الی انقضاء الدنیا واخبره بالمحتوم من ذلک واستثنی علیه فیما سواه **علی** بن ابراہیم عن ابیه عن الریان بن الصلت قال سمعت الرضاؑ یقول ما بعث اللہ نبیا قط الا بتحریم الخمر وان یقر للہ بالبداء **الحسین** بن محمد عن معلی بن محمد قال سئل العالمؑ کیف علم اللہ قال علم وشاء واراد وقدر وقضی وامضی فامضی ما قضی وقضی ما قدر وقدر ما اراد فبعلمه کانت المشیة وبمشیته کانت الارادة وبارادته کان التقدیر وبتقدیره کان القضاء وبقضائه کان الامضاء والعلم متقدم علی المشیة والمشیة ثانیة والارادة ثالثة والتقدیر واقع علی القضاء بالامضاء فللہ تبارک وتعالی البداء فیما علم متی شاء وفیما اراد لتقدیر الاشیاء فاذا وقع القضاء بالامضاء فلا بداء فالعلم فی المعلوم قبل کونه والمشیة فی المنشا قبل عینه والارادة فی المراد قبل قیامه والتقدیر لهذه المعلومات قبل تفصیلها وتوصیلها عیانا ووقتا والقضاء بالامضاء هو المبرم من المفعولات ذوات الاجسام المدرکات بالحواس من ذوی لون وریح ووزن وکیل وما دب ودرج من انس وجن وطیر وسباع وغیر ذلک مما یدرک بالحواس فللہ تبارک وتعالی فیه البداء مما لا عین له فاذا وقع العین المفهوم المدرک فلا بداء واللہ یفعل ما یشاء فبالعلم علم الاشیاء قبل کونها وبالمشیة عرف صفاتها وحدودها وانشاها قبل اظهارها وبالارادة میز انفسها فی الوانها وصفاتها وبالتقدیر قدر

ابو عبد الله عليه السلام كلامات من كلام رسول الله صلی الله عليه وآله او من عندك فقال من كلام رسول الله
ومن عندی فقال ابو عبد الله عليه السلام فانت اذا شريك رسول الله قال لا قال فسمعت الوحی
من الله عزوجل يخبرك قال لا قال فتجب طاعتك كما تجب طاعة رسول الله قال لا فالتفت
ابو عبد الله عليه السلام الی فقال يا يونس بن يعقوب هذا قد خصم نفسه قبل ان يتكلم ثم
قال يا يونس لو كنت تحسن الكلام كلمته قال يونس فيا لها من حسرة فقلت جعلت
فداك انی سمعتك تنهی عن الكلام وتقول ويل لاصحاب الكلام يقولون هذا
ينقاد وهذا لا ينقاد وهذا ينساق وهذا لا ينساق وهذا نعقله وهذا لا نعقله
فقال ابو عبد الله عليه السلام انما قلت فويل لهم ان تركوا ما اقول وذهبوا الی ما يريدون ثم
قال لی اخرج الی الباب فانظر من تری من المتكلمين فادخله قال فادخلت حمران بن
اعين وكان يحسن الكلام وادخلت الاحول وكان يحسن الكلام وادخلت هشام
بن سالم وكان يحسن الكلام وادخلت قيس بن الماصر وكان عندی احسنهم كلاما
وكان قد تعلم الكلام من علی بن الحسين عليه السلام فلما استقر بنا المجلس وكان ابو عبد الله
قبل الحج يستقر اياما فی جبل فی طرف الحرم فی فازة له مضروبة قال فاخرج
ابو عبد الله راسه من فازته فاذا هو ببعير يخب فقال هشام ورب الكعبة قال
فظننا ان هشاما رجل من ولد عقيل كان شديد المحبة له قال فورد هشام
بن الحكم وهو اول ما اختطت لحيته وليس فينا الا من هو اكبر سنا منه قال فوسع
له ابو عبد الله عليه السلام وقال ناصرنا بقلبه ولسانه ويده ثم قال يا حمران كلم الرجل فكلمه
فظهر عليه حمران ثم قال يا طاقی كلمه فكلمه فظهر عليه الاحول ثم قال يا هشام بن سالم
كلمه فتعارفا ثم قال ابو عبد الله لقيس الماصر كلمه فكلمه فاقبل ابو عبد الله عليه السلام يضحك من
كلامهما مما قد اصاب الشامی فقال للشامی كلم هذا الغلام يعنی هشام بن الحكم
فقال نعم فقال لهشام يا غلام سلنی فی امامة هذا فغضب هشام حتی ارتعد ثم قال
للشامی يا هذا اربك انظر لخلقه ام خلقه لانفسهم فقال الشامی بل ربی انظر لخلقه
قال ففعل بنظره لهم ماذا قال اقام لهم حجة ودليلا كيلا يتشتتوا او يختلفوا يتألفهم
ويقيم اودهم ويخبرهم بفرض ربهم قال فمن هو قال رسول الله قال هشام فبعد
رسول الله من قال الكتاب والسنة قال هشام فهل نفعنا اليوم الكتاب والسنة فی
رفع الاختلاف عنا قال الشامی نعم قال فلم اختلفنا انا وانت وصرت الينا من الشام
فی مخالفتنا اياك قال فسكت الشامی فقال ابو عبد الله للشامی ما لك لا تتكلم قال

عه يحسن الرد من السوء ق

عه الفازة خيمة بعمود ق

عه تعارفا اثر بعضهم ببعض ق

عه نزدہم سال ۱۲

ايضا

الشامی ان قلت لم نختلف کذبت وان قلت ان الکتاب والسنة یرفعان عنا الاختلاف
ابطلت لانهما یحتملان الوجوه وان قلت قد اختلفنا وکل واحد منا یدعی الحق
فلم ینفعنا اذا الکتاب والسنة الا ان لی علیه هذه الحجة فقال ابو عبد الله ؑ سله
تجده ملیا فقال الشامی یا هذا من انظر للخلق اربهم او انفسهم فقال هشام ربهم
انظر لهم منهم لانفسهم فقال الشامی فهل اقام لهم من یجمع لهم کلمتهم ویقیم اودهم
ویخبرهم بحقهم من باطلهم قال هشام فی وقت رسول الله ص او الساعة قال الشامی
فی وقت رسول الله والساعة من فقال هشام هذا القاعد الذی تشد الیه
الرحال ویخبرنا باخبار السماء وراثة عن اب عن جد قال الشامی فکیف
لی ان اعلم ذلک قال هشام سله عما بدا لک قال الشامی قطعت عذری فعلی
السؤال فقال ابو عبد الله ؑ یا شامی اخبرک کیف کان سفرک وکیف کان طریقک
کان کذا وکان کذا فاقبل الشامی یقول صدقت اسلمت لله الساعة فقال
ابو عبد الله ؑ بل آمنت بالله الساعة ان الاسلام قبل الایمان وعلیه یتوارثون
ویتناکحون والایمان علیه یثابون فقال الشامی صدقت فانا الساعة اشهد
ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله ص وانک وصی الاوصیاء ثم التفت ابو عبد الله ؑ
الی حمران فقال تجری بالکلام علی الاثر فتصیب والتفت الی هشام بن سالم
فقال ترید الاثر ولا تعرفه ثم التفت الی الاحول فقال قیاس رواغ تکسر باطلا
بباطل الا ان باطلک اظهر ثم التفت الی قیس الماصر فقال تتکلم واقرب ما تکون
من الخبر عن رسول الله ص ابعد ما تکون منه تمزج الحق مع الباطل وقلیل الحق
یکفی عن کثیر الباطل انت والاحول قفازان حاذقان قال یونس فظننت والله انه
یقول لهشام قریبا مما قال لهما ثم قال یا هشام لا تکاد تقع تلوی رجلیک اذا هممت بالارض طرت مثلک
فلیکلم الناس فاتق الزلة والشفاعة من ورائها ان شاء الله تعالیٰ ۵ عدة من اصحابنا عن احمد
بن محمد بن عیسی عن علی بن الحکم عن ابان قال اخبرنی الاحول ان زید بن علی بن
الحسین ؑ بعث الیه وهو مستخف قال فاتیته فقال لی یا ابا جعفر ما تقول ان طرقک
طارق منا اتخرج معه قال فقلت له ان کان اباک او اخاک خرجت معه قال فقال
لی فانا ارید ان اخرج واجاهد هؤلاء القوم فاخرج معی قال قلت لا ما افعل جعلت
فداک قال فقال لی اترغب بنفسک عنی فقلت له انما هی نفس واحدة فان کان لله فی الارض
حجة فالمتخلف عنک ناج والخارج معک هالک والا یکن لله حجة فی الارض فالمتخلف عنک

والخارج

شیئا اتمه لهم محمد بن یحیی عن احمد بن محمد عن علی بن الحکم عن ربیع بن محمد
المسلی عن عبد اللہ بن سلیمان العامری عن ابی عبد اللہ ؑ قال مازالت الارض
الا ولله فیها الحجة یعرف الحلال والحرام ویدعوا الناس الی سبیل الله احمد
بن مهران عن محمد بن علی عن الحسین بن ابی العلاء عن ابی عبد الله ؑ قال
قلت له تبقی الارض بغیر امام قال لا علی بن ابراهیم عن محمد بن عیسی عن یونس
عن ابن مسکان عن ابی بصیر عن احدهما قال قال ان الله لم یدع الارض بغیر
عالم ولولا ذلک لم یعرف الحق من الباطل محمد بن یحیی عن احمد بن محمد عن
الحسین بن سعید عن القسم بن محمد عن علی بن ابی حمزة عن ابی بصیر عن ابی عبد الله
قال ان الله اجل واعظم من ان یترک الارض بغیر امام عادل علی بن محمد
عن سهل بن زیاد عن الحسن بن محبوب عن ابی اسامة وعلی بن ابراهیم عن
ابیه عن الحسن بن محبوب عن ابی اسامة وهشام بن سالم عن ابی حمزة عن
ابی اسحاق عمن یثق به من اصحاب امیر المؤمنین ؑ ان امیر المؤمنین ؑ قال اللهم
انک لا تخلی ارضک من حجة لک علی خلقک علی بن ابراهیم عن محمد بن عیسی عن
محمد بن الفضیل عن ابی حمزة عن ابی جعفر ؑ قال قال والله ما ترک الله ارضا منذ قبض
الله آدم الا وفیها امام یهتدی به الی الله وهو حجته علی عباده ولا تبقی الارض
بغیر امام حجة لله علی عباده الحسین بن محمد عن معلی بن محمد عن بعض
اصحابنا عن ابی علی بن راشد قال قال ابو الحسن ؑ ان الارض لا تخلو من حجة
وانا والله ذلک الحجة علی بن ابراهیم عن محمد بن عیسی عن محمد بن الفضیل
عن ابی حمزة قال قلت لابی عبد الله ؑ تبقی الارض بغیر امام قال لو بقیت
الارض بغیر امام لساخت علی بن ابراهیم عن محمد بن عیسی عن محمد بن الفضیل عن
ابی الحسن الرضا ؑ قال قلت له اتبقی الارض بغیر امام قال لا قلت فانا نروی عن ابی عبد الله
انها لا تبقی بغیر امام الا ان یسخط الله علی اهل الارض او علی العباد فقال لا تبقی
الارض اذا لساخت علی عن محمد بن عیسی عن ابی عبد الله المؤمن عن ابی هراسة
عن ابی جعفر ؑ قال لو ان الامام رفع من الارض ساعة لماجت باهلها کما یموج
البحر باهله الحسین بن محمد عن معلی بن محمد عن الوشاء قال سألت
ابا الحسن الرضا ؑ هل تبقی الارض بغیر امام قال لا قلت انا نروی انها لا تبقی
الا ان یسخط الله عز وجل علی العباد قال لا تبقی اذا لساخت

بہما

امام

باب انه لو لم يبق فى الارض الا رجلان لكان احدهما الحجة

محمد بن يحيى عن احمد بن محمد عن محمد بن سنان عن ابن الطيار قال سمعت اباعبدالله ع يقول لو لم يبق فى الارض الا اثنان لكان احدهما الحجة احمد بن ادريس و محمد بن يحيى جميعا عن احمد بن محمد عن محمد بن عيسى بن عبيد عن محمد بن سنان عن حمزة بن الطيار عن ابى عبدالله ع قال لو بقى اثنان لكان احدهما الحجة على صاحبه محمد بن الحسن عن سهل بن زياد عن محمد بن عيسى مثله محمد بن يحيى عمن ذكره عن الحسن بن موسى الخشاب عن جعفر بن محمد عن كرام قال قال ابوعبدالله ع لو كان الناس رجلين لكان احدهما الامام وقال ان آخر من يموت الامام لئلا يحتج احد على الله عزوجل انه تركه بغير حجة لله عليه عدة من اصحابنا عن احمد بن محمد البرقى عن على بن اسمعيل عن ابن سنان عن حمزة بن الطيار قال سمعت اباعبدالله ع يقول لو لم يبق فى الارض الا اثنان لكان احدهما الحجة او الثانى الحجة الشك من احمد بن محمد احمد بن محمد عن محمد بن الحسن عن النهدى عن ابيه عن يونس بن يعقوب عن ابى عبدالله ع قال سمعته يقول لو لم يكن فى الارض الا اثنان لكان الامام احدهما

باب معرفة الامام والرد اليه

الحسين بن محمد عن معلى بن محمد عن الحسن بن على الوشا قال حدثنا محمد بن الفضيل عن ابى حمزة قال قال لى ابوجعفر ع انما يعبد الله من يعرف الله فاما من لا يعرف الله فانما يعبده هكذا ضلالا قلت جعلت فداك فما معرفة الله قال تصديق الله عزوجل وتصديق رسول الله ص وموالاة على ع والايتمام به وبائمة الهدى والبراءة الى الله عزوجل من عدوهم هكذا يعرف الله عزوجل الحسين عن معلى عن الحسن بن على عن احمد بن عائذ عن ابيه عن ابن اذينة قال حدثنا غير واحد عن احدهما ع انه قال لا يكون العبد مؤمنا حتى يعرف الله ورسوله والائمة كلهم وامام زمانه ويرد اليه ويسلم له ثم قال كيف يعرف الآخر وهو يجهل الاول محمد بن يحيى عن احمد بن محمد عن الحسن بن محبوب عن هشام بن سالم عن زرارة قال قلت لابى جعفر ع اخبرنى عن معرفة الامام منكم واجبة على جميع الخلق فقال ان الله عزوجل بعث

العطار قال سمعت ابا عبد الله ؑ یقول اشرك بین الاوصیاء والرسل
فی الطاعۃ عنہم عن احمد بن محمد عن محمد بن ابی عمیر عن سیف بن
عمیرۃ عن ابی الصباح الکنانی قال قال ابو عبد الله ؑ نحن قوم فرض
الله عز وجل طاعتنا لنا الانفال ولنا صفو المال ونحن الراسخون فی العلم
ونحن المحسودون الذین قال الله تعالی ام یحسدون الناس علی ما
اتٰہم الله من فضله عنہم عن احمد بن محمد عن علی بن الحکم عن الحسین
بن ابی العلاء قال ذکرت لابی عبد الله ؑ قولنا فی الاوصیاء ان طاعتہم
مفترضۃ قال فقال نعم ہم الذین قال الله عز وجل اطیعوا الله واطیعوا
الرسول واولی الامر منکم وہم الذین قال الله عز وجل انما ولیکم الله ورسوله
والذین امنوا وبهذا الاسناد عن احمد بن محمد عن معمر بن خلاد قال
سأل رجل فارسی ابا الحسن ؑ فقال طاعتك مفترضۃ فقال نعم قال مثل
طاعۃ علی بن ابی طالب ؑ قال نعم احمد بن محمد عن علی بن الحکم عن علی
بن ابی حمزۃ عن ابی بصیر عن ابی عبد الله ؑ قال سألت عن الائمۃ هل
یجرون فی الامر والطاعۃ مجری واحدا قال نعم وبهذا الاسناد عن
مروك بن عبید عن محمد بن زید الطبری قال کنت قائما علی رأس الرضا ؑ
بخراسان وعنده عدۃ من بنی هاشم وفیہم اسحاق بن موسی بن عیسی
العباسی فقال یا اسحاق بلغنی ان الناس یقولون انا نزعم ان الناس عبید
لنا لا وقرابتی من رسول الله ؐ ما قلته قط ولا سمعته من احد من ابائی
قاله ولا بلغنی عن احد من ابائی قاله ولکنی اقول ان الناس عبید لنا فی الطاعۃ موال لنا فی الدین فلیبلغ
الشاهد الغائب علی بن ابراهیم عن صالح بن السندی عن جعفر بن
بشیر عن ابی سلمۃ عن ابی عبد الله ؑ قال سمعته یقول نحن الذین
فرض الله طاعتنا لا یسع الناس الا معرفتنا ولا یعذر الناس بجهالتنا
من عرفنا کان مؤمنا ومن انکرنا کان کافرا ومن لم یعرفنا ولم ینکرنا
کان ضالا حتی یرجع الی الهدی الذی افترض الله علیه من طاعتنا
الواجبۃ فان یمت علی ضلالته یفعل الله به ما یشاء علی عن محمد بن
عیسی عن یونس عن محمد بن الفضیل قال سألته عن افضل ما یتقرب
به العباد الی الله عز وجل قال افضل ما یتقرب به العباد الی الله عز وجل

قال الاول وصاحبه یغشاه موج الثالث من فوقه موج ظلمات الثانی
بعضها فوق بعض معویۃ لعنہ اللہ وفتن بنی امیۃ اذا اخرج یدہ المؤمن
فی ظلمۃ فتنتہم لم یکد یراھا ومن لم یجعل اللہ لہ نوراً اماماً من ولد فاطمۃ
فما لہ من نور امام یوم القیٰمۃ وقال فی قولہ یسعی نورھم بین ایدیھم وبایمانھم
ائمۃ المؤمنین یوم القیٰمۃ یسعی بین یدی المؤمنین وبایمانھم حتی ینزلوھم
منازل اھل الجنۃ علیّ بن محمد ومحمد بن الحسن عن سھل بن زیاد عن موسیٰ
بن القسم البجلی ومحمد بن یحیی عن العمرکی بن علی جمیعاً عن علی بن جعفر عن
اخیہ موسی؏ مثلہ احمد بن ادریس عن الحسین بن عبید اللہ عن محمد بن
الحسن وموسی بن عمر عن الحسن بن محبوب عن محمد بن الفضیل عن
ابی الحسن؏ قال سالتہ عن قول اللہ عزوجل یریدون لیطفؤا نور اللہ
بافواھم قال یریدون لیطفؤا ولایۃ امیر المؤمنین؏ بافواھم قلت قولہ تعالیٰ
واللہ متم نورہ قال یقول واللہ متم الامامۃ والامامۃ ھی النور وذلک قولہ
اٰمنوا باللہ ورسولہ والنور الذی انزلنا قال النور ھو الامام

باب ان الائمۃ ھم ارکان الارض صلوات اللہ علیہم احمد بن مھران
عن محمد بن علی ومحمد بن یحیی عن احمد بن محمد جمیعاً عن محمد بن سنان عن
المفضل بن عمر عن ابی عبد اللہ؏ قال ما جاء بہ علیؑ اٰخذ بہ وما نھی عنہ انتھی عنہ جری
لہ من الفضل مثل ما جری لمحمدؐ ولمحمدؐ الفضل علی جمیع من خلق اللہ عزوجل
المتعقب علیہ فی شئ من احکامہ کالمتعقب علی اللہ وعلی رسولہ والراد
علیہ فی صغیرۃ او کبیرۃ علی حد الشرک باللہ کان امیر المؤمنین باب اللہ
الذی لا یؤتی الا منہ وسبیلہ الذی من سلک بغیرہ یھلک وکذلک
یجری لائمۃ الھدی واحد بعد واحد جعلھم اللہ ارکان الارض ان تمید
باھلھا وحجتہ البالغۃ علی من فوق الارض ومن تحت الثری وکان امیر المؤمنین
صلوات اللہ علیہ کثیرا ما یقول انا قسیم اللہ بین الجنۃ والنار وانا الفاروق
الاکبر وانا صاحب العصا والمیسم ولقد اقرت لی جمیع الملائکۃ والروح والرسل
بمثل ما اقروا بہ لمحمدؐ ولقد حملت علی مثل حمولتہ وھی حمولۃ الرب وان
رسول اللہؐ یدعی فیکسی وادعی فاکسیٰ ویستنطق واستنطق فانطق علی حد
منطقہ ولقد اعطیت خصالا ما سبقنی الیھا احد قبلی علمت علم المنایا و

الفضل

وقال عزّ وجلّ افلا يتدبّرون القران ام على قلوب اقفالها ام طبع الله على قلوبهم
فهم لا يفقهون ام قالوا سمعنا وهم لا يسمعون انّ شرّ الدوابّ عند الله الصمّ
البكم الذين لا يعقلون ولو علم الله فيهم خيرا لاسمعهم ولو اسمعهم لتولّوا
وهم معرضون ام قالوا سمعنا وعصينا بل هو فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو
الفضل العظيم فكيف لهم باختيار الامام والامام عالم لا يجهل وراعٍ لا ينكل معدن
القدس والطّهارة والنسك والزهادة والعلم والعبادة مخصوص بدعوة
الرسول صلّى الله عليه واله ونسل المطهّرة البتول لا مغمز فيه في نسب ولا يدانيه ذو حسب في
البيت من قريش والذروة من هاشم والعترة من الرّسول صلّى الله عليه واله والرّضا من الله
عزّ وجلّ شرف الاشراف والفرع من عبد مناف نامي العلم كامل الحلم مضطلع
بالامامة عالم بالسياسة مفروض الطاعة قائم بامر الله عزّ وجلّ ناصح لعباد
الله عزّ وجلّ حافظ لدين الله انّ الانبياء والائمة صلوات الله عليهم يوفّقهم الله ويؤتيهم من مخزون
علمه وحكمه ما لا يؤتيه غيرهم فيكون علمهم فوق علم اهل زمانهم في قوله
جلّ وتعالى افمن يهدي الى الحقّ احقّ ان يتّبع امّن لا يهدّي الّا ان يهدى
فما لكم كيف تحكمون وقوله تبارك وتعالى ومن يؤت الحكمة فقد اوتي خيرا
كثيرا وقوله في طالوت انّ الله اصطفاه عليكم وزاده بسطة في العلم والجسم
والله يؤتي ملكه من يشاء والله واسع عليم وقال لنبيّه انزل عليك الكتاب
والحكمة وعلّمك ما لم تكن تعلم وكان فضل الله عليك عظيما وقال في الائمّة من
اهل بيت نبيّه وعترته وذرّيّته ام يحسدون الناس على ما اتاهم الله من
فضله فقد اتينا ال ابراهيم الكتاب والحكمة واتيناهم ملكا عظيما فمنهم من
امن به ومنهم من صدّ عنه وكفى بجهنّم سعيرا وانّ العبد اذا اختاره الله عزّ
وجلّ لامور عباده شرح صدره لذلك واودع قلبه ينابيع الحكمة والهمه العلم
الهاما فلم يعي بعده بجواب ولا يحير فيه عن الصّواب فهو معصوم مؤيّد موفّق
مسدّد قد امن من الخطا والزلل والعثار يخصّه الله بذلك ليكون حجّته
على عباده وشاهده على خلقه وذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل
العظيم فهل يقدرون على مثل هذا فيختارونه او يكون مختارهم بهذه الصفة
فيقدّمونه تعدّوا وبيت الله الحقّ ونبذوا كتاب الله وراء ظهورهم كانّهم لا
يعلمون وفي كتاب الله الهدى والشفاء فنبذوه واتّبعوا اهواءهم فذمّهم

ذرع

الله

عبد الرحمن بن كثير عن ابی جعفر قال قال رسول الله ان اول وصی
كان علی وجه الارض هبة الله بن آدم وما من نبی مضی الا وله وصی
وكان جميع الانبياء مائة الف نبی وعشرين الف نبی منهم خمسة اولوا العزم
نوح وابراهيم وموسی وعيسی ومحمد عليهم السلام وان علی بن ابی طالب
كان هبة الله لمحمد وورث علم الاوصياء وعلم من كان قبله اما ان محمدا ورث علم من كان
قبله من الانبياء والمرسلين علی قائمة العرش مكتوب حمزة اسد الله واسد رسوله و
سيد الشهداء وفی ذوابة العرش علی امير المؤمنين فهذه حجتنا
علی من انكر حقنا وجحد ميراثنا وما منعنا من الكلام وامامنا اليقين
فای حجة تكون ابلغ من هذا محمد بن يحيی عن سلمة بن الخطاب عن
عبد الله بن محمد عن عبد الله بن القسم عن ذرعة بن محمد عن المفضل
بن عمر قال قال ابو عبد الله ان سليمان ورث داود وان محمدا ورث
سليمان وانا ورثنا محمدا وان عندنا علم التوراة والانجيل والزبور و
تبيان ما فی الالواح قال قلت ان هذا لهو العلم قال ليس هذا هو العلم
ان العلم الذی يحدث يوما بعد يوم وساعة بعد ساعة احمد
بن ادريس عن محمد بن عبد الجبار عن صفوان بن يحيی عن شعيب
الحداد عن ضريس الكناسی قال كنت عند ابی عبد الله وعنده
ابو بصير فقال ابو عبد الله ان داود ورث علم الانبياء وان سليمان
ورث داود وان محمدا ورث سليمان وانا ورثنا محمدا وان عندنا
صحف ابراهيم والواح موسی فقال ابو بصير ان هذا لهو العلم فقال
يا ابا محمد ليس هذا هو العلم انما العلم ما يحدث بالليل والنهار يوما
بيوم وساعة بساعة محمد بن يحيی عن محمد بن عبد الجبار
عن محمد بن اسمعيل عن علی بن النعمان عن ابن مسكان عن ابی بصير
عن ابی عبد الله قال قال لی يا ابا محمد ان الله عز وجل لم يعط الانبيا
شيئا الا وقد اعطاه محمدا قال وقد اعطی محمدا جميع ما اعطی الانبيا
وعندنا الصحف التی قال الله عز وجل صحف ابراهيم وموسی قلت
جعلت فداك هی الالواح قال نعم محمد عن احمد بن محمد عن الحسين
بن سعيد عن النضر بن سويد عن عبد الله بن سنان عن ابی عبد الله

الذوابة عسر كل شیء اعلاه

منذ خمسين سنة او مثلك قال فقال فآمن بريه وحسن ايمانه وآمنت
المراة التي كانت معه فدخل هشام وبريه والمراة على ابي عبد الله ع فحكى
له هشام الكلام الذي جرى بين ابي الحسن موسى ع وبين بريه فقال
ابو عبد الله ع ذرية بعضها من بعض والله سميع عليم فقال بريه انى لكم
التوراة والانجيل وكتب الانبياء قال هي عندنا وراثة من عندهم نقرأها
كما قرأوها ونقولها كما قالوا ان الله لا يجعل حجة في ارضه يُسأل عن شيء
فيقول لا ادرى علي بن محمد ومحمد بن الحسن عن سهل بن زياد عن بكر
بن صالح عن محمد بن سنان عن مفضل بن عمر قال اتينا باب ابي عبد الله
ونحن نريد الاذن عليه فسمعناه يتكلم بكلام ليس بالعربية فتوهمنا انه
بالسريانية ثم بكى فبكينا لبكائه ثم خرج الينا الغلام فاذن لنا فدخلنا عليه فقلت
اصلحك الله اتيناك نريد الاذن عليك فسمعناك تتكلم بكلام ليس بالعربية
فتوهمنا انه بالسريانية ثم بكيت فبكينا لبكائك فقال نعم ذكرت الياس النبي
وكان من عباد انبياء بني اسرائيل فقلت كما كان يقول في سجوده ثم اندفع
فيه بالسريانية فلا والله ما راينا قسا ولا جاثليقا افصح لهجة منه به ثم فسره
لنا بالعربية فقال كان يقول في سجوده اتراك معذبي وقد اظمأت لك
هواجري اتراك معذبي وقد عفرت لك في التراب وجهي اتراك معذبي
وقد اجتنبت لك المعاصي اتراك معذبي وقد اسهرت لك ليلي قال فاوحى
الله اليه ان ارفع راسك فاني غير معذبك قال فقال ان قلت لا اعذبك
ثم عذبتني ماذا الست عبدك وانت ربي قال فاوحى الله اليه ان ارفع راسك
فاني غير معذبك فاني اذا وعدت وعدا وفيت به

باب انه لم يجمع القرآن كله الا الائمة وانهم يعلمون علمه كله محمد
بن يحيى عن احمد بن محمد عن ابن محبوب عن عمرو بن ابي المقدام عن جابر
قال سمعت ابا جعفر ع يقول ما ادعى احد من الناس انه جمع القرآن كله كما
انزل الا كذاب وما جمعه وحفظه كما انزله الله الا علي بن ابي طالب والائمة
من بعده ع محمد بن الحسين عن محمد بن الحسن عن محمد بن سنان عن
عمار بن مروان عن المنخل عن جابر عن ابي جعفر ع انه قال ما يستطيع احد
ان يدعي ان عنده جميع القرآن كله ظاهره وباطنه غير الاوصياء علي ن

فاطمة من وفاته من الحزن ما لا يعلمه الا الله عزّ وجلّ فارسل اليها ملكاً يسلي غمها ويحدثها فشكت ذلك الى امير المؤمنين عليه السلام فقال لها اذا احسست بذلك وسمعت الصوت قولي لي فاعلمته بذلك فجعل امير المؤمنين عليه السلام يكتب كلما سمع حتى اثبت من ذلك مصحفاً قال ثم قال اما انه ليس فيه شئ من الحلال والحرام ولكن فيه علم ما يكون ٭ عدة من اصحابنا عن احمد بن محمد عن علي بن الحكم عن الحسين بن ابي العلا قال سمعت ابا عبد الله عليه السلام يقول ان عندي الجفر الابيض قال قلت فاي شئ فيه قال زبور داؤد عليه السلام وتوراة موسى وانجيل عيسى وصحف ابراهيم والحلال والحرام ومصحف فاطمة عليها السلام ما ازعم ان فيه قرآنا وفيه ما يحتاج الناس الينا ولا نحتاج الى احد حتى فيه الجلدة ونصف الجلدة وربع الجلدة وارش الخدش وعندي الجفر الاحمر قال قلت واي شئ في الجفر الاحمر قال السلاح وذلك انما يفتح للدم يفتحه صاحب السيف للقتل فقال له عبد الله بن ابي يعفور اصلحك الله أيعرف هذا بنو الحسن فقال اي والله كما يعرفون الليل انه ليل والنهار انه نهار ولكنهم يحملهم الحسد وطلب الدنيا على الجحود والانكار ولو طلبوا الحق بالحق لكان خيراً لهم ٭ علي بن ابراهيم عن محمد بن عيسى عن يونس عمن ذكره عن سليمان بن خالد قال قال ابو عبد الله عليه السلام ان في الجفر الذي يذكرونه لما يسوؤهم لانهم لا يقولون الحق والحق فيه فليخرجوا قضايا علي عليه السلام وفرائضه ان كانوا صادقين وسلوهم عن الخالات والعمات وليخرجوا مصحف فاطمة عليها السلام فان فيه وصية فاطمة عليها السلام ومعه سلاح رسول الله صلى الله عليه وآله ان الله عزّ وجلّ يقول فأتوا بكتاب من قبل هذا او اثارة من علم ان كنتم صادقين ٭ محمد بن يحيى عن احمد بن محمد عن ابن محبوب عن ابن رئاب عن ابي عبيدة قال سأل ابا عبد الله عليه السلام بعض اصحابنا عن الجفر فقال هو جلد ثور مملوّ علماً قال له فالجامعة قال تلك صحيفة طولها سبعون ذراعاً في عرض الاديم مثل فخذ الفالج فيها كل ما يحتاج الناس اليه وليس من قضية الا وهي فيها حتى ارش الخدش قال فمصحف فاطمة عليها السلام قال فسكت طويلاً ثم قال انكم لتبحثون عما تريدون وعما لا تريدون ان فاطمة عليها السلام مكثت بعد رسول الله صلى الله عليه وآله خمسة وسبعين يوماً وكان دخلها حزن شديد على ابيها وكان جبرئيل عليه السلام يأتيها فيحسن عزاءها على ابيها ويطيب نفسها ويخبرها عن ابيها ومكانه ويخبرها بما يكون بعدها في ذريتها وكان علي عليه السلام يكتب ذلك فهذا مصحف فاطمة عليها السلام ٭ عدة من اصحابنا عن احمد بن محمد عن صالح بن سعيد عن احمد بن ابي بشر عن بكر بن كرب الصيرفي قال سمعت ابا عبد الله عليه السلام يقول ان عندنا ما لا نحتاج معه الى

السائل ينبغي لصاحب هذا الدين ان يكتم قال او ما كتم علي بن ابي طالب عليه السلام يوم اسلم
مع رسول الله صلى الله عليه وآله حتى ظهر امره قال بلى قال فكذلك امرنا حتى يبلغ الكتاب اجله
وعن ابي جعفر عليه السلام قال لقد خلق الله جل ذكره ليلة القدر اول ما خلق الدنيا ولقد
خلق فيها اول نبي يكون واول وصي يكون ولقد قضى ان يكون في كل سنة ليلة يهبط فيها
بتفسير الامور الى مثلها من السنة المقبلة من جحد ذلك فقد رد على الله عز وجل علمه
لانه لا يقوم الانبياء والرسل والمحدثون الا ان يكون عليهم حجة بما يأتيهم في تلك الليلة مع الحجة
التي يأتيهم بها جبرئيل عليه السلام قلت والمحدثون ايضا يأتيهم جبرئيل او غيره من
الملائكة قال اما الانبياء والرسل صلى الله عليهم فلا شك ولا بد لمن سواهم من اول يوم
خلقت فيه الارض الى اخر فناء الدنيا ان يكون على اهل الارض حجة ينزل ذلك في تلك الليلة
الى من احب من عباده وايم الله لقد نزل الروح والملائكة بالامر في ليلة القدر على آدم
وايم الله ما مات آدم الا وله وصي وكل من بعد آدم من الانبياء قد اتاه الامر فيها ووضع
لوصيه من بعده وايم الله ان كان النبي ليؤمر فيما يأتيه من الامر في تلك الليلة من آدم
الى محمد صلى الله عليه وآله ان اوص الى فلان ولقد قال الله عز وجل في كتابه لولاة الامر
من بعد محمد صلى الله عليه وآله خاصة وعد الله الذين آمنوا منكم وعملوا الصالحات
ليستخلفنهم في الارض كما استخلف الذين من قبلهم الى قوله فاولئك هم الفاسقون يقول
استخلفكم لعلمي وديني وعبادتي بعد نبيكم كما استخلف وصاة آدم من بعده حتى يبعث
النبي الذي يليه يعبدونني لا يشركون بي شيئا يقول يعبدونني بايمان لا نبي بعد محمد
صلى الله عليه وآله فمن قال غير ذلك فاولئك هم الفاسقون فقد مكن ولاة الامر بعد
محمد صلى الله عليه وآله بالعلم ونحن هم فاسئلونا فان صدقناكم فاقروا وما انتم بفاعلين
اما علمنا فظاهر واما ابان اجلنا الذي يظهر فيه الدين منا حتى لا يكون بين الناس اختلاف
فان له اجلا من ممر الليالي والايام اذا اتى ظهر وكان الامر واحدا وايم الله لقد قضي الامر
ان لا يكون بين المؤمنين اختلاف ولذلك جعلهم شهداء على الناس ليشهد محمد صلى الله
عليه وآله علينا ولنشهد على شيعتنا ولتشهد شيعتنا على الناس ابى الله عز وجل ان يكون
في حكمه اختلاف او بين اهل علمه تناقض ثم قال ابو جعفر عليه السلام فضل ايمان المؤمن
بجملة انا انزلناه وبتفسيرها على من ليس مثله في الايمان بها كفضل الانسان على البهائم وان
الله عز وجل ليدفع بالمؤمنين بها عن الجاحدين لها في الدنيا لكمال عذاب الآخرة لمن علم
انه لا يتوب منهم ما يدفع بالمجاهدين عن القاعدين ولا اعلم ان في هذا الزمان جهادا الا الحج

العرش ووافى الائمة عليهم السلام معه ووافينا معهم فلا ترد ارواحنا الى ابداننا الا بعلم مستفاد
ولولا ذلك لانفدنا محمد بن يحيى عن سلمة بن الخطاب عن عبد الله بن محمد عن
الحسين بن احمد المنقري عن يونس او المفضل عن ابى عبد الله عليه السلام قال ما من ليلة
جمعة الا ولاولياء الله فيها سرور قلت كيف ذلك جعلت فداك قال اذا كان ليلة الجمعة وافى
رسول الله صلى الله عليه وآله العرش ووافى الائمة ووافيت معهم فما ارجع الا بعلم مستفاد و
لولا ذلك لنفد ما عندى

باب لولا ان الائمة عليهم السلام يزدادون لنفد ما عندهم **على** بن محمد ومحمد بن
الحسن عن سهل بن زياد عن احمد بن محمد بن ابى نصر عن صفوان بن يحيى قال سمعت
ابا الحسن عليه السلام يقول كان جعفر بن محمد عليه السلام يقول لولا انا نزداد لانفدنا
محمد بن يحيى عن احمد بن محمد عن محمد بن خالد عن صفوان عن ابى الحسن ع مثله
محمد بن يحيى عن احمد بن محمد عن الحسين بن سعيد عن النضر بن سويد عن يحيى الحلبي
عن ذريح المحاربي قال قال لى ابو عبد الله عليه السلام يا ذريح لولا انا نزداد لانفدنا **محمد**
بن يحيى عن احمد بن محمد عن ابن ابى نصر عن ثعلبة عن زرارة قال سمعت ابا جعفر عليه
السلام يقول لولا انا نزداد لانفدنا قال قلت تزدادون شيئا لا يعلمه رسول الله صلى الله عليه
وآله قال اما انه اذا كان ذلك عرض على رسول الله صلى الله عليه وآله ثم على الائمة ثم انتهى
الامر الينا **على** بن ابراهيم عن محمد بن عيسى عن يونس بن عبد الرحمن عن بعض اصحابه عن
ابى عبد الله عليه السلام قال ليس يخرج شىء من عند الله عز وجل حتى يبدأ برسول الله صلى
الله عليه وآله ثم بامير المؤمنين عليه السلام ثم بواحد بعد واحد لكيلا يكون آخرنا اعلم من اولنا

باب ان الائمة يعلمون جميع العلوم التى خرجت الى الملائكة والانبياء والرسل عليهم
السلام **على** بن محمد ومحمد بن الحسن عن سهل بن زياد عن محمد بن الحسن بن شمون
عن عبد الله بن عبد الرحمن عن عبد الله بن القسم عن سماعة عن ابى عبد الله عليه
السلام قال ان لله تبارك وتعالى علمين علما اظهر عليه ملائكته وانبياءه ورسله فما اظهر عليه
ملائكته ورسله وانبياءه فقد علمناه وعلما استاثر به فاذا بدا لله فى شىء منه اعلمنا ذلك
وعرض على الائمة الذين كانوا من قبلنا **على** بن محمد ومحمد بن الحسن عن سهل بن زياد
عن موسى بن القسم ومحمد بن يحيى عن العمركى بن على جميعا عن على بن جعفر عن اخيه موسى
بن جعفر عليه السلام مثله عدة من اصحابنا عن احمد بن محمد عن الحسين بن سعيد عن القسم
بن محمد عن على بن ابى حمزة عن ابى بصير عن ابى عبد الله عليه السلام قال ان لله عز وجل علمين

فقال لنا السندي يا هؤلاء انظروا الى هذا الرجل هل حدث به حدث فان الناس يزعمون انه
قد فعل به ويكثرون في ذلك وهذا منزله وفراشه موسع عليه غير مضيق ولم يرد به امير المؤمنين
سوءً وانما ينتظر به ان يقدم فيناظر امير المؤمنين وهذا هو صحيح موسع عليه في جميع اموره فاسئلوه
قال ونحن ليس لنا هم الا النظر الى الرجل والى فضله وسمته فقال موسى بن جعفر عليهما السلام
اما ما ذكر من التوسعة وما اشبهها فهو على ما ذكر غير اني اخبركم ايها النفر اني قد سقيت
السم في سبع تمرات وانا غداً اخضر وبعد غد اموت قال فنظرت الى السندي بن شاهك
يضطرب ويرتعد مثل السعفة **محمد** بن يحيى عن احمد بن محمد عن ابن فضال عن ابي جميلة
عن عبد الله بن ابي جعفر قال حدثني اخي عن جعفر عن ابيه انه اتى علي بن الحسين عليهما السلام
ليلة قبض فيها بشراب فقال يا ابت اشرب هذا فقال يا بني ان هذه الليلة التي اقبض فيها وهي
الليلة التي قبض فيها رسول الله صلى الله عليه وآله **علي** بن محمد عن سهل بن زياد عن محمد بن
عبد الحميد عن الحسن بن الجهم قال قلت للرضا عليه السلام ان امير المؤمنين عليه السلام قد عرف قاتله
والليلة التي يقتل فيها والموضع الذي يقتل فيه وقوله لما سمع صياح الاوز في الدار صوائح تتبعها
نوائح وقول ام كلثوم لو صليت الليلة داخل الدار وامرت غيرك يصلي بالناس فابى عليها وكثر دخوله
وخروجه تلك الليلة بلا سلاح وقد عرف عليه السلام ان ابن ملجم لعنه الله قاتله بالسيف كان هذا مما
لم يجز تعرضه فقال ذلك كان ولكنه خير في تلك الليلة لتمضي مقادير الله عز وجل **علي** بن ابراهيم
عن محمد بن عيسى عن بعض اصحابنا عن ابي الحسن عليه السلام قال ان الله عز وجل غضب على الشيعة
فخيرني نفسي او هم فوقيتهم والله بنفسي **محمد** بن يحيى عن احمد بن محمد عن الوشاء عن مسافر ان ابا الحسن
الرضا عليه السلام قال له يا مسافر هذه القناة فيها حيتان قال نعم جعلت فداك فقال اني رأيت رسول الله
صلى الله عليه وآله البارحة وهو يقول يا علي ما عندنا خير لك **محمد** بن يحيى عن احمد بن محمد
عن الوشاء عن احمد بن عائذ عن ابي خديجة عن ابي عبد الله عليه السلام قال كنت عند ابي عليه السلام في
اليوم الذي قبض فيه فاوصاني باشياء في غسله وفي كفنه وفي دخوله قبره فقلت يا اباه
والله ما رأيتك منذ اشتكيت احسن منك اليوم ما رأيت عليك اثر الموت فقال يا بني
اما سمعت علي بن الحسين عليه السلام يناديني من وراء الجدار يا محمد تعال عجل **عدة**
من اصحابنا عن احمد بن محمد عن علي بن الحكم عن سيف بن عميرة عن عبد الملك بن اعين
عن ابي جعفر عليه السلام قال انزل الله عز وجل النصر على الحسين عليه السلام حتى كان بين
السماء والارض ثم خير النصر او لقاء الله فاختار لقاء الله عز وجل

باب ان الائمة عليهم السلام يعلمون علم ما كان وما يكون وانه لا يخفى عليهم شيء صلوات الله عليهم

الله الى رسوله فقد فوضه الينا علي بن محمد عن بعض اصحابنا عن الحسين بن عبد الرحمن عن
صندل الخياط عن زيد الشحام قال سألت اباعبدالله عليه السلام في قوله تعالى هذا عطاؤنا فامنن او امسك
بغير حساب قال اعطى سليمان ملكا عظيما ثم جرت هذه الآية في رسول الله صلى الله عليه وآله فكان له ان يعطي
من شاء ما شاء ويمنع من شاء واعطاه افضل مما اعطى سليمان لقوله ما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا

باب في ان الائمة عليهم السلام بمن يشبهون ممن مضى وكراهية القول فيهم بالنبوة **ابو علي** الاشعري
عن محمد بن عبد الجبار عن صفوان بن يحيى عن حمران بن اعين قال قلت لابي جعفر عليه السلام ما موضع
العلماء قال مثل ذي القرنين وصاحب سليمان وصاحب موسى عليهم السلام علي بن ابراهيم عن ابيه عن ابن ابي نجران
عن الحسين بن العلاء قال قال ابو عبدالله عليه السلام انما الوقوف علينا في الحلال والحرام فاما النبوة فلا محمد
بن يحيى الاشعري عن احمد بن محمد عن البرقي عن النضر بن سويد عن يحيى بن عمران الحلبي عن ايوب بن الحر قال
سمعت اباعبدالله عليه السلام ان الله عز ذكره ختم بنبيكم النبيين فلا نبي بعده ابدا وختم بكتابكم الكتب فلا كتاب
بعده ابدا وانزل فيه تبيان كل شيء وخلقكم وخلق السماوات والارض ونبأ ما قبلكم وفصل ما بينكم وخبر ما بعدكم
وامر الجنة والنار وما انتم صائرون اليه عدة من اصحابنا عن احمد بن محمد عن الحسين بن سعيد عن حماد بن عيسى عن
الحسين بن المختار عن الحرث بن المغيرة قال قال ابو جعفر عليه السلام ان عليا صلوات الله عليه كان محدثا فقلت
تقول نبي قال فحرك بيده هكذا ثم قال او كصاحب سليمان او كصاحب موسى او كذي القرنين او ما بلغكم انه قال
وفيكم مثله علي بن ابراهيم عن ابيه عن ابن ابي عمير عن ابن اذينة عن بريد بن معاوية عن ابي جعفر وابي عبدالله
عليهما السلام قال قلت له ما منزلتكم ومن تشبهون ممن مضى قال صاحب موسى وذو القرنين كانا عالمين
ولم يكونا نبيين محمد بن يحيى عن احمد بن محمد عن البرقي عن ابي طالب عن سدير قال قلت لابي عبدالله
عليه السلام ان قوما يزعمون انكم آلهة يتلون علينا بذلك قرآنا وهو الذي في السماء اله وفي الارض اله فقال يا سدير
سمعي وبصري وبشري ولحمي ودمي وشعري من هؤلاء برئ وبرئ الله منهم ما هؤلاء على ديني ولا على دين
آبائي والله لا يجمعني الله واياهم يوم القيامة الا وهو ساخط عليهم قال قلت وعندنا قوم يزعمون
انكم رسل يقرؤون علينا بذلك قرآنا يا ايها الرسل كلوا من الطيبات واعملوا صالحا اني بما تعملون عليم فقال
يا سدير سمعي وبصري وشعري وبشري ولحمي ودمي من هؤلاء برئ وبرئ الله منهم ورسوله ما هؤلاء
على ديني ولا على دين آبائي والله لا يجمعني الله واياهم يوم القيامة الا وهو ساخط عليهم قال قلت فما انتم
قال نحن خزان علم الله نحن تراجمة امر الله نحن قوم معصومون امر الله تبارك وتعالى بطاعتنا
ونهى عن معصيتنا نحن الحجة البالغة على من دون السماء وفوق الارض عدة من اصحابنا
عن احمد بن محمد عن الحسين بن سعيد عن عبدالله بن بحر عن ابن مسكان عن عبد الرحمن بن ابي
عبدالله عن محمد بن مسلم قال سمعت اباعبدالله عليه السلام يقول الائمة بمنزلة رسول الله صلى الله عليه وآله

يقول

الا انه ليس بانبياء ولا يحل لهم من النساء ما يحل للنبي فاما ما خلا ذلك فهم بمنزلة رسول الله صلى الله عليه وآله

باب ان الائمة عليهم السلام محدثون مفهمون

محمد بن يحيى عن احمد بن محمد عن البرقي عن القسم بن محمد عن عبيد بن زرارة قال ارسل ابو جعفر عليه السلام الى زرارة ان يعلم الحكم بن عتيبة ان اوصياء محمد عليه وعليهم السلام محدثون محمد عن احمد بن محمد عن ابن محبوب عن جميل بن صالح عن زياد بن سوقة عن الحكم بن عتيبة قال دخلت على علي بن الحسين عليهما السلام يوما فقال يا حكم هل تدري الآية التي كان علي بن ابي طالب عليه السلام يعرف قاتله بها ويعرف بها الامور العظام التي كان يحدث بها الناس قال الحكم فقلت في نفسي قد وقعت على علم من علم علي بن الحسين عليه السلام اعلم بذلك تلك الامور العظام قال فقلت لا والله لا اعلم قال ثم قلت الآية تخبرني بها يا ابن رسول الله قال هو والله قول الله عز ذكره وما ارسلنا قبلك من رسول ولا نبي ولا محدث وكان علي بن ابي طالب محدثا فقال له رجل يقال له عبد الله بن زيد كان اخا علي لامه سبحان الله محدثا كانه ينكر ذلك فاقبل علينا ابو جعفر فقال اما والله ان ابن امك بعد قد كان يعرف ذلك قال فلما قال ذلك سكت الرجل فقال هي التي هلك فيها ابو الخطاب فلم يدر ما تاويل المحدث والنبي احمد بن محمد ومحمد بن يحيى عن محمد بن الحسن عن يعقوب بن يزيد عن محمد بن اسمعيل قال سمعت ابا الحسن عليه السلام يقول الائمة علماء صادقون مفهمون محدثون علي بن ابراهيم عن محمد بن عيسى عن يونس عن رجل عن محمد بن مسلم قال ذكر المحدث عند ابي عبد الله عليه السلام فقال انه يسمع الصوت ولا يرى الشخص فقلت له جعلت فداك كيف يعلم انه كلام الملك فقال انه يعطى السكينة والوقار حتى يعلم انه كلام الملك محمد بن يحيى عن احمد بن محمد عن الحسين بن سعيد عن حماد بن عيسى عن الحسين بن المختار عن الحرث بن المغيرة عن حمران بن اعين قال قال ابو جعفر عليه السلام ان عليا عليه السلام كان محدثا فخرجت الى اصحابي فقلت جئتكم بعجيبة فقالوا وما هي قلت سمعت ابا جعفر يقول كان علي عليه السلام محدثا فقالوا ما صنعت شيئا الا سألته من كان يحدثه فرجعت اليه فقلت اني حدثت اصحابي بما حدثتني فقالوا ما صنعت شيئا الا سألته من كان يحدثه فقال لي يحدثه ملك قلت تقول انه نبي قال فحرك يده هكذا او كصاحب سليمان او كصاحب موسى او كذي القرنين او ما بلغكم انه قال وفيكم مثله

عليه

اصلحك الله

باب فيه ذكر الارواح التي في الائمة عليهم السلام

محمد بن يحيى عن احمد بن محمد عن الحسين بن سعيد عن حماد بن عيسى عن ابراهيم بن عمر اليماني عن جابر الجعفي قال قال ابو عبد الله عليه السلام يا جابر ان الله تبارك وتعالى خلق الخلق ثلثة اصناف وهو قول الله عز وجل وكنتم ازواجا ثلثة فاصحاب الميمنة

البرقی عن فضالة بن ایوب عن سلیمان بن خالد عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال ما مات عالم حتی یعلمہ اللہ عزّ وجل الی من یوصی ۔

باب ان الامامة عہد من اللہ عزّ وجل معہود من واحد الی واحد علیہم السلام

الحسین بن محمد عن معلّی بن محمد عن الحسن بن علی الوشا قال حدثنی عمر بن ابان عن ابی بصیر قال کنت عند ابی عبداللہ علیہ السلام فذکروا الاوصیاء وذکرت اسمعیل فقال لا واللہ یا ابا محمد ما ذاک الینا وما ہو الا الی اللہ عزّ وجل ینزل واحدا بعد واحد ۔ محمد بن یحیی عن احمد بن محمد عن الحسین بن سعید عن ابن ابی عمیر عن حماد بن عثمان عن عمرو بن الاشعث قال سمعت اباعبداللہ علیہ السلام یقول اترون الموصی منا یوصی الی من یرید لا واللہ ولکن عہد من اللہ ورسولہ صلّی اللہ علیہ وآلہ لرجل فرجل حتی ینتہی الی آمر صاحبہ ۔ الحسین بن محمد عن معلّی بن محمد عن محمد بن جمہور عن حماد بن عیسی عن منہال عن عمرو بن الاشعث عن ابی عبداللہ علیہ السلام مثلہ ۔ الحسین بن محمد عن معلّی بن عن علی بن محمد عن بکر بن صالح عن محمد بن سلیمان عن عیثم بن اسلم عن معاویة بن عمار عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال ان الامامة عہد من اللہ عزّ وجل معہود لرجال مسمّین لیس للامام ان یزویہا عن الذی یکون من بعدہ ان اللہ تبارک وتعالی اوحی الی داؤد علیہ السلام ان اتخذ وصیا من اہلک فانہ قد سبق فی علمی ان لا ابعث نبیا الا ولہ وصی من اہلہ وکان لداؤد علیہ السلام اولاد عدۃ وفیہم غلام کانت امہ عند داؤد وکان لہا محبا فدخل داؤد علیہ السلام علیہا حین اتاہ الوحی فقال لہا ان اللہ عزّ وجل اوحی الی یامرنی ان اتخذ وصیا من اہلی فقالت لہ امرأتہ فلیکن ابنی قال ذاک ارید وکان السابق فی علم اللہ المحتوم عندہ انہ سلیمان فاوحی اللہ عزّ وجل الی داؤد ان لا تعجل دون ان یاتیک امری فلم یلبث داؤد ان ورد علیہ رجلان یختصمان فی الغنم والکرم فاوحی اللہ عزّ وجل الی داؤد ان اجمع ولدک فمن قضی بہذہ القضیة فاصاب فہو وصیک من بعدک فجمع داؤد علیہ السلام ولدہ فلما ان قص الخصمان قال سلیمان علیہ السلام یا صاحب الکرم متی دخلت غنم ہذا الرجل کرمک قال دخلتہ لیلا قال قد قضیت علیک یا صاحب الغنم باولاد غنمک واصوافہا فی عامک ہذا ثم قال لہ داؤد فکیف لم تقض برقاب الغنم وقد قوم ذلک علماء بنی اسرائیل فکان ثمن الکرم قیمة الغنم فقال سلیمان ان الکرم لم یجتث من اصلہ وانما اکل حملہ وہو عائد فی قابل فاوحی اللہ عزّ وجل الی داؤد ان القضاء فی ہذہ القضیة ما قضی سلیمان بہ یا داؤد اردت امرا واردنا امرا غیرہ فدخل داؤد علیہ السلام علی امرأتہ فقال اردنا امرا واراد اللہ امرا غیرہ ولم یکن الا ما اراد اللہ عزّ وجل فقد رضینا بامر اللہ عزّ وجل وسلّمنا

الحكم عن معاوية بن وهب قال قلت لابي عبد الله عليه السلام ما علامات الامام الذي بعد الامام
فقال طهارة الولادة وحسن المنشا ولا يلهو ولا يلعب علي بن ابراهيم عن محمد بن يحيى عن
يونس عن احمد بن عمر عن ابي الحسن الرضا عليه السلام قال سألته عن الدلالة على صاحب هذا
الامر فقال الدلالة عليه الكبر والفضل والوصية اذا قدم الركب المدينة فقالوا الى من
اوصى فلان قيل الى فلان بن فلان ودوروا مع السلاح حيث ما دار فاما المسائل فليس فيها حجة محمد بن
يحيى عن احمد بن محمد عن ابي يحيى الواسطي عن هشام بن سالم عن ابي عبد الله عليه السلام
ان الامر في الكبير ما لم تكن به عاهة احمد بن مهران عن محمد بن علي عن ابي بصير قال قلت
لابي الحسن عليه السلام جعلت فداك بم يعرف الامام قال فقال بخصال اما اولها فانه
بشيء قد تقدم من ابيه فيه باشارة اليه ليكون عليهم حجة ويسأل فيجيب وان سكت عنه
ابتدأ ويخبر بما في غد ويكلم الناس بكل لسان ثم قال لي يا ابا محمد اعطيك علامة قبل ان تقوم
فلم البث ان دخل علينا رجل من اهل خراسان فكلمه الخراساني بالعربية فاجابه ابو الحسن
عليه السلام بالفارسية فقال له الخراساني والله جعلت فداك ما منعني ان اكلمك بالخراسانية
غير اني ظننت انك لا تحسنها فقال سبحان الله اذا كنت لا احسن اجيبك فما فضلي عليك ثم
قال لي يا ابا محمد ان الامام لا يخفى عليه كلام احد من الناس ولا طير ولا بهيمة ولا شيء فيه الروح
فمن لم تكن هذه الخصال فيه فليس هو بامام

باب اثبات الامامة في الاعقاب وانها لا تعود في اخ ولا عم ولا غيرهما من القرابات

باب اثبات الامامة في الاعقاب

علي بن ابراهيم عن محمد بن عيسى عن يونس عن الحسين بن ثوير بن ابي فاختة عن ابي عبد الله
قال لا تعود الامامة في اخوين بعد الحسن والحسين عليهما السلام ابدا انما جرت من علي بن
الحسين عليهما السلام كما قال الله تبارك وتعالى واولوا الارحام بعضهم اولى ببعض في كتاب الله
فلا يكون بعد علي بن الحسين الا في الاعقاب واعقاب الاعقاب علي بن محمد عن سهل بن زياد
عن محمد بن الوليد عن يونس بن يعقوب عن ابي عبد الله عليه السلام انه سمعه يقول ابى الله
ان يجعلها لاخوين بعد الحسن والحسين عليهما السلام محمد بن يحيى عن احمد بن محمد بن
عيسى عن محمد بن اسماعيل بن بزيع عن ابي الحسن الرضا عليه السلام انه سئل اتكون الامامة
في عم او خال فقال لا فقلت ففي اخ قال لا قلت ففي من قال في ولدي وهو يومئذ لا ولد له محمد بن يحيى عن محمد
بن الحسين عن عبد الرحمن بن ابي نجران عن سليمان بن جعفر الجعفري عن حماد بن عيسى
عن ابي عبد الله عليه السلام انه قال لا تجتمع الامامة في اخوين بعد الحسن والحسين انما
هي في الاعقاب واعقاب الاعقاب محمد بن يحيى عن محمد بن الحسين عن ابن ابي نجران

بن جعفر عليه السلام اما بعد فانی اوصی نفسی بتقوی الله وبها اوصیك فانها وصية الله
فی الاولین ووصیته فی الآخرین خبرنی من ورد علی من اعوان الله علی دینه ونشر
طاعته بما کان من تحنّنك مع خذلانك وقد شاورت فی الدعوة للرضا من آل محمد صلی
الله علیه وآله وقد احتجبتها واحتجبها ابوك من قبلك وقدیما ادّعیتم ما لیس لکم و
بسطتم آمالکم الی ما لم یعطکم الله فاستهویتم واضللتم وانا محذّرك ما حذّرك الله من
نفسه فکتب الیه ابو الحسن موسی بن جعفر من موسی بن عبد الله جعفر وعلی مشترکین
فی التذلل لله وطاعته الی یحیی بن عبد الله بن الحسن اما بعد فانی احذّرك الله
ونفسی واعلمك الیم عذابه وشدید عقابه وتکامل نقماته واوصیك ونفسی بتقوی
الله فانها زین الکلام وتثبیت النعم اتانی کتابك تذکر فیه انی مدّع وابی من قبل
ما سمعت ذلك منی وستکتب شهادتهم ویسئلون ولم یدع حرص الدنیا ومطالبها
لاهلها مطلبا لآخرتهم حتی یفسد علیهم مطلب آخرتهم فی دنیاهم وذکرت انی ثبّطت الناس
عنك لرغبتی فیما فی یدیك وما منعنی من مدخلك الذی انت فیه لو کنت راغبا
ضعف عن سنة ولا قلة بصیرة بحجة ولکن الله تبارك وتعالی خلق الناس امشاجا
وغرائب وغرائز فاخبرنی عن حرفین اسئلك عنهما ما العترف فی بدنك وما الصهلج
فی الانسان ثم اکتب الیّ بخبر ذلك وانا متقدّم الیك احذّرك معصیة الخلیفة واحثّك علی برّه
وطاعته وان تطلب لنفسك امانا قبل ان تاخذك الاظفار ویلزمك الخناق من کل مکان
فتروح الی النفس من کل مکان فلا تجده حتی یمنّ الله علیك بمنّه وفضله ورقّة الخلیفة
ابقاه الله فیؤمنك ویرحمك ویحفظ فیك ارحام رسول الله صلی الله علیه وآله والسلام علی
من اتبع الهدی انا قد اوحی الینا ان العذاب علی من کذّب وتولّی قال الجعفری فبلغنی
ان کتاب موسی بن جعفر علیه السلام وقع فی یدی هارون فلما قرأه قال الناس یحملونی
علی موسی بن جعفر وهو بریء مما یرمی به. تمّ الجزء الثانی من کتاب الکافی ویتلوه بمشیئة الله
وعونه الجزء الثالث وهو باب کراهیة التوقیت والحمد لله وحده وصلی الله علی محمد وآله

بسم الله الرحمن الرحیم

باب کراهیة التوقیت علی بن محمد ومحمد بن الحسن عن سهل بن زیاد ومحمد بن یحیی
عن احمد بن محمد بن عیسی جمیعا عن الحسن بن محبوب عن ابی حمزة الثمالی قال سمعت
ابا جعفر علیه السلام یقول یا ثابت ان الله تبارك وتعالی قد کان وقّت هذا الامر فی السبعین
فلما ان قتل الحسین صلوات الله علیه اشتد غضب الله علی اهل الارض فاخّره الی اربعین ومائة

باب کراهیة التوقیت

فحدثناکم فاذعتم الحدیث فکشفتم قناع الستر ولم یجعل الله له بعد ذلک وقتا عندنا ویمحو
الله ما یشاء ویثبت وعنده ام الکتاب قال ابوحمزة فحدثت بذلک اباعبدالله علیه السلام
فقال قد کان ذلک محمد بن یحیی عن سلمة بن الخطاب عن علی بن حسان عن عبدالرحمن
بن کثیر قال کنت عند ابی عبدالله علیه السلام اذ دخل علیه مهزم فقال له جعلت فداک
اخبرنی عن هذا الامر الذی ننتظره متی هو فقال یا مهزم کذب الوقاتون وهلک
المستعجلون ونجا المسلمون عدة من اصحابنا عن احمد بن محمد بن خالد عن ابیه عن القسم
بن محمد عن علی بن ابی حمزة عن ابی بصیر عن ابی عبدالله علیه السلام قال سألته عن القائم
علیه السلام فقال کذب الوقاتون انا اهل بیت لا نوقت احمد باسناده قال قال ابی الله
الا ان یخالف وقت الموقتین الحسین بن محمد عن معلی بن محمد عن الحسن بن علی الخزاز
عن عبدالکریم بن عمرو الخثعمی عن الفضیل بن یسار عن ابی جعفر علیه السلام قال قلت
لهذا الامر وقت فقال کذب الوقاتون کذب الوقاتون کذب الوقاتون ان موسی علیه
السلام لما خرج وافدا الی ربه واعدهم ثلثین یوما فلما زاده الله علی الثلثین عشرا قال قومه
قد اخلفنا موسی فصنعوا ما صنعوا فاذا حدثناکم الحدیث فجاء علی ما حدثناکم فقولوا صدق الله واذا حدثناکم
الحدیث فجاء علی خلاف ما حدثناکم به فقولوا صدق الله تؤجروا مرتین محمد بن یحیی واحمد بن ادریس عن محمد
بن احمد عن السیاری عن الحسن بن علی بن یقطین عن اخیه الحسین عن ابیه علی بن یقطین
قال قال لی ابوالحسن علیه السلام الشیعة تربی بالامانی منذ مائتی سنة قال وقال
یقطین لابنه علی بن یقطین ما بالنا قیل لنا فکان وقیل لکم فلم یکن قال فقال له علی
ان الذی قیل لنا ولکم کان من مخرج واحد غیر ان امرکم حضر فاعطیتم محضه فکان
کما قیل لکم وان امرنا لم یحضر فعللنا بالامانی فلو قیل لنا ان هذا الامر لا یکون الا الی
مائتی سنة او ثلثمائة سنة لقست القلوب ولرجع عامة الناس عن الاسلام ولکن قالوا ما
اسرعه وما اقربه تألفا لقلوب الناس وتقریبا للفرج الحسین بن محمد عن جعفر بن محمد
عن القسم بن اسمٰعیل الانباری عن الحسن بن علی عن ابراهیم بن مهزم عن ابیه عن ابی عبدالله
علیه السلام قال ذکرنا عنده ملوک آل فلان فقال انما هلک الناس من استعجالهم لهذا الامر
ان الله لا یعجل لعجلة العباد ان لهذا الامر غایة ینتهی الیها فلو قد بلغوها لم یستقدموا
ساعة ولم یستاخروا

باب التمحیص والامتحان

باب التمحیص والامتحان علی بن ابراهیم عن ابیه عن الحسن بن محبوب عن یعقوب
السراج وعلی بن رئاب عن ابی عبدالله علیه السلام ان امیرالمؤمنین صلوات الله علیه لما بویع

علی الغضبان ثم قال لا دين لمن دان الله بولاية امام جائر ليس من الله ولا عتب على من دان بولاية امام
عادل من الله قلت لا دين لاولئك ولا عتب على هؤلاء قال نعم لا دين لاولئك ولا عتب على
هؤلاء ثم قال الا تسمع لقول الله عز وجل الله ولي الذين آمنوا يخرجهم من الظلمات الى النور
يعني من ظلمات الذنوب الى نور التوبة والمغفرة لولايتهم كل امام عادل من الله عز وجل
وقال والذين كفروا اولياؤهم الطاغوت يخرجونهم من النور الى الظلمات انما عنى بهذا انهم كانوا
على نور الاسلام فلما ان تولوا كل امام جائر ليس من الله خرجوا بولايتهم اياه من نور الاسلام الى ظلمات
الكفر فاوجب الله لهم النار مع الكفار فاولئك اصحاب النار هم فيها خالدون **وعنه** عن هشام بن
سالم عن حبيب السجستاني عن ابي جعفر عليه السلام قال قال الله تبارك وتعالى لاعذبن كل رعية في
الاسلام دانت بولاية كل امام جائر ليس من الله وان كانت الرعية في اعمالها برة تقية ولاعفون
عن كل رعية في الاسلام دانت بولاية كل امام عادل من الله وان كانت الرعية في انفسها ظالمة
مسيئة **علي بن محمد** عن ابن جمهور عن ابيه عن صفوان عن ابن مسكان عن عبد الله بن
سنان عن ابي عبد الله عليه السلام قال قال ان الله لا يستحيي ان يعذب امة دانت بامام ليس
من الله وان كانت في اعمالها برة تقية وان الله ليستحيي ان يعذب امة دانت بامام من الله وان كانت
في اعمالها ظالمة مسيئة

باب من مات وليس له امام من ائمة الهدى وهو من الباب الاول **الحسين بن**
محمد عن معلى بن محمد عن الحسن بن علي الوشاء عن احمد بن عائذ عن ابن اذينة عن الفضيل بن يسار
قال ابتدأنا ابو عبد الله عليه السلام يوما وقال قال رسول الله صلى الله عليه وآله من مات وليس
له امام فميتته ميتة جاهلية فقلت قال ذلك رسول الله صلى الله عليه وآله فقال اي
والله قد قال قلت فكل من مات وليس له امام فميتته ميتة جاهلية قال نعم **الحسين بن**
محمد عن معلى بن محمد عن الوشاء قال حدثني عبد الكريم بن عمرو عن ابن ابي يعفور قال سألت
ابا عبد الله عليه السلام عن رسول الله صلى الله عليه وآله من مات وليس له امام فميتته ميتة
جاهلية قال فقلت ميتة كفر قال ميتة ضلال قلت فمن مات اليوم وليس له امام فميتته ميتة جاهلية
فقال نعم **احمد بن ادريس** عن محمد بن عبد الجبار عن صفوان عن الفضيل عن الحارث بن المغيرة
قال قلت لابي عبد الله عليه السلام قال رسول الله صلى الله عليه وآله من مات لا يعرف
امامه مات ميتة جاهلية قال نعم قلت جاهلية جهلاء او جاهلية لا يعرف امامه قال جاهلية
كفر ونفاق وضلال **بعض اصحابنا** عن عبد العظيم بن عبد الله الحسني عن مالك بن عامر عن
المفضل بن زائدة عن المفضل بن عمر قال قال ابو عبد الله عليه السلام من دان الله بغير سماع عن صادق الزمه

باب من مات وليس له امام

اصابها فترة شبه الغشية فاقامت فی ذلک یومها ذلک ان کان نهارا او لیلتها ان کان لیلا ثم تری فی منامها رجلا یبشرها بغلام علیم حلیم فتفرح لذلک ثم تنتبه من نومها فتسمع من جانبها الایمن فی جانب البیت صوتا یقول حملت بخیر وتصیرین الی خیر وجئت بخیر ابشری بغلام حلیم علیم وتجد خفة فی بدنها ثم لم تجد بعد ذلک امتناعا من جنبیها وبطنها فاذا کان لتسع من شهرها سمعت فی البیت حسا شدیدا فاذا کان اللیلة التی تلد فیها ظهر لها فی البیت نور تراه لا یراه غیرها الا ابوه فاذا ولدته ولدته قاعدا و تفتحت له حتی یخرج متربعا ثم یستدیر بعد وقوعه الی الارض فلا یخطی القبلة حتی کان بوجهه ثم یعطس ثلاثا یشیر باصبعه بالتحمید ویقع مسرورا مختونا ورباعیتاه من فوق واسفل ونابا‌ه و ضاحکاه ومن بین یدیه مثل سبیکة الذهب نور ویقیم یومه ولیلته تسیل یداه ذهبا وکذلک الانبیاء اذا ولدوا وانما الاوصیاء اعلاق من الانبیاء. عدة من اصحابنا عن احمد بن محمد عن علی بن حدید عن جمیل بن دراج قال روی غیر واحد من اصحابنا انه قال لا تتکلموا فی الامام فان الامام یسمع الکلام وهو فی بطن امه فاذا وضعته کتب الملک بین عینیه وتمت کلمت ربک صدقا وعدلا لا مبدل لکلماته وهو السمیع العلیم فاذا قام بالامر رفع له فی کل بلدة منار ینظر منه الی اعمال العباد. علی بن ابراهیم عن محمد بن عیسی بن عبید قال کنت انا وابن فضال جلوسا اذ اقبل یونس فقال دخلت علی ابی الحسن الرضا علیه السلام فقلت له جعلت فداک قد اکثر الناس فی العمود قال فقال لی یا یونس ما تراه اتراه عمودا من حدید یرفع لصاحبک قال قلت ما ادری قال لکنه ملک موکل بکل بلدة یرفع الله به اعمال تلک البلدة قال فقام ابن فضال فقبل راسه وقال رحمک الله یا ابا محمد لا تزال تجیء بالحدیث الحق الذی یفرج الله به عنا. علی بن محمد عن بعض اصحابنا عن ابن ابی عمیر عن حریز عن زرارة عن ابی جعفر علیه السلام قال للامام عشر علامات یولد مطهرا مختونا واذا وقع علی الارض وقع علی راحتیه رافعا صوته بالشهادتین ولا یجنب وتنام عینه ولا ینام قلبه ولا یتثاءب ولا یتمطی ویری من خلفه کما یری من امامه ونجوه کرائحة المسک والارض موکلة بستره وابتلاعه واذا لبس درع رسول الله صلی الله علیه واله کانت علیه وفقا واذا لبسها غیره من الناس طویلهم و قصیرهم زادت علیه شبرا وهو محدث الی ان تنقضی ایامه علیه السلام

باب خلق ابدان الائمة وارواحهم وقلوبهم علیهم السلام

عدة من اصحابنا عن احمد بن محمد عن ابی یحیی الواسطی عن بعض اصحابنا عن ابی عبد الله علیه السلام قال ان الله خلقنا من علیین و خلق ارواحنا من فوق ذلک وخلق ارواح شیعتنا من علیین وخلق اجسادهم من دون ذلک فمن اجل ذلک القرابة بیننا وبینهم وقلوبهم تحن الینا. احمد بن محمد عن محمد بن الحسن عن محمد بن عیسی بن عبید عن محمد بن شعیب عن عمران بن اسحاق الزعفرانی عن محمد بن مروان عن ابی عبد الله علیه السلام

کانت

باب نادر الحسین بن محمد عن معلی بن محمد عن احمد بن محمد بن عبد الله عن ایوب بن نوح قال عطس یوما وانا عنده فقلت جعلت فداك ما یقال للامام اذا عطس قال یقولون صلی الله علیك محمد بن یحیی عن جعفر بن محمد قال حدثنی اسحاق بن ابراهیم الدینوری عن عمر بن زاهر عن ابی عبد الله علیه السلام قال سأله رجل عن القائم یسلم علیه بامرة المؤمنین قال لا ذاك اسم سمی الله به امیر المؤمنین علیه السلام لم یسم به احد قبله ولا یتسمی به بعده الا کافر قلت جعلت فداك کیف یسلم علیه قال تقول السلام علیك یا بقیة الله ثم قرأ بقیة الله خیر لکم ان کنتم مؤمنین الحسین بن محمد عن معلی بن محمد عن الوشاء عن احمد بن عمر قال سألت ابا الحسن علیه السلام لم سمی امیر المؤمنین علیه السلام قال لانه یمیرهم العلم اما سمعت فی کتاب الله ونمیر اهلنا وفی روایة اخری قال لان میرة المؤمنین من عنده یمیرهم العلم علی بن ابراهیم عن یعقوب بن یزید عن ابن ابی عمیر عن ابی الربیع القزاز عن جابر عن ابی جعفر علیه السلام قال قلت له لم سمی امیر المؤمنین قال الله سماه وهکذا انزل فی کتابه واذ اخذ ربك من بنی آدم من ظهورهم ذریتهم واشهدهم علی انفسهم الست بربکم وان محمدا رسولی وان علیا امیر المؤمنین علیه السلام

باب فیه نکت ونتف من التنزیل فی الولایة عدة من اصحابنا عن احمد بن محمد عن الحسین بن سعید عن بعض اصحابنا عن حنان بن سدیر عن سالم الحناط قال قلت لابی جعفر علیه السلام اخبرنی عن قول الله تبارك وتعالی نزل به الروح الامین علی قلبك لتکون من المنذرین بلسان عربی مبین قال هی الولایة لامیر المؤمنین علیه السلام محمد بن یحیی عن محمد بن الحسین عن الحکم بن مسکین عن اسحاق بن عمار عن رجل عن ابی عبد الله علیه السلام فی قول الله عز وجل انا عرضنا الامانة علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنها واشفقن منها وحملها الانسان انه کان ظلوما جهولا قال هی ولایة امیر المؤمنین علیه السلام محمد بن یحیی عن احمد بن ابی عمیر عن الحسن بن موسی الخشاب عن علی بن حسان عن عبد الرحمن بن کثیر عن ابی عبد الله علیه السلام فی قول الله عز وجل والذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانهم بظلم قال بما جاء به محمد من الولایة ولم یخلطوها بولایة فلان وفلان فهو الملبس بالظلم محمد بن یحیی عن احمد بن محمد عن ابن محبوب عن الحسین بن نعیم الصحاف قال سألت ابا عبد الله علیه السلام عن قول الله عز وجل فمنکم مؤمن ومنکم کافر فقال عرف الله ایمانهم بولایتنا وکفرهم بها یوم اخذ علیهم المیثاق فی صلب آدم علیه السلام وهم ذر احمد بن ادریس عن محمد بن احمد عن یعقوب بن یزید عن ابن محبوب عن محمد بن الفضیل عن ابی الحسن علیه السلام فی قول الله عز وجل یوفون بالنذر الذی اخذ علیهم من ولایتنا محمد بن اسمعیل عن الفضیل بن شاذان عن حماد بن

عیسیٰ بن ورمی بن عبداللہ عن ابی جعفر علیہ السلام فی قول اللہ عزوجل ولو انہم اقاموا التوراۃ
والانجیل وما انزل الیہم من ربہم قال الولایۃ الحسین بن محمد الاشعری عن معلی بن محمد عن
الوشا عن المثنی عن زرارۃ عن عبداللہ بن عجلان عن ابی جعفر علیہ السلام فی قولہ تعالیٰ قل لا
اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ قال ہم الائمۃ علیہم السلام۔ الحسین بن محمد عن معلی بن
بن محمد عن علی بن اسباط عن علی بن ابی حمزۃ عن ابی بصیر عن ابی عبداللہ علیہ السلام فی قول اللہ
عزوجل ومن یطع اللہ ورسولہ فی ولایۃ علی والائمۃ من بعدہ فقد فاز فوزا عظیما
ھکذا نزلت الحسین بن محمد عن معلی بن محمد عن احمد بن النضر عن محمد بن مروان رفعہ الیہم
فی قول اللہ عزوجل وما کان لکم ان تؤذوا رسول اللہ فی علی والائمۃ کالذین اذوا موسیٰ
فبراہ اللہ مما قالوا الحسین بن محمد عن معلی بن محمد عن السیاری عن علی بن عبداللہ قال
سالہ رجل عن قولہ تعالیٰ من اتبع ھدای فلا یضل ولا یشقیٰ قال من قال بالائمۃ واتبع امرہم
ولم یجز طاعتہم الحسین بن محمد عن معلی بن محمد عن احمد بن محمد بن عبداللہ رفعہ فی قولہ
تعالیٰ لا اقسم بھذا البلد وانت حل بھذا البلد ووالد وما ولد قال امیر المومنین وما ولد
من الائمۃ علیہم السلام الحسین بن محمد عن معلی بن محمد عن محمد بن اورمۃ ومحمد بن عبداللہ
عن علی بن حسان عن عبدالرحمن بن کثیر عن ابی عبداللہ علیہ السلام فی قول اللہ تعالیٰ واعلموا
انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربیٰ قال امیر المومنین والائمۃ علیہم السلام
الحسین بن محمد عن معلی بن محمد عن الوشا عن عبداللہ بن سنان قال سالت ابا عبداللہ
علیہ السلام عن قول اللہ عزوجل وممن خلقنا امۃ یہدون بالحق وبہ یعدلون قال ہم الائمۃ
الحسین بن محمد عن معلی بن محمد عن محمد بن اورمۃ عن علی بن حسان عن عبدالرحمن بن کثیر
عن ابی عبداللہ علیہ السلام فی قولہ تعالیٰ ھو الذی انزل علیک الکتاب منہ آیات محکمات ھن
ام الکتاب قال امیر المومنین والائمۃ علیہم السلام واخر متشابہات قال فلان وفلان
فاما الذین فی قلوبہم زیغ اصحابہم واہل ولایتہم فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ
وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم امیر المومنین والائمۃ علیہم السلام الحسین بن محمد عن معلی بن
محمد عن الوشا عن مثنی عن عبداللہ بن عجلان عن ابی جعفر علیہ السلام فی قولہ تعالیٰ ام حسبتم
ان تترکوا ولما یعلم اللہ الذین جاھدوا منکم ولم یتخذوا من دون اللہ ولا رسولہ ولا المومنین ولیجۃ
یعنی بالمومنین الائمۃ علیہم السلام لم یتخذوا الولائج من دونہم الحسین بن محمد عن معلی بن محمد
عن محمد بن جمہور عن صفوان عن ابن مسکان عن الحلبی عن ابی عبداللہ علیہ السلام فی قولہ
عزوجل وان جنحوا للسلم فاجنح لہا قلت ما السلم قال الدخول فی امرنا محمد بن یحییٰ عن احمد بن

محبوب عن جميل بن صالح عن زرارة عن ابى جعفر عليه السلام فى قوله تعالى لتركبن طبقا عن طبق قال يا زرارة
او لم تركب هذه الامة بعد نبيها طبقا عن طبق فى امر فلان و فلان و فلان الحسين بن محمد عن
معلى بن محمد عن محمد بن جمهور عن حماد بن عيسى عن عبد الله بن جندب قال سألت ابا الحسن عليه
السلام عن قول الله عز و جل ولقد وصلنا لهم القول لعلهم يتذكرون قال امام الى امام محمد بن
يحيى عن احمد بن محمد عن الحسن بن محبوب عن محمد بن النعمان عن سلام عن ابى جعفر عليه السلام
فى قوله تعالى آمنا بالله و ما انزل الينا قال انما عنى بذلك عليا و فاطمة والحسن والحسين عليهم
السلام وجرت بعدهم فى الائمة ثم يرجع القول من الله فى الناس فقال فان آمنوا يعنى الناس بمثل
ما آمنتم به يعنى عليا و فاطمة والحسن والحسين والائمة عليهم السلام فقد اهتدوا وان تولوا فانما
هم فى شقاق الحسين بن محمد عن معلى بن محمد عن الوشاء عن مثنى عن عبد الله بن عجلان
عن ابى جعفر عليه السلام فى قوله تعالى ان اولى الناس بابراهيم للذين اتبعوه وهذا النبى والذين
آمنوا قال هم الائمة ومن اتبعهم الحسين بن محمد عن معلى بن محمد عن الوشاء عن احمد بن عائذ
عن ابن اذينة عن مالك الجهنى قال قلت لابى عبد الله عليه السلام فى قوله عز و جل و اوحى
الى هذا القرآن لانذركم به و من بلغ قال من بلغ ان يكون اماما من آل محمد فهو ينذر بالقرآن كما
انذر به رسول الله صلى الله عليه و آله عدة من اصحابنا عن احمد بن محمد عن على بن الحكم عن
مفضل بن صالح عن جابر عن ابى جعفر عليه السلام فى قول الله عز و جل ولقد عهدنا الى آدم
من قبل فنسى ولم نجد له عزما قال عهدنا اليه فى محمد والائمة من بعده فترك ولم يكن له عزم
انهم هكذا وانما سمى اولوا العزم اولى العزم لانه عهد اليهم فى محمد والاوصياء من بعده والمهدى
وسيرته واجمع عزمهم على ان ذلك كذلك والاقرار به الحسين بن محمد عن معلى بن محمد عن
جعفر بن محمد بن عبيد الله عن محمد بن عيسى القمى عن محمد بن سليمان عن عبد الله بن سنان عن
ابى عبد الله عليه السلام فى قوله ولقد عهدنا الى آدم من قبل كلمات فى محمد و على و فاطمة و
والحسن والحسين والائمة من ذريتهم فنسى هكذا والله انزلت على محمد صلى الله عليه و آله
محمد بن يحيى عن محمد بن الحسين عن النضر بن شعيب عن خالد بن ماد عن محمد بن الفضيل (الفضل)
عن الثمالى عن ابى جعفر عليه السلام قال اوحى الله الى نبيه فاستمسك بالذى اوحى اليك
انك على صراط مستقيم قال انك على ولاية على و على هو الصراط المستقيم على
بن ابراهيم عن احمد بن محمد البرقى عن ابيه عن محمد بن سنان عن عمار بن مروان عن منخل عن
جابر عن ابى جعفر عليه السلام قال نزل جبرئيل بهذه الآية على محمد صلى الله عليه و آله بئس ما
اشتروا به انفسهم ان يكفروا بما انزل الله فى على بغيا وبهذا الاسناد عن

محمد بن سنان عن عمار بن مروان عن منخل عن جابر قال نزل جبرئیل بهذه الآیة علی محمد صلی الله
علیه وآله هکذا ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فی علی فاتوا بسورة من مثله و
بهذا الاسناد عن محمد بن سنان عن عمار بن مروان عن منخل عن ابی عبد الله علیه السلام
قال نزل جبرئیل علی محمد صلی الله علیه وآله بهذه الآیة هکذا یا ایها الذین اوتوا الکتاب آمنوا بما
نزلنا فی علی نورا مبینا علی بن محمد عن احمد بن محمد بن خالد عن ابیه عن ابی طالب
عن یونس بن بکار عن ابیه عن جابر عن ابی جعفر علیه السلام ولو انهم فعلوا ما یوعظون به
فی علی لکان خیرا لهم الحسین بن محمد عن معلی بن محمد عن الحسن بن علی الوشا
عن مثنی الحناط عن عبد الله بن عجلان عن ابی جعفر علیه السلام فی قول الله عز وجل یا ایها الذین
آمنوا ادخلوا فی السلم کافة ولا تتبعوا خطوات الشیطان انه لکم عدو مبین قال فی ولایتنا الحسین
بن محمد عن معلی بن محمد عن عبد الله بن ادریس عن محمد بن سنان عن المفضل بن عمر قال قلت
لابی عبد الله علیه السلام قوله تعالی بل تؤثرون الحیوة الدنیا قال ولایتهم والآخرة خیر وابقی
قال ولایة امیر المؤمنین ان هذا لفی الصحف الاولی صحف ابراهیم وموسی احمد بن ادریس
عن محمد بن حسان عن محمد بن علی عن عمار بن مروان عن منخل عن جابر عن ابی جعفر علیه السلام
قال افکلما جاءکم محمد بما لا تهوی انفسکم بموالاة علی فاستکبرتم ففریقا من آل محمد کذبتم وفریقا تقتلون
الحسین بن محمد عن معلی بن محمد عن عبد الله بن ادریس عن محمد بن سنان عن الرضا علیه السلام فی قول
الله عز وجل کبر علی المشرکین بولایة علی ما تدعوهم الیه یا محمد من ولایة علی هکذا فی الکتاب
مخطوطة الحسین بن محمد عن معلی بن محمد عن احمد بن محمد عن ابن هلال عن ابیه عن ابی السفاتج
عن ابی بصیر عن ابی عبد الله علیه السلام فی قول الله عز وجل الحمد لله الذی هدانا لهذا وما
کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله فقال اذا کان یوم القیمة دعی بالنبی صلی الله علیه وآله وبامیر المؤمنین
وبالائمة من ولده علیهم السلام فینصبون للناس فاذا رأتهم شیعتهم قالوا الحمد لله الذی هدانا
لهذا وما کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله یعنی هدانا الله فی ولایة امیر المؤمنین والائمة من ولده
علیهم السلام الحسین بن محمد عن معلی بن محمد عن محمد بن اورمة ومحمد بن عبد الله عن
علی بن حسان عن عبد الله بن کثیر عن ابی عبد الله علیه السلام فی قوله تعالی عم یتسائلون
عن النبأ العظیم قال النبأ العظیم الولایة وسألته عن قوله هنالک الولایة لله الحق قال
ولایة امیر المؤمنین علیه السلام علی بن ابراهیم عن صالح بن السندی عن جعفر بن بشیر عن علی بن ابی حمزة
عن ابی بصیر عن ابی جعفر علیه السلام فی قوله تعالی فاقم وجهک للدین حنیفا قال هی الولایة
عدة من اصحابنا عن احمد بن محمد عن ابراهیم الهمدانی یرفعه الی ابی عبد الله علیه السلام فی قوله

ولایۃ شبوتیہ

تعالی ونضع الموازین القسط لیوم القیمة قال الانبیاء والاوصیاء علیهم السلام علی بن محمد عن سهل بن زیاد عن
احمد بن الحسین بن عمر بن یزید عن محمد بن جمهور عن محمد بن سنان عن المفضل بن عمر قال
سألت اباعبدالله علیه السلام عن قول الله تعالی ائت بقرآن غیر هذا او بدله قال قالوا او بدل
علیا علیه السلام علی بن محمد عن سهل بن زیاد عن اسمعیل بن مهران عن الحسن القمی عن
ادریس بن عبدالله عن ابی عبدالله علیه السلام قال سألته عن تفسیر هذه الآیة ما
سلککم فی سقر قالوا لم نک من المصلین قال عنی بها لم نک من اتباع الائمة الذین قال الله
تبارک وتعالی فیهم والسابقون السابقون اولئک المقربون اما تری الناس یسمون الذی یلی
السابق فی الحلبة مصلی فذلک الذی عنی حیث قال لم نک من المصلین لم نک من اتباع
السابقین احمد بن مهران عن عبد العظیم بن عبدالله الحسنی عن موسی بن محمد عن یونس
بن یعقوب عمن ذکره عن ابی جعفر علیه السلام فی قول الله تعالی وان لو استقاموا علی الطریقة
لاسقیناهم ماء غدقا یقول لاشربنا قلوبهم الایمان والطریقة هی ولایة علی بن ابی طالب والاوصیاء
علیهم السلام الحسین بن محمد عن معلی بن محمد عن محمد بن جمهور عن فضالة بن ایوب عن
الحسین بن عثمان عن ابی ایوب عن محمد بن مسلم قال سألت اباعبدالله علیه السلام عن قول الله عزوجل ان الذین
قالوا ربنا الله ثم استقاموا فقال ابوعبدالله علیه السلام استقاموا علی الائمة واحدا بعد واحد تتنزل علیهم
الملائکة الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التی کنتم توعدون الحسین بن محمد عن معلی
بن محمد عن الوشاء عن محمد بن الفضیل عن ابی حمزة قال سألت اباجعفر علیه السلام عن قوله
تعالی قل انما اعظکم بواحدة فقال انما اعظکم بولایة علی علیه السلام هی الواحدة التی قال الله
تبارک وتعالی انما اعظکم بواحدة الحسین بن محمد عن معلی بن محمد عن محمد بن اورمة وعلی بن
عبدالله عن علی بن حسان عن عبدالرحمن بن کثیر عن ابی عبدالله علیه السلام فی قول الله عز
وجل ان الذین آمنوا ثم کفروا ثم آمنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفرا لن تقبل توبتهم قال نزلت فی فلان
وفلان وفلان آمنوا بالنبی صلی الله علیه وآله فی اول الامر وکفروا حیث عرضت علیهم الولایة
حین قال النبی صلی الله علیه وآله من کنت مولاه فعلی مولاه ثم آمنوا بالبیعة لامیر المؤمنین
علیه السلام ثم کفروا حیث مضی رسول الله صلی الله علیه وآله فلم یقروا بالبیعة ثم ازدادوا کفرا
باخذهم من بایعه بالبیعة لهم فهؤلاء لم یبق فیهم من الایمان شیء وبهذا الاسناد عن ابی عبدالله
علیه السلام فی قول الله تعالی ان الذین ارتدوا علی ادبارهم من بعد ما تبین لهم الهدی فلان
وفلان وفلان ارتدوا عن الایمان فی ترک ولایة امیرالمؤمنین علیه السلام قلت قوله تعالی ذلک
بانهم قالوا للذین کرهوا ما نزل الله سنطیعکم فی بعض الامر قال نزلت والله فیهما وفی اتباعهما و

هو قول الله عز وجل الذي نزل به جبرئيل على محمد صلى الله عليه وآله ذلك بأنهم قالوا للذين كرهوا ما نزل
الله في علي سنطيعكم في بعض الأمر قال دعوا بني أمية إلى ميثاقهم ألا يصيروا الأمر فينا بعد النبي صلى الله عليه
وآله ولا يعطونا من الخمس شيئا وقالوا إن أعطيناهم إياه لم يحتاجوا إلى شيء ولم يبالوا ألا يكون الأمر
فيهم فقالوا سنطيعكم في بعض الأمر الذي دعوتمونا إليه وهو الخمس ألا نعطيهم منه شيئا وقوله
كرهوا ما نزل الله والذي نزل الله ما افترض على خلقه من ولاية أمير المؤمنين عليه السلام وكان معهم أبو عبيدة
وكان كاتبهم فأنزل الله أم أبرموا أمرا فإنا مبرمون أم يحسبون أنا لا نسمع سرهم ونجواهم الآية وبهذا
الإسناد عن أبي عبد الله عليه السلام ومن يرد فيه بإلحاد بظلم قال نزلت فيهم حيث دخلوا الكعبة
فتعاهدوا وتعاقدوا على كفرهم وجحودهم بما نزل في أمير المؤمنين عليه السلام فألحدوا في البيت
بظلمهم الرسول ووليه فبعدا للقوم الظالمين الحسين بن محمد عن معلى بن محمد عن علي بن
أسباط عن علي بن أبي حمزة عن أبي بصير عن أبي عبد الله عليه السلام في قوله تعالى فستعلمون
من هو في ضلال مبين يا معشر المكذبين حيث أنبأتكم رسالة ربي في ولاية علي عليه السلام والأئمة
من بعده من هو في ضلال مبين كذا أنزلت وفي قوله تعالى وإن تلووا أو تعرضوا فقال وإن تلووا الأمر
وتعرضوا عما أمرتم به فإن الله كان بما تعملون خبيرا وفي قوله فلنذيقن الذين كفروا بتركهم ولاية
أمير المؤمنين عذابا شديدا في الدنيا ولنجزينهم أسوأ الذي كانوا يعملون الحسين
بن محمد عن معلى بن محمد عن علي بن أسباط عن علي بن منصور عن إبراهيم بن عبد الحميد عن الوليد
بن صبيح عن أبي عبد الله عليه السلام ذلك بأنه إذا دعي الله وحده وأهل الولاية كفرتم علي
بن إبراهيم عن أحمد بن محمد عن محمد بن خالد عن محمد بن سليمان عن أبيه عن أبي بصير عن أبي عبد الله
عليه السلام في قوله تعالى سأل سائل بعذاب واقع للكافرين بولاية علي ليس له
دافع ثم قال هكذا والله نزل بها جبرئيل على محمد صلى الله عليه وآله محمد بن يحيى عن أحمد بن
محمد بن عيسى عن الحسن بن سيف عن أخيه عن أبيه عن أبي حمزة عن أبي جعفر عليه السلام في قوله تعالى
إنكم لفي قول مختلف في أمر الولاية يؤفك عنه من أفك قال من أفك عن الولاية أفك عن الجنة
الحسين بن محمد عن معلى بن محمد عن محمد بن جمهور عن يونس قال أخبرني من رفعه إلى
أبي عبد الله عليه السلام في قوله عز وجل فلا اقتحم العقبة وما أدراك ما العقبة فك رقبة يعني
بقوله فك رقبة ولاية أمير المؤمنين عليه السلام فإن ذلك فك رقبة وبهذا الإسناد عن
أبي عبد الله عليه السلام في قوله تعالى بشر الذين آمنوا أن لهم قدم صدق عند ربهم قال ولاية
أمير المؤمنين عليه السلام علي بن إبراهيم عن أحمد بن محمد البرقي عن أبيه عن محمد بن الفضيل
عن أبي حمزة عن أبي جعفر عليه السلام في قوله تعالى هذان خصمان اختصموا في ربهم

ثم بثهم في الظلال فقلت واي شيء الظلال قال الم تر الى ظلك في الشمس شيء وليس بشيء ثم بعث
الله فيهم النبيين يدعونهم الى الاقرار بالله وهو قوله ولئن سألتهم من خلقهم ليقولن الله ثم دعاهم الى
الاقرار بالنبيين فاقر بعضهم وانكر بعض ثم دعاهم الى ولايتنا فاقر بها والله من احب وانكرها من
ابغض وهو قوله وما كانوا ليؤمنوا بما كذبوا به من قبل ثم قال ابو جعفر عليه السلام كان التكذيب
ثم محمد بن يحيى عن سلمة بن الخطاب عن علي بن سيف عن العباس بن عامر عن احمد بن رزق
الغشاني عن محمد بن عبد الرحمن عن ابي عبد الله عليه السلام قال ولايتنا ولاية الله التي لم
يبعث نبي قط الا بها محمد بن يحيى عن عبد الله بن محمد بن عيسى عن محمد بن عبد الحميد عن
يونس بن يعقوب عن عبد الاعلى قال سمعت ابا عبد الله عليه السلام يقول ما من نبي جاء قط
الا بمعرفة حقنا وتفضيلنا على من سوانا محمد بن يحيى عن احمد بن محمد بن عيسى عن محمد
بن اسمعيل بن بزيع عن محمد بن الفضيل عن ابي الصباح الكناني عن ابي جعفر عليه السلام قال
سمعته يقول والله ان في السماء لسبعين صفا من الملائكة لو اجتمع اهل الارض كلهم يحصون
عدد كل صف منهم ما احصوهم وانهم ليدينون بولايتنا محمد بن احمد بن محمد عن ابن محبوب
عن محمد بن فضيل عن ابي الحسن عليه السلام قال ولاية علي مكتوبة في جميع صحف الانبياء
ولن يبعث الله رسولا الا بنبوة محمد صلى الله عليه واله ووصية علي عليه السلام الحسين بن
بن محمد عن معلى بن محمد عن محمد بن جمهور قال حدثنا يونس عن حماد بن عثمان عن الفضيل بن يسار
عن ابي جعفر عليه السلام قال ان الله عز وجل نصب عليا علما بينه وبين خلقه فمن عرفه
كان مؤمنا ومن انكره كان كافرا ومن جهله كان ضالا ومن نصب معه شيئا كان مشركا ومن
جاء بولايته دخل الجنة الحسين بن محمد عن معلى بن محمد عن الوشا عن عبد الله
بن سنان عن ابي حمزة قال سمعت ابا جعفر عليه السلام يقول ان عليا
عليه السلام باب فتحه الله فمن دخله كان مؤمنا ومن خرج منه كان كافرا ومن لم
يدخل فيه ولم يخرج منه كان في الطبقة الذين قال الله تبارك وتعالى فيهم المشية محمد
بن يحيى عن احمد بن محمد عن ابن محبوب عن ابن رئاب عن بكير بن اعين قال كان ابو جعفر
عليه السلام يقول ان الله اخذ ميثاق شيعتنا بالولاية لنا وهم ذر يوم اخذ الميثاق على الذر
بالاقرار له بالربوبية ولمحمد صلى الله عليه واله بالنبوة وعرض الله عز وجل على محمد امته
في الطين وهم اظلة وخلقهم من الطينة التي خلق منها آدم وخلق الله ارواح شيعتنا قبل ابدانهم
بالفي عام وعرضهم عليه وعرفهم رسول الله صلى الله عليه واله وعرفهم عليا ونحن نعرفهم
في لحن القول

وهو ابن شهرين وماتت امه آمنة بنت وهب بن عبد مناف بن زهرة بن كلاب بن مرة بن
كعب بن لوي بن غالب وهو ابن اربع سنين ومات عبد المطلب وللنبي نحو ثمان سنين وتزوج
خديجة وهو ابن بضع وعشرين سنة فولد له منها قبل مبعثه القسم ورقية وزينب وام كلثوم
وولد له بعد المبعث الطيب والطاهر والفاطمة عليها السلام وروي ايضا انه لم يولد
له بعد المبعث الا فاطمة وان الطيب والطاهر ولدا قبل مبعثه وماتت خديجة عليها السلام
حين خرج رسول الله صلى الله عليه وآله من الشعب وكان ذلك قبل الهجرة بسنة ومات ابو طالب
بعد موت خديجة بسنة فلما فقدهما رسول الله شنأ المقام بمكة ودخله حزن شديد
وشكى ذلك الى جبرئيل فاوحى الله اليه اخرج من القرية الظالم اهلها فليس لك بمكة ناصر بعد
ابي طالب وامره عليه السلام بالهجرة محمد بن يحيى عن احمد بن محمد عن ابن فضال عن عبد الله
بن محمد بن اخي حماد الكاتب عن الحسين بن عبد الله قال قلت لابي عبد الله عليه السلام
كان رسول الله صلى الله عليه وآله سيد ولد آدم فقال كان والله سيد من خلق الله وما برأ الله
برية خيرا من محمد صلى الله عليه وآله محمد بن يحيى عن احمد بن محمد عن الحجال عن حماد
عن ابي عبد الله عليه السلام وذكر رسول الله فقال قال امير المؤمنين ما برأ الله نسمة خيرا
من محمد صلى الله عليه وآله احمد بن ادريس عن الحسين بن عبيد الله عن محمد بن عيسى ومحمد
بن عبد الله عن علي بن حديد عن مرازم عن ابي عبد الله عليه السلام قال قال الله تبارك وتعالى
يا محمد اني خلقتك وعليا نورا يعني روحا بلا بدن قبل ان اخلق سماواتي وارضي وعرشي
وبحري فلم تزل تهللني وتمجدني ثم جمعت روحيكما فجعلتهما واحدة فكانت تمجدني و
تقدسني وتهللني ثم قسمتها ثنتين وقسمت الثنتين ثنتين فصارت اربعة محمد واحد
وعلي واحد والحسن والحسين ثنتان ثم خلق الله فاطمة من نور ابتدأها روحا بلا بدن ثم مسحنا
بيمينه فافضى نوره فينا احمد عن الحسين عن محمد بن عبد الله عن محمد بن الفضيل عن ابي حمزة قال سمعت
ابا جعفر عليه السلام يقول اوحى الله الى محمد صلى الله عليه وآله يا محمد اني خلقتك ولم تك شيئا و
نفخت فيك من روحي كرامة مني اكرمتك بها حين اوجبت لك الطاعة على خلقي جميعا فمن اطاعك
فقد اطاعني ومن عصاك فقد عصاني واوجبت ذلك في علي وفي نسله ممن اختصصته منهم
لنفسي الحسين بن محمد الاشعري عن معلى بن محمد عن ابي الفضل عبد الله بن ادريس
عن محمد بن سنان قال كنت عند ابي جعفر الثاني عليه السلام فاجريت اختلاف الشيعة فقال يا
محمد ان الله تبارك وتعالى لم يزل متفردا بوحدانيته ثم خلق محمدا وعليا وفاطمة فمكثوا الف دهر
ثم خلق جميع الاشياء فاشهدهم خلقها واجرى طاعتهم عليها وفوض امورها اليهم فهم يحلون ما يشاؤ

ويحرمون ما يشاؤن ولن يشاؤا الا ان يشاء الله تبارك وتعالى ثم قال يا محمد هذه الديانة
التي من تقدمها مرق ومن تخلف عنها محق ومن لزمها لحق خذها اليك يا محمد عد عدة من
اصحابنا عن احمد بن محمد عن ابن محبوب عن صالح بن سهل عن ابي عبد الله عليه السلام ان بعض
قريش قال لرسول الله صلى الله عليه واله باي شيء سبقت الانبياء وانت بعثت آخرهم وخاتمهم قال اني
كنت اول من آمن بربي واول من اجاب حين اخذ الله ميثاق النبيين واشهدهم على انفسهم الست
بربكم قالوا بلى فكنت انا اول نبي قال بلى فسبقتهم بالاقرار بالله علي بن محمد عن سهل بن زياد
عن محمد بن علي بن ابراهيم عن علي بن حماد عن المفضل قال قلت لابي عبد الله عليه السلام
كيف كنتم حيث كنتم في الاظلة فقال يا مفضل كنا عند ربنا ليس عنده احد غيرنا في ظلة خضراء نسبحه
ونقدسه ونهلله ونمجده وما من ملك مقرب ولا ذي روح غيرنا حتى بدا له في خلق
الاشياء فخلق ما شاء كيف شاء من الملائكة وغيرهم ثم انهى علم ذلك الينا سهل بن زياد
عن محمد بن الوليد قال سمعت يونس بن يعقوب عن سنان بن طريف عن ابي عبد الله
عليه السلام يقول قال انا اول اهل بيت نوه الله باسمائنا انه لما خلق السموات والارض امر
مناديا فنادى اشهد ان لا اله الا الله ثلاثا اشهد ان محمدا رسول الله ثلاثا اشهد ان عليا
امير المؤمنين حقا ثلاثا احمد بن ادريس عن الحسين بن عبد الله الصغير عن محمد بن ابراهيم الجعفري
عن احمد بن علي بن محمد بن عبد الله بن عمر بن علي بن ابي طالب عن ابي عبد الله قال ان الله كان
اذ لا كان فخلق الكان والمكان وخلق نور الانوار الذي نورت منه الانوار واجرى فيه من
نوره الذي نورت منه الانوار وهو النور الذي خلق منه محمدا وعليا فلم يزالا نورين اولين اذ
لا شيء كون قبلهما فلم يزالا يجريان طاهرين مطهرين في الاصلاب الطاهرة حتى افترقا في اطهر
الطاهرين في عبد الله وابي طالب الحسين بن محمد بن عبد الله عن محمد بن سنان عن
المفضل عن جابر بن يزيد قال قال لي ابو جعفر عليه السلام يا جابر ان الله اول ما خلق خلق محمدا
وعترته الهداة المهتدين فكانوا اشباح نور بين يدي الله قلت وما الاشباح قال ظل النور ابدان
نورانية بلا ارواح وكان مؤيدا بروح واحدة وهي روح القدس فبه كان يعبد الله وعترته ولذلك
خلقهم حلماء علماء بررة اصفياء يعبدون الله بالصلوة والصوم والسجود والتسبيح والتهليل ويصلون
الصلوات ويحجون ويصومون علي بن محمد وغيره عن سهل بن زياد عن محمد بن الوليد شباب الصيرفي
عن مالك بن اسمعيل النهدي عن عبد السلام عن حارث عن سالم بن ابي حفصة العجلي عن ابي جعفر
قال كان في رسول الله صلى الله عليه واله ثلاثة لم تكن في احد غيره لم يكن له فيء وكان لا يمر في طريق فيمر
فيه بعد يومين او ثلاثة الا عرف انه قد مر فيه لطيب عرقه وكان لا يمر بحجر ولا بشجر الا سجد له

الصلوات

قال ابو بصير لو لم تسمع في دهرك الا هذا الحديث لكفاك فصنه الا من اهله علي بن
ابراهيم عن ابيه عن حماد بن عيسى عن ابراهيم بن عمر اليماني عن ابان بن ابي عياش عن
سليم بن قيس ومحمد بن يحيى عن احمد بن محمد عن ابن ابي عمير عن عمر بن اذينة وعلي
بن محمد عن احمد بن هلال عن ابن ابي عمير عن عمر بن اذينة عن ابان بن ابي عياش عن سليم بن
قيس قال سمعت عبد الله بن جعفر الطيار يقول كنا عند معاوية انا والحسن والحسين
وعبد الله بن عباس وعمر بن ام سلمة واسامة بن زيد فجرى بيني وبين معاوية
كلام فقلت لمعاوية سمعت رسول الله صلى الله عليه واله يقول انا اولى بالمؤمنين
من انفسهم ثم اخي علي بن ابي طالب اولى بالمؤمنين من انفسهم فاذا استشهد علي فالحسن بن علي
اولى بالمؤمنين من انفسهم ثم ابني الحسين من بعده اولى بالمؤمنين من انفسهم فاذا
استشهد فابنه علي بن الحسين اولى بالمؤمنين من انفسهم وستدركه يا علي ثم ابنه
محمد بن علي اولى بالمؤمنين من انفسهم وستدركه يا حسين ثم تكملة اثني عشر اماما
تسعة من ولد الحسين قال عبد الله بن جعفر واستشهدت الحسن والحسين و
عبد الله بن عباس وعمر بن ام سلمة واسامة بن زيد فشهدوا لي عند معاوية قال سليم و
قد سمعت ذلك من سلمان وابي ذر والمقداد وذكروا انهم سمعوا ذلك من رسول الله
صلى الله عليه واله عدة من اصحابنا عن احمد بن محمد بن خالد عن ابيه عن عبد الله
بن القاسم عن حنان بن السراج عن داود بن سليمان الكسائي عن ابي الطفيل قال شهدت
جنازة ابي بكر يوم مات وشهدت عمر حين بويع وعلي جالس ناحية فاقبل غلام يهودي
جميل بهي عليه ثياب حسان وهو من ولد هارون حتى قام على راس عمر فقال
يا امير المؤمنين انت اعلم هذه الامة بكتابهم وامر نبيهم قال فطاطا عمر راسه فقال
اياك اعني واعاد عليه القول فقال له عمر لم ذاك قال اني جئتك مرتادا لنفسي شاكا
في ديني فقال دونك هذا الشاب قال ومن هذا الشاب قال هذا علي بن ابي طالب
ابن عم رسول الله صلى الله عليه واله وهذا ابو الحسن والحسين ابني رسول الله وهذا
زوج فاطمة بنت رسول الله ص فاقبل اليهودي على علي ع فقال اكذاك انت قال نعم قال اني اريد
ان اسالك عن ثلث وثلث وواحدة قال فتبسم امير المؤمنين ع من غير تبسم فقال يا
هاروني ما منعك ان تقول سبعا قال اسالك عن ثلث فان اجبتني سالت عما
بعدهن وان لم تعلمهن علمت انه ليس فيكم عالم قال علي عليه السلام فاني اسالك
بالاله الذي تعبده لئن انا اجبتك في كل ما تريد لتدعن دينك ولتدخلن في

وان الله لیجعل له الدرهم فی الجنة مثل جبل احد ثم قال ان الله یقول فی کتابه من ذا الذی یقرض الله قرضا حسنا فیضاعفه له اضعافا کثیرة قال هو والله فی صلة الامام خاصة

وبهذا الاسناد عن احمد بن محمد عن محمد بن سنان عن حماد بن ابی طلحة عن معاذ صاحب الاکسیة قال سمعت ابا عبد الله علیه السلام یقول ان الله لم یسأل خلقه ما فی ایدیهم قرضا من حاجة به الی ذلک وما کان لله من حق فانما هو لولیه احمد بن محمد عن علی بن الحکم عن ابی المغراء عن اسحاق بن عمار عن ابی ابراهیم علیه السلام قال سألته عن قول الله عز وجل من ذا الذی یقرض الله قرضا حسنا فیضاعفه له وله اجر کریم قال نزلت فی صلة الامام علی بن ابراهیم عن محمد بن عیسی عن الحسن بن میاح عن ابیه قال قال لی ابو عبد الله علیه السلام یا میاح درهم یوصل به الامام اعظم وزنا من احد علی بن ابراهیم عن محمد بن عیسی عن یونس عن بعض رجاله عن ابی عبد الله علیه السلام قال درهم یوصل به الامام افضل من الفی الف درهم فیما سواه من وجوه البر محمد بن یحیی عن احمد بن محمد عن ابن فضال عن ابن بکیر قال سمعت ابا عبد الله علیه السلام یقول انی لآخذ من احدکم الدرهم وانی لمن اکثر اهل المدینة مالا ما ارید بذلک الا ان تطهروا

باب الفیء والانفال وتفسیر الخمس وحدوده وما یجب فیه ان الله تبارک وتعالی جعل الدنیا کلها باسرها لخلیفته حیث یقول للملائکة انی جاعل فی الارض خلیفة فکانت الدنیا باسرها لآدم وصارت بعده لابرار ولده وخلفائه فما غلب علیه اعداؤهم ثم رجع الیهم بحرب او غلبة سمی فیئا وهو ان یفیء الیهم بغلبة وحرب وکان حکمه فیه ما قال الله عز وجل واعلموا انما غنمتم من شیء فان لله خمسه وللرسول ولذی القربی والیتامی والمساکین وابن السبیل فهو لله وللرسول ولقرابة الرسول فهذا هو الفیء الراجع وانما یکون الراجع ما کان فی ید غیرهم فاخذ منهم بالسیف واما ما رجع الیهم من غیر ان یوجف الیه بخیل ولا رکاب فهو الانفال هو لله وللرسول خاصة لیس لاحد فیه شرکة وانما جعل الشرکة فی شیء قوتل علیه فجعل لمن قاتل من الغنائم اربعة اسهم وللرسول سهم والذی للرسول یقسمه علی ستة اسهم ثلاثة له وثلاثة للیتامی والمساکین وابن السبیل واما الانفال فلیس هذه سبیلها کانت للرسول خاصة وکانت فدک لرسول الله خاصة لانه فتحها وامیر المؤمنین لم یکن معهما احد فزال عنها اسم الفیء ولزمها اسم الانفال وکذلک الآجام والمعادن والبحار والمفاوز هی للامام خاصة فان عمل فیها

ابی یعفور عن ابی عبد الله علیه السلام قال الصبر رأس الایمان ۲ ابو علی الاشعری عن احمد بن محمد بن
عیسی عن محمد بن سنان عن العلاء بن الفضیل عن ابی عبد الله علیه السلام قال الصبر من الایمان بمنزلة
الرأس من الجسد فاذا ذهب الرأس ذهب الجسد کذلک اذا ذهب الصبر ذهب الایمان ۳ علی بن ابراهیم
عن ابیه و علی بن محمد القاسانی جمیعا عن القاسم بن محمد الاصبهانی عن سلیمان بن داود المنقری عن
حفص بن غیاث قال قال ابو عبد الله علیه السلام یا حفص ان من صبر صبر قلیلا و من جزع جزع
قلیلا ثم قال علیک بالصبر فی جمیع امورک فان الله عز و جل بعث محمدا صلی الله علیه و آله فامره
بالصبر و الرفق فقال واصبر علی ما یقولون واهجرهم هجرا جمیلا و ذرنی و المکذبین اولی النعمة و
قال تبارک و تعالی ادفع بالتی هی احسن السیئة فاذا الذی بینک و بینه عداوة کانه ولی حمیم و ما
یلقاها الا الذین صبروا و ما یلقاها الا ذو حظ عظیم فصبر علیه السلام حتی نالوه بالعظائم
و رموه بها فضاق صدره فانزل الله عز و جل و لقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون فسبح
بحمد ربک و کن من الساجدین ثم کذبوه و رموه فحزن لذلک فانزل الله عز و جل قد نعلم انه
لیحزنک الذی یقولون فانهم لا یکذبونک و لکن الظالمین بآیات الله یجحدون و لقد کذبت
رسل من قبلک فصبروا علی ما کذبوا و اوذوا حتی اتاهم نصرنا فالزم النبی صلی الله علیه و آله نفسه
الصبر فتعدوا فذکروا الله تبارک و تعالی و کذبوه فقال قد صبرت فی نفسی و اهلی و عرضی
و لا صبر لی علی ذکر الهی فانزل الله عز و جل و لقد خلقنا السموات و الارض و ما بینهما فی ستة
ایام و ما مسنا من لغوب فاصبر علی ما یقولون فصبر علیه السلام فی جمیع احواله ثم بشر فی عترته
بالائمة علیهم السلام و وصفوا بالصبر فقال جل ثناؤه و جعلنا منهم ائمة یهدون بامرنا لما صبروا
و کانوا بآیاتنا یوقنون فعند ذلک قال النبی صلی الله علیه و آله الصبر من الایمان کالرأس من
الجسد فشکر الله عز و جل ذلک له فانزل الله عز و جل و تمت کلمة ربک الحسنی علی بنی اسرائیل
بما صبروا و دمرنا ما کان یصنع فرعون و قومه و ما کانوا یعرشون فقال انه بشری و انتقام
فاباح الله عز و جل له قتال المشرکین فانزل الله تعالی اقتلوا المشرکین حیث وجدتموهم و
خذوهم و احصروهم و اقعدوا لهم کل مرصد و اقتلوهم حیث ثقفتموهم فقتلهم الله علی یدی
رسول الله صلی الله علیه و آله و احبائه و جعل له ثواب صبره مع ما ادخر له فی الآخرة فمن
صبر و احتسب لم یخرج من الدنیا حتی یقر الله عینه فی اعدائه مع ما یدخر له فی الآخرة
محمد بن یحیی عن احمد بن عیسی عن علی بن الحکم عن ابی عبد الله الخراج رفعه
الی علی بن الحسین علیهما السلام قال الصبر من الایمان بمنزلة الرأس من الجسد و لا
ایمان لمن لا صبر له علی بن ابراهیم عن ابیه عن حماد بن عیسی عن ربعی بن عبد الله عن فضیل

حميد عن مالك بن اعين الجهني قال سمعت ابا جعفر عليه السلام يقول يا مالك ان الله يعطي الدنيا من يحب ويبغض ولا يعطي دينه الا من يحب عنه عن معلى عن الوشا عن عبد الكريم بن عمرو الخثعمي عن عمر بن حنظلة عن حمزة بن حمران عن حمران عن ابي جعفر عليه السلام قال ان هذه الدنيا يعطيها الله البر والفاجر ولا يعطي الايمان الا صفوته من خلقه محمد بن يحيى عن احمد بن محمد عن علي بن النعمان عن ابي سليمان عن ميسر قال قال ابو عبد الله ان الدنيا يعطيها الله عز وجل من احب ومن ابغض وان الايمان لا يعطيه الا من احب

باب سلامة الدين محمد بن يحيى عن احمد بن محمد عن علي بن النعمان عن ايوب بن الحر عن ابي عبد الله عليه السلام في قول الله عز وجل فوقاه الله سيئات ما مكروا فقال اما لقد بسطوا عليه وقتلوه ولكن اتدرون ما وقاه وقاه ان يفتنوه في دينه علي بن ابراهيم عن محمد بن عيسى بن عبيد عن ابي جميلة قال قال ابو عبد الله عليه السلام كان في وصية امير المؤمنين عليه السلام اصحابه اعلموا ان القرآن هدى الليل والنهار ونور الليل المظلم على ما كان من جهد وفاقة فاذا حضرت بلية فاجعلوا اموالكم دون انفسكم واذا نزلت نازلة فاجعلوا انفسكم دون دينكم واعلموا ان الهالك من هلك دينه والحريب من حرب دينه الا وانه لا فقر بعد الجنة الا وانه لا غنى بعد النار لا يفك اسيرها ولا يبرأ ضريرها علي عن ابيه عن حماد بن عيسى عن ربعي بن عبد الله عن فضيل بن يسار عن ابي جعفر عليه السلام قال سلامة الدين وصحة البدن خير من المال والمال زينة من زينة الدنيا حسنة محمد بن اسماعيل عن الفضل بن شاذان عن حماد عن ربعي عن الفضيل عن ابي جعفر عليه السلام مثله عدة من اصحابنا عن احمد بن محمد بن خالد عن ابن فضال عن يونس بن يعقوب عن بعض اصحابه قال كان رجل يدخل على ابي عبد الله عليه السلام من اصحابه فغبر زمانا لا يحج فدخل عليه بعض معارفه فقال له فلان ما فعل قال فجعل يضجع الكلام يظن انما يعني الميسرة والدنيا فقال ابو عبد الله عليه السلام كيف دينه فقال كما تحب فقال هو والله الغنى

باب التقية علي بن ابراهيم عن ابيه عن ابن ابي عمير عن هشام بن سالم وغيره عن ابي عبد الله عليه السلام في قول الله عز وجل اولئك يؤتون اجرهم مرتين بما صبروا قال بما صبروا على التقية ويدرؤن بالحسنة السيئة قال الحسنة التقية والسيئة الاذاعة ابن ابي عمير عن هشام بن سالم عن ابي عمر الاعجمي قال قال لي ابو عبد الله عليه السلام يا ابا عمر ان تسعة اعشار الدين في التقية ولا دين لمن لا تقية له والتقية في

وصله بولايتنا وهو موصول بولاية الله عزّ وجلّ وان ردّه من حاجته وهو يقدر على قضائها سلّط الله
عليه شجاعا من نار ينهشه فى قبره الى يوم القيمة مغفورا له او معذّبا فان عذره الطالب كان اسوأ
حالا قال وسمعته يقول من قصد اليه رجل من اخوانه مستجيرا به فى بعض احواله فلم يجره
بعد ان يقدر عليه فقد قطع ولاية الله تبارك وتعالى.

باب من اخاف مؤمنا عدّة من اصحابنا عن احمد بن محمّد بن خالد عن محمد بن علي عن الانصارى
عن عبد الله بن سنان عن ابي عبد الله عليه السلام قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله
من نظر الى مؤمن نظرة ليخيفه بها اخافه الله عزّ وجلّ يوم لا ظلّ الا ظلّه علىّ بن ابراهيم عن ابيه عن
ابى اسحق الخفاف عن بعض الكوفيين عن ابى عبد الله عليه السلام قال من روّع مؤمنا بسلطان
ليصيبه منه مكروه فلم يصبه فهو فى النار ومن روّع مؤمنا بسلطان ليصيبه منه مكروه فاصابه فهو مع فرعون
وآل فرعون فى النار علىّ بن ابراهيم عن ابيه عن ابن ابى عمير عن بعض اصحابه عن ابى عبد الله عليه السلام
قال من اعان على مؤمن بشطر كلمة لقى الله عزّ وجلّ يوم القيمة مكتوب بين عينيه آيس من رحمتى

باب النميمة عدّة من اصحابنا عن احمد بن محمّد عن الحسن بن محبوب عن عبد الله بن سنان
عن ابى عبد الله عليه السلام قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله الا انبّئكم بشراركم قالوا
بلى يا رسول الله قال المشّاؤن بالنميمة المفرّقون بين الاحبّة الباغون للبراء المعايب محمّد بن يحيى
عن احمد بن محمّد عن محمد بن عيسى عن يوسف بن عقيل عن محمد بن قيس عن ابى جعفر عليه السلام
قال محرّمة الجنّة على القتّاتين المشّائين بالنميمة علىّ بن ابراهيم عن محمّد بن عيسى عن يونس عن
ابى الحسن الاصبهانى عمّن ذكره عن ابى عبد الله عليه السلام قال قال امير المؤمنين عليه السلام
شراركم المشّاؤن بالنميمة المفرّقون بين الاحبّة المبتغون للبراء المعايب

باب الاذاعة عدّة من اصحابنا عن احمد بن محمّد بن خالد عن عثمان بن عيسى عن محمّد
بن عجلان قال سمعت ابا عبد الله عليه السلام يقول انّ الله عزّ وجلّ عيّر اقواما بالاذاعة
فى قوله عزّ وجلّ واذا جاءهم امر من الامن او الخوف اذاعوا به فايّاكم والاذاعة علىّ بن ابراهيم
عن محمّد بن عيسى عن يونس عن محمّد الخزّاز عن ابى عبد الله عليه السلام قال من اذاع علينا
حديثنا فهو بمنزلة من جحدنا حقّنا قال وقال للمعلّى بن خنيس المذيع حديثنا كالجاحد له يونس
عن ابن مسكان عن ابن ابى يعفور قال قال ابو عبد الله عليه السلام من اذاع علينا حديثنا
سلبه الله الايمان يونس عن يونس بن يعقوب عن بعض اصحابه عن ابى عبد الله عليه السلام
قال ما قتلنا من اذاع حديثنا قتل خطأ ولكن قتلنا قتل عمد يونس عن العلاء عن محمّد بن مسلم
قال سمعت ابا جعفر عليه السلام يقول يحشر العبد يوم القيمة وما ندى دما فيدفع اليه شبه المحجمة

يقرأ آخر الكهف الا تيقظ في الساعة التي يريد ابو علي الاشعري وغيره عن الحسن بن علي
الكوفي عن عثمان بن عيسى عن سعيد بن يسار قال قلت لابي عبد الله عليه السلام سليم
مولاك ذكر انه ليس معه من القرآن الا سورة يس فيقوم من الليل فينفد ما معه
من القرآن ايعيد ما قرأ قال نعم لا بأس محمد بن يحيى عن محمد بن الحسين عن عبد الرحمن
بن ابي هاشم عن سالم بن سلمة قال قرأ رجل على ابي عبد الله عليه السلام وانا استمع
حروفا من القرآن ليس على ما يقرؤها الناس فقال ابو عبد الله عليه السلام كف عن هذه
القراءة اقرأ كما يقرأ الناس حتى يقوم القائم فاذا قام القائم قرأ كتاب الله عز وجل على حده
واخرج المصحف الذي كتبه علي عليه السلام وقال اخرجه علي عليه السلام الى الناس حين
فرغ منه وكتبه فقال لهم هذا كتاب الله عز وجل كما انزله الله على محمد صلى الله عليه وآله
جمعته من اللوحين فقالوا هو ذا عندنا مصحف جامع فيه القرآن لا حاجة لنا فيه فقال اما
والله ما ترونه بعد يومكم هذا ابدا انما كان علي ان اخبركم حين جمعته لتقرؤوه علي بن ابراهيم عن صفوان
عن سعيد بن عبد الله الاعرج قال سألت ابا عبد الله عن الرجل يقرأ القرآن ثم ينساه ثم يقرؤه ثم ينساه أعليه
حرج فقال لا علي بن ابيه عن النضر بن سويد عن القاسم بن سليمان عن ابي عبد الله عليه السلام قال قال
ابي عليه السلام ما ضرب رجل القرآن بعضه ببعض الا كفر عدة من اصحابنا عن سهل بن زياد ومحمد بن
يحيى عن احمد بن محمد بن عيسى جميعا عن ابن محبوب عن جميل عن سدير عن ابي جعفر عليه السلام قال سورة
الملك هي المانعة تمنع من عذاب القبر هي مكتوبة في التوراة سورة الملك ومن قرأها في ليلته
فقد اكثر واطاب ولم يكتب من الغافلين واني لاركع بها بعد عشاء الآخرة وانا جالس وان والدي عليه
السلام كان يقرؤها في يومه وليلته ومن قرأها اذا دخل عليه في قبره ناكر ونكير من قبل رجليه قالت رجلاه
لهما ليس لكما الى ما قبلي سبيل قد كان هذا العبد يقوم علي فيقرأ سورة الملك في كل يوم وليلة واذا اتياه
من قبل جوفه قال لهما ليس لكما الى ما قبلي سبيل قد كان هذا العبد اوعاني سورة الملك واذا اتياه من قبل
لسانه قال لهما ليس لكما الى ما قبلي سبيل قد كان هذا العبد يقرأ بي في كل يوم وليلة سورة الملك محمد بن
يحيى عن احمد بن محمد عن علي بن الحكم عن عبد الله بن فرقد والمعلى بن خنيس قالا كنا عند ابي عبد الله عليه
السلام ومعنا ربيعة الرأي فذكرنا فضل القرآن فقال ابو عبد الله عليه السلام ان كان ابن مسعود
لا يقرأ على قراءتنا فهو ضال فقال ربيعة ضال فقال نعم ضال ثم قال ابو عبد الله عليه السلام اما نحن فنقرأ
على قراءة أبي علي بن الحكم عن هشام بن سالم عن ابي عبد الله عليه السلام قال ان القرآن
الذي جاء به جبرئيل عليه السلام الى محمد صلى الله عليه وآله سبعة عشر الف آية تم كتاب
فضل القرآن اولا واخرا وظاهرا وباطنا والحمد لله رب العالمين والصلوة على محمد وآله اجمعين

الفروع

من

الكافي

تأليف

ثقة الإسلام أبي جعفر محمد بن يعقوب بن إسحاق الكليني الرازي رحمه الله

المتوفى سنة ٣٢٨/٣٢٩ هـ

مع تعليقات نافعة مأخوذة من عدة شروح

صححه وقابله وعلق عليه

علي أكبر الغفاري

الناشر
دار الكتب الإسلامية
تهران - بازار سلطاني
تلفن ٢٠٤١٠

الجزء الثالث

تمتاز هذه الطبعة عما سبقها بعناية تامة
في التصحيح
الشيخ محمد الآخوندي

١٣٩١ ق هـ
١٣٥٠ ش

٤ـ عليٌّ بن محمّد ، عن سهل بن زياد ، عن محمّد بن سنان ، عن ابن مسكان ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام في الرَّجل يطأ في العذرة أو البول أيعيد الوضوء ؟ قال : لا ولكن يغسل ما أصابه . وفي رواية اُخرى إذا كان جافّاً فلا يغسله .

٥ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن درّاج ، عن المعلّى ابن خنيس قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الخنزير يخرج من الماء فيمرُّ على الطريق فيسيل منه الماء ، أمرُّ عليه حافياً ؟ فقال : أليس وراءه شيء جافٌّ ؟ قلت : بلى ، قال : فلا بأس ، إنَّ الأرض تطهّر بعضها بعضاً .

﴿باب﴾

☆(المذي والودي)☆

١ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن زرارة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إن سال من ذكرك شيء من مذي أو ودي [1] وأنت في الصلاة فلا تغسله ولا تقطع الصّلاة ولا تنقض له الوضوء وإن بلغ عقيبك فإنّما ذلك بمنزلة النخامة وكلّ شيء يخرج منك بعد الوضوء فإنّه من الحبائل أو من البواسير وليس بشيء ، فلا تغسله من ثوبك إلّا أن تقذره .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضال ، عن ابن بكير ، عن عمر بن حنظلة قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن المذي ، فقال : ما هو والنخامة إلّا سواء .

٣ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عمر بن اُذينة ، عن بريد بن معاوية قال : سألت أحدهما عليهما السلام عن المذي ، فقال : لا ينقض الوضوء ولا يغسل منه ثوب ولا جسد إنّما هو بمنزلة المخاط والبزاق .

---

(١) المذي ـ بسكون الذال وتخفيف الياء ـ : البلل اللزج الذي يخرج من الذكر عند ملاعبة النساء ولا يجب فيه الغسل ، ولا خلاف فيه بين علمائنا إلا ابن الجنيد فانه ذهب الى انتقاض الطهارة بالمذي اذا كان عقيب شهوة . والودي ـ بسكون الدال وبكسرها وتشديد الياء ـ : البلل اللزج الذي يخرج من الذكر بعد البول يقال : ودى وقيل : التشديد أصح وافصح من السكون . وبالذال المعجمة لم توجد في اللغة لكن ذكره الشهيد الثاني ـ ره ـ وقال هو : ما يخرج عقيب الانزال .

﴿باب﴾

☆(من يصلي على الجنازة وهو على غير وضوء)☆

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن ابن فضّال ، عن يونس بن يعقوب ، قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الجنازة أُصلّي عليها على غير وضوء ؟ فقال : نعم إنّما هو[1] تكبير وتحميد وتسبيح وتهليل كما تكبّر وتسبّح في بيتك على غير وضوء[1].

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد بن عثمان ، عن الحلبيّ قال : سُئل أبو عبدالله عليه السلام عن الرَّجل تدركه الجنازة وهو على غير وضوء فإن ذهب يتوضّأ فاتته الصلاة عليها ؟ قال : يتيمّم ويصلّي[2].

٣ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ؛ و أبو عليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار جميعاً ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبد الحميد بن سعيد[4] قال : قلت لأبي الحسن عليه السلام : الجنازة يخرج بها ولست على وضوء فإن ذهبت أتوضّأ فاتتني الصّلاة أيجزيني أن أُصلّي عليها وأنا على غير وضوء ؟ قال : تكون على طهر أحبُّ إليَّ.

٤ ـ أبو عليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان ، عن العلاء ، عن محمّد بن مسلم ، عن أحدهما عليهما السلام قال : سألته عن الرَّجل تفجأه الجنازة وهو على غير طهر ، قال : فليكبّر معهم[5].

٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن الحسين بن سعيد ، عن أخيه

---

(١) التذكير اما باعتبار الخبر او بتأويل الفعل و نحوه ويدل على عدم اشتراط الطهارة.

(٢) أجمع علماؤنا على عدم شرط هذه الصلاة بالطهارة وقال في المنتهى : ويستحب ان يصلي بطهارة وليست شرطاً ، ذهب إليه علماؤنا أجمع وبه قال الشعبي ومحمد بن جرير الطبري و قال الشافعي : هي شرط وإليه ذهب أكثر الجمهور و قال في التذكرة : وليست الطهارة شرطاً بل يجوز للمحدث والحائض والجنب ان يصلوا على الجنائز مع وجود الماء والتراب والتمكن ، ذهب إليه علماؤنا أجمع ، ثم قال : الطهارة وإن لم تكن واجبة الا انها مستحبة عند علمائنا . (آت)

(٣) ظاهرها لزوم الطهارة و التيمم لضيق الوقت وحمل على الاستحباب جمعاً . (آت)

(٤) في بعض النسخ [عبدالحميد بن سعد] .

(٥) يدل على سقوط الطهارة مع ضيق الوقت منها لا مطلقاً . (آت)

الله اللّهم صلّ على محمّد عبدك ورسولك، اللّهمّ صلّ على محمّد و آل محمّد و تقبّل شفاعته و بيّض وجهه و أكثر تبعه، اللّهمّ اغفرلي وارحمني وتب عليّ، اللّهمّ اغفر للّذين تابوا و اتّبعوا سبيلك وقهم عذاب الجحيم، فإن كان مؤمناً دخل فيها و إن كان ليس بمؤمن خرج منها.

٦ ـ عدّة من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن الحسن بن محبوب، عن عبدالله بن غالب، عن ثابت أبي المقدام قال: كنت مع أبي جعفر عليه السلام فإذا بجنازة لقوم من جيرته فحضرها و كنت قريباً منه فسمعته يقول: اللّهمّ إنّك أنت خلقت هذه النفوس و أنت تميتها وأنت تحييها وأنت أعلم بسرائرها وعلانيتها منّا ومستقرّها ومستودعها، اللّهمّ و هذا عبدك ولا أعلم منه شرّاً وأنت أعلم به، وقد جئناك شافعين له بعد موته فإن كان مستوجباً فشفّعنا فيه و احشره مع من كان يتولّاه.

﴿باب﴾

﴿الصلاة على الناصب﴾

١ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن حمّاد بن عثمان، عن الحلبيّ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: لمّا مات عبدالله بن أُبيّ بن سلول[1] حضر النبيّ صلى الله عليه وآله جنازته فقال عمر لرسول الله صلى الله عليه وآله: يا رسول الله ألم ينهك الله أن تقوم على قبره[2]؟ فسكت، فقال: يا رسول الله ألم ينهك الله أن تقوم على قبره؟ فقال له: ويلك وما يدريك ما قلت إنّي قلت: «اللّهمّ احش جوفه ناراً واملأ قبره ناراً وأصله ناراً» قال أبو عبدالله عليه السلام: فأبدا من رسول الله ما كان يكره.

٢ ـ عدّة من أصحابنا، عن سهل بن زياد؛ وعليّ بن إبراهيم، عن أبيه جميعاً، عن

(١) سلول اسم ام عبدالله المنافق و اسم ابيه أبي ـ بضم الهمزة وفتح الموحدة ـ ولكنه كثيراً ما يذكر بدون ابن الثاني على أن يكون سلول بدلا من أبي كما في بعض النسخ ههنا. (في)

(٢) اراد عمر بقوله: «ألم ينهك الله ـ الخ» آية الواردة في سورة التوبة: ٨٤ «ولا تصل على أحد منهم مات أبداً ولا تقم على قبره انهم كفروا بالله ورسوله وماتوا وهم فاسقون».

ابن محبوب ، عن زياد بن عيسى ، عن عامر بن السمط ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّ رجلاً من المنافقين مات فخرج الحسين بن عليّ صلوات الله عليهما يمشي معه فلقيه مولى له ، فقال له الحسين عليه السلام : أين تذهب يا فلان ؟ قال : فقال له مولاه : أفرّ من جنازة هذا المنافق أن اُصلّي عليها ، فقال له الحسين عليه السلام : اُنظر أن تقوم (١) على يميني فما تسمعني أقول فقل مثله ، فلمّا أن كبّر عليه وليّه قال الحسين عليه السلام : « الله أكبر اللّهمّ العن فلاناً عبدك ألف لعنة مؤتلفة غير مختلفة ، اللّهمّ اخز عبدك في عبادك و بلادك وأصله حرّ نارك وأذقه أشدّ عذابك فإنّه كان يتولّى أعداءك ويعادي أولياءك ، ويبغض أهل بيت نبيّك صلى الله عليه وآله » .

٣ - سهل ، عن ابن أبي نجران ، عن صفوان الجمّال ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : مات رجل من المنافقين فخرج الحسين عليه السلام يمشي فلقي مولى له فقال له : إلى أين تذهب ، فقال : أفرّ من جنازة هذا المنافق أن اُصلّي عليه فقال له الحسين عليه السلام : قم إلى جنبي فما سمعتني أقول فقل مثله ، قال : فرفع يديه فقال : « اللّهمّ اخز عبدك في عبادك وبلادك اللّهمّ أصله حرّ نارك اللّهمّ أذقه أشدّ عذابك فإنّه كان يتولّى أعداءك ويعادي أولياءك ويبغض أهل بيت نبيّك » صلى الله عليه وآله .

٤ - عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا صلّيت على عدوّ الله فقل : « اللّهمّ إنّ فلاناً لا نعلم منه إلّا أنّه عدوّ لك و لرسولك ، اللّهمّ فاحش قبره ناراً واحش جوفه ناراً و عجّل به إلى النّار فإنّه كان يتولّى أعداءك و يعادي أولياءك ويبغض أهل بيت نبيّك ، اللّهمّ ضيّق عليه قبره » فإذا رفع فقل : « اللّهمّ لا ترفعه ولا تزكّه » .

٥ - عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن محمّد بن مسلم عن أحدهما عليهما السلام (٢) قال : إن كان جاحداً للحقّ فقل : « اللّهمّ املأ جوفه ناراً و قبره

(١) أي اجتهد في ان يتيسر لك القيام . (في) و قال المجلسي - رحمه الله - : هو كناية عن التأمل والتدبير في ذلك .

(٢) كأنه الصادق عليه السلام كما يدل عليه قوله عليه السلام : « قال أبو جعفر عليه السلام » وقوله : « صلى عليها أبي من قبيل وضع الظاهر موضع المضمر . (في)

٤٧٣

النّواصي [١] ومن أقام النّواحة فقد ترك الصّبر وأخذ في غير طريقه [٢] ومن صبر واسترجع و حمد الله عزّ وجلّ فقد رضي بما صنع الله ووقع أجره على الله ومن لم يفعل ذلك جرى عليه القضاء وهو ذميم [٣] وأحبط الله تعالى أجره.

٢ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن عمرو بن عثمان، عن أبي جميلة، عن جابر، عن أبي جعفر عليه السلام مثله.

٣ ـ الحسين بن محمّد، عن عبدالله بن عامر، عن عليّ بن مهزيار، عن عليّ بن إسماعيل الميثميّ عن ربعيّ بن عبدالله، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إنّ الصبر و البلاء يستبقان

---

(١) في القاموس: الصراخ: الصوت أو شديده. وقال: أعول: رفع صوته بالبكاء والصياح. وفي النهاية: كل من وقع في هلكة دعا بالويل ومعنى النداء منه: ياويلي وياحزني و يا عذابي احضر فهذا وقتك وأوانك. وقال: العويل: صوت الصدر بالبكاء.

(٢) في الذكرى: يحرم اللطم و الخدش وجز الشعر اجماعاً قال في المبسوط: و لما فيه من السخط بقضاء الله. ثم قال: واستثنى الاصحاب الا ابن ادريس شق الثوب على موت الاب والاخ لفعل العسكرى على الهادى عليهما السلام و فعل الفاطميات على الحسين صلوات الله عليه. و في المنتهى: البكاء على الميت جائز غير مكروه اجماعاً قبل خروج الروح وبعده الا الشافعي فانه كرهه بعد الخروج. ثم قال: فروع: الاول الندب، لابأس به وهو عبارة عن تعديد محاسن الميت وما يلقون بفقده بلفظ النداء «وا» مثل قولهم وارجلاه واكريماه واانقطاع ظهراه وامصيبتاه غير أنه مكروه. الثاني النياحة بالباطل محرمة اجماعاً اما بالحق فجائز اجماعاً. الثالث يحرم ضرب الخدود ونتف الشعور وشق الثوب إلا في موت الاب والاخ فقد سوغ فيهما شق الثوب للرجل وكذا يكره الدعاء بالويل و الثبور. الرابع ينبغي لصاحب المصيبة الصبر و الاسترجاع قال الله تعالى: «و بشر الصابرين الذين إذا اصابتهم مصيبة قالوا إنا لله وإنا إليه راجعون اولئك عليهم صلوات من ربهم و اولئك هم المهتدون» انتهى كلامه. وقال المجلسي ـ رحمه الله ـ بعد ذكر ذلك كله: هذا الخبر يدل على أن هذه الامور خلاف طريقة الصابرين وعلى كراهتها ولا يدل على الحرمة وما ورد من ذم اقامة النواحة اما محمول على ما اذا كانت مشتملة على هذه الامور المرجوحة أو يقال: إنه ينافي الصبر الكامل فلا ينافي مايدل على الجواز.

(٣) ذميم أى مذموم كما في القاموس.

إلى المؤمن فيأتيه البلاء وهو صبور [١] ؛ وإنّ الجزع والبلاء يستبقان إلى الكافر فيأتيه البلاء وهو جزوع .

٤ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النّوفليّ ، عن السّكونيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : ضرب المسلم يده على فخذه عند المصيبة إحباط لأجره .

٥ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عبدالله بن سنان ، عن معروف بن خرّبوذ [٢] ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : ما من عبد يصاب بمصيبة فيسترجع عند ذكره المصيبة ويصبر حين تفجأه إلّا غفر الله له ما تقدّم من ذنبه وكلّما ذكر مصيبته فاسترجع عند ذكر المصيبة غفر الله له كلّ ذنب اكتسب فيما بينهما [٣] .

٦ ـ عليٌّ ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن داود بن رزين [٤] ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من ذكر مصيبته ولو بعد حين فقال : « إنّا لله وإنّا إليه راجعون والحمد لله ربّ العالمين اللّهمّ آجرني على مصيبتي واخلف عليّ أفضل منها » كان له من الأجر مثل ما كان عند أوّل صدمة [٥] .

٧ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ؛ و محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد

---

(١) اى باتيانه كالمتراهنين يريد كل منهما أن يسبق الاخر حتى ان البلاء لايسبق الصبر بل إنما يرد مع ورود الصبر أو بعده وكذا الجزع والبلاء بالنسبة إلى الكافر .

(٢) ابن خربوذ ـ بالخاء المعجمة المفتوحة والراء المشددة والباء الموحدة والذال المعجمة بعد الواو ـ روى الكشي فيه مدحاً وقدحاً .

(٣) ضمير التثنية يعود الى الاسترجاعين المفهومين من قوله عليه السلام لا الى المصيبة و الاسترجاع كما قد توهم وقد ورد التصريح بذلك في بعض الاخبار . (ف)

(٤) داود بن زربى أو داود بن رزين كما في بعض النسخ كان من اصحاب أبي عبدالله و ابى الحسن عليهما السلام له اصل وروى عنه ابن أبي عمير واورد الكشي مايشهد بسلامة عقيدته ووثقه النجاشي ـ على مافي الخلاصة ـ وقال صاحب جامع الرواة : لم أر في ماعندي من نسخة النجاشي توثيقه و قال في ارشاد المفيد : إنه من الثقات . و « زربى » بكسر الزاى المعجمة وسكون الراء المهملة كما صححه الشهيد ـ رحمه الله ـ .

(٥) في النهاية : الصبر عند الصدمة الاولى اى عند فورة المصيبة وشدتها والصدم : ضرب الشيء الصلب بمثله و الصدمة مرة منه . و قوله : « افضل منها » أى من المصيبة بمعنى المصاب به كما في الوافي .

الفروع
من
الكافي

تأليف

ثقة الإسلام أبي جعفر محمد بن يعقوب بن إسحاق الكليني الرازي رحمه الله

المتوفى سنة ٣٢٨/٣٢٩ هـ

مع تعليقات نافعة مأخوذة من عدة شروح

صححه وقابله وعلق عليه

علي أكبر الغفاري

الناشر
دار الكتب الإسلامية
تهران - بازار سلطاني
تلفن ٢٠٤١٠

١٣٩١ ق هـ
١٣٥٠ ش

الجزء الخامس

تمتاز هذه الطبعة عما سبقها بعناية تامة
في التصحيح
الشيخ محمد الآخوندي

عن أبي عبدالله عليه السلام أنّ عليّ بن الحسين عليهما السلام تزوّج سرية كانت للحسن بن عليّ عليهما السلام فبلغ ذلك عبدالملك بن مروان فكتب إليه في ذلك كتاباً أنّك صرت بعل الإماء، فكتب إليه عليّ بن الحسين عليهما السلام: إنّ الله رفع بالإسلام الخسيسة وأتمّ به النّاقصة فأكرم به من اللّؤم فلا لوم على مسلم إنّما اللّؤم لؤم الجاهليّة إنّ رسول الله صلى الله عليه وآله أنكح عبده ونكح أمته فلمّا انتهى الكتاب إلى عبدالملك قال لمن عنده: خبّروني عن رجل إذا أتى ما يضع النّاس لم يزده إلّا شرفاً؟ قالوا: ذاك أمير المؤمنين [1] قال: لا والله ماهو ذاك، قالوا: مانعرف إلّا أمير المؤمنين، قال: فلا والله ماهو بأمير المؤمنين ولكنّه عليّ بن الحسين عليهما السلام [2].

﴿باب﴾

☆(تزويج ام كلثوم)☆

١- عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن هشام بن سالم؛ وحمّاد، عن زرارة، عن أبي عبدالله عليه السلام في تزويج أمّ كلثوم فقال: إنّ ذلك فرج غُصبناه. [3]

٢- محمّد بن أبي عمير، عن هشام بن سالم، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: لمّا خطب إليه قال له أمير المؤمنين: إنّها صبيّة قال: فلقي العبّاس فقال له: مالي أبي بأس؟ قال: وماذاك؟ قال: خطبت إلى ابن أخيك فردّني أما والله لأعوّرنّ زمزم [4] ولا أدع لكم مكرمة إلّا هدمتها ولأُقيمنّ عليه شاهدين بأنّه سرق ولأقطعنّ يمينه فأتاه العبّاس فأخبره وسأله أن يجعل الأمر إليه فجعله إليه [5].

---

(١) ارادوا به عبد الملك نفسه.

(٢) الظاهر أن تلك السرية كانت لاخيه على بن الحسين المقتول دون عمه الحسن المجتبى عليهم السلام كما سيأتى فى خبر آخر أوثق سنداً منه ص٣٦١ أن على بن الحسين صلوات الله عليه تزوج ابنة الحسن عليه السلام وام ولد لعلى بن الحسين المقتول عليهما السلام.

(٣) ام كلثوم هذه هى بنت امير المؤمنين عليه السلام قد خطبها اليه عمر فى زمن خلافته فرده اولا فقال عمر ماقال وفعل مافعل كما يأتى تفصيله فى الخبر الاتى فجعل امره إلى العباس فزوجها اياه ظاهرا وعند الناس واليه اشير بقوله «غصبناه». (فى)

(٤) تعوير البئر تطميه.

(٥) قال فى هامش بعض النسخ المخطوطة: أجاب المفيد - رحمه الله - عن ذلك فى أجوبة المسائل السروية باجوبة كثيرة. فمن اراد الاطلاع فليراجع هناك.

﴿ باب ﴾

✿(شروط المتعة)✿

١ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ؛ ومحمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد جميعاً ، عن ابن محبوب ، عن جميل بن صالح ، عن زرارة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لاتكون متعة إلّا بأمرين أجل مسمّى وأجر مسمّى .

٢ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ؛ وعدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة ، عن أبي بصير قال : لابدّ من أن تقول في هذه الشروط : أتزوّجك متعة كذا و كذا يوماً بكذا و كذا درهماً نكاحاً غير سفاح على كتاب الله عزّ وجلّ وسنّة نبيّه صلى الله عليه وآله وعلى أن لاترثيني ولا أرثك وعلى أن تعتدّي خمسة وأربعين يوماً وقال : بعضهم حيضة .

٣ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عمرو بن عثمان ، عن إبراهيم بن الفضل ، عن أبان بن تغلب ؛ وعليّ بن محمّد ، عن سهل بن زياد ، عن إسماعيل بن مهران ؛ ومحمّد بن أسلم عن إبراهيم بن الفضل ، عن أبان بن تغلب قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : كيف أقول لها إذا خلوت بها ؟ قال : تقول أتزوّجك متعة على كتاب الله وسنّة نبيّه صلى الله عليه وآله لا وارثة ولا موروثة كذا و كذا يوماً وإن شئت كذا و كذا سنة بكذا و كذا درهماً وتسمّي من الأجر ماتراضيتما عليه قليلاً كان أم كثيراً فإذا قالت : نعم فقد رضيت فهي امرأتك وأنت أولى النّاس بها ، قلت : فإنّي أستحيي أن أذكر شرط الأيّام قال : هو أضرّ عليك ، قلت : و كيف ؟ قال : إنّك إن لم تشترط كان تزويج مقام ولزمتك النفقة في العدّة وكانت وارثة ولم تقدر على أن تطلّقها إلّا طلاق السنّة .

٤ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي نصر ، عن ثعلبة قال : تقول : أتزوّجك متعة على كتاب الله وسنّة نبيّه صلى الله عليه وآله نكاحاً غير سفاح وعلى أن لاترثيني ولا أرثك كذا و كذا يوماً بكذا و كذا درهماً وعلى انّ عليك العدّة .

٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن عبدالله بن محمّد ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن سالم قال :

قلت : كيف يتزوّج المتعة ؟ قال : تقول : يا أمة الله أتزوّجك كذا و كذا يوماً بكذا و كذا درهماً ، فإذا مضت تلك الأيّام كان طلاقها في شرطها ولا عدّة لها عليك [1].

﴿ باب ﴾

☆(في أنه يحتاج أن يعيد عليها الشرط بعد عقدة النكاح)☆

١ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عبدالله بن بكير قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : ماكان من شرط قبل النكاح هدمه النكاح و ما كان بعد النكاح فهو جائز ؛ وقال : إن سمّي الأجل فهو متعة وإن لم يسمّ الأجل فهو نكاح باتّ [2].

٢ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن ابن محبوب ، عن ابن رئاب ، عن محمّد ابن مسلم قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن قول الله عزّوجلّ : « ولاجناح عليكم فيما تراضيتم به من بعد الفريضة [3]» فقال : ما تراضوا به من بعد النكاح فهو جائز وماكان قبل النكاح فلايجوز إلّا برضاها وبشيء يعطيها فترضى به .

٣ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن أبيه ، عن سليمان بن سالم ، عن ابن بكير قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : إذا اشترطت على المرأة شروط المتعة فرضيت به وأوجبت التزويج فاردد عليها شرطك الأوّل بعد النكاح ، فإن أجازته فقد جاز وإن لم تجزه فلا يجوز عليها ماكان من الشرط قبل النكاح .

٤ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن ابن بكير ، عن محمّد بن مسلم

---

(١) أي يجوز لك تزويج الاخت في عدتها وكذا الخامسة على القول بكونها من الاربع أو يكون على القلب اى لايلزمك في عدتها نفقة ولاسكنى وقيل : المراد بالعدة العدد اى لايلزمك رعاية كونها من الاربع ولايخفى بعده والاظهر هو الاول و يؤيده المشهور وينفي مذهب المفيد من المنع من اختها في عدتها . (آت)

(٢) قال العلامة ـ رحمه الله ـ أى دائم بحسب الواقع كما فهمه الاصحاب او يحكم عليه ظاهراً كما في سائر الاقارير ولايقع واقعاً لان ماقصده لم يقع وما وقع لم يقصد . (آت)

(٣) النساء : ٢٤ .

شفاعتنا إذا ركب هذا حتّى يصيبه ألم العذاب ويرى هول جهنّم .

١٠ ـ وبإسناده عن صالح بن عقبة ، عن سليمان بن صالح ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سئل عن الرّجل ينكح جارية امرأته ثمّ يسألها أن تجعله في حلّ فتأبى ، فيقول : إذاً لأ طلّقنّك ويجتنب فراشها فتجعله في حلّ ؟ فقال : هذا غاصب فأين هو من اللّطف .

١١ ـ وعنه ، عن سليمان بن صالح قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : الرّجل يخدع امرأته فيقول : اجعلني في حلّ من جاريتك تمسح بطني وتغمز رجلي ومن مسّي إيّاها ـ يعني بمسّه إيّاها النكاح ـ فقال : الخديعة في النّار ، قلت : فإن لم يرد بذلك الخديعة ، قال : ياسليمان ما أراك إلّا تخدعها عن بضع جاريتها .

١٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن سالم ؛ وجميل بن درّاج ؛ وسعد بن أبي خلف ، عن محمّد بن مسلم ، عن أبي عبدالله عليه السلام في امرأة الرّجل يكون لها الخادم قد فجرت فيحتاج إلى لبنها ؟ قال : مرها فتحلّلها يطيب اللّبن [1] .

١٣ ـ وبإسناده ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن درّاج ، عن بعض أصحابه ، عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل كانت له مملوكة فولدت من الفجور فكره مولاها أن ترضع له مخافة ألّا يكون ذلك جائزاً له فقال أبو عبدالله عليه السلام : فحلّل خادمك من ذلك حتّى يطيب اللّبن .

١٤ ـ وبإسناده ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن سالم قال : أخبرني محمّد بن مضارب قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : يا محمّد خذ هذه الجارية إليك تخدمك ، فإذا خرجت فردّها إلينا .

١٥ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن الخشّاب ، عن يزيد بن إسحاق شعر ، عن الحسن بن عطيّة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا أحلّ الرّجل للرّجل من جاريته قبلة لم يحلّ له غيرها فإن أحلّ له منها دون الفرج لم يحلّ له غيره وإن أحلّ له الفرج حلّ له جميعها .

١٦ ـ عليّ ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير قال : أخبرني قاسم بن عروة ، عن أبي العبّاس البقباق قال : سأل رجل أبا عبدالله عليه السلام ونحن عنده عن عارية الفرج ، فقال : حرام ، ثمّ مكث قليلاً ثمّ قال : لكن لا بأس بأن يحلّ الرّجل الجارية لأخيه .

---

(١) قد يقرأ في بعض النسخ [بطيب اللبن] .

شفاعتنا إذا ركب هذا حتّى يصيبه ألم العذاب ويرى هول جهنّم.

١٠ - وبإسناده عن صالح بن عقبة، عن سليمان بن صالح، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: سئل عن الرّجل ينكح جارية امرأته ثمّ يسألها أن تجعله في حلّ فتأبى، فيقول: إذاً لأُطلّقنّك ويجتنب فراشها فتجعله في حلّ؟ فقال: هذا غاصب فأين هو من اللّطف.

١١- وعنه، عن سليمان بن صالح قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: الرّجل يخدع امرأته فيقول: اجعلني في حلّ من جاريتك تمسح بطني وتغمز رجلي ومن مسّي إيّاها - يعني بمسّه إيّاها النكاح - فقال: الخديعة في النّار، قلت: فإن لم يرد بذلك الخديعة، قال: يا سليمان ما أراك إلّا تخدعها عن بُضع جاريتها.

١٢ - عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن هشام بن سالم؛ و جميل بن درّاج؛ وسعد بن أبي خلف، عن محمّد بن مسلم، عن أبي عبدالله عليه السلام في امرأة الرّجل يكون لها الخادم قدفجرت فيحتاج إلى لبنها؛ قال: مرها فتحلّلها يطيب اللّبن (١).

١٣ - و بإسناده، عن ابن أبي عمير، عن جميل بن درّاج، عن بعض أصحابه، عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل كانت له مملوكة فولدت من الفجور فكره مولاها أن ترضع له مخافة ألّا يكون ذلك جائزاً له فقال أبو عبدالله عليه السلام: فحلّل خادمك من ذلك حتّى يطيب اللّبن.

١٤ - وبإسناده، عن ابن أبي عمير، عن هشام بن سالم قال: أخبرني محمّد بن مضارب قال: قال أبو عبدالله عليه السلام: يا محمّد خذ هذه الجارية إليك تخدمك، فإذا خرجت فردّها إلينا.

١٥ - عليّ بن إبراهيم، عن الخشّاب، عن يزيد بن إسحاق شعر، عن الحسن بن عطيّة، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إذا أحلّ الرّجل للرّجل من جاريته قبلة لم يحلّ له غيرها فإن أحلّ له منها دون الفرج لم يحلّ له غيره وإن أحلّ له الفرج حلّ له جميعها.

١٦ - عليّ، عن أبيه، عن ابن أبي عمير قال: أخبرني قاسم بن عروة، عن أبي العبّاس البقباق قال: سأل رجل أباعبدالله عليه السلام ونحن عنده عن عارية الفرج، فقال: حرام، ثمّ مكث قليلاً ثمّ قال: لكن لا بأس بأن يحلّ الرّجل الجارية لأخيه.

---

(١) قد يقرأ في بعض النسخ [بطيب اللبن].

أبي حمزة ، عن عليّ بن يقطين ، عن أبي الحسن موسى عليه السلام قال : سألته عن الحائض ترى الطهر ويقع بها زوجها ، قال : لابأس والغسل أحبّ إليّ .

﴿ باب ﴾

☼(محاش النساء)☼ (١)

١ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ ، عن أبان ، عن بعض أصحابه ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن إتيان النساء في أعجازهنّ ، فقال : هي لعبتك لاتؤذها .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم قال : سمعت صفوان بن يحيى يقول : قلت للرضا عليه السلام : إنّ رجلاً من مواليك أمرني أن أسألك عن مسألة هابك واستحيى منك أن يسألك ، قال : وماهي ؟ قلت : الرّجل يأتي امرأته في دبرها ؟ قال : ذلك له ، قال : قلت له : فأنت تفعل ؟ قال : إنّا لا نفعل ذلك .

﴿ باب ﴾

☼(الخضخضة ونكاح البهيمة)☼ (٢)

١ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد بن خالد ، عن العلاء بن رزين ، عن رجل ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن الخضخضة ، فقال : هي من الفواحش ونكاح الأمة خير منه .

٢ ـ أحمد بن محمّد ، عن أبي يحيى الواسطيّ ، عن إسماعيل البصري ، عن زرارة ، ابن أعين ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن الدّلك قال : ناكح نفسه لاشيء عليه . (٣)

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن أحمد ، عن أحمد بن الحسن ، عن عمرو بن سعيد ، عن

---

(١) محاش جمع محشة وهي الدبر . (القاموس)

(٢) الخضخضة : الاستمناء باليد (القاموس) وفي النهاية هو استنزال المني من غير الفرج .

(٣) من الحدود في الدنيا ولاينافي ما سيأتي من انه زنا فان معناه والله اعلم انه بمنزلة الزنا ولا يلزمه ما يلزم الزاني من الحدود .

وهو من وجه الحرام ، فلمّا كان وجه منه حلالاً ووجه حراماً كان اسمه سفاحاً ، لأنّ الغالب عليه نكاح تزويج إلّا أنّه مشوب ذلك التزويج بوجه من وجوه الحرام غير خالص في معنى الحرام بالكلّ ولا خالص في وجه الحلال بالكلّ ، امّا أن يكون الفعل من وجه الفساد و القصد إلى غير ما أمر الله عزّ وجلّ فيه من وجه التأويل والخطأ الاستحلال بجهة التأويل والتقليد نظير الّذي يتزوّج ذوات المحارم الّتي ذكر الله عزّ وجلّ في كتابه تحريمها في القرآن من الاُمّهات والبنات إلى آخر الآية كلّ ذلك حلال في جهة التزويج حرام من جهة ما نهي الله عزّ وجلّ عنه و كذلك الّذي يتزوّج المرأة في عدّتها مستحلاً لذلك فيكون تزويجه ذلك سفاحاً من وجهين من وجه الاستحلال ومن وجه التزويج في العدّة إلّا أن يكون جاهلاً غير متعمّد لذلك ونظير الّذي يتزوّج الحبلى متعمّداً بعلم ، والّذي يتزوّج المحصنة الّتي لها زوج بعلم ، والّذي ينكح المملوكة من الفيء قبل المقسم ، والّذي ينكح اليهوديّة والنّصرانيّة والمجوسيّة وعبدة الأوثان على المسلمة الحرّة ، والّذي يقدر على المسلمة فيتزوّج اليهوديّة أو غيرها من أهل الملل تزويجاً دائماً بميراث ، والّذي يتزوّج الأمة على الحرّة ، والّذي يتزوّج الأمة بغير إذن مواليها ، والمملوك يتزوّج أكثر من حرّتين والمملوك يكون عنده أكثر من أربع إماء تزويجاً صحيحاً ، والّذي يتزوّج أكثر من أربع حرائر ، والّذي له أربع نسوة فيطلّق واحدة تطليقة واحدة بائنة ثمّ يتزوّج قبل أن تنقضي عدّة المطلّقة منه[1] ، والّذي يتزوّج المرأة المطلّقة من بعد تسع تطليقات بتحليل من أزواج وهي لا تحلّ له أبداً ، والّذي يتزوّج المرأة المطلّقة بغير وجه الطّلاق الّذي أمر الله عزّ وجلّ به في كتابه ، والّذي يتزوّج وهو محرم . فهؤلاء كلّهم تزويجهم من جهة التزويج حلال ، حرام فاسد من الوجه الآخر لأنّه لم يكن ينبغي له أن يتزوّج إلّا من الوجه الّذي أمر الله عزّ وجلّ فلذلك صار سفاحاً مردوداً ذلك كلّه غير جائز المقام عليه ولا ثابت لهم التزويج بل يفرّق الإمام بينهم ولا يكون نكاحهم زنا ولا أولادهم من

(١) قد عرفت فيما سبق في باب الرجل الذي عنده اربع نسوة ص ٤٢٩ أن هذا الرجل اذا طلق واحدة تطليقة رجعية لايجوز له أن يتزوج باخرى حتى تنقضي عدتها منه وأما اذا كانت بائنة جاز له العقد على الاخرى في الحال على كراهية و هذا هو المشهور عندهم ، فهذا الكلام يدل على ان يونس من أصحابنا ذهب إلى أن البائنة كالرجعية في التوقف على انقضاء العدة فكأنه عمل بظاهر الاخبار التي قد مرت في ذلك الباب فتذكر . (رفيع) (كذا في هامش المطبوع)

هذا الوجه أولاد زنا ومن قذف المولود من هؤلاء الّذين ولدوا من هذا الوجه جلد الحدّ لأنّه مولود بتزويج رشدة وإن كان مفسداً له بجهة من الجهات المحرّمة والولد منسوب إلى الأب مولود بتزويج رشدة على نكاح ملّة من الملل خارج من حدّ الزّنا و لكنّه معاقب عقوبة الفرقة والرّجوع إلى الاستيناف بما يحلّ ويجوز .

فإن قال قائل : إنّه من أولاد السّفاح على صحّة معنى السّفاح لم يأثم إلّا أن يكون يعني أنّ معنى السّفاح هو الزّنا .

ووجه آخر من وجوه السّفاح من أتى امرأته وهي محرمة أو أتاها وهي صائمة أو أتاها وهي في دم حيضها أو أتاها في حال صلاتها و كذلك الّذي يأتي المملوكة قبل أن يواجب صاحبها ، والّذي يأتي المملوكة وهي حبلى من غيره ، والّذي يأتي المملوكة تسبى على غير وجه السّبا وتسبى وليس لهم أن يسبوا ، ومن تزوّج يهوديّة أو نصرانيّة أو عابدة وثن وكان التزويج في ملّتهم تزويجاً صحيحاً إلّا أنّه شاب ذلك فساد بالتوجّه إلى آلهتهم اللاّتي بتحليلهم استحلّوا التزويج فكلّ هؤلاء ابناؤهم أبناء سفاح إلّا أنّ ذلك هو أهون من الصّنف الأوّل وإنّما إتيان هؤلاء السّفاح إمّا من فساد التوجّه إلى غير الله تعالى أو فساد بعض هذه الجهات وإتيانهنّ حلال ولكنّ محرّف من حدّ الحلال وسفاح في وقت الفعل بلا زنا ولا يفرّق بينهما إذا دخلا في الإسلام ولا إعادة استحلال جديد و كذلك الّذي يتزوّج بغير مهر فتزويجه جائز لا إعادة عليه ولا يفرّق بينه وبين امرأته وهما على تزويجهما الأوّل إلاّ أنّ الإسلام يقرّب من كلّ خير ومن كلّ حقّ ولا يبعد منه وكما جاز أن يعود إلى أهله بلا تزويج جديداً كثر من الرّجوع إلى الإسلام . فكلّ هؤلاء ابتداء نكاحهم نكاح صحيح في ملّتهم وإن كان إتيانهنّ في تلك الأوقات حراماً للعلل الّتي وصفناها والمولود من هذه الجهات أولاد رشدة ، لا أولاد زنا وأولادهم أطهر من أولاد الصّنف الأوّل من أهل السّفاح ومن قذف من هؤلاء فقد أوجب على نفسه حدّ المفتري لعلّة التزويج الّذي كان وإن كان مشوباً بشيء من السّفاح الخفيّ من أيّ ملّة كان أو في أيّ دين كان إذا كان نكاحهم تزويجاً فعلى القاذف لهم من الحدّ مثل القاذف للمتزوّج في الإسلام تزويجاً صحيحاً لا فرق بينهما في الحدّ وإنّما الحدّ لعلّة التزويج لا لعلّة الكفر والإيمان .

الفروع
من
الكافي

تأليف

ثقة الاسلام ابي جعفر محمد بن يعقوب بن اسحاق
الكليني الرازي رحمه الله

المتوفى سنة ٣٢٨/٣٢٩ هـ

مع تعليقات نافعة مأخوذة من عدة شروح

صححه وقابله وعلق عليه

علي اكبر الغفاري

الناشر
دار الكتب الاسلامية
تهران - بازار سلطاني

الجزء السادس

تمتاز هذه الطبعة عما سبقها بعناية تامة
في التصحيح
الشيخ محمد الآخوندي

١٣٩١ هـ ق
١٣٥٠ ش

٨ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن محمّد بن الفضيل ، عن أبي الصباح الكناني ، عن أبي عبدالله عليه‌السلام في المرأة الحامل المتوفّى عنها زوجها هل لها نفقة ؟ قال : لا .

٩ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن ابن أبي نصر ، عن مثنّى الحنّاط ، عن زرارة ، عن أبي عبدالله عليه‌السلام في المرأة الحامل المتوفّى عنها زوجها هل لها نفقة ؟ قال : لا . [رواه] وروي أيضاً أنّ نفقتها من مال ولدها الّذي في بطنها [1] .

١٠ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن إسماعيل بن بزيع ، عن محمّد بن الفضيل ، عن أبي الصباح الكناني ، عن أبي عبدالله عليه‌السلام قال : المرأة الحبلى المتوفّى عنها زوجها ينفق عليها من مال ولدها الّذي في بطنها .

﴿ باب ﴾

☆ (المتوفى عنها زوجها المدخول بها اين تعتد وما يجب عليها) ☆

١ ـ حميد بن زياد ، عن ابن سماعة ، عن محمّد بن زياد ، عن عبدالله بن سنان ؛ ومعاوية ابن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه‌السلام قال : سألته عن المرأة المتوفّى عنها زوجها أتعتدّ في بيتها أو حيث شاءت ؟ قال : بل حيث شاءت ، إنّ عليّاً عليه‌السلام لمّا توفّي عمر أتى أمّ كلثوم فانطلق بها إلى بيته .

٢ ـ محمّد بن يحيى ؛ وغيره ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن سويد ، عن هشام بن سالم ، عن سليمان بن خالد قال : سألت أبا عبدالله عليه‌السلام عن امرأة توفّي زوجها أين تعتدّ ، في بيت زوجها تعتدّ أو حيث شاءت ؟ قال : بلى حيث

---

(١) قال في المسالك : المتوفى عنها زوجها إن كانت حاملا فلا نفقة لها اجماعاً و إن كانت حاملا فلا نفقة لها في مال المتوفى أيضا وهل يجب في نصيب الولد ؛ إختلف الاصحاب في ذلك بسبب اختلاف الروايات فذهب الشيخ في النهاية وجماعة من المتقدمين الى القول بالوجوب و للشيخ قول آخر بعدمه وهو مذهب المتأخرين انتهى . ويمكن الجمع بين الاخبار بوجه آخر بان يقال اذا كانت المرأة محتاجة لزم الانفاق عليها من نصيب ولدها لانه يجب نفقتها عليه وإلا فلا . (آت)

شاءت ، ثمّ قال : إنّ عليّاً عليه السلام لمّا مات عمر أتى امّ كلثوم فأخذ بيدها فانطلق بها إلى بيته .

٣ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ ـ أو غيره ـ عن أبان بن عثمان ، عن عبدالله بن سليمان قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن المتوفّى عنها زوجها أتخرج إلى بيت أبيها واُمّها من بيتها إن شاءت فتعتدّ ؟ فقال : إن شاءت أن تعتدّ في بيت زوجها اعتدّت وإن شاءت اعتدّت في أهلها ولا تكتحل ولا تلبس حليّاً .

٤ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن أبان ، عن ابن أبي يعفور ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألت عن المتوفّى عنها زوجها ، فقال : لا تكتحل للزّينة ، ولا تطيّب ، ولا تلبس ثوباً مصبوغاً ، ولا تبيت عن بيتها ، وتقضي الحقوق وتمتشط بغسلة [١] وتحجّ وإن كانت في عدّتها .

٥ ـ حميد بن زياد ، عن ابن سماعة ، عن عبدالله بن جبلة ، عن ابن بكير ، عن عبيد بن زرارة ، عن أبي عبدالله عليه السلام في المتوفّى عنها زوجها أتحجّ وتشهد الحقوق ؟ قال : نعم .

٦ ـ حميد ، عن ابن سماعة ، عن ابن رباط ، عن ابن مسكان ، عن أبي العبّاس قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : المتوفّى عنها زوجها ؟ قال : لا تكتحل للزّينة ولا تطيّب ، ولا تلبس ثوباً مصبوغاً ، ولا تخرج نهاراً ، ولا تبيت عن بيتها ؛ قلت : أرأيت إن أرادت أن تخرج إلى حقّ كيف تصنع ؟ قال : تخرج بعد نصف اللّيل وترجع عشاء .

٧ ـ حميد ، عن ابن سماعة ، عن عبدالله بن جبلة ، عن ابن بكير ، عن عبيد بن زرارة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن المتوفّى عنها زوجها أتخرج من بيت زوجها ؟ قال : تخرج من بيت زوجها وتحجّ وتنتقل من منزل إلى منزل .

٨ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن العلاء بن رزين ، عن محمّد بن مسلم ، عن أحدهما عليهما السلام قال : سألته عن المتوفّى عنها زوجها أين تعتدّ ؟ قال : حيث شاءت ولا تبيت عن بيتها .

٩ ـ محمّد ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس ، عن رجل ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن المتوفّى عنها زوجها أتعتدّ في بيت تمكث فيه شهراً أو أقلّ من شهر أو أكثر ، ثمّ تتحوّل منه إلى غيره فتمكث في المنزل الّذي تحوّلت إليه مثل

(١) الغسلة ـ بالكسر ـ : ما تجعله المرأة في شعرها عند الامتشاط .

الروضة

من

الكافي

تأليف

ثقة الاسلام ابي جعفر محمد بن يعقوب بن اسحاق الكليني الرازي رحمه الله

المتوفى سنة ۳۲۸/۳۲۹ هـ

مع تعليقات نافعة مأخوذة من عدة شروح

صححه وقابله وعلق عليه

علي اكبر الغفاري

الطبعة الثانية
۱۳۸۹ ق هـ
۱۳۴۸ ش

عني بنشره
الشيخ محمد الآخوندي
مؤسس دار الكتب الاسلامية

«طهران - بازار سلطاني»

الجزء الثامن

وأمّا قولك : أشباه الناس ، فهم شيعتنا وهم موالينا وهم منّا ولذلك قال إبراهيم عليه السلام : «فمن تبعني فإنّه منّي»[1] .

وأمّا قولك : النسناس ، فهم السواد الأعظم وأشار بيده إلى جماعة النّاس ثمّ قال : «إن هم إلّا كالأنعام بل هم أضلّ سبيلاً»[2] .

٣٤٠ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حنان بن سدير ؛ ومحمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن حنان بن سدير ، عن أبيه قال : سألت أبا جعفر عليه السلام عنهما[3] فقال : يا أبا الفضل ماتسألني عنهما فوالله مامات منّا ميّت قطّ إلّا ساخطاً عليهما ومامنّا اليوم إلّا ساخطاً عليهما يوصي بذلك الكبير منّا الصغير ، إنّهما ظلمانا حقّنا ومنعانا فيئنا وكانا أوّل من ركب أعناقنا وبثقا علينا بثقاً[4] في الإسلام لا يسكر أبداً حتّى يقوم قائمنا أو يتكلّم متكلّمنا[5] .

ثمّ قال : أما والله لوقد قام قائمنا [أ] وتكلّم متكلّمنا لأبدى من أُمورهما ما كان يكتم ولكتم من أُمورهما ما كان يظهر والله ما أُسّست من بليّة ولا قضيّة تجري علينا أهل البيت إلّا هما أسّسا أوّلها فعليهما لعنة الله والملائكة والنّاس أجمعين .

٣٤١ ـ حنان ، عن أبيه ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : كان النّاس أهل ردّة بعد النّبي صلى الله عليه وآله[6] إلّا ثلاثة فقلت : ومن الثلاثة ؟ فقال : المقداد بن الأسود وأبوذرّ الغفاري وسلمان الفارسي رحمة الله وبركاته عليهم ثمّ عرف أُناس بعد يسير وقال : هؤلاء الذين

---

(١) ابراهيم : ٣٦ .

(٢) الفرقان : ٤٤ .

(٣) هما رجلان معروفان عند الراوي .

(٤) بثق السيل موضع كذا يبثق بثقاً ـ بفتح الباء ـ وبثقاً ـ بكسرها ـ عن يعقوب أي خرقه وبثقه أي انفجر . (الصحاح) وقوله : « لا يسكر » أي لا يسد .

(٥) لعل كلمة « أو » بمعنى الواو كما يدل عليه ذكره ثانياً بالواو ويحتمل أن يكون الترديد من الراوي ويحتمل أن يكون المراد بالقائم الامام الثاني عشر عليه السلام كما هو المتبادر وبالمتكلم من تصدى لذلك قبله عليه السلام .

(٦) « أهل ردة » ـ بالكسر ـ أي ارتداد .

تبرّأ منها إبراهيم عليه السلام، قال: قلت: جعلت فداك إنّهم يقولون: إنّ الشمس خليفة أوملك؟ فقال: ما أراك تنال الخلافة ولم يكن في آبائك و أجدادك ملك [١] و أيّ خلافة وملوكيّة أكبر من الدّين والنور ترجو به دخول الجنّة، إنّهم يغلطون. قلت: صدقت جعلت فداك.

٤٤٦ ـ عنه[٢]، عن رجل رأى كأنّ الشمس طالعة على قدميه دون جسده، قال: مال يناله نبات من الأرض من برّ أو تمر يطأه بقدميه ويتّسع فيه وهو حلال إلّا أنّه يكدّ فيه كما كدّ آدم عليه السلام[٣].

٤٤٧ ـ عليّ، عن أبيه، عن الحسن بن عليّ، عن أبي جعفر الصائغ، عن محمّد بن مسلم قال: دخلت على أبي عبدالله عليه السلام وعنده أبوحنيفة فقلت له: جعلت فداك رأيت رؤيا عجيبة فقال لي: يا ابن مسلم هاتها فإنّ العالم بها جالس و أومأ بيده إلى أبي حنيفة، قال: فقلت: رأيت كأنّي دخلت داري و إذا أهلي قد خرجت عليّ فكسّرت جوزاً كثيراً ونثرته عليّ، فتعجّبت من هذه الرّؤيا فقال: أبوحنيفة أنت رجل تخاصم و تجادل لئاماً[٤] في مواريث أهلك فبعد نصب شديد تنال حاجتك منها إن شاء الله، فقال: أبو عبدالله عليه السلام: أصبت والله يا أباحنيفة، قال: ثمّ خرج أبوحنيفة من عنده، فقلت: جعلت فداك إنّي كرهت تعبير هذا الناصب، فقال: يا ابن مسلم لا يسوؤك الله، فما يواطي تعبيرهم تعبيرنا ولا تعبيرنا تعبيرهم وليس التعبير كما عبّره، قال: فقلت له: جعلت فداك فقولك: أصبت وتحلف عليه وهو مخطيء؟ قال: نعم حلفت عليه أنّه أصاب الخطأ، قال: فقلت له: فما تأويلها؟ قال: يا ابن مسلم إنك تتمتّع بامرأة فتعلم بها أهلك فتمزق عليك ثياباً جدداً فإنّ القشر كسوة اللّب، قال ابن مسلم: فوالله ما كان بين تعبيره و تصحيح الرّؤيا إلّا صبيحة الجمعة فلمّا كان غداة الجمعة أنا جالس بالباب إذ مرّت بي جارية

(١) يظهر منه أن تعبير الرؤيا يختلف باختلاف الاشخاص ويحتمل أن يكون الغرض بيان خطاء أصل تعبيرهم بان ذلك غير محتمل لا أن هذا غير مستقيم فى خصوص تلك المادة. (آت)

(٢) الضمير راجع إلى ابن اذينة ويحتمل الارسال. (آت)

(٣) الكد: الشدة و الالحاح و الطلب.

(٤) في بعض النسخ [أياما].

فاعجبتني فأمرت غلامي فردّها ثمّ أدخلها داري فتمتّعت بها فأحسّت بي وبها أهلي فدخلت علينا البيت فبادرت الجارية نحو الباب وبقيت أنا فمزّقت عليّ ثياباً جدداً كنت ألبسها في الأعياد.

و جاء موسى الزوّار العطّار [1] إلى أبي عبدالله عليه السلام فقال له: يا ابن رسول الله رأيت رؤيا هالتني، رأيت صهراً لي ميتاً وقد عانقني و قد خفت أن يكون الأجل قد اقترب، فقال: ياموسى: توقّع الموت صباحاً ومساءاً فإنّه ملاقينا ومعانقة الأموات للأحياء أطول لأعمارهم فما كان اسم صهرك؟ قال: حسين فقال: أما إنّ رؤياك تدلّ على بقائك و زيارتك أبا عبدالله عليه السلام فإنّ كلّ من عانق سمي الحسين يزوره إن شاء الله.

٤٤٨ - إسماعيل بن عبدالله القرشيّ قال: أتى إلى أبي عبدالله عليه السلام رجلٌ فقال له: يا ابن رسول الله رأيت في منامي كأنّي خارجٌ من مدينة الكوفة في موضع أعرفه وكأنّ شبحاً من خشب أو رجلا منحوتاً [2] من خشب على فرس من خشب يلوّح بسيفه [3] وأنا [أ]شاهده، فزعاً مرعوباً، فقال له عليه السلام: أنت رجل تريد اغتيال رجل في معيشته [4]، فاتّق الله الّذي خلقك ثمّ يميتك فقال الرّجل: أشهد أنّك قد أوتيت علماً واستنبطته من معدنه، أخبرك يا ابن رسول الله عمّا [قد] فسّرت لي أنّ رجلاً من جيراني جاءني وعرض عليّ ضيعته فهممت أن أملكها بوكس كثير [5] لما عرفت أنّه ليس لها طالب غيري، فقال أبوعبدالله عليه السلام: وصاحبك يتولانا ويبرأ من عدوّنا؟ فقال: نعم يا ابن رسول الله رجل جيّد البصيرة، مستحكم الدّين و أنا تائب إلى الله عزّ و جلّ و إليك ممّا هممت به و نويته، فأخبرني يا ابن رسول الله لو كان ناصباً حلّ لي اغتياله؟ فقال: أدّ الأمانة لمن ائتمنك وأراد منك النصيحة ولو إلى قاتل الحسين عليه السلام.

---

(١) الظاهر أنه ايضا من كلام محمد بن مسلم وكأن الزوار كان لقب موسى (آت)

(٢) الترديد من الراوي. (آت) وقوله: «رجلا منحوتا» من النحت يعني تراشيده شده از چوب.

(٣) يقال: لوح بسيفه - على بناء التفعيل - اى لمع به. (آت)

(٤) اى إهلاكه خدعة بسبب طلب معيشته.

(٥) الوكس - كالوعد - : النقصان.

تهذيب الأحكام

في شرح المقنعة للشيخ المفيد رضوان الله عليه

تأليف

شيخ الطائفة أبي جعفر محمد بن الحسن الطوسي قدس سره

المتوفى ٤٦٠ هـ

الجزء السابع

حققه وعلق عليه سيدنا الحجة
السيد حسن الموسوي الخرسان

نهض بمشروعه
الشيخ علي الآخوندي

الناشر
دار الكتب الإسلامية
تهران - بازار سلطاني

الطبعة الثالثة

تلفن ٢٠٤١٠

تمتاز هذه الطبعة عما سبقها بعناية تامة
في التصحيح
الشيخ محمد الآخوندي

﴿١٠٥٠﴾ ٢ — وعنه عن محمد بن يحيى عن أحمد بن محمد عن العباس بن موسى عن محمد بن زياد عن الحسن بن زيد قال: سمعت ابا عبد الله عليه السلام يقول: يحل الفرج بثلاث: نكاح بميراث، ونكاح بلا ميراث، ونكاح بملك اليمين.

﴿١٠٥١﴾ ٣ — محمد بن أحمد بن يحيى عن أحمد بن الحسين عن عمر بن يزيد بياع السابري عن ابى عبد الله حفص الجوهري عن الحسن بن زيد قال: كنت عند ابي عبد الله عليه السلام فدخل عليه عبد الملك بن جريج المكي فقال له ابو عبد الله عليه السلام: ما عندك في المتعة؟ قال: حدثني ابوك محمد بن علي عن جابر بن عبد الله أن رسول الله صلى الله عليه وآله خطب الناس فقال: ايها الناس ان الله احل لكم الفروج على ثلاثة معان: فرج موروث وهو البتات، وفرج غير موروث وهو المتعة، وملك ايمانكم.

قال محمد بن الحسن المصنف لهذا الكتاب: وليس يخرج عن الاقسام الثلاثة ما روي من تحليل الرجل جاريته لاخيه لأن هذا داخل في جملة الملك لأنه متى احل جاريته له فقد ملكه وطأها فهو مستبيح للفرج بالتمليك حسب ما قدمناه، والذي يدل على جواز ذلك ما رواه:

﴿١٠٥٢﴾ ٤ — علي بن الحسن بن فضال عن محمد بن عبد الله بن زرارة عن الحسن بن علي عن علا بن رزين عن محمد بن مسلم عن احدهما عليهما السلام قال: سألته عن رجل يحل لأخيه فرج جاريته قال: هي له حلال ما احل له منها.

﴿١٠٥٣﴾ ٥ — وعنه عن اخويه عن ابيهما عن عبد الله بن بكير عن

* — ١٠٥٠ — الكافي ج ٢ ص ١٦ الفقيه ج ٣ ص ٢٤١
— ١٠٥١ — الفقيه ج ٣ ص ١٩٧ — ١٠٥٢ — الاستبصار ج ٣ ص ١٣٥
— ١٠٥٣ — الاستبصار ج ٣ ص ١٣٦

ضريس بن عبد الملك قال : لا بأس بأن يحل الرجل جاريته لأخيه .

﴿ ١٠٥٤ ﴾ ٦ — وعنه عن جعفر بن محمد بن حكيم عن كرام بن عمرو عن محمد بن مسلم عن ابي جعفر عليه السلام قال : قلت له : الرجل يحل لأخيه فرج جاريته؟ قال : نعم لا بأس به له ما احل له منها .

﴿ ١٠٥٥ ﴾ ٧ — وعنه عن محمد بن عبدالله عن ابن ابي عمير عن هشام بن سالم عن محمد بن مضارب قال : قال لي ابو عبد الله عليه السلام: يامحمد خذ هذه الجارية تخدمك وتصيب منها فاذا خرجت فارددها الينا .

﴿ ١٠٥٦ ﴾ ٨ — محمد بن يعقوب عن عدة من أصحابنا عن سهل بن زياد ومحمد بن يحيى عن أحمد بن محمد وعلي بن ابراهيم عن أبيه جميعاً عن ابن محبوب عن ابن رئاب عن ابي بصير قال: سألت أبا عبدالله عليه السلام عن امرأة احلت لابنها فرج جاريتها قال: هو له حلال ، قلت أفيحل له ثمنها ؟ قال : لا انما يحل له ما أحلت له .

﴿ ١٠٥٧ ﴾ ٩ — وعنه عن عدة من اصحابنا عن سهل بن زياد عن أحمد ابن محمد بن ابي نصر عن عبد الكريم عن ابي عبد الله عليه السلام قال : قلت له : الرجل يحل لأخيه فرج جاريته ؟ قال : نعم له ما احل له منها .

﴿ ١٠٥٨ ﴾ ١٠ — وعنه عن محمد بن يحيى عن أحمد بن محمد عن محمد بن اسماعيل بن بزيع قال : سألت ابا الحسن عليه السلام عن امرأة احلت لي جاريتها فقال : ذلك لك ، قلت : فان كانت تمزح ؟ فقال : كيف لك بما في قلبها ؟ ! فان علمت انها تمزح فلا .

---

* ١ — ١٠٥٤ — ١٠٥٥ — الاستبصار ج ٣ ص ١٣٦ الكافي ج ١ ص ١٩

— ١٠٥٦ — ١٠٥٧ — ١٠٥٨ — الاستبصار ج ٣ ص ١٣٦ الكافي ج ٢ ص ١٨ واخرج الثالث الصدوق في الفقيه ج ٣ ص ٢٨٩

من الحسن عن الحسين اخيه عن أبيه علي بن يقطين عن ابي الحسن الماضي عليه السلام انه سئل عن المملوك يحل له ان يطأ الأمة من غير تزويج إذا احل له مولاه؟ قال: لا يحل له.

وينبغي ان يراعى في هذا الضرب من النكاح لفظة التحليل ولا يسوغ فيه لفظة العارية، يدل على ذلك ما رواه:

﴿١٠٦٣﴾ ١٥ — محمد بن يعقوب عن علي عن أبيه عن ابن ابي عمير قال: اخبرني قاسم بن عروة عن ابي العباس البقباق قال: سأل رجل اباعبدالله عليه السلام ونحن عنده عن عارية الفرج فقال: حرام، ثم مكث قليلا ثم قال: لكن لا بأس بأن يحل الرجل جاريته لأخيه.

ومتى جعل الرجل اخاه في حل من شيء من مملوكته مثل النظر أو الخدمة أو القبلة أو الملامسة فلا يحل له غير ما احل له، ومتى احل له فرجها حل له ما سواه، يدل على ذلك ما رواه:

﴿١٠٦٤﴾ ١٦ — محمد بن يعقوب عن محمد بن يحيى عن أحمد بن محمد وعلي بن ابراهيم عن أبيه جميعاً عن ابن محبوب عن جميل بن صالح عن الفضيل بن يسار قال: قلت لأبي عبد الله عليه السلام: جعلت فداك ان بعض اصحابنا قد روى عنك انك قلت إذا احل الرجل لأخيه جاريته فهي له حلال؟ قال: نعم يا فضيل، قلت له: ما تقول في رجل عنده جارية نفيسة وهي بكر أحل لأخيه ما دون فرجها أله ان يقتضها قال: لا ليس له إلا ما احل له منها، ولو احل له قبلة منها لم يحل له سوى ذلك قلت: أرأيت ان احل له ما دون الفرج فغلبته الشهوة فاقتضها؟ قال: لا ينبغي له ذلك، قلت: فإن فعل أيكون زانيا؟ قال: لا ولكن يكون خائنا ويغرم لصاحبها عشر قيمتها

---

* - ١٠٦٣ - الاستبصار ج ٣ ص ١٤٠ الكافي ج ٢ ص ٤٩

- ١٠٦٤ - الكافي ج ٢ ص ٤٨ الفقيه ج ٣ ص ٢٨٩

ان كانت بكراً ، وان لم تكن بكراً فنصف عشر قيمتها .

قال الحسن بن محبوب : وحدثني رفاعة عن ابى عبد الله عليه السلام بمثله إلا ان رفاعة قال : الجارية النفيسة تكون عندي .

﴿ ١٠٦٥ ﴾ ١٧ — محمد بن ابي عمير عن هشام بن سالم وحفص بن البختري عن ابى عبد الله عليه السلام في الرجل يقول لامرأته احلي لي جاريتك فاني اكره ان تراني منكشفاً فتحلها له قال : لا يحل له منها إلا ذاك وليس له ان يمسها ولا ان يطأها ، وزاد فيها هشام أله ان يأتيها ؟ قال : لا يحل له إلا الذي قالت .

والذي يدل على انه متى حل له فرجها حل له ما سواه ما رواه :

﴿ ١٠٦٦ ﴾ ١٨ — محمد بن يعقوب عن علي عن الخشاب عن يزيد بن اسحاق شعر عن الحسن بن عطية عن ابى عبد الله عليه السلام قال : إذا احل الرجل من جاريته قبلة لم يحل له غيرها ، وان احل له منها دون الفرج لم يحل له غيره ، وان احل له الفرج حل له جميعها .

وحكم المملوكة والمدبرة فيما ذكرناه سواء .

﴿ ١٠٦٧ ﴾ ١٩ — روى علي بن الحسن بن فضال عن عمرو بن عثمان عن الحسن بن محبوب عن علي بن رئاب عن محمد بن مسلم عن ابى جعفر عليه السلام قال: سألته عن جارية بين رجلين دبراها جميعاً ثم احل احدهما فرجها لصاحبه قال : هو له حلال وايهما مات قبل صاحبه فقد صار نصفها حراً من قبل الذي مات ونصفها مدبراً، قلت: أرأيت ان اراد الباقي منهما ان يمسها؟ قال: لا إلا ان يثبت عتقها ويتزوجها برضى منها تزويجاً بصداق متى ما اراد ، قلت له : أليس قد صار نصفها حراً قد ملكت نصف

* — ١٠٦٥ — الكافي ج ٢ ص ٤٨
— ١٠٦٦ — الكافي ج ٢ ص ٤٩
— ١٠٦٧ — الكافي ج ٢ ص ٥٣ الفقيه ج ٣ ص ٢٩٠

ويسمي من الاجل ما تراضيا عليه قليلا كان أو كثيراً ، فاذا قالت نعم فقد رضيت فهي امرأتك وانت اولى الناس بها ، قلت : فاني استحي ان اذكر شرط الايام فقال : هو أضر عليك قلت : وكيف ؟ قال : انك ان لم تشترط كان تزويج مقام لزمتك النفقة في العدة وكانت وارثا ولم تقدر على ان تطلقها إلا طلاق السنة .

واما الاجل فانه يشترط عليها ما شاء بعد ان يكون اياماً معلومة أو شهوراً أو سنين ، يدل على ذلك ما رواه :

﴿ ١١٤٦ ﴾ ٧١ — محمد بن يعقوب عن عدة من اصحابنا عن سهل بن زياد عن ابن محبوب عن ابن رئاب عن عمر بن حنظلة عن ابي عبد الله عليه السلام قال: ويشارطها ما شاء من الايام .

﴿ ١١٤٧ ﴾ ٧٢ — وعنه عن محمد بن يحيى عن أحمد بن محمد عن محمد بن اسماعيل عن ابي الحسن الرضا عليه السلام قال : قلت له : الرجل يتزوج متعة سنة أو اقل أو اكثر قال : إذا كان شيء معلوم الى اجل معلوم قال : قلت وتبين بغير طلاق ؟ قال : نعم .

﴿ ١١٤٨ ﴾ ٧٣ — محمد بن يعقوب عن محمد بن يحيى عن أحمد بن محمد عن ابن فضال عن ابن بكير عن زرارة قال : قلت له هل يجوز أن يتمتع الرجل من المرأة ساعة أو ساعتين ؟ فقال : الساعة والساعتين لا يتوقف على حدهما ولكن العود والعودين (١) واليوم واليومين والليلة واشباه ذلك .

فما تضمن هذا الخبر من مرة واحدة فانما ورد مورد الرخصة والاحوط مما

* (١) نسخة في الجمع (العرد والعردين) والعرد الذكر المنتشر المنتصب ولا يرله معنى مناسب للمقام ولعله من باب الكناية عن المواقعة مرة ومرتين

- ١١٤٦ - ١١٤٧ - ١١٤٨ - الاستبصار ج ٣ ص ١٥١ الكافي ج ٢ ص ٥٠

في فرجي وتلذذ بما شئت فاني اخاف الفضيحة قال: لا بأس ليس له إلا ما اشترط .

ولا بأس بالتمتع بالهاشمية .

﴿ ١١٦١ ﴾ ٨٦ – روى محمد بن علي بن محبوب عن أحمد بن ابي عبدالله البرقي عن ابن سنان عن منصور الصيقل عن ابي عبدالله عليه السلام قال: تمتع بالهاشمية .

قال الشيخ رحمه الله : (ونكاح ملك الايمان) الى آخر الباب .

يدل على ذلك قوله تعالى : ﴿ والذينهم لفروجهم حافظون إلا على ازواجهم أو ما ملكت ايمانهم فانهم غير ملومين ﴾ (١) فاباح تعالى بظاهر اللفظ نكاح ملك الايمان، ثم ان الملك يكون باشياء مختلفة منها الشراء ومنها الهبة ومنها الميراث على حسب اختلاف وجوه التمليكات .

ومتى كان للرجل اولاد صغار ولهم مماليك جاز له ان يقوّم واحدة منهن على على نفسه ويطأها ، يدل على ذلك ما رواه :

﴿ ١١٦٢ ﴾ ٨٧ — محمد بن يعقوب عن عدة من اصحابنا عن سهل بن زياد عن ابن ابي نصر عن داود بن سرحان قال: قلت لأبي عبد الله عليه السلام : رجل يكون لبعض ولده جارية وولده صغار ؟ فقال : لا يصلح ان يطأها حتى يقوّمها قيمة عدل و يأخذها ويكون لولده عليه ثمنها .

﴿ ١١٦٣ ﴾ ٨٨ — وعنه عن محمد بن يحيى عن أحمد بن محمد عن علي بن النعمان عن ابي الصباح عن ابي عبد الله عليه السلام في الرجل يكون لبعض ولده جارية وولده صغار هل يصلح له ان يطأها ؟ فقال : يقوّمها قيمة عدل ثم يأخذها فيكون لولده عليه قيمتها .

* (١) سورة المؤمنون الآية : ٣

- ١١٦٢ - ١١٦٣ - الاستبصار ج ٣ ص ١٥١ الكافي ج ٢ ص ٤٩

تهذيب الأحكام

في شرح المقنعة للشيخ المفيد رضوان الله عليه

تأليف

شيخ الطائفة أبي جعفر محمد بن الحسن الطوسي قده

المتوفى ٤٦٠ هـ

حققه وعلق عليه سيدنا الحجة
السيد حسن الموسوي الخرسان

نهض بمشروعه
الشيخ علي الآخوندي

الناشر

دار الكتب الإسلامية

تهران - بازار سلطاني

تلفن ٢٠٤١٠

تمتاز هذه الطبعة عمّا سبقها بعناية تامّة
في التصحيح
الشيخ محمد الآخوندي

١٣٩٠ هـ ق

بيتها لم يكن في ذلك بأس حسب ماتضمنت الاحاديث المتأخرة ، ويزيد ذلك بياناً مارواه :

﴿ ٥٥٧ ﴾ ١٥٦ — محمد بن يعقوب عن حميد بن زياد عن ابن سماعة عن محمد بن زياد عن عبد الله بن سنان ومعاوية بن عمار عن ابي عبد الله عليه السلام قال : سألته عن المرأة المتوفى عنها زوجها تعتد في بيتها أو حيث شاءت؟ قال : بل حيث شاءت ان علياً عليه السلام لما توفي عمر أتى أم كلثوم فانطلق بها الى بيته .

١

﴿ ٥٥٨ ﴾ ١٥٧ — وروى الحسين بن سعيد عن النضر بن سويد عن هشام بن سالم عن سليمان بن خالد قال : سألت ابا عبد الله عليه السلام عن امرأة توفي عنها زوجها اين تعتد في بيت زوجها أو حيث شاءت ؟ قال : بل حيث شاءت ثم قال ان علياً عليه السلام : لما توفي عمر اتى ام كلثوم فاخذ بيدها فانطلق بها الى بيته .

٢

﴿ ٥٥٩ ﴾ ١٥٨ — احمد بن محمد بن عيسى عن ابي يحيى الواسطي عن بعض اصحابنا عن ابي عبد الله عليه السلام قال : يحد الحميم على حميمه ثلاثاً والمرأة على زوجها اربعة اشهر وعشراً .

قال الشيخ رحمه الله ﴿ واذا طلق الرجل امرأته وهو غائب عنها ثم ورد الخبر عليها بذلك وقد حاضت من يوم طلقها الى ذلك اليوم ثلاث حيض فقد خرجت من عدتها ولا عدة عليها بعد ذلك وإن كانت حاضت أقل من ثلاث حيض احتسبت به من العدة وبنت عليها تمامها ﴾ .

﴿ ٥٦٠ ﴾ ١٥٩ — روى ذلك محمد بن يعقوب عن علي بن ابراهيم عن ابيه عن ابن ابي عمير عن عمر بن اذينة عن زرارة و محمد بن مسلم وبريد بن معاوية عن

---

٥٥٧ - ٥٥٨ - الاستبصار ج ٣ ص ٣٥٢ الكافي ج ٢ ص ١١٦

٥٦٠ - الاستبصار ج ٣ ص ٣٥٣ الكافي ج ٢ ص ١١٤

تهذيب الأحكام

في شرح المقنعة للشيخ المفيد رضوان الله عليه

تأليف

شيخ الطائفة أبي جعفر محمد بن الحسن الطوسي قدس سره

المتوفى ٤٦٠ هـ

الجزء التاسع

حققه وعلق عليه سيدنا الحجة
السيد حسن الموسوي الخرسان

نهض بمشروعه
الشيخ علي الآخوندي

الناشر
دار الكتب الإسلامية
تهران - بازار سلطاني

الطبعة الثالثة

تلفن ٢٠٤١٠

تمتاز هذه الطبعة عما سبقها بعناية تامة
في التصحيح
الشيخ محمد الآخوندي
١٣٩٠ هـ ق

نصف هذا ويقسم المال بينهما فقال ابو عبد الله عليه السلام : ليس هكذا ولكنه يقرع بينهما فمن اصابته القرعة فهو الحر ويعتق هذا فيجعل مولى له .

﴿ ١٢٩١ ﴾ ١١ — الحسن بن محمد بن سماعة عن الحسن بن ايوب عن العلا عن محمد بن مسلم عن أحدهما عليه السلام قال : قلت له : امة وحرة سقط عليهما البيت وقد ولدتا فماتت الأمان وبقي الابنان كيف يورثان ؟ قال : فقال : يسهم عليهما ثلاث ولاءاً يعني ثلاث مرات فايهما اصابه السهم ورث من الآخر .

﴿ ١٢٩٢ ﴾ ١٢ — الحسين بن سعيد عن حماد بن عيسى عن حريز عن احدهما عليه السلام قال : قضى امير المؤمنين عليه السلام باليمن في قوم انهدمت عليهم دارهم فبقي منهم صبيان احدهما مملوك والآخر حر فاسهم بينهما فخرج السهم على احدهما فجعل المال له وأعتق الآخر .

﴿ ١٢٩٣ ﴾ ١٣ — عنه عن فضالة عن ابان عن رجل عن ابي عبد الله عليه السلام قال : سألته عن قوم سقط عليهم سقف كيف مواريثهم ؟ فقال : يورث بعضهم من بعض .

﴿ ١٢٩٤ ﴾ ١٤ — علي بن الحسن بن فضال عن معاوية بن حكيم عن الوليد بن عقبة الشيباني عن حمزة الزيات عن حمران بن اعين عمن ذكره عن امير المؤمنين عليه السلام في قوم غرقوا جميعاً أهل البيت قال : يورث هؤلاء من هؤلاء وهؤلاء من هؤلاء ولا يورث هؤلاء مما ورثوا من هؤلاء شيئا ولا يورث هؤلاء مما ورثوا من هؤلاء شيئا .

﴿ ١٢٩٥ ﴾ ١٥ — محمد بن أحمد بن يحيى عن جعفر بن محمد القمي عن القداح عن جعفر عن ابيه عليه السلام قال : ماتت ام كلثوم بنت علي

- ١٢٩٢ - الكافي ج ٢ ص ٢٧٥

عليه السلام وابنها زيد بن عمر بن الخطاب في ساعة واحدة لا يدرى ايهما هلك قبل فلم يورث احدهما من الآخر وصلي عليهما جميعاً .

﴿ ١٢٩٦ ﴾ ١٦ — الحسين بن سعيد عن حماد بن عيسى عن حريز عن احدهما عليه السلام قال : قضى امير المؤمنين عليه السلام باليمن في قوم انهدمت عليهم دارهم فبقي منهم صبيان احدهما مملوك والآخر حر فاسهم بينهما فخرج السهم على احدهما فجعل المال له واعتق الآخر .

﴿ ١٢٩٧ ﴾ ١٧ — علي بن الحسن عن محمد الكاتب عن الحسن بن ايوب عن علاء عن محمد بن مسلم عن احدهما عليه السلام قال : قلت : امة وحرة وقع عليهما بيت وقد ولدتا وماتا كيف يورثان ؟ قال : يسهم عليهما ثلاث مرات ولاءاً فايهما اصابه السهم ورث من الآخر .

﴿ ١٢٩٨ ﴾ ١٨ — عنه عن محمد بن الوليد عن العباس بن هلال عن ابي الحسن الرضا عليه السلام قال : ذكر ان ابن ابي ليلى وابن شبرمة دخلا المسجد الحرام فأتيا محمد بن علي عليه السلام فقال لهما : بما تقضيان ؟ فقالا : بكتاب الله والسنة قال : فما لم تجداه في الكتاب والسنة ؟ قالا : نجتهد رأينا قال : رأيكما انتما ؟ ! فما تقولان في امرأة وجاريتها كانتا ترضعان صبيين في بيت وسقط عليهما فماتتا وسلم الصبيان ؟ قالا : القافة قال : القافة يتجهم منه لهما قالا : فاخبرنا قال : لا قال ابن داود مولى له : جعلت فداك بلغني ان امير المؤمنين علياً عليه السلام قال : ما من قوم فوضوا امرهم الى الله عز وجل والقوا سهامهم الا خرج السهم الأصوب ، فسكت .

- ١٢٩٦ - الكافي ج ٢ ص ٢٧٥

۵۰۳
اسلامیات لازمی
برائے
جماعت نہم و دہم (شیعہ طلبہ)

حصہ اوّل (مشترک برائے سُنّی و شیعہ طلبہ)

تصنیف و تالیف	نظرِ ثانی
علامہ مرزا یوسف حسین	مولانا محمد بشیر انصاری
ڈاکٹر عبد الواحد ہالے پوتا	مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی
مولانا نجم الحسن کراروی	مولانا جوّاد حسین
مولانا محمد بخش مُسلم	مولانا عبد القادر آزاد
مولانا شبیہ الحسنین محمدی	سیّد ابن حسن نجفی
مولانا محمد حنیف ندوی	مولانا محمد میاں صدیقی
سیّد مرتضیٰ حسین فاضل	ڈاکٹر علی رضا نقوی
مولانا ضیاء القاسمی	پروفیسر محمد علی سانگی
مولانا مہدی حسن علوی	پروفیسر مسز ایچ امینہ
ڈاکٹر حبیب الرحمٰن قاضی	
پروفیسر احمد محمد قاضی	

حصہ دوم (برائے شیعہ طلبہ)

تصنیف و تالیف	نظرِ ثانی
علامہ مرزا یوسف حسین	مولانا محمد بشیر انصاری
مولانا نجم الحسن کراروی	ڈاکٹر علی رضا نقوی
مولانا شبیہ الحسنین محمدی	
سیّد مرتضیٰ حسین فاضل	
مولانا مہدی حسن علوی	

حسن عسکری علیہ السّلام کی رحلت کے وقت حکومت کے کارندے پہنچ گئے۔ آپ اپنے والد کے فریضۂ غسل وکفن اور نماز ودفن کے بعد غائب ہوگئے۔ آپ کی غیبت کے بعد حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام کے معتقدین کو گرفتار کیا گیا، مگر تحقیق کے بعد بھی پتا نہ لگ سکا۔ آپ پانچ برس کی عمر میں امامِ خلق اور حجتِ خدا ہوئے۔

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی احادیث کے ذریعے حکومتِ وقت کو معلوم تھا کہ بارہواں امام ساری دنیا پر حکومت کرے گا اور وہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا فرزند ہوگا۔ اس لیے وہ چاہتی تھی کہ انھیں قتل کرادے اور خطرے سے بچ جائے۔

ستر سال تک غیبت صغریٰ رہی۔ اس دوران خاص اصحاب کے ذریعے جو علماء تھے خطوط کے جوابات دیتے رہے اور سوالات حل فرماتے رہے۔

امام زمانہ نے چار بہت بڑے عالموں کو علومِ دین اور احکامِ شریعت نشر کرنے کا حکم دیا تھا جو حضرت کے نائبین خاص اور سفیر تھے۔ عثمان بن سعید اور ان کے بیٹے محمد دونوں حضرت عمار یاسرؓ کی اولاد سے تھے۔ ان کے بعد حسین بن روح، پھر علی بن محمد اور سمری نے احکامِ شریعت بیان کیے اور آئندہ کے لیے اصولِ اجتہاد بتائے۔

غیبتِ صغریٰ ختم ہونے کے بعد غیبت کبریٰ شروع ہوئی اور اس وقت سے اب تک اجتہاد کا سلسلہ جاری ہے۔ ائمۂ اہلِ بیتؑ کی تعلیمات اس قدر وسیع اور ہمہ گیر تھیں کہ اب علماء میں خود اعتمادی پیدا کرنے کی ضرورت تھی وہ غیبتِ کبریٰ سے پیدا ہوگئی۔

امام کے شاگردوں اور اس عہد کے علماء نے جو چھوٹی بڑی کتابیں لکھی تھیں غیبتِ امام کی وجہ سے انھی کی تعلیم عام ہوگئی۔ جب ضرورت بڑھی تو ان کتابوں کو بڑے مجموعوں کی صورت میں جمع کر لیا گیا۔

سب سے پہلے جو مجموعے مرتب ہوئے ان میں زیادہ شہرت جناب محمد بن یعقوب الکلینی کی کتاب الکافی کو حاصل ہے۔ یہ حدیث کی جامع کتاب ہے۔ پھر محمد بن علی الصدوق نے "مَنْ لَا یَحْضُرُہُ الْفَقِیْہ" میں حدیث واحکامِ شریعت کو وسیع پیمانے پر جمع کیا۔ ان کے بعد ابوجعفر

محمد بن حسین الطوسی نے "تہذیب الاحکام" اور "الاستبصار" دو کتابیں اور "التبیان" کے نام سے بہت بڑی تفسیر لکھی۔ یہ کتابیں اجتہاد کا سرچشمہ قرار پائیں۔

آپ کے ظہور کی بہت سی نشانیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل بیت علیہم السلام نے بیان فرمائی ہیں۔ جن میں کچھ ظاہر ہوئی ہیں اور بہت سی باقی ہیں۔ آپ کا ظہور حکم خدا سے ہوگا۔ اُس وقت کا علم صرف خدا کو ہے۔

ہے۔ انہوں نے ڈاکٹر مجیب اللہ کی صحت کی دعا کی ہے اور اپنی نیک تمناؤں کا اظہار کیا ہے۔

تحریف شدہ قرآن مجید کی کاپیاں ضبط

لاہور (اے پی پی) پنجاب حکومت نے ادارہ سازمان چھاپ انتشارات جاوداں ایران کے شائع کردہ قرآن مجید کی تمام جلدیں ضبط کرلی ہیں۔ ان میں الفاظ یا اعراب کی تحریف کی گئی تھی۔ ایک ہینڈ آوٹ کے مطابق یہ قرآن مجید قابل قبول اور منظور شدہ نہیں ہے اور اس سے پاکستانی مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ اس کی تمام جلدیں فوری طور پر ضبط کرلی گئی ہیں۔ اسے قرآن مجید نمبر ۲ کہا گیا ہے۔

مغربی بنگال میں کشتی الٹنے سے ۱۶ افراد ہلاک

تفسیر صافی

تالیف

ملا محسن فیض کاشانی طاب ثراہ

از انتشارات

کتابفروشی محمودی

الاحتجاج

تأليف

أبي منصور أحمد بن علي بن أبي طالب الطبرسي
من علماء القرن السادس

تعليقات وملاحظات
السيد محمد باقر الموسوي الخرسان

تاريخ الطبع : ١٤٠٣ هـ ق

الجزء الأول

أصلها ثابت وفرعها في السماء تؤتي أكلها كلّ حين بإذن ربها، أي : يظهر مثل هذا العلم لمحتمليه في الوقت بعد الوقت، وجعل أعداءها: أهل الشجرة الملعونة الذين حاولوا إطفاء نور الله بأفواههم، فأبى الله إلا أن يتم نوره.

ولو علم المنافقون لعنهم الله: ما عليهم من ترك هذه الآيات التي بينت لك تأويلها، لأسقطوها مع ما أسقطوا منه، ولكنّ الله تبارك اسمه ماض حكمه بإيجاب الحجة على خلقه، كما قال الله تعالى: ﴿فللّه الحجة البالغة﴾ أغشى أبصارهم، وجعل على قلوبهم أكنة عن تأمل ذلك، فتركوه بحاله، وحجبوا عن تأكيده الملتبس بإبطاله، فالسعداء ينبهون عليه، والأشقياء يعمون عنه، ومن لم يجعل الله له نوراً فما له من نور.

ثم إنّ الله جل ذكره لسعة رحمته، ورأفته بخلقه، وعلمه بما يحدثه المبدلون من تغيير كتابه، قسم كلامه ثلاثة أقسام، فجعل قسماً منه: يعرفه العالم والجاهل وقسماً: لا يعرفه الا من صفى ذهنه، ولطف حسه، وصح تمييزه، ممن شرح الله صدره للاسلام، وقسماً: لا يعرفه الا الله، وأمناؤه، والراسخون في العلم، وإنما فعل الله ذلك لئلا يدعي أهل الباطل من المستولين على ميراث رسول الله (ص) من علم الكتاب ما لم يجعل الله لهم، وليقودهم الاضطرار إلى الايتمار لمن ولاه أمرهم فاستكبروا عن طاعته، تعززاً[1] وافتراء على الله عز وجل، واغتراراً بكثرة من ظاهرهم وعاونهم، وعاند الله عز وجل ورسوله.

فأما ما علمه الجاهل والعالم من فضل رسول الله في كتاب الله: فهو قول الله عز وجل: ﴿من يطع الرسول فقد أطاع الله﴾ وقوله: ﴿إنّ الله وملائكته يصلون على النبي يا أيها الذين آمنوا صلّوا عليه وسلّموا تسليما﴾ ولهذه الآية ظاهر وباطن فالظاهر قوله: «صلّوا عليه» والباطن قوله: «وسلموا تسليماً» أي سلموا لمن وصاه واستخلفه، وفضله عليكم. وما عهد به إليه تسليماً، وهذا مما أخبرتك: أنه لا يعلم تأويله الا من لطف حسه، وصفى ذهنه، وصح تمييزه، وكذلك قوله: ﴿سلام على آل يسّ﴾ لأنّ الله سمى به النبي (ص) حيث قال: ﴿يسّ والقرآن الحكيم * إنك لمن المرسلين﴾ لعلمه بأنهم يسقطون قول الله: سلام على آل محمّد كما أسقطوا غيره، وما زال رسول الله (ص) يتألفهم، ويقربهم، ويجلسهم عن يمينه وشماله، حتى أذن الله عز وجل في إبعادهم بقوله: ﴿واهجرهم هجراً جميلا﴾ وبقوله: ﴿فما للذين كفروا قبلك مهطعين * عن اليمين وعن الشمال عزين * أيطمع كل امرىء منهم أن يدخل جنة نعيم * كلا إنا خلقناهم مما يعلمون﴾ وكذلك قول الله عز وجل: ﴿يوم ندعو كلّ أناس بإمامهم﴾ ولم يسم بأسمائهم وأسماء آبائهم وأمهاتهم.

وأما قوله: ﴿كلّ شيءٍ هالك إلاّ وجهه﴾ فانما أُنزلت كل شيء هالك إلا دينه، لأن من المحال ان يهلك منه كل شيء ويبقى الوجه هو أجل وأكرم وأعظم من ذلك، إنما يهلك من ليس منه، الا ترى أنه قال: ﴿كل من عليها فان ويبقى وجه ربك ذو الجلال والإكرام﴾ ففصل بين خلقه ووجهه.

---

(١) أي غمطاً وتمرداً.

وأما ظهورك على تناكر قوله: ﴿فإن خفتم أن لا تقسطوا في اليتامى فانكحوا ما طاب لكم من النساء﴾ وليس يشبه القسط في اليتامى نكاح النساء، ولا كل النساء أيتام، فهو: مما قدمت ذكره من إسقاط المنافقين من القرآن، وبين القول في اليتامى وبين نكاح النساء من الخطاب والقصص أكثر من ثلث القرآن، وهذا وما أشبه مما ظهرت حوادث المنافقين فيه لأهل النظر والتأمل. ووجد المعطلون وأهل الملل المخالفة للإسلام مساغاً إلى القدح في القرآن، ولو شرحت لك كلما أسقط وحرف وبدل مما يجري هذا المجرى لطال، وظهر ما تحظر التقية إظهاره من مناقب الأولياء، ومثالب الأعداء[1].

وأما قوله: ﴿وما ظلمونا ولكن كانوا أنفسهم يظلمون﴾ فهو تبارك اسمه أجل وأعظم من أن يظلم، ولكن قرن أُمناءه على خلقه بنفسه، وعرف الخليقة جلالة قدرهم عنده، وأنّ ظلمهم ظلمه، بقوله: ﴿وما ظلمونا﴾ ببغضهم أولياءنا ومعونة أعدائهم عليهم ﴿ولكن كانوا أنفسهم يظلمون﴾ إذ حرموها الجنة، وأوجبوا عليها خلود النار.

وأما قوله: ﴿إنما أعظكم بواحدة﴾ فإنّ الله جل ذكره نزل عزائم الشرائع وآيات الفرائض، في أوقات مختلفة، كما خلق السماوات والأرض في ستة أيام، ولو شاء لخلقها في أقل من لمح البصر، ولكنه جعل الأناة والمداراة أمثالاً لأمنائه وإيجاباً للحجة على خلقه، فكان أول ما قيدهم به: الاقرار بالوحدانية والربوبية والشهادة بأن لا إله إلا الله، فلما أقروا بذلك تلاه بالاقرار لنبيه (ص) بالنبوة والشهادة له بالرسالة، فلما انقادوا لذلك فرض عليهم الصلاة ثم الصوم ثم الحج ثم الجهاد ثم الزكاة ثم الصدقات

---

(١) في ج ١ ص ١٥ من تفسير مجمع البيان للطبرسي قال:

ومن ذلك الكلام في زيادة القرآن ونقصانه، فانه لا يليق بالتفسير، فأما الزيادة فيه فمجمع على بطلانها، وأما النقصان منه، فقد روى جماعة من أصحابنا، وقوم من حشوية العامة: ان في القرآن تغييراً ونقصاناً، والصحيح من مذهب أصحابنا خلافه وهو الذي نصره المرتضى «قدس الله روحه» واستوفى الكلام فيه غاية الاستيفاء، في جواب المسائل الطرابلسيات، وذكر في مواضع: ان العلم بصحة نقل القرآن: كالعلم بالبلدان، والحوادث الكبار، والوقايع العظام، والكتب المشهورة، وأشعار العرب المسطورة، فإن العناية اشتدت والدواعي توفرت على نقله وحراسته، وبلغت إلى حد لم يبلغه فيما ذكرناه، لان القرآن معجزة النبوة، ومأخذ العلوم الشرعية، والأحكام الدينية... إلى ان قال: وذكر أيضاً رضي الله عنه: ان القرآن كان على عهد رسول الله (ص) مجموعاً مؤلفاً على ما هو عليه الآن، واستدل على ذلك: بان القرآن كان يدرس ويحفظ جميعه في ذلك الزمان، حتى عين على جماعة من الصحابة في حفظهم له، وأنه: كان يعرض على النبي (ص) ويتلى عليه، وأن جماعة من الصحابة مثل عبد الله بن مسعود، وأبي بن كعب وغيرهما ختموا القرآن على النبي (ص) عدة ختمات، وكل ذلك يدل بأدنى تأمل على أنه كان مجموعاً، مرتباً، غير مبتور، ولا مبثوث، وذكر ان من خالف في ذلك من الإمامية والحشوية لا يعتد بخلافهم، فإن الخلاف في ذلك مضاف إلى قوم من أصحاب الحديث نقلوا أخباراً ضعيفة ظنوا صحتها، لا يرجع بمثلها عن المعلوم المقطوع على صحته.

وقال آية الله الشيخ محمد الحسين آل كاشف الغطاء في كتاب «أصل الشيعة وأصولها»

وإن الكتاب الموجود في أيدي المسلمين هو الكتاب الذي أنزله الله إليه للإعجاز والتحدي، ولتعليم الأحكام، وتمييز الحلال من الحرام، وانه لا نقص فيه، ولا تحريف، ولا زيادة، وعلى هذا إجماعهم، ومن ذهب منهم أو من غيرهم من فرق المسلمين إلى وجود نقص فيه، أو تحريف، فهو مخطىء، يرده نص الكتاب العظيم ﴿إنا نحن نزلنا الذكر وإنا له لحافظون﴾ والأخبار الواردة من طرقنا أو طرقهم، الظاهرة في نقصه أو تحريفه، ضعيفة شاذة، وأخبار آحاد، لا تفيد علماً ولا عملاً، فاما أن تأول بنحو من الاعتبار أو يضرب بها عرض الجدار.

وعند ذلك يؤيده الله بجنود لم تروها، ويظهر دين نبيه (ص) - على يديه - على الدين كلّه ولو كره المشركون.

وأما ما ذكرته من الخطاب الدال على تهجين النبي (ص)، والازراء به، والتأنيب له، مع ما أظهره الله تعالى في كتابه من تفضيله إياه على سائر أنبيائه فان الله عز وجل جعل لكلّ نبي عدواً من المشركين، كما قال في كتابه وبحسب جلالة منزلة نبينا (ص) عند ربه، كذلك عظم محنته لعدوه الذي عاد منه في شقاقه ونفاقه كل أذى ومشقة لدفع نبوته وتكذيبه إياه وسعيه في مكارهه وقصده لنقض كل ما أبرمه، واجتهاده ومن مالأه على كفره وعناده ونفاقه والحاده في إبطال دعواه وتغيير ملته ومخالفته سنته، ولم ير شيئاً أبلغ في تمام كيده من تنفيرهم عن موالاة وصيه، وإيحاشهم منه وصدهم عنه وإغرائهم بعداوته، والقصد لتغيير الكتاب الذي جاء به، وإسقاط ما فيه من فضل ذوي الفضل وكفر ذوي الكفر منه وممن وافقه على ظلمه، وبغيه وشركه.

ولقد علم الله ذلك منهم فقال: ﴿إنّ الذين يلحدون في آياتنا لا يخفون علينا﴾ وقال: ﴿يريدون أن يبدلوا كلام الله﴾ ولقد أحضروا الكتاب كملاً مشتملاً على التأويل والتنزيل، والمحكم والمتشابه والناسخ والمنسوخ لم يسقط منه: حرف الف ولا لام، فلما وقفوا على ما بينه الله من: أسماء أهل الحق والباطل، وأن ذلك إن ظهر نقض ما عهدوه قالوا: لا حاجة لنا فيه، نحن مستغنون عنه بما عندنا وكذلك قال: ﴿فنبذوه وراء ظهورهم واشتروا به ثمناً قليلاً فبئس ما يشترون﴾.

دفعهم الاضطرار بورود المسائل عليهم عما لا يعلمون تأويله إلى جمعه وتأليفه وتضمينه من تلقائهم ما يقيمون به دعائم كفرهم، فصرخ مناديهم: من كان عنده شيء من القرآن فليأتنا به، ووكلوا تأليفه ونظمه إلى بعض من وافقهم على معاداة أولياء الله، فألفه على اختيارهم، وما يدل للمتأمل له على اختلال تمييزهم وافترائهم وتركوا منه ما قدروا أنه لهم وهو عليهم وزادوا فيه ما ظهر تناكره وتنافره، وعلم الله أن ذلك يظهر ويبين، فقال: ﴿ذلك مبلغهم من العلم﴾ وانكشف لأهل الاستبصار عوارهم وافتراؤهم.

والذي بدا في الكتاب من الازراء على النبي (ص) من فرقة الملحدين ولذلك قال: ﴿ويقولون منكراً من القول وزوراً﴾ ويذكر جل ذكره لنبيه (ص) ما يحدثه عدوه في كتابه من بعده بقوله: ﴿وما أرسلنا من قبلك من رسول ولا نبي إلا إذا تمنى ألقى الشيطان في أمنيته فينسخ الله ما يلقي الشيطان ثم يحكم الله آياته﴾ يعني: أنه ما من نبي تمنى مفارقة ما يعانيه من نفاق قومه وعقوقهم والانتقال عنهم إلى دار الاقامة، إلا ألقى الشيطان المعرض لعداوته عند فقده في الكتاب الذي أنزل عليه: ذمه والقدح فيه والطعن عليه، فينسخ الله ذلك من قلوب المؤمنين فلا تقبله، ولا تصغي إليه غير قلوب المنافقين والجاهلين، ويحكم الله آياته: بأن يحمي أولياءه من الضلال والعدوان، ومشايعة أهل الكفر والطغيان، الذين لم يرض الله أن يجعلهم كالانعام حتى قال: ﴿بل هم أضل سبيلاً﴾.

فافهم هذا واعلمه، واعمل به، واعلم أنك ما قد تركت مما يجب عليك السؤال عنه أكثر مما

الكتاب المبين

لمصنفه

العالم الرباني والحكيم الصمداني

مولانا المرحوم

الحاج محمد خان الكرماني

أعلى الله مقامه الشريف

الطبعة الثانية

الزنى والخمر واكل الربوا واذا جعل ذلك للناس علماً وانجونهم فان ركبه بعد ذلك جلدته واقمت عليه الحد وسئل عن المحكم والمتشابه فقال المحكم ما يعمل به والمتشابه
ما اشتبه على جاهله وسئل عن الناسخ والمنسوخ والمحكم والمتشابه فقال الناسخ الثابت المعمول به والمنسوخ ما كان يعمل به ثم جاء ما نسخه والمتشابه ما
اشتبه على جاهله اقول مر آنفاً ما ينفعك في المقام وايده باب وقوع التحريف في الكتاب اصول الاصلية عن جابر قال سمعت رسول الله
صلى الله عليه وآله يقول يجيء يوم القيامة ثلاثة يشكون المصحف والمسجد والعترة يقول المصحف يا رب حرفوني ومزقوني ويقول المسجد يا رب
عطلوني وضيعوني وتقول العترة يا رب قتلونا وطردونا وشردونا فاجثو للركبتين للخصومة فيقول الله جل جلاله لي انا اولى بذلك وجه
احتجاج امير المؤمنين عليه السلام على القوم في زمن عثمان قال طلحة لعلي عليه السلام يا ابا الحسن شيء اريد ان اسألك عنه رأيتك خرجت بثوب مختوم
فقلت ايها الناس اني لم ازل مشتغلا برسول الله صلى الله عليه وآله بغسله وكفنه ودفنه ثم اشتغلت بكتاب الله حتى جمعته فهذا كتاب الله
عندي مجموعاً لم يسقط عني حرف واحد ولم ار ذلك الذي كتبت والفت وقد رأيت عمر بعث اليك ان ابعث به اليّ فابيت ان تفعل فدعا عمر
الناس فاذا شهد رجلان على آية كتبها وان لم يشهد عليها غير رجل واحد ارجاها فلم يكتب فقال عمر وانا اسمع انه قد قتل يوم اليمامة قوم كانوا يقرؤن
قرآنا لا يقرؤه غيرهم فقد ذهب وقد جاءت شاة الى صحيفة وكتاب يكتبون فاكلتها وذهب ما فيها والكاتب يومئذ عثمان وسمعت عمر
واصحابه الذين الفوا ما كتبوا على عهد عمر وعثمان يقولون ان الاحزاب كانت تعدل سورة البقرة وان النور نيف ومائة آية والحجر تسعون ومائة آية فما هذا وما يمنعك يرحمك الله ان
تخرج كتاب الله الى الناس وقد عهد عثمان حين اخذ ما الف عمر فجمع له الكتاب وحمل الناس على قراءة واحدة فمزق مصحف ابي بن كعب وابن مسعود واحرقهما بالنار فقال له علي عليه
السلام يا طلحة ان كل آية انزلها الله جل وعلا على محمد صلى الله عليه وآله عندي باملاء رسول الله صلى الله عليه وآله وخط يدي وتأويل كل آية انزلها الله على محمد وكل حلال
او حرام او حد او حكم او شيء تحتاج اليه الامة الى يوم القيامة مكتوب باملاء رسول الله صلى الله عليه وآله وخط يدي حتى ارش الخدش ثم قال طلحة لا اراك
يا ابا الحسن اجبتني عما سألتك عنه من امر القرآن الا تظهره للناس قال يا طلحة عمداً كففت عن جوابك فاخبرني عما كتب عمر وعثمان اقرآن كله ام فيه ما
ليس بقرآن قال طلحة بل قرآن كله قال ان اخذتم بما فيه نجوتم من النار ودخلتم الجنة فان فيه حجتنا وبيان حقنا وفرض طاعتنا قال طلحة حسبي اذا كان
قرآنا فاخبرني عما في يديك من القرآن وتأويله وعلم الحلال والحرام الى من تدفعه ومن صاحبه بعدك قال الى الذي امرني رسول الله صلى الله عليه
الى آخر الحديث وفي رواية ابي ذر الغفاري رضي الله عنه انه لما توفي رسول الله صلى الله عليه وآله جمع علي القرآن وجاء به الى المهاجرين والانصار
وعرضه عليهم لما قد اوصاه بذلك رسول الله صلى الله عليه وآله فلما فتحه ابو بكر خرج في اول صفحة فتحها فضائح القوم فوثب عمر وقال يا علي اردده
فلا حاجة لنا فيه فاخذه علي عليه السلام وانصرف ثم احضروا زيد بن ثابت وكان قارئاً للقرآن فقال له عمر ان عليا جاء بالقرآن وفيه فضائح المهاجرين
والانصار وقد رأينا ان نؤلف القرآن ونسقط منه ما كان فيه فضيحة وهتك للمهاجرين والانصار فاجابه زيد الى ذلك ثم قال فان انا فرغت
من القرآن على ما سألتم واظهر علي القرآن الذي الفه أليس قد بطل ما قد عملتم قال عمر فما الحيلة قال زيد انتم اعلم بالحيلة فقال عمر ما حيلة دون ان
نقتله ونستريح منه فدبر في قتله على يد خالد بن الوليد فلم يقدر على ذلك فلما استخلف عمر سأل عليا ان يدفع اليهم القرآن فيحرفوه فيما بينهم فقال
يا ابا الحسن ان جئت بالقرآن الذي كنت جئت به الى ابي بكر حتى نجتمع عليه فقال علي هيهات ليس الى ذلك سبيل انما جئت به الى ابي بكر
لتقوم الحجة عليكم ولا تقولوا يوم القيامة انا كنا عن هذا غافلين او تقولوا ما جئتنا به ان القرآن الذي عندي لا يمسه الا المطهرون والاوصياء
من ولدي فقال عمر فهل وقت لاظهاره معلوم فقال علي عليه السلام نعم اذا قام القائم من ولدي يظهره ويحمل الناس عليه فتجري السنة به
خبر من ادعى ان الناقص في القرآن قال علي عليه السلام واما هفوات الانبياء عليهم السلام وما بينه الله في كتابه ووقوع الكناية عن اسماء من اجترم
اعظم مما اجترمته الانبياء ممن شهد الكتاب بظلمهم فان ذلك من اول الدلائل على حكمة الله عز وجل الباهرة وقدرته القاهرة وعزته الظاهرة لانه علم
ان براهين الانبياء تكبر في صدور اممهم وان منهم من يتخذ بعضهم الها كالذي كان من النصارى في ابن مريم فذكرها دلالة على تخلفهم عن
الكمال الذي تفرد به عز وجل الم تسمع الى قوله في صفة عيسى حيث قال فيه وفي امه كانا يأكلان الطعام يعني ان من اكل الطعام كان له ثقل
ومن كان له ثقل فهو بعيد مما ادعته النصارى لابن مريم ولم يكن عن اسماء الانبياء تجبراً وتعززاً بل تعريفا لاهل الاستبصار ان الكناية
عن اسماء اصحاب الجرائر العظيمة من المنافقين في القرآن ليست من فعله تعالى وانها من فعل المغيرين والمبدلين الذين جعلوا القرآن عضين

والأمر باتباعهم والنهي عن مخالفتهم وإيجاب محبتهم وأسماء أعدائهم والطعن فيهم واللعن عليهم ، فشق عليهم ذلك ونبض عرق الحسد منهم فتجاسروا على ذلك ومن جملة ما أسقطوه من سورة ألم نشرح « وجعلنا علياً صهرك » وهو يدل على تخصيص عليّ بكونه صهراً دون عثمان ؛ ومنها « سورة الولاية » ويزعمون أنهـــا سورة طويلة قد ذكر فيها فضائل

سورة الولاية سبع آيات

بسم الله الرحمن الرحيم

يا أيها الذين آمنوا آمنوا بالنبي وبالولي الذين بعثناهما

يهديانكم إلى صراط مستقيم ○ نبي وولي بعضهما من بعض

وأنا العليم الخبير ○ إن الذين يوفون بعهد الله لهم جنات النعيم

○ والذين إذا تليت عليهم آياتنا كانوا بآياتنا مكذبين ○

إن لهم في جهنم مقاما عظيما إذا نودي لهم يوم القيامة أين

الظالمون المكذبون للمرسلين ○ ما خلفهم المرسلين إلا

بالحق وما كان الله ليظهرهم إلى أجل قريب ○ وسبح بحمد ربك

وعلي من الشاهدين ●

فصل الخطاب
علامه نوری

الفرقان الاولى بصائر للناس وهدى ورحمة كما سمي القرآن بها في قوله تعالى هذا بصائر وفي قوله ولقد
كتبنا في الزبور من بعد الذكر كما سمي القرآن بها في قوله ان الذين كفروا بالذكر وفي قوله ءانزل عليه الذكر
من بيننا وفي قوله تبارك الذي نزل الفرقان وفي الكافي عن النبي صلى الله عليه وآله اعطيت السور الطوال
مكان التورية واعطيت المئين مكان الانجيل واعطيت المثاني مكان الزبور وفضلت بالمفصل وفيه عن الصادق ع
قال ان القرآن نزل بالحزن فاقرؤه بالحزن وفيه عنه ان الله عز وجل اوحى الى موسى بن عمران اذا وقفت بين
يدي فقف موقف الذليل الفقير واذا قرأت التورية فاسمعنيها بصوت حزين وفي الاتقان عن ابن عباس والسدي
في رواية ان سورة الاعلى في صحف ابراهيم وموسى مثل ما نزلت على النبي صلى الله عليه وآله وفيه عن
كعب قال فتح التورية بالحمد لله الذي خلق السموات والارض وجعل الظلمات والنور ثم الذين كفروا بربهم
يعدلون وختم بالحمد لله الذي لم يتخذ ولدا الى قوله تكبيرا وفيه عنه قال فاتحة التورية فاتحة الانعام وخاتمتها
خاتمة هود وفي رواية اخرى عنه ان اولها عشر آيات من سورة الانعام قل تعالوا الى آخرها واخرجها ايضا
ابو عبيد عنه وروى الطبرسي في المجمع عن النبي صلى الله عليه وآله انه قال سورة يس تدعى في التورية المعمة قيل وما
المعمة قال تعم صاحبها خير الدنيا والآخرة وتدعى المدافعة القاضية وفيه قال كعب الاحبار والذي نفس كعب
بيده ان هذا اول شيء في التورية بسم الله الرحمن الرحيم قل تعالوا اتل ما حرم ربكم عليكم الآيات وفيه وفي الاتقان
عن ابن مسعود ان سورة الملك هي المانعة وهي في التورية سورة الملك وفي الكافي والمجمع عن ابي جعفر عليه السلام
قال سورة الملك هي المانعة تمنع من عذاب القبر وهي مكتوبة في التورية سورة الملك وفي [illegible] من
عقايد الامامية ان كلما كان في القرآن يا ايها الذين آمنوا ففي التورية يا ايها المساكين وروى العياشي
عن امير المؤمنين وعن علي بن الحسين عليهما السلام وفي محاسن البرقي عن الصادق عليه السلام قال ما نزل كتاب من السماء
الا واوله بسم الله الرحمن الرحيم **الامر الرابع** في ذكر اخبار خاصة فيها دلالة او اشارة على كون القرآن كالتورية
والانجيل في وقوع التحريف والتغيير فيه وركوب المنافقين الذين استولوا على الامة فيه طريقة بني
اسرائيل فيهما وهي في نفسها حجة مستقلة لاثبات المطلوب وفي معينة لدخول هذا الفرد في القاعدة
السابقة والعموم الذي استفيد من الاخبار المتقدمة وان ثبت تخصيصه بمخصصات كثيرة في موارد اخرى
مع انه لم يبلغ حدا يوجب الوهن فيه او استهجان ارادة ما يظهر منه حتى يجب حمله على معنى آخر غير ما يفهم منه
في بادي النظر بل لو بلغ التخصيص الى حد المقامين فلا يضر بالتمسك به في المقام اذ الوهن يرتفع بتمسك

في نقل الاخبار الخاصة على كون القرآن كالتورية والانجيل في وقوع التحريف والتغيير

كما هو صريح القرآن في مواضع كثيرة الى غير ذلك من الفرق التي عهدها المتأمل المنصف بل يظهر للمتتبع انه

بهذا المعنى هو الشائع في كلمات الاصحاب قديما وحديثا وفي السنة الفقهاء حتى انهم عبروا في غير موضع من الخلاف

في سقوط بعض القرآن وعدمه بهذا اللفظ وتقدم في المقدمة الثالثة ذكر الكتب المصنفة في التحريف بهذا اللفظ

من القدماء والتعبير عنها بكتاب التحريف او بكتاب التحريف والتبديل واما في رسالة ابي جعفر عليه السلام الى سعد الخير

كان من نبذهم الكتاب ان اقاموا حروفه وحرفوا حدوده فهم يروونه ولا يرعونه فهو اشارة الى الاحبار والرهبان

من اهل الكتاب لقوله عليه السلام قبل ذلك وكل امة قد رفع الله عنهم علم الكتاب حين نبذوه وولاهم عدوهم حين

تولوه وكان من نبذهم الخ وقوله عليه السلام بعد شرح ذلك ثم اعرف اشباههم من هذه الامة الذين اقاموا حروف

الكتاب وحرفوا حدوده ثم ان الظاهر من المفسرين ان علماء اليهود والنصارى وعلماء العامة اقاموا حروفه

بمواظبتهم له بالاصوات الحسنة والالحان المستحسنة والمحافظة على الاداب المذكورة في علم القراءة

والواجبات والمستحبات المصطلح عليها بينهم والمداومة على ختمه وحرفوا حدوده بتفسيرهم له بارائهم

وعقولهم من غير استناد في معرفة احكامه ومحكماته ومتشابهاته الى اهل الذكر المأمور بالرجوع اليهم في ذلك

هذا مما لا ننكره ولكن في الخبر دلالة وله اشارة الى كون المراد من التحريف في سائر الاخبار تغيير المعنى

اذ المحرف فيها هو القرآن او الايات او الحروف وفي هذا الخبر حدود القرآن ولا يخفى اختلاف مفاد

العبارتين حسب الظهور ولا منافاة بينهما توجب رفع اليد عن احدهما والمحرفون فيها الخلفاء وعلماء

العامة واشارتنا الى نهاية فعلهما مع ان عدم كونه صارفا لما ورد في تحريف المتون والاجمل مما فاه عليه

الضرورة وجعله صارفا في المقام يوجب التفكيك المستهجن فضلا عن صرف الاخبار المذكورة الصريحة فيها

على الحمل لظاهر هذا الخبر الضعيف المبني على التقية لقوله عليه السلام في اخره ولولا ان يذهب بك الظنون عني لجليت

لك عن اشياء من الحق غطيتها ولنشرت لك اشياء من الحق كتمتها ولكني اتقيك الخ وظاهر الخبر ان الحق

المكتوم هو ما يشبه الامر المذكور لا الامر الجزئي بحرج عن الاستقامة ولا الانتساب **الدليل الثاني**

عشر الاخبار الواردة في الموارد المخصوصة من القرآن الدالة على تغيير بعض الكلمات والايات والسور

باحدى الصور المتقدمة وهي كثيرة جدا حتى قال السيد نعمة الله الجزائري في بعض مؤلفاته كما حكي عنه ان

الاخبار الدالة على ذلك تزيد على الفي حديث وادعى استفاضتها جماعة كالمفيد والمحقق الداماد والعلامة

المجلسي وغيرهم بل الشيخ ايضا صرح في التبيان بكثرتها بل ادعى تواترها جماعة يأتي ذكرهم ان شاء الله

وابن عباس ويحيى بن يعمر ومجاهد ومسلم بن صبيح ابي الضحى ومروان وابي صالح وجابر بن زيد انهم قرؤا
سُئلت بفتح السين والهمزة واسكان التاء ثم ذكر من قرء قُتّلت بالتشديد واسكان التاء الثانية وروي عن
بعضهم اذا المودة بفتح الميم والواو الى ان قال فاما من قرء المودة بفتح الميم والواو فعلى ان يكون المراد الرحم
والقرابة وانه يسئل قاطعها عن سبب قطعها وتضييعها قال الله تعالى فهل عسيتم ان توليتم ان تفسدوا
في الارض وتقطعوا ارحامكم انتهى كا السياري عن البرقي عمن رواه عن حمران عن زرارة عن ابي جعفر عليه السلام
في قوله تعالى وما هو على الغيب بظنين كب وعن سيف عن عبد الحميد بن عواض عن ابي جعفر وابي عبد الله د
ظنين اي متهم كج الطبرسي قرء اهل البصرة غير سهل والكسائي وابن كثير بظنين بالظاء **انفطار**
السياري عن احمد بن النضر عن عمرو عن جابر عن ابي عبد الله عليه السلام انه قرء والامر يومئذ لله ألو كله لله
ب الطبرسي عن عمرو بن شمر عن جابر عن ابي جعفر عليه السلام انه قال الامر يومئذ اليوم كله لله **المطففين**
الطبرسي قرء الكسائي وحده خاتمه وهي قراءة علي عليه السلام وعلقمة **البروج** السياري عن ابن فضال عن ابن
بكير عن صباح الازرق عن عاصم القمي قال سمعت ابا عبد الله يقرء قتل اصحاب الاخدود ب وعن علي بن
النعمان عن داود بن فرقد قال سمعت ابا عبد الله عليه السلام يقرء غير مرة وهو يصلي قتل اصحاب الاخدود ج
وبالاسناد الاول مثله يقرء وما نقموا منهم الا انهم امنوا بالله العزيز الحميد د سعد بن عبد الله القمي في كتاب
ناسخ القرآن ومنسوخه عن مشايخه انه صلى ابو عبد الله عليه السلام بقوم من اصحابه فقرء قتل اصحاب الاخدود
هو وقيل انه قرء وما نقموا منهم الا ان امنوا بالله **الطارق** السياري عن خلف بن مروان عن ابي
عبد الله عليه السلام والسماء ذات الرجع والارض ذات الصدع قلت ما تقرؤها بالخفض قال انكم لا تدرون
وعن ابن سيف عن ابيه عن ابيه عن داود بن فرقد عنه مثله **الاعلى** الطبرسي قرء الكسائي وحده قدر
بالتخفيف وهو قراءة علي عليه السلام **الغاشية** الطبرسي روي عن علي عليه السلام افلا ينظرون الى الابل الى اخره
بفتح اوائل هذه الحروف كلها وضم التاء عن ابن عباس وقتادة وزيد بن اسلم وزيد بن علي ب السياري عن البرقي
عن محمد بن سنان عن عبيد الله قال كاهل قال سمعت ابا عبد الله عليه السلام يقرء وتذللت بثوبه منكبين عليها ما من
افلا ينظرون ج وعن المفضل عنه مثله **الفجر** اسعد بن عبد الله في الكتاب المذكور قال سئل رجل ابا
عبد الله عليه السلام عن قول الله عز وجل والفجر فقال ليس فيها الواو انما هو الفجر ب السياري عن البرقي عن محمد بن
سليمان عن سدير عن ابي عبد الله عليه السلام يا ايتها النفس المطمئنة الى محمد واهل بيته ارجعي الى ربك راضية مرضية

کشف الأسرار

تألیف مجاهد کبیر، پیشوای بزرگ شیعیان، الامام روح الله الموسوی الخمینی

«۱۰۷»

اگراین حکومت وآئین بود ونبودش یکسان بود چرا پیغمبرفرستادی و یك کتاب باآنهمه تشریفات نازل کردی البته خدای جهان را از بی ارج شمردن عدالت وتوحید بری میدانید در اینصورت برای بعدازپیغمبر باید دستوری برای استوار بودن این اساس بدهد ومردمرا بلا تکلیف ومملکت وآئین را دستخوش اغراض یك مشت هوا پرست وریاست طلب نکند پیغمبری که برای رفتن مستراح وخلوت کردن با زن وشیردادن یك طفل چندین حکم خدائی وفرمان آسمانی آورده وبرای هیچ چیز کوچك وبزرگ نیست مگر اینکه تکلیف معین کرده اگر برای یك همچو موضوعی که بقاء اساس دعوت ونبوت براواست واستوار ماندن پایه های توحید وعدالت پیوند باواست هیچ کلمه درتمام عمر نگوید ودین وآئین الهی را دستخوش اغراض مشتی چپاولچی هرزه کند که پس ازمردنش برای ریاست چند روزه خرد آنهمه کارها که همه میدانید ودر کتابهای سنی وشیعه وتواریخ جهان ذکر شده کنند چنین پیغمبری را دانشمندان جهان مورد اعتراض ونکوهش قراردهند واورا پیغمبری وعدل و داد نشناسند پیغمبریکه میگوید کسی که بدون وصیت بمیرد مثل کسی استکه در زمان جاهلیت مرده یعنی مثل کافر مرده وبرای وصیت خدا باوامر میکند وآیات قرآن فرومیفرستد دریك همچو کاری که مهمترین اموراست وبرای وصیت ازهر چیزاولی ونیازمند تراست اگرهیچ کلمهٔ نگوید وخود بقول خدا وخود عمل نکند برای چنین پیغمبرچه ارج میتوان قائل شد ماخدائیرا پرستش میکنیم ومیشناسیم که کارهایش براساس خرد پایدار وبخلاف گفته های عقل هیچ کاری نکند نه آنخدائی که بنائی مرتفع ازخداپرستی وعدالت ودینداری بنا کند وخود بخرابی آن بکوشد و یزید ومعاویه وعثمان وازاین قبیل چپاولچی های دیگررا بمردم امارت دهد و تکلیف ملت را پس ازپیغمبرخود برای همیشه معین نکند تادرتاسیس بنای جوروستمکاری کمك کار نباشد

یك رئیس خانه که پنجاه نفر کارمند دارد یك سرپرست عائله که ده نفر افراد

مسلمانها واقع نمیشد آنهائیکه سالها در طمع ریاست خودرا بدین • پیغمبر چسبانده
بودند ودسته بندیها میکردند ممکن نبود بگفتهٔ قرآن ازکارخود دست بردارند با
هرحیلهٔ بود کارخودرا انجام میدادند بلکه شاید دراینصورت خلاف بین مسلمانها
طوری میشدکه بانهدام اصل اساس اسلام منتهی میشد زیرا ممکن بود آنها که در
صدد ریاست بودند چون دیدند بااسم اسلام نمیشود بمقصود خود برسند یکسره
حزبی برضد اسلام تشکیل میدادند ودراینصورت مسلمانهاهم قیام میکردند وناچار
علی بن ابیطالب ودیگر دینداران سکوترا روانمیداشتند وبا آن نورس بودن نهال
اسلام یك چنین خلاف بزرگی بین مسلمانها ریشهٔ اسلام را برای همیشه ازبن میکند
وآن نیمهٔ اسلامرا هم بباد فنامیداد پس نام بردن ازعلی بن ابیطالب برخلاف صلاح
اصل امامت که هیچ برخلاف صلاح دین هم تمام میشد

٤ـ آنکه ممکن بود درصورتیکه امامرا درقرآن ثبت میکردند آنهائیکه
جز برای دنیا وریاست بااسلام وقرآن سروکارنداشتند وقرآنرا وسیلهٔ اجراء نیات
فاسدهٔ خودکرده بودند آن آیات را ازقرآن بردارند وکتاب آسمانیرا تحریف کنند
وبرای همیشه قرآنرا ازنظر جهانیان بیندازند وتاروزقیامت این ننگ برای مسلمانها
وقرآن آنها بماند وهمان عیبی راکه مسلمانان بکتاب یهود ونصاری میگرفتند عیناً
برای خود اینها ثابت شود

۵ـ فرضاً که هیچیك ازاین امورنمیشد بازخلاف ازبین مسلمانها برنمیخواست
زیرا ممکن بودآن حزب ریاست خواه که ازکارخود ممکن نبود دست بردارند فوراً
یك حدیث بپیغمبراسلام نسبت دهندکه نزدیك رحلت گفت امرشما باشوری باشد
علی بی ابیطالبرا خدا ازاین منصب خلع کرد

مخالفتهای ابوبکر با نص قرآن

شاید بگوئید اگر درقرآن امامت تصریح میشد شیخین مخالفت
نمیکردند وفرضاً آنها مخالفت میخواستند بکنند مسلمانها
زآنها نمیپذیرفتند ناچارما دراین مختصر چند ماده ازمخالفتهای آنرا باصریح قرآن

که شما با این معلومات سرشار وخرد بی‌پایان گاهی کارهای خدائی را معین میکنید وخداتراش میشوید وگاهی شغل پیمبری را معین میکنید و پیغمبر تراش میشوید بهتر این نبود که پا از گلیم خود درازنکرده بیخود مارا بزحمت نمیانداختید .

یکنظری باخبار تقیه این بیخردان بعادت همیشه دست وپائی کرده ازهر گوشه سخنی بگوششان خورده فهمیده ونفهمیده برخ دینداران میکشند ازاینجهت دست وپای خودرا درسخن گم کرده وازاین شاخه بآن شاخه بریده مراعات تناسب و آداب سخن رانی را نمیکنند ازاینرو پای اخبار تقیه را پیش کشیده میگوید (زراره گفت ازامام چیزی پرسیدم جوابی داد ودیگری آمد وهمان را پرسید جوابدیگری داد وباز دیگری آمد وهمانرا پرسید جواب دیگری داد گفتم درجواب سه نفر از شیعیان که یك چیز پرسیدند سه جواب دادید گفت برای آنستکه اختلاف بین آنها افتد وشناخته نشوند پس از آن میگوید اگر این احادیث هم صحیح باشد دیگر چه عرض کنم)

ما نمیدانیم اینها چطور ازحکم خرد یکبار دور افتاده وهرچه پیش قلمشان میآید مینگارند هرچه میخواهد ازکار درآید وگرنه روابودن بلکه واجب بودن تقیه ازروشنترین احکام عقلست معنی تقیه آنستکه انسان حکمی را برخلاف واقع بگوید یاعملی برخلاف میزان شریعت بکند برای حفظ کردن خون یاناموس یامال خود یادیگری مثلا وضوء بحسب حکم خدا واجبست از مرفق آب بریزند و پارا باید مسح بکشند بعضی سنیان را رأی اینست که باید ازسر انگشتان تامرفق بعکس بشویند وپارا نیز باید شستشو دهند دراینصورت یکنفر میخواهد وضوء بگیرد در بلاد سنیان اگر مثل شیعیان وضوء بگیرد جان خود یامسلم دیگر درخطر است در اینجا حکم خدا اینست که باید مثل آنان وضوء بگیرد وخودرا درخطر نیندازد و این حکم مطابقست باحکم قطعی خرد هیچ عقلی نمی گوید دراینصورت وضوء را مثل شیعیان بگیرد گرچه جان خود یامسلمان دیگر درخطر باشد درزمان ائمه دین هرکس ازتاریخ مطلعست میداند که زمانی بوده که برای امامان وشیعیان آنها

در کمال سختی وتقیه بوده که اگر سلاطین وخلفاء آنوقت اطلاع از شیعیان آنها پیدامیکردند جان ومال وعرض آنها بیادفنا میرفت امامان ازطرف پیغمبر ازجانب خدای عالم مأمور بودند که هرطور شده است حفظ کنند جان وناموس وعرض شیعیان را ازاینجهت گاهی یك حکم را بطور تقیه برخلاف دستور اولی خدا میدادند برای اینکه دربین خود شیعیان هم اختلاف شود. ومخالفین نفهمند اینها احکامشان ازیك سرچشمه آب میخورد واسباب زحمت مسلمانان را فراهم نیاورند اکنون این چیزی که باحکم خرد مطابقست وازدستورات خصوصی پیغمبر اسلامست باید گفت اگر اینهاهم صحیح است دیگر چه عرض کنم میخواهید چه بگوئید می گوئید برای اینکه چندروزی یکنفر مثلا دروضوء وغیر آن برخلاف دستور اولی خدا رفتارنکند یك جمعیت برباد بروند وجان وناموسشان دستخوش فنا بشود

گواه از قرآن بگفته خدا گرچه این امر نیازمندی بچیزی ندارد جز حکم روشن عقل وهر کس جزئی خردی داشته باشد می فهمد که حکم تقیه ازاحکام قطعیه خداست چنانچه وارد شده که هر کس تقیه ندارد دین ندارد لکن ما برای این مطلب گواه ازقرآن نیز داریم

سوره نحل (آیه ۱۰۸) **مَنْ كَفَرَ بِاللهِ مِنْ بَعْدِ ايمانِهِ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْايمانِ** ـ یعنی غضب خدا برکسی است که کافر بخدا شد پس ازایمان آوردن مگر کسانیکه ازروی اکراه اظهار کفر کردند وقلب آنها بایمان بخدا مطمئن باشد این آیه درباره عمار یاسر آمد کفار اورا اکراه کردند که کافر شود اوهم اظهار کفر کرد وهرچه آنها خواستند ازناسزاها گفت سپس گریان پیش پیغمبر آمد این آیه نازل شد واجازه تقیه داده شد

نظر دیگری بامامت ماپس ازآنکه روشن کردیم که امامت یکی ازاصول مسلمهٔ اسلامست ودرقرآن تاآن اندازه که باید بیان شود شده است وبیشتر ازآنهم صلاح اسلام ومسلمانان نبوده خودرا نیازمند نمیدانیم بدنباله دادن این سخن لکن چون

قائد الثورة الاسلامية في ايران
آية الله العظمى المجاهد
الامام الخميني
الحكومة الاسلاميّة

أدلة ضرورة تشكيل الحكومة

ضرورة المؤسسات التنفيذية :

مجموعة القوانين لا تكفي لاصلاح المجتمع . ولكي يكون القانون مادة لاصلاح واسعاد البشر ، فانه يحتاج الى السلطة التنفيذية . لذا فان الله عز وجل قد جعل في الارض ــ الى جانب مجموعة القوانين ــ حكومة وجهاز تنفيذ وادارة . الرسول الاعظم (ص) كان يترأس جميع اجهزة التنفيذ في ادارة المجتمع الاسلامي . واضافة الى مهام التبليغ والبيان وتفصيل الاحكام والانظمة ، كان قد اهتم بتنفيذها ، حتى اخرج دولة الاسلام الى حيز الوجود . في حينه كان الرسول (ص) لا يكتفي بتشريع القانون الجنائي مثلا ، بل كان يسعى الى تنفيذه . كان يقطع اليد ، ويجلد ، ويرجم ، ومن بعد الرسول (ص) كانت مهام الخليفة لا تقل عن مهام الرسول (ص) . ولم يكن تعيين الخليفة لبيان الاحكام فحسب ، وانما لتنفيذها ايضا . وهذا الهدف هو الذي اضفى على الخلافة اهمية وشأنا ، بحيث كان يعتبر الرسول (ص) لولا تعيينه الخليفة من بعده غير مبلغ رسالته . فالمسلمون حديثو عهد بالاسلام وهم بأمس الحاجة الى من ينفذ القوانين ،

الاجتماعي ، والانحراف العقائدي والخلقي ، فلا سبيل الى منع ذلك الا بقيام حكومة عادلة تدير جميع اوجه الحياة .

فقد ثبت بضرورة الشرع والعقل ان ما كان ضروريا ايام الرسول (ص) وفي عهد الامام امير المؤمنين علي بن ابي طالب (ع) من وجود الحكومة ـ لا يزال ضروريا الى يومنا هذا! . ولتوضيح ذلك اتوجه اليكم بالسؤال التالي : قد مر على الغيبة الكبرى لامامنا المهدي اكثر من الف عام ، وقد تمر الوف السنين قبل ان تقتضي المصلحة قدوم الامام المنتظر ، في طول هذه المدة المديدة هل تبقى احكام الاسلام معطلة ؟ يعمل الناس في خلالها ما يشاؤون ؟ ألا يلزم من ذلك الهرج والمرج ؟ القوانين التي صدع بها نبي الاسلام (ص) وجهد في نشرها وبيانها وتنفيذها طيلة ثلاثة وعشرين عاما ، هل كان كل ذلك لمدة محدودة ؟ هل حدد الله عمر الشريعة بمائتي عام مثلا ؟ هل ينبغي ان يخسر الاسلام من بعد الغيبة الصغرى كل شيء ؟ الذهاب الى هذا الرأي أسوأ في نظري من الاعتقاد بان الاسلام منسوخ ! فلا يستطيع احد يؤمن بالله واليوم الآخر ان يقول : انه لا يجب الدفاع عن ثغور الوطن ، او انه يجوز الامتناع عن دفع الزكاة او الخمس وغيرهما او يقول بتعطيل القانون الجزائي في الاسلام ، وتجميد الاخذ بالقصاص والديات . اذن ، فان كل من يتظاهر بالرأي القائل بعدم ضرورة تشكيل الحكومة الاسلامية فهو ينكر ضرورة تنفيذ

عدم امكان تشكيل تلك الحكومة ، فالولاية لا تسقط ، لان الفقهاء قد ولاهم الله ، فيجب على الفقيه ان يعمل بموجب ولايته قدر المستطاع ، فعليه ان يأخذ الزكاة والخمس والخراج والجزية ان استطاع ، لينفق كل ذلك في مصالح المسلمين وعليه ان استطاع ان يقيم حدود الله . وليس العجز المؤقت عن تشكيل الحكومة القوية المتكاملة يعني بأي وجه ان تنزوي بل ان التصدي لحوائج المسلمين ، وتطبيق ما تيسر تطبيقه فيهم من الاحكام ، كل ذلك واجب بالقدر المستطاع .

الولايـة التكوينيـة :

وثبوت الولاية والحاكمية للامام (ع) لا تعني تجرده عن منزلته التي هي له عند الله ، ولا تجعله مثل من عداه من الحكام . فان للامام مقاما محمودا ودرجة سامية وخلافة تكوينية تخضع لولايتها وسيطرتها جميع ذرات هذا الكون . وان من ضروريات مذهبنا ان لائمتنا مقاما لا يبلغه ملك مقرب ، ولا نبي مرسل . وبموجب ما لدينا من الروايات والاحاديث فان الرسول الاعظم (ص) والائمة (ع) كانوا قبل هذا العالم انوارا فجعلهم الله بعرشه محدقين ، وجعل لهم من المنزلة والزلفى ما لا يعلمه الا الله . وقد قال جبرئيل — كما ورد في روايات المعراج — : لو دنوت انملة لاحترقت . وقد ورد عنهم (ع) : ان لنا مع الله حالات لا يسعها ملك مقرب ولا نبي مرسل . ومثل هذه المنزلة

فكانت بعدها تعمل ما تشاء وتختار ما كان لاحد مـن الناس الخيرة في امره .

فالامر بالمعروف والنهي عن المنكر دعاء الى الاسلام مع رد المظالم ومخالفة الظالم ، فينبغي توجيه اكبر قدر من الامر والنهي الى العابثين بأرواح الناس واموالهم وممتلكاتهم . وقد تطفو على سطح بعض الصحف بعض اعمال السلب والاختلاس فيما يتعلق بالتبرعات الخاصـة باغاثة منكوبي الفيضانات والسيـول او الزلازل . احد علماء « ملاير » كان يقـول : في حادثة ذهـب ضحيتها الكثيرون ارسلنا سيارة شحن مليئة بالاكفان ، الا ان المسؤولين كانوا يمانعوننا في ايصالها ، ويريدون ان يأكلوها ! من هذا وامثاله من الآثام ورد التأكيد على الامر بالمعروف والنهي عن المنكر .

الآن اسألكم : ألا نعتبر بخطاب الامام حين يقول : ايهـا الناس ؟ ألسنا من الناس ؟ أليس الخطاب شاملا لنا ؟ هل كانت خطابات الامام مقصورة على اصحابه ومعاصريه ؟ وقد قلت سابقا ان تعاليم الائمة كتعاليم القرآن لا تخص جيلا خاصا وانما هي تعاليم للجميع في كل عصر ومصر والى يوم القيامة يجب تنفيذها واتباعها . فكما يلام الاحبار والربانيون على سكوتهم الـذي لا مبرر له كذلك يلام العلماء اذا سكتوا على الضيم ولم ينكروه او يحاولوا تغييره بكل ما اوتوا من قوة .

تحرير الوسيلة

لسماحة آية الله العظمى ومولانا الأعظم
السيد روح الله الموسوي الخميني
متع الله المسلمين بطول وجوده الشريف

الجزء الثاني

القول في مبطلات الصلاة

وهي أمور : أحدها ـ الحدث الأصغر والأكبر ، فانه مبطل لها أينما وقع فيها ولو عند الميم من التسليم على الأقوى عمداً أو سهواً أو سبقاً، عدا المسلوس والمبطون والمستحاضة على ما مرّ .

ثانيها ـ التكفير ، وهو وضع إحدى اليدين على الأخرى نحو مايصنعه غيرنا ، وهو مبطل عمداً على الأقوى لا سهواً ، وإن كان الأحوط فيه الاعادة ، ولا بأس به حال التقية .

ثالثها ـ الالتفات بكل البدن الى الخلف أو اليمين أو الشمال ، بل وما بينها على وجه يخرج به عن الاستقبال ؛ فانّ تعمد ذلك كله مبطل لها ؛ بل الالتفات بكل البدن بما يخرج به عما بين المشرق والمغرب مبطل حتى مع السهو أو القسر ونحوهما ، نعم لا يبطل الالتفات بالوجه يميناً وشمالاً مع بقاء البدن مستقبلاً إذا كان يسيراً إلا أنه مكروه ؛ وأما إذا كان فاحشاً بحيث يجعل صفحة وجهه بحذاء يمين القبلة أو شمالها فالأقوى كونه مبطلاً .

رابعها ـ تعمّد الكلام ولو بحرفين مهملين ، بأن استعمل اللفظ المهمل المركب من حرفين في معنى كنوعه وصنفه ، فانه مبطل على الأقوى ، ومع عدمه كذلك على الأحوط ، وكذا الحرف الواحد المستعمل في المعنى كقوله : « ب » مثلاً رمزاً الى أول بعض الأسماء بقصد إفهامه ؛ بل لا يخلو إبطاله من قوة ، فالحرف المفهم مطلقاً وإن لم يكن موضوعاً إن كان بقصد الحكاية لا تخلو مبطليته من قوة ؛ كما أن اللفظ الموضوع إذا تلفظ به لا بقصد الحكاية وكان حرفاً واحداً لا يبطل على الأقوى . وإن

ولا يترك الاحتياط بالاجتناب عن إمساك السكر ولو قليلاً في الفم ليذوب وينزل شيئاً فشيئاً وإن لم يكن ماحياً للصورة ولا مفوتاً للموالاة .

ولا فرق في جميع ما سمعتـه من المبطلات بين الفريضة والنافلة إلا الإلتفات في النافلة مع إتيانها حال المشي ، وفي غيرها الأحوط الابطال ، وإلا العطشان المتشاغل بالدعاء في الوتر العازم على صوم ذلك اليوم إن خشي مفاجأة الفجر وكان الماء أمامه واحتاج الى خطوتين أو ثلاث ، فانه يجوز له التخطي والشرب حتى يروي وإن طال زمانه لو لم يفعل غير ذلك من منافيات الصلاة ، حتى إذا أراد العود الى مكانه رجع القهقرى لئلا يستدبر القبلة ، والأقوى الاقتصار على خصوص شرب الماء دون الأكل ودون شرب غيره وإن قلّ زمانه ، كما أن الأحوط الاقتصار على خصوص الوتر دون سائر النوافل ، ولا يبعد عدم الاقتصار على حال الدعاء ، فيلحق بها غيرها من أحوالها وإن كان الأحوط الاقتصار عليها ، وأحوط منه الاقتصار على ما إذا حدث العطش بين الاشتغال بالوتر ، بل الأقوى عدم استثناء من كان عطشاناً فدخل في الوتر ليشرب بين الدعاء قبيل الفجر .

تاسعها ـ تعمّد قول آمين بعد إتمام الفاتحة إلا مع التقية ، فلا بأس به كالساهي .

عاشرها ـ الشك في عدد غير الرباعية من الفرائض ، والأولين منها على ما يأتي في محله إن شاء الله تعالى .

حادي عشرها ـ زيادة جزء أو نقصانه مطلقاً إن كان ركناً ، وعمداً إن كان غيره .

مسألة ١١ ـ يكره في الصلاة مضافاً الى ما سمعته سابقاً نفخ موضع السجود إن لم يحدث منه حرفان ، وإلا فالأحوط الاجتناب عنه ، والتأوه والأنين والبصاق بالشرط المذكور والاحتياط المتقدم ، والعبث وفرقعة

مسألة ١٧ - يستحب أن تكون المتمتع بها مؤمنة عفيفة ، والسؤال عن حالها قبل التزويج وأنها ذات بعل أو ذات عدة أم لا ، وأما بعده فمكروه ، وليس السؤال والفحص عن حالها شرطاً في الصحة .

مسألة ١٨ - يجوز التمتع بالزانية على كراهية خصوصاً لو كانت من العواهر والمشهورات بالزنا ، وإن فعل فليمنعها من الفجور .

القول في العيوب الموجبة لخيار الفسخ والتدليس

وهي قسمان : مشترك ومختص ، أما المشترك فهو الجنون ، وهو اختلال العقل ، وليس منه الاغماء ، ومرض الصرع الموجب لعروض الحالة المعهودة في بعض الأوقات ، ولكل من الزوجين فسخ النكاح بجنون صاحبه في الرجل مطلقاً سواء كان جنونه قبل العقد مع جهل المرأة به أو حدث بعده قبل الوطء أو بعده ، نعم في الحادث بعد العقد إذا لم يبلغ حداً لا يعرف أوقات الصلاة تأمل وإشكال ، فلا يترك الاحتياط ، وأما في المرأة فيما إذا كان قبل العقد ولم يعلم الرجل دون ما إذا طرأ بعده . ولا فرق في الجنون الموجب للخيار بين المطبق والأدوار وإن وقع العقد حال إفاقته ، كما أن الظاهر عدم الفرق في الحكم بين النكاح الدائم والمنقطع .

وأما المختص فالمختص بالرجل ثلاثة : الخصاء ، وهو سل الخصيتين أو رضهما ، وتفسخ به المرأة مع سبقه على العقد وعدم علمها به .

والجب ، وهو قطع الذكر بشرط أن لا يبقى منه ما يمكن معه الوطء ولو قدر الحشفة ، وتفسخ المرأة فيما إذا كان ذلك سابقاً على العقد ، وأما اللاحق به ففيه تأمل ، بل لا يبعد عدم الخيار في اللاحق مطلقاً سواء

(اردو)

مجاہد اکبر امام امت رہبر انقلاب اسلامی

حضرت

امام خمینی مدظلہ

نام کتاب ______ توضیح المسائل امام خمینی مدظلہ

مترجم ______ علامہ الحاج سید صفدر حسین النجفی

تطبیق و تصحیح ______ حجۃ الاسلام سید مقصود علی رضوی

ناشر ______ سازمان تبلیغات اسلامی شعبہ روابط بین الملل

کتابت ______ خاور رشؔ، محمد حنیف قریشی و سید تقلی حسین

طبع ______ چاپخانہ سپہر

تعداد ______ ٥٠٠٠٠ (پچاس ہزار)

تاریخ ______ محرم الحرام سنہ ١٤٠٢ھ ق

۵۵

وُہ چیزیں جو مجنب کے لیے مکرُوہ ہیں

(۳۵۶) نوؑ چیزیں مجنب کے لئے مکروہ ہیں :

۱،۲۔ کھانا اور پینا لیکن اگر وضو کرلے تو پھر مکروہ نہیں ۔

۳۔ واجب سجدہ والی سورتوں کے علاوہ سات سے زیادہ آیات قرآن کا پڑھنا ۔

۴۔ قرآن کی جلد، حاشیہ اور حروف کے درمیانی حصہ سے بدن کے کسی حصہ کو مس کرنا ۔

۵۔ قرآن مجید کا اپنے ساتھ رکھنا ۔

۶۔ سونا، ہاں اگر وضو کرلے یا پانی نہ ہونے کی صورت میں غسل کے بدلے تیمم کرلے تو پھر سونا مکروہ نہیں ہے

۷۔ مہندی وغیرہ سے خضاب لگانا ۔

۸۔ بدن پر مالش کرنا ۔

۹۔ محتلم ہو جانے کے بعد جماع کرنا ۔

غُسلِ جنابت

(۳۵۷) ذاتی طور پر غسلِ جنابت مستحب اور نماز واجب اور دیگر ایسے امور کے لئے واجب ہو جاتا ہے مگر میت، سجدۂ شکر اور قرآن کے واجب سجدوں کے لئے غسل جنابت ضروری نہیں ۔

(۳۵۸) یہ ضروری نہیں کہ غسل کرتے وقت وجوب یا استحباب کی نیت کرے پس اگر صرف قصد قربت یعنی حکمِ خدا کو انجام دینے کی نیت سے غسل کرے تو وہ کافی ہے ۔

(۳۵۹) اگر یہ یقین ہو جائے کہ نماز کا وقت داخل ہو چکا ہے اور غسل واجب کی نیت کرے پھر معلوم ہو جائے کہ وقت سے پہلے غسل کیا تھا تو اس کا غسل صحیح ہے ۔

(۳۶۰) غسل واجب ہو یا مستحب اسے دو طریقوں سے انجام دیا جا سکتا ہے۔ ترتیبی اور ارتماسی ۔

غسلِ ترتیبی

(۳۶۱) غسل ترتیبی میں غسل کی نیت سے پہلے سر و گردن پھر دائیں اور پھر بائیں طرف کو دھویا جائے ۔

غسل مَسِ میّت

(۵۲۱) اگر کوئی شخص کسی مردہ انسان کو چھوئے جو کہ سرد ہوگیا ہو اور اسے ابھی تک غسل نہ دیا گیا ہو یعنی اپنے بدن کے کسی حصے کو اس سے مَس کرے تو اسے غسل مس میت کرنا پڑے گا چاہے نیند میں مَس کرے یا بیداری میں، اپنی مرضی سے یا بے اختیار یہاں تک کہ اگر اس کا ناخن اور ہڈی میت کے ہڈی اور ناخن سے مَس ہو جائے تو بھی غسل کرے لیکن اگر مردہ حیوان کو چھوئے تو غسل واجب نہیں ہے۔

(۵۲۲) جس مردہ کا پورا جسم ٹھنڈا نہیں ہوا اگر یہ اس جگہ کو مَس کرے جو ٹھنڈی ہو چکی ہے تب بھی اس پر غسل واجب نہیں ہے۔

(۵۲۳) اگر اپنے بال میت کے جسم سے مس کرے یا اپنا بدن میت کے بالوں سے یا اپنے بال اس کے بالوں سے مَس کرے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ غسل کرے۔

(۵۲۴) مردہ بچے کے لئے بھی چاہے وہ بچہ سقط شدہ ہی کیوں نہ ہو کہ جو پورے چار مہینہ کا نہیں ہوا، غسل مَس میت واجب ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ اس سقط شدہ بچے کے لئے بھی غسل کرے جو چار مہینے سے کم ہے۔ اس بنا پر اگر چار مہینہ کا بچہ دنیا میں آئے تو اس کی ماں غسل مس میت کرے بلکہ اگر چار مہینہ سے کم کا ہی کیوں نہ ہو بہتر یہ ہے کہ اس کی ماں غسل مس میت کرے۔

(۵۲۵) جو بچہ ماں کی موت کے بعد دنیا میں آئے جب وہ بالغ ہو جائے تو اس پر غسل مس میت واجب ہے۔

(۵۲۶) اگر انسان اس میت کو چھوئے کہ جس کے تینوں غسل پورے ہو گئے ہیں تو اس پر غسل کرنا واجب نہیں لیکن اگر تیسرے غسل کے پورے ہونے سے پہلے اس کے جسم کے کسی حصہ کو مَس کرے تو اسے غسل مس میت کرنا پڑے گا۔ اگرچہ اس حصہ کا تیسرا غسل بھی پورا ہو چکا ہو۔

(۵۲۷) اگر دیوانہ یا نابالغ بچہ میت کو چھوئے تو دیوانہ کو عقلمند اور بچے کو بالغ ہونے کے بعد غسل کرنا پڑے گا۔

(۵۲۸) اگر کسی زندہ یا مردہ سے کہ جسے غسل نہیں دیا گیا۔ بدن کا کچھ حصہ جدا کیا گیا ہو کہ جس میں ہڈی ہو اور اس جدا شدہ حصہ کو ابھی تک غسل نہیں دیا گیا اور کسی نے اسے چھو لیا ہے تو اسے غسل مَس میت کرنا پڑے گا

ہو اور وہ بچہ پورے چھ سال کا ہو۔

(۵۹۵)۔ نماز میت، غسل، حنوط اور کفن دینے کے بعد پڑھی جائے اور اگر ان سے پہلے یا ان کے درمیان پڑھی گئی اگرچہ بھول کر یا مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے ہو تو کافی نہیں ہے۔

(۵۹۶)۔ جو شخص نماز میت پڑھنا چاہتا ہے تو ضروری نہیں کہ اس نے وضو، غسل یا تیمم کیا ہوا ہو اور اس کا بدن اور لباس بھی پاک ہو اور اگر اس کا لباس غصبی بھی ہو تو بھی کوئی حرج نہیں اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ تمام وہ چیزیں جو باقی نمازوں میں ضروری ہیں ان کی رعایت کرے۔

(۵۹۷)۔ میت پر نماز پڑھنے والے کا منہ قبلہ کی طرف ہو اور یہ بھی واجب ہے کہ میت کو اس کے سامنے چت لٹایا گیا ہو اس طرح کہ میت کا سر نماز پڑھنے والے کی دائیں طرف اور اس کے پاؤں بائیں طرف ہوں۔

(۵۹۸)۔ نماز پڑھنے والے کے ٹھہرنے کی جگہ میت کی جگہ سے زیادہ پست اور زیادہ بلند نہ ہو البتہ تھوڑی سی بلندی یا پستی میں کوئی حرج نہیں۔

(۵۹۹)۔ نماز پڑھنے والا میت سے دور نہ ہو۔ ہاں جو شخص نماز میت جماعت سے ادا کر رہا ہے اگر وہ میت سے دور ہو جبکہ صفیں ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہوں تو کوئی اشکال نہیں۔

(۶۰۰)۔ نماز پڑھنے والا میت کے مدمقابل ہو البتہ اگر نماز جماعت کے ساتھ پڑھی جا رہی ہے اور جماعت کی صف میت کے دونوں طرف بڑھ جائے تو ان لوگوں کی نماز جو میت کے مدمقابل نہیں ہیں اشکال نہیں رکھتی۔

(۶۰۱)۔ میت اور نماز پڑھنے والے کے درمیان پردہ، دیوار اور اس قسم کی دوسری چیزیں حائل نہ ہوں البتہ اگر میت تابوت یا اسی قسم کی کسی چیز میں ہو تو کوئی حرج نہیں۔

(۶۰۲)۔ نماز میت پڑھتے وقت میت کی شرمگاہ چھپی ہونی چاہیئے اور اگر اسے کفن دینا ممکن نہ ہو تو اس کی شرمگاہ کو اگرچہ تختہ، اینٹ وغیرہ سے چھپانا پڑے تب بھی چھپایا جائے۔

(۶۰۳)۔ نماز میت کو کھڑے ہو کر قصد قربت سے پڑھنا چاہیئے اور نیت کے وقت میت کو معین کیا جائے مثلاً یوں نیت کرے کہ نماز پڑھتا ہوں۔ اس میت پر قربۃً الی اللہ۔

(۶۰۴)۔ اگر کوئی نہ ہو جو کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو پھر بیٹھ کر بھی پڑھی جا سکتی ہے۔

(۶۰۵)۔ اگر میت نے وصیت کی تھی کہ فلاں شخص میری نماز جنازہ پڑھائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ شخص ولی میت سے اجازت لے اور ولی بھی اجازت دے۔

کہ اگر وہ چیز تلف ہو گئی تو اس کا معاوضہ دینا پڑے گا تو بعد جو چیز مالک کو دے اس کا مطالبہ عاریۃً دینے والے سے نہیں کر سکتا۔

نکاح (شادی بیاہ) کے احکام

عقد ازدواج کے ساتھ عورت مرد پر حلال ہو جاتی ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ عقد دائم ۲۔ عقد غیر دائم

عقد دائم وہ ہے کہ جس میں نکاح کی مدت معین نہیں ہوتی اور جس عورت کا اس قسم کا عقد ہوا ہو اسے دائمہ کہتے ہیں۔

عقد غیر دائم وہ ہے کہ جس میں نکاح کی مدت معین ہوتی ہے مثلاً عورت کے ساتھ ایک گھنٹہ، ایک دن، ایک مہینہ، ایک سال یا اس سے زیادہ مدت کے لئے عقد کیا جائے اور جس عورت سے اس قسم کا عقد ہوا ہو اسے متعہ اور صیغہ کا نام دیتے ہیں۔

عقد کے احکام

(۲۳۶۰)۔ نکاح دائمی ہو یا غیر دائمی اس میں صیغہ پڑھنا ضروری ہے اور صرف عورت مرد کا راضی ہو جانا کافی نہیں اور صیغہ عقد عورت و مرد خود پڑھیں یا کسی دوسرے شخص کو وکیل کریں جو اس کی طرف سے صیغہ پڑھے۔

(۲۳۶۱)۔ جب تک عورت و مرد کو یہ یقین نہ ہو جائے کہ ان کے وکیل نے صیغہ پڑھ لیا ہے تو اس وقت تک وہ ایک دوسرے کی طرف محرمانہ نگاہ نہیں کر سکتے اور یہ گمان کافی نہیں کہ وکیل نے صیغہ پڑھ لیا ہے البتہ اگر وکیل کہہ دے کہ میں نے صیغہ پڑھ لیا ہے تو کافی ہے۔

(۲۳۶۲)۔ وکیل کے لئے مرد ہونا ضروری نہیں بلکہ عورت بھی صیغہ عقد پڑھنے میں دوسرے کی وکیل ہو سکتی ہے۔

(۲۳۶۳)۔ اگر عورت کسی کو وکیل کرے کہ مثلاً دس دن کے لئے اس کا نکاح (متعہ) کسی مرد سے کر دے اور دس روز کی ابتدا معین نہ کرے تو اگر عورت کے کلام سے یہ معلوم ہو کہ اس نے وکیل کو پورا اختیار دے دیا ہے تو وکیل کو اختیا

کی مقدار شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے مال سے لے سکتی ہے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو اگر وہ مجبور ہے کہ اپنی معاش خود تلاش کرے تو جس وقت تہیۂ معاش میں مشغول ہے شوہر کی اطاعت اس پر واجب نہیں۔

(۲۴۱۴)۔ مرد دائمی عقد والی عورت کو اس طرح نہیں چھوڑ سکتا کہ نہ وہ شوہر دار عورت کی طرح ہو اور نہ بے شوہر کی طرح لیکن یہ واجب نہیں کہ چار راتوں میں سے ایک رات اس کے پاس رہے۔

(۲۴۱۵) شوہر نکاح دائمی والی بیوی سے چار مہینہ سے زیادہ ہم بستری ترک نہیں کر سکتا۔

(۲۴۱۶)۔ اگر عقد دائمی میں حق مہر معین نہ کریں تو عقد صحیح ہے۔ اب اگر شوہر بیوی سے جماع کرے تو اس کی رشتہ دار عورتوں کے مطابق اس کو حق مہر ادا کرے جو کہ اس عورت جیسی ہوں۔

(۲۴۱۷)۔ اگر عقد دائمی پڑھتے وقت حق مہر ادا کرنے کی مدت معین نہ کی ہو تو پھر عورت حق مہر لینے سے پہلے شوہر کو ہم بستری سے روک سکتی ہے۔ چاہے شوہر حق مہر ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہو یا نہیں۔ البتہ اگر حق مہر لینے سے پہلے ہم بستری پر راضی ہو جائے اور شوہر اس کے ساتھ ہم بستری کر لے تو اب بغیر کسی عذر شرعی کے شوہر کو ہمبستری سے منع نہیں کر سکتی۔

متعہ یا صیغہ

(۲۴۱۸)۔ کسی عورت سے متعہ کرنا اگرچہ لذت حاصل کرنے کے لئے نہ ہو تو بھی صحیح ہے۔

(۲۴۱۹)۔ شوہر چار مہینے سے زیادہ متعہ والی عورت سے ہم بستری ترک نہیں کر سکتا۔

(۲۴۲۰)۔ جس عورت سے متعہ ہو رہا ہے اگر وہ عقد میں شرط کرے کہ شوہر اس سے ہمبستری نہیں کرے گا تو عقد اور شرط دونوں صحیح ہیں اور شوہر صرف دوسری لذات حاصل کر سکتا ہے البتہ اگر بعد میں عورت ہم بستری پر راضی ہو جائے تو شوہر اس سے جماع کر سکتا ہے۔

(۲۴۲۱)۔ متعہ والی عورت اگرچہ حاملہ ہو جائے خرچ کا حق نہیں رکھتی۔

(۲۴۲۲)۔ متعہ والی عورت (چار راتوں میں سے ایک رات) ایک بستر پر سونے اور شوہر سے ارث پانے اور شوہر بھی اس کا وارث بننے کا حق نہیں رکھتا۔

(۲۴۲۳)۔ متعہ والی عورت کو اگرچہ علم نہ ہو کہ وہ اخراجات اور اکٹھا سونے کا حق نہیں رکھتی تب بھی اس کا عقد صحیح ہے اور نہ جاننے کی وجہ سے بھی شوہر پر کوئی حق نہیں رکھتی۔

رجال الكشي

لأبي عمرو محمد بن عمر بن عبد العزيز الكشي

قدم له وعلق عليه ووضع فهارسه

السيد أحمد الحسيني

مؤسسة الأعلمي للمطبوعات - كربلاء

رسول الله وكان الذى يكذب عليه ويعمل فى تكذيب صدقه ويفترى على الله الكذب عبد الله بن سبأ .

الكشي : وذكر بعض أهل العلم ان عبد الله بن سبأ كان يهودياً فأسلم ووالى علياً عليه السلام ، وكان يقول وهو على يهوديته فى يوشع بن نون وصى موسى بالغلو فقال فى اسلامه بعد وفات رسول الله صلى الله عليه وآله فى على عليه السلام مثل ذلك وكان أول من أشهر بالقول بفرض امامة على وأظهر البراءة من أعدائه وكاشف مخالفيه وكفرهم ، فمن هنا قال من خالف الشيعة ان أصل التشيع والرفض مأخوذ من اليهودية .

فى السبعين رجلا من الزط الذين ادعوا الربوبية فى أمير المؤمنين عليه السلام

حدثنى الحسين بن الحسن بن بندار القمى قال : حدثنى سعد بن عبدالله ابن أبى خلف القمى قال : حدثنا أحمد بن محمد بن عيسى وعبد الله بن محمد بن عيسى ومحمد بن الحسين بن ابى الخطاب عن الحسن بن محبوب عن صالح بن سهل عن مسمع بن عبد الملك ابى سيار عن رجل عن أبى جعفر عليه السلام قال : ان علياً عليه السلام لما فرغ من قتال أهل البصرة أتاه سبعون رجلا من الزط (١) فسلموا عليه وكلموه بلسانهم فرد عليهم بلسانهم وقال لهم : انى لست كما قلتم انا عبد الله مخلوق . قال : فأبوا عليه وقالوا له : أنت أنت هو فقال لهم : لئن لم ترجعوا عما قلتم فىّ وتتوبوا الى الله تعالى لأقتلنكم . قال : فأبوا أن يرجعوا أو يتوبوا ، فأمر ان يحفر لهم آبار فحفرت ثم خرق بعضها الى بعض ثم قرفهم فيها ثم طم رؤسها ثم ألهب النار فى بئر منها ليس فيها أحد فدخل الدخان عليهم فماتوا .

(١) الزط بضم الزاي وتشديد الطاء : جنس من السودان والهنود .

انى لأجلس فى حلقهم بالكوفة فأكاد ان اشك فى اختلافهم فى حديثهم حتى ارجع الى المفضل بن عمر فيوقفنى من ذلك على ما تستريح اليه نفسى ويطمئن اليه قلبى . فقال ابو عبد الله : اجل هو كما ذكرت يا فيض ان الناس اولعوا بالكذب علينا ، ان الله افترض عليهم لا يريد منهم غيره ، وانى احدث احدهم بالحديث فلا يخرج من عندى حتى يتأوله على غير تأويله ، وذلك انهم لا يطلبون بحديثنا وبحبنا ماعند الله وانما يطلبون به الدنيا وكل يحب ان يدعى رأسا ، انه ليس من عبد يرفع نفسه الا وضعه الله وما من عبد وضع نفسه الا رفعه الله وشرفه ، فاذا أردت حديثنا فعليك بهذا الجالس - واومى الى رجل من اصحابه - فسألت اصحابنا عنه فقالوا : زرارة بن اعين .

حدثنى حمدويه بن نصير قال : حدثنى يعقوب بن يزيد ومحمد بن الحسين ابن ابى الخطاب عن محمد بن ابى عمير عن ابراهيم بن عبد الحميد وغيره قالوا قال ابو عبدالله «ع» رحم الله زرارة بن اعين لولا زرارة ونظراؤه لاندرست احاديث ابى .

حدثنى الحسين بن [الحسن بن] بندار القمى قال : حدثنى سعد بن عبدالله ابن ابى خلف القمى قال : حدثنا على بن سليمان بن داود الدارى قال : حدثنى محمد بن ابى عمير عن ابان بن عثمان عن ابى عبيدة الحذاء قال : سمعت ابا عبد الله «ع» يقول : زرارة وابو بصير ومحمد بن مسلم وبريد من الذين قال الله تعالى ﴿ والسابقون السابقون . اولئك المقربون ﴾ (١) .

حدثنى حمدويه قال : حدثنى يعقوب بن يزيد عن ابن ابى عمير عن هشام بن سالم عن سليمان بن خالد الاقطع قال : سمعت ابا عبد الله «ع» يقول ما اجد احداً احيا ذكرنا واحاديث ابى الا زرارة وابو بصير ليث المرادى

(١) سورة الواقعة الآية ١٠-١١ .

ومحمد بن مسلم وبريد بن معاوية العجلي ، ولولا هؤلاء ماكان احد يستنبط هذا
هؤلاء حفاظ الدين وامناء ابى على حلال الله وحرامه ، وهم السابقون الينا
في الدنيا والسابقون الينا في الاخرة .

حدثني محمد بن قولويه والحسين بن الحسن [بن بندار القمي] قالا :
حدثنا سعد بن عبد الله قال : حدثني محمد بن عبدالله المسمعي قال : حدثني علي بن
حديد المدائني عن جميل بن دراج قال : دخلت على ابى عبد الله عليه السلام
فاستقبلني رجل خارج من عند ابى عبدالله من اهل الكوفة من اصحابنا ، فلما
دخلت على ابى عبد الله قال لي : لقيت الرجل الخارج من عندي ؟ فقلت
بلى هو رجل من اصحابنا من اهل الكوفة . فقال : لا قدس الله روحه ولا
قدس مثله ، انه ذكر أقواماً كان ابي عليه السلام أئتمنهم على حلال الله وحرامه
وكانوا عيبة علمه ، وكذلك اليوم هم عندي هم مستودع سري ، اصحاب
ابى ع ، حقا اذا أراد الله بأهل الارض سوء صرف بهم عنهم السوء ، هم
نجوم شيعتي احياءاً وامواتاً ، يحيون ذكر ابى ، بهم يكشف الله كل بدعة
ينفون عن هذا الدين انتحال المبطلين وتأول الغالين . ثم بكى فقلت : من هم ؟
فقال : من عليهم صلوات الله ورحمته احياءاً وامواتاً بريد العجلي وزرارة
وابو بصير ومحمد بن مسلم . اما انه يا جميل سيتبين لك امر هذا الرجل قريب
قال جميل : فو الله ما كان الا قليلا حتى رأيت ذلك الرجل ينسب الى اصحاب
ابى الخطاب فقلت : الله يعلم حيث يجعل رسالته . قال جميل : وكنا نعرف
اصحاب أبى الخطاب ببغض هؤلاء .

حدثني حمدويه بن نصير قال : حدثنا محمد بن عيسى بن عبيد قال
حدثني يونس بن عبد الرحمن عن عبدالله بن زرارة . ومحمد بن قولويه والحسين
ابن الحسن [بن بندار] قالوا : حدثنا سعد بن عبد الله قال : حدثني هارون

عبد الله «ع» ان زرارة روى عنك في الاستطاعة شيئاً فقبلنا منه وصدقناه وقد احببت ان اعرضه عليك . فقال: هاته. فقلت: يزعم انه سألك عن قول الله عز وجل ﴿ ولله على الناس حج البيت من استطاع اليه سبيلا ﴾ فقلت: من ملك زاداً وراحلة فقال لك: كل من ملك زاداً وراحلة فهو مستطيع للحج وان لم يحج ؟ فقلت: نعم ؟ فقال: ليس هكذا سألني ولا هكذا قلت ، كذب علي والله كذب علي والله، لعن الله زرارة لعن الله زرارة لعن الله زرارة انما قال لي: من كان له زاد وراحلة فهو مستطيع للحج قلت: قد وجب عليه قال: فمستطيع هو . فقلت: لا حتى يؤذن له قلت . فأخبر زرارة بذلك ؟قال: نعم. قال زياد: فقدمت الكوفة فلقيت زرارة فأخبرته بما قال ابو عبد الله وسكت عن لعنه . قال اما انه قد اعطاني الاستطاعة من حيث لا يعلم وصاحبكم هذا ليس له بصر بكلام الرجال

قال ابو عمرو محمد بن عمر بن عبد العزيز الكشي وحدثني ابو الحسين محمد بن بحر الكرماني الرهني الترماشيري قال ـ وكان من الغلاة الحنيفين ـ قال: حدثني ابو العباس المحاربي الجزاري قال: حدثنا يعقوب بن يزيد قال: حدثنا فضالة بن أيوب عن فضيل الرسان قال: قيل لأبي عبد الله «ع» ان زرارة يدعي انه اخذ عنك الاستطاعة قال لهم غفراً كيف اصنع بهم وهذا المرادي بين يدي وقداريته وهو اعمى بين السماء والارض فشك فأضمر اني ساحر فقلت: اللهم لو لم يكن جهنم إلا سكرجة (١) لوسعها آل أعين بن سنسن . قيل لحمران ؟ قال: حمران ليس منهم .

قال الكشي : محمد بن بحر هذا غال ، وفضالة ليس هو من رجال يعقوب ، وهذا الحديث مزاد فيه مغير عن وجهه .

---

(١) السكرجة بضم السين وسكون الكاف وضم الراء وتشديد الجيم : اناء صغير يؤكل فيه الشيء القليل ، وهو فارسي معرب .

حدثنا محمد بن مسعود قال : حدثني جبرئيل بن احمد قال : حدثني محمد بن عيسى بن عبيد قال : حدثني يونس بن عبد الرحمن عن ابن ابان عن عبد الرحيم القصير قال : قال لي ابو عبد الله « ع » ائت زرارة وبريداً فقل لهما : ما هذه البدعة التي ابدعتماها ، اما علمتما ان رسول الله « ص » قال : كل بدعة ضلالة . قلت له : اني اخاف منهما فأرسل معي ليثاً المرادي ، فاتينا زرارة فقلنا له ما قال ابو عبد الله « ع » فقال والله لقد اعطاني الاستطاعة وما شعر فاما بريد فقال . لا والله لا ارجع عنها ابداً .

حدثني حمدويه قال . حدثني محمد بن عيسى عن يونس عن مسمع كردين ابي سيار قال سمعت ابا عبدالله « ع » يقول . لعن الله بريداً لعن الله زرارة .

حدثني محمد بن مسعود قال : حدثني جبرئيل بن احمد عن محمد بن عيسى عن يونس عن اسماعيل بن عبد الخالق عن ابي عبد الله « ع » قال : ذكر عنده بنو اعين فقال : والله ما يريد بنو اعين الا ان يكونوا على غلب .

محمد بن مسعود قال : حدثني جبرئيل بن احمد عن العبيدي عن يونس عن هارون بن خارجة قال : سألت ابا عبدالله « ع » عن قول الله عز وجل : ﴿الذين آمنوا ولم يلبسوا ايمانهم بظلم﴾ قال : هو مما استوجبه ابو حنيفة وزرارة .

وبهذا الاسناد عن يونس عن خطاب بن مسلمة عن ليث المرادي قال : سمعت ابا عبد الله « ع » يقول : لا يموت زرارة الا تائهاً .

بهذا الاسناد عن يونس عن ابراهيم المؤمن عن عمران الزعفراني قال : سمعت ابا عبدالله « ع » يقول لابي بصير : يا ابا بصير ـ وكنا اثني عشر رجلا ـ ما احدث احد في الاسلام ما احدث زرارة من البدع عليه لعنة الله ، هذا قول ابي عبد الله « ع » .

حدثني حمدويه بن نصير قال : حدثني محمد بن عيسى عن عمار بن المبارك

حدثني محمد بن مسعود قال : حدثني جبرئيل بن احمد عن محمد بن عيسى عن علي بن الحكم عن سيف بن عميرة عن عامر بن عبد الله بن جذاعة قال : قلت لابي عبد الله «ع» : ان امرأتي تقول بقول زرارة ومحمد بن مسلم في الاستطاعة وترى رأيهما . فقال : ما للنساء وللرأي والقول لهما انهما ليسا بشيء في ولايتي . قال : فجئت الى امرأتي فحدثتها فرجعت عن هذا القول .

حدثني محمد بن مسعود قال : حدثني جبرئيل بن احمد عن محمد بن عيسى بن عبيد عن يونس عن ابي الصباح قال : سمعت ابا عبد الله «ع» يقول يا ابا الصباح هلك المتريسون (١) في اديانهم منهم زرارة وبريد ومحمد بن مسلم واسماعيل الجعفي - وذكر آخر لم احفظه .

حدثني محمد بن مسعود قال : حدثني جبرئيل بن احمد عن محمد بن عيسى عن يونس عن عيسى بن سليمان وعدة عن مفضل بن عمر قال : سمعت ابا عبد الله يقول : لعن الله محمد بن مسلم ، كان يقول . ان الله لا يعلم الشيء حتى يكون (٢) .

* * *

٦٨ - ابو بصير ليث بن البختري المرادي (٣)

روى عن ابن ابي يعفور قال : خرجت الى السواد اطلب دراهم للحج

---

(١) الظاهر ان الصحيح «المتريبون» اي الذين يشكون في اديانهم .

(٢) مر في ذيل ترجمة زرارة ان الاحاديث الواردة في ذم زرارة ومحمد ابن مسلم وغيرهما وكفرهم انما هي للتقية - فراجع .

(٣) البختري بضم الباء - وقيل بالفتح - وسكون الخاء وفتح التاء : الحسن المشي والجسيم والمختال . والمرادي نسبة الى مراد كغراب ابي قبيلة من اليمن ، وهو مراد بن مذحج ؛ وهو مالك بن ادد بن زيد بن يشجب بن عريب بن زيد بن كهلان .

فلا لم يتهم ولكن كان مخلطاً .

محمد بن مسعود قال : حدثنی جبرئيل بن احمد قال : محمد بن عيسى عن يونس عن حماد الناب قال : جلس ابو بصير على باب ابی عبدالله «ع» ليطلب الاذن فلم يؤذن له فقال : لو كان معنا طبق لأذن . قال : فجاء كلب فشغر فی وجه ابی بصير . قال : اف اف ما هذا ؟ قال جليسه : هذا كلب شغر فی وجهك .

محمد بن مسعود قال : حدثنی علی بن محمد القمی عن محمد بن احمد عن احمد بن الحسن عن علی بن الحكم عن مثنى الحناط عن ابی بصير قال : دخلت على ابی جعفر «ع» ، فقلت : تقدرون ان تحيوا الموتى وتبرؤا الأكمه والأبرص ؟ فقال لی : باذن الله . ثم قال : ادن منی ومسح على وجهی وعلى عينی فأبصرت السماء والارض والبيوت . فقال لی : اتحب ان تكون كذا ولك ما للناس وعليك ما عليهم يوم القيامة ام تعود كما كنت ولك الجنة الخالص ؟ قلت : اعود كما كنت فسمح على عينی فعدت (١)

* * *

٦٩ ــ ابو بصير عبد الله بن محمد الاسدی

طاهر بن عيسى قال : حدثنی جعفر بن احمد الشجاعی عن محمد بن الحسين عن احمد ابن الحسن الميثمی عن عبدالله بن وضاح عن ابی بصير قال : سألت ابا عبد الله «ع» عن مسألة فی القرآن فغضب وقال : انا رجل يحضرنی قريش وغيرهم وانما تسألنی عن القرآن ، فلم ازل اطلب اليه واتضرع حتى رضی ، وكان عنده رجل من اهل المدينة مقبل عليه فقعدت عند باب البيت على بثی وحزنی اذ دخل

(١) فی ترجمة ابی بصير هذا أحاديث لم تصح ولم يعتمد عليها العلماء فراجع تفصيل النقد عليها وردها الى كتاب تنقيح المقال للعلامة المامقانی ج ٢ ص ٤١٤ .

جلد دوم

از مجلدات تفسیر کبیر

منهج الصادقین

فی الزام المخالفین

از تصنیفات عارف ربانی

ملا فتح الله کاشانی

بامقدمه و پاورقی آقای حاج میرزا ابوالحسن شعرانی

بتصحیح آقای علی اکبر غفاری

بسرمایه :

کتابفروشی اسلامیه

تهران ـ خیابان بوذرجمهری ـ تلفن ۲۱۹۶۶

چاپ سوم ۱۳۴۶ شمسی

چاپ افست اسلامیه

دوزخ آزاد شود وهر که دو بار متعه کند چهار ... سبب او از آتش دوزخ آزاد شود وهر که سه بار متعه کند همه او از آتش دوزخ آزاد شود. ونیز آورده که قال النبی صلی الله علیه وآله من تمتع مرة أمن من سخط الجبار ومن تمتع مرتین حشر مع الابرار ومن تمتع ثلاث مرات زاحمنی فی الجنان، یعنی هر که یکبار متعه کند ایمن شود از خشم خدای قهار وهر که دو بار متعه کند محشور شود با نیکوکاران وهر که سه بار متعه کند مزاحمت ومقارنت وهمنشینی کند با من در روضهٔ جنان ودرجه رضوان. وایضاً آورده که من تمتع مرة کان درجته کدرجة الحسین علیه السلام ومن تمتع مرتین فدرجته کدرجة الحسن علیه السلام ومن تمتع ثلاث مرات کان درجته کدرجة علی بن ابیطالب علیه السلام ومن تمتع اربع مرات فدرجته کدرجتی، یعنی هر که یکبار متعه کند درجهٔ او چون درجهٔ حسین علیه السلام باشد وهر که دو بار متعه کند درجهٔ او چون درجهٔ حسن علیه السلام باشد وهر که سه بار متعه کند درجهٔ او چون درجهٔ علی بن ابی طالب علیه السلام باشد وهر که چهار بار متعه کند درجهٔ او مانند درجه من(۱) باشد. وایضاً قال من خرج من الدنیا ولم یتمتع جاء یوم القیمة وهو اجدع، یعنی هر که از دنیا بیرون رود ومتعه نکرده باشد روز قیامت گوش وبینی بریده وبدخلقت محشور شود و اینحدیث با حدیث اول اگر چه سابقا مذکور شد امابجهت تعدد رواة مکرر واقع شد. و از سلمان فارسی ومقداد اسود کندی وعمار یاسر رضی الله عنهم مرویست که گفتند روزی نزد رسول الله صلی الله علیه وآله بودیم که آنحضرت برخاست وخطبهٔ برخواند وآداب حمد وثنای الهی بتقدیم رسانید ونفس نفیس خود را یاد فرموده بر خود صلوات داد وبعد از آن بوجه کریم خود بما التفات فرموده گفت بدرستی که برادرم جبرئیل علیه السلام نزد من آمد وتحفهٔ از نزد پروردگار بمن آورد وآن تمتع زنان مؤمنه است وپیش از من این تحفه را بهیچ پیغمبری ارزانی نداشته ومن شما را بآن امر میکنم پس آن سنت من است در زمان من وبعد از من هر که آنرا قبول کند وبآن عمل کند واحیای آن نماید از من باشد ومن از وی و هر که مخالفت نماید بآنچه بآن امر کرده‌ام بخدای مخالفت کرده وبدانید ای مردمان که از اهل این مجلس کسی باشد که تکذیب آن نماید بجهت بغض او بمن پس من گواهی میدهم که او از اهل دوزخ است پس لعنت خدای بر کسی باد که مخالفت من کند در این هر که انکار آن کند انکار نبوت من

نمود

۱ــ احادیثی را که شیخ جلیل عظیم الشأن محقق ثانی شیخ علی بن عبدالعالی کرکی اعلی الله مقامه در رسالهٔ متعهٔ خود ذکر فرموده نظر بعظمت علمی ومقام بلند محقق در تحقیق وتدقیق که سید مصطفی تفرشی در رجالش درباره او می‌نویسد: شیخ الطائفة علامة وقته صاحب التحقیق والتدقیق کثیر العلم نقی الکلام جید التصانیف (الخ) نباید از حیث سند در آنها خدشه کرد ونا معتبر بشمار آورد واز حیث معنی و مضمون نیز نباید استبعاد نمود چنانکه بعض معاصرین حدیث سوم را استبعاد کرده ومعنی آن را مجهول شمرده است زیرا که نظائر این مضمون واجع بکسیکه احیاء کند سنتی از سنن اسلام یا امری از امور اهل بیت را زمانیکه آن سنت وآن امر در شرف مردن واز بین رفتن است در احادیث واخبار فراوانست

جلد اول

منتهی الآمال

(مشتمل بر)

تاریخ حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفی و سیدة النساء فاطمه زهراء

و ابی الائمه سید الاوصیاء علی مرتضی و سید الاولیاء امام حسن مجتبی و خامس آل العبا ابی عبدالله

الحسین سید الشهداء علیهم آلاف التحیة والثناء و فرزندان و یاوران آن پیشوایان راه هدی

تألیف:

(حضرت ثقة المحدثین ناصر الملة والدین مرحوم)

حاج شیخ عباس قمی

سازمان چاپ و انتشارات جاویدان

مؤسس: محمد حسن علمی

بسم الله الرحمن الرحيم

( ) ( )

مجلد دوم

منتهى الآمال

(مشتمل بر:)

تاريخ امام چهارم حضرت سيد الساجدين على بن الحسين زين العابدين و امام پنجم مظهر اسرار علوم اوائل و اواخر حضرت محمد بن على الباقر و امام ششم مبين دقائق و حقائق حضرت جعفر بن محمد الصادق، و امام هفتم ملاذ اصاغر و اعاظم حضرت موسى الكاظم و امام هشتم سلطان سرير ارتضا على بن موسى الرضا و امام نهم سرور كرامت نهاد حضرت محمد بن على الجواد و امام دهم نوگل بوستان مصطفوى حضرت على بن محمد النقى و امام يازدهم مهر سپهر سرورى حضرت امام حسن عسكرى و امام دوازدهم محور زمين و آسمان حضرت صاحب العصر و الزمان عليهم صلوات الله الملك المنان و اولاد و احفاد و اكابر اصحاب آن بزرگواران

تأليف:

حضرت ثقة المحدثين ناصر الملة و الدين

مرحوم مغفور حاج شيخ عباس قمى رضوان الله عليه

سازمان چاپ و انتشارات جاويدان

ناشر: محمد حسن علمى

علیهم السلام در هر روز جمعه اگرچه زائر از قبرهای ایشان دور باشد و اگر در بالای بلندی بایستد و زیارت کند فضیلت
و نیز سزاوار است زیارت حضرت رسول خدا صلی الله علیه و آله در عقب هر نمازی باین الفاظی که حضرت امام رضا علیه
السلام تعلیم ابن ابی نصر بزنطی فرمودند: اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یا رَسُولَ اللهِ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَکاتُهُ اَلسَّلامُ
عَلَیْکَ یا مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللهِ اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یا خِیَرَةَ اللهِ اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یا حَبِیبَ اللهِ اَلسَّلامُ
عَلَیْکَ یا صَفْوَةَ اللهِ اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یا اَمِینَ اللهِ اَشْهَدُ اَنَّکَ رَسُولُ اللهِ وَاَشْهَدُ اَنَّکَ
مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَاَشْهَدُ اَنَّکَ قَدْ نَصَحْتَ لِاُمَّتِکَ وَجاهَدْتَ فی سَبِیلِ رَبِّکَ وَعَبَدْتَهُ حَتّی
اَتاکَ الْیَقِینُ فَجَزاکَ اللهُ یا رَسُولَ اللهِ اَفْضَلَ ما جَزی نَبِیّاً عَنْ اُمَّتِهِ اَللّهُمَّ صَلِّ عَلی مُحَمَّدٍ
وَآلِ مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ ما صَلَّیْتَ عَلی اِبْراهِیمَ وَآلِ اِبْراهِیمَ اِنَّکَ حَمِیدٌ مَجِیدٌ .

فصل هشتم در بیان احوال اولاد امجاد آنحضرت است

در قرب الاسناد از حضرت صادق علیه السلام روایت شده است که از برای رسول خدا صلی الله علیه و آله از خدیجه متولد شدند طاهر و قاسم و فاطمه و ام کلثوم و رقیه و زینب . و تزویج نمود فاطمه را بحضرت امیرالمؤمنین ع و زینب را بابی العاص[۱]
بن ربیع که از بنی امیه بود و ام کلثوم را بعثمان بن عفان و پیش از آنکه بخانه عثمان برود برحمت الهی واصل شد و بعد
از حضرت رقیه را باو تزویج نمود و پس از برای آنحضرت رسول ص در مدینه ابراهیم متولد شد از ماریه قبطیه که بهدیه فرستاده بود
از برای آنحضرت پادشاه اسکندریه با استر اشهبی و بعضی از هدایای دیگر . فقیر گوید: آنچه مشهور است مورخین
نوشته اند تزویج ام کلثوم بعثمان بعد از وفات رقیه است و رقیه در سال دوم هجری در هنگامیکه جنگ بدر بود وفات
کرد و شیخ طبرسی و ابن شهرآشوب روایت کرده اند که اولاد امجاد آنحضرت همه از خدیجه بهم رسیدند مگر ابراهیم که از ماریه
بوجود آمد و مشهور آنست که برای آنحضرت سه پسر بوجود آمد اول قاسم و باین سبب آنحضرت را ابوالقاسم کنیت کردند
و پیش از بعثت آنجناب متولد شد دوم عبدالله که بعد از بعثت متولد شد و او را ملقب به طیب و طاهر گردانیدند و هر دو در
طفولیت برحمت ایزدی رحلت نمودند و بعضی طیب و طاهر را نام دو پسر دیگر میدانند غیر عبدالله و براین قول قمی کذا[۲]

۱- تزویج زینب با بی العاص پیش از بعثت و حرام شدن دختر بکافران بود و از زینب امامه دختر ابی العاص بوجود آمد و حضرت امیرالمؤمنین ع بعد از فاطمه ع بمقتضای وصیت آنحضرت او را تزویج فرمود و نقل شده که ابوالعاص در جنگ بدر اسیر شد و زینب قلاده ای که حضرت خدیجه باو داده بود برای حضرت رسول ص فرستاد برای فدای شوهر خود چون آنحضرت نظرش بآن قلاده افتاد خدیجه را یاد نمود و رقت کرد و از صحابه طلبید که فدای او را ببخشند و ابوالعاص را بی فدا رها کنند صحابه چنین کردند حضرت از ابی العاص شرط گرفت که چون بمکه برگردد زینب را بخدمت آنحضرت فرستد او بشرط خود وفا نمود و زینب را فرستاد و بعد از آن خود بمدینه آمد و مسلمان شد و زینب بمدینه سال ششم و بقولی در سال هشتم هجرت برحمت ایزدی واصل شد (منه ره)

۲- ابونصر فراهی در عدد اولاد امجاد آنحضرت گفته:

فرزندی قاسم و ابراهیم است   پس طیب و طاهر زره تعظیم است
با فاطمه و رقیه و ام کلثوم   زینب بشمار از تو امر تعلیم است .

سیم ابراهیم علیه السلام و در روایتی شده که چون رقیه دختر رسول خدا ص وفات یافت حضرت رسول ص او را خطاب نمود که
ملحق شو بگذشتگان شایسته ما عثمان بن مظعون و اصحاب شایسته او و جناب فاطمه ع بر کنار قبر رقیه نشسته بود و آب از
دیده اش در قبر میریخت حضرت رسول ص آب از دیده نور دیده خود پاک میکرد و در کنار قبر ایستاده بود و دعا میکرد
پس فرمود که دانستم ضعف و ناتوانی او را و از حقتعالی خواستم که او را امان دهد از فشار قبر و مشهور آن است که
ولادت ابراهیم ع در مدینه شد در سال هشتم هجرت و ابورافع بشارت این مولود را بحضرت رسول صلی الله علیه و آله
داد حضرت غلامی باو بخشید و آن فرزند را ابراهیم نام نهاد و در روز هفتم از برای او عقیقه فرمود و سرش را تراشید و
بوزن موی سرش نقره تصدق نمود بر مساکین و فرمود که مویش را در زمین دفن کردند و زنان انصار در شیر دادن او نزاع
کردند پس حضرت او را بام برده دختر منذر بن زید داد که او را شیر بدهد و ابراهیم ع در دنیا چندان مکث نکرد و در سال دهم
هجری در روز سه شنبه هیجدهم ماه رجب وفات یافت و مدت عمر شریفش یکسال و ده ماه و هشت روز بود و بروایتی یکسال و شش ماه
و چند روزی و او را در بقیع دفن کردند و در فوت او سه امر غریب بظهور آمد که در موضع خود بشرح رفته . و ابن شهرآشوب
از ابن عباس روایت کرده است که روزی حضرت رسول صلی الله علیه و آله نشسته بود و بر ران چپش ابراهیم پسرش
را نشانده بود و بر ران راست خود امام حسین علیه السلام را و یکمرتبه این را میبوسید و یکمرتبه او را ناگاه آنجناب را حالت وحی
عارض شد و چون آن حالت زایل گردید فرمود که جبرئیل از جانب پروردگارم من آمد و گفت الحمد پروردگارت ترا
سلام میرساند و میفرماید که این هر دو را برای تو جمع نخواهم کرد یکی را فدای دیگری گردان پس حضرت نظر کرد بسوی ابراهیم
و گریست و نظر کرد بسوی سید الشهداء علیه السلام و گریست پس فرمود که ابراهیم مادرش ماریه است و چون بمیرد بغیر
از من کسی محزون نخواهد شد و مادر حسین فاطمه است و پدرش علی است که پسر عم من و بمنزله جان من و گوشت و خون
من است و چون او بمیرد دخترم و پسر عمم هر دو اندوهناک میشوند و من نیز برای او محزون میگردم و من اختیار میکنم حزن خود
را بر حزن ایشان ای جبرئیل ابراهیم را فدای حسین کردم و بقضا و رضا دادم پس بعد از سه روز مرغ روح ابراهیم بجنات
نعیم پرواز نمود و بعد از آن حضرت رسول صلی الله علیه و آله هرگاه امام حسین علیه السلام را میدید او را بر سینه خود میچسبانید
و لبهای او را میمکید و میگفت فدای تو شوم ای کسیکه ابراهیم را فدای تو کردم و از حضرت صادق علیه السلام روایت شده که چون
ابراهیم از دنیا رحلت کرد آب از دیده های مبارک حضرت رسول ص فرو ریخت و فرمود که دیده میگرید و دل اندوهناک میشود
و نمیگوئیم چیزی که باعث غضب پروردگار گردد پس خطاب با ابراهیم کرد که ما بر تو اندوهناکیم ای ابراهیم پس در قبر ابراهیم رخنه
مشاهده نمود و بدست خود آن رخنه را اصلاح کرد و فرمود که هرگاه احدی از شما عملی بکند باید که محکم بکند پس فرمود که
ملحق شو بسابق شایسته خود عثمان بن مظعون[۱] رحمه الله تعالی .

۱- بیاید ذکر عثمان بن مظعون در ذیل شهادت عثمان بن امیر المؤمنین علیه السلام ص

رخصت میداد که نزدیک او شوم گوشش را از بیخ میکندم. پس آنحضرت موافق وصیت امیر المؤمنین علیه السلام ابن ملجم ملعون را بیک ضربت بجهنم فرستاد، و بروایت دیگر حکم کرد که او را گردن زدند. و امّ الهیثم دختر اسود نخعی خواستار شد تا جسد شقی را باو سپردند پس آتشی برافروخت آن جسد پلید را در آتش بسوخت.

مؤلف گوید: که از این روایت ظاهر شد که ابن ملجم پلید را در روز بیست و یکم شهر رمضان که روز شهادت حضرت امیر المؤمنین علیه السلام بوده بجهنم فرستادند چنانچه باین مضمون روایات دیگر است که از جمله در بعضی کتب قدیمه است که چون در آن شبی که حضرت امیر المؤمنین را دفن کردند و صبح طالع شد جناب امّ کلثوم حضرت امام حسن را سوگند داد که نخواهم کشنده پدرم را یکساعت زنده بگذاری پس نتیجه اشکالات آن باشد که آنچه در میان مردم معروفست که ابن ملجم در روز بیست و هفتم ماه رمضان بجهنم پیوسته مستندی ندارد. و ابن شهرآشوب و دیگران روایت کرده‌اند که استخوانهای پلید ابن ملجم را در گودالی انداخته بودند و پیوسته مردم کوفه از آن مغاک بانگ ناله و فریاد می‌شنیدند. و حکایت اخبار اعراب از عذاب ابن ملجم در دار دنیا بقی کردن مرغی بدن او را در چهار مرتبه و پس او را پاره پاره نمودن بلعیدن و پیوسته اینکار را با او نمودن بر روی سنگی در میان دریا مشهور و در کتب معتبره مسطور است. و مورخ امین مسعودی گفته که چون خواستند ابن ملجم را بکشند عبد الله بن جعفر خواستار شد که او را بمن بگذارید تا تشفی نفسی حاصل کنم پس دست و پای او را برید و میخی داغ کرد تا سرخ شد و در چشمانش کرد آنملعون گفت سبحان الله الذی خلق الانسان انک لتکحل عمک بملمول مضّ پس مردمان ابن ملجم را مأخوذ داشتند و در بوریا پیچیدند و نفط براو ریختند و او را آتش زدند.(1)

فصل ششم در ذکر اولاد حضرت امیر المؤمنین علیه السلام:

حضرت امیر المؤمنین علیه السلام را از ذکور و اناث بقول شیخ مفید بیست و هفت تن فرزند بود چهار نفر از ایشان امام حسن و امام حسین و زینب کبری ملقب بعقیله و زینب صغری است که مکناة است بامّ کلثوم و مادر ایشان حضرت فاطمه زهرا سیدة النساء علیهم السلام است و شرح حال امام حسن و امام حسین علیهما السلام بیاید و زینب در حباله نکاح عبد الله بن جعفر پسر عمّ خویش بود و از او فرزندان آورد که از جمله محمد و عون بودند که در کربلا شهید گشتند. و ابو الفرج گفته که محمد بن عبد الله بن جعفر که در کربلا شهید شد مادرش خوصا بنت حفصة بن ثقیف است و برادر اعیانی عبید الله است که او نیز در وقعه طف شهید شد. و امّا امّ کلثوم حکایت تزویج او با عمر در کتب مسطور است و بعد از او ضجیع عون بن جعفر و از پس او زوجه

(1) و عمران بن حطان رقاشی در مدح ابن ملجم علیهما العائن گفته: یا ضربة من تقی ما اراد بها ... الا لیبلغ من ذی العرش رضوانا ... انی لاذکره یوما فاحسبه ... اوفی البریة عند الله میزانا. قاضی ابو الطیب طاهر بن عبد الله شافعی در جواب او گفته: انی لابرأ مما انت قائله ... عن ابن ملجم الملعون بهتانا ... یا ضربة من شقی ما اراد بها ... الا لیهدم للاسلام ارکانا ... انی لاذکره یوما فالعنه ... دینا والعن عمرانا و حطانا ... علیه ثم علیه الدهر متصلا ... لعائن الله اسرارا و اعلانا ... فانتما من کلاب النار [illegible] ... نص الشریعة برهانا و تبیانا

منه رحمه الله تعالی علیه

محمد بن جعفر گشت . و ابن شهرآشوب از کتاب امامت ابو محمد نوبختی روایت کرده که ام کلثوم را عمر بن الخطاب تزویج کرد
و چون آن مخدره صغیره بود هم بستر نگشت و پیش از آنکه با او مضاجعت کند از دنیا رفت دوم محمد مکنی بابی القاسم و مادر او
خوله حنفیه دختر جعفر بن قیس است و در بعضی روایات است که رسول خدا صلی الله علیه و آله امیرالمؤمنین علیه السلام را بمیلاد محمد
بشارت داد و نام و کنیت خود را عطای او گذاشت و محمد در زمان حکومت عمر بن الخطاب متولد شد و در ایام عبدالملک بن
مروان وفات کرد و سن او را شصت و پنج گفته اند و در موضع وفات او اختلاف است بقولی در ایله و بقولی در طائف و بقولی
دیگر در مدینه وفات کرد و او را در بقیع بخاک سپردند جماعت کیسانیه او را امام میدانستند و او را مهدی آخر الزمان میخواندند
و باعتقاد ایشان آنکه محمد در جبال رضوی که کوهستان یمن است جای فرموده است و زنده است تا گاهی که خروج کند و
الحمد لله اهل آن مذهب منقرض شدند و محمد مردی عالم و شجاع و دلیر و تنومند و قوی بود . نقل شده که وقتی زرهی چند بخدمت
امیرالمؤمنین علیه السلام آوردند یکی از آن زرهها از اندازه قامت بلندتر بود حضرت فرمود تا مقداری از دامان آن زره را
قطع کنند محمد دامان زره را جمع کرد و از آنجا که امیرالمؤمنین علامت نهاده بود بیک قبضه بگرفت و مثل آنکه بافته حریر را
قطع کند دامنهای درع آهنین را از هم درید . و حکایت او و قیس بن سعد بن عباده با آن دو مرد رومی که از جانب سلطان
روم فرستاده شده بودند معروف است و کثرت شجاعت و دلیری او از ملاحظه جنگ جمل و صفین معلوم شود . ۶ و ۷ عمر و رقیه
کبری است که هر دو تن توأم از مادر متولد شدند و مادر ایشان ام حبیب دختر ربیعه است . ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ عباس و جعفر
و عثمان و عبدالله اکبر است که هر چهار در کربلا شهید گشتند و کیفیت شهادت ایشان بعد از این مذکور شود ان شاء الله
تعالی و مادر این چهار تن ام البنین بنت حزام بن خالد کلابی است و نقل شده که وقتی امیرالمؤمنین علیه السلام برادر خود عقیل
را فرمود که تو عالم بانساب عرب زنی برای من اختیار کن که مرا فرزندی بیاورد که فحل و فارس عرب باشد عرض کرد که
ام البنین کلابیه را تزویج کن که شجاعتر از پدران او هیچکس در عرب نبوده پس جناب امیر علیه السلام او را تزویج کرد و از او
جناب عباس علیه السلام و سه برادر دیگر متولد گشت و از اینجهت است که شمر بن ذی الجوشن لعنه الله که از بنی کلاب است در
کربلا خط امان از برای ابو الفضل العباس علیه السلام و برادران آورد و تعبیر کرد از ایشان بفرزندان خواهر چنانکه ذکر
میشود . ۱۲ و ۱۳ محمد اصغر و عبدالله است و محمد مکنی بابی بکر است و این هر دو در کربلا شهید گشتند و مادر ایشان
لیلی بنت مسعود دارمیه است . ۱۴ یحیی مادر او اسماء بنت عمیس است . ۱۵ و ۱۶ ام الحسن و رمله است و مادر ایشان
ام سعید بنت عروة بن مسعود ثقفی است و این رمله کبری است و زوجه ابی الهیاج عبدالله بن ابی سفیان بن حارث بن عبدالمطلب
بوده و گفته اند که ام الحسن زوجه جعدة بن هبیره پسر عمه خود بوده و از پس جعفر بن عقیل او را نکاح کرد . ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ نفیسه
و زینب صغری و رقیه صغری است و ابن شهرآشوب مادر این سه دختر را ام سعید بنت عروه گفته و مادر ام الحسن و رمله را ام
شعیب مخزومیه ذکر نموده . و نقل شده که نفیسه مکناة بام کلثوم صغری بوده و کثیر بن عباس بن عبدالمطلب او را تزویج کرد

معروف بود بابی زینبه پس سؤال کردم از حکم بن بشار مروزی و پرسیدم از قصهٔ او و از آن اثری که در حلق او است و من دیده بودم او را که در حلق او شبیه خطی از اثر ذبح بود گفتم که من چند دفعه از او سؤال کردم از آن اثر بمن خبر نداد ابو زینبه گفت که ما هفت نفر بودیم در بغداد که در یک حجره بودیم در زمان حضرت امام محمد تقی علیه السلام پس یک روز حکم از وقت عصر از ما ناپدید شد و در شب هم نیامد همینکه اول شب شد توقیعی از حضرت جواد علیه السلام آمد که رفیق شما مرد خراسانی یعنی حکم مذبوح شده و او را پیچیده اند در نمدی و افکنده اند در فلان مزبله بروید و او را بردارید و مداوا کنید او را بفلان و فلان چیز پس رفتیم با محل او را یافتیم مذبوح مطروح همانطور که حضرت خبر داده بود پس او را آوردیم و مداوا کردیم با آنچه حضرت فرموده بود پس خوب شد. احمد بن علی راوی میگوید که قصه اش آن بود که حکم متعه کرده بود در بغداد در خانهٔ قومی پس آن جماعت مطلع شدند بر کار او و او را ذبح کردند و در نمد پیچیده در مزبله افکندند.

مؤلف گوید: که استحباب متعه نزد شیعه ثابت است بلکه روایت شده از حضرت صادق علیه السلام که فرمود نیست از ما کسی که ایمان برجعت نداشته باشد و حلال نداند متعه کردن را. وَعَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ عَلٰى شِيْعَتِنَا الْمُسْكِرَ مِنْ كُلِّ شَرَابٍ وَعَوَّضَهُمْ عَنْ ذٰلِكَ الْمُتْعَةَ و روایات در باب متعه کردن بسیار است از جمله شیخ مفید ره در کتاب متعه روایت کرده از صالح بن عقبه از پدرش که گفت بحضرت امام محمد باقر علیه السلام عرض کردم که برای شخصی که متعه کند ثوابی هست فرمود اگر در اینکار قصدش خدا و امتثال شریعت باشد و مخالفت آنکس که منع کرده تکلم نمیکند با آن زن مگر آنکه حقتعالی مینویسد برای او حسنه و هرگاه نزدیکی کند با او بیامرزد حقتعالی بسبب این گناه او را و چون غسل کند بعدد هر موئی که آب بر او گذشته حقتعالی مغفرت باو ارزانی فرماید. راوی گفت گفتم با حضرت از روی تعجب بعدد هر موئی که در بدن دارد؟ حضرت فرمود آری بعدد هر موئی که در بدن دارد. و نیز روایت کرده حضرت صادق علیه السلام که فرمود نیست مردی که متعه کند پس غسل کند مگر آنکه حقتعالی خلق فرماید از هر قطره که از او میچکد هفتاد ملک که استغفار نماید برای او تا روز قیامت و لعنت میکنند اجتناب کننده از آن را تا زمانیکه قیامت برپا شود. و روایت شده که حضرت ابوالحسن علیه السلام نوشت بسوی بعضی از موالیان خود که اصرار نکنید باشید در متعه کردن آنچه بر شما است اقامت سنت است یعنی متعه کنید با آن قدر که اقامت سنت شود و مشغول نکنید خود را بمتعه کردن تا آنکه ترک کنید زنان فراش خود را و آنها را معطل گذارید پس ایشان کافر شوند و تبری کنند کسانیکه امر کردند شما را بر آن و لعنت کنند ما را.

فصل چهارم در ذکر پاره ای از کلمات شریفه و مواعظ بلیغهٔ حضرت امام محمد تقی علیه السلام

اول - قال علیه السلام: اَلثِّقَةُ بِاللهِ تَعَالٰى ثَمَنٌ لِكُلِّ غَالٍ وَسُلَّمٌ اِلٰى كُلِّ عَالٍ یعنی حضرت جواد علیه السلام

جلد سوم

(حیوة القلوب)

((در امامت))

از مؤلفات :

علامه مجلسی رحمة الله علیه

از انتشارات :

کتابفروشی اسلامیه

تهران - خیابان بوذرجمهری - تلفن ۵۳۱۹٦٦

چاپ افست اسلامیه

۲

جلد سوم

(((حیوة القلوب)))

بسم الله الرحمن الرحیم

این مجلد سوم است از کتاب **حیوة القلوب** تألیف خادم اخبار ائمه اطهار محمد باقر بن محمد تقی حشرهما الله مع موالیهما الاخیار در بیان وجوب امام علیه السلام ومنصوب بودن او ازجانب ملک علام وعصمت او ازگناهان صغیره وکبیره و اتصاف او بصفات کمالیه بغیراز نبوت وآیاتیکه در شأن ائمه علیهم السلام مجملا نازلشده و **آن مشتملست بر دوازده باب**

باب اول

دربیان وجوب وجود امام علیه السلام درهرعصر وآنکه هیچ عصرخالی ازامام نمیباشد ودر وجوب اطاعت او وآنکه هدایت نمییابند مردم مگربا او وآنکه میباید ازگناهان معصوم وازجانب خدامنصوص باشد وبیان بعضی ازنصوص برایشان وبرخی از فضایل ایشان ودرآن چند فصلست

فصل اول

در وجوب امامت وآنکه هیچ زمانی خالی از امام نمیباشد

بدانکه خلافست میان علمای امت در آنکه نصب امام آیا واجبست بعد از انقراض زمان نبوت یا نه و برتقدیر وجوب آیا بر خدا واجب است یا برامت و بر هر تقدیر آیا وجوبش عقلیست که عقل حکم میکند بوجوبش تا از دلایل سمعیه وجوبش معلوم شده است ـ پس قاطبهٔ علمای امامیه را اعتقاد آنست که نصب امام بر حقتعالی واجبست عقلا و سمعا وبعضی از معتزله اهل سنت و جمیع خوارجرا اعتقاد آنست که نصب امام مطلقا بر خدا و خلق واجب نیست و اشاعره و اصحاب حدیث واهل سنت و بعضی از معتزله قائلند که نصب امام بر مردم واجبست بدلیل سمعی نه عقلی وجمعی از معتزله را اعتقاد آنست که واجبست برمردم نصب امام با امن از فتنه نه با خوف وبعضی گفته‌اند بر عکس وامام درلغت عرب بمعنی مقتدا وپیشواست ودراصطلاح فرقهٔ ناجیه درباب صلوة که امام میگویند غالبا بمعنی پیشنماز است ودرعلم کلام که امام میگویند مراد شخصی است که ازجانب خدا بخلافت و نیابت حضرت رسالت پناه معین شده باشد وگاهی هست که به پیغمبر ص نیزامام اطلاق مینمایند واز بعضی اخبار معتبره که انشاءالله بعد ازاین مذکور خواهد شد معلوم میشود که مرتبهٔ امامت بالاتراز مرتبهٔ پیغمبریست چنانچه حقتعالی بعد از نبوت بحضرت ابراهیم خطاب فرموده که **انی جاعلک للناس اماما** و بعضی از محققان **گفته اند امام شخصی** است که حاکم باشد برخلق ازجانب خدا

در آیه دوم فرموده است که اگر رد کنند آن امری را که انشا میکنند ازامن وخوف و موافق روایات مطلقه امر را بسوی رسول و بسوی اولی‌الامر ازایشان هرآینه خواهند دانست آنها که استنباط مینمایند و علمش را طلب میکنند ازآن جماعت یاازاولی الامر موافق روایات ظاهره بدانکه خلاف کرده‌اند مفسران در تفسیر اولی الامر بعضی‌از مفسران عامه گفته‌اند که مراد امر سرکرده‌های لشکر وپادشاهانند و بعضی ازایشان گفته‌اند که مراد علمای امتند وعلمای امامیه اتفاق کرده‌اند که مراد ائمه از آل محمدند بمقتضای روایتیکه مذکور خواهد شد وبآن که اولی‌الامر صاحب اختیار در امر است وچون مقید بقیدی نشده‌است بایدکه صاحب اختیار مطلق درجمیع امور دین و دنیا باشد وآن امامست وبا هرکه در امری صاحب اختیارشود اطاعت او واجب باشددرآن امر پس کسیکه صاحب اختیار در همه امور باشد مطاع مطلق خواهد بودوآن امام‌است. وایضا ترك لفظ اطیعوا میان رسول‌واولی‌الامر مشعراست باینکه مرتبهٔ امامت‌نظیرمرتبهٔ نبوت ومثل آنست بلکه چنانچه نبوت رسالتی‌است ازجانب خدا بوساطت ملك‌امامت نیزفی‌الحقیقة‌نبوتی است بوساطت نبی وباین سبب‌اطاعت اولی‌الامر عین‌اطاعتست‌به نبی پس باین سبب اطیعوا در میان متوسط نشده بخلاف مرتبهٔ نبوت که هرچند بالاترین مراتبست مثل مرتبهٔ اولوهیت نیست وتوسط اطیعوا میان لفظ جلاله ورسول اشاره‌است باین.

وایضا چون اطاعت اینجماعت را مقرون باطاعت خودتعالی شأنه ورسول خود گردانید البته جمعی باید باشند منصوب ایشان که امر و حکمشان امروحکم ایشان باشد تااطاعتشان طاعت‌ایشان ومقرون بآن باشد والا لازم آید که طاعت جمیع ملوك جبابره مانند سلطان روم و اوزبك وغیر ایشان همه داخل اطاعت اولی‌الامر باشند مثل خدا ورسول اووقباحت وشناعت این قول برهیچ‌عاقل مخفی نیست.

چنانکه شیخ طبرسی «ره» گفته استکه جایز نیست‌که خداوند حکیم واجب گرداند طاعت شخصی‌را علی الاطلاق مگر کسیکه عصمت او ثابت باشد وبداند که باطن اومثل ظاهر او است و ایمن‌باشد که از او غلطی باامر قبیحی صادر نمیشود واین معنی در امرا و علماء غیرائمه‌معصومین «ع» حاصل نیست و حقتعالی جلیل‌تر است ازآنکه امرکند باطاعت کسی که معصیت او کندو بانقیاد جماعتی که مختلف در فعل و قول باشند زیراکه محالست اطاعت‌کرده شوند جماعت مختلف چنانچه محالست‌اجتماع آنچه درآن اختلاف کرده‌اندوازجمله دلایل آنچه گفتم آنستکه حضرت عزت مقرون کرده‌است اطاعت رسولش را باطاعت خود برای آن‌که اولو الامر فوق‌جمیع خلقند چنانچه رسول فوق‌اولی‌الامر است وفوق سایر خلق و این صفت ائمه ازآل محمداست‌که ثابت شده‌است امامت و عصمت ایشان و اجماع کرده‌اند برعلو مرتبه و عدالت ایشان « فان تنازعتم فی شیء » یعنی اگر اختلاف نمایند در چیزی درامورودین خود «فردوه الی الله والرسول» پس رد کنید آنچه درآن نزاع کرده اید بسوی کتاب خدا و سنت رسول و ما گروه شیعه میگوئیم‌که رد بسوی ائمه که قایم‌مقام رسولند بعد ازوفات آنحضرت مثل رد بسوی رسول‌است درحیات آنحضرت زیرا که ایشان حافظان شریعت آنحضرت و خلیفهای اویند در میان امت. تااینجا کلام شیخ طبرسی بود ودراول آیه‌ذکر اولی‌الامر شده و درآخرآیه نشده بنا برقرائة مشهوره ونکتهٔ که شیخ طبرسی‌فرموده مذکورشدو میتواند بود که نکتهٔ آن باشدکه نزاعیکه درامامت‌اولی‌الامرشود نیز بایدرجوع بکتاب‌وسنت کرد پس میباید امام منصوص ازجانب خدا ورسول‌باشد نه بروشیکه مخالفان قایلند‌امامت‌رامستند باجماع میدانند ونصب امام را ازجانب امت‌میدانند امادربعضی اخبار وارد شده‌استکه درقرائة اهل‌بیت(ع) والی اولی الامر درآخرنیز بودهچنانکه علی بن ابراهیم گفته است که مراد از اولی‌الامر حضرت

تالیف

علامه مولی محمد باقر مجلسی ره

در اصول دین و معارف

از انتشارات :

کتابفروشی اسلامیه

تهران خیابان بوذرجمهری شرقی ـ تلفن: ۵۲۱۹۶۶

* (چاپ اسلامیه ۱۳۵۴ شمسی ه). *

غضبناك بحرمسرا بازگشت وپردههای خجالت در آویخت پس چون شب شد بخواب رفتم درخواب دیدم که حضرت مسیح وشمعون وجمعی از حواریان در قصر جدم جمع شدند و منبری از نور نصب کردند که ازرفعت بر آسمان سر بلندی مینمود ودرهمان موضع تعبیه کردند که جدم تخت را گذاشته بود پس حضرت رسول باوصی وداماداش علی(ع) وجمعی از امامان فرزندان بزرگوار ایشان قصررا بنورقدوم خویش منور ساختند پس حضرت مسیح بقدم ادب ازروی تعظیم و اجلال باستقبال حضرت خاتم الانبیاء شتافت ودست در گردن مبارك آنحضرت درآورد پس حضرت رسالت پناه فرمود که یاروح‌الله آمده‌ام که ملیکه فرزند وصی تو شمعون را برای این فرزند سعادتمند خود خواستگاری نمایم واشاره فرمود بماه برج امامت وخلافت امام حسن عسکری ﷺ فرزند آنکسیکه تو نامه‌اش را بمن دادی پس حضرت عیسی نظر افکند بسوی حضرت شمعون و گفت که شرف دوجهانی بتوروی آورده پیوند کن رحم خودرا برحم آل محمد شمعون گفت کردم پس همگی بر آن منبر برآمدند وحضرت رسول خطبهٔ انشاء فرمود باحضرت مسیح مرا به امام حسن(ع) عقد بستند وفرزندان حضرت رسالت با حواریان گواه شدند پس چون از آن خواب سعادت مآب بیدارشدم ازبیم کشتن آنخواب‌را برای پدر وجدخود نقل نکردم و این گنج رایگان را درسینه پنهان داشتم وآتش محبت آن خورشید فلك امامت روزبروز درکانون سینه‌ام مشتعل میشد وسرمایهٔ صبروقرارمرا بباد فنا میداد تا بحدیکه خوردن وآشامیدن برمن حرام شد وهرروز چهره کاهی میشد وبدن میکاهید وآثار عشق نهانی دربیرون ظاهر می گردید پس درشهرما طبیبی نماند مگر آنکه جدم برای معالجهٔ من حاضر کرد وازدوای دردمن از اوسؤال نمود وهیچ سود نمیداد پس چون ازعلاج درد من مأیوس گردید روزی بمن گفت ای نورچشم آیا درخاطرت هیچ آرزوئی دردنیاهست که برای تو بعمل آورم.

گفتم ای جدمن درهای فرج رابرروی خود بسته می‌بینم اگر شکنجه وآزار را از اسیران مسلمانان که درزندان‌تواند دفع نمائی وزنجیرها را از ایشان بگشائی و ایشان‌را آزاد کنی امیدوارم که حضرت مسیح ومادرش بمن عافیتی بخشد پس چون چنین کرد اندك صحتی ازخود ظاهر ساختم واندك طعامی تناول نمودم پس خوشحال و شادشد ودیگر اسیران مسلمانان راعزیز و گرامی داشت پس بعداز چهارده شب درخواب دیدم که بهترین زنان عالمیان فاطمه(ع) بدیدن من آمده وحضرت مریم باهزار کنیز از حوریان بهشت با آنحضرت میباشند پس مریم بمن گفت که این خاتون بهترین زنان ومادر شوهر تست امام

حسن عسکری علیه السلام پس من بدامن مبارکش درآویختم و گریستم وشکایت کردم که حضرت امام حسن علیه السلام بمن جفا میکند واز دیدن من ابا مینماید پس آنحضرت فرمود فرزند من چگونه بدیدن تو بیاید وحال آنکه بخدا شرك میآوری و برمذهب ترسایانی و اینك خواهرم مریم دختر عمران بیزاری میجوید بسوی خدا ازدین تو اگر میل داری که خدا و مریم و مسیح از تو خوشنود گردند وحضرت امام حسن عسکری علیه السلام بدیدن تو بیاید بگو **اشهدان لااله الاالله وان محمداً رسول الله** پس چون باین دو کلمهٔ طیبه تلفظ نمودم حضرت سیدة النساء مرا بسینهٔ خود چسبانید ودلداری فرمود و گفت اکنون منتظر فرزندم باش که من اورا بسوی تو میفرستم پس بیدارشدم و آن دو کلمه طیبه را بزبان میراندم وانتظار ملاقات گرامی آنحضرت میبردم چون شب آینده درآمد و بخواب رفتم خورشید جمال آن حضرت طالع گردید گفتم ایدوست من بعداز آنکه دلم را اسیر محبت خود گردانیدی چرا از مفارقت جمال خود مرا چنین جفا دادی فرمود که دیرآمدن من بنزدتو نبود مگر برای آنکه مشرك بودی واکنون که مسلمان شدی هرشب بنزدتو خواهم بود تا آنزمان که حقتعالی ما وتورا بظاهر بیکدیگر برساند و این هجران را بوصال مبدل گرداند پس از آنشب تاحال یکشب نگذشته است که دردهجران مرا بشربت وصال دوا نفرماید بشیر بن سلیمان گفت که چگونه درمیان اسیران افتادی گفت مرا خبرداد امام حسن عسکری (ع) درشبی ازشبها که درفلان روز جدت لشکری بجنگ مسلمانان خواهدفرستاد پس خوداز عقب ایشان خواهدرفت وخودرا درمیان کنیزان وخدمتکاران بیانداز بهیئتی که ترانشناسند وازپی جدخود روان شو وازفلان راه بروچنان کردم طلیعهٔ لشکر مسلمانان بما برخوردند ومارا اسیر کردند وآخر کارمن آن بود که دیدی و تاحال بغیر از تو ندانسته است که من دختر پادشاه رومم ومرد پیری که درغنیمت من بحصهٔ او افتادم از نام من سئوال کرد گفتم نرجس نام دارم گفت این نام کنیزانست بشیر گفت این عجیب است که تو ازاهل فرنگی و زبان عربی را نیك میدانی گفت که بلی ازبسیاری محبتی که جدم نسبت بمن داشت ومیخواست که مرا بیاد گرفتن آداب حسنه بدارد زن مترجمی را که زبان عربی بمن می آموخت اجیر نمود تا آنکه زبانم باین لغت جاری شد بشیر گوید که چون اورا بسر من رأی بردم و بخدمت حضرت امام علی النقی رسانیدم حضرت بکنیزك خطاب فرمود که چگونه حق سبحانه وتعالی بتو نمود عزت دین اسلام را ومذلت دین نصاری و شرف و بزرگواری محمد واهلبیت اورا او گفت چگونه وصف کنم برای تو ای فرزند رسول خدا چیزی را که تو میدانی ازمن پس حضرت فرمود که میخواهی ترا گرامی دارم کدام یك بهتر است نزدتو

یعنی ایگروه مؤمنان دوستی مکنید باقومی که غضبکرده است خدا برایشان بتحقیق کـه ناامید گردیده‌اند از آخرت چنانچه ناامید گردیده‌اند کافران از اصحاب قبرها و ابن‌بابویه در علل‌الشرایع روایت کرده است از حضرت امام محمدباقر ؑ که چون قائم ما ظاهر شود عایشه را زنده کند تا برا و حد بزند و انتقام فاطمه را از او بکشد و شیخ مفید در ارشاد از حضرت امام جعفر صادق «ع» روایت کرده‌است که چون وقت قیام قائم آل‌محمد ﷺ بشود در جمادی الاخر وده روز از ماه رجب بارانی ببارد که خلایق مثل آنرا ندیده باشند پس برویاند خدا بآن باران گوشتهای مؤمنان و بدنهای ایشان را در قبرهای ایشان و گویا نظر میکنم بسوی ایشان که آیند از جانب قبیله جهنیه و خاك قبر را از سرهای خود افشانند وایضاً از آنحضرت روایت کرده‌است که بیرون میآید باقائم از پشت کوفه یعنی نجف بیست و هفت نفر باپانزده نفر از قوم موسی از آنها که حقتعالی فرموده‌است که هدایت میکردند بحق و بحق عدالت میکردند و هفت نفر از اصحاب کهف و یوشع بن نون و سلمان و ابوذر و جابر انصاری و مقداد و مالك اشتر پس درپیش روی آنحضرت خواهند بود و یاوران و حاکمان او خواهند بود و عیاشی نیز اینحدیث را ذکر کرده‌است و نعمانی روایتکرده‌است از حضرت امام محمدباقر ؑ که چون قائم آل‌محمد ﷺ بیرون آید خدا اورا یاری کند بملائکه و اول کسیکه با او بیعت کند محمد باشد و بعد از آن علی و شیخ طوسی و نعمانی از حضرت امام رضا ؑ روایت کرده‌است که از علامات ظهور حضرت قائم آنست که بدن برهنه‌ای درپیش قرص آفتاب ظاهر خواهد شد و منادی ندا خواهد کرد که این امیرالمؤمنین است برگشته است که ظالمان را هلاك کند وایضاً شیخ روایت کرده است از حضرت ابی عبدالله که چون قائم ما خروج کند نزد قبر هرمؤمنی ملکی بیاید و اورا ندا کند که ای‌فلان صاحب تو و امام تو ظاهر شده است اگرمیخواهی ملحق شوی باو ملحق شو و اگرمیخواهی در نعمت و کرامت خدا باشی هم آنجا باش پس بعضی بیرون آیند و بعضی در نعیم الهی بمانند و در زیارت جامعهٔ مشهوره و اکثر زیارات منقوله خصوصاً زیارت حضرت امام حسین ؑ ذکر رجعت واظهار اعتقاد بآن مذکوراست و در متهجد و مصباح الزائر و سایـر کتب از حـضـرت امام جعفر صادق «ع» منقول است که هر که دعای عهدنامه را چهل صباح بخواند از انصار حضرت قائم باشد و اگر پیش از ظهور آن حضرت بمیرد حقتعالی اورا از قبر بیرون آورد در وقت خروج آنحضرت و در عهدنامهٔ مزبور مذکور است که خداوندا اگر حایل شود میان من و آنحضرت مرگی که بر بندگان خودحتم ولازم گردانیده‌ای پس بیرون آورمرا ازقبرمن

(حاشیه دست‌نویس:) ۳ حضور محمد صلی الله علیه و آله و سلم و حضرت علی کرم الله وجهه بیعت مهدی دجال خواهند کرد. العیاذ بالله

یاوران خودرا ازجن ونقباء بسوی ایشان بر گرداند که بایشان بگویند که بر گردند بحق پس هر که ایمان بیاورد اورا ببخشد و هر که ایمان نیاورد اورا بقتل رسانید پس چون عسکر فیروزی اثر بسوی مکه باز گردند ازصد کس یك کس ایمان نیاورد بلکه ازهزار کس یك کس ایمان نیاورد .

مفضل پرسید که ایمولای من خانهٔ حضرت مهدی ومحل اجماع مؤمنان کجا خواهد بود فرمود که پایتخت آنحضرت شهر کوفه خواهد بود ومجلس دیوان وحکمش مسجد کوفه خواهد بود ومحل جمع بیت المال وقسمت غنیمتها مسجد سهله وموضع خلوتش نجف اشرف خواهد بود مفضل پرسید که جمیع مؤمنان در کوفه خواهند بود فرمود که بلی والله هیچ مؤمنی نباشد مگر آنکه در کوفه باشد یادر حوالی کوفه باشد یادلش مایل بکوفه باشد ودر آنزمان قیمت جای خوابیدن یك گوسفند در کوفه دوهزار درهم باشد ودر آنزمان شهر کوفه وسعتش بقدر پنجاه وچهار میل یعنی هیجده فرسخ باشد وقصرهای کوفه بکربلای معلا متصل گردد وحق تعالی کربلا را پناهی وجایگاه گرداند که پیوسته محل آمد و شد ملائکه و مؤمنان باشد حقتعالی آن زمین مقدس را بسیار بلند مرتبه گرداند وچندان از برکات ورحمتها در آن قرار دهد که اگر مؤمنی در آنجا بایستد وبخواند خدارا هر آینه بیکدعا مثل هزار مرتبه ملك دنیا باو کرامت فرماید پس حضرت امام جعفر صادق عليه السلام آهی کشیدند وفرمودند ای مفضل بدرستی که بقعه های زمین بایکدیگر مفاخرت کردند پس کعبهٔ معظمه بر کربلای معلا فخر کرد حق تعالی وحی کرد بکعبه که ساکت شو وفخر مکن بر کربلا بدرستیکه آن بقعه مبارکه ای است که در آنجا ندای **انی اناالله** ازشجرهٔ مبارکه بموسی رسید وآن همان مکان بلند است که مریم وعیسی رادر آنجا جای دادم ودرموضعی که سرمبارك حضرت امام حسین عليه السلام را بعدازشهادت شستند ودرهمان موضع حضرت مریم عیسی روح الله رادروقت ولادت غسل داد وخود درآنجاغسل کرد وآن بهترین بقعه ایست که حضرت رسول صلى الله عليه وآله وسلم از آنجا عروج نمود وخیرورحمت بی پایان برای شیعیان ما در آنجامهیا است تاظاهر شدن حضرت قائم عليه السلام مفضل گفت ای سید من پس حضرت صاحب الامر دیگر بکجا متوجه خواهد شد فرمود که بسوی مدینهٔ جدم رسول خدا صلى الله عليه وآله وسلم و چون وارد **مدینه شود** امری عجیب از او بظهور خواهد **آمد که** موجب شادی مؤمنان وخوازی کافران گردد مفضل پرسید که آن چه امری است فرمود که چون بنزد قبرجدبزرگوارخود رسد گوید که ای گروه خلایق این قبرجدمن رسولخدا است گویند بلی ای مهدی آل محمد صلى الله عليه وآله وسلم گوید که کیستند اینها که با او دفن

کرده‌اند گویند دومصاحب وهم خوابهٔ او ابوبکروعمر پس حضرت صاحب در حضور خلق
ازروی مصلحت پرسد که کیست ابوبکرو کیست عمرو بچه سبب ایشان را ازمیان جمیع خلایق
باجدم دفن کرده اند وگاه باشد که دیگری باشد که دراینجا مدفون شده باشد پس مردم گویند
ای مهدی آل محمد غیر ایشان کسی دراینجا مدفون نیست ایشانرا برای همین دراینجا دفن
کرده‌اند که خلیفهٔ رسولخدا وپدرزنان آنحضرت بودند پس فرماید آیا کسی هست که اگر
ببیند ایشانرا بشناسد گویند بلی مابصفت میشناسیم بازفرماید که آیا کسی هست که شك داشته
باشد دراینکه ایشان اینجامدفونند گویند نه پس بعد ازسه روزامر فرماید که دیواررا بشکافند
وهردورا ازقبر بیرون آورند پس هردورا بابدن تازه بدر آورد بهمان صورت که داشته‌اند
پس بفرماید که کفنهارا ازایشان بدرآورند وبگشایند وایشانرا بحلق کشند بردرخت خشکی
پس برای امتحان خلق درحال آندرخت سبزشود وبرگ برآورد وشاخه هایش بلند شود
پس جمعی که ولایت ایشان داشته‌اند گویند که اینستوالله شرف وبزرگی ومارستگارشدیم
بمحبت ایشان وچون این خبرمنتشرشود هرکه دردل بقدر حبه‌ای ازمحبت ایشان داشته باشد
حاضرشود پس منادی ازجانب قائم عليه السلام نداکند که هرکه این دو مصاحب و دو همخوابه
رسولخدا را دوست میدارد ازمیان مردم جداشود وبیکطرف بایستد پس خلق دوطایفه شوند
یکی دوستدار ایشان ویکی لعنت کننده برایشان پس حضرت فرماید بردوستان ایشان که
بیزاری جوئید ازایشان واگرنه بعذاب الهی گرفتارمیشوید ایشان جواب گویند ای مهدی آل
رسول صلى الله عليه وآله ما پیش ازآنکه بدانیم که ایشانرا نزدخدا قرب ومنزلتی هست زایشان بیزاری
نکردیم چگونه امروز بیزارشویم ازایشان وحال آنکه کرامت بسیار ازایشان برماظاهر شد
ودانستیم که مقربان درگاه حقند بلکه ازتوبیزاریم وازهرکه بتوایمان آورده‌است و از
هرکه ایمان بایشان نیاورده است وازهرکه ایشانرا باین خواری بدرآورده وبردار کشیده
است پس حضرت مهدی امر فرماید باد سیاهیرا که بایشان وزد وایشانرا بهلاکت رساند
پس فرماید که آندوملعون را بزیرآورند وایشان را بقدرت الهی زنده گرداند وامرفرماید خلایق
را که جمع شوند پس هرظلمی و کفری که ازاول عالم تاآخرشده گناهش رابرایشان لازم آورد
وزدن سلمان فارسی را وآتش افروختن بدرخانه امیرالمؤمنین عليه السلام وفاطمه وحسن وحسین(ع)
برای سوختن ایشان وزهردادن امام حسن و کشتن امام حسین واطفال ایشان و پسرعمان
ایشان ویاران اوواسیر کردن ذریهٔ رسول وریختن خون آل محمد درهرزمانی وهرخونی که
بناحق ریخته شده وهرفرجی که بحرام جماع شده وهرسوذی و حرامی که خورده شده و

هر گناهی وظلمی وجوری که واقع‌شده تا قیام قائم آل‌محمد عجل‌الله همه را بایشان بشمارند که ازشما شده و ایشان اعتراف کنند زیرا که اگر در روز اول غصب حق خلیفهٔ به حق نمیکردند اینها نمیشد پس امرفرماید که از برای هر مظالم هر که حاضر باشد از ایشان قصاص نماید پس ایشان را بفرماید که از درخت بر کشند و آتشی را فرماید که از زمین بیرون آید و ایشان را بسوزاند با درخت و بادی را امر فرماید که خاکستر آنها را بدریاها پاشد.

مفضل گفت ای‌سیدمن این آخرعذاب ایشان خواهدبود فرمود که هیهات ای‌مفضل والله که سیدا کبرمحمد رسول‌الله(ص) وصدیق‌اکبرامیرالمؤمنین علیه‌السلام وفاطمه زهراء وحسن مجتبی علیه‌السلام وحسین‌شهید بکربلاء وجمیع ائمهٔ هدی‌همگی زنده‌خواهند شد وهر که‌ایمان محض خالص داشته وهر که‌کافرمحض‌بوده همگی زنده خواهند شد واز برای جمیع ائمه ومؤمنان ایشان راعذاب خواهند کرد حتی آنکه درشبانه روز هزار مرتبه ایشان رابکشند وزنده کنند پس خدا بهرجا که خواهدآنهارابرد ومعذب گرداند پس‌ازآنجاحضرت‌مهدی متوجه کوفه شود ودرمیان کوفه ونجف‌فرودآید باچهل وشش هزارملك وچهل وشش‌هزار جن وسیصد وسیزده تن ازنقباء مفضل پرسید که زورا که بغداد باشد در آنوقت چگونه خواهد بود فرمود که محل لعنت وغضب الهی‌خواهدبود وواى بر کسی که در آنجاساکن باشدازعلمهای زرد وازعلمهای مغرب وازعلمهائیکه ازنزدیك و دورمتوجه آن میگردد والله که برآنشهرنازل‌شود اصناف عذابها که‌برامتهای گذشته واقع‌شده است وعذابی‌چندبرآن نازلشود که چشمها ندیده و گوشها نشنیده باشدوطوفانی که‌براهلش نازل خواهدشدطوفان شمشیر خواهدبودوالله که یکوقتی چنان‌آبادشودبغداد که گویند دردنیا همین‌است‌و گویند قصرها وخانه‌هایش بهشت‌است ودخترانش‌حورالعین‌اند وپسرانش ولدان‌بهشت‌اند و گمان کنند که خدا روزی بندگان راقسمت‌نکرده است مگردرآنشهر وظاهرشود درآنشهراز افتراء بخدا ورسول وحکم‌بنا حق و گواهی بناحق وشراب‌خوردن وزنا کردن‌ومال‌حرام خوردن وخون ناحق ریختن‌آنقدر که درتمام دنیاآنقدر نباشدپس خدا خراب کندآنرابه این فتنه‌ها ولشگرها بمرتبه‌ای که‌اگر کسی گذرد ونشان‌دهد که‌اینجا زمین آن شهر است کسی قبول‌نکند پس خروج کند جوان خوش روی‌حسنی بجانب دیلم و قزوین وبآواز فصیح‌ندا کند که بفریاد رسید ای‌آل محمد «ص» مضطر بیچاره را که از شما یاری میطلبد پس اجابت نماید اورا گنجهای خدا درطالقان‌چه گنجهانه ازنقره ونه‌ازطلابلکه‌مردی‌چند

در قرآن هر آیه در فضیلت ما نکنند مگر نشنیده‌اند این آیه را که **و نرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض الخ** که ترجمه‌اش گذشت والله که تنزیل این آیه در بنی اسرائیل است و تأویلش در رجعت ما اهلبیت است و فرعون و هامان ابوبکر و عمر اند پس فرمود بعد از آن برخیزد جدم علی بن الحسین علیه السلام و پدرم امام محمد باقر علیه السلام پس شکایت کنند بجد خود رسول خدا آنچه از ستمکاران بایشان واقع شده است پس برخیزم من و شکایت کنم آنچه از منصور دوانیقی بمن رسیده است پس برخیزد فرزندم امام موسی و شکایت کند بجدش از هرون الرشید پس بر خیزد علی بن موسی الرضا و شکایت کند از مأمون پس برخیزد امام محمد تقی و شکایت کند از مأمون ملعون و غیر او پس برخیزد امام علی النقی و شکایت کند از متوکل پس برخیزد امام حسن عسکری و شکایت کند از معتز پس برخیزد مهدی آخر الزمان همنام جدش حضرت رسول صلی الله علیه و آله با جامه خون آلود محمد صلی الله علیه و آله درروزی که پیشانی نورانیش را در جنگ احد مجروح کردند و دندان مبارکش را شکستند و بخون آلوده شد وملائکه بردور او باشند تا بایستد پیش جدامجدش و بگوید مرا وصف کردی برای مردم دلالت فرمودی و نام و نسب و کنیت مرا از برای ایشان بیان کردی پس امت تو انکار حق من کردند واطاعت من نکردند و گفتند متولد نشده است و نیست و نخواهد بود یا گفتند مرده است و اگر میبود اینقدر غایب نمیماند پس صبر کردم از برای خدا تا الحال که حقتعالی مرا رخصت فرمود که ظاهر شوم پس حضرت فرماید که **الحمدلله الذی صدقنا وعده و اورثنا الارض نتبوء من الجنة حیث نشاء فنعم اجر العاملین** و گوید که آمد یاری وفتح الهی ظاهر شد گفتند حقتعالی **هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون** پس بخواند **انا فتحنالك فتحا مبینا لیغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر و یتم نعمته علیك و یهدیك صراطا مستقیما و ینصرك الله نصرا عزیزا**

مفضل پرسید که چه گناه داشت حضرت رسول صلی الله علیه و آله که حقتعالی میفرماید که تا بیامرزد از برای تو حقتعالی آنچه گذشته است از گناهان تو و آنچه مانده است و بعد از این خواهد شد حضرت امام جعفر صادق (ع) فرمود ایمفضل رسولخدا دعا کرد که خداوندا شیعیان برادرم من علی بن ابیطالب و شیعیان فرزندان من که اوصیاء منند گناهان گذشته و آینده ایشانرا تا روز قیامت برمن بار کن و مرا در میان پیغمبران بسبب گناهان شیعیان رسوا مکن پس حقتعالی گناهان شیعیانرا بر آنحضرت بار کرد وهمه را برای آنحضرت آمرزید پس مفضل بسیار گریست و گفت ایسید من اینها فضل خدا است برما ببرکت شما امامان ما حضرت فرمود

ترصیع

رجعت

رسول علیه السلام ... [illegible]

که ای مفضل این مخصوص تو وامثال تست ازشیعیان خالص واینحدیث را نقل نکن برای جماعتی که درمعصیت خدا رخصت میطلبند و بهانه میجویند پس اعتماد بر این فضیلت میکنند وترك عبادت میکنند وماهیچ فایده بحال ایشان نمیتوانیم رسانید زیرا که حقتعالی میفرماید که شفاعت نمیکنند مگر از برای کسیکه پسندیده باشد وشفیعان ازخشیت الهی ترسانند مفضل پرسید که این آیه که حضرت رسول صلی الله علیه و آله خواند که **لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون** مگر آنحضرت بر همه دینها هنوز غالب نشده‌اند فرمود ایمفضل اگر بر همه غالب شده بود مذهب یهود و نصاری ومجوس وصابئان وغیر ایشان از دینهای باطل در زمین نمیماند بلکه این درزمان مهدی ورجعت حضرت رسول خواهد بود واین آیه نیز در آنزمان بعمل خواهد آمد **وقاتلوهم حتی لاتکون فتنة ویکون الدین کله لله** پس حضرت امام جعفر صادق «ع» فرمود که بر گردد حضرت مهدی بسوی کوفه وحق سبحانه وتعالی از آسمان بشکل ملخ ازطلا بر ایشان بباراند چنانچه بر حضرت ایوب بارید وقسمت نماید باصحابش گنجهای زمین را ازطلا ونقره وجواهر مفضل پرسید که اگر یکی ازشیعیان شما بمیرد وقرضی از برادران مؤمن درذمهٔ اوباشد چگونه خواهد بود حضرت فرمود که اول مرتبه حضرت مهدی «ع» ندا فرماید درتمام عالم که هر که قرضی بر یکی ازشیعیان ما داشته بیاید وبگوید پس همه را بدو ادا فرماید حتی یکدانه سیر ویکدانه خردل واین حدیث ازاین طولانی تر است و ما باینقدر که مناسب این مقام بود اکتفا کردیم .

باب پنجم

در اثبات معاد است

وبیان مقدمات آن وتوابع آن ازوقت مرگ تا انقضای امر عالم ودر آن

چند فصل است

فصل اول در اثبات معاد جسمانی است ودر آن تمهید مقدمه‌ای ضرور است بدانکه آنچه درقرآن مجید واحادیث معتبره وارد شده است دروصف قیامت و مقدمات آن وخصوصیات واوصاف آن وآنچه بعداز آن احوال خلق بآن منتهی میشود باید همه را اذعان کرد وراه تأویل درآنها نباید گشود زیرا که اعظم اسباب الحاد وتضلیل فتح باب ایراد وتأویل است

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ

نماز کو قائم کرو اور مشرک نہ بنو

ترغیب الصلوٰۃ

المعروف بہ

رسالہ نماز

مؤلفہ

جناب مولانا مولوی سید ولی حیدر صاحب واعظ امروہوی

مصنف ایمان کی پہلی کتاب، تعقیبات پنجگانہ، سراج المومنین، مرقع دینیات وغیرہ

بعد نظر ثانی

جناب مولانا مولوی سید قائم علی صاحب فائی جارچوی فقیہ فاضل و مولوی فاضل

ناشر

مکتبہ امامیہ اکرم روڈ پاک نگر لاہور

زینت زیادہ کرنی چاہیے۔ صادق آلِ محمدؐ سے مروی ہے کہ روز جمعہ دو
ساعتیں ایسی ہیں کہ ان میں دنیا و آخرت کی دعائیں مقبول ہوتی ہیں
ایک خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد دوسری آخر روز جمعہ غروب آفتاب
تک۔ جمعہ کے دن اپنے عیال و اطفال کے لیے نیا میوہ اور تحفہ لانا مستحب
ہے۔ جمعہ کے دن غسل کرنے کی بہت تاکید ہے خواہ نماز پڑھے یا
نہ پڑھے۔

نمازِ شکر

صادق آلِ محمدؐ سے مروی ہے کہ خدا جب کوئی نعمت عطا فرمائے
یا کوئی مصیبت دور کرے تو چاہیے کہ دو رکعت نمازِ شکر پڑھے۔
رکعت اول میں بعد حمد سورۂ قل ھو اللہ اور دوسری رکعت
میں بعد سورۂ حمد قل یا ایہا الکٰفرون پڑھے اور رکعت اول کے
رکوع و سجود میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ شُکْراً وَحَمْداً اور دوسری رکعت
کے رکوع و سجود میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اسْتَجَابَ دُعَائِیْ
وَاَعْطَانِیْ مَسْئَلَتِیْ پڑھے۔

نمازِ جنازہ

اس نماز میں وضو و غسل کی شرط نہیں ہے، جنب کی حالت میں بھی
پڑھ سکتے ہیں، نیت اس طرح کرنا چاہیے۔ نمازِ جنازہ پڑھتا ہوں

Vol. II No. 29, SUNDAY
JUNE 29, 1980

TEHRAN – Imam Khomaini inaugurating National Television's second network delivered yesterday a message marking the birthday of the 12th Imam, Hazrat Mehdi, the Imam Zaman. (The Imam of entire human race).

" The Imam Zaman will bear the message of social justice for transforming the entire world, a task that even the Holy Prophet Mohammad was not wholly successful in acheiving. " Imam Khomaini Said.

" If the celebration for our Holy Prophet is the greatest for Moslems, the celebrations for the Imam Zaman is the greatest for all humanity; I cannot call him leader because he was more than this, I cannot call him first because there is no second, " the Imam declared.

نيمہ شعبان جي موقعي تي،شيعن جي امام زمان جي نائب امام خميني صاحب هڪ تقرير ڪئي جيڪا پاڪستان ۾ ايراني سفارت پنهنجي خانہ فرهنگ ملتان جي ذريعي "اتحاد ويڪ جهتي" (ڏسو هيٺ سرورق جو عڪس) جي نالي سان هڪ پمفليٽ جي شڪل ۾ ڇپائي ، جنهن جي ص ۱۵ تي هيٺيان الفاظ ہ آهن :–

۱۵

جو نبی بھی آئے وہ انصاف کے نفاذ کے لئے آئے - ان کا مقصد بھی یہی تھا کہ تمام دنیا میں انصاف کا نفاذ کریں ، لیکن وہ کامیاب نہ ہوئے یہاں تک کہ ختم المرسلین (ص) جو انسان کی اصلاح کے لئے آئے تھے اور انصاف کا نفاذ کرنے کے لئے آئے تھے - انسان کی تربیت کے لئے آئے تھے لیکن وہ اپنے زمانے میں کامیاب نہیں ہوئے - وہ آدمی جو اس معنی میں کامیاب ہو گا اور تمام دنیا میں انصاف کو نافذ کرے گا وہ بھی اس انصاف کو نہیں جسے عام لوگ سمجھتے ہیں کہ زمین میں انصاف کا معاملہ صرف لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے ہو - بلکہ یہ انصاف انسانیت کے تمام مراتب میں ہو وہ چیز جس میں انبیاء کامیاب نہیں ہوئے باوجود اس کے کہ وہ اس خدمت کے لئے آئے تھے -

(نیمہ شعبان ۱۴۰۰ کے موقع پر تقریر)

متعہ — کئی دوسرے شیعی عقائد اور طریقوں کی طرح ایک ایسا موضوع رہا ہے ' جس پر عموماً اہل تشیع خود بھی عام گفتگو سے احتراز کرتے رہے ہیں ' لیکن ایران کی موجودہ انقلابی حکومت کی طرف سے جنسی تعلق کے اس طریقے کو عام کرنے کے لئے گزشتہ کئی برس سے پرزور مہم جاری ہے۔ حال ہی میں منظر عام پر آنے والی ایک خبر کے مطابق ایران کے صدر ہاشمی رفسنجانی نے اپنے ملک کے ۱۸ برس سے زائد تمام لڑکوں اور لڑکیوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ اپنے جذبات کی تسکین کے لئے عارضی ازدواجی تعلق کا یہ طریقہ اختیار کریں۔ جو گھنٹوں سے لے کر برسوں تک کی کسی بھی مدت کے لئے ہو سکتا ہے اور جس کے لئے عارضی میاں بیوی کی رضامندی کے سوا کوئی دوسری شرط نہیں ہے اور جو شیعہ مذہب کی رو سے جائز ہی نہیں بلکہ دینی لحاظ سے درجات کی بلندی اور رضائے الٰہی کے حصول کا نہایت اعلیٰ و ارفع ذریعہ ہے۔

ایرانی کی حکومت کی اس مہم نے مغرب کے علمی حلقوں کو چونکا کر رکھ دیا ہے ' کیونکہ ان کے ہاں جنسی معاملات میں جو بے محابا آزادی پائی جاتی ہے ' اس کے ساتھ اخلاقی فضیلت کا کوئی تصور بہرحال وابستہ نہیں۔ شادی کے علاوہ جنسی روابط بالکل عام ہونے کے باوجود آج بھی وہاں اخلاقی اعتبار سے معیوب ہی سمجھے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اگر انہیں اپنے حکمرانوں اور سیاسی رہنماؤں کے ایسی کسی سرگرمی میں ملوث ہونے کا پتہ چلتا ہے تو عوامی سطح پر ان کا ایسا کڑا احتساب کیا جاتا ہے کہ ان کے لئے سیاست سے راہ فرار اختیار کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوتا۔

اس صورت میں ایرانی حکومت کی طرف سے متعہ کے نام پر جنسی روابط سے تقریباً تمام پابندیاں اٹھا لینے کی مہم ان کے لئے جستجو کا سبب بنی اور انہوں نے یونیورسٹی آف کیلیفورنیا سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری لینے والی ایرانی خاتون شہلا حائری کو جو اب ہارورڈ یونیورسٹی میں ریسرچ کا کام کر رہی ہیں ' متعہ اور اس کے فروغ کی مہم اور ایرانی معاشرے پر اس کے اثرات کے موضوع پر تحقیق کے لئے ایران بھیجنے کا اہتمام کیا۔ شہلا حائری خود ایک مرحوم ایرانی آیت اللہ کی پوتی ہیں۔ انقلاب سے پہلے ۱۹۷۸ء میں بھی اس موضوع پر ایران جا کر انہوں نے تحقیق کا کام کیا تھا۔ شیعہ مذہبی گھرانے سے تعلق کی بناء پر دوسروں کی نسبت ان کے لئے اس موضوع پر کام اور اس تجربے سے گزرنے والے دونوں صنفوں کے افراد سے گفتگو آسان تھی۔

ان کی تحقیق کو کتابی شکل میں آئی۔ بی۔ ٹارس اینڈ کمپنی لمیٹڈ لندن نے ۱۹۸۹ء میں شائع کیا ہے۔ اس کتاب کے مختلف اجزاء اس سے پہلے بعض تحقیقی جرائد میں بھی شائع ہو چکے ہیں۔ ۲۵۰ سے زائد صفحات پر مشتمل اس اہم تحقیقی کاوش میں موضوع کے تمام متعلقہ پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہے۔ شیعہ مذہب میں عورتوں کے مقام کا شعور حاصل کرنے کے لئے اس کتاب کا

ثروت جمال اصمعی

مکمل مطالعہ نہایت مفید ثابت ہو سکتا ہے ' تاہم ہمارے لئے ان صفحات میں اس کتاب کی صرف ایک جھلک ہی پیش کرنا ممکن ہے۔ پوری کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں شیعہ عقائد کے مطابق نکاح اور متعہ دونوں کا تقابل کر کے باہمی فرق واضح کیا گیا ہے۔ دوسرے حصہ میں صیغہ کے نام سے رائج متعہ کی مختلف اقسام کی تفصیل پیش کی گئی ہے۔ تیسرے حصے میں ان عورتوں اور مردوں کے منتخب انٹرویو دیئے گئے ہیں ' جو خود

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا

مومنو! اللہ سے ڈرو اور بات سیدھی کیا کرو۔

اصلاحِ شیعہ

اہلِ تشیع کے اپنے مذہب سے تصادم کی تاریخ

شیعہ کے اپنے عقائد و اعمال سے انحراف کے تاریخی پس منظر علمی تنقیدی جائزے اور قابلِ عمل اصلاحی تجاویز پر مشتمل یہ کتاب ایک بلند پایہ شیعہ محقق عالم کی تصنیف ہے جس کا مطالعہ شیعہ و سنی عوام و خواص سب کے لئے یکساں مفید ہے۔

عربی

ڈاکٹر موسیٰ الموسوی

اردو

ابو مسعود آلِ امام

اسلام ہی اللہ کا پسندیدہ دین ہے

کتاب : الشیعہ والتصحیح

مؤلف : ڈاکٹر موسیٰ مُوسوی

ترجمہ : اصلاحِ شیعہ

مترجم : ابُومسعُود آلِ امام

طبع : اوّل

تاریخ : فروری ۱۹۹۰ء

رجب ۱۴۱ھ

تعداد . پندرہ ہزار

من حقوق الله و حقوق رسول الله صلى الله عليه وآله لأنّ حقّ الحسين عليه السلام فريضة من الله واجبة على كلّ مسلم [(١)].

٣ـ عن عنبسة بن مصعب، عن أبي‌عبدالله عليه السلام قال: من لم يأت قبر الحسين عليه السلام حتّى يموت كان منتقص الدّين، منتقص الإيمان، وإن دخل الجنّة كان دون المؤمنين في الجنّة [(٢)].

٤ ـ عن محمّد بن مسلم، عن أبي‌جعفر عليه السلام قال: قال: من لم يأت قبر الحسين عليه السلام من شيعتنا كان منتقص الإيمان، كان منتقص الدّين، و إن دخل الجنّة كان دون المؤمنين في الجنّة [(٣)].

٥ ـ عن أبي‌عبدالله عليه السلام قال: من لم يأت قبر الحسين عليه السلام و هو يزعم أنّه لنا شيعة حتّى يموت فليس لنا بشيعة و ان كان من أهل الجنّة فهو من ضيفان أهل الجنّة [(٤)].

٦ ـ عن هارون بن خارجة، عن أبي‌عبدالله عليه السلام قال: سألته عمّن ترك الزّيارة ـ زيارة قبر الحسين بن عليّ عليهما السلام ـ من غير علّة؟ قال: هذا رجل من أهل النّار [(٥)].

٧ ـ عن عليّ بن ميمون، قال: سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول: لو أنّ أحدكم حجّ ألف حجّة، ثمّ لم يأت قبر الحسين بن عليّ عليهما السلام لكان قد ترك

(١) كامل الزيارات ص ١٢٢، التهذيب ج ۶ ص٤٢، البحار ج ١٠١ ص ٣، الوسائل ج ١٠ ص ٣٣٣.

(٢) كامل الزيارات ص ١٩٣، التهذيب ج ۶ ص ٤٥، البحار ج ١٠١ ص ٤، الوسائل ج ١٠ ص ٣٣٥.

(٣) كامل الزيارات ص ١٩٣، البحار ج ١٠١ ص ٤.

(٤) كامل الزيارات ص١٩٣، البحار ج ١٠١ ص ٤، الوسائل ج ١٠ ص٣٣۶.

(٥) كامل الزيارات ص ١٩٣، البحار ج ١٠١ ص٥، الوسائل ج ١٠ ص٣٣٧ المستدرك ج ٢ ص ٢٠٤، الوسائل ج ١٠ ص ٣٣٧.

نور العين

في المشي الى زيارة قبر الحسين عليه السلام

تأليف

الشيخ محمد حسن الاصطهباناتي قدس سره

تصدى لطبعه

علي اكبر الغفاري

مكتبة الصدوق

طهران - بازار سراي اردبيهشت

الطبعة الاولى

١٤٠٥ هـ ق

تلفن ٥٣٦٥١٣

١٣٦٣ هـ ش

حقاً من حقوق الله تعالى ، وسئل عن ذلك ، فقال : حقّ الحسين عليه السلام مفروض على كل مسلم [١] .

٨ ـ عن هشام بن سالم ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه قال ـ في حديث له طويل ـ : أتـه أتاه رجلٌ فقال له : هل يزار والدك ؟ فقال : نعم ، قال : فما لمن زاره ؟ قال : الجنّة ان كان يأتمّ به ، قال : فما لمن تركه رغبة عنه ؟ قال : الحسرة يوم الحسرة ـ و ذكر الحديث بطوله [٢] .

٩ ـ عن أبي بكر الحضرميّ ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : سمعته يقول : من أراد أن يعلم أنّه من أهل الجنّة فليعرض حبّنا على قلبه فإن قبله فهو مؤمن ، ومن كان لنا محبّاً فليرغب في زيارة قبر الحسين عليه السلام فمن كان للحسين عليه السلام زوّاراً عرفناه بالحبّ لنا أهل البيت وكان من أهل الجنّة و من لم يكن للحسين زوّاراً كان ناقص الايمان [٣] .

١٠ ـ عن سليمان بن خالد قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : عجباً لأقوام يزعمون أنّهم شيعة لنا و يقال : إنّ أحدكم يمرّ به دهره و لا يأتي قبر الحسين عليه السلام جفاء منه ، و تهاوناً و عجزاً و كسلا ، أما والله لو يعلم ما فيه من الفضل ما تهاون و لا كسل ، قلت : جعلت فداك و ما فيه من الفضل ؟ قال : فضلٌ و خيرٌ كثيرٌ ، أما أوّل ما يصيبه أن يغفر له ما مضى من ذنوبه ، و يقال له : استأنف العمل [٤] .

١١ ـ عن أبان بن تغلب قال : قال لي جعفر بن محمّد عليهما السلام : متى عهدك بقبر الحسين عليه السلام ؟ قلت : لا والله يا ابن رسول الله ما لي به عهدٌ منذ حين ، فقال : سبحان الله العظيم وأنت من رؤساء الشّيعة تترك زيارة الحسين عليه السلام لا تزوره ،

---

(١) كامل الزيارات ص ١٢٢ .

(٢) كامل الزيارات ص ١٢٣ ، الوسائل ج ١٠ ص ٣٤٤ .

(٣) كامل الزيارات ص ١٩٣، البحار ج ١٠١ ص٥-١٠، الوسائل ج١٠ ص٣٣٦ .

(٤) كامل الزيارات ص٢٩٢ واستأنف أي أخذ فيه وابتدأ .كناية عن غفران ذنوبه .

الحسين بن علي عليهما السلام حتى يدخلهما الله الجنة (١).

الباب الثلاثون

انّ الله ينظر الى زائر الحسين عليه السّلام نظرة توجب له الفردوس الأعلى

١ـ عن علي بن ميمون الصائغ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: يا علي بلغني أنّ قوماً من شيعتنا يمرّ بأحدهم السّنة والسّنتان لا يزورون الحسين عليه السلام قلت: جعلت فداك انّي لأعرف أناساً كثيرة بهذه الصّفة، قال: أما والله لحظّهم أخطأوا وعن ثواب الله زاغوا وعن جوار محمد صلى الله عليه وآله تباعدوا. ـ إلى أن قال: ـ قلت: فان أخرج عنه رجلاً فيجزي ذلك؟ قال: نعم و خروجه بنفسه أعظم أجراً وخيراً له عند ربّه يراه ربّه ساهر اللّيل له تعب النّهار، ينظر الله إليه نظرة توجب له الفردوس الأعلى مع محمد و أهل بيته، فتنافسوا في ذلك و كونوا من أهله (٢).

الباب الحادى والثلاثون

ان فاطمة بنت محمّد تحضر لزوّار قبر ولدها الحسين صلوات الله عليهم

١ ـ عن داود بن كثير، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إنّ فاطمة بنت محمد صلى الله عليه وآله تحضر لزوّار قبر ابنها الحسين عليه السلام فتستغفر لهم ذنوبهم (٣).

الباب الثاني والثلاثون

ان الحسين عليه السّلام ينظر الى زوّاره

١ ـ عن عبدالله بن بكير، عن أبي عبدالله عليه السلام ـ في حديث طويل ـ قال: يا ابن بكير إنّ الحسين عليه السلام مع أبيه و امّه وأخيه في منزل رسول الله صلى الله عليه وآله

(١) كامل الزيارات ص ١٢٣، الوسائل ج ١٠ ص ٣٨٨.

(٢) كامل الزيارات ص ٢٩٥.

(٣) كامل الزيارات ص ١١٨.

١٨ ـ عن صالح النيلي، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: من أتى قبر الحسين عليه السلام عارفاً بحقه كان كمن حج مائة حجة مع رسول الله صلى الله عليه وآله [١].

١٩ ـ عن بشير الدهان، عن أبي عبدالله عليه السلام ـ في حديث ـ قال: يا بشير من زار قبر الحسين عليه السلام عارفاً بحقه كان كمن زار الله في عرشه [٢].

٢٠ ـ عن محمد بن إسماعيل بن بزيع، عن علي بن موسى الرضا عليهما السلام قال: من زار الحسين عليه السلام عارفاً بحقه فكأنما زار الله في عرشه [٣].

٢١ ـ عن زيد بن علي عليه السلام قال: من أتى قبر الحسين عليه السلام عارفاً بحقه غفر الله له ما تقدم من ذنبه وما تأخر [٤].

٢٢ ـ عن ابن عباس، عن النبي صلى الله عليه وآله أنه أخبره بقتل الحسين عليه السلام ـ إلى أن قال: ـ من زاره عارفاً بحقه كتب الله له ثواب ألف حجة و ألف عمرة ـ الحديث [٥].

٢٣ ـ عن رفاعة بن موسى النخاس، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إن من خرج إلى قبر الحسين عليه السلام عارفاً بحقه وبلغ الفرات واغتسل فيه فخرج من الماء كان كمثل الذي خرج من الذنوب، فإذا مشى إلى الحائر لم يرفع قدماً و لم يضع اُخرى إلا كتب الله له عشر حسنات، ومحى عنه عشر سيئات [٦].

٢٤ ـ عن رفاعة النخاس، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: أخبرني أبي أن من خرج إلى قبر الحسين عليه السلام عارفاً بحقه غير مستكبر و بلغ الفرات و وقع في ـ

---

(١) ثواب الاعمال ص ١١٨، كامل الزيارات ص ١٦٢، البحار ج ١٠١ ص ٣٤، الوسائل ج ١٠ ص ٣٥٠.

(٢) كامل الزيارات ص ١٤٩. (٣) فضل زيارة الحسين.

(٤) امالي الصدوق ص ٢١١ المجلس ٤٢، البحار ج ١٠١ ص ٢٢، الوسائل ج ١٠ ص ٣٢٥، المجالس ص ١٤٣ المجلس ٤٧.

(٥) كفاية الاثر ص ٢٩٠، الوسائل ج ١٠ ص ٣٥٢، المستدرك ج ٢ ص ٢٠٨.

(٦) كامل الزيارات ص ١٨٧، البحار ج ١٠١ ص ١٤٧، المستدرك ج ٢ ص ٢١٢.

بيان : قوله عليه السلام : « ثلج الفؤاد » أي مطمئنّ القلب ، ذايقين في العقايد الإيمانيّة، أومسروراً بالمغفرة والرّحمة، وقد ذهب عنه الكروب والأحزان ، قال في النهاية : ثلجت نفسي بالأمر : إذا اطمأنّت إليه و سكنت و ثبت فيها و وثقت به (١) .

٩ ــ عن عليّ بن أسباط ، عن بعض أصحابنا ، عن أبي‌عبدالله عليه السلام قال : إنّ الله تبارك وتعالى يبدأ بالنظر إلى زوّار قبر الحسين بن علي عليهما السلام عشيّة عرفة، قال: قلت : قبل نظره لأهل الموقف ؟ قال : نعم ، قلت : وكيف ذاك ؟ قال : لأن في أولئك أولاد زنا وليس في هؤلاء أولاد زنا (٢).

بيان : أي لايوفّق أولاد الزّنى لزيارته عليه السلام (٣) فلهذا يبدؤهم الله بنظر الرّحمة والمغفرة (٤) .

١٠ــ عن عمر بن حسن العرزميّ ، عن أبي‌عبدالله عليه السلام قال : سمعته يقول: إذا كان يوم عرفة نظر الله إلى زوّار قبر الحسين عليه السلام فيقول : ارجعوا مغفوراً لكم مامضى ولا يكتب على أحد منهم ذنب سبعين يوماً من يوم ينصرف (٥) .

١١ ــ عن الصّادق عليه السلام من أتى قبر الحسين عليه السلام يوم عرفة عارفاً بحقّه كتب الله له ألف حجّة، و ألف عمرة مبرورات متقبّلات ، وألف غزوة مع نبيّ

---

(١) البحار ج ١٠١ ص ٨٦ .

(٢) كامل الزيارات ص١٧٠ ، الفقيه ج ٢ ص ٥٨٠ ، ثواب الاعمال ص ١٢٦ ، التهذيب ج ٦ ص٥١ ، مصباح المتهجد ص ٤٩٧ ، معاني الاخبار ص ١١١ ، البحار ج ١٠١ ص ٨٥ ، الوسائل ج ١٠ ص ٣٦١ ، المستدرك ج ٢ ص ٢٠٩ ، مصباح الكفعمى ص ٥٠١ . (٣) يعنى فى يوم عرفة . (٤) روضة المتقين ج ٥ ص ٣٨١ .

(٥) كامل الزيارات ص١٧١ ، مصباح المتهجد ص٤٩٨ ، الاقبال ج ١ ص٣٣٢ ، مصباح الكفعمى ص ٥٠١ ، الوسائل ج ١٠ ص ٣٢٦ ، البحار ج ١٠١ ص ٨٨ ، المستدرك ج ٢ ص ٢١٠ .

٢٤ ـ عن أبي سعيد القمّاط ، عن ابن أبي يعفور قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : لو أنّ رجلاً أراد الحجّ ولم يتهيّأ له ذلك فأتى قبر الحسين عليه السلام فعرّف عنده يجزيه ذلك عن الحجّ (١) .

٢٥ ـ عن أبي إسماعيل القمّاط ، عن بشّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من كان معسراً فلم يتهيّأ له حجّة الإسلام فليأت قبر أبي عبدالله عليه السلام وليعرّف عنده فذلك يجزيه عن حجّة الإسلام ، أما إنّي لا أقول: يجزي ذلك عن حجّة ـ الإسلام إلاّ لمعسر، فأمّا الموسر إذا كان قد حجّ حجّة الإسلام فأراد أن يتنفّل بالحجّ [أ]و العمرة فمنعه عن ذلك شغل دنيا أو عائق فأتى الحسين بن عليّ عليهما السلام في يوم عرفة أجزأه ذلك عن أداء حجّته و عمرته ، و ضاعف الله له بذلك أضعافاً مضاعفة ، قلت : كم تعدل حجّة ؟ وكم تعدل عمرة ؟ قال : لا يحصى ذلك ، قلت : مائة ؟ قال : ومن يحصي ذلك ، قلت : ألف؟ قال : وأكثر ، ثمّ قال : « وإن تعدّوا نعمة الله لا تحصوها » (٢) .

٢٦ ـ عن بشير الدّهّان قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول ـ و هو نازل بالحيرة وعنده جماعة من الشّيعة ـ فأقبل إليّ بوجهه فقال : يا بشير أحججت العام؟ قلت : جعلت فداك لا ولكن عرّفت بالقبر ـ قبر الحسين عليه السلام ـ فقال: يا بشير والله مافاتك شيء ممّا كان لأصحاب مكّة بمكّة ، قلت : جعلت فداك فيه عرفات فسّره لي ؟ فقال : يا بشير إنّ الرّجل منكم ليغتسل على شاطىء الفرات ثمّ يأتي قبر الحسين عليه السلام عارفاً بحقّه فيعطيه الله بكلّ قدم يرفعها [أ]و يضعها مائة حجّة مقبولة ، ومائة عمرة مبرورة ، ومائة غزوة مع نبيّ مرسل إلى أعداء الله و أعداء رسوله ، يا بشير اسمع وأبلغ من احتمل قلبه : من زار قبر الحسين عليه السلام

(١) كامل الزيارات ص١٥٧ ، البحار ج١٠١ ص ٣٢ ، المستدرك ج٢ص٢١٠ .

(٢) التهذيب ج ٦ ص ٥٠ ، الوسائل ج١٠ ص٣٦٠، في كامل الزيارات ص١٧٣ و فيه « أبي سعيد القماط ، عن يسار » وفيه « عن أداء الحج والعمرة » ، البحار ج١٠١ ص ٨٩ ، المستدرك ج ٢ ص ٢١٠ .

و شرط أن يرشدوا إلى قبره ويضيفوا من زاره ثلاثة أيّام [١] .

بيان : قال الشيخ (ره) في المصباح : الوجه في هذه الاخبار ترتّب هذه المواضع في الفضل فالأقصى خمسة فراسخ و أدناه من المشهد فرسخ و أشرف الفرسخ خمسة وعشرون ذراعاً و أشرف الخمس والعشرين ذراعاً عشرون ذراعاً وأشرف العشرين ماشرّف به وهوالجسد نفسه انتهى، ونحوه قال في التهذيب [٢] .

الباب التاسع والاربعون و المائتان

استحباب التبرك بكربلاء والاقامة بها والدفن فيها

١ ـ عن عمرو بن ثابت ، عن أبيه ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : خلق الله تعالى كربلاء قبل أن يخلق الكعبة بأربعة وعشرين ألف عام ، وقدّسها و بارك عليها فمازالت قبل أن يخلق الله الخلق مقدّسة مباركة ولا تزال كذلك و جعلها الله أفضل الأرض في الجنّة [٣].

٢ ـ عن أبي عبدالله عليه السلام قال : خرج أمير المؤمنين عليه السلام يسير بالنّاس حتّى إذا كان من كربلاء على مسيرة ميل أو ميلين فتقدّم بين أيديهم حتّى صار بمصارع الشّهداء ثمّ قال: قبض فيها مائتا نبيّ ومائتا وصيّ ومائتا سبط كلّهم شهداء بأتباعهم فطاف بها على بغلته خارجاً رجليه من الرّكاب و أنشأ يقول : مناخ ركّاب و مصارع شهداء لا يسبقهم من كان قبلهم ، ولا يلحقهم من كان بعدهم [٤].

٣ ـ عن عمرو بن ثابت ، عن أبيه ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : خلق الله أرض كربلاء قبل أن يخلق أرض الكعبة بأربعة وعشرين ألف عام ، و قدّسها وبارك عليها، فمازالت قبل أن يخلق الله الخلق مقدّسة مباركة ولا تزال كذلك حتّى يجعلها

(١) المستدرك ج ٢ ج ٢١٧ .
(٢) البحار ج ١٠١ ص ١١٢ .
(٣) التهذيب ج ٦ ص٧٢ ، الوسائل ج ١٠ ص٤٠٢، كامل الزيارات ص ٢٧٠ .
(٤) التهذيب ج ٦ ص ٧٣، كامل الزيارات ص ٢٧٠ ، الوسائل ج ١٠ ص٤٠٥، البحار ج ١٠١ ص ١١٦ .

الله أفضل أرض في الجنة، وأفضل منزل ومسكن يسكنه الله أولياءه في الجنة[١].

٤ـ عن عمرو بن يزيد بيّاع السابري، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إنّ أرض الكعبة قالت: من مثلي وقد بنى الله بيته [بني بيت الله ـ خ ل] على ظهري ويأتيني الناس من كل فجّ عميق، وجعلت حرم الله وأمنه، فأوحى الله إليها أن كفّي وقرّي فوعزّتي وجلالي ما فضل ما فضّلت به فيما أعطيت أرض كربلاء إلّا بمنزلة الابرة غمست في البحر فحملت من ماء البحر، ولولا تربة كربلاء ما فضّلتك ولولا ما تضمّنه أرض كربلاء لما خلقتك ولا خلقت البيت الّذي افتخرت به فقرّي واستقرّي وكوني دنياً متواضعاً ذليلاً مهيناً غير مستنكف ولا مستكبر لأرض كربلاء وإلّا سخت بك وهويت بك في نار جهنّم[٢].

٥ ـ عن محمد بن الفضل ابن بنت داود الرّقّي قال: قال الصّادق عليه السلام: أربع بقاع ضجّت إلى الله يوم الطّوفان: البيت المعمور فرفعه الله، والغري وكربلاء وطوس[٣].

٦ ـ عن عبدالله بن أبي يعفور في حديث ثواب زيارة الحسين عليه السلام قال: والله لو أنّي حدّثتكم بفضل زيارته وبفضل قبره لتركتم الحجّ رأساً وما حجّ منكم أحدٌ ويحك أما علمك أنّ الله اتّخذ كربلاء حرماً آمناً مباركاً قبل أن يتّخذ مكّة حرماً ـ الحديث[٤].

٧ ـ عن أبي الجارود قال: قال عليّ بن الحسين عليهما السلام: اتّخذ الله أرض كربلاء حرماً آمناً مباركاً قبل أن يخلق الله أرض الكعبة ويتّخذها حرماً بأربعة

(١) كامل الزيارات ص٢٧٠، المستدرك ج ٢ ص٢١٧ . البحار ج ١٠١ ص١٠٧.

(٢) كامل الزيارات ص٢٦٧ ، البحار ج ١٠١ ص ١٠٧، الوسائل ج ١٠ ص٤٠٣، المستدرك ج ٢ ص ٢١٧ .

(٣) فرحة الغرى ص ٧٠ ط النجف الاشرف .

(٤) كامل الزيارات ص ٢٦٧ ، البحار ج ١٠١ ص ٣٣، الوسائل ج ١٠ ص٤٠٢، المستدرك ج ٢ ص ٢١٨ .

الباب الحادى والستون والمائتان

ما يستحب من الدعاء حين أكل تربة قبر الحسين عليه السلام استشفاءً

١ ـ قال الصّادق عليه السلام: إذا أكلت طين قبر الحسين عليه السلام فقل: «اللّهمّ ربّ التربة المباركة و ربّ الوصيّ الّذي وارته صلّ على محمّد و آل محمّد، و اجعله علماً نافعاً و رزقاً واسعاً و شفاءً من كلّ داء»[1].

٢ ـ عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه يقول عند الأكل: «باسم الله وبالله، اللّهمّ ربّ هذه التربة المباركة الطاهرة وربّ النّور الّذي أنزل فيه و ربّ الجسد الّذي يسكن فيه و ربّ الملائكة الموكّلين اجعله لي شفاءً من داء كذا و كذا» ويجرع من الماء جرعة خلفه ويقول: «اللّهمّ اجعله رزقاً واسعاً وعلماً نافعاً وشفاءً من كلّ داء وسقم إنّك على كلّ شيء قدير[2]».

٣ ـ عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إنّ طين قبر الحسين عليه السلام مسكة مباركة، مَن أكله من شيعتنا كانت له شفاء من كلّ داء، و مَن أكله من عدوّنا ذاب كما يذوب الألية، فإذا أكلت من طين قبر الحسين عليه السلام فقل: «اللّهمّ إنّي أسألك بحقّ الّذي قبضها، وبحقّ النبيّ الّذي خزنها، وبحقّ الوصيّ الّذي هو فيها أن تصلّي على محمّد و آل محمّد، و أن تجعل لي فيه شفاءً من كلّ داء و عافية من كلّ بلاء، وأماناً من كلّ خوف برحمتك يا أرحم الرّاحمين، وصلّى الله على محمّد و آله وسلّم» و تقول أيضاً: «اللّهمّ إنّي أشهد أنّ هذه التربة تربة وليّك و أشهد أنّها شفاء من كلّ داء و أمان من كلّ خوف لمن شئت من خلقك ولي برحمتك، و أشهد أنّ كلّ ما قيل فيهم و فيها هو الحقّ من عندك و صدق المرسلون»[3].

٤ ـ عن محمّد بن إسماعيل البصري، عن بعض رجاله، عن أبي عبدالله عليه السلام

(١) الفقيه ج ٢ ص ٦٠٠، الوسائل ج ١٠ ص ٤١٢.

(٢) مكارم الاخلاص ١٦٧ ط بيروت.

(٣) مكارم الاخلاق ص١٦٦، البحار ج ١٠١ ص١٣٢، المستدرك ج٣ ص٢٢١.

الباب	الموضوع	الصفحة
٢١٥	إنّ زيارة الحسين عليه السلام تعدل بكلّ قدم يرفعها ويضعها حجّة وعمرة	١٨٩
٢١٦	إنّ زيارة الحسين عليه السلام تعدل بكلّ قدم يرفعها ويضعها حجّة متقبّلة و عمرة مبرورة	١٩٠
٢١٧	إنّ زيارة الحسين عليه السلام تعدل الحجّة والعمرة بما لايعلم إحصاءهما إلاّ الله تعالى	١٩٠
٢١٨	إنّ فضيلة زيارة الحسين عليه السلام مابيّنت تمام البيان للنّاس	١٩٣
٢١٩	تأكّد استحباب زيارة الحسين عليه السلام ليلة عاشوراء ويوم عاشوراء	١٩٨
٢٢٠	تأكّد استحباب زيارة الحسين عليه السلام يوم الأربعين وهو يوم العشرين من صفر	٢٠٤
٢٢١	تأكّد استحباب زيارة الحسين عليه السلام في أوّل رجب	٢٠٧
٢٢٢	تأكّد استحباب زيارة الحسين عليه السلام في النّصف من رجب	٢٠٨
٢٢٣	تأكّد استحباب زيارته عليه السلام في يوم ولادته	٢٠٩
٢٢٤	تأكّد استحباب زيارة الحسين عليه السلام في النصف من شعبان	٢٠٩
٢٢٥	تأكّد استحباب زيارة الحسين عليه السلام في شهر رمضان	٢١٦
٢٢٦	تأكّد استحباب زيارة الحسين عليه السلام في إحدى ثلاث ليال من شهر رمضان في أوّله وآخره و نصفه	٢١٦
٢٢٧	تأكّد استحباب زيارة الحسين ليلة النّصف من شهر رمضان	٢١٧
٢٢٨	تأكّد استحباب زيارة الحسين عليه السلام ليلة القدر	٢١٧
٢٢٩	تأكّد استحباب زيارة الحسين عليه السلام في ليلة ثلاث و عشرين من شهر رمضان	٢١٨
٢٣٠	تأكّد استحباب زيارة الحسين عليه السلام في العشر الأواخر من شهر رمضان	٢١٨
٢٣١	تأكّد استحباب زيارة الحسين عليه السلام في ليلة الفطر	٢١٩

نسبِ غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ

مؤلفہ

علامہ سیّد نہال احمد نقوی امروہوی

ایم اے ایل ایل بی (علیگ)

ریٹائرڈ سیشن جج حیدرآباد دکن ہند

ناشر

ادارۂ تحفظِ ناموسِ اہلِ بیتؑ پاکستان

اے ۲۱۹- سی بلاک حیدری- شمالی ناظم آباد- کراچی

پاکستان

ملنے کا پتہ: الصدف پبلشرز ۲۴-۱ الظفر مارکیٹ- بلاک جی

حیدری- نارتھ ناظم آباد کراچی ۳۳   ٹیلیفون: ۶۲۲۶۴۸

قیمت: پانچ روپے

گرامی ومقبول ومشہور ومعروف علمائے انساب وتواریخ وسیر اور دیگر محققین فقہاء وصلحائے عارفین واولیائے کاملین اور دیگر علمائے متبحرین ودیگر ثقاۃ وسلاطین کی تصنیفات کے نام درج کرتے ہیں جن سے اس شجرۂ طیبہ اور حضور غوث پاک کی فاطمیت وسیادت نسبی کی کامل تصدیق وتوثیق ہر ناظر پر ظاہر ہو سکے گی سب سے اول ان کتب کے نام ہم درج کرتے ہیں جو راقم الحروف کے ذاتی مطالعہ سے گذر چکی ہیں اور ان کتب میں سوائے دو تین کتب کے جو کمیاب ہیں مگر نایاب نہیں ہیں جملہ کتب کا مطالعہ مشہور کتب خانہائے برصغیر ہند اور دیگر ممالک میں بھی کیا جاسکتا ہے۔ اب اسمائے کتب ومصنفین کتب ملاحظہ ہوں: ۔

① فتوح الغیب از سید عبدالرزاق پسر غوث پاک ② شذرات الذہب ابن العماد حنبلی ③ طبقات الکبریٰ امام شعرانی ④ طراز الذہب علامہ الوسی ⑤ قلائد الجواہر الشیخ محمد یحییٰ حنبلی ⑥ زبدۃ الاسرار علامہ محقق دہلوی شاہ عبدالحق ⑦ اعلام الاخبار علامہ کفوی ⑧ الغبط علامہ محدث جلیل ابن حجر عسقلانی شارح بخاری شریف ⑨ شجرۃ الانساب علی بن موسیٰ جزائری ⑩ شجرہ شیخ رضوان بن عبداللہ ⑪ شجرہ شیخ علی بن عبدالوہاب شافعی ⑫ شجرہ شیخ محمد بن عباد اندلسی ⑬ نتیجۃ التحقیق علامہ نسابہ المنادی ⑭ جوہرۃ النقول نسابہ شیخ عبدالرحمٰن بن عبدالقادر فاسی ⑮ الاعتبار وتواریخ الاعیان علامہ نسابہ ابن فرحون ⑯ تاریخ الوردی علامہ زین الدین عمر الوردی ⑰ طبقات حافظ زین الدین ⑱ شرح صلوٰۃ الکبریٰ علامہ شیخ عبدالغنی نابلسی ⑲ مختصر البیان فی نسب آل عدنان احمد بن محمد غرناطی ⑳ مرآۃ الزمان سبط ابن جوزی ㉑ شجرۃ الانساب علی بن موسیٰ جزائری ㉒ بہجۃ الاسرار شیخ نورالدین ابوالحسن ㉓ الروضہ۔ علامہ ابن ربیعہ ㉔ فوات الوفیات

علامہ نسابہ محمد بن شاکر (۲۵) الکواکب الدریہ فی تراجم سادات الصوفیہ علامہ
عبدالرؤف المناوی (۲۶) تفریح الخاطر علامہ شیخ عبدالقادر اربلی (۲۷) نفحات
الانس مولنا جامی (۲۸) دیوان التریاق الفاروقی (۲۹) فتح المبین علامہ ابوالظفر
ظہیرالدین (۳۰) معمولات مظہریہ مرزا مظہر جان جاناں (۳۱) تاریخ المختصر امام
عبداللہ الیمنی الشافعی (۳۲) تتمہ روض الریاحین علامہ شیخ عفیف الدین شافعی
(۳۳) سفینۃ الاولیا سلطان دارا شکوہ خلف شاہ جہاں شہنشاہ ہند (۳۴)
نورالابصار علامہ شبلنجی (۳۵) نزہتہ الخاطر علامہ علی بن سلطان القادری (۳۶)
بحرالانساب علامہ نسابہ السید موسوی (۳۷) نہج البادیہ علامہ نسابہ محمد بن عبدالرحمن
الفاسی (۳۸) کتاب الانساب علامہ نسابہ شیخ محمد بن قاسم القعمار (۳۹) سرور
القلب علامہ نسابہ ابوالتوفیق (۴۰) طبقات امام احمد حنبل علامہ ابی الفرح
زین الدین حنبلی البغدادی ثم دمشقی (۴۱) سعادۃ الکونین علامہ مفتی اکرام الدین
(۴۲) حاشیہ نفحات الانس علامہ دہدار (۴۳) تذکرہ اولیائے ہند شاہزادہ
محمد اختر نبیرہ ابوظفر بہادر شاہ (۴۴) تواریخ الاولیا (۴۵) حدائق بخشش کلام
اعلیحضرت احمد رضا خاں بریلوی (۴۶) خزینۃ الاصفیا غلام سرور لاہوری (۴۷)
اسپرٹ آف اسلام انگریزی دی رائٹ آنریبل سید امیر علی پریوی کونسلر شیعی۔
(۴۸) مفتاح التواریخ سر ٹامس ولیم بیل (۴۹) جواہر فریدی (۵۰) اقتباس الانوار
وغیرہ وغیرہ۔

ان سب کتب کے متعلقہ اقتباسات نقل ہونے کے بعد ہمارے پاس محفوظ
ہیں۔ ارادہ تھا کہ یہ سب اقتباسات مع ان کے اردو ترجموں کے یہاں نقل کر دیئے
جائیں لیکن ان سب کے لئے ایک علیحدہ مستقل رسالے کی ضرورت ہے اور
کتاب ہذا کی گنجائش محدود ہے اور یہ بھی خیال رہنا چاہئے کہ یہ اسما صرف

ایران کو امریکی اسلحہ کی فراہمی میں اسرائیل کا ہاتھ ہے، واشنگٹن پوسٹ کا دعویٰ

واشنگٹن ۱۹ نومبر (نمائندہ خصوصی) اسرائیل امریکہ کا اہم ذریعہ رہا ہے جس نے نہ صرف ایران کے ساتھ مذاکرات کا آغاز کیا بلکہ ایران کو امریکی اسلحہ کی فراہمی شروع کی واشنگٹن پوسٹ نے ۱۸ نومبر کو اپنے اداریے میں اس کا انکشاف کرتے ہوئے مزید کہا ہے کہ یہ اسرائیل ہی تھا جس نے ۱۹۸۲ء میں ریگن انتظامیہ کو عراق اور ایران دونوں کو اسلحہ کی فروخت میں

(باقی صفحہ کالم ۴ پر)

ایران کو خفیہ طور پر امریکی اسلحہ مہیا کیا گیا ہے: ریگن

جغرافیائی محل وقوع کی بنا پر ہم نے ایران کے بارے میں اپنی پالیسی تبدیل کی ہے

افغانستان کے بعد ایران اور پاکستان بھی روس کا نشانہ بن سکتے ہیں۔ ٹیلیویژن پر خطاب

(باقی صفحہ کالم ۲ پر)

امریکہ سے نہ مذاکرات ہوئے نہ کوئی اسلحہ خریدا گیا: خامنہ ای

ریگن کے پاس کوئی ثبوت ہے تو پیش کریں، امریکی رہنماؤں کی رہائی میں امداد کرنے سے انکار

ایران کو امریکی اسلحہ کی فراہمی کی تجویز اسرائیل وزارت خارجہ کے ڈائریکٹر جنرل نے پیش کی تھی

تہران سے خفیہ رابطوں کے لئے اسرائیلی خفیہ ایجنسی اور جلا وطن ایرانی تاجر کی خدمات حاصل کی گئیں۔ واشنگٹن پوسٹ

ہمارا نعرہ — جنگ سے نفرت امن سے محبت

رجسٹرڈ ایس نمبر ۲۹۲۹

روزنامہ امن کراچی

قیمت ۲ روپے

جلد نمبر ۱۵ | ہفتہ ۲۴ ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ ۲۷ دسمبر ۱۹۸۶ء | شمارہ نمبر ۲۱۰

اسرائیل کے ذریعہ ایران کے لئے امریکی اسلحہ

خفیہ سودے کے انکشاف سے ریگن انتظامیہ بحران کی لپیٹ میں

تحریر: سید ظفر علی

یورپ بھر میں ان دنوں صرف ایک حقیقت کا چرچا ہے کہ

چھڑایا جا سکے۔ چنانچہ اسلو کی رہائی کے بعد دیگر کی رہائی
۱۹ ستمبر ۱۹۸۵ کو عمل میں آگئی۔ اپنے لندن کے مکان سے
اسرائیلی ریڈیو کو انٹرویو دیتے ہوئے نمرودی نے جو تہران

ہمارا نعرہ ــ جنگ سے نفرت امن سے محبت

روزنامہ

امن

کراچی

قیمت ۲ روپے

جلد نمبر ۱۵ | منگل ۵ ذوالحجہ ۱۴۰۶ھ ۱۲ اگست ۱۹۸۶ء | شمارہ نمبر ۸۳

شاہ حسن کے ہاتھ کاٹ دو: عازمین حج کو خمینی کی ہدایت

مکہ کو شیطانوں کے خلاف کارروائی کے لئے مرکز میں تبدیل کر دیا جائے

مکہ ۱۱ اگست (امن نیوز) ایران کے رہنما آیت اللہ روح اللہ خمینی نے مراکش، اردن اور مصر کے رہنماؤں پر شدید نکتہ چینی کی ہے اور عازمین حج کے نام ایک پیغام میں انہیں اسلام کا غدار قرار دیا ہے ان کی تقریر سعودی عرب کی حکومت کے اس انتباہ کے چند گھنٹے بعد نشر کی گئی کہ حج کو سیاسی اجتماع نہ بنایا جائے خمینی نے مراکش کے شاہ حسن ثانی اردن کے شاہ حسین اور مصر کے حسنی مبارک کو اسلام کا دشمن قرار دیا اور کہا کہ شاہ حسن کو اسرائیل کے وزیر اعظم شمعون کے ساتھ ملاقات کی سزا دی جانی چاہیے انہوں نے مسلمانوں پر زور دیا کہ وہ امریکی شیطانوں اور سوویت ملحدوں کی بھی مزاحمت کریں خمینی نے کہا کہ شاہ حسن کے ہاتھ جو انہوں نے شمعون سے ملائے تھے کاٹ دیئے جائیں۔ آیت اللہ خمینی اپنے اسلامی بنیاد پرستانہ انقلاب کو سعودی عرب اور دوسرے عرب ملکوں میں برآمد کرنے کی دھمکی دیتے رہے ہیں جنہیں وہ مغرب نواز تصور کرتے ہیں سعودی حکام ایرانی عازمین حج پر کڑی نگاہ رکھے ہوئے ہیں جن میں کچھ نے گزشتہ ہفتے ایک مظاہرہ کیا تھا خمینی نے عازمین پر زور دیا کہ وہ مکہ کو اسلام کے دشمنوں کے خلاف سخت اقدام کے مرکز میں تبدیل کر دیں خمینی نے کہا کہ یہ دشمن شیطان اور شیطان کے بچے ہیں بڑا شیطان امریکہ ہے۔

باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت ABC CERTIFIED پاکستان کے سب سے بڑے روزنامہ
THE DAILY JANG KARACHI
روزنامہ جنگ کراچی
TUESDAY AUGUST 4, 1987
جلد ۵۱ — منگل ۸ ذوالحجہ ۱۴۰۷ھ ۴ اگست ۱۹۸۷ء — نمبر ۲۱۱

مسلمانوں پر ایک دوسرے کی جان و مال کا احترام واجب ہے، دشمنانِ دین سے ہوشیار رہیں

اسلام کو کرۂ منافقین سے شدید خطرہ ہے جو امتِ مسلمہ کی تباہی کے درپے ہیں۔ مسجدِ نمرہ میں خطبۂ حج

دنیا بھر سے آئے ہوئے ۲۰ لاکھ فرزندانِ اسلام نے فریضۂ حج ادا کیا

رات مزدلفہ میں قیام کے بعد آج منیٰ میں قربانی کر کے سنتِ ابراہیمی ادا کریں گے

کراچی (ڈیلی رپورٹ) امام حج نے کہا ہے کہ آج دین اسلام کو سب سے زیادہ خطرہ ان منافقین سے ہے جو اسلام کا لبادہ اوڑھ کر دین کے ہمدرد بن کر اسلام اور امت مسلمہ کی تباہی کے درپے ہے۔ مسلمانوں کو ان دشمنان دین کی ریشہ دوانیوں سے خبردار رہنا چاہئے۔

۲۰ لاکھ حجاج کرام کے روح پرور اجتماع میں حج کا خطبہ دے رہے تھے۔ انہوں نے حجاج کرام اور تمام عالم اسلام کو منافقین اور ان کی سازشوں سے خبردار کرتے ہوئے شریعت کو اپنی زندگیوں میں جاری و ساری کرنے کی تلقین کی۔

ایرانی حکام کو معلوم ہونا چاہئے تھا کہ حج سیاسی مظاہرے کرنے کا موقع نہیں: عرب نیوز

جدہ (نمائندہ جنگ) سعودی روزنامے "عرب نیوز" نے پیر کی اشاعت میں اپنے اداریہ میں لکھا ہے کہ جمعہ کو مکہ مکرمہ میں ہونے والے سانحہ کی ذمہ دار ایرانی حکومت ہے۔ ایرانی حکومت کے ہاتھ ایران اور دیگر ملکوں کے بے گناہ عازمین حج سے رنگے ہوئے ہیں۔ شہادت ثابت کرتی ہے کہ جمعہ کو مکہ مکرمہ میں جن ایرانی عازمین نے دہشت گردی کا مظاہرہ کیا وہ ایرانی حکومت کے اشارے پر کارروائی کر رہے تھے۔ اداریہ میں مزید کہا گیا ہے کہ تہران ریڈیو جھوٹ بولتا ہے لیکن کیمرہ جھوٹ نہیں بولتا۔ ٹیلیویژن پر دکھائی گئی ۵ منٹ کی فلم نے لوگوں کو واقعہ کی تمام تفصیلات سے آگاہ کر دیا ہے۔ فلم میں دکھایا گیا کہ ایرانی شہری پولیس کی کاروں اور موٹر سائیکلوں کو آگ لگا رہے ہیں۔ سیکڑوں ایرانی پتھراؤ کر رہے ہیں اور سیکورٹی کے افراد کو ڈنڈے مار رہے ہیں۔ انہوں نے عمارتوں کو آگ لگا دی کئی شہریوں اور سیکورٹی اہلکاروں کو چاقو گھونپ دیئے جو انہوں نے اپنے کپڑوں میں چھپا رکھے تھے۔ جب پولیس پر حملہ کیا گیا تو چند سیکورٹی فورسز کو مظاہرین کو منتشر کرنے کا حکم دیا گیا۔ مظاہرین پیچھے بھاگے جس کے نتیجہ میں عورتیں اور معمر مرد کچلے گئے۔ عرب نیوز کے اداریے میں مزید کہا گیا ہے کہ ایرانی حکام کو معلوم ہونا چاہئے تھا کہ حج سیاسی مظاہرے کرنے کا موقع نہیں تھا۔ اس طرح کے مظاہروں سے لاکھوں مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے جو اپنی زندگی بھر کے خواب کی تعبیر دیکھنے کیلئے مکہ میں جمع ہوئے تھے۔ انہیں معلوم ہونا چاہئے تھا کہ ایک ایسے مقام پر جہاں تقریباً ۲۰ لاکھ افراد جمع ہوں ٹریفک کنٹرول کرنا کتنا مشکل کام ہوتا ہے اور کوئی شخص جو گاڑیوں اور لوگوں کی آمدورفت میں خلل ڈالتا ہے وہ ایسا کام کرتا ہے جس کے بہت ہی مہلک نتائج نکل سکتے ہیں۔ اداریے میں کہا گیا ہے کہ سب سے افسوسناک حقیقت یہ ہے کہ یہ پہلا موقع نہیں ہے کہ ایرانی عازمین نے حج کے تقدس کو مجروح کرنے کی کوشش کی۔

ایرانی عازمین حج نے گزشتہ سال ۱۵ کلوگرام آتش گیر مادہ سعودی عرب اسمگل کرنے کی کوشش کی تھی

[illegible]

جدہ (شاہد نعیم نمائندہ جنگ) سعودی ٹیلیویژن نے پیر کی شب ایک فلم ٹیلی کاسٹ کی جس میں دکھایا گیا تھا کہ گزشتہ سال حج سیزن کے دوران بعض ایرانیوں نے ایرانی قیادت کے حکم پر کس طرح آتش گیر مادہ سعودی عرب میں اسمگل کرنے کی کوشش کی۔ فلم میں دکھایا گیا کہ ایک ایرانی طیارہ ۳ ذی الحجہ ۱۴۰۶ھ کو شام ۶ بجکر ۵۰ منٹ پر جدہ میں شاہ عبدالعزیز انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر اترا۔ ایئرپورٹ حکام نے ان کا استقبال کیا اور ان کے سامان کی معمولی جانچ پڑتال کی گئی جس کے دوران انہیں کچھ شبہ ہوا۔ اس پر ان کے سامان کے تمام بیگوں کی مکمل تلاشی لی گئی اس موقع پر ۹۵ سوٹ کیسوں کی خفیہ تہوں میں کل ۱۵ کلوگرام آتش گیر مادہ پایا گیا۔

تمام منروری

باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت ABC CERTIFIED پاکستان کا سب سے بڑا روزنامہ

MONDAY AUGUST 3, 1987.

جلد ۵۱ | پیر ۷ ذوالحج ۱۴۰۷ھ ۳ اگست ۱۹۸۷ء | نمبر ۲۱۰

مکہ مکرمہ کے سانحے پر مختلف تنظیموں کا ردعمل

کراچی (پ-ر) جمعے کو مسجد الحرام میں ہونے والے افسوسناک سانحے پر مختلف مذہبی سیاسی و سماجی تنظیموں کی طرف سے تاسف کا اظہار کیا گیا ہے سواد اعظم اہلسنت پاکستان کے مرکزی قائدین مفتی اعظم پاکستان مفتی ولی حسن، مولانا سلیم اللہ خان، مفتی احمد الرحمٰن، مولانا محمد اسفند یار خان، مولانا اسعد تھانوی جو ان دنوں فریضہ حج کی ادائیگی کے سلسلے میں مکہ مکرمہ میں مقیم ہیں سعودی عرب میں ہمارے نمائندے کے جانب سے اس واقعہ پر تاسف کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس واقعہ کی پوری شدت سے شدید مذمت کرتی ہے انہوں نے کہا کہ ان کی تخریبی سرگرمیوں اور دہشت گردی کی اس واقعہ کے بعد ان کا سوشل بائیکاٹ کیا جائے کیونکہ ان کی اس دہشت گردی اور تخریبی کارروائی سے ان مقدس مقامات کی بے حرمتی ہوئی ہے۔ نظام مصطفیٰ گروپ کے رہنماؤں محمد عثمان خان نوری، پیر سید اکبر علی شاہ اور قاضی شبیر نے کہا کہ حالیہ سانحہ عالم اسلام کے خلاف ایک گھناؤنی سازش ہے جو ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت عمل میں لائی گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حرمین شریفین کا تقدس بحال رکھنا عالم اسلام کی ذمہ داری ہے۔ جماعت اہلسنت پاکستان کے مرکزی صدر صاحبزادہ سید محمد جمال الدین کاظمی نے کہا کہ حرمین طیبین جسے اللہ تعالیٰ نے حرم قرار دیا ہے وہاں کسی مسلمان کا سیاسی مقاصد کیلئے فتنہ و فساد برپا کرنا انتہائی مذموم فعل ہے تحریک عوام اہلسنت پاکستان کے رہنماؤں محمد حنیف بلو، محمد جاوید قاسم، پیر محمد ابو طیب اور محمد ناصر قادری نے کہا کہ اتنے مقدس مقام پر اس قسم کا مظاہرہ افسوسناک امر ہے مسلمان کسی بھی صورت میں ایسے مقدس مقامات کی توہین برداشت نہیں کریں گے۔ جمعیت علماء اسلام حلقہ پٹیل پاڑہ کے نواب داؤد حسن زئی نے کہا کہ امن کے شہر میں اور ایام حج میں شر کا پھیلانا نہایت ہی بدبختی کی علامت ہے۔ جمعیت اشاعت التوحید والسنت کراچی ڈویژن کے رہنماؤں مولانا قاضی محمد خطاب، مولانا نور الٰہی، مولانا عبدالرزاق، قاری محمود الحسن، مولانا سید عزیز الرحمٰن شاہ، قاری عبدالعزیز، مولانا عبدالجبار بغدادی، مولانا عبدالغفور، مولانا سلطان محمد، قاری محمد صالحین، مولانا عبدالغنی نے عازمین حجاج کے لئے مسجد حرام کا راستہ روکنے کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ پرتشدد کارروائی بیت اللہ کے تقدس کو پامال کرنے کے مترادف ہے۔ پاکستان سنی کونسل کے ناظم اعلیٰ السید مجی جیلانی نے کہا کہ کعبۃ اللہ کی تقدیس کو مسلسل کئی سال سے پامال کرنے کی سعی لاحاصل کی جارہی ہے لیکن اب مسلمان ایسی یہودی سازشوں کو مزید برداشت نہیں کرسکتے۔ امیر جماعت غرباء اہل حدیث مولانا عبدالرحمٰن سلفی نے کہا بلد امین میں اس قسم کے مظاہروں اور احتجاج کی اسلام قطعاً اجازت نہیں دیتا مولانا سلفی نے کہا قرآن میں ان لوگوں کے لئے عذاب الیم کی خبر دی گئی ہے جو حرم میں ظلم و زیادتی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ امیر تحریک جانباز اہلحدیث نے کہا کہ خانہ کعبہ میں مظاہرے کرنا یا جلوس نکالنا اتحاد ملت میں شگاف ڈالنے کے مترادف ہے۔ مجلس تحفظ حقوق اہلسنت و جماعت کے رہنماؤں علامہ سید عبدالمجید ندیم شاہ حاجی عبدالستار میمن، مولانا محمد بنوری، قاری خلیل احمد بندھانی، حافظ محمد سلیم ربانی، حافظ عبدالخالق صدیقی، جمشید گل کاکاخیل اور شیخ نثار احمد نے ایرانی عازمین کی جانب سے ہونے والے غیر اسلامی مظاہرہ پر سخت تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ جن لوگوں کے دلوں میں مقامات مقدسہ کی حرمت کا خیال نہیں وہ مسلمان نہیں ہوسکتے۔ پاکستان [illegible] اکادمی کے چیف آرگنائزر شاہد علی رضا، اکبر عباس، محسن عبداللہ، شہزاد عالم، قاضی رشید، ضیاء الرحمٰن، قاضی صغیر، اخلاق بلگرامی، راجہ انصار اور یوسف زیدی نے کہا ہے کہ یہ کس قدر افسوسناک پہلو ہے کہ اللہ کے گھر میں اللہ کے بندوں کا قتل عام ہوا۔ آج اس مقدس سرزمین کو صیہونی، سامراجی قوتوں کے اشارے پر خونریز بنایا جارہا ہے۔ جمعیت طلباء اسلام کراچی کے رہنماؤں ایس ایم یوسف علی فاروقی، رستم علی کفالت اللہ عارف حافظ عبدالمجید قیصرانی خالد منیر محمود احمد نے کہا کہ ———— اللہ پاک نے حرم کی بے حرمتی کرنا حرام قرار دی ہے لیکن صیہونی لابی اب حرم جیسے مقدس شہر کے امن کو تہہ و بالا کرنا چاہتی ہے۔ علاوہ ازیں دارالعلوم رشیدیہ کورنگی کے مولانا تاج محمد، انجمن اتحاد ایسپی زئی (اکازئی) کے رہنماؤں مولانا عبدالقادر، علی ممتاز، صدر گل محمد خان حسن زئی، شیر اکبر خان، محمد خلیل، قسمت خان اکازئی، آفرین خان وزیر گل۔ متحدہ سنی تنظیم العمادی للاسلام کے بانی و چیئرمین مولانا سید آمین۔ مسلم قومی موومنٹ کے رہنماؤں طارق شاداب اور اصغر عمر، تحریک پاسبان نوجوان کے صدر مختیار راجہ سیکرٹری جنرل بادشاہ زادہ، بہبود انسانیت کے چیئرمین جناب ڈاکٹر محمد اقبال، بزم شیخ القرآن پاکستان کے مولانا عبدالرحمٰن رحمانی، مولانا یوسف علی فاروقی، مولانا محمد حنیف، مولانا عبدالعزیز ساقی، حافظ عبدالمجید قیصرانی، خالد منیر عباسی، حافظ محمود احمد عباسی منشی شاہجہان، متحدہ محفل اکیڈمی کے رہنما نذیر احمد چنا، پیپلز پارٹی پیر جہانگیر کراچی ایسٹ کے ڈپٹی جنرل سیکرٹری محمد سلیم الحق، نوجوان ادبی تحریک پاکستان کے چیئرمین کاشف رضا نے بھی مکہ مکرمہ میں خونریز فساد کی شدید مذمت کی ہے اور مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ آپس میں بھائی چارہ قائم رکھیں اور کسی بھی صورت میں آپس میں تفرقہ پیدا نہ کریں۔

باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت ABC CERTIFIED پاکستان کے ہر روزنامہ سے زیادہ

جلد ۵۱ منگل ۲۴ ذیقعد ۱۴۰۷ھ ۲۱ جولائی ۱۹۸۷ء نمبر ۱۹۷

مجھے حکومت نے کسی دوسرے ملک میں خفیہ مشن کیلئے منتخب کیا تھا

اسلامی انقلاب کے مخالفین کے خلاف آپریشن کو جنگ برخلاف منافقین کا نام دیا گیا ہے

مجھے بتایا گیا کہ میں پاکستان میں انقلاب مخالفین کے خلاف جہاد کرنے جا رہا ہوں، ایرانی دہشت گرد کا اقبالی بیان

کوئٹہ (نمائندہ جنگ) سیٹلائٹ ٹاؤن اور ریلوے ہاؤسنگ سوسائٹی میں ۸ جولائی کو ایرانی مہاجرین کی اقامت گاہوں پر حملہ کرنے والے ایرانی دہشت گردوں کے خلاف سرگرمی سے تفتیش جاری ہے۔ پولیس نے ۱۲ دہشت گردوں کا مزید سات یوم کا ریمانڈ حاصل کر لیا ہے۔ جبکہ ایک ایرانی دہشت گرد محمد رضا کو عدالت نے اقبالی بیان کے بعد جوڈیشل حوالات میں بھیج دیا ہے۔ دہشت گرد محمد رضا نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ وہ بی اے تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد ایرانی فوج میں ملازم ہو گیا۔ ایک دن اسے اطلاع دی گئی کہ اسے حکومت نے کسی ملک میں خفیہ مشن کے لئے منتخب کیا ہے وہ اس کے لئے تیار ہے۔ میں نے رضاکارانہ طور پر اپنی خدمات پیش کر دیں۔ مجھے فوجی افسر نے اہم ہدایات جاری کیں اور مجھے بذریعہ طیارہ تہران سے زاہدان پہنچا دیا گیا۔ یہاں مجھے افغان مہاجرین کا جعلی شناختی کارڈ اور دوسری دستاویزات فراہم کی گئیں اور کہا گیا کہ وہ پاکستان میں اسلامی انقلاب کے مخالفین اور منافقین کے خلاف جہاد کرنے جا رہے ہیں اور جس آپریشن پر جا رہے ہیں اس کا نام جنگ برخلاف منافقین ہے۔ محمد رضا نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح پاکستان میں داخل ہو گئے اور کوئٹہ پہنچ گئے اور لارڈز ہوٹل میں قیام کیا۔ ہمیں کمانڈر ناصر حسین نے آپریشن سے آگاہ

باقی صفحہ 12 کالم 5 پر

بقیہ۔ اقبال جرم

کیا۔ ایک روز ہمیں ہوٹل سے سیٹلائٹ ٹاؤن کے ایک مکان میں پہنچایا۔ جہاں دوسرے ۱۲ کمانڈوز بھی موجود تھے۔ ہمیں نقشے کی مدد سے منافقین کے ٹھکانوں کے بارے میں بتایا گیا اور مکمل ہدایات دے دی گئیں۔ کارروائی کے بعد فرار کا منصوبہ بھی تیار کر لیا گیا علی الصباح چار بجے ہمیں جگایا گیا۔ نماز پڑھنے کے بعد چار بج کر پچاس منٹ پر ہم ٹھکانوں پر پہنچ گئے اور ساڑھے چار بجے کارروائی شروع کر دی۔ سات منٹ کی کارروائی کے بعد ہمیں یقین ہو گیا کہ تمام منافقین ختم ہو گئے ہیں تو ہم پہلے سے تیار کردہ جیپ میں بیٹھ کر فرار ہو گئے۔ جیپ کے ڈرائیور نے دوسرے ٹھکانوں سے بھی کمانڈوز کو سوار کر لیا تھا۔ ہم نے فرار ہوتے وقت فالتو اسلحہ ایک باغ میں پھینک دیا اور سرحد کی طرف فرار ہو رہے تھے کہ راستے میں ہماری جیپ خراب ہو گئی ہم ایک دوسری پک اپ میں سوار ہوئے لیکن چیک پوسٹ پر پکڑے گئے۔

اسلحہ سے لیس ایرانیوں کا جلوس

(مسلح ایرانین جو جلوس)

هن سال سنه ١٩٨٧ع مطابق ١۴٠٨ھ، مکه مکرمه ۾ حاجين جي آڙ ۾ آيل
ڏيڍ لک (١,٥٠,٠٠٠) ايرانين جي جلوس جو هڪ منظر

سنہ 1987 مطابق 1408 ہجری، مکہ مکرمہ میں حاجیوں کی آڑ میں آئے
ہوئے ڈیڑھ لاکھ (1,50,000) ایرانیوں کے جلوس کا ایک منظر

(مسلح ايرانين جو جلوس) اسلحہ بردار ایرانیوں کا جلوس

● صور الطاغوت يحملها زبانيته ●

هن سال سنه ١٩٨٧ع مطابق ١٤٠٨ﻫ ، مڪه مڪرمه ۾ حاجين جي نالي ۾ آيل ڏيڍ لک (١,٥٠,٠٠٠) ايرانين جي جلوس جا ٻه[٢] منظر.

● الفتنة في مكة المكرمة ●

سال سنہ 1987 مطابق سنہ 1408ھ ، مکہ مکرمہ میں حاجیوں کے بھیس میں آئے ہوئے ڈیڑھ لاکھ (1,50,000) ایرانیوں کا جلوس (دو منظر)

(مسلح ایرانیوں کا جلوس)

(مسلح ايرانين جو جلوس)
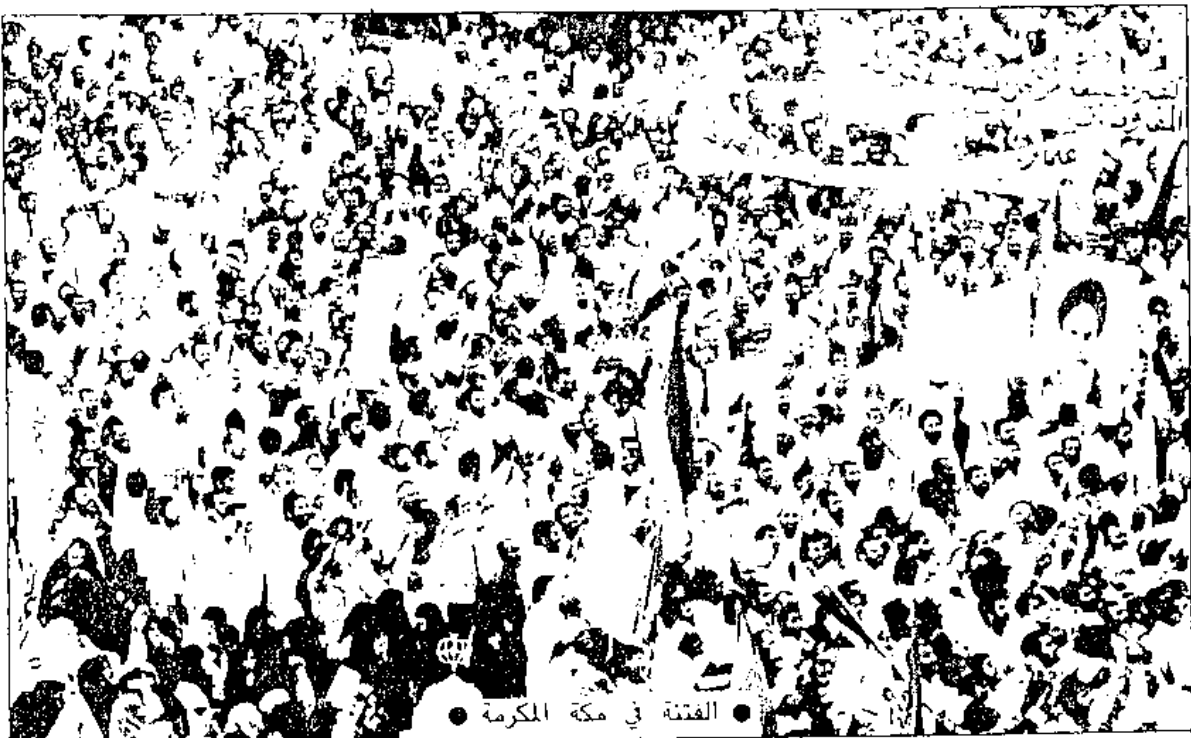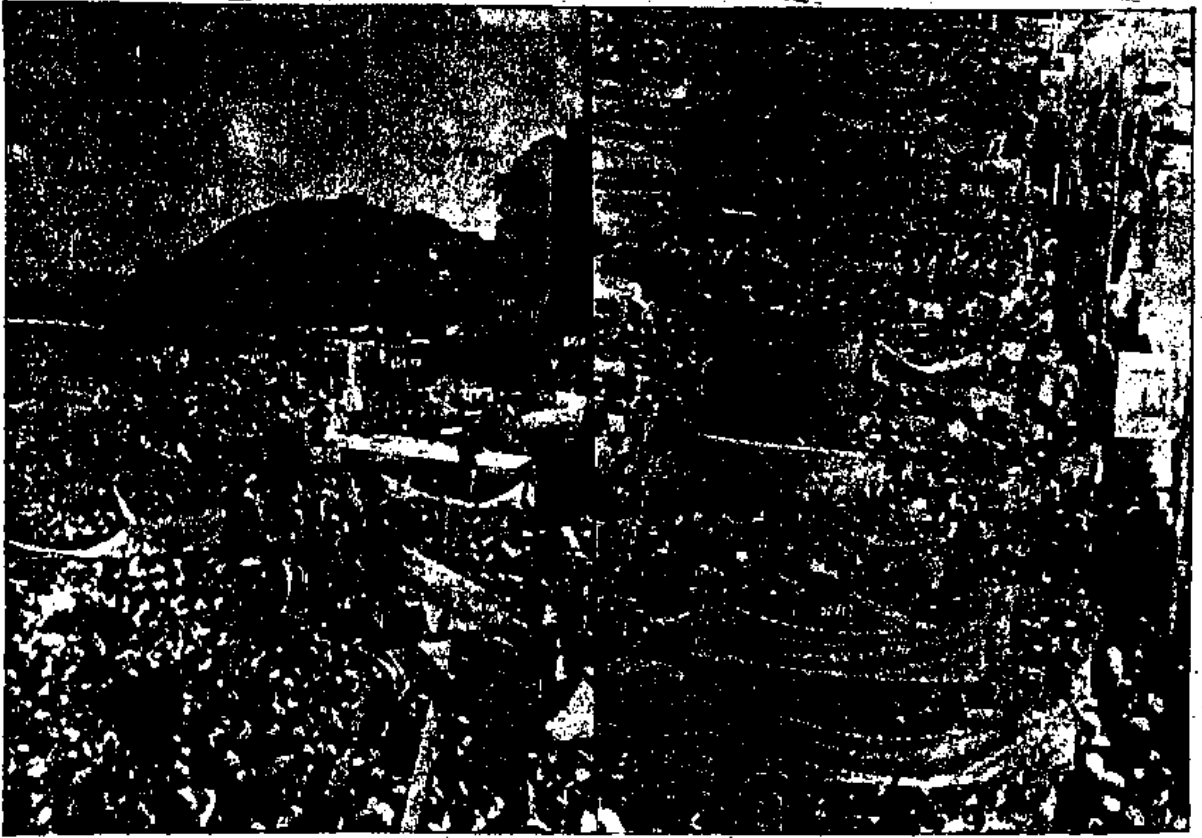
مکه معظمه ۾ حج جي موقعي تي آيل ايرانين بينرن سان جلوس ڪڍيو ۽
مظاهرا ڪيا انجي هڪ ورتل تصوير

(بحواله روزنامه امن ڪراچي - ۲ر آگسٽ ۱۹۸۷ع)

مکہ معظمہ میں حج پر آئے ہوئے ایرانیوں نے بینر ساتھ لے کر جلوس نکالا اور مظاہرے کیئے۔

باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت ABC CERTIFIED پاکستان کا ہر دلعزیز روزنامہ

سانحہ مکہ مکرمہ کی ایک تصویر جس میں ایرانی مظاہرین ایک موٹر سائیکل جلا رہے ہیں۔

سانحہ مکہ کا مقصد مسلمانوں میں اخوت و بھائی چارے کی فضا کو ختم کرنا تھا

جلسے جلوس، نعرے بازی اور گروہ بندی اس افسوسناک سانحہ کا سبب بنی، کراچی پہنچنے والے حجاج کرام کے تاثرات

کراچی (اسٹاف رپورٹر) پاکستانی حاجیوں نے حج سے ۳ روز قبل مکہ المکرمہ میں پیش آنے والے سانحہ کو نہایت المناک اور دنیا بھر کے مسلمانوں میں اخوت اور بھائی چارگی کی فضا کو ختم کرنے کی ایک سازش قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ حج پر آئے ہوئے دنیا کے کونے کونے کے مسلمانوں نے اس واقعہ کو نہایت ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ حج کے بعد فضائی راستے سے پہلی پرواز سے واپس وطن آنے والے حاجیوں میں سے بعض سرکردہ افراد کی اکثریت نے حج کے موقع پر جلسے جلوس کی مخالفت کی اور کہا کہ یہی جلسے اور جلوس اور نعرے بازی اور گروپ بندی اس سانحے کا سبب بنی۔ جب کہ حج کے موقع پر سلسلہ نہیں تھا اس وقت تک ارض مقدس میں ہمیشہ امن رہا لیکن سیاست بازی کے زہر نے اب مکہ المکرمہ اور مدینہ منورہ جیسے مقدس مقامات تک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ ان حاجیوں کی اکثریت نے ۶ ذوالحجہ کے دن مختلف مقامات سے نکلنے والے ایرانیوں کے جلوسوں کو پہلے سے طے شدہ منصوبہ بھی قرار دیا اور کہا کہ جلوس کے شرکاء مختلف سیاسی نعرے لگا رہے تھے اور مسلح بھی تھے۔ بعض حاجیوں نے بتایا کہ جلوس کے شرکاء نے حرم کعبہ سے تقریباً ڈیڑھ اور ۲ میل کے فاصلے پر واقع مسجد جن پر قبضہ کر لیا تھا۔ اور تقریباً ایک لاکھ ۲۰ ہزار کے قریب افراد جنت المعلیٰ کے قریب جمع ہو گئے تھے اور ان کے رہنماؤں نے باقاعدہ لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ تقاریر بھی شروع کر دی تھیں جس کی حج کے دوران اجازت نہیں۔ ان دونوں واقعات کے بعد وہاں کے امن و امان نافذ کرنے والے اداروں نے کارروائی کی۔ ایک حاجی نے بتایا کہ اس حادثے میں کوئی پاکستانی جاں بحق نہیں ہوا البتہ پاکستان ہاؤس میں ۱۰ یا ۱۱ زخمی پاکستانیوں کی فہرست اس نے ضرور دیکھی ہے۔ کراچی کے حاجی سید شفیع احمد نے اس پورے واقعہ کا آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے ہوئے کہا کہ ۶ ذوالحجہ کے دن منیٰ سے واپس آ رہے تھے جب وہ جنت المعلیٰ کے قبرستان کے قریب پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ مختلف مقامات سے مختلف قافلے جلوسوں کی شکل میں آ رہے ہیں جو ایک جگہ جمع ہو رہے ہیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ مجمع تقریباً ڈیڑھ لاکھ افراد کا ہو گیا۔ ان جلوسوں کی وجہ سے حرم سے آنے اور جانے والی تمام شاہراہیں بند ہو گئیں۔ انہوں نے مزید بتایا کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اہل جلوس مکہ المکرمہ پر قبضہ کرنے کا منصوبہ بنائے ہوئے تھے جس کو ناکام بنا دیا گیا۔ سینیٹر احمد میاں سومرو کے صاحبزادے محمد میاں سومرو نے بتایا کہ جس دن یہ واقعہ ہوا وہ مدینہ منورہ میں تھے انہوں نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ بہرحال اس واقعہ سے تمام ممالک کے حاجیوں کو بڑا دکھ ہوا۔ انٹرنیشنل ایئرلائنز کے مارکیٹنگ ڈائریکٹر مسٹر ممتاز چنگیزی نے کہا کہ وہاں حاجیوں میں یہ تاثر عام تھا کہ اہل جلوس مسلح تھے اور جب ان کا تصادم ہوا تو پھر ان کی کارروائی سے جاں بحق ہوئے اور کچھ کچل کر ہلاک ہو گئے۔ پشین کوئٹہ کے حاجی صالح محمد نے کہا کہ یہ واقعہ جب پیش آیا تو وہ حرم کعبہ میں موجود تھے۔ اصل واقعہ تو حرم سے دور مسجد جن اور جنت المعلیٰ کے قبرستان کے درمیان ہوا لیکن اس کی اطلاع فوری طور پر مکہ المکرمہ میں ہر جگہ پہنچ گئی جس پر حرم کے باہر ایرانیوں نے حرم کے دروازے بند کرنا شروع کر دیئے اور دنیا بھر کے حاجیوں کو اندر روکنے کی کوشش کی۔ اس پر حرم کے اندر حاجیوں میں افراتفری اور بھگدڑ مچ گئی۔ اور جب انہوں نے دروازہ کھولنے میں مزاحمت کی تو تمام عازمین حج نے ان کا مقابلہ بھی کیا اور باقاعدہ نوبت ہاتھا پائی تک پہنچی۔ انہوں نے کہا کہ قصور سراسر جلوس نکالنے والوں کا تھا۔ چکوال کے حاجی محمد حسین باجوہ نے کیم اگست کے واقعہ کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے کہا کہ جس وقت یہ واقعہ ہوا وہ حرم شریف میں تھے جو واقعہ کی جگہ "مسجد جن" سے تقریباً ۱۶ میل کے فاصلے پر ہے۔ انہیں حرم شریف میں دھماکوں کی آوازیں سنائی دیں بعد ازاں انہیں جائے وقوعہ پر موجود ایک شخص نے بتایا کہ پولیس نے مظاہرین پر فائر بریگیڈ کی گاڑیوں کے ذریعے پانی بھی پھینکا لیکن وہ منتشر نہیں ہوئے جس کے بعد آنسو گیس استعمال کی گئی۔ ایرانیوں کے ہاتھوں میں حاجیوں کیلئے مخصوص جو بیلٹ تھے ان کے نیچے بارود سلا ہوا تھا اور انہوں نے اسے بیلٹ طور پر استعمال بھی کیا۔ ہفتہ کو کراچی پہنچنے والے حاجیوں نے کیم اگست کے واقعہ پر سخت افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حجاز مقدس کو سیاست کی آماجگاہ نہیں بنانا چاہئے۔ حاجیوں کا یہ بھی خیال تھا کہ ایرانی گزشتہ کئی برس سے مظاہرے کرتے آ رہے تھے اور سعودی حکومت کو اس سلسلے میں پہلے سے احتیاطی تدابیر اختیار کر لینا چاہئیں تھیں تاکہ یہ ناخوشگوار واقعہ پیش نہ آتا۔ پاکستانی حاجیوں نے یہ بھی بتایا کہ کیم اگست کے واقعہ کے بعد سیکورٹی کے انتظامات سخت کر دیئے گئے تھے۔ لاہور کے حاجی حافظ رفیع الدین نے بتایا کہ وہ وقوعہ کے دن مکہ المکرمہ میں تھے لیکن یہ واقعہ ان کے سامنے نہیں ہوا۔ بعض عینی شاہدین نے بتایا کہ تصادم کی اصل وجہ مسجد جن پر ایرانیوں کا قبضہ تھا۔ انہوں نے کہا کہ سنا ہے کہ ایرانیوں کے احرام کے اندر چاقو اور چھرے تھے جن سے انہوں نے حملہ کیا۔ راولپنڈی کے راجہ امیر زمان نے کہا کہ اس واقعہ سے ہمارے سر دنیا بھر کی نگاہوں میں شرم سے جھک گئے ہیں۔ ہم ذلیل اور رسوا ہو گئے ہیں۔ حج کو سیاست کی نذر نہیں کرنا چاہئے۔